ربیع المجالس

تذکرہ

خواجہ محبوب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

حلقۂ رحمانی ۔ الفاروق، جہانگیر روڈ کراچی

ربیع المجالس

(تذکرہ خواجہ محبوب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ)

❁

مؤلف

صوفی سید محمد ظہیر الحسن رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

عاشق رحمانی ، کاتب رحمانی

حمد باری تعالیٰ

مالک الملک لاشریک لہٗ = وحدہٗ لا الہ الا ہو

عاشقاں جان و دل نثار کنند = بر درِ لا الہ الا ہو

مصطفیٰ یافت در شبِ معراج = خلعتِ لا الہ الا ہو

صوفیاں گر بہشت می طلبند = ذکرِ شاں لا الہ الا ہو

شمس تبریز گر خدا طلبی = خوش بخواں لا الہ الا ہو

CamScanner

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمالِہٖ

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمالِہٖ

حَسُنَتْ جَمیعُ خِصالِہٖ

صَلُّوا عَلَیہِ وَآلِہٖ

عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام

چمنے کہ تا قیامت گلِ او بہار بادا

صنمے کہ بر جمالش دل و جاں نثار بادا

بسم الله الرحمن الرحيم

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ط

آیت نمبر ۱۳ ۔ سورۃ الحجرات

ترجمہ

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی والا

وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے ۔

CS CamScanner

حدیث احسان

قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ
اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ
لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ

(متفق علیہ)

کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسان کیا ہے فرمایا
عبادت کرے تو اللہ کی اس طرح کہ گویا تو اسے دیکھتا
ہے پس اگر نہیں دیکھ سکتا تو اس کو تو وہ یقیناً
تجھ کو دیکھتا ہے۔

قول

خواجہ محبوب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

ایمان تو نام ہی

محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے

CamScanner

اجازت نامہ

یہ عاجز غلام فقیر محمد اقبال رحمانی بحیثیت سجادہ نشین خواجہ شاہ محمد فاروق محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ اور بحیثیت صدر بزم رحمانی "ربیع المجالس" تذکرہ خواجہ محبوب رحمانی کی طباعت اور نشر و اشاعت کی اجازت دے رہا ہے۔

۱۴۱۶ھ

۱۲ ربیع الاول

محمد اقبال رحمانی

(صاجزادہ محمد اقبال رحمانی)

سجادہ نشین

CamScanner

جملہ حقوق محفوظ ہیں بزم رحمانی کراچی ٹرسٹ کے نام

نام کتاب	:	ربیع المجالس
	:	(تذکرہ خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ)
مولف	:	صوفی سید محمد ظہیر الحسن رحمانی
	:	(عاشق رحمانی کاتب رحمانی)
ترتیب و پیشکش	:	محمد حنیف رحمانی (ایڈووکیٹ)
معاونین کتاب	:	سید حامد الدین ساجد رحمانی صاحب
	:	جناب محمد اختر الحق رحمانی صاحب
	:	جناب ابرار احمد صدیقی رحمانی صاحب
	:	جناب حاجی محمد موسیٰ رحمانی صاحب
	:	جناب ماسٹر رمضان رحمانی
	:	صغیر احمد رحمانی
اشاعت اول	:	اگست ۱۹۹۵ء بمطابق ربیع الاول ۱۴۱۶ ہجری
تعداد	:	۱۰۰۰ ہزار
ہدیہ	:	۲۵۰ روپے
طابع	:	اسکائی لائن پریس
کتابت	:	ہائی کمپوزنگ ماسٹرز۔ کراچی ۔ فون : 4928169
ناشر و کتاب ملنے کا پتہ	:	حلقہ رحمانی ۷/ ۵۳۸ الفاروق
	:	خواجہ شاہ محمد فاروق اسٹریٹ جہانگیر روڈ کراچی

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ نمبر
پیش لفظ	1
مقدمہ	8
خود نوشت	80
ضرورت مرشد	87
تلاش مرشد	90
خواب	93
تلاش حق	94
تقسیم ہند اور خونی انقلاب کی پیش گوئی	97
اعلی حضرت سہارنپوری کا خواب	98
پاکستان کی طرف ہجرت اور استمداد	102
مزارات اولیاء اللہ	103
ملازمت میں دیانتداری شرط ہے	103
اقسام کشف	104
فیضان امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	105
مرید کے لیے پیر ہی باب رحمت ہوتا ہے	106
عازم سوئے حرم	108
الفاظ مولف	109
مزارات اولیا پر حاضری کا طریقہ	110
حسن ظرافت	113
اصلیت نہیں چھپتی جس طرح مشک و عشق	114
مختصر حالات حج و زیارات مزارات مقدسہ	117
بارگاہ رسالت سے منصب کا عطا ہونا	119

CamScanner

فقیر کی زندگی مثل کھلی کتاب ہے 120
اولیاء اللہ معلم انسانیت اور خلق محمدی کا حسین پیکر ہوتے ہیں 124
شام دنیا 125
مختصر سوانح حیات اعلیٰ حضرت سہارنپوری شاہ انعام الرحمٰن قدوسی 131
اعلیٰ حضرت سہارنپوری کے ملفوظات 133
خلافت کیا ہے؟ 134
باطنی روشنی کا بیان 136
شیخ کامل و ناقص 138
اصول اور قانون 139
پیر کیا ہے اور کون ہے 140
حاضری کلیر شریف 141
توجہ خصوصی 142
سفارش وسیلہ 143
بیعت کے متعلق 144
تلاش حق کیا ہے 146
راہ حق کیوں کر نصیب ہو 148
موجودہ تبلیغی جماعت 149
تعلیم سلوک میں اپنا مکاشفہ و مشاہدہ سند نہیں سند قرآن و حدیث ہیں 150
ایک لطیفہ 151
دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری 152
ذکر محبوب کے سامنے نیند کیسی 153
جس طرف سے سرکار دوعالم کی سواری جاتی ہے تو عطر کی بارش ہوتی ہے 153
اہل اللہ کے اختیارات کی جھلک 156
اعلیٰ حضرت سہارنپوری کے خطوط بنام خواجہ محبوب رحمانی 157
مختلف اقوال و ارشادات خواجہ محبوب رحمانی 176

CamScanner

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہدایات 181
ارشادات محبوب رحمانیؒ در حرم نبوی 182
ارشادات عالیہ در حرم مکہ مکرمہ 187
خواجہ محبوب رحمانی کے حلقوں کے ارشادات 1972ء تا 1983ء 261
باب الکرامات 355
ایک خواب معہ تعبیراور علم تعبیر رویا 372
درد ملت و عالم اسلام کی خیرخواہی و سپاسنامے 378
رسم دستار بندی و سجادگی قبلہ بھائی جان محمد اقبال رحمانی دامت برکاتہم 387
مخدوم شہزادہ محمد ناصر میاں رحمانی دامت برکاتہم کا لنگر کا حسن انتظام 390
بزم غلام رسولؐ کے تحت محفل میلاد 390
جناب عبدالعزیز عرفی صاحب کی کتاب عرفان قادر کے اقتباس 393
تاثرات پیر محمد اجمل فاروقی فریدی چشتی 394
تذکرہ عالیہ قادریہ سے اقتباس 395
تجاویز برائے بقا و استحکام عالم اسلام بین الاقوامی طرز پر 395
قیام پاکستان اور استحکام پاکستان میں حلقہ رحمانیہ کی کاوشیں 396
مقام خواجہ محبوب رحمانی عرب و عجم کے علما اور مشائخ کی نظریں 403
تعارف مولف 415
مختصر تذکرہ خلفائے رحمانی 418
شجرہ شریف 425
ضمیمہ باب الکرامات 450
منقبتیں و سلام 458
دعائے رحمانی 465

CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

ذاتی حالات یا واقعات کسی کے بھی ہوں ان میں حسن اور کشش ہوتی ہے اور اگر یہی حالات و واقعات کسی اللہ کے ولی کے ہوں تو ان کی دل آویزی اور افادیت **اظہر من الشمس** ہے ان بزرگوں کے ملفوظات‘ مکتوبات جن کے بین السطور ان کی نورانی عرفانی شخصیت جھلک رہی ہوتی ہے اور جن لفظوں کے پردوں میں ان کی اپنی آواز سنی جاسکتی ہے۔ ان کو محفوظ کرنے‘ مطالعہ کرنے اور انھیں عام کرنے سے جہاں سچی محبت اور عقیدت کا اظہار ہوتا ہے وہیں ان سے عدم توجہی باعث خسران ہے اور ان قیمتی اثاثوں کو ضائع اور ناپید کردینے کا بھی موجب۔ یہ تزکرے اس لئے بھی مرتب کئے گئے کہ کثیر مخلوق خدا جن کو ان بزرگوں کی ذاتی صحبت نصیب نہ ہوسکی ان کے حالات وارشادات ہی کو پڑھ کر فیض یاب ہوسکیں۔ کیونکہ بزرگوں کے تذکرے اور ملفوظات بھی ان کی زندگی کی طرح مشعل راہ ہوتے ہیں اور منزل مقصود کی نشاندہی کرتے ہیں۔ صحبت اولیاء اللہ کا تو کوئی بدل نہیں لیکن ان کے حالات وارشادات سے آگاہی بھی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ ان میں بعض ایسی کتابیں اور ملفوظات بھی ہیں جن کو صاحب کتاب و ملفوظات کی حیات طیبہ ہی میں ان کے صحبت یافتہ ثقہ بزرگوں نے منضبط کرکے ان کی نگاہ کریمانہ سے گزار کر شائع کیا۔ اس طرح وہ لوگ اپنے دور کی تاریخ کو ہمیشہ کے لئے ”ضبط کن تاریخ را پائندہ شو“ حیات جاویداں دے گئے۔ محمد الدین فوق کے نام ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے خط کا ایک اقتباس پیش کیا جارہا ہے جس سے بزرگوں کے حالات کی افادیت ظاہر ہوتی ہے۔

”ڈیئر فوق‘ اہل اللہ کے حالات جو آپ نے بنام یاد رفتگان تحریر فرمائے ہیں مجھ پر بڑا اثر کیا اور بعض باتوں نے جو آپ نے اس چھوٹی سی کتاب میں درج کی ہیں مجھے اتنا رلایا کہ میں بے خود ہوگیا۔ خدا کرے آپ کی توجہ اسی طرف لگی رہے۔ زمانہ حال کے مسلمانوں کی نجات اسی میں ہے کہ ان لوگوں کے حیرت انگیز تذکروں کو زندہ کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کے زوال کی اصلی علت حسن ظن (حسن عقیدت) کا دور ہوجانا ہے۔ بھائی فوق خود بھی اس گوہر نایاب کی تلاش میں رہو جو بادشاہوں کے خزانے میں نہیں مل سکتا۔ بلکہ کسی خرقہ پوش کے پاؤں کی خاک میں اتفاقیہ مل جاتا ہے۔

والسلام

آپ کا دوست

محمد اقبال

از : سیالکوٹ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۴ء

کتاب اللہ اور احادیث مبارکہ آثار و مناقب تذکرے اور ملفوظات تاریخ انسانیت کے سب سے قیمتی اور بنیادی ماخذ ہیں۔ ان میں جس قدر جو مستند اور محفوظ ہیں اسی قدر قابل اتباع بھی۔ قرآن اگر دل ہے تو حدیث شہ رگ۔ قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری اس کے نازل کرنے والے رب کی ہے تو حدیث کے محافظ پوری امت۔ امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں بہترین امت ہے جو اچھی باتوں کا حکم دیتی ہے اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ خطبہ حجتہ الوداع میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : "میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں جن کے بعد تم پھر گمراہ نہیں ہوسکتے' ایک تو اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔" دوسری جگہ آپ کا ارشاد ہے : "کتاب اللہ و عترتی" "یہ دونوں باہم ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ جب تک حوض کوثر پر میرے سامنے نہ آجائیں" اور یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : "سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں انھیں چاہئے کہ یہ احکام اور باتیں ان لوگوں کو بتادیں جو یہاں نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی غیر موجود تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔" اور یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "تر و تازہ رکھے اللہ اس بندے کو جس نے میری بات سنی' پھر اسے یاد رکھا اور جس نے نہیں سنا اس تک پہنچادیا۔ چاہئے کہ جو حاضر ہے غائب کو پہنچاتا جائے۔ تم مجھ سے سن رہے ہو تم سے بھی سنا جائے گا اور جن لوگوں نے تم سے سنا ان سے بھی سنا جائے گا۔" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے : "خدا کا شکر ہے جس نے ہم میں ایسے لوگ بھی بنائیں جو ہمارے نبی کی باتیں یاد رکھتے ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول وحی متلو (قرآن) یا وحی غیر متلو (حدیث مبارکہ) ہیں جن کو لینے' حفاظت کرنے اور اس کی پیروی کرنے کا حکم خدا ہے۔ **وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی** (سورۃ والنجم آیت ۳۔)

"ترجمہ : اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انھیں کی جاتی ہے۔"

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا ۔(سورۃ الحشر آیت ۷)

"اور رسول نے جو کچھ تمھیں دیا ہے اسے پکڑے رہو اور جس سے انھوں نے روکا ہے اس سے رک جاؤ۔"

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ۔ (سورۃ النساء آیت ۶۴)

ترجمہ : "ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا لیکن صرف اس لئے کہ اس کی پیروی خدا کے حکم سے کی جائے۔"

بزرگان دین اور مشائخ عظام کے آثار اور ملفوظات اور ان کے تذکرے سوائے قرآن و حدیث کی تفسیر' تاویل اور توضیع کے کچھ بھی نہیں کیونکہ ان بزرگوں نے مشکوۃ نور نبوت سے بلا واسطہ یا بالواسطہ اکتساب فیض کیا ہے یہ سراج نبوت کے جلائے ہوئے چراغ ہیں۔ چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہے۔

CamScanner

؎ یک چراغ است دریں خانہ کہ از پر تو آں   ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

بقول سیدنا غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ **کل حقیقتہ ردتہا شریعتہ فھی زندقتہ** ہر وہ حقیقت جو شریعت کے خلاف ہو زندیقی ہے۔ قرآن و حدیث اور آثار کا یاد کرنا محفوظ رکھنا اور دوسروں تک پہنچادینا حکم خدا اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی سنت کی اتباع میں بہت سے علوم اسلامیہ کا اجراء ہوا جیسے تفاسیر، احادیث، فقہ اور علم اسماء الرجال جس کے ذریعے آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔ ذات رسالت ماٰب صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ علیہم رضوان نے دو طرح کے علوم حاصل کئے اور دونوں علوم اپنے متبعین کو منتقل کئے جس میں کا ایک علم، علم سینہ اور دوسرا علم سفینہ ہے یا یوں کہئے کہ ایک کا حاصل صدق حال اور دوسرے کا صدق مقال ہے یعنی ایک کے جاننے والے مشائخ عظام اور دوسرے کے جاننے والے علمائے دین ہیں۔ علم ایک ایسی صفت ہے جس سے متصف ہوکر بیگانہ یگانہ اور جاہل عالم ہوجاتا ہے۔ قرن اولیٰ میں مطلق "علم" کا لفظ حدیث کے معنی میں مستعمل تھا۔ اکثر علمائے دین نے تحصیل علم درس و تدریس سے فراغت کے بعد علم سینہ کی تلاش میں شیخ کامل کی غلامی اور صحبت کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا۔ برس ہا برس ریاضات، مجاہدات کئے صحبت شیخ میں رہ کر تکمیل سلوک کی۔ عطائے رسول قطب وحدت خواجہ خواجگان سیدنا معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کامل بیس برس شب و روز اپنے شیخ کے حضور میں رہے۔ جمعیت بغیر صحبت شیخ کے حاصل نہیں ہوتی۔ صاحبان علم و فضل ہی صحبت اولیاء سے مستفیض ہوکر رشد و ہدایت کے امام وقت ہوئے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تحصیل علم اور ریاضات اور مجاہدات کے بعد صحبت شیخ کا حاصل کیا؟ آیئے، جواب کے لئے ملفوظات، مجدد مائۃ حاضرہ موید ملت طاہرہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے رجوع کرتے ہیں۔ برکات اولیاء کرام کے ذکر میں فرمایا۔ سیدالطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ بیمار ہوئے۔ آپ کا قارورہ ایک نصرانی طبیب کے پاس گیا۔ وہ بغور دیکھتا رہا، پھر دفعتاً کہا **اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمد ا عبدہ ورسولہ** لوگوں نے ایمان لانے کا سبب پوچھا، کہا میں دیکھتا ہوں یہ قارورہ ایسے شخص کا ہے جس کا جگر عشق الٰہی نے کباب کردیا۔ اللہ اکبر! ان بزرگوں کا بول وہ ہدایت کرتا ہے جو دوسروں کا قول نہیں کرتا۔ آپ نے دیکھا اولیاء کرام کا وجود کس قدر فیض رساں ہے۔ یہ اس طائفہ کے افراد ہیں جن کے لئے آسمانوں سے نزول باران رحمت ہوتا ہے اور جن کے لئے دریاؤں کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں۔ یہی نگینے ہیں جو صحبت میں تراشے اور جلا دیئے گئے۔ پھر مسند ارشاد پر بٹھائے گئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھیں صحیح معنوں میں نائب **رسول فی الارض حجتہ الحق علی الخلق** ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہی گروہ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "**بعثت لاتمم مکارم الاخلاق**" (میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔) کی تفسیر مظہری ہیں۔ انہی قلب و نگاہ کے پاکبازوں

نے جولان گاہ عشق کو نئے افق اور اولعزم انسان عطا کئے۔

میرے ولی نعمت والد بزرگوار خواجہ شاہ محمد فاروق رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق خانوادہ چشتیہ' صابریہ سے ہے۔ گو ماذون چاروں سلاسل سے ہیں۔ اس لئے سیرالاولیاء سے ایک واقعہ کو اپنے لئے موجب امتنان اور تشکر سمجھتا ہوں جس سے ملفوظات اولیاء کرام کی افادیت روز روشن کی طرح عیاں ہوجائے گی۔ مولانا علاء الدین نیلی رحمتہ اللہ علیہ کے واقعہ میں لکھا ہے کہ آپ عالم علوم ربانی حافظ کلام رحمانی اور عالم راز تھے۔ اپنے پیر بھائیوں میں تصوف کے غوامض اور رموز کے بیان حل کرنے میں بے مثل اور سب سے آگے تھے۔ انہوں نے اپنی آخری عمر میں فوائدالفواد جو سلطان المشائخ جہانگیر عالم خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے ملفوظات ہیں۔ اپنے مبارک قلم سے نقل کرکے اس کتاب کو اپنے پاس رکھا ہوا تھا اور مطالعہ کرتے تھے۔ اسے اپنا ورد بنا رکھا تھا۔ جب مولانا نیلی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے پاس اس قدر کثرت سے کتابیں ہیں لیکن اب آپ سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات کے علاوہ کسی سے رغبت نہیں رکھتے تو مولانا نے فرمایا۔ اے غافلو! سلوک اور دوسری کتابوں سے جہاں بھرا پڑا ہے۔ لیکن میرے مخدوم میرے شیخ کے روح افزاء ملفوظات جو میری نجات کا باعث ہیں کہاں سے پاؤں گا۔ ملفوظات پیر جہاں مریدوں کے لئے باعث فلاح دارین ہوتے ہیں وہیں دیگر راہ سلوک کے سالکین کے لئے بھی اپنے اندر بے پناہ کشش اور حسن عمل کا خزینہ رکھتے ہیں کیونکہ "اولیاء اللہ کنفس واحدۃ" اولیاء اللہ ایک نفس واحد کی مانند ہیں۔ میرے شیخ طریقت آشنائے شریعت واقف حقیقت عارف معرفت خواجہ شاہ محمد فاروق محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ نے ۴۵ سال سلوک سادے عام فہم اور اس قدر دلنشین انداز میں بیان فرمایا خود عمل کیا اور کروایا جو اپنی نظیر آپ ہے۔ آپ کو تفسیر صوفیانہ میں ملکہ خاص عطا ہوا تھا۔ ان تمام سالوں میں آپ کی جلوت اور خلوت کبھی بھی سالکین باصفا سے خالی نہیں رہی۔ سفرو حضر ہردو صورتوں میں کاتبین ارشادات عالیہ کا ایک ایک حرف لکھتے جاتے۔ کبھی کبھی آپ اس لکھے ہوئے کو سماعت بھی فرماتے۔ سینکڑوں ڈائریاں ان ملفوظات کی اب بھی محفوظ ہیں۔ کاتبین میں جناب سید صوفی محمد ظہیرالحسن رحمانی عاشق رحمانی اور کاتب رحمانی جناب صوفی نذر محمد رحمانی' جناب صوفی نور محمد رحمانی' جناب سید حامدالدین ساجد رحمانی' جناب اخترالحق رحمانی وغیرہ ھم قابل ذکر ہیں۔ شروع شروع میں ہر ہفتہ دو حلقے ذکر و فکر بروز جمعرات اور ہفتہ ہوتے۔ بعد کو تادم وصال ایک حلقہ بروز جمعرات ہوتا رہا جو اب بھی ہوتا ہے۔ حلقہ شدید بخار میں ۱۰۴ اور ۱۰۵ ڈگری میں بھی کبھی ناغہ نہیں کیا۔ ان حلقوں کی کیسٹیں بلا مبالغہ ہزاروں ہوں گی۔ سیٹھ جناب محمد یعقوب رحمانی' جناب محمد اشرف حمیری رحمانی جناب غلام اعظم رحمانی نے اس دلنواز اور کیف پرور آواز کو جو **الست بربکم کے جواب میں قالو بلا کامست و مخمورعہد** عبدیت ہے محفوظ کر رکھا ہے۔ یہ عہد عبدیت ہمیں بار بار یہ یاد دلاتا ہے کہ عبدیت ہی کمال عبد ہے۔ عبدیت کا

متحقق ہوجانا یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار کو ترک کرکے (تو ہے صدا اس کی آپ بے صدا ہوجا) کا مصداق ہوجائے۔ بندہ اپنی پہچان سے اپنے رب کو پہچان لے۔ جو جس قدر اپنے کو پہچان لیتا ہے اسی قدر اپنے رب کی معرفت رکھتا ہے۔

تخلیق انسانی کا مقصد

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون(آیت ۵۶ الذاریات)

(نہیں پیدا فرمایا جن و انس کو، مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔) **لیعبدون** سے جہاں رب کی بندگی مراد ہے وہیں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کے مطابق **لیعرفون** یعنی معرفت رب بھی مراد ہے۔ جملہ عبادات اور تمام کی تمام اطاعات اور کل شریعتیں محض اس لئے قائم کی گئیں ہیں کہ دنیا میں توحید کو قائم کیا جائے اور مخلوقات کو اپنے رب کی معرفت حاصل ہوجائے۔ لہٰذا جب یہ معرفت حاصل ہوگئی تو اصل مقصد زندگی حاصل ہوگیا۔ یہ معرفت رب ہے کیا؟ اور یہ اپنی پہچان پر کیوں موقوف ہے؟ بڑی مشہور حدیث مبارکہ ہے روای ہیں حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ : "میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔" اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے سبب سے ہر چیز پیدا فرمائی۔" اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو واسطہ مصدر کائنات اور باعث تخلیق عالم و آدم بنایا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (مدارج النبوت)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "وجود عالم" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اقدس پر موقوف ہے۔ مرتبہ ایجاد میں صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باقی سب عکس و پرتو۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں "تمام عالم" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کا ظہور ہے۔ عالم کہتے ہیں، ماسوائے خدا کو حضور اکرم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے لیتے ہیں اور کل کائنات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی معنی ہیں اس حدیث مبارکہ کے : "اللہ دینے والا اور میں تقسیم کرنے والا۔" غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ "**وما ارسلنک الا رحمتہ اللعالمین**" (**الانبیاء یت ۱۰۷**)(اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا رحمت، مگر سارے جہانوں کے لئے) "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب وجود" ہیں اور کل مخلوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتاب وجود سے فیضان حاصل کررہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فیضان وجود اللہ تعالیٰ کی ذات سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

CamScanner

ذات سے تمام ممکنات کو وجود کا فیض حاصل ہوا۔ لہٰذا وجود نعمت ہے۔ کل موجودات نعمت وجود میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو ذات کسی وجود کا سبب اور واسطہ ہو وہ یقیناً اس کے لئے رحمت ہے۔ رحمت کی حاجت ہوتی ہے اور جس چیز کی حاجت ہو وہ محتاج سے پہلے ہوتی ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود باجود منبع فیضان وجود عالم اور عالمیان ہیں۔ سید الاولین و آخرین ہر چیز کے وجود کا سبب ہیں اور ان ہی سے ہر چیز کا وجود ہے۔ (حوالہ ابریز)

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا' وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو جان ہیں وہ جہان کی' جان ہے تو جہان ہے

آیئے میں اپنی بات کو اور مختصر کروں۔ جب آپ نے اپنے وجود کو اصل کا عکس پر تو مان لیا تو اب ہر شے اپنی اصل سے قائم ہے اور اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے اور اپنی اصل سے فطری محبت رکھتی ہے۔ یہ جذبہ محبت وہ جذبہ ہے جو ایک پوشیدہ خزانے کو بطون سے ظہور میں لایا اور خود آپ اپنا فریفتہ ہو کر اپنی تلاش میں ہر آن نئی شان سے سرگرداں ہیں۔ محبت ایک کشش ہے ساری کائنات اسی کی اسیر ہے۔ محبت کے انتہائی مرتبے کا نام عشق ہے جو انسانوں کے لئے مخصوص ہے۔ عشق وہ سلامتی والی آگ ہے جو غیریت وہمی کو سرد کر دیتی ہے۔ رنگ کا منتہا بے رنگی اور عشق کا منتہا فنائے تام۔ فنا رویت بندگی سے بقا مشاہدہ حق میں۔

عاشقی چیست بگو بندہ جاناں بودن دل بدست دیگرے دادن و حیران بودن

خلاصہ تخلیق انسانی کا مقصد :

انسان کی تخلیق کا مقصد معرفت رب۔ معرفت کے لئے وجود۔ وجود کا قیام آفتاب وجود سے۔ آفتاب وجود ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا منتہا معرفت ہے عرفان حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فرق مراتب کے لحاظ سے کامل معرفت تو ممکن ہی نہیں۔ ہماری حقیقت اور کائنات کی اصل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اقدس پر موقوف ہے۔ جب آپ اپنی حقیقت سے واصل ہوئے جو واصل تجی بھی اور کائنات کی اصل بھی ہے تو بیک وقت آپ اپنی حقیقت کے بھی عارف ہوئے اور کائنات کے بھی۔ اس مقام کا عارف کائنات کو رائی کے دانے کے برابر دیکھتا ہے۔ اس میں تصرف کرتا ہے اور جو تصرف کرتا ہے وہی قریب ہوتا ہے۔ محب ہوتا ہے محبوب ہوتا ہے' مددگار ہوتا ہے' صدیق ہوتا ہے یعنی ولی اللہ ہوتا ہے۔ ولی کہتے ہی اس کو ہیں جو اللہ کو جانتا اور پہچانتا ہو۔ یعنی رب کی معرفت رکھتا ہو۔ معرفت اس وقت تک حاصل ہی نہیں ہو سکتی جب تک کامل اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ کی جائے۔ یہ اتباع جس قدر قوی ہوگی اسی قدر مدارج ولایت طے ہوں گے۔ آخر ایک وقت ایسا آئے گا جب بندہ قبع ظل محبوبیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں آجائے گا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا

CamScanner

محبوب بن جائے۔

الحمدللہ میرے قبلہ عالم خواجہ کج کلاہ کا اسم گرامی محمد فاروق اور لقب خواجہ (محبوب رحمانی) اسم بامسمی ہے۔ دنیا میں وہ چند نفوس قدسیہ ہیں جن کے نام نامی کا جز لاینفک "محبوب" ہے۔ آپ کی ذات والا صفات وہ ہے جس پر محبت مرتی ہے، مٹتی ہے، لٹتی ہے۔ یہ تحدیث نعمت ہے اس کا شکر تمام سلسلہ عالیہ رحمانیہ پر لازم ہے۔ شکر اس بات کا متقاضی ہے کہ مقصد حیات خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کا خوب خوب چرچا کیا جائے۔

مقصد خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ یہ ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد کثرت سے کیا جائے۔

اس کے لئے جشن عید میلاد النبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنایا۔ میلاد مصطفیٰ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرات (خزینہ محبت) کو کائنات میں اور بالخصوص ارض پاکستان میں بکھیرنا ہے۔ اس کے لئے آپ نے اپنی اولاد صلبی اور معنوی کی خصوصی تربیت کی۔ عوارف المعارف میں ایک حدیث مبارکہ بیان ہوئی۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے : "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم چاہو تو میں تمہارے سامنے قسم کھاکر یہ کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو وہی افراد محبوب ہیں جو اس کے بندوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے جذبے کو بیدار کرتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔" خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کا اللہ کے بندوں سے محبت اور خدمت کا یہ حال تھا کہ اکثر محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فرمودہ نقل کرتے کہ، "بازار قیامت میں کسی سامان کی اتنی پرسش نہ ہوگی جتنی شکستہ دلوں کو راحت پہنچانے کی۔ مومن کا دل محل اسرار ربوبیت ہے۔" ہمیشہ زیر عمل رہا۔ تربیت مریدین کے سلسلے میں آپ اکثر یہ فرماتے کہ، "میں آپ لوگوں کو اپنے جیسا نہیں بلکہ اپنے سے بہتر بنانا اور دیکھنا چاہتا ہوں۔"

ان چند معروضات کے بعد کلام ملوک ملوک الکلام کی ابتدا کررہا ہوں یعنی ربیع المجالس تذکرہ خواجہ شاہ محمد فاروق محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کی اجازت دے رہا ہوں کہ اس کو طبع کرکے شائع کردیا جائے۔

ان ہی کی باتیں سنا رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

ارشاد خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ ہے :

"جو اپنے ارادوں میں صادق ہیں جس کو یقین کامل ہے اور جس کو تلاش حق ہے وہی اپنی مراد کو پہنچے گا۔ وہی اپنی منزلوں کو طے کرے گا۔ اے عزیز من! جس کو آداب دوست حاصل ہے، جس کو آداب بزرگ حاصل ہے، جس کو آداب محفل حاصل ہے، وہی اپنی مراد کو پہنچے گا، وہی اپنی منزلوں کو طے کرے گا۔"

صاحبزادہ محمد اقبال رحمانی
سجادہ نشین

CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

گروہ صدیقین، یعنی اولیاء اللہ ہی اپنے ادوار میں تجدید و احیاء دین ملت کے امام رہے ہیں۔

الحمد لله رب العالمين سب تعریفیں اللہ جل شانہ کے لئے ہیں جو رب ہے عالمین کا، جس نے حامد، حماد، حمود، محمود، احمد، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمین کے لئے رحمت بنایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حمید کی بارگاہ میں حمد کرنا، گویا تمام کائنات کی طرف سے شکر ادا کرنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : **لااحصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک**(میں تیری ثناء کا شمار نہیں کرسکا تو ایسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی حمد کی۔) **ماعرفناک حق معرفتک**(میں تیری معرفت نہیں پاسکا جیسا کہ اس کا حق ہے۔) بے حساب درود و سلام ہوں۔ اتصاف سے مجرد احدیت متصف بہ صفات واحدیت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : "**من رانی فقد رائی الحق**(جس نے مجھے دیکھا بے شک اس نے حق کو دیکھا) یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : "لم یعرفنی حقیتہ غیر ربی یا ابابکر۔ (میری حقیقت کو سوائے میرے رب کے کسی نے نہیں پہچانا اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بے حساب رحمتیں اوز برکتیں ہوں، میرے پیر و مرشد خواجہ خواجگان صدر و الصدور بحر معرفت دل بند رسول حضرت خواجہ شاہ محمد فاروق محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ پر اور ان کے پیران عظام پر اور آپ کے خانوادہ پر جو مرتبہ احسان پر فائز ہوکر زمرہ محسنین میں آگئے۔

والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولیئک ھم المتقون(سورۃ الزمر آیت ۳۳)

(اور جو سچ بات لے کر آئے اور جنہوں نے اس کی تصدیق کی وہی کامل متقی ہیں۔) گروہ انعمت علیھم میں سرخیل انبیاء علیھم السلام ہیں ان کے بعد صدیقین شہدا اور صالحین۔

ومن یطع اللہ والرسول فائولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصالحین (آیت ۶۹ سورۃ النساء)

"اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا جو انبیاء علیہ السلام ہیں اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں۔"

واتبع سبیل من اناب الی(سورۃ لقمن آیت ۱۵)

"جس کا میلان میری طرف ہو اس کی اتباع کرو۔"

یاایہاالذین اٰمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصدقین (آیت ۱۱۹ سورۃ التوبہ)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور سچوں کے ساتھ رہو۔"

یہ آیت جہاں سچوں کی صحبت کا حکم دیتی ہے وہیں اس آیت سے تصور شیخ کا جواز بھی نکلتا ہے۔

مندرجہ بالا آیات مبارکہ اسانید ہیں اس بات پر کہ صدیق متقی ہیں اور متقی اولیاء اور ان کی پیروی کا ہمیں حکم ہوا ہے۔ یہی وہ گروہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کو تمام کیا۔ ان ہی نفوس قدسیہ کی وجہ سے قیامت تک انسانیت نجات حاصل کرتی رہے گی اور یہی ہر دور میں رشد و ہدایت کے امام اور نجات دہندہ ملک و ملت رہے ہیں۔ اسلام کی بقا اور تسلسل کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ایسے مصلح اور مجدد عطا فرمائے جو دین متین کو تازہ اور امت مسلمہ کو ہمیشہ سرگرم عمل رکھے گیں۔ یہ افراد دماغی، علمی، اخلاقی اور روحانی اعتبار سے اپنے زمانے میں نہ صرف ممتاز رہے بلکہ ظلالت کی ہر نئی ظلمت کے لئے ان کے پاس کوئی نہ کوئی ید بیضا رہا۔ یہ اولیاء اللہ باغ عالم میں دست قدرت کے لگائے ہوئے پھول ہیں۔ جن میں کا ہر ایک پھول اپنے رنگ اور اپنی مہک میں منفرد ہے۔

ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است

ان ہی کے قدوم میمنت لزوم نے کفر و معصیت کے اندھیروں کو مبدل بہ نور کردیا کیونکہ یہ چمکانے والے چراغ کا پرتو ہیں۔ میں اس مقدمے کے عنوان کے تحت اپنے شیخ طریقت بحر معرفت دانائے سر حقیقت دلبند رسول صدر الصدور غوث الوقت خواجہ شاہ محمد فاروق محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کے تاریخی کردار اور آپ کی خدمت دین و ملت کو درزمرہ اولیائے امت اجمالی طور پر دیکھانا چاہتا ہوں۔

اس مقدمہ میں مختلف کتب سے استفادہ کیا گیا ہے جن کے حوالہ جات اختتام مقدمہ پر دیئے جائیں گے۔

یہ اسلام کا اعجاز ہے کہ جہاں کہیں اسے خارجی طور پر دھچکہ لگا تو ٹھیک اسی وقت خود اس کے بطن سے ایک ایسی قوت نے جنم لیا جس نے اسے دوبارہ پہلے سے زیادہ آب و تاب بخش دی۔ فقراء کی ایک ایسی بے سرو سامان جماعت اٹھی جس نے صفا کی چوٹی سے بلند ہونے والی آواز حق کی گونج کو نسیم صبح بناکر چمنستان دہر کے کونے کونے میں پھیلادیا۔ آج کون اس بات سے انکار کرسکتا ہے کہ دور و دراز ممالک میں قلب و نظر کے سومنات کس گروہ نے فتح کئے۔ تو یہی وہ گروہ ہے جو اپنی درویشی و سادگی قلب و نگاہ کی پاک بازی حسن و کردار کی عفت کی بدولت ہر جگہ توحید اور اعتبار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال داستانیں رقم کرتا چلا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان بزرگوں نے ملت کے عروق مردہ میں نئی روح پھونکی۔ زوال و انحطاط کے زمانے میں تجدید و احیائے دین و ملت کے نئے راستے تلاش کئے۔

یورپ کے مستشرقین جب اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو انھیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کا سیاسی زوال کبھی ان کے دینی نظام کو تباہ نہ کرسکا۔ بلکہ بقول پروفیسر ہٹی HITTI اکثر ایسا ہوا کہ سیاسی اسلام کے تاریک ترین لمحات میں مذہبی اسلام نے نہایت شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ ہالینڈ کے ایک فاضل لوکے گارڈ Locke Gard نے دبے الفاظ میں اس بات پر استعجاب کیا ہے کہ گو اسلام کا سیاسی زوال تو بارہا ہوا لیکن روحانی اسلام میں ترقی کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا۔ انگلستان کے ایک اور مشہور ذی العلم پروفیسر گب H.A.R.Gibb نے ایک دفعہ آکسفورڈ یونیورسٹی مجلس کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ تاریخ اسلام میں بار بار ایسے مواقع آئے ہیں کہ اسلام کے کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا۔ لیکن بایں ہمہ وہ مغلوب نہ ہوسکا اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تصوف یا صوفیاء کا انداز فکر فوراً اس کی مدد کو آجاتا اور اس کو اتنی قوت اور توانائی بخش دیتا تھا کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہ کرسکتی تھی۔ پروفیسر گب کی رائے نہایت اہم ہے۔ اسلامی تاریخ میں صوفیاء کے کارنامے یقیناً اس نظر سے خاص توجہ کے مستحق ہیں۔ مسلمانوں کی ملی زندگی میں جب کوئی مشکل مقام آیا تو ان ہی بزرگوں نے بصیرت و حکمت کے ساتھ نامساعد حالات کا مقابلہ کیا۔ ان کا ہاتھ ملت کی نبض پر اور ان کا دماغ تجدید و احیاء کی تدبیریں سوچنے اور ان پر عمل کرنے میں مصروف رہا تاکہ اس حکم خداوندی کی تعمیل ہو۔

ولتکم منکم امۃ یدعون الی الخیر بالمعروف وینھون عن المنکر۔

"تم میں ایک امت ہونا چاہئے جو خیر کی طرف بلائے اور ممنوعات سے روکے۔" آپ نے دیکھا کہ یہ مستشرق جو مسلمان نہیں ہیں مگر کتنی سچی اور نپی تلی رائے رکھتے ہیں۔ تصوف اور صوفیاء کے بارے میں۔ اب آیئے ذرا اپنوں کی رائے معلوم کرلیں تاکہ اہل تصوف کے صحیح خد و خال سامنے آسکیں۔

صوفیاء ہدایات یافتہ اور انعام یافتہ گروہ ہے جس کی ہدایت اور پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو منجانب اللہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اس لئے تم ان ہی کی ہدایت کی پیروی کرو۔

محمد بن علی القصاب رحمتہ اللہ علیہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے استاد ہیں فرماتے ہیں' "تصوف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اعمال کا نام ہے جو انھوں نے ایک مبارک عہد میں شرفاء اور صلحا کے ایک گروہ کے سامنے انجام دیئے۔" حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "یہی تصوف ہے کہ تیرے اور تیرے رب کے درمیان پردہ حائل نہ رہے۔" داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں' "تمام حظوظ نفسانیہ کے ترک کا نام تصوف ہے۔" شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا طریقہ ہردم اور ہر لحظہ کتاب و سنت کی موافقت کرنا تھا۔ تصوف ہمہ تن سنجیدگی ہے۔ تصوف نام ہی اخلاق حمیدہ کا ہے۔ تصوف علم ہے نہ رسم۔ بلکہ مشائخ رحمتہ اللہ علیھم کے خاص اخلاق کا نام ہے۔ تصوف کی بنیاد دو چیزوں پر ہے۔ محبت الٰہی اور معیت ذات۔ صوفی کون ہے؟ خواجہ

عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "صوفیاء وہ ہیں جو اپنی عقلوں اور قلوب کو مصائب و آلام کے باوجود ثابت قدم رکھتے ہیں اور نفس کے ہر شعلہ شرانگیز کو مرشد کامل کی اتباع سے سرد کردیتے ہیں۔ صوفیاء کی زندگی کا اہم ترین مقصد تعلیم اخلاق ہے۔" ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "صوفی وہ ہے جو نہ کسی کا مالک ہو' نہ کسی کی ملک ہو" صوفی وہ ہے جہاں اس کا دل ہو' وہیں اس کا جسم ہو' جہاں اس کا قدم ہو وہیں اس کا قول ہو۔ صوفی اپنے وجود سے غائب ہوکر ذات سرمدی کے ساتھ حاضر ہوتا ہے بلکہ حاضر بحق بھی ہو اور حاضر بخود بھی۔ شیخ احمد ملثم رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ نہ کوئی قطب بن سکا' نہ اوتاد اور نہ ولی جب تک اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں کی اور ان کے آداب بجا نہ لایا۔ حقیقی تصوف مذہب کی روح' اخلاق کی جان اور کمال ایمان ہے۔ اس کی آساس شریعت ہے۔ اس کا سرچشمہ قرآن و حدیث ہے جو ان اوصاف کا حامل ہو وہی صحیح معنوں میں پیر و مرشد ہے۔ خواجہ محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ' "پیر ایسا ہونا چاہیئے جو احکام شریعت' طریقت اور حقیقت کا علم رکھتا ہو۔ اگر ایسا ہوگا تو خود کسی نہ مشروع چیز کے لئے نہ کہے گا۔" بزرگان سلف کا قاعدہ تھا کہ وہ تہذیب الاخلاق اور نشر اعمال نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کو سب چیزوں پر فوقیت دیتے۔ خود بھی ان پر عمل کرتے اور دوسروں سے کرواتے۔

خلاف پیمبر کسے راگزید   کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

اب تک کی معروضات گروہ صدیقین کے اخلاق و سیرت کے بارے میں تھیں اب اسی گروہ کے چند ایک نفوس قدسیہ کو جن میں کا ہر ایک مینارہ نور ہے کے عملی کردار کو تاریخ و سیر کے آئینہ میں ملاحظہ کیجئے۔

امور دین و دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل حجت قطعی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ : "تم پر میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سنت کا اتباع فرض ہے۔" حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ' "میرے بعد کے لوگوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی تقلید کرو۔"

صدیق عکس حسن کمال محمد است   فاروق ظل جاہ و جلال محمد است
عثمان ضیاء شمع جمال محمد است   حیدر بہار باغ و خصال محمد است

امیرالمومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خلیفہ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

عبداللہ نام' ابوبکر کنیت' صدیق اور عتیق لقب' آپ بنو قریش کے قبیلے بنو تمیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا

سلسلہ نسب چھٹی پشت میں مرہ بن کعب پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ اسلام سے قبل آپ ایک متمول تاجر کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کی دیانت، عفت، راست بازی، پارسائی، امانت اور رحمدلی کا خاص شہرہ تھا۔ آزاد اور بالغ مردوں میں آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔ آپ کی کاوشوں سے معدن اسلام کے سب سے تاباں و درخشاں جواہر مشرف بااسلام ہوئے، مثلاً سیدنا حضرت عثمان بن عفان، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمان بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبداللہ، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم۔ جن غلاموں اور لونڈیوں نے صدیقی جود و کرم کے ذریعے اپنے مشرک اور ظالم آقاؤں کے پنجہ ستم سے نجات پائی وہ یہ ہیں۔ حضرت سیدنا بلال، عامر بن فہیرہ، نزیرہ، نہدیہ، جاریہ، مومل اور بنت نہدیہ علیہم رضوان۔ تعمیر مسجد نبوی کے لئے قطعہ زمین سہل اور سہیل جو دو یتیم بچے تھے ان سے سونے کے دس دینار کے عوض آپ نے خریدی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ نے غالباً سترہ نمازوں کی امامت فرمائی۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے داہنے پہلو میں بیٹھ کر نماز ادا کی۔ آپ حضور اکرم صلی اللہ کی بارگاہ کے محبوب اور محرم اسرار نبوت تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے کچھ دن پہلے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا : "ابوبکر اپنی صحبت اور مال کے لحاظ سے میرا سب سے بڑا محسن ہے۔" دوسری جگہ آپ کا ارشاد ہے : "اگر ابوبکر کا ایمان میری تمام امت کے ساتھ تولہ جائے تو البتہ ابوبکر کے ایمان کا پلہ بھاری رہے گا۔"

آیئے کچھ وقت کے لئے میرے ساتھ اپنی درخشاں تاریخ کی ورق گردانی کرلیجئے۔ ابھی وجود مسعود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مستور حیات ابدی ہوئے کچھ دن گزرے ہیں۔ امت مسلمہ اس ارتحال جانکاہ سے بے جان ہے کہ منکرین زکوٰۃ، جھوٹے مدعیان نبوت اور مرتدین اسلام دعوت جہاد دے رہے ہیں۔ ساتھ ساتھ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہم بھی درپیش ہے جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں شام پر حملے کا حکم دیا تھا۔ جیش اسلامی کی مدینتہ النبی سے روانگی ایسے وقت میں مختلف محاذوں پر دشمنوں کی یورش۔ انہی حالات پر نظر رکھتے ہوئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتی مصلحتوں کی خاطر امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ مشورہ دینا کہ فی الحال منکرین زکوٰۃ سے جہاد نہ کیا جائے۔ غور فرمایئے کیسا نازک موڑ ہے جن کی رائے وحی اور کتاب کے موافق تھی وہ ایک طرف۔ پیکر صدق و یقیں صدیق اکبر، دوسری طرف آپ فرماتے ہیں : "خدا کی قسم میں منکرین زکوٰۃ سے رسی کے اس ٹکڑے یا بکری کے اس بچے کے لئے بھی جہاد کروں گا جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دیتے تھے۔ چاہے مجھے تن و تنہا کیوں نہ جہاد کرنا پڑے۔" اس عظیم فیصلے نے قیامت تک کے لئے یہ حقیقت ثابت کردی کہ اب سوائے قول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی حکم نافذ العمل نہیں ہوسکتا۔ چاہے ساری دنیا اور نام نہاد جمہوریت متحدد و متفق ہوجائے۔ مقنن رسول خدا صلی اللہ علیہ

وسلم ہیں تو مترجم صدیق۔ کتاب و حدیث کی وہی توضیح اور تشریح صحیح اور قابل عمل ہے جو صدیقین کریں۔ (العلماء ورثتہ الانبیاء علمائے حق ہی انبیاء علیہ السلام کے وارث ہیں۔ وراثت کسبی نہیں ہوتی یہ منتقل ہوتی ہے لہٰذا عالم وہ ہے جو متابع سنت رسول ہو اور واقف کمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ اگر اس کے علاوہ ہے تو عالم سوء ہے نہ کہ عالم حق۔

امیرالمومنین سیدنا عمربن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنے رب سے مانگا اور یہ دعا کی تھی کہ ‘ ”اسلام کو عمربن ہشام (ابوجہل) یا عمربن خطاب سے معزز کر۔“ قسام ازل نے دولت ایمان سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدر میں لکھ دی تھی **ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**

ترمذی شریف میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے : ”**ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ**“(بے شک خدا نے عمر کی زبان اور دل کو حق کا مرکز بنادیا۔“ پھر یہی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کسی معاملہ آپڑنے کی حالت میں جب کہ دیگر لوگوں نے بھی اس پر رائے زنی کی ہو اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کی بابت کچھ کہا ہو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ قرآن کا نزول حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے کے قریب قریب نہ ہوا ہو۔ بلکہ یہ آیت ”**من کان عدوالللہ و ملائکتہ ورسولہ وجبریل ومیکالہ فان اللہ عدو اللکافرین (سورۃ البقرہ یت ۸۹**)(اور جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا‘ تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔) حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ‘ یہ آیت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر نازل ہوئی یعنی بالکل ان ہی کے کہنے کے مطابق اللہ نے بھی فرمایا۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے : ”اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ **لولم البعثت لبعثت**“اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اگر میں مبعوث نہ فرمایا گیا ہوتا تو تم پیغمبر ہوتے۔“ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر غزوات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ آپ کے دور خلافت میں عراق‘ شام‘ مصر اور بیت المقدس فتح ہوئے یعنی قیصر و کسریٰ اور سلطنت رومہ مسلمانوں کے زیر نگیں آگئے۔ عراق کی پیمائش کرائی‘ قابل زراعت اراضی کا بندوبست کیا۔ عشر و خراج کا طریقہ صحیح طریقہ سے منضبط کیا۔ شام اور مصر میں لگان تشخیص کیا۔ تمام ملک میں مردم شماری کرائی۔ ہر ضلع میں باقاعدہ عدالتیں قائم کیں۔ قاضیوں کی معقول تنخواہیں مقرر کیں۔ ۵۰۰ درہم سے ایک ہزار ۱۰۰۰ درہم ماہانہ تنخواہ تھی۔ ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے احداث (پولیس) کا محکمہ قائم کیا۔ سب سے پہلے جیل خانہ بنوایا۔ مدینہ منورہ میں بیت المال قائم کیا۔ اور اسی طرح تمام

اضلاع اور صوبہ جات میں اس کی شاخیں قائم کیں۔ تعمیرات، محکمہ تعمیرات قائم کیا۔ سڑکیں، پل، فوجی ضروریات کے لئے قلعے، چھاؤنیاں اور بارکیں تعمیر کروائیں۔ مدینہ منورہ سے لے کر مکہ معظمہ تک ہر منزل پر چوکیاں، سرائیں اور چشمے تیار کرائے۔ تمام ملک میں نہریں کھدوائیں۔ آپ نے نہایت کثرت سے نو آبادیاں قائم کیں۔ یہ شہر آباد ہوئے (بصرہ، کوفہ، فسطاط، موصل) فوجیوں کے لئے اصول اور ضوابط بنائے۔ جن لوگوں کی جتنی تنخواہیں مقرر ہوئیں اتنی ہی ان کے غلاموں کی بھی مقرر ہوئیں۔ ہر سپاہی کو تنخواہ کے علاوہ کھانا اور کپڑا بھی ملتا تھا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنخواہ اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ مقرر کی۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عذر کیا تو آپ نے فرمایا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تجھ سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم کبھی نرم و ملائم کپڑے سے مس نہیں ہوا بدن پر بارہ بارہ پیوند کا کرتہ، سر پر پھٹا ہوا عمامہ اور پاؤں میں پھٹی ہوئی جوتیاں ہوتی تھیں۔ اقلیم زہد کے شہنشاہ اسی حالت میں قیصرو کسریٰ کے سفیروں سے ملتے۔ ایک دفعہ دیر تک گھر میں رہے۔ باہر آئے تو لوگ انتظار کر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ پہننے کو کپڑے نہ تھے۔ اس لئے ان ہی کپڑوں کو دھوکر سکھا کر پہن کر باہر آئے ہیں۔ غذا میں معمولاً روٹی اور روغن زیتون دستر خوان پر ہوتا تھا۔ بحرین سے مال غنیمت سے مشک اور عنبر آیا تو اس کو تقسیم کرنے کے لئے کسی ایسے شخص کی تلاش ہوئی جس کو عطریات کے وزن میں دستگاہ ہو۔ آپ کی بیوی عاتکہ بنت زید جو اس کام میں ماہر تھیں، نے کہا میں اس کام کو کرسکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا، "تم سے یہ کام نہیں لوں گا۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ تماری انگلیوں میں جو کچھ لگ جائے گا اس کو اپنے جسم پر لگاؤ گی، اور اس طرح عام مسلمانوں سے زیادہ میرے حصے میں آجائے گا۔" اللہ اکبر!

سیدنا امیرالمومنین حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ قبیلہ بنو امیہ کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کی نانی ام الحکیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ آپ کا دور خلافت بارہ سال ۱۲ کے لگ بھگ تھا۔ آپ جامع علم و سخا و حیا اور جامع القرآن تھے۔ آپ کی سخاوت عرب میں ضرب المثل ہے۔ بیر رومہ (کنواں) کی خریداری۔ مدینہ منور میں صرف یہی ایک کنواں تھا جس کا پانی پینے کے لائق تھا جو کہ ایک یہودی کی ملک تھا آپ نے یہ کنواں بیس ہزار ۲۰۰۰۰ درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کردیا۔ اور اسی طرح غزوہ تبوک کی مہم میں دس ہزار ۱۰۰۰۰ ہزار سے زیادہ مجاہدین اسلام کو فوجی ساز و سامان آپ نے مہیا کیا اس اہتمام کے ساتھ کہ ایک ایک تسمہ بھی آپ کی رقم سے خریدا گیا۔ اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے اور سامان رسد کے لئے ایک ہزار ۱۰۰۰ اشرفیاں پیش کیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس فیاضی سے اس قدر خوش ہوئے کہ اشرفیوں کو دست مبارک سے اچھالتے تھے اور فرماتے جاتے : **"ماضر عثمان**

ماعمل بعد هذاالیوم"(یعنی آج کے بعد عثمان کا کوئی کام اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا" اللہ اکبر! مسجد نبوی کی توسیع کے لئے آپ نے قطعہ زمین خرید کر بارگاہ نبوت میں پیش کیا پھر اپنے عہد خلافت میں مسجد کی شاندار توسیع فرمائی۔

شرم و حیاء آپ کا امتیازی وصف تھا۔ خود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اس حیاء کا پاس اور لحاظ رکھتے۔ آپ جامع القرآن ہیں۔ قرآن پاک کو نومسلم قوموں کی تحریف سے بچانا آپ کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ آپ کے عہد خلافت میں طرابلس، الجزائر، مراکش، افریقہ، اسپین، طبرس، طبرستان وغیرہ فتح ہوئے۔ ایک عظیم الشان بحری جنگ قیصر روم سے لڑ کر جیتی گئی۔ قیصر روم نے تقریباً پانچ سو جنگی جہازوں سے ساحل شام پر حملہ کیا تھا۔ مختصر سے پہلے اسلامی بحری بیڑے نے امیرالبحر عبداللہ بن ابی سرح کی قیادت میں مسلمانوں کی بحری جنگ جیتی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغیوں اور مفسدین نے روزہ کی حالت میں تلاوت قرآن کرتے ہوئے شہید کیا۔ اس خون ناحق نے جس آیت کو خون ناب کیا وہ یہ ہے :

"**فسکفیکھم اللہ ھو سمیع العلیم**" (یت ۱۳۷، **سورہ البقرہ**)(تو اے محبوب، عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا اور وہی ہے سنتا، جانتا۔)

تاریخ اسلام کا یہ عجیب ترین سانحہ ہے کہ بعد کے تینوں خلفائے راشدین شہید کئے گئے۔ تمام روئے زمین پر بعد الانبیاء علیہم السلام قانون الٰہی کے نافذ کرنے والے مصلح اور مجدد حکمران ملک و ملت ہوسکتے تھے تو وہ یہی خلفائے راشدین تھے۔ مگر افسوس! اے نوع انسانی تیری فطرت ظلوماً پر کہ تو ان پاکبازانے جہانوں کے ساتھ بھی عدل نہ کرسکی۔

اسداللہ الغالب امام المشارق و المغارب ولی العالمین امیرالمومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جن کے سینہ بے کینہ پر تصوف کے اکثر سلسلہ جاکر ختم ہوتے ہیں۔ تصوف جو مذہب کی جان، شریعت کی روح اور خاصان امت (گروہ صدیقین) کا ہی حصہ ہے۔ آپ اس کے حقائق و معارف کے بیان کرنے میں ممتاز ہیں۔ قرآن پاک کی تفسیر اور قرآن سے اجتہاد و مسائل کے استنباط میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ علم ناسخ اور منسوخ میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر چڑھ کر اکثر یہ فرماتے : "**سلونی مادون العرش**""مجھ سے پوچھو جو کچھ عرش سے مادری ہے کیونکہ میرے قلب میں بے شمار علوم ہیں اور یہ سب اس لعاب دہن کی برکت سے ہے جو میری تولید کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے منہ میں دیا تھا۔" قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے الشفا میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ علیہم رضوان کو درود شریف پڑھنا سکھایا کرتے تھے۔ درود شریف کے مختلف صیغے آپ سے منقول ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

CamScanner

رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ اقدس آپ کی نماز اور مناجات و دعا و نوافل کے متعلق سب سے زیادہ روایتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں۔ مدارج نبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ' "بعد وصال کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو سیدنا علی کرم اللہ وجہ نے دوسرے اہل بیت کے ساتھ غسل دیا تھا۔ غسل کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مژگان مبارک اور ناف اطہر کے گڑھے میں کچھ پانی جمع ہوگیا تھا۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان مبارک سے اس پانی کو چاٹ لیا تھا۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے علم کے تبحر اور میرے حافظہ کی قوت کا باعث یہی مقدس پانی ہے۔" بتانا یہ مقصود ہے کہ جو ذات امام الاولیاء ہے اس کو یہ شرف اور بزرگی صرف اس وجہ سے حاصل ہے کہ اس کی پرورش تعلیم و تربیت آغوش نبوت میں ہوئی جس کے سریر دل پر روز اول سے اقلیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمرانی ہو تو وہی ذات قاسم علم و عرفان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی اور یہی ولایت کا خاصا ہے جو جس قدر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت رکھتا ہے وہ اس قدر متقی، متقی اولیاء ہیں اور اولیاء ہی صدیقین ہیں۔

بطل جلیل حریت علم بردار عزیمت سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اب ۶۱ھ کے واقعہ کربلا کو ملاحظہ کریجئے۔ اس واقعہ نے ملوکیت کو قیامت تک کے لئے سرنگوں خلافت کردیا۔ اسلام میں ملوکیت نہیں خلافت ہے۔ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔ بطل جلیل حریت علم بردار عزیمت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے ۷۲ رفقاء کے وادی تسلیم و رضا میں درس عبودیت دے رہے ہیں۔ کمال بندگی یہ ہے کہ ترک اختیار ہو۔ جو راضی بہ رضائے الٰہی ہوتے ہیں وہی امام وقت ہوتے ہیں۔ کچھ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم رخصت پر عمل پیراہیں اور امام عالی مقام کو بھی یہی مشورہ دے رہے ہیں۔ اللہ اکبر! اے نواسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے عزم مصمم اور اظہار عزیمت پر کہ اب نام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی آبرو عزیمت ہے جس نے تاریخ اسلام کو ایک نئی جہت اور تابانی عطا فرمائی۔ آپ نے فرمایا : "میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اور ان کی سنت کے قاطع اور باغی سے اس کے فسق و فجور پر اس وقت تک جہاد کروں گا جب تک کہ حق غالب آجائے یا میں شہید ہوجاؤں۔ آپ نے شہادت قبول کرلی، مگر فاسق کی بیعت نہیں کی۔" ملوکیت اپنے جبر و استبداد کے باوجود دست حق پرست نہیں لے سکی، ملوک اور اس کی سپاہ نیچے سر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیزے پر بلند۔ حق وہی ہے جو باقی رہ جائے۔ نام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف باقی ہے بلکہ راہ عزیمت کے چلنے والوں کے لئے نشان منزل ہے اور کردار حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ظلم کا تریاق اور ہر رات کی سحر ہے۔

CamScanner

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ

بنوامیہ ۴۱ھ تا ۱۳۲ھ تک چودہ حکمرانوں کے ساتھ سو سال حکومت کر گئے۔ ان حکمرانوں میں ایک امیرالمومنین سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ بھی گزرے ہیں۔ جنھوں نے یہ ثابت کردیا کہ خلافت راشدہ کے بعد بھی اس کی یاد تازہ کی جاسکتی ہے۔ جب عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ حاکم (گورنر) کی حیثیت سے مدینہ منورہ جارہے تھے تو آپ کے ذاتی استعمال کے کپڑوں سے کئی سو اونٹ لدے ہوئے تھے اور جس وقت آپ امیرالمومنین ہوئے تو چشم فلک نے یہ نظارہ بھی دیکھا۔ جمعہ کا دن ہے۔ خطبہ کا وقت قریب آرہا ہے۔ آپ بے چینی سے ٹہل رہے ہیں۔ وجہ پوچھی گئی تو فرمایا میرے پاس ایک ہی جوڑا لباس کا ہے۔ وہ غلام دھونے کے لئے دریا پر لے گیا ہے۔ وہ جوڑا خشک ہوکر آئے تو میں پہن کر خطبہ کے لئے جاؤں۔ کچھ عرصہ بعد وہی غلام چند سو درہم کے بدلے جب آپ کے کھانے میں زہر ملاتا ہے۔ آپ چند لقمے کھانے کے بعد ہاتھ روک کر غلام کو گھورتے ہیں۔ وہ غلام تاب نگاہ عبد فاروقی نہ لاسکا۔ قدموں پر گر کر زہر دلوانے والے کا نام اور رقم بتاتا ہے اور ساتھ ہی معافی کا خواستگار ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ رقم لے کر آؤ جو مجھے زہر دینے کے لئے وصول کی ہے۔“ غلام نے رقم پیش کی۔ آپ نے وہ رقم لے کر بیت المال میں داخل کردی۔ غلام سے کہا میں نے تجھے معاف کیا۔ راتوں رات یہاں سے نکل جا۔ مبادا میرے لواحقین تجھے قصاص میں قتل نہ کردیں۔ آپ نے حکومت میں انقلابی اصلاحات فرمائی۔ آپ سے پہلے حکومت خالصتاً محاصل اور خراج وصول کرنے کا ادارہ تھا۔ آپ نے اس روایت کو بدل کر یہ تاریخی جملہ فرمایا کہ ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہادی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ تحصیلدار بنا کر نہیں بھیجے گئے۔“ ایک عہدہ دار کو جزیہ کے لئے لکھا کہ ”مجھے بڑی خوشی ہوگی کہ سب غیر مسلم مسلمان ہوجائیں اور جزیہ کی آمدنی بند ہوجائے۔ ہم اور تم دونوں کھیتی باڑی کرکے اپنا پیٹ بھریں۔“ عمال و حکام کو تجارت کی ممانعت تھی۔ بیگار قانوناً ”ممنوع قرار دیا۔ عمال کو تحائف قبول کرنے کی ممانعت تھی۔ حج کے موقع پر اعلان کیا کہ جو کسی ظلم کی اطلاع یا کوئی نیک مشورہ دے گا اس کو سو سے لے کر تین سو دینار ملیں گے۔ تدوین حدیث کا خصوصی انتظام کیا۔ حضرت ابوبکر بن حزم رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر اصحاب علم کو اس طرف لگایا۔ ایک گشتی فرمان جاری کیا کہ رسول اللہ کی احادیث ڈھونڈ ڈھونڈ کر جمع کرو۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کی طرف بھی خصوصی توجہ دی۔ ہندوستان کے راجاؤں کو خطوط لکھے۔ آپ کے اخلاق و کردار کی پاکیزگی اور صدق و اخلاص کی برکت سے چند نے اسلام قبول کرلیا۔ اسی طرح بلاد مغرب میں بربر قبیلہ نے بھی اسلام قبول کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کی مختصر مدت خلافت ۲ سال ۵ ماہ میں مسلمانوں کی خوشحالی کا یہ عالم تھا کہ زکوٰۃ لینے والا مسلمانوں میں نہیں ملتا تھا۔ سب مسلمان غنی ہوگئے زکوٰۃ کا کوئی مستحق نہیں رہا۔

CamScanner

سیدنا حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ

۲۱ھ' میں پیدا ہوئے' پرورش ام المومنین ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پائی۔ آپ علم و تقویٰ' زہد و ورع استغنا و اعلیٰ ہمتی تفقہ کے اعتبار سے ایک درخشاں ستارے تھے۔ مشہور امام لغت و نحو ابوعمر بن العلا کہتے ہیں کہ "میں نے حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ اور حجاج بن یوسف سے بڑھ کر فصیح نہیں دیکھا۔ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ حجاج سے بڑے فصیح و بلیغ اور شیریں زبان تھے۔ ان کے مواعظ اور بیانات کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ ان کو کلام نبوت سے بڑی مناسبت تھی۔ جس طرح حجاج کی تلوار اور سفاکی ضرب المثل تھی۔ اسی طرح حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی زبان اپنی مسیحائی میں مشہور تھی۔" امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ "اس پر اتفاق ہے کہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا کلام انبیاء علیہ السلام کے طرز کلام سے بڑی مناسبت رکھتا ہے اور اسی طرح ان کا طرز زندگی صحابہ علیہم رضوان کے طرز زندگی سے بہت مشابہ تھا۔ آپ کو سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ اکثر سلاسل طریقت آپ کے واسطے سے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے منسلک ہیں۔ تقویٰ میں آپ کا یہ مقام تھا کہ ۷۰ سال تک آپ کا وضو سوائے حاجت انسانیہ ساقط نہیں رہا۔ لاکھوں گم کردہ راہ آپ کے وسیلے سے واصل بحق ہوئے۔ آپ بیک وقت ایک عالم باعمل' قطب الارشاد اور مرشد کامل و اکمل تھے۔ آپ کا ۱۱۰ھ ہجری میں انتقال ہوا تو سارے شہر نے جنازے میں شرکت کی۔ شہر بصرہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ پوری آبادی نے تدفین میں شرکت کی۔ اس دن شہر کی جامع مسجد میں عصر کی نماز نہیں ہو سکی۔

امام ابو محمد جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ولادت ۸۳ھ) :

آپ کی والدہ محترمہ قروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ حجت نبوی کی روشن دلیل وارث علم نبی اور پیشوائے طریقت کے مشائخ ہیں۔ آپ تفسیر صوفیانہ میں مجدد کا درجہ رکھتے ہیں۔ عجیب و غریب علوم جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سینہ بہ سینہ چلے آرہے تھے آپ نے ظاہر کئے۔ آپ کو لطائف کلام اور حقائق طریقت میں خاص درجہ اور ملکہ حاصل ہے۔ بیان طریقت میں آپ سے روایت ہے کہ (جس نے اللہ کو جان لیا وہ ماسوائے اللہ سے علیحدہ ہوگیا۔) ایک اور روایت ہے "عبادت بغیر توبہ کے صحیح نہیں۔ عبادت پر توبہ کو مقدم کیا اس لئے کہ توبہ عبادت کی ابتدا ہے اور عبودیت اس کی انتہا۔" **فاوحی الی عبدہ مااوحی** مقام عبودیت منتہا کمال کا نام ہے۔ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ ظاہری و باطنی کمال کے باوجود آپ میں تکبر پایا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا : "میں نہیں ہوں۔" البتہ جب میں نے کبر کو ترک کردیا تو میرے رب کی کبریائی نے مجھے گھیر لیا۔ اس لئے میں اپنے کبر پر نازاں نہیں ہوں بلکہ میں تو اپنے رب کی کبریائی پر فخر کرتا ہوں۔ ایک حکایت میں ہے کہ حضرت

CamScanner

داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی : "اے فرزند رسول آپ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے سب پر فضیلت بخشی ہے مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ کیونکہ یہ آپ پر واجب ہے۔" حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : "اے ابو سلیمان (کنیت) داؤد طائی (رحمتہ اللہ علیہ) کی۔ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں بروز قیامت میرے جد امجد مجھے یہ نہ فرمائیں کہ تو نے ہماری اطاعت کا حق کیوں نہ ادا کیا۔ اس لئے کہ یہ کام نسب کی نسبت سے صحیح نہیں اترتا یہ کام عمل صالح کے اوپر موقوف ہے۔ اللہ اکبر!

از کریما ہیچ ناید جز کرم (بزرگوں سے بزرگی ہی ظاہر ہوتی ہے)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کو آپ سے ارادت تھی۔ یہ قول امام اعظم کا مشہور ہے "**کما قال لو سنتین لھلک النعمان**" فرمایا "نعمان کو دو سال نہ ملتے تو ہلاک ہوجاتا۔"

یہ آپ کی صحبت فیض کا امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے اعتراف ہے۔

حضرت سیدنا نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ (ولادت ۸۰ھ تا ۱۵۰ھ)

آپ مجاہدات و عبادات میں نہایت ثابت قدم تھے۔ آپ جلیل الشان عالم مانے گئے ہیں۔ چنانچہ بانی فقہ کا لقب آپ کو ملا۔ آپ علم فقہ کے موجد ہیں۔ ابتدائے زمانہ میں آپ نے عزم عزلت نشینی فرمالیا تھا۔ ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیاں مبارک لحد مبارک سے جمع کرکے ان میں سے بعض کو بعض پر ترجیح دے کر پسند کررہے ہیں۔

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعبیر دی کہ خواب مبارک ہے۔ تم علم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کرکے محافظت سنت میں اعلیٰ درجہ پاؤ گے۔ بلکہ ان روایات' سنت میں نقد و تنقیح کرکے تصرف فرمانے کے مجاز بنوگے اور صحیح کو سقیم سے علیحدہ کروگے۔ دوبارہ پھر خواب میں رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں : "ابوحنیفہ! تجھے اللہ نے میری سنتوں کو زندہ کرنے کے لئے بنایا ہے۔ گوشہ نشینی کا عزم نہ کر" چنانچہ آپ نے خدمت دین شروع کردی۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ فقہ کی تدوین ہے۔ آپ نے ایک مجلس مشاورت قائم کی جس کی تعداد چالیس نفوس قدسیہ پر تھی جو مختلف علوم و فنون میں استاد وقت تھے۔ جیسے قاضی ابویوسف داؤد طائی' حبان' مندل' یحییٰ بن ابی زائدہ' امام زفر' امام محمد رحمھم اللہ اجمعین۔ تدوین کا طریقہ یہ تھا کہ کسی خاص باب کا مسئلہ پیش کیا جاتا اس پر غور و خوض ہوتا تمام دلائل سن کر قلم بند کرلئے جاتے۔ اس پر آپ بہت غور اور تحمل کے ساتھ بچا تلا فیصلہ کرتے۔ امام صاحب نے جس قدر مسائل مدون کئے ان کی تعداد بارہ لاکھ نوے ہزار سے کچھ زیادہ ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ مسائل چھ لاکھ تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی تاریخ میں جو چیز سب سے زیادہ قابل قدر اور تعجب انگیز ہے وہ ان قواعد کی تجدید اور انضباط ہے جو فقہ کی بنیاد

CamScanner

ہیں۔ بڑے بڑے مشائخ کرام کے مثل ابراہیم ادھم، فضیل بن عیاض، داؤد طائی، بشر حافی رحمھم اللہ اجمعین آپ کے تلامذہ میں ہیں اور اسی طرح سلاطین وقت آپ کی فقہ کے پیرو ہیں۔ آپ کو عہدہ قضا قبول نہ کرنے کی پاداش میں خلیفہ منصور عباسی نے قید میں ڈال دیا۔ قید سے آپ اس وقت چھوٹے جب قید حیات سے چھوٹے۔

سیدنا فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ

آپ کی ولادت بخارا یا کوفہ میں ہوئی۔ آپ شروع زندگی میں ڈاکوؤں کے سردار تھے۔ صحرا بہ صحرا لوٹ مار کرتے تھے۔ اس کے ساتھ قائم الیل اور صائم الدھر تھے۔ نماز کے سخت پابند تھے۔ آپ کے گروہ میں جو نماز نہ پڑھتا اس کو گروہ سے خارج کردیتے۔ اس ایک آیت نے، جو کسی صاحب دل نے تلاوت کی تھی آپ کی دنیا بدل دی۔ آیت ترجمہ : "کیا اہل ایمان کے لئے' وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے قلوب اللہ کے ذکر سے خوف زدہ ہوجائیں۔" تائب ہوکر تحصیل علم کی، پھر خواجہ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ ہوئے۔ آپ اپنے وقت میں رشد و ہدایت کے امام وقت تھے۔ بے نیازی اور استغنا آپ کا وصف خاص تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید مختلف درویشوں کی بارگاہ کی حاضری سے نہ سیر ہوکر فضل برمکی وزیر مملکت کے ساتھ آستانہ فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ پر حاضر ہوکر شرف باریابی کے لئے ملتمس ہوا۔ فقر کدہ سے فخر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں رچی بسی آواز گونجتی ہے۔ فقیر سے بادشاہ کا کیا کام۔ وزیر برمکی عرض کرتا ہے شرف ملاقات چاہئے۔ دوبارہ حکم ہوا میں ملنا نہیں چاہتا، میری مشغولیت میں آپ لوگ حارج نہ ہوں۔ وزیر کہتا ہے ہم بغیر اجازت داخل ہوجائیں گے۔ حکم ہوتا ہے تمھاری مرضی۔ جب دونوں داخل ہوئے تو آپ نے شمع بجھادی۔ تاکہ ہارون رشید کے چہرہ پر نظر نہ پڑے۔ ہارون کا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے مس ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کتنا نرم ہاتھ ہے۔ کاش جہنم سے نجات حاصل کرسکے یہ فرماکر آپ نماز میں مشغول ہوگئے۔ فراغت نماز کے بعد ہارون نے عرض کی، کچھ نصیحتیں فرمائیے۔ آپ نے نصیحتیں کیں۔ آپ کی نصیحتوں سے ہارون پر غشی طاری ہوگئی، رقت کا یہ عالم کہ تمام قبا آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ ہارون ہاتھ باندھے مودب کھڑا ہے۔ مطلق فرمانروائے عرب و عجم کو کبھی اے چشم فلک تونے اس طرح بلکتے، سسکتے بے سریر و بے تاج کے سامنے دیکھا ہے۔ دیکھ یہ ہے سطوت غلامی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جن کے قدموں کی ٹھوکر میں ہیں دوعالم۔ جب غلام ایسے ہوں تو ان کا مولا کیسا ہوگا۔ اللہ اکبر!

جو ہیبت فقر دیکھنی ہو گزر کسی بوریا نشین پر کہ سر بسجدہ تجھے یہیں پر جلالت خسروی ملے گی

ارشادات : عرفہ کی شب میں کسی نے آپ سے سوال کیا کہ عرفات کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے۔ فرمایا کہ اگر فضیل ان میں شامل نہ ہوتا تو یقیناً سب کی مغفرت ہوجاتی۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "آپ نے فرمایا طالب دنیا رسوا و ذلیل ہوجاتا ہے اور فرمایا خادم بنو، مخدوم نہ بنو۔ کیونکہ خادم بننا ہی سعادت

ہے۔"

امام مالک بن انس رحمتہ اللہ علیہ (۹۳ھ تا ۱۷۹ھ)

آپ مدینۃ الرسول کے سب سے بڑے محدث، عالم اور فقیہ تھے کبار تابعین مدینہ سے اکتساب علم کیا۔ آپ کے دادا والد اور چچا خود محدث تھے۔ آپ کا خاص شرف۔ مدینہ منورہ کی خاک پاک جسم مبارک کا عنصر۔ مسکن صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان۔ مجلس و نشستگاہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دولت خانہ۔ مدفن جنت البقیع کا وہ حصہ جہاں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدنا عثمان غنی، سیدنا امام حسن اور دیگر اصحاب رسول اللہ رضی اللہ عنھم محو استراحت ہیں۔ امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے تلامذہ کی تعداد ۱۳۰۰ سے زائد ہیں جن کا تنوع طبقات کے حساب سے خود ایک عجیب شے ہے۔ خلفائے اسلام، امرائے بلاد، تابعین، ائمہ محدثین، ائمہ مجتہدین، فقہا، قضاۃ، صوفیہ کرام، ادبا و شعراء، مورخین، مفسر، فلسفی، وغیرھم سب سے بڑا کارنامہ تدوین موطا امام مالک جو کہ اصح الکتاب بعد کتاب کے درجہ میں ہے۔ ۱۷۲۰ حدیثیں جس میں مسند، مرفوع، مرسل اور موقوف۔ طبقہ اولیٰ میں موطا بخاری اور مسلم داخل ہیں جس میں موطا مقدم کشف الظنون میں ہے کہ سب سے پہلی کتب جو اسلام میں لکھی گئی وہ موطا ہے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "روئے زمین پر کتاب اللہ کے بعد کوئی کتاب موطا امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے زیادہ صحیح نہیں۔ موطا کی شروع و تعلیقات کی تعداد کثیر ہے۔ تقریباً ۲۵ علماء کبار نے اس کی شروح لکھیں ہیں۔

سید محمد امام شافعی (۱۵۰ھ تا ۲۰۴ھ)

آپ کا سلسلہ ہاشمی مطلبی، فن حدیث میں یکتا، فقہ میں یگانہ، صاحب تصنیف، ایک سو تیرہ کتب معرکتہ اراء (کتاب الام) آپ کے دو باکمال شاگرد ایک امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ یہ دنیائے اسلام کے نامور اہل علم تھے۔

سیدنا احمد بن محمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ (ولادت ۱۶۴ھ تا ۲۴۱ھ)

ایک اعلیٰ پائے کے فقیہ، محدث، مجاہد، زاہد، مرتاض زمانہ، عامل سنت نبوی۔ علوم دینیہ میں حدیث شریف کی طرف خصوصی توجہ کی۔ قاضی ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ سے حدیث کی کتابت کی۔ اس کے علاوہ دیگر محدثین سے استفادہ کیا۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی استفادہ کیا۔ اپنی بلند ہمتی، کثرت اسفار اور غیر معمولی قوت حافظہ کا نتیجہ تھا کہ آپ کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔ (ایک حدیث جتنے راویوں سے سنی گئی حدیث کی تعداد بھی وہی قرار پائے گی۔) چالیس سال کی عمر میں درس حدیث شروع کیا۔ سامعین کی تعداد پانچ پانچ ہزار ہوتی اس کے ساتھ ساتھ

CamScanner

آپ کا زہد ضرب المثل تھا۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ فتنہ خلق قرآن کا رد ہے۔ خلفائے عباسیہ کے دور کا سب سے بڑا فتنہ اعتزال ہے۔ معتزلی قرآن کو مخلوق و حادث مانتے تھے۔ مامون الرشید ان کا اس سلسلے میں نقیب تھا۔ مامون نے اپنی پوری توجہ اور طاقت خلق قرآن پر مرکوز کردی۔ اپنی قلمرو میں مفصل فرامین بھیجے کہ مشاہیر علماء میں سے جو خلق قرآن کا منکر اور اس کے غیر مخلوق ہونے کا قائل ہو اس کو پا بجولاں اس کے پاس بھیج دیا جائے۔ سوائے دو کہ جو آتش عشق کے سوختہ تھے تمام مشاہیر علماء وقتی مصلحتوں کی خاطر خلق قرآن کے قائل ہوگئے ان دو ستودہ صفات میں ایک محمد بن نوح رحمتہ اللہ علیہ دوسرے سیدنا امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ محمد بن نوح رحمتہ اللہ علیہ کا بغداد کے راستہ میں انتقال ہوا۔ سیدنا احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ تنہا رہ گئے۔ جو گروہ محدثین کے امام سنت و شریعت کے اس وقت کے امین تھے۔ چار چار بیڑیاں ان کے پاؤں میں تھیں جب بغداد میں وارد ہوئے۔ تین دن ان سے مناظرہ ہوا مگر کوئی بھی آپ کو قائل نہ کرسکا۔ اسی حال میں خلیفہ معتصم کے سامنے پیش ہوئے آپ کے انکار پر اٹھائیس کوڑے لگائے گئے۔ ایک تازہ جلاد صرف دو کوڑے لگاتا پھر دوسرا جلاد بلایا جاتا۔ امام رحمتہ اللہ علیہ ہر کوڑے پر فرماتے "میرے سامنے اللہ کی کتاب یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے کچھ پیش کرو تو میں مان لوں۔" تین خلفائے عباسی مامون، معتصم اور واثق کے دور میں آپ سخت آزمائش میں رہے۔ خلق قرآن کے مسئلہ میں آپ نے بے نظیر عزیمت و استقامت کا مظاہرہ فرمایا۔ اٹھارہ سال مسلسل قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اٹھائیس ماہ حبس میں رکھے گئے۔ ۳۳ یا ۳۴ کوڑے لگائے گئے یہ کوڑے روزے کی حالت میں بھی لگے۔ محمد بن اسمٰعیل کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کو ایسے کوڑے لگائے گئے اگر ایک کوڑہ ہاتھی پر پڑتا تو چیخ مار کر بھاگ جاتا۔ اللہ اکبر! عزیمت امام پر پوری امت مسلمہ فخر کرتی ہے۔ آپ کے معاصرین نے آپ کے مقام کو (مقام صدیقیت) سے تعبیر کیا ہے۔ ان کے ایک ہم عصر مشہور محدث وقت علی بن المدینی (جو امام بخاری کے مایہ ناز استاد ہیں) کا ارشاد ہے "اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس دین کے غلبہ و حفاظت کا کام دو شخصوں سے لیا ہے جن کا کوئی تیسرا ہمسر نظر نہیں آتا۔ ارتداد کے موقع پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فتنہ خلق قرآن کے سلسلے میں احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ آپ نے حقائق تصوف بشیر حافی رحمتہ اللہ علیہ سے اخذ کئے اور ان ہی سے ارادت بھی رہی۔ تصوف کے دقیق مسائل میں بشیر حافی رحمتہ اللہ علیہ سے خود بھی رجوع کرتے اور سائل کو بھی بھیجتے۔ ۷۷ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ سارا شہر جنازے پر امنڈ آیا۔ نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتیں تھیں۔

یہ چوتھی، پانچویں اور چھٹی ہجری ہے :

حکومت بنی عباس اپنے خاتمہ پر ہے۔ بنو عباس نے ۱۳۲ھ تا ۶۵۶ھ تک سینتیس ۳۷ خلفائے عباسیہ کے ساتھ

بلاد اسلامیہ پر حکمرانی کی۔ اس دور کو دو حصوں میں تقسیم کرکے دونوں حصوں کے مشائخ عظام کے کارہائے نمایاں پر غور کیا جائے گا۔ پہلا گروہ جس نے تصوف کو باقاعدہ تحریک کی شکل دے دی تھی، تصوف کا پورا فلسفہ مدون ہوگیا تھا۔ تصوف کی مستند کتابوں کا کافی ذخیرہ مہیا ہوگیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مامون الرشید کے زمانے میں قیصر روم نے پانچ اونٹوں پر یونانی فلسفے کی کتابیں لدوا کر بھیجیں۔ جن کا یعقوب بن اسحاق کندی نے ترجمہ کیا اور کروایا۔ فلسفہ کو عقائد کی کسوٹی قرار دیا گیا۔ ان کا بنیادی نظریہ تھا کہ دین کی حقیقت معلوم کرنے کا ذریعہ عقل اور علم ہے۔ چنانچہ فلسفہ یونان کے خلاف جو عقائد اسلام میں نظر آئے ان کی الٹی سیدھی تاویلات ہونے لگیں۔ دوسری وجہ فقہی مسائل میں حیلہ بازی نے تزکیہ نفس اور اصلاح باطن جو مذہب کا اصلی مقصد تھا بالکل بھلا دیا۔ صوفیاء کا وہ طبقہ جو ان حالات میں پیدا ہوا اس نے مذہب کی حقیقی روح باطن کی اصلاح اور اخلاق کی درستگی کے لئے مشائخ متقدمین کے حالات اور سوانح اور تعلیمات کو بطور نمونہ پیش کیا۔ اس زمانے کی ایک زبردست کوشش یہ بھی تھی کہ تصوف کو شریعت اسلامی سے ثابت کیا جائے۔ جس میں یہ مشائخ کامیاب ہوئے۔

شیخ ابوالنصر سراج رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۳۷۸ھ ۹۸۸ء) کی کتاب "اللمع" شیخ ابوطالب مکی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۳۸۶ھ ۹۸۶ء، کی کتاب قوت القلوب اور ابوبکر بن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۳۹۰ھ ۱۰۰۰ء کی کتاب التعرف۔ اس دور کی شاہکار ہیں۔ ان کتب کا تمام ماخذ قرآن و حدیث سلف صالحین کے اقوال و اعمال ہیں۔ اس کے بعد کے دور میں شیخ ابوالقاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۴۶۵ھ ۱۰۷۲ء کی کتاب رسالہ قشیریہ اور شیخ علی ہجویری داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۴۷۲ھ ۱۰۸۹ء کی کتاب کشف المحجوب ہے یہ تمام بزرگ جید عالم دین محدث، مفسر اور مرتاض زمانہ تھے۔ ان تمام بزرگوں نے اور ان کی کتابوں نے ذہنوں میں ایک انقلاب روحانی پیدا کردیا۔ بلکہ یہاں تک ان کتابوں کی ضرورت محسوس کی گئی کہ اکثر صوفیہ کی خانقاہوں کے نصاب میں یہ کتابیں باقاعدہ داخل تھیں۔ بلکہ جن کو وقتی طور پر کوئی کامل رہنما نہیں میسر آتا تو ان ہی کتب سے استفادہ کرتا۔ اب ہم ذرا تفصیل سے داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ پر روشنی ڈالیں گے۔

شیخ علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری رحمتہ اللہ علیہ

اسی قدسی گروہ کے سرخیل ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال محبت اور متابعت سے ولایت کے ارفع و اعلیٰ مقام یعنی نیابت کبریٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب جلیلہ پر متمکن ہوئے۔ آپ برصغیر پاک و ہند کے اولین مبلغ اسلام ہیں۔ آپ کا مزار نو سو سال سے لاہور میں مرجع خواص و عوام چلا آرہا ہے۔ بقول علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ

سید ہجویر مخدوم امم　　　مرقد او پیر سنجر را حرم

CS CamScanner

ہیں۔ مقامی آبادی اور اس کے اکناف میں لاتعداد لوگ آپ کی تبلیغ کے سبب حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ نظریہ وطنیت خاک میں مل گیا دو قومی نظریہ کی بنیاد رکھ دی گئی۔ بعد میں آنے والے صوفیاء کرام کی مسائی جمیلہ سے اسلام قبول کرنے والوں میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ جس سے مسلمانوں کی حکومت استحکام پکڑتی گئی۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں : ''فقیر کے نزدیک یہ شہر لاہور تمام ہندوستان کے شہروں میں قطب ارشاد کی طرح ہے اس شہر کی خیر و برکت تمام بلاد ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے۔ اصل میں یہ اسی قطب الاقطاب علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کو خراج تحسین ادا کرنا ہے۔ آپ کی تصنیف منیف کشف المحجوب شریعت و طریقت حقیقت و معرفت کا ایک بیش بہا گنجینہ ہے نیز فارسی زبان میں تصوف اور احسان پر لکھی جانے والی یہ سب سے پہلی کتاب ہے۔ اسے ہر دور کے اولیاء اللہ اور صوفیا کرام نے تصوف کی بے مثل کتاب قرار دیا ہے۔ کشف المحجوب کاملین کے لئے راہنما ہے تو عوام کے لئے پیر کامل کی حیثیت رکھتی ہے۔

امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۵۰۵ھ یا ۱۱۱۱ء)

شیخ علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے بعد تو امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی معرکتہ الاراء تصانیف کا دور شروع ہوتا ہے۔ امام اٹھائیس سال کی عمر میں تمام علوم متداولہ میں مہارت تامہ حاصل کر چکے تھے۔ اپنے دور کے بڑے بڑے علماء سے وہ زیادہ ممتاز اور باکمال سمجھے جاتے تھے۔ عمر کے چونتیسویں سال میں آپ کو نظام الملک نے مدرسہ نظامیہ بغداد کی صدارت کے لئے منتخب کیا جو اس وقت ایک عالم کے لئے سب سے بڑا اعزاز اور متنہائے ترقی تھا۔ آپ کے درس میں تین تین سو منتہی طالب علم، سو سو امراء اور رؤسا شریک ہوتے۔ امام ایک کثیر تصانیف بزرگ تھے۔ آپ نے ۷۷ کتابیں لکھیں جن میں نمایاں مقاصد الفلاسفہ، تہافتہ الفلاسفہ، احیاء العلوم، کیمائے سعادت، منہاج العابدین، المنقد من الضلال، وغیرہ ہیں۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کا بڑا کارنامہ فلسفہ اور باطنیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا مقابلہ خود فلسفہ کے انداز میں۔ اس وقت تک فلسفہ اسلام پر حملہ آور اور متکلمین اسلام صفائی کے وکیل۔ مقاصد الفلاسفہ لکھ کر فلسفے کے نظریات و مباحث کو مدون کیا جس نے اسلامی علم کلام کو ایک نئی آب و تاب بخشی۔ اس کے بعد تہافتہ الفلاسفہ لکھ کر یونانی اور ہندی فلسفے کے تار پودے کو بکھیر کر رکھ دیا۔ یہ دور ابطال باطل کا ہے۔ عالم اسلام کے دل و دماغ پر تصوف اسلامی کی حکمرانی قائم ہوگئی۔ ادب۔ فلسفہ اور مذہبی عقائد سب اس کے زیر اثر آگئے۔ آپ نے احیاء العلوم، منہاج العابدین کتابیں لکھ کر زندگی اور معاشرہ کا خالص اسلامی واخلاقی پہلو اجاگر کیا۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اقلیم علم کی بادشاہی جاہ و حشمت کے عروج کو چھوڑ کر یقینی علم اور دولت باطن کی تلاش میں نکل گئے۔ آپ ہر طرف سے یکسو ہو کر ہمہ تن تصوف کی طرف متوجہ ہوگئے۔ کیونکہ تصوف علم بھی ہے اور عمل بھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''مجھے یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ ' صوفیاء ہی اللہ کے راستے کے سالک

ہیں۔ ان کی سیرت بہترین سیرت ہے۔ ان کا طریقہ سب سے زیادہ مستقیم اور ان کے اخلاق سب سے زیادہ تربیت یافتہ اور صحیح ہیں۔ اگر عقلا کی عقلیں، حکما کی حکمتیں اور شریعت کے رمز شناسوں کا علم مل کر بھی ان کی سیرت و اخلاق سے بہتر لانا چاہے تو ممکن نہیں۔ ان کے تمام ظاہری و باطنی حرکات و سکنات مشکوۃ نبوت سے ماخوذ ہیں اور نور نبوت سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی نور نہیں جس سے روشنی حاصل کی جاسکے۔" ایک نابغہ روزگار اور حجتہ الاسلام کا یہ اعتراف اور تصوف صوفیہ کے بارے میں جہاں قول فیصل ہے وہیں اس بات کا ثبوت کامل بھی کہ علم صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ علم حجاب اکبر نہیں بلکہ رافع حجاب اور موصل الی اللہ کا ذریعہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے۔ "**انما بعثت معلما**""میں بحیثیت معلم مبعوث ہوا ہوں۔" سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں فرعون مصر کے ساحرین کا رجوع الی اللہ ہونا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ علم سحر کے کمال نے یقینی علم یعنی معرفت رب طرف رہنمائی کی۔ علم اگر حجاب ہوتا تو حجاب کی طرف رہنمائی کرتا نہ کہ یقین کی طرف۔ العلم حجاب الاکبر کا مقصد یہ ہے کہ علم بھی منجملہ حجابات وصول سے ہے قاعدہ ہے کہ ذی حجاب ہمیشہ حجاب کے پیچھے ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس حجاب علمی کو جو تیرے اور حق سبحانہ تعالیٰ کے درمیان حاجب ہوا ہے اٹھا دے تاکہ حق تعالیٰ کے جلال و جمال کا مشاہدہ ہوسکے۔ یہ معنی نہیں کہ علم وصول الی اللہ سے مانع ہوتا ہے کیونکہ علم موصول الی اللہ ہوتا ہے نہ حاجب نہ مانع۔

نوٹ : بالفرض علم اگر حجاب ہے بھی تو نورانی حجاب ہے نہ کہ ظلمانی۔

گزشتہ تین صدیوں کے دوسرے دور کے بزرگوں نے سلاسل طریقت کو منظم کیا اور ساتھ ساتھ تصانیف بھی کیں۔ طریقت کے سلسلوں کے دیرپا ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان سلسلوں کے بزرگ انسانی نفسیات کو خوب سمجھتے اور اپنی تعلیم و تربیت میں اس نقطہ کو نظرانداز نہ کرتے تھے۔ مختلف روحانی سلسلوں کے افکار و اشغال کے جو طریقے ان بزرگوں نے وضع کئے وہ مخصوص علاقوں کے بسنے والے لوگوں کے طبعی، نفسیاتی، معاشرتی رجحانات کو سامنے رکھ کر کئے۔ اس دور کی پہلی عظیم المرتبت شخصیت

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی محبوب سبحانی غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۵۶۱ھ ۱۱۶۶ء)

اگر امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے علمی حیثیت سے تصوف کی خدمت کی تو سیدنا غوث الاعظم محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ نے عملی اعتبار سے اس کو معراج کمال تک پہنچادیا۔ آپ سے پہلے کسی بھی بزرگ نے تصوف کو اسلام کے زریں اصولوں کی نشرو اشاعت کا اس طرح ذریعہ نہیں بنایا۔ حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی ولایت کبری حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور ذات کا گھنا سایہ ہے۔ حضرت شیخ کا نور بے زوال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

CamScanner

کے آفتاب کمال سے ہے۔ آپ عرب و عجم میں برگزیدہ ہوئے۔ آپ نے اپنے حسن ملاحت سے شیروں کے قلوب کو شکار کیا اور اپنی غلبہ ولایت سے عرب و عجم کو مسخر کیا اور اپنا قدم مبارک وقت کے تمام اولیاؤں کی گردنوں پر رکھا۔ حضرت والا کی کوئی بھی مجلس یہود و نصاری سے جو مشرف بہ اسلام ہوتے کبھی خالی نہیں ہوتی۔ ہزاروں گم کردہ راہ، قزاق، بدعتی، دست حق پرست پر توبہ کرتے۔ آپ نے پانچ ہزار سے زائد یہود و نصاری کو مسلمان کیا۔ ایک لاکھ سے زائد جرائم پیشہ لوگوں کو توبہ کروائی۔ آپ دلوں کے مسیحا اور دین کو زندہ کرنے والے ہیں۔ آپ کی مجلس واعظ میں ستر ہزار سے زائد افراد شریک ہوتے۔ چار چار سو آدمی قلم و دوات لئے بیٹھے رہتے۔ ہر ہر لفظ لکھتے جاتے۔ آپ کا کلام اللہ تعالیٰ جل شانہ کے علم لامتناہی میں سے ایک دریا ہے آپ کے کلام میں بیک وقت شوکت و عظمت بھی ہے، اور دل آویزی اور حلاوت بھی۔ صدیقین کے کلام کی یہی شان ہے۔ آپ کی تصانیف میں فتوح الغیب اسی شان کی کتاب ہے۔ دیگر تصانیف غنیتہ الطالبین، فتح ربانی بلند پایہ کتب ہیں۔ آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے۔ جہاں شکستہ دلوں کو راحت پہنچاتے وہیں حکام و سلاطین اور خلیفہ وقت پر بھی تنقید کرتے۔ خلیفہ وقت آپ کے حکم سے سرمو انحراف نہیں کر سکتا۔ لرزہ براندام رہتا۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ تجدید و احیاء دین ہے۔ آپ کا لقب ہی محی الدین ہے (دین کو زندہ کرنے والا) لاکھوں بندگان خدا کو بیعت و توبہ اور تربیت کر کے حقیقت ایمان اور درجہ احسان تک پہنچادیا۔ سلسلہ عالیہ، قادریہ کے سر حلقہ اور گل سرسبد آپ ہی ہیں۔ اصلاح و تربیت کا سب سے سہل اور موثر اور کارگر ذریعہ بیعت و تربیت و اجازت کے سوا کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ کے مریدوں کی تعداد بے حساب ہے۔ آپ نے فرمایا "میں نے داروغہ جہنم مالک سے پوچھا کہ، کیا میرے مریدوں میں سے تمھارے پاس کوئی ہے؟ جواب دیا، "عزت پروردگار کی قسم کوئی بھی نہیں۔" دیکھو میرا دست حمایت میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسا آسمان زمین کے اوپر۔ اگر میرا مرید اچھا نہیں تو کیا ہوا۔ میں تو اچھا ہوں۔ جلال پروردگار کی قسم جب تک میرے تمام مرید بہشت میں نہیں چلے جائیں گے۔ میں بارگاہ خداوندی میں نہیں جاؤں گا۔ اگر مشرق میں میرے مرید کا پردہ عفت گر رہا ہو اور میں مغرب میں ہوں تو یقیناً میں اس کی پردہ پوشی کروں گا۔

فتوح الغیب سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں :

شیخ وہ ہے جو بدبخت کو نیک بخت کردے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اولیاء اللہ پر کوئی دلیل مقرر نہیں کی۔ مگر وہ اللہ پر دلیل ہیں۔ اور اولیاء کی طرف وہی شخص پہنچ سکتا ہے جس کا ارادہ ہو کہ وہ اللہ تک پہنچیں۔ حقیقت میں اولیاء اللہ کی معرفت اللہ تعالیٰ کی معرفت کے انداز پر ہے۔ جب کوئی اپنے آپ سے فانی ہو گا تو اللہ کے ساتھ باقی ہوجائے گا۔ کیونکہ فنا کو بقا لازم ہے۔ جب صفات بشریت باہر چلے جاتے ہیں تو انوار ربوبیت اندر آجاتے ہیں۔

اولیائے کاملین حیات معنوی سے استعانت فرماتے ہیں۔ جس کی ارادت اللہ کی ارادت کے ساتھ تبدیل ہو وہ ابدال ہے۔ راہ خدا دو قدم ہے۔ ایک قدم نفس پر اور دوسرا کوچہ دوست میں۔ دوام صبر آخر میں شکر بن جاتا ہے۔ فقر کی حقیقت اپنی جیسی مخلوق سے بے نیاز ہوجانا ہے۔ تمام اعمال سے افضل ترین اور بہترین عمل اپنے باطن کو غیراللہ کی طرف التفات سے بچانا ہے۔ جو مومن انسانوں کی تربیت و ہدایت میں مشغول ہے وہی اللہ کا خلیفہ اور نائب رسول ہے اور ایسا شخص کم یابی کے لحاظ سے کبریت احمر ہے۔ راہ حق کے تمام طالبین آپس میں ماں جائے بھائی ہیں۔

عابد دنیا میں غریب (اکیلا اور منفرد) ہوتا ہے اور عارف آخرت میں غریب ہوتا ہے۔ کرامت اور خرق عادت درحقیقت اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جس کا اظہار ولی کے ذریعے ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی بھی معصوم نہیں۔

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۵۳۹ھ با ۱۱۴۵ء)

آپ اسی دور کے مشہور بزرگ اور بانی سلسلہ عالیہ سہروردیہ ہیں۔ امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کا ان القاب سے تذکرہ کیا ہے۔ استاذ زمانہ فردیگانہ، مطلع انوار، منبع الاسرار، دلیل طریقت، ترجمان حقیقت، استاذ الشیوخ الاکابر، الجامع بین العلم الباطن والظاہر، قدوۃ العارفین، عمدۃ السا لکین، العالم ربانی شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ۔

آپ بھی صاحب تصنیف بزرگ ہیں۔ آپ کی کتاب عوارف المعارف تصوف کی بہترین کتاب اور نصاب ہے۔ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ اپنے مریدین کو اور خلفاء کو عوارف کا درس دیتے تھے اور خلفاء کو خلافت کے ساتھ عوارف کا ایک نسخہ بھی دیتے۔ شیخ کی اصلاح و تربیت کا نچوڑ یہ تھا کہ

یکے آنکہ درخویش خود بیں مباش ‏ ‏ ‏ دگر آنکہ در غیر بدبیں مباش

یعنی ایک یہ کہ اپنے کمال پر نظر مت رکھ اور دوسرے یہ کہ کسی کے عیب پر نگاہ نہ رکھ۔ ایک شخص نے آپ کو لکھا کہ اے محترم من! اگر میں ترک عمل کرتا ہوں تو میرے اندر بے ہودگی اور بے وقوفی پیدا ہوتی ہے اور اگر عمل کرتا ہوں تو میرے اندر غرور پیدا ہوتا ہے، بتائیے میں کیا کروں؟ آپ نے اس کو جواب لکھا کہ "عمل کرو اور تکبر و غرور سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی پناہ طلب کرو" آپ ایک اعلیٰ درجے کے فقیہہ، مفسر، محدث، عارف اور اپنے وقت کے شیخ جلیل تھے۔ مخلوق کی رشد و ہدایت، تکمیل سلوک سالکاں، تعلیم و تلقین آپ پر ختم تھی۔ بقول سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ "**انت اخرالمشھورین فی العراق**" "آپ عراق کے آخری مشہور بزرگ ہوں گے۔" آپ کے بعد پھر آپ جیسا کوئی عراق میں نہ ہوا۔

محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۵۰۶ھ یا ۱۱۶۵ء)

آپ بھی اسی صدی کے ایک مشہور بزرگ ہیں۔ آپ اسپین کے شہر مرسیہ میں پیدا ہوئے۔ شیخ اکبر آپ کا لقب' آپ ایک کثیرالتصانیف بزرگ ہیں۔ آپ کی تصانیف چار سو کے لگ بھگ ہیں جو ہر موضوع پر ہیں۔ مثلاً تفسیر حدیث' فقہ' ادب' جغرافیہ' عقائد' تاریخ و سیر کلام' مواعظ' تصوف وغیرہ۔ ان کتب میں ایک کتاب فصوص الحکم بھی ہے جس کی چالیس شروح لکھی گئیں۔ دوسری مشہور کتاب الفتوحات المکیہ ہے اس کے پانچ سو ساٹھ باب ہیں جو دوران طواف کعبہ لکھے گئے۔ شیخ اکبر رحمتہ اللہ علیہ کا بنیادی کام وحدت الوجود کی شرح و بسط سے تشریح ہے اور اسی رنگ میں قرآن کی تاویل کی اور بکثرت اعتبار کو استعمال کیا۔ "جہاں تک لفظ متحمل ہوتا ہے تاویل جائز ہے اور کسی قول کو اپنے حسب حال معنی پر ڈھال لینا اعتبار ہے۔" خلاصہ وحدت الوجود کا یہ ہے کہ خدا کے سوا کائنات میں کوئی چیز اپنا ذاتی وجود نہیں رکھتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ واجب الوجود اور غیر فانی ذات ہے یعنی اس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال ہے۔ واجب الوجود ہمیشہ سے ہو ہمیشہ رہے۔ تمام صفات کمالیہ سے متصف ہو۔ اس کا وجود اور صفتیں کسی کی دی ہوئی نہ ہوں اور ان کا کسی اور میں پانا محال ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ **ذات من حیث الاسماء والصفات عندالوجودیہ عین عالم** ہے۔ بایں معنی کہ وہی ذات حق سبحانہ تعالیٰ بطور تنزل ہر تعین میں متعین ہوئی۔ پس فرق صرف اطلاق اور تقید کا ہے یعنی مرتبہ اطلاق میں واجب اور معبود اور درجہ تعین میں ممکن اور عابد۔ حضرت شیخ اکبر رحمتہ اللہ علیہ کی عبارت **اوجد الاشیاء وھو عینھا** "اس نے ایجاد فرمایا' اشیاء کو اور وہ خود ان کا عین ہے۔" یعنی اشیاء اللہ تعالیٰ جل شانہ کا عین نہیں۔ بلکہ وہ خود ان کا عین ہے۔ یہاں عین سے مراد مابہ القوام (یعنی وہ چیز جس کا قیام دوسری چیز پر ہو) اگر واجب کا تعلق مخلوق سے نہ ہو تو مخلوق فی نفسہ کوئی وجود ہی نہیں رکھتی اور اگر رکھتی بھی ہے تو اعتباری۔ مخلوق از قسم ممکن کے ہے' ممکن کا وجود اور عدم یکساں ہے۔ آیئے اور مختصر کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ بحالہ و بااوصافہ وبحد ذاتہ جیسے کہ وہ ویسے رہ کر بلا تبدیل و تغیر و بلاتعدد و تکثر صفت نور کے ذریعہ صورت معلوم سے خود ظاہر ہوئے ہیں جیسا کہ معلوم نے چاہا۔ تو معلوم کے موافق خلق کا نمود وجود ظاہر میں بطور وجود ظلی ہوا' اور اعتبارات الہیہ خلق سے وابستہ ہوگئے۔ "**لیس کمثلہ شیئی انہ ھوالسمیع البصیر (القرآن)**" "اس کی مثل کوئی شے نہیں بے شک وہی سمیع و بصیر ہے۔" تشبیہ محض کفر تنزیہہ محض گمراہی' تنزیہہ مع تشبیہہ بلا تشبیہ عقیدہ صحیح بلا تشبیہ سے مراد وہ آنکھ اور کان کا محتاج نہیں وہ بے آلات کے سنتا اور دیکھتا ہے یہ نفی تشبیہ ہے۔

شیخ اکبر رحمتہ اللہ علیہ کا ایک بڑا کمال یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ "میرا ایمان تقلیدی ہے۔ جب مجھے اپنے اعمال کا مشاہدہ ہوا تو جب بھی میں اسی عقیدے یعنی تقلید پر جما رہا کہ میرا قول و فعل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

CamScanner

کے احکام کے مطابق ہیں نہ کہ میرے مشاہدے کی وجہ سے اگر مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ میرے اعمال میرے مشاہدہ کا نتیجہ ہیں۔ تو میں متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہوجاتا۔ پس میں نے ایمان و مشاہدہ یعنی شہود اور غیب کو ایک ساتھ جمع کیا۔" یہ بات بہت ہی نادر ہے اہل تحقیق کے لئے۔

سلسلہ خواجگان نقشبندیہ

خواجہ احمد یسوی رحمتہ اللہ علیہ (۱۱۶۶ء)

سلسلہ نقشبند ترکستان میں قائم ہوا۔ خواجہ احمد یسوی رحمتہ اللہ علیہ اس سلسلے کے سرخیل ہیں۔ ترک ان کو "آتا" کہتے ہیں۔ خواجہ آتا کے بعد خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ ان کے بعد جس بزرگ نے سلسلہ کو مقبول عام کیا' وہ ہیں

خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ (۷۹۱ھ یا ۱۳۸۸ء)

ان کے بعد یہ سلسلہ خواجگان نقشبند کے نام سے مشہور ہوگیا۔ آپ کا طریقہ اتباع سنت اور اقتداء باثار صحابہ رضی اللہ عنھم تھا۔ آپ نے فرمایا "ہمارا طریقہ صحبت ہے اور جمعیت صحبت میں ہے۔ منقول ہے کہ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ غلام یا لونڈی نہیں رکھتے۔ وجہ پوچھی تو عرض کیا' "بندگی کے ساتھ خواجگی مناسب نہیں" کچھ لوگ آپ سے کرامت کے طالب ہوئے تو آپ نے فرمایا' "ہماری کرامت ظاہر ہے کہ' اس قدر عظیم گناہوں کے باوجود ہم زمین پر چل پھر لیتے ہیں۔" حضرت ایشاں نے فرمایا کہ' "ہمارے جنازے کے سامنے یہ شعر پڑھنا۔"

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو   شیا" اللہ از جمال روئے تو

"ہم سے مفلس آپ کی گلی میں آگئے   بھیک مجھ کو بھی ملے گی حسن سے"

قصر عارفان میں خانوادے صوفیاء کے ۱۵۰۰ سلاسل کا ذکر کیا گیا ہے جو پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں جو اتباع سنت اور خدمت خلق میں مسلسل مصروف عمل رہے اور ہیں۔ تاریخی واقعات شاہد ہیں کہ اسلام کی تعلیم اور اثر بادشاہوں کے ذریعے نہیں بلکہ ان ہی سلسلے کے بزرگوں کے ذریعے پھیلا۔ بادشاہوں کا نہ عوام سے براہ راست تعلق رہا اور نہ ہی وہ عوامی زندگیوں پر اثر انداز ہوئے۔ خواجہ عبداللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ' "اگر ہم شیخی (پیری) ہی کو اپنا مقصود بنالیتے تو کسی اور شیخ کو اس زمانے میں ایک بھی مرید نہ ملتا۔ لیکن ہمارے سپرد ایک اور کام کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں کو ظلم سے بچائیں اسی وجہ سے ہم بادشاہوں سے ربط و ضبط رکھتے ہیں۔ تاکہ وہ قابو میں رہیں اور ان کے ذریعے مسلمانوں کے مقاصد پورے ہوں۔ ان درویشوں کی نگاہ

CamScanner

بصیرت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ برسوں پہلے آنے والے طوفان اور خدشات کو جان کر پہلے سے پیش بندی شروع کردیتے ہیں۔"

شیخ نجم الدین کبری رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۲۱ء)

کبرویہ سلسلہ کے آپ شیخ اور سرخیل ہیں۔ آپ کا لقب شیخ ولی تراش تھا۔ آپ مریدین کی تربیت و اصلاح میں یدطولی رکھتے تھے۔ فتنہ تاتار کے ظاہر ہونے سے بہت پہلے آپ نے اپنے مریدین اور خلفاء کو دنیا کے مختلف حصوں میں خانقاہی نظام کی تعلیم و ترویج کے لئے پھیلادیا تھا اور فرمایا تھا کہ ایک آگ مشرق میں بھڑک رہی ہے اور بہت جلد مغرب تک جلادے گی۔ ایسا زبردست فتنہ تاتار رونما ہونے والا ہے کہ اس امت میں اس نوعیت کا فتنہ کبھی واقع نہیں ہوا۔ بلکہ جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں مشکل سے ملے گی۔ فتنہ تاتار سے پہلے بغداد کے حکمرانوں اور عوام کے حالات انہی حالات و دین سے عدم توجہی نے مسلمانوں کو یہ دن دکھائے۔ عہد عباسی میں خلفائے عباسی اپنی شان و شوکت کے اظہار کے لئے عید اور جانشینی کے موقع پر شاہانہ جلوس بازار میں نکالتے۔ ان میں شرکت اور ان کا تماشہ دیکھنے سارا شہر اس قدر محو اور خود فراموش ہوجاتا تھا کہ نمازیں قضا ہوتیں۔ حدود خدا توڑ دیئے جاتے۔ حرام حلال ہوجاتا۔ نغمہ سرور عام ہوجاتا۔ ۶۴۰ھ میں عید کے موقع پر جو شاہی جلوس نکلا وہ رات کو جاکر ختم ہوا۔ اس میں مشغولیت اور محویت کی وجہ سے لوگوں نے اس دن عید کی نماز نصف شب سے پہلے قضا کرکے پڑھی۔ اسی طرح 644ھ کی عیدالاضحی غروب آفتاب کے وقت پڑھی۔ جاگیرداروں میں جائیدادوں کے حصول کا شوق بہت بڑھ گیا۔ رفاہ عام کے کاموں اور اجتماعی مصالح سے لوگوں کی نظر ہٹ گئی۔ دنیاوی امور میں مشغولیت بہت بڑھ گئی۔ انتظام مملکت ایسے لوگوں کے سپرد تھے جو رعایا کو لوٹتے کھاتے تھے۔ ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی۔ حدیث مبارکہ ہے : "سلطنت کفر کے ساتھ تو رہ جاتی ہے ظلم کے ساتھ نہیں رہتی۔" سب کو زیادہ سے زیادہ دولت کمانے اور اس کو جمع کرنے کی فکر رہتی تھی۔ بادشاہوں کی جگہ غلام اور مملوک حکومت کرتے تھے۔ باہمی سازش کے ذریعے اسلامی سلطنت بٹ چکی تھی۔ یہ تھے وہ حالات جب تاتاریوں نے یورش کرکے دنیائے اسلام کی چولیں ہلادیں۔ چنگیز خان کی قیادت میں خوارزم شاہ کی حکومت پر پہلا حملہ ۶۱۶ھ میں ہوا۔ ۶۵۶ھ میں ہلاکو خان نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ صرف بغداد میں اٹھارہ لاکھ انسان مارے گئے۔ جب کہ شہر رے میں سات لاکھ' اسی طرح بخارا' سمرقند کو خاکستر کردیا ساری آبادی کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ تقریباً یہی حشر عالم اسلام کے دیگر شہور کا ہوا۔ تاتاریوں کی ہیبت اور مسلمانوں کی دہشت کا یہ عالم تھا کہ ایک تاتاری ایک گلی میں گھسا ہے جہاں سو مسلمان موجود ہیں کسی کو مقابلہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اس نے ایک ایک کرکے سب کو قتل کردیا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ کسی تاتاری نے مسلمان کو گرفتار کیا اور اس سے کہا کہ اس پتھر پر سر رکھ دے۔ میں خنجر لاکر تجھے ذبح کروں گا۔ مسلمان

سہا پڑا رہا۔ بھاگنے کی ہمت نہ ہوئی یہاں تک کہ تاتاری شہر سے خنجر لایا اور اس کو ذبح کیا۔ ایسے وقت میں اگر کوئی گروہ بلا کسی خوف و خطر تجدید و احیاء دین و ملت کررہا تھا تو وہ یہی صدیقین کا گروہ تھا جس نے بچے کھچے مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونک دی۔ بالآخر جالوت کے مقام پر ۶۵۸ھ میں سلطان المصر الملک المظفر سیف الدین نے تاتاریوں کو شکست فاش دی اور بڑی تعداد میں تاتاری گرفتار ہوئے۔ اس کے بعد تو سلطان الملک الظاہر بیبرس نے متعدد بار تاتاریوں کو شکست دے کر اس کہاوت کو غلط ثابت کردیا کہ تاتاریوں کی شکست ممکن نہیں۔ دوسرے محاذ پر انہی اولیاء اللہ نے یہ کام کیا کہ تاتاریوں میں اپنے اخلاق کی پاکیزگی اور اپنے عمل کی سچائی سے ان کے بادشاہوں کو مسلمان کرنا شروع کردیا۔ مغلوں کا پہلا بادشاہ جو مسلمان ہوا وہ برکہ خاں تھا اس طرح یہ نیم وحشی قوم ایک صدی کے اندر اپنے مفتوح اور بے دست و پا مسلمانوں کے دین کی حلقہ بگوش بن گئی۔ تاتاری نہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ ان میں بڑے بڑے مجاہد، عالم، فقیہہ اور بڑے باخدا درویش پیدا ہوئے۔

ہے عیاں فتنہ تاتار کے افسانے سے ۔۔۔ پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

تصوف و ارباب تصوف کا ذکر پھیکا ہی رہے گا تاوقتیکہ اس میں عشق و سرمستی کی جولان گاہ کے رہروان سرخیل شعراء اسلام کا ذکر نہ کیا جائے۔ اچھا کلام اور اچھی آواز عطیہ خداوندی ہے۔ پاکیزہ تخیل، لباس صوتی سے آشنا ہی جب ہوتا ہے جب عشق اس کا سرچشمہ ہو۔ نثر کے ذریعے خیالات کی ترویج اتنی آسان نہیں جتنی نظم کے ذریعے ہوتی ہے۔ ایک انگریز مصنف کا قول ہے کہ "شعراء تو اپنے زمانے کے قانون ساز ہوتے ہیں، جو بات ان کے قلم سے نکل گئی زبان زد عام ہوگئی۔" صوفیاء کرام و مشائخ عظام میں اکثر و بیشتر حضرات شاعری سے شغف رکھتے تھے۔ مشاہیر صوفیاء میں سے بہت سے حضرات صاحب دواوین گزرے ہیں۔ بہت سے ارباب تصوف اور شیوخ طریقت نے نثر کے بجائے نظم کو اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا مثلاً ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ کی فارسی رباعیات حکیم سنائی کی مثنوی حدیقہ، نظامی گنجوی کی مثنوی مخزن اسرار، جامی کی مثنویات، خواجہ فرید الدین عطار رحمت اللہ علیہ کی منطق الطیر، عربی میں قصیدہ ابن فارض، قصیدہ بردہ، حضرت شیخ محی الدین ابن عربی اور حضرت شیخ عبدالکریم جیلی۔ سعدی، مغربی احدی، حافظ عراقی، شیرازی، فردوسی، مولانا روم اور امیر خسرو رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قابل ذکر ہیں۔ اکثر قصائد اور رباعیاں صوفیا کرام کے ورد و وظائف میں رہے اور باقاعدہ اجازت سے پڑھے جاتے ہیں۔ الغرض سعدی ہو، یا رومی ہو، یا عراقی ہو وغیرھم، رحمت اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب کے سب صاحب کمال ہیں۔ یہ احباب اس وقت تک حیات جاویدانی سے متمتع نہیں ہوسکے جب تک کسی مرد کامل کی غلامی میں نہیں آئے۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم ۔۔۔ تا غلام شمس تبریزی نہ شد

CamScanner

قطب وحدت عطائے رسول خواجہ خواجگان سیدنا خواجہ معین الدین حسن چشتی غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ

سرزمین ہندوستان میں سلسلہ چشت اہل بہشت۔ ہندوستان میں جہاں جہاں اسلامی لشکر نے پیش قدمی کی یا تجار آباد ہوئے' اولیاء اللہ ہمیشہ ان کے ساتھ رہے۔ ہندوستان میں شروع ہی سے اسلام پر تصوف کا رنگ اس قدر چڑھا ہوا ہے کہ بیسویں صدی کے شروع تک کسی کو یہ خیال بھی نہ ہوسکتا تھا کہ کسی صوفیانہ سلسلہ میں داخل ہوئے بغیر انسان اسلام کی برکات سے مستفیض بھی ہوسکتا ہے۔ ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ کی بنیاد عطائے رسول خواجہ خواجگان معین الدین حسن خواجہ غریب نواز سلطان الہند رحمتہ اللہ علیہ نے پرتھوی راج کے دور حکومت میں رکھی اور اجمیر شریف کو اپنا مسکن بنایا۔ گوکہ چشتی لقب خواجہ علو دینوری رحمتہ اللہ علیہ نے خواجہ ابو اسحاق شامی رحمتہ اللہ علیہ کو عطا کیا تھا کہ جو بھی تمھارے سلسلے میں داخل ہوگا اس کو چشتی کہا جائے گا لیکن باقاعدہ سلسلہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ سے جاری ہوا۔ جس وقت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ ہندوستان تشریف لائے تو ہندوستان کی سماجی حالت بلکل تباہ ہوچکی تھی۔ ہر شخص اسیر امتیاز ما و تو تھا۔ ایک دوسرے سے برسرپیکار۔ اتحاد فکر و عمل ناپید۔ چھوت چھات۔ نفسا نفسی نے مدنی زندگی کے سارے سرچشمے مسموم کردیئے تھے۔ زندگی کی ساری خوشیاں صرف اونچی ذات والوں کے لئے تھیں۔ غریبوں کی زندگی ان کے لئے بوجھ تھی۔ بندے جانوروں کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے اس بھیانک ماحول میں اسلام کے نظریہ توحید کو اس حیثیت سے پیش کیا کہ جس کے تسلیم کرنے سے ذات پات کی سب تفریق بے معنی ہوجاتی ہے۔ آپ نے فرمایا ہم مسلمانوں کا مسلک عام مساوات ہے اور اللہ کی نظر میں وہی بزرگ ہے جو متقی ہے۔ ہر کلمہ پڑھنے والا آپس میں بھائی بھائی ہے۔ ایسے ماحول میں اس اعلان جانفزا نے مشام جاں کو معطر کردیا۔ نسیم باد بہاراں کے جھونکے وادی ظلم و طغیاں میں اس انداز سے بہار لائے کی سرزمین ہندوستان گلستان بوستان ہوگئی۔ لاکھوں بت پرست خدا پرست ہوگئے۔ راہزن راہنما ہوگئے۔ عاصی مغفور ہوگئے۔ غلام آقا بن گئے۔ خواجہ خواجگان نے اپنی تمام تر توجہ اپنے مقصد حیات یعنی فروغ دین و اسلام پر مرکوز کردی اور یہ کام آپ نے اپنے اخلاق کریمانہ سے کیا۔ آپ کی نگاہ میں ایسی تاثیر تھی کہ جس فاسق پر پڑ جاتی وہ تائب ہوکر پھر کبھی گناہ کے پاس تک نہیں جاتا۔ آپ نے ہندوستان میں جوکہ عشق و سرمستی کی سرزمین ہے (سماع) کو شرائط کے ساتھ آتش عشق سے سوختہ جانوں کے لئے بطور علاج تجویز فرمایا۔ ظاہر ہے کہ علاج کی ضرورت مریض کو کبھی کبھی ہوتی ہے۔ خواجہ ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ نے سماع کی تعریف اس طرح کی ہے کہ "سماع اللہ کی جانب سے قلب پر وارد ہونے والے معانی ہیں جو حق کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔" یحیٰی بن معاذ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں' "اچھی آواز عشق الٰہی سے معمور دلوں کے لئے

CS CamScanner

سرمایہ راحت ہے۔ خوش نغمگی اللہ کی نعمت ہے جس کے ذریعے عشق حقیقی کے شعلوں میں جلنے والے قلوب ٹھنڈک اور سکون پاتے ہیں۔ سماع میں الحمد للہ رب العالمین کا اعتراف ہے یا مصدر حسن تمامی سرکار ابد قرار و ازل نگار کی چمن آرائیوں کا ذکر ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے : "خبردار رہو اللہ کا ذکر دلوں کا چین ہے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "حسین کلام، حسین ہے اور قبیح، قبیح ہے۔" حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے لئے آپ کے پیرو مرشد خواجہ عثمان ھارونی رحمتہ اللہ علیہ نے بیت اللہ شریف میں ایک دعا کی تھی کہ اے اللہ معین الدین کو ایسی ولایت عطا ہو جو اس سے پہلے کسی کو بھی نہ ملی ہو' آپ کی دعا قبول ہوئی۔ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے کفرو شرک کی سنگلاخ زمین میں ایمان و محبت کی ایسی آبیاری کی کہ پورا برصغیر گل و گلزار ہوگیا۔ ہر سو نغمہ توحید گونجنے لگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملک یمن کی طرف روانہ کیا تو ایک دعائیہ ارشاد یہ بھی فرمایا : "اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ تمہارے ہاتھ پر ایک مرد کو ہدایت بخشے تو وہ ان تمام چیزوں سے بڑھ کر ہے جن پر آفتاب نے طلوع و غروب کیا۔" یعنی تمام دنیا و ما فیھا سے بڑھ کر ہے۔ دیکھا ایک شخص کو مسلمان کرنا تمام دنیا کی نعمت سے بڑھ کر ہے۔ سیدنا خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بے حساب لوگوں نے جوق درجوق اسلام قبول کیا۔ برصغیرپاک و ہند میں اس شان کا ولی اور ایسی ولایت کسی کو نہیں ملی۔ برصغیر چشتیوں ہی کا حصہ ہے۔ آپ کے سلسلہ کے بزرگ ہر شہر میں شاہی کرتے ہیں۔ چار دانگ پاک و ہند میں کوئی دیار اور کوئی شہر اور کوئی قصبہ ایسا نہیں ہے جہاں آپ کے مریدوں میں سے کوئی نہ کوئی آسودہ نہ ہو اور تصرف اس کا وہاں جاری نہ ہو۔ آپ کے چند ارشادات برکت کے لئے نقل کئے جارہے ہیں :

آپ نے فرمایا' "سب سے بڑا عارف وہ ہے جو سب سے زیادہ حیرت میں ہے۔ محبت کی علامت یہ ہے کہ فرمانبردار رہتے ہوئے اس بات سے ڈرتا رہے کہ محبوب دوستی سے جدا نہ کردے۔"

فرمایا کہ' "تمہارا کوئی گناہ اتنا نقصان نہیں پہنچائے گا جتنا کسی مسلمان کی بے عزتی کرنے سے پہنچے گا۔"

"جس نے بھی نعمت پائی' سخاوت کی وجہ سے پائی۔"

فرمایا کہ' "علم ایک بے پناہ سمندر ہے اور معرفت اس کی ایک نالی۔ سو کہاں خدا اور کہاں بندہ' علم اللہ کے لئے ہے اور معرفت بندہ کے لئے۔ اپنے مسلمان بھائی کے رنج و غم میں شریک ہونا عین بندگی ہے۔"

قطب الاقطاب حریق نار عشق الٰہی شہید سماع سیدنا خواجہ بختیار کاکی اوشی رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ بزرگ رحمتہ اللہ علیہ کے خلفائے کبار میں قطب الاقطاب سیدنا خواجہ بختیار کاکی اوشی رحمتہ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے خلیفہ سلطان التارکین سیدنا خواجہ صوفی حمیدالدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ خواجہ حمیدالدین

CS CamScanner

رحمتہ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف ''احوال الطریقتہ ہے۔ آپ کے ملفوظات سرور الصدور کے نام سے آپ کے پوتے اور خلیفہ شیخ فریدالدین نے جمع کئے جو چشتیہ سلسلہ کا قدیم ترین اور مستند ماخذ ہے۔ خواجہ حمیدالدین رحمتہ اللہ علیہ نے طویل عمر پائی۔ ۶۷۲ھ یا ۱۲۷۳ء میں وصال فرمایا۔ دہلی میں چشتیہ سلسلہ کا مرکز قطب الاقطاب خواجہ سیدنا بختیار کاکی اوشی دھلوی رحمت اللہ علیہ کی وجہ سے قائم ہوا۔ قطب صاحب کے دھلی میں قیام کی وجہ سے دہلی اسلامی ہند کا قلب اور مرکز بن گیا۔ وہ تمام عناصر جو آئندہ صدیوں میں مسلمانوں کی دینی اور ثقافتی زندگی پر اثر انداز ہونے والے تھے یہاں موجود تھے۔ آپ نے دھلی کو مرکز بناکر چشتیہ سلسلہ کی نشاۃ اولیٰ کی بنیاد رکھی جس کو فروغ دیا۔ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اور نصف النہار پر پہنچادیا۔ محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے مشائخ چشت کی ایک بنیادی خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ عوام سے براہ راست رابطے رکھتے ہیں وہ غریبوں' مسکینوں' در ماندہ حال اور پس ماندہ طبقہ کے انسانوں کی نمائندگی کرتے ان کی خانقاہوں میں ہمیشہ مفلسوں اور مسکینوں کی بھیڑ لگی رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ حکومتوں کے حکمران بادشاہ اور دلوں کے بے تاج بادشاہ فقراء بے نوا ہیں جنھوں نے انسانی قلوب احسان کے ساتھ تسخیر کرلئے۔ آیئے دل پر حکومت کا ایک منظر دیکھئے۔ شیخ السلام دہلی نجم الدین صغری کو قطب الاقطاب خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی مقبولیت اور ہردل عزیزی سے حسد ہوگیا۔ اس کی شکایت پر خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے یہ فرمایا کہ ''قطب الدین تم میرے ساتھ اجمیر چلو میں نہیں چاہتا کہ میرے کسی جانشین کی وجہ سے کسی کو تکلیف پہنچے۔ خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ اپنے شیخ کی معیت میں عازم اجمیر ہوئے۔ ادھر دہلی کے لوگوں کو معلوم ہوا تو غوغائے عظیم برپا ہوگیا۔ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے۔ عورتیں' بوڑھے' بچے گریہ و زاری کرتے۔ حضرت قطب الاقطاب رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں کی خاک اپنے منہ پر ملتے ہوئے قافلہ خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے پیچھے پیچھے ہولئے بادشاہ التمش بھی قافلہ میں موجود سر جھکائے چلا جارہا ہے۔ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے جب یہ منظر دیکھا تو کہا بابا بختیار جاؤ دھلی کو تمھاری پناہ میں دیا۔ اتنے لوگوں کے دل میں کیسے خراب و کباب کرسکتا ہوں۔ دیکھا آپ نے تخت و تاج کے حکمرانوں اور دلوں کے حکمرانوں کا فرق۔ اللہ اکبر! سیدنا خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے کئی خلفاء تھے۔ مگر سجادہ اور خرقہ بابافرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کو عطا ہوا۔

زہدالانبیاء فرد فرید شیخ الشیوخ العالمین حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ (۵۶۹ھ تا ۶۶۴ھ)

آپ نے دہلی کے بجائے ہانسی پھرا جو دھن موجودہ پاکپتن شریف میں قیام فرمایا۔ آپ کا دہلی میں قیام نہ کرنا

چشتیہ سلسلہ کے حق میں اتنا ہی مفید ہوا جتنا قطب صاحب کا دہلی میں قیام کرنا۔ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے اثرات پورے ہند میں پھیل گئے۔ آپ کو اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ ہر وقت عقیدت مند پروانوں کی طرح سے ان کے گرد جمع رہتے۔ ہندو جوگی بھی حاضر خدمت ہوتے۔ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہر شخص سے اس کی صلاحیت اور سمجھ کے مطابق گفتگو فرماتے۔ امیر و غریب کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ ہر نئے آنے والے سے اس طرح ملتے کہ برسوں کا آشنا ہے۔ ظاہر و باطن کی ہم آہنگی حیرت انگیز تھی۔ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی تبلیغی خدمات آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ آپ نے بعض ایسے کافر مشرک قبائل کو مسلمان کیا جن کی ہمت و انتقامی جبلت جنگجویانہ فطرت ہندوستان میں ضرب المثل تھی۔ اجودھن روئے زمین پر سخت ترین مقام تھا۔ وہاں کے لوگ طبیعت و مزاج میں سخت گیر اور ترش رو تھے۔ حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ایسے سنگلاخ و بنجر اذہان میں کشت اسلام کی تخم ریزی و آبیاری کا صعب ترین و مشکل کام انجام دیا۔ اپنے جمال حسین و مقال شکرین سے ایک خطہ نمکین کو بقعہ شکرستان بنادیا۔ آپ کے دست حق پرست پر چھوٹے بڑے سینکڑوں قبائل مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ پاک پٹن پاکستان کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ دونوں میں انتہا درجہ لفظی موافقت بھی ہے۔ اس کے علاوہ موجودہ پاکستان کے اہم سرحدی مقامات پر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے چلہ گاہیں ہیں۔

جو کوہ و دشت کبھی تیری جلوہ گاہ بنے! زمانہ وجد کناں اب بھی ان کے طواف میں ہے

یعنی پہلے سے متعین فرمادیا اور سرحدوں کی حفاظت بھی فرمادی۔ اسی لئے آپ کا ایک لقب محافظ پاکستان بھی ہے۔ حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ انہیں وقت واحد میں پیر اور دادا پیر حضرت غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے نوازا اور اولاد و سلسلہ میں خیر و برکت کی دعائیں دیں۔ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''قیامت کے دن حضرت جل شانہٗ (خدا) اگر میرے پیر خواجہ قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ کی صورت میں جلوہ گر ہوا تو میں دیدار باری کروں گا ورنہ نہیں۔ اس سے اپنے شیخ کی عقیدت و محبت کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت شاہ کلیم اللہ دھلوی رحمتہ اللہ علیہ نے متعدد مواقع پر لکھا ہے کہ ''تصوف کا اصل الاصول محبت پیر ہی ہے۔'' ایک محفل میں لوگ سماع کے جواز اور عدم و جواز پر علمائے کرام کے باہمی اختلاف کا ذکر کررہے تھے۔ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ان لوگوں کی تمام تر گفتگو سننے کے بعد فرمایا سبحان اللہ ایک جل کر راکھ ہوچکا ہے اور دوسرے ابھی تک اختلاف میں پڑے ہیں۔ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ذات مرج البحرین ہے۔ آپ سرچشمہ فیضان صابری و منبع انوار نظامی اور صاحب باب الجنت ہیں۔ آپ سے کئی سلاسل طریقت کا اجراء ہوا۔ آپ کی اولاد میں سے دیوان صاحب' صاحب سلسلہ ہیں۔ اسی طرح سلسلہ عالیہ صابریہ' نظامیہ' جمالیہ' اسحاقیہ وغیرہ۔

CS CamScanner

حضرت شیخ گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے بعض ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ملے ہیں جن میں لکھا ہوا ہے کہ چار چیزوں کے بارے میں سات سو (۷۰۰) مشائخ سے سوال کیا گیا تو سب نے ایک ہی جواب دیا۔

(۱) گناہوں کا چھوڑ دینے والا ہی سب سے زیادہ عقل مند ہے۔

(۲) دانا اور حکیم آدمی وہ ہے جو کسی چیز پر غرور نہیں کرتا۔

(۳) قناعت کرنے والا ہی سب سے زیادہ مالدار اور غنی ہے۔

(۴) تارک قناعت ہی سب سے زیادہ محتاج اور غریب ہے۔

ہونے کی خوشی نہیں اور نہ ہونے کا غم نہیں۔ نامرادی اور مایوسی کا دن دراصل مردان خدا کی معراج ہے۔ تم جیسے اندر ہو ویسے باہر نظر آؤ ورنہ تمھاری اصل اور حقیقت خود بخود ظاہر ہوجائے گی۔

رئیس المتحیرین اکمل المستغرقین آفتاب چشتیاں مخدوم آفاق حضرت سیدنا شیخ علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ

آپ صحیح النسب سید ہیں اور سلسلہ عالیہ صابریہ کے سرخیل ہیں۔ آپ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ، بھانجے اور داماد بھی ہیں۔ آپ قلب اسرافیل اور ولایت موسوی پر تھے۔ آپ افراد اور عباد کے سردار اور طریق تصوف میں اعلیٰ شان بلند ہمت ہیں۔ غلبہ استغراق کی وجہ سے ہمیشہ الگ تھلگ رہے۔ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے لئے فرمایا "میرے شیخ کا ظاہری و باطنی علم شیخ علاؤالدین کو ملا جبکہ میرا ظاہری و باطنی علم شیخ نظام الدین بدایونی کو پہنچا۔ اسی طرح میرے قلب کے علم نے شیخ علاؤ الدین کی ذات میں اور میرے سینہ کے علم نے شیخ نظام الدین میں سرایت کی۔" حضرت مخدوم پاک صابر کلیری جو کہ کلیر کی ولایت کے والی ہیں۔ آپ کے کمالات کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے تمام بڑے بڑے خلفاء مثل حضرت سلطان المشائخ کو بھی رخصت کرتے وقت وصیت فرمائی، "مجاہدہ کرتے رہنا، قرض نہ لینا، جو قرض کسی کو دو واپس نہ لینا۔" لیکن جب حضرت مخدوم صابر آفتاب چشتیاں رحمتہ اللہ علیہ کو رخصت کیا تو فرمایا، "بھوگھا خواہی کرد" مزے کروگے۔ مشائخ عظام کے ہاں یہ امر مسلم ہے۔ جبکہ ان کا کوئی مرید مرتبہ کمال تک پہنچ جاتا ہے اور اسے ایمان مشاہدہ حقیقی جس سے مراد قرب حق ہے۔ حاصل ہوجاتا ہے اور سرحق سے آگاہ ہوجاتا ہے۔ اس کے حق میں وصیت کرنا بے فائدہ ہوتا ہے۔ بھوگھا خواہی کرد سے ہوسکتا ہے۔ نسبت محبوبیت میں اعلیٰ مقام مراد ہو۔ آپ کی تاریخ وصال "جان گنج شکر ہے" آپ کا ایک قول مبارک پیش خدمت ہے۔ آپ فرماتے "اے شمس الدین ترک شریعت بھی کیا خوب آئین ہے۔ کہ حضوری سے دربار میں لے آتی ہے۔

شیخ المشائخ عروس الاولیاء جہانگیر عالم خواجہ راستین مولانا سیدنا نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ(ولادت ۶۳۴ھ)

مولانا سید نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں چشتیہ سلسلہ معراج کمال تک پہنچ گیا۔ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے لئے دعا کی تھی کہ ’’تو ایک ایسا درخت ہو جس کے سائے میں ایک خلق کثیر راحت و سکون حاصل کرے۔‘‘ تقریباً ۵۰ سال تک انسانی دلوں نے اس طرح ان کی خانقاہ میں راحت و سکون حاصل کیا ہے جیسے کوئی تھکا ہارا مسافر تمازت آفتاب سے خستہ جان ٹھنڈے اور سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ کر فرحت اور اطمینان کا سانس لیتا ہے۔ جو شخص جس وقت آپ سے ملنے کے لئے حاضر ہوتا اسی وقت بازیابی کی اجازت دی جاتی۔ میر سید محمد جعفر مکی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب بحرالمعانی میں لکھتے ہیں کہ ’’ایک دن یہ فقیر دریائے نیل مصر میں کشتی پر حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کے ساتھ سوار تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا‘ ’’حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ نظام الدین بدایونی رحمتہ اللہ علیہ مقام محبوبی میں تھے۔ دونوں حضرات روح احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشرب پر تھے۔

ارشادات :

آپ کا فرمان ذیشان ہے کہ‘ ’’تقسیم (ہر قسم کی) کرنے کا حقدار وہ ہے جو اپنے حصے سے دستبردار ہوجایا کرے۔‘‘ ایک دفعہ فرمایا‘ ’’جب میرے مخدوم بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے خلافت سے نوازا۔‘‘ تو ارشاد فرمایا کہ : ’’اللہ نے تمھیں علم و عقل و عشق کی دولت سے سرفراز فرمایا جس میں یہ تین چیزیں ہوں وہ خلافت شیخ کا مستحق ہے۔‘‘ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ‘ ’’سچے لوگوں کی صبح‘ صبح کے وقت ہوتی ہے‘ اور عاشقوں کی صبح شام سے شروع ہوتی ہے جو عشاء سے فجر تک شب بیدار رہ کر زندہ و تابندہ رہتے ہیں۔ ان ہی لوگوں کو مشائخ کہا جاتا ہے۔‘‘ آپ فرماتے تھے کہ‘ ’’مجھے واقعتاً‘‘ ایک کتاب دی گئی ہے جس میں لکھا ہوا تھا کہ‘ دلوں کو راحت پہنچاؤں کیونکہ مومن کا دل محل اسرار ربوبیت ہے۔ بازار قیامت میں کسی سامان کی اتنی پرسش نہ ہوگی جتنی شکستہ دلوں کو راحت پہنچانے کی۔)‘‘ ایک مرتبہ فرمایا‘ ’’بعض مرید ایسے ہوتے ہیں جو اپنے پیر و مرشد پر اکتفا نہیں کرتے‘ دوسرے پیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس سے خرقہ (خلافت) حاصل کر لیتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ حرکت کوئی قابل قبول نہیں۔ دراصل بیعت وہی ہے پہلی مرتبہ کسی ہاتھ پر کی جائے۔ اگرچہ وہ پیر مرشد ایک عام ہی کیوں نہ ہو۔‘‘ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا‘ ’’اگر کوئی مرید کسی شیخ سے ارادت ظاہر کرے اور شیخ انکار کرے تو اس حالت میں اس کو مرید ہی تصور کیا جائے گا اور اگر کوئی شیخ کسی سے کہے کہ تو میرا مرید ہے اور وہ کہے کہ میں آپ کا مرید نہیں تو ایسا

CamScanner

شخص مرید نہیں سمجھا جائے گا۔ اس لئے کہ ارادت دراصل مرید کا فعل ہے، شیخ کا نہیں۔"
محبت رسول کا یہ عالم تھا کہ وصال سے کچھ دنوں پہلے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ : "نظام تم سے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے" اس خواب کے بعد سفر آخرت کے لئے بے چین ہوگئے۔ وصال سے چالیس روز پہلے کھانا پینا بالکل ترک کردیا اور برابر آنکھوں سے آنسو جاری رہتے۔ دوا پینے کے لئے کہا گیا تو فرمایا،

درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

تیری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی میرے گمان سے اونچا مقام ہے تیرا

شیخ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد سینکڑوں سے تجاوز کرجاتی ہے۔ لیکن خرقہ، مصلیٰ، تسبیح اور کاسہ، چوبیں، مخدوم شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کو عطا ہوا۔

حضرت سیدنا شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے بعد مرکزی نظام کو حضرت چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے سنبھالا۔ مصنف سیراولیاء کا بیان ہے "جو خوشبو سلطان الشائخ کی مجلس میں آتی تھی وہی خوشبو آپ کی محفل سے آتی تھی جو کاتب حروف کے مشام جان تک پہنچی تھی۔ ایک دفعہ شیخ نصیرالدین چراغ دہلی رحمتہ اللہ علیہ نے ابتدائے حال میں امیرخسرو رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعے پیر سے درخواست کی کہ ان کو تنہا کسی جنگل میں رہ کر، عبادت کرنے کی اجازت دی جائے تو شیخ طریقت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، "ان سے کہو کہ تمہیں خلق میں رہنا ہے اور لوگوں کے جور و ظلم برداشت کرنے اور ان کے عوض میں ایثار و سخاوت اور بخشش کرنی چاہئے۔" آپ کی خانقاہ میں عقیدت مندوں کے ہجوم کا یہ حال رہتا تھا کہ اکثر قیلولہ کا وقت بھی نہیں ملتا۔ فرماتے ہیں بارہا قیلولہ کرنا چاہتا ہوں جگا دیتے ہیں فلاں آیا ہے اٹھئے۔ شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تسلیم و رضا کے آخری مقام پر متمکن تھے۔ ایک دن آپ حجرہ خاص میں مشغول تھے کہ عین استغراق میں ایک قلندر مسمی تراب نے آپ پر خنجر سے گیارہ زخم لگائے۔ لیکن اس شہباز صحرائے احدیت کے استغراق میں فرق نہیں آیا۔ خون دیکھ کر مریدین اندر آئے اور قلندر کو پکڑلیا۔ آپ نے مریدوں کو قسم دی کہ قلندر کو کچھ نہ کہنا اور بیس تنکہ قلندر کی نظر کرکے رخصت کیا کہ ضرب لگانے میں تجھے تکلیف ہوئی ہوگی۔ اس واقعہ سے آپ کے کمال اور مقام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ چشتیہ سلسلہ کی تاریخ کا وہ دور جو خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ سے شروع ہوا تھا اور شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ پر ختم ہوگیا۔ اسلامی ہند کی تاریخ کا یہ ایک عجیب واقعہ ہے جس وقت چشتیہ سلسلہ کا دور اول ختم ہوا اسی وقت سلطنت دہلی نے بھی دم توڑ دیا۔ ایک طرف چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد چشتیہ سلسلہ کا مرکزی

CamScanner

نظام ختم ہوا تو دوسری طرف فیروز شاہ تغلق کے انتقال ۱۳۸۸ء کے بعد سلطنت دہلی کی مرکزی حیثیت فنا ہوگئی۔
شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ممتاز خلفاء میں میر سید محمد مکیؒ سید محمد گیسودراز رحمتہ اللہ علیہ اور سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت اوچوی قابل ذکر ہیں۔

شیخ السلام حضرت سیدنا شیخ بہاؤالدین ابو محمد زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ (۵۶۰ھ تا ۶۶۱ھ)

آپ شیخ المشائخ شہاب الدین عمر سہروری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا شمار ہندوستان کے اکابر اولیاء میں ہوتا ہے۔ آپ علوم ظاہر کے زبردست عالم' صاحب احوال و مقامات اور صاحب مکاشفات و مشاہدات تھے۔ آپ ایسے مرشد کامل تھے جن سے اکثر اولیاء کے سلسلہ نکلتے ہیں۔ منقول ہے کہ آپ جس وقت صاحب کمال اور برکات ہوکر ملتان تشریف لائے تو چند اکابر ملتان کو آپ سے حسد ہوا اور بطور کنایہ آپ کی خدمت میں دودھ سے لبالب پیالہ بھیجا' مطلب یہ تھا کہ اس شہر میں مزید کسی کی گنجائش نہیں ہے۔ شیخ السلام رحمتہ اللہ علیہ نے اس اشارے کے جواب میں پیالے پر ایک پھول رکھ کر واپس کردیا۔ مقصد یہ تھا کہ ہمارا قیام ملتان میں اس طرح رہے گا جس طرح دودھ پر پھول رکھا ہوا ہے۔ اکابر ملتان اس ادا پر حیران رہ گئے۔ آپ کے اور زہدالانبیاء بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے درمیان بڑی گہری محبت تھی۔ یہ بھی ایک قول ہے کہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک مرید کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ' "ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہو کیونکہ ذکر سے طالب اپنے مطلوب تک پہنچتا ہے۔ محبت ایسی آگ ہے جو ہر قسم کے میل کچیل کو جلا ڈالتی ہے۔ مرید کو اپنے اوقات کی نگرانی و حفاظت کرنا چاہئے۔ کم کھانے سے جسم تندرست رہتا ہے' گناہوں کے ترک کردینے سے روح کو سلامتی ملتی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے دین سلامت رہتا ہے۔" آپ نے اور آپ کے پوتے شاہ رکن عالم رحمتہ اللہ علیہ نے سہروردیہ سلسلہ کی بنیاد ہندوستان میں رکھی۔ اس کی ترویج و اشاعت و فروغ کے لئے بہت کام کیا۔ آپ کا سلسلہ ملتان اور گردو نواح میں خوب پھیلا۔

قطب عالم حضرت سیدنا شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی رحمتہ اللہ علیہ (۶۳۵ تا ۶۹۰ھ)

آپ شیخ صدرالدین بن شیخ السلام بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند اور اپنے دادا شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے براہ راست سجادہ نشین اور جانشین تھے۔ مجمع الاخبار میں آپ کے ملفوظات اور خطوط درج ہیں جو آپ نے اپنے مریدوں کے نام لکھے تھے۔ ایک خط میں لکھتے ہیں "عزیز! خوب یاد رکھنا چاہئے کہ انسان دو چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔ ایک صورت دوسری صفت۔ اور قابل تعریف صفت یعنی سیرت ہے۔ صورت کی کوئی قیمت نہیں۔ اللہ تعالٰی جل شانہ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا' بلکہ تمہارے اعمال و دلوں کو دیکھتا ہے۔ صفت

CamScanner

کا ظہور حقیقی طور پر صرف آخرت ہی میں ہوگا۔ وہاں ہر صفت ایک ظاہری صورت میں نظر آئے گی۔ کیونکہ آخرت ہی وہ انعام ہے جہاں ہر چیز کی حقیقت ظاہری لباس میں ملبوس کردی جائے گی۔" ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ' "شیطان جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اختیار نہیں کرسکتا اسی طرح وہ حقیقی شیخ یعنی مرشد کامل کی شکل بھی اختیار نہیں کرسکتا۔ کیونکہ شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری پیروی کرتا ہے۔" شیخ رکن الدین ملتانی رحمتہ اللہ علیہ سلطان المشائخ محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے اور اکثر آپ خواجہ محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے دہلی تشریف لے جاتے۔ آپ جب ملتان سے دہلی آتے تو محتاجوں اور غریبوں کی بہت سی عرضیاں آپ کی پالکی میں ہوتیں تاکہ بادشاہ وقت سے محتاجوں کی داد رسی چاہیں۔ ایک دفعہ شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "آج محتاجوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ میں دین کے بادشاہ مولانا نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں جارہا ہوں۔" ایک دفعہ شیخ رکن عالم رحمتہ اللہ علیہ خواجہ محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی عیادت کو ذی الحجہ کی ۹ ویں تاریخ کو تشریف لائے اور فرمایا' "آج ہر حاجی حج کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ اور میں سلطان المشائخ رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے آیا ہوں۔ تاکہ حج کا ثواب حاصل کرسکوں۔ سلطان المشائخ رحمتہ اللہ علیہ آبدیدہ ہوگئے اور ان کی اس عنایت کے لئے معذرت کی۔

شیخ الاسلام والمسلمین مخدوم حضرت سیدنا احمد یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ

آپ خلیفہ شیخ السلام والمسلمین خواجہ نجیب الدین فردوسی رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ خاص طور پر مکتوبات صدی ویک صدی بہار کے صاحب کمال اور فضل بزرگ ہیں جن سے پورے بہار شریف نے فیض حاصل کیا۔ آپ کا وصال ۷۸۲ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

ارشادات : محققوں کا قول ہے کہ "اگر خداوند ذوالجلال والاکرام کے خزانے میں عبودیت سے بہتر کوئی خلعت ہوتا تو وہ ضرور بالضرور **قاب قوسین او ادنی** کے مقام پر حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنایا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے نکتہ عبودیت سے زیادہ پیاری کوئی چیز پیدا نہ کی اور وہ ہے "دل" یعنی دل نکتہ عبودیت ہے۔" حکایت' ایک بزرگ نے بیس پچیّس حج کئے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کے نفس کو کچھ حظ حاصل ہوا' پھر کیا تھا آپ تہذیب نفس کے لئے سربازار مکہ معظمہ میں نکل آئے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ کوئی ہے جو ہمارے بیس پچیّس حجوں کو ایک روٹی کے بدلے خرید لے۔ کہیں ایک عارف نے اس کو سن لیا اور سمجھ گیا کہ یہ بات کس مقام کی ہے۔ وہیں اس پر ایک دھول جمائی' اور کہا کہ' "یہ کیا فضول گوئی کررہے ہو' اس قدر گراں بیچ رہے ہو بیس پچیّس حجوں کی بھی کوئی حیثیت ہے۔ دیکھو تو تمہارے بابا آدم علیہ السلام نے بہشت جیسی نعمت کو راہ طلب میں ایک

CS CamScanner

دانے گندم کے عوض بیچ ڈالا۔ تمہارے ان حجوں میں کیا لعل لگے ہوئے ہیں۔ جن کی قیمت ایک روٹی مانگتے ہو۔"
اقوال : صوفی و عالم ظاہر کا فرق۔ صوفی کا دل زبان سے آگے ہوتا ہے اور عالم ظاہر کی زبان دل سے آگے ہوتی ہے۔ بندے کے اصل حجاب اور مانع چار ہیں۔ دنیا' خلق' شیطان' نفس' دنیا حجاب آخرت ہے' خلق حجاب عبادت ہے' شیطان حجاب دین ہے اور نفس حجاب خدا عزوجل ہے۔" معرفت کی حقیقت' معبود کی پہچان ہے۔

حضرت سیدنا جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت اوچی رحمتہ اللہ علیہ (۷۰۷ھ تا ۷۸۵ھ)

آپ کے دادا کا اسم گرامی بھی سید جلال الدین سرخ بخاری رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ آپ کے والد ماجد سید احمد کبیر رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ ۱۸۸علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ کو مشائخ کبار نے خلافت کے ۲۰ خرقے پہنائے۔ آپ نے دو بار روئے زمین کی سیر کی اور ۳۶ حج پا پیادہ کئے۔ آپ اتباع سنت کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے۔ اپنی روزمرہ زندگی کے تمام معمولات کو احادیث کے مطابق بنانے کی کوشش فرماتے۔ نمازوں و نوافل کی اتنی ہی رکعتیں پڑھتے جتنی کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں۔ زیادہ تر ان ہی اوراد و وظائف کی مداومت کرتے جن کا ذکر حدیثوں میں ہے۔ آپ کے نزدیک وہ شخص ولی اللہ ہے جو اپنی گفتار رفتار اور کردار میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو ہو اور کامل اتباع کرے۔ ارشادات فرمایا' "امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک نفل نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہے۔" فقہ کی کتاب کافی کا حوالہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ' "عبادت میں غیر کے مسلک پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ کوئی حنفی ہے تو شافعی کی عبادت میں شریک ہوسکتا ہے لیکن معاملات میں غیر مسلک پر عمل کرنا بالکل ناجائز اور درست نہیں۔ غیر شرعی تعظیم کروانے سے سخت متنفر تھے۔ متعقدین غایت تعظیم و تکریم میں پاؤں چومنے کی کوشش کرتے لیکن چومنے نہیں دیتے۔ بعض مریدین تعظیم میں زمین بوسی کرنے کی کوشش کرتے لیکن ان کو کرنے نہیں دیتے۔ فرماتے' "ہمارے مسلک میں سجدہ تحیت جائز نہیں۔"

حضرت سیدنا محمد بندہ نواز گیسودراز رحمتہ اللہ علیہ

۱۵ سال کی عمر میں شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ مرشد کی ہدایت کے مطابق عبادت و ریاضات میں تدریجی ترقی کی اور ساتھ ساتھ اپنی تعلیم کو بھی جاری رکھا۔ آپ ایک متبحر عالم دین اور شیخ وقت تھے۔ ایک دفعہ آپ مرشد کی خدمت میں حاضر تھے آپ سے آپ کے مرشد نے پوچھا' "نماز اشراق پڑھتے ہو" عرض کیا' "بلاناغہ پڑھتا ہوں" مرشد نے ارشاد فرمایا' "چاشت کی بھی چار رکعت ملادیا کرو تو نماز چاشت بھی ہوجایا کرے گی۔

بعد اشراق اسی وقت چاشت پڑھ لیا کرو" پیرو مرشد کو وضو کروانے کی خدمت آپ ہی کے سپرد تھی۔ دہلی میں چوالیس سال قیام کے بعد ۸۰۱ھ میں گلبرگہ شریف منتقل ہوگئے پھر وصال تک وہیں قیام رہا۔

آپ کا طریقہ بیعت : حضرت گیسودراز رحمتہ اللہ علیہ کے پاس کوئی مرید ہونے کے لئے آتا تو اس کے ہاتھ پر اپنا دست مبارک رکھ دیتے اور کہتے "تم نے اس ضعیف اور اس ضعیف کے خواجہ (پیرو مرشد سے بیعت کی) پھر اوپر تک اپنے مشائخ کا نام لیتے اور عہد لیتے کہ اپنی نگاہ اور اپنی زبان کی حفاظت کروگے' شریعت پر قائم رہوگے" اگر کسی عورت کو مرید کرتے' اس کے کسی محرم کو وکیل بناتے اور وہ بیعت کرادیتا۔ عورت سے ہمیشہ پردہ ڈال کر بیعت لیتے۔ لڑکے اور مریض کو بیعت نہیں کرتے۔ عشاء کی نماز رات آرام کرنے کے بعد پڑھتے۔ بعض صوفیاء کے نزدیک عشاء کی نماز کے لئے آدھی رات مستحب وقت ہے۔

ارشادات : "حقیقت اور طریقت کو شریعت کی ضد نہ سمجھو' بلکہ ہر ایک کو دوسرے کا خلاصہ تصور کرو' آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو' کسی حال میں اپنے نام کی شہرت نہ دو' پندو نصائح کا فرض انجام نہ دو کیونکہ یہ کام کاملوں کا ہے۔" تذکروں میں آپ کے ملفوظات کے چار مجموعوں کا ذکر ملتا ہے جس میں ایک جوامع الکلم ہے اور ایک دیوان بھی ہے۔ آپ بہت سی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ آپ کے خلفاء کثیر تعداد میں تھے' جنھوں نے سلسلہ کی اشاعت میں بڑی سرگرمی سے کام لیا۔ سید محمد گیسودراز رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف کے ذریعے تصوف کے خیالات کو عوام و خواص تک پہنچایا۔

حضرت سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی رحمتہ اللہ علیہ ۹۱۵ھ تا ۱۰۱۷ھ

آپ شیخ صفی سائی پوری سے بیعت تھے اور شیخ حسین سے خرقہ پہنا۔ آپ کئی کتابوں کے بھی مصنف ہیں جس میں خاص طور پر سبع سنابل قابل ذکر معرکتہ الاراء ہے۔

ایک اقتباس آپ کی تصنیف سبع سنابل سے نقل کیا جارہا ہے۔

" اللہ تعالیٰ جل شانہ بڑی شان کے معبود ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر خاص مہربان ہیں۔ فرماتے ہیں' آپ کی امت ہماری بندگی کرتی ہے' وہ ہماری رضا سے ہے' اور گناہ کرتی ہے یہ ہماری قضا سے ہے۔ تو جو کچھ ہماری رضا سے ہوتا ہے ہم اسے قبول فرماتے ہیں۔ اگرچہ وہ کم ہو۔ اس لئے کہ ہم کریم ہیں اور جو کچھ ہماری قضا سے ہوتا ہے ہم اسے درگزر کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ زیادہ ہو اس لئے کہ ہم رحیم ہیں۔"

اقوال : ۱۔ اظہار اس شے کا ہوگا' جو ودیعت ہے۔ ۲۔ ترک دنیا ہر عبادت کی بنیاد ہے اور دنیا کی محبت ہر گناہ کی اصل۔ ۳۔ گھر میں اگرچہ ہزار ہوں کوئی مضائقہ نہیں دل میں بس ایک ہو۔ ۴۔ دنیا دل میں ہو تو درد

CamScanner

اگر ہاتھ میں ہو تو دوا۔ ۵۔ لالچی علماء و حریص فقراء کی صحبت سے دور بھاگو۔ ۶۔ عوام کا رزق ان کے ہاتھ میں' اور خواص کا حصہ ان کے یقین میں ہے۔ ۷۔ اکل حلال خود تمام عبادات کی اصل ہے۔ ۸۔ حلال وہ جس پر شرع فتویٰ دے اور طیب وہ جس پر دل فتویٰ دے۔ ۹۔ خودبینی اور خودنمائی سے نجات پانا ہزار نصیحتوں سے بڑھ کر ہے۔ ۱۰۔ ترقی کا سبب ادب ہے۔ ۱۱۔ بدقسمتی کی تین نشانیاں ہیں۔ اول تو یہ علم دیں' مگر عمل سے محروم کردیں۔ دوسرے یہ کہ عمل کی توفیق تو دیں مگر اخلاص نہ دیں۔ تیسرے یہ کہ اچھوں کی صحبت تو اسے میسر ہو' مگر خدمت اور صدق سے محروم کردیں۔

حضرت سیدنا خواجہ محمد باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ (۹۷۱ھ' ۱۵۶۴ء تا ۱۶۰۳ء)

خواجہ محمد باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کا طریقہ کار وقت کی اہم ضرورت کے لئے خاص طور پر موزوں تھا۔ عہد اکبری میں آپ نے ہر فتنہ و الحاد کا براہ راست مقابلہ کیا۔ عام طور پر ہمارے اہل اللہ ارباب اقتدار سے الگ تھلگ رہے۔ قادری' چشتی' سہروردی سلسلوں کی تمام روایات گوشہ تنہائی میں یاد خدا اور مخلوق میں رہ کر خدمتیں کرنے کی ہیں۔ مگر اس ریت میں حضرت خواجہ محمد باقی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ ترمیم کی۔ کیونکہ اس وقت دربار شاہی سے بدعت اور تجدد کی لہریں آرہی تھیں۔ امراء و خواص کے طریقے بگڑ گئے تھے۔ مشہور قول ہے "**الناس علی دین ملوکھم**""عوام کا دین اپنے حکمرانوں پر ہوتا ہے۔" ان خرابیوں کی اصلاح کے لئے سب سے پہلے ہندوستان میں اکابر و امراء سے اختلاط پیدا کرکے نہایت خاموشی سے درباری بدعتوں کے خلاف متشرع اور دیندار امراء کا محاذ قائم کیا یہ بزرگ خواجہ محمد باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ تھے جنھیں حضرت خواجہ عبیداللہ احرا رحمتہ اللہ علیہ سے خاص طور پر تعلق خاطر تھا۔ خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ نے جہاں امراء سے خاص تعلق پیدا کیا وہیں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ بھی آپ کے دام کے اسیر ہوئے۔ دونوں ہی آپ کے مرید تھے۔ آپ کی ان کاوشوں کے سبب ملک میں اسلامی روحانیت کی ایسی لہر دوڑی کہ اکبر کی براہ راست مخالفت کئے بغیر اس طرح ایک نئی دینی زندگی کا آغاز کیا کہ اس فضا میں اکبری رجحانات کا فروغ پانا ناممکن ہوگیا۔ آپ کا چالیس سال کی عمر میں وصال ہوا۔

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ (۹۷۱ھ تا ۱۰۳۴ھ)

آپ مخدوم عبدالاحد کے صاحبزادہ ہیں جو شیخ رکن الدین ابن عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ ہیں۔ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے والد سے پوری طرح اخذ فیض کیا تعلیم حاصل کی اور مرید بھی ہوئے اور اپنے والد سے ہی محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کے توحید وجودی کے فلسفے کو سمجھا۔ بعد میں آپ نے اپنے والد ماجد کی وفات کے

CamScanner

بعد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ یوما" فیوما" آپ ترقی کرتے رہے۔ خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ آپ کا بڑا پاس کرتے اور آپ نے مجدد رحمتہ اللہ علیہ کو اپنی خلعت خلافت عطا کی۔ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ نے زیادہ تر سرہند یا لاہور رہے۔ آپ کے بڑے کارنامے شرع کی ترویج' طریقہ نقشبندیہ کی اشاعت' شریعت اور طریقت میں تطبیق اور بدعت کی مخالفت کے علاوہ جو اہم کام کیا وہ اسلام کا عام احیاء تھا جس کی تکمیل آپ کے صدہا خلفاء نے کی۔ اس ضمن میں آپ نے نظریہ وحدت الشہود پیش کیا جس کا خلاصہ یوں ہے' "وجود کائنات اور ظہور و آثار و صفات مختلفہ' واحد مطلق کی ذات و صفات کا ظل و عکس ہے جو عدم میں منعکس ہورہا ہے۔ یہ ظل عین صاحب ظل نہیں' یہ عالم اعدام خاصہ سے عبارت ہے۔ مقابل اسماء و صفات جو بطریق انعکاس و انضباغ خدا وند تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے نابود برنگ بود ظاہر ہوا۔ حق تعالیٰ اور عالم کے درمیان فرق اعتباری' صوری نہیں بلکہ واقعی اور ذاتی ہے۔ ۱۔ پس معنی وحدت الشہود کا یہ ہوا کہ وحدت عالم کے شہود میں ہے مشہودات میں فی الوقع کثرت ہے لیکن عارف غلبہ حال میں ایک ہی دیکھتا ہے۔ ۲۔ واجب تعالیٰ کا وجود اس کی ذات سبحانہ تعالیٰ پر زائد ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے۔ نہ کہ وجود کے ساتھ۔ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ اس زمانے میں پیدا ہوئے جب ہندو احیائیت اور اکبر و ابوالفضل کی مصلحت کوشیوں سے اسلام کے لئے نظریہ شہود کی ضرورت تھی۔ اس ضرورت کو پورے ہونے کے بعد آپ نے وحدت الوجود کی کلی نفی نہیں کی آپ نے ہندو اختلاط کو پسند نہیں کیا۔ بلکہ ہندو کو مسلمانوں کے مقابلے میں کم تر ہی سمجھا۔ آپ کا دوسرا بڑا کارنامہ آپ کی تین جلدوں میں مکتوبات ہیں جو اسلامی تصوف کا نایاب ذخیرہ ہیں۔

شیخ المحقق حضرت سیدنا عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (۹۵۸ھ تا ۱۰۵۲ھ)

اس دور کی یہ تیسری بڑی ہستی ہیں جنہوں نے بڑی عمرپائی۔ آپ نے دو بادشاہوں اکبر اور جہانگیر کا دور دیکھا اور بھرپور طور پر تجدید و احیاء دین کا کام کیا۔ آپ نے حرمین جاکر علم حدیث کی تکمیل کی۔ اور واپس آکر ہندوستان میں پہلی بار مستقل اور مستند طور پر علوم حدیث کا صحیح اجراء کیا۔ بقول میر عبدالاول ' جنہوں نے بڑے پتے کی بات کہی کہ ' "شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے زمانے کے فتنوں کا تریاق علم حدیث کی ترویج میں دیکھا اور اس میں مشغول رہے۔ ان کی عملی زندگی کا اصل محور رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تھی۔ آپ نے نہ صرف حدیث کا درس دیا بلکہ اس علم میں مستند کتابیں بھی لکھیں۔ آپ نے کوئی چالیس کتابیں لکھیں۔ آپ کی معرکتہ الاراء تصنیف مدارج نبوت اور اخبار الاخیار ہیں۔ آپ صاحب حال بزرگ تھے۔ آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں شیخ موسیٰ پاک ملتانی رحمتہ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل تھا اور اسی طرح آپ نے خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ پھر شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری رحمتہ اللہ علیہ سے اخذ فیض کیا۔ تصوف کے بارے میں آپ کا قول

CamScanner

ہے کہ' "تصوف وہ ہے جو موافق کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو باقی سب گمراہی ہے۔"

سلسلہ چشتیہ' عالیہ' صابریہ

شیخ علاؤالدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اور سجادہ نشین شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۷۱۸ھ تا ۱۳۱۸ء)

آپ خواجہ احمد یسوی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔ جن کا سلسلہ نسب حضرت محمد بن حنفیہ بن علی کرم اللہ وجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ شیخ علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے حق میں فرمایا کہ' "اے شمس الدین! تو میرا فرزند ہے اور خدا تعالیٰ سے میں نے یہ درخواست کی ہے کہ ہمارا سلسلہ تجھ سے جاری ہو اور قیامت تک جاری رہے۔" مخدوم صابر رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو اپنا خرقہ عطا فرمایا اور اپنے ہاتھ سے خلافت نامہ لکھ کر دیا اور علاقہ پانی پت کی ولایت عطا فرمائی۔ آپ کچھ عرصہ کے لئے غیاث الدین بلبن کی فوج میں بھی رہے۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ آپ کے ہم عصر بزرگ تھے۔ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کے بعد آپ کے خلیفہ جمال الدین پانی پاتی رحمتہ اللہ علیہ بحیثیت سجادہ مسند ارشاد پر بیٹھے۔ آپ کا لنگر بہت وسیع تھا۔ روزانہ ایک ہزار آدمی آپ کے دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ طبق اور سرپوش بھی لوگ ساتھ لے جاتے۔ ایک دن ایک کیمیا گر نے آپ کے ایک بیٹے سے کہا کہ مجھ سے کیمیا گری سیکھ لے۔ یہ بات بیٹے نے آپ سے کہہ دی۔ آپ نے یہ سن کر دیوار پر تھوکا جس سے سارا حجرہ سونا بن گیا۔ حضرت اقدس نے کہا میرا کیمیا دیکھ لیا یہ کیمیا سیکھو۔ اس کیمیا گری کا کیا فائدہ جو بلائے جان ہے۔ آپ کے چالیس خلفاء تھے جن میں شیخ عبدالحق ردولوی رحمتہ اللہ علیہ جیسے شہباز طریقت بھی ہیں۔

حضرت سیدنا شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمتہ اللہ علیہ (۸۳۷ھ یا ۱۴۳۳ء)

آپ کا سلسلہ نسب امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ چشتیہ' صابریہ سلسلہ کا پہلا مرکز ردولی (ضلع بارہ بنکی) ہے شیخ احمد عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ نے ایسے زمانے میں اپنی خانقاہ قائم کی تھی جب چشتیہ سلسلہ کا مرکزی نظام ختم ہوچکا تھا۔ نظامیہ سلسلہ کے بزرگ گجرات' دکن' مالوا' بنگال' وغیرہ میں اپنی خانقاہیں قائم کررہے تھے۔ دہلی اور اس کے اردگرد کا تمام علاقہ چشتیہ سلسلے کے بزرگوں سے تقریباً خالی ہوچکا تھا۔ ردولی میں آپ کی خانقاہ رشد و ہدایت کا بڑا اہم مرکز بن گئی۔ شمالی ہندوستان کے لوگ خاص طور پر اور دیگر علاقوں کے لوگ کثرت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فیض یاب ہوتے۔ آپ نے چھ ماہ ایک قبر میں بند رہ کر سخت مجاہدہ کیا۔ آپ کا توشہ شیخ احمد عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ ہر مشکل کا مجرب حل بتایا جاتا ہے۔ آپ فرماتے کہ جو شخص ہمارا

CamScanner

ہم مشرب ہوجائے آتش دوزخ اس پر حرام ہوجائے گی۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے کہ میرا کبوتر (مرید) کو کوئی باز شکار نہیں بنا سکتا۔ کسی کا تصرف اس پر نہیں ہو سکتا' یہ بھی آپ کا فرمان ہے کہ چترشاہی ہمارے بچوں کے سر پر ہے۔ صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ کے تصرفات حیات و ممات میں یکساں ہیں۔

شیخ احمد عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ کے بعد ان کے بیٹے شیخ عارف سجادہ نشین ہوئے اور ان کے بعد ان کے بیٹے محمد سجادہ مشیخیت پر بیٹھے۔

حضرت سیدنا شیخ عبدالقدوس حنفی گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۹۴۴ھ یا ۱۵۳۷ء)

آپ اپنے شیخ کے سجادہ پر بیٹھے۔ آپ ۳۵ سال ردولی میں رہے اور ۳۵ سال ہی شاہ آباد نواح دہلی میں اور ۱۴ سال گنگوہ میں رہے۔ آپ کی بچپن کی ایک نیک عادت یہ تھی کہ مسجد میں جاکر' تمام نمازیوں کے جوتے سیدھے کرتے تھے۔ لطائف قدوسی کے حوالے سے ہے کہ ابتدائے حال میں آپ نے بہت سخت ریاضات اور مجاہدات کیئے۔ یہاں تک کہ چلہ بھی بغیر خورد و نوش کے کیئے۔ آپ کی سانس سے بھنے گوشت کی اور بعض دفعہ مشک و عطر کی خوشبو آتی۔ آپ نے ہر کام کے لئے وقت مقرر کیا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ بیت الخلاء جانے کے لئے بھی وقت مقرر تھا۔ اس ساری پابندی کا مقصد صرف ایک تھا' وہ یہ کہ غفلت نہ ہو اور وقت ضائع نہ ہونے پائے۔ تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ بے نمازی قصابوں کے ہاتھ کا ذبح نہیں کھاتے۔ مشکوک طعام اور لباس سے مکمل اجتناب فرمایا کرتے تھے۔ آپ روزانہ ۸۰۰ رکعات نفل ادا کیا کرتے۔ آپ صائم الدہر تھے۔ چالیس سال تک سوائے ایام عید کے کچھ نہیں کھایا۔ مولف کتاب اقتباس الانوار کہتے ہیں کہ' "ہمارے شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ دونوں صفات جلال و جمال میں پرورش پاکر جامع صفتین ہوگئے تھے۔" آپ میں جلال و جمال کا اعتدال تھا۔ آپ کا یہ فرمان ہے کہ' "میں نے چشتیہ' صابریہ سلسلہ کو دوسرا رنگ دیا۔" چنانچہ آپ کی ذات وجود اکبر تھی۔ وجود منتہی جو مقام نہایت کو پہنچ چکا ہے دو اقسام پر ہے۔ کبیر اور اکبر۔ قسم اول نادر ہے اگر ہزار سال اور قرنوں کے بعد وجود میں آئے تب بھی ان کا وجود غنیمت ہوتا ہے۔ قطب مدار اور قیوم عالم کا شمار اسی قسم میں ہوتا ہے۔ دوسری قسم بھی نادر تر ہے۔ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر قیامت تک اس قسم کے حضرات معدودے چند ہوئے ہیں۔ مثلاً حضرت سید محی الدین ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ' خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ' قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ' زبدہ الانبیاء حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ' حضرت شیخ علاؤالدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ' حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ ھم۔

آپ وحدت الوجود کے زبردست داعی تھے۔ آپ نے فصوالحکم پر حاشیہ لکھا ہے۔ آپ کے متبعین اکثر اسی

CamScanner

مشرب پر ہیں۔

شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ صاحب علم و فضل بزرگ تھے۔ آپ نے عوارف المعارف کی شرح لکھی۔ اس کے علاوہ سات کتابیں بھی لکھیں۔ آپ ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ ہندی پر اچھا عبور تھا۔ اتباع شریعت سنت کا ہمیشہ خیال رکھا۔ ابتدائے حال میں مشائخ چشت کی اتباع میں سیاحت کی اور دربار سلطانی سے علیحدہ رہے۔ لیکن بعد میں آپ کو مخلوق کی بھلائی اور غم گساری کے لئے سلاطین سے رابطہ پیدا کرنا پڑا۔ آپ نے اپنے دور کے تمام سلاطین کو امربالمعروف و نہی عن المنکر کے ضمن میں متعدد خطوط لکھے۔ سکندر لودھی، بہلول لودھی، بابر اور ہمایوں کو کئی خطوط لکھے۔ آپ سلسلہ عالیہ، چشتیہ صابریہ کے مجدد ہیں اور کاشف انوار مزار خواجہ علاؤالدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ بھی ہیں۔ آپ کے متعدد خلفاء ہیں مگر آپ کے جانشین صاحب سجادہ شیخ جلال الدین محمود فاروقی تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ ۹۸۹ھ تا ۱۵۸۱ء۔ آپ جنید وقت اور شبلی دہر تھے۔ آپ کے کمالات کی دلیل آپ کی اپنی ذات ستودہ صفات کافی ہے۔ نسبت عاشقی کا یہ عالم تھا کہ اگر وہ متشکل ہوتی تو آپ کی شکل میں ظہور کرتی۔ روز اول سے آپ صاحب استقامت رہے۔ تو وہ نور بن کر رہ گئے تھے۔ آپ کی تاریخ وصال (سردفتر اولیاء) سے نکلتی ہے۔ آپ کے خلیفہ اول و اعظم سجادہ حضرت شیخ نظام الدین بلخی ابن عبدالشکور الفاروقی تھانیسری المتوفی (۱۰۳۵ھ) آپ ریاضات اور مجاہدات اور کشف و کرامات میں عجوبہ روزگار اور تکمیل ارشاد میں یگانہ عصر تھے۔ چشمہ علم لدنی آپ کے قلب میں اس قدر موجزن تھا کہ ہر وقت آپ کی زبان مبارک سے حقائق و معارف کے چشمے پھوٹتے رہتے تھے۔ آپ کے خلفاء کثیر تعداد میں تھے۔ آپ کے جانشین آپ کے خلیفہ اول ابوسعید گنگوہی (المتوفی ۱۰۴۹ھ ۱۶۳۹ء) آپ بڑے بلند ہمت تھے۔ آپ کا تصرف نہایت قوی تھا۔ آپ فقر و فنا میں یگانہ روزگار تھے اور عشق و صفا میں بے نظیر زمان تھے۔ وقت کے تمام علماء و مشائخ آپ کے معتقد اور حلقہ بگوش تھے۔ آپ کے سب سے زیادہ مشہور خلیفہ شیخ محب اللہ الہ آبادی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۸ء ۱۶۴۸ء) شیخ اکبر رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف پر بڑا عبور تھا۔ فصوص الحکم کی کئی شروح لکھیں۔ شیخ محمد صادق گنگوہی آپ کے جانشین ہوئے۔ آپ اپنے شیخ ابوسعید گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے۔ اسی طرح شیخ محمد صادق گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اول اور آپ کے صاحبزادے شیخ داؤد گنگوہی جانشین ہوئے۔

شیخ محب الہ آبادی سے سلسلہ شاہ محمد فیاض، شاہ محمد مکی، شاہ عضدالدین، شاہ عبدالہادی امرہوی، شاہ عبدالباری، شاہ عبدالرحیم، میاں جی نور محمد، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمت اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دوسری شاخ سے رحمانی سلسلہ کے شیوخ شاہ محمد داؤد، شاہ بوالمعالی، سید بھیک میراں، سید محمد سالم، سید محمد اعظم، پیر حافظ خواجہ عبداللہ، شاہ صندل، مشتاق احمد، شبیر احمد، انعام الرحمٰن، محمد فاروق رحمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

CS CamScanner

سلسلہ چشتیہ عالیہ نظامیہ

حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے بعد چشتیہ سلسلہ کا مرکزی نظام دہلی سے منتقل ہو کر ہندوستان کے مختلف صوبوں بنگال۔ دکن۔ مالوا۔ جونپور اور گجرات میں چلا گیا۔ چشتیہ سلسلہ کے مشائخ نے ان علاقوں میں ایک زبردست تمدنی انقلاب برپا کیا۔ ان صوبوں کی خودمختار سلطنتیں کبھی بھی اپنے وجود کو قائم نہ رکھ سکتیں۔ اگر یہ مشائخ چشت ان علاقوں میں بس کر مختلف تمدنی عناصر کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش نہ کرتے۔ ان علاقوں میں بسنے والے مختلف الخیال، مختلف المذاہب لوگوں میں اتحاد و عمل اور اتحاد و فکر پیدا کیا اور ان منتشر طبقوں کو ایک سماجی رنگ میں رنگ دیا۔ اس طرح ہندوستان کے گوشے گوشے سے چشتیہ خانقاہوں نے ایک انقلاب پیدا کردیا۔ بظاہر حکومتیں حکمرانوں کے زیر نگیں اور حکومتوں میں بسنے والوں کے دل مشائخ کے زیر نگیں۔

بنگال میں چشتیہ سلسلہ کی نشر و اشاعت چودھویں عیسوی میں حضرت اخی سراج آئینہ ہند خلیفہ محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ سے شروع ہوئی۔ بنگال میں چشتیہ سلسلے کی ترویج و تبلیغ حضرت اخی سراج رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے مریدین کے ذریعے ہوئی۔ آپ کے خلیفہ شیخ علاء الحق والدین ابن اسعد بنگالی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ پنڈو میں خانقاہ قائم کی۔ آپ کے خلفاء میں آپ کے صاحبزادے نور قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ اور سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ آپ سے سلسلہ کو ہندوستان میں بے پناہ فروغ حاصل ہوا۔ نور قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ مولانا حسام الدین ہیں۔ ان کے ۱۲۰ خلفاء تھے۔ حضرت نور قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ سے چشتیہ سلسلہ بہار، جونپور وغیرہ میں خوب پھیلا۔

دکن میں چشتیہ سلسلہ شیخ برہان الدین غریب خلیفہ محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعے پہنچا۔ شیخ برہان الدین رحمتہ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ شیخ زین الدین رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعے سے سلسلے کی کافی اشاعت و توسیع ہوئی۔ اسی طرح سید محمد گیسودراز رحمتہ اللہ علیہ جو کہ شیخ نصیرالدین چراغ دہلی رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ تھے۔ آپ نے گلبرگہ کو اپنا مرکز بنایا اور عظیم الشان کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

مالوہ اور اسی کے نواح میں چشتیہ سلسلہ کی اشاعت خواجہ نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ کے جن خلفا کے ذریعے ہوئی ان میں نمایاں شیخ وجھیہ الدین، شیخ کمال الدین اور مولانا مغیث الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ہیں۔

گجرات میں چشتیہ سلسلہ کی باقاعدہ تنظیم اور نشر و اشاعت کا کام علامہ کمال الدین، شیخ یعقوب، شیخ کبیرالدین ناگوری، سید کمالالدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین نے انجام دیا۔ علامہ کمال الدین (المتوفی ۷۵۶ھ)، حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اور بھانجے تھے۔ علم و فضل میں ممتاز تھے۔ آپ کی اولاد میں برابر ایسے بزرگ پیدا ہوتے رہے جنھوں نے اس سلسلے کو گجرات میں قائم رکھا۔ علامہ کی اولاد میں سے ایک بزرگ شیخ

CamScanner

یحییٰ مدنی رحمتہ اللہ علیہ ہیں جن کے دام میں شہباز طریقت سلسلہ چشتیہ کی نشاۃ ثانیہ کے امام شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمتہ اللہ علیہ آئے۔

حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمتہ اللہ علیہ (ولادت ۱۰۶۰ھ ' ۱۶۵۰ء ' وصال ۱۱۴۲ھ ' ۱۷۲۹ء)

حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمتہ اللہ علیہ نے دوبارہ سے دہلی کو مرکز بنا کر تجدید و احیاء کا کام شروع کیا۔ آپ نسباً" صدیقی ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ شیخ کلیم اللہ' ابن نوراللہ ' ابن احمد معمار۔ حضرت کلیم اللہ جہاں آبادی رحمتہ اللہ علیہ ایک ایسی قدآور شخصیت ہیں جن کے آباؤ اجداد نے فنون لطیفہ اور سائنس کو ایک نئی جہت سے روشناس کرایا۔ شاہ کلیم اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے والد نوراللہ ایک اعلیٰ پائے کے خطاط اور ماہر تعمیرات تھے۔ آپ کے دادا استاد احمد معمار عہد شاہجہانی کے مشہور ماہر تعمیرات سے تھے۔ خطاب نادرالعصر تھا۔ اقلیدس' ہیئت' نجوم' ریاضی پر کامل عبور تھا۔ استاد احمد معمار لاہوری' استاد حامد معمار لاہوری نے لال قلعہ دہلی' شاہی جامع مسجد دہلی' محل نواب آصف خان لاہور' قلعہ جات شمشیر گڑھ اور حسن ابدال' مقبرہ دلراس بانو بیگم اورنگ آباد اور تاج محل آگرہ جیسی پرشکوہ تعمیرات کیں۔ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے اجداد عطاء اللہ رشیدی' لطف اللہ مہندس شاہی کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ خواجہ شاہ محمد فاروق محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۸۳ء) کے سلف صالحین میں ان بزرگوں کا نام آتا ہے۔ آپ کی سوانح کے ابتدائی حصہ میں خصوصیت سے ان بزرگوں کا تذکرہ ان کی تعمیرات اور خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔

تقریباً ۲۰۰ سال سے چشتیہ سلسلہ کے مرکزی نظام پر جمود کا عالم طاری تھا۔ روح و اخلاق کی اصلاح اور تربیت کا کام سست پڑ گیا تھا۔ مشائخ متقدمین کی تعلیم و روایت کو بالکل فراموش کیا جارہا تھا۔ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ان حالات میں سلسلہ کے کام کو باقاعدگی سے آگے بڑھایا۔ شاہ صاحب کی پرخلوص جدوجہد سے سلسلہ کی عروق مردہ میں زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی۔ اصلاح و تربیت کا ایسا نظام قائم کیا کہ دور اول کی یاد تازہ ہوگئی۔ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ دہلی میں رہتے' بازگشت دکن سے ہوتی۔ آپ کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ اپنے مریدین اور بالخصوص خلفاء کی زندگی کے ہر ہر گوشے پر نظر رکھتے اور بات بات پر ان کی اصلاح و تربیت فرماتے۔ بار بار معلوم کرتے رہتے تھے کہ کہاں سے کہاں تک ترقی کی ہے۔ آپ ضبط اوقات اور پابندی اصول کا ہمیشہ درس دیتے۔ اکثر مکتوبات میں مریدوں سے نظام اوقات دریافت فرماتے۔ بلکہ بعض اوقات خود بھی مریدوں کے لئے نظام اوقات متعین فرماتے۔ فجر کی نماز سے رات گئے تک تمام پروگرام مرتب فرماتے۔ دکن کو آپ اپنے خلیفہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعے کنٹرول کرتے اور خود بھی ہمیشہ ان کو ہدایت دیتے رہتے۔ ایک خط میں خواجہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ کو لکھتے ہیں کہ ' "اللہ کی تم پر رحمت ہو' بے اجازت قدم نہیں اٹھاتے۔ جس نے بھی عزت و عظمت اور

روحانی سعادت حاصل کی، اسی ادب سے حاصل کی۔" ایک مرتبہ شیخ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ نے ایک شخص کے لئے خلافت کی سفارش کی۔ جواب میں ارشاد ہوا، "جب تک اعلاء کلمتہ اللہ کے لئے کمر ہمت نہ باندھی جائے، خلافت سے کیا فائدہ۔ خلافت دینے کا مقصد اشاعت اسلام کے لئے جدوجہد ہے۔" سلسلہ کی اشاعت کی کوششوں سے بہت خوش ہوتے اور دعائیں دیتے۔ عورتوں سے بیعت لینے کے سلسلے میں حکم ہوا "لی جاسکتی ہے۔" لیکن ان کی خلوت سے بچا جائے، اور براہ راست ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت حرام ہے" شریعت مقدسہ کو معیار سمجھتے۔ فرماتے، "کسی شخص کی روحانی بلندی و پستی اس کی اتباع شریعت پر ہے۔" شاہ کلیم اللہ رحمتہ اللہ علیہ نہایت حلیم الطبع اور خوش مزاج انسان تھے۔ لوگوں کی جفا و قفا برداشت کرتے، لب نہ ہلاتے۔ کہتے تھے کہ، "ہمارا کام دلوں کو ایک جگہ کرنا ہے۔ اس میں جتنی بھی مشکلات پیش آئیں ان کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیئے۔" آپ ایک صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کی تصانیف ۳۲ بتائی گئیں۔ قرآن القرآن (تفسیر) کشکول، مرقع، عشرہ کاملہ اہم تصانیف ہیں۔ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد کثیر تھی۔ آپ کے سب سے عزیز ترین خلیفہ حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ ان سے اور ان کے صاحبزادے حضرت فخر جہاں دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے سلسلہ بام عروج پر پہنچ گیا۔ وصال کے وقت یہ شعر آپ کی زبان مبارک پر تھا۔

بخلوتے کہ منم یار دوست بے ادبیست　　غبار خاطر عشاق مدعا طلبی است

حضرت سیدنا عبدالعزیز مسعود دباغ مغربی رحمتہ اللہ علیہ (ولادت ۱۱۰۰ھ تقریباً)

آپ ایک امی، ولی کامل اور غوث وقت تھے۔ جن کے کل پانچ ماہ کے ملفوظات آپ کے ایک مرید خاص متبحر عالم دین علامہ احمد مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے جمع کئے۔ ابریز ملفوظات کے مجموعے کا نام ہے۔ عبدالعزیز دباغ رحمتہ اللہ علیہ آیت اللہ ہیں۔ ان کے محامد و محاسن کا احاطہ عقل انسانی سے باہر ہے۔ آپ کے لئے ایک مرید صادق مرتبہ ملفوظات علامہ احمد بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ کی رائے ملاحظہ کیجئے : "میں نے ان کے اس قدر علوم و معارف اور شمائل و لطاف کا مشاہدہ کیا کہ میرے ہوش جاتے رہے۔ انہوں نے مجھے ہمہ تن مسحور اور مقید کرلیا۔ میں نے ان کی زبان سے سیدالوجود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کے متعلق وہ کچھ سنا جو میں نے کبھی بھی نہ کسی انسان سے سنا تھا اور نہ ہی کسی کتاب میں پڑھا تھا۔ اسی طرح میں نے ان سے انبیاء علیہ السلام اور رسولوں کی معرفت کے متعلق وہ کچھ سنا جس سے یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ وہ ہر نبی کے ساتھ اس کے زمانے میں ہوئے ہیں۔ گویا کہ وہ ان کے معاصرین میں سے تھے۔ یہ تمام باتیں ثابت کرتی ہیں کہ یہ شخص سیدالعارفین اور اپنے زمانے کے اولیاء کے امام ہیں۔" ابریز سے کچھ اقتباسات نقل کئے جارہے ہیں :

اہل فتح اولیاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو کچھ انھیں حاصل ہوا ہے وہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی محبت کی بدولت حاصل ہوا ہے۔ چنانچہ انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور میں سے صرف بال برابر نور عطا کیا گیا ہے۔ قوت و ضعف کے لحاظ سے فتح میں بھی فرق ہوتا ہے، لہٰذا ہر ایک کو اس کی طاقت کے مطابق فتح دی جاتی ہے۔ عقل، روح، نفس، سر اور حافظہ کے اعتبار سے جو قوت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں تھی کسی اور میں نہ تھی۔ اگر تمام انبیاء و رسل و کل اصحاب فتح کو جمع کردیا جائے اور وہ قوت فتح جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے ان سب پر ڈالی جائے تو وہ سب پگھل جائیں اور ان کے اجسام ریزہ ریزہ ہوجائیں۔ اللہ اکبر! گزشتہ انبیاء میں سے کوئی آپ کی گرد کو نہیں پہنچ سکا اور نہ آئندہ آنے والے اولیاء میں سے پہنچ سکے گا۔ کون و مکان میں دخول ایک دروازہ کے ذریعہ ہوتا ہے اور وہ دروازہ ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ یاد رکھیں کہ تمام کائنات کا نور مثلاً عرش، فرش، سماوات، ارضین، جنات، حجب وغیرہ سب مل کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا ایک جز حاصل کرسکیں ہیں۔ جو چیز جنت میں داخل ہونے سے بھی بہتر ہے وہ بیداری میں سیدالوجود صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہے۔ چنانچہ آج بھی اللہ کے ولی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دیکھ سکتے ہیں جیسے صحابہ رضوان اللہ علیھم دیکھا کرتے تھے۔

نوٹ : مگروہ صحابی نہیں ہوسکتے۔

اور یہ دیدار جنت سے بھی افضل ہے۔ جس گھڑی ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی یہی گھڑی دعا کی مقبولیت کی گھڑی ہے اور اس گھڑی کی مقبولیت کا وصف قیامت تک رہے گا اور یہی وہ وقت ہوتا ہے جس میں روئے زمین کے اولیاء غوث و اقطاب، سبعہ، اہل دائرہ اور عدد بھی شامل ہیں ان کا اجتماع غار حرا میں ہوتا ہے۔ لہٰذا جس کی دعا ان کی دعا سے، جن کے تہجد سے ان کے تہجد سے معوافقت کرجائیں خدا ان کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ جن احادیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معصومیت آپ کے مرتبہ، آپ کی شان میں، آپ کے دین میں شک پیدا ہو مومن کو ان سے اعراض کرنا واجب ہے اور ان احادیث کو دیوار پر پھینک ماریں کیونکہ وہ احادیث ہی نہیں۔ اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں۔ اولیاء اللہ کے سوانح نگاروں نے بہت نقصان پہنچایا۔ اس لئے کہ انہوں نے زیادہ تر ان کی کرامات کا ذکر کیا اور ان کے اقوال و اعمال و کردار و اخلاق کا تذکرہ کم کیا۔ مرتبہ ملفوظات علامہ احمد بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ”ایک دن میں نے اپنے شیخ حضرت عبدالعزیز دباغ رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا، کہ مجھے اپنے چند اعمال کی وجہ سے اللہ سے ڈر لگتا ہے، آپ نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ میں نے جتنے یاد آئے کہہ دیئے۔ فرمانے لگے، ان باتوں سے مت ڈرو، لیکن تمہارے لئے سب سے بڑا گناہ تو یہ ہے کہ ایک گھڑی گزر جائے اور میرا خیال تمہارے ذہن میں نہ آئے۔ یہی وہ معصیت ہے جو دین و دنیا میں نقصان دے گی۔“ ایک مرتبہ میں نے پھر عرض کی کہ حضرت میں نیکی سے بہت دور ہوں، فرمایا ”یہ خیال ذہن سے نکال دو، میرے نزدیک جو تمہاری

فکر و منزلت ہے اسے دیکھو! اسی پر تمہیں محمول کیا جائے گا۔"

حضرت سیدنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (۱۱۱۴ھ ' ۱۷۰۳ء)

عہد عالمگیر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم ایک بلند پائے عالم دین اور صاحب فہم صوفی تھے۔ ابن العربی رحمتہ اللہ علیہ کے مداح تھے۔ شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد سے متعدد واقعات کشف ارواح و استمداد مزارات اولیاء کے لکھے ہیں جن میں کا ایک واقعہ پیش خدمت ہے :

فرماتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میں نے حق تعالیٰ سے تحقیق و تجدد امثال کی طلب کی۔ مجھ پر ایک حالت طاری ہوگئی کہ میں نے خود کو قیوم عالم دیکھا اور عالم کے ہر ذرہ کا اپنے ساتھ ربط و تعلق مشاہدہ کیا۔" جس دور میں شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ پیدا ہوئے عالمگیر کے آخری ایام تھے۔ مرہٹوں کی جمعیت مرکزی طور پر منتشر ہوچکی تھی۔ مگر مختلف چھوٹے چھوٹے علاقے ان کے زیر اثر تھے۔ ادھر مغل فوج میں آرام طلب' غداروں اور نمک حراموں کی کثرت ہوچکی تھی۔ جس کثرت سے مغل سپہ سالار مرہٹوں سے مل جاتے تھے اس کی مثال ہندوستان میں مشکل سے ملے گی اور تو اور مغل شہزادے اورنگ زیب کے بیٹے اس سے بالاتر نہ تھے۔ اس دور میں شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے آنکھیں کھولیں۔ اس دور میں تجدید و احیاء دین کا کام شروع کیا۔ اس اصلاح کا ایک فائدہ یقینی یہ ہوا کہ سیاسی زوال تو ہوا مگر تسبیح و سجادہ محفوظ رہ گئے۔ عیسائی مشنریوں کی یلغار ایک طرف اور سکھوں کی چیرا دستیاں دوسری طرف۔ ان تمام حالات کا شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ہر محاذ پر مردانہ وار ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ نے حرمین کا سفر کیا اور وہاں آپ نے حدیث شریف کی سند شیخ ابوطاہر مدنی رحمتہ اللہ علیہ سے لی۔ وہ آپ کے لئے کہتے ہیں کہ' "ولی اللہ مجھ سے الفاظ کی سند لیتے' اور میں ان سے معانی کی۔" ہندوستان میں حالات بد سے بدتر ہوچکے تھے۔ مرہٹے' سکھ مخلوق الہٰی کے لئے قہر عظیم بنے ہوئے تھے۔ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے والد کی طرح اطراف و اکناف کی مسلم ریاستوں کو خطوط ارسال کئے اور جہاد فی سبیل اللہ کی دعوت دی۔ آخر کار مرہٹوں کے خلاف احمد شاہ ابدالی رحمتہ اللہ علیہ کو بلانے اور نجیب الدولہ کو اس کو شریک کرنے میں شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کامیاب ہوگئے۔ پانی پت کا میدان کارزار حقیقت میں شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کا سجایا ہوا تھا۔ سیاست کی گرم بازاری کے ساتھ ساتھ آپ پوری لگن سے وسعت علم اور اس کے ذریعے اچھے اذہان اور سچے مسلمان بھی تیار کررہے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام جاری رکھنے والوں کے لئے دو راستے ہیں' خلافت ظاہری اور خلافت باطنی۔ دونوں کی رہنمائی کرنا اہل اللہ کا اصل مقصد حیات ہے۔ تاکہ مخلوق خدا آرام و سکون حاصل کرسکے۔ شاہ صاحب ایک اعلیٰ پائے کے محدث' مفسر' فقیہ اور صوفی تھے۔ آپ ایک جامع شخصیت کے مالک تھے۔ جمعیت آپ کا خاص مسلک تھا۔ تاویلات کے بادشاہ تھے۔ اپنے دور کے مصلح اور مجدد وقت تھے۔ آپ

کی اولاد میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے اجداد کے مشن کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا۔ یہ تمام بزرگ چو مکھی لڑتے رہے۔ بیک وقت عیسائیوں، سکھوں اور غداروں سے بھی نبرد آزما رہے اور دوسری طرف مدرسے اور خانقاہ کو پوری آب و تاب سے زندہ و پائندہ رکھا۔ صحیح معنوں میں ہندوستان میں انگریزوں، سکھوں، مرہٹوں کی بساط سیاست ہمیشہ کے لئے ختم کردینے کی بنیاد اہل اللہ نے اپنی دینی فراست اور ہمت کے سبب ڈالی اور ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ اس میں پیش پیش رہے۔ ایک اہم سازش جو مسلمانوں کے ساتھ یہود و نصاری اور ان کے زر خرید ضمیر فروش ایجنٹ کرتے رہے ہیں وہ یہ ہے کہ مشائخ و علماء کے نام سے موضوع تصانیف ان کے نام پر لگادیں۔ ان بزرگوں کی اصلی تحریریں عامتہ الناس کی نگاہوں سے پوشیدہ کردیں تاکہ اسلاف کی صحیح تعلیمات سامنے نہیں آسکے۔ یہی چال حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ چلی گئی۔ کئی کتابیں آپ کے نام سے موسوم کردی گئیں۔ جیسے تحفہ الموحدین، البلاغ المبین، قول سدید، اشارہ مستمرہ، قرۃ العنین فی ابطال شہادت الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جنت العالیہ فی مناقب المعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسالہ اوئل، فیما حفظ للناظر وغیرہ۔ جعلی تصانیف شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے نام نامی سے منسوب کرنے کا ظلم زیادہ تر اس لئے کیا گیا کہ بعض لوگ اہل سنت والجماعت کے عقیدوں کو ختم کرکے دین متین کو کمزور کرنا چاہتے تھے۔ دین نام ہی ہے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اسلام کے دشمنوں کو یہی ایک چیز گوارہ نہیں۔

حضرت سیدنا شاہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا سلسلہ نسب حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے واسطے سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ نے اپنی شعلہ نفسی سے پورے دکن کو آتش عشق کا آتش فشاں بنادیا۔ آپ کے ایک لاکھ سے زیادہ مرید تھے۔ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اتباع سنت کا بڑا خیال رکھتے۔ ہر کام اور ہر بات سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کرتے۔ کبھی کسی سنت سے ہٹ کر کوئی کام کرنا ان کے متعلق نہیں سنا گیا۔ خدمت خلق سے آپ کو خصوصی لگاؤ تھا۔ آپ کی خانقاہ کے دس دروازے تھے۔ ہر در پر ایک کاتب بیٹھا رہتا جو حاجت مند حکمرانوں سے حاجت براری چاہتا کاتب حاجت لکھ کر اس پر حضرت کی مہر لگادیتا۔ حکمران اس حکم کی تعمیل اپنے لئے سعادت دارین سمجھتا۔ خانقاہ کے دروازے ہر شخص کے لئے کھلے رہتے۔ آپ انتہائی بااخلاق تھے۔ بلکہ اخلاق محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ ہر آنے والے کو کچھ نہ کچھ ضرور کھلاتے۔ اگر کچھ نہ ہوتا تو پانی ہی پیش کرتے یا عطر عنایت فرماتے۔ جب تک لوگ آپ کے پاس بیٹھے رہتے آپ ہمیشہ دو زانوں ہوکر بیٹھے رہتے۔ چار زانوں بیٹھے ہوئے آپ کو کسی شخص نے نہیں دیکھا۔ آپ کے شیخ شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمتہ اللہ علیہ آپ کو اس طرح خطاب کرتے کہ ”اے برادر، اے جان جہاں، اے تمام ایمان و جان من“

حضرت سیدنا شاہ فخرالدین دہلوی (ولادت ۱۱۲۶ھ، وصال 1199ھ)

آپ شیخ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے، مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت پر آپ کے دادا پیر شاہ کلیم اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ، "یہ لڑکا دہلی میں ہدایت و ارشاد کی شمع روشن کرے گا۔" آپ کو خواجہ خواجگان، خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ شیخ نصیرالدین چراغ دہلی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ سے "محب النبی" کا لقب عطا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے زمانے کے نہایت ہی مشہور علماء سے حدیث، تفسیر، فقہ اور دیگر علوم کی تعلیم حاصل کی۔
تبحر علمی : آپ اپنے تلامذہ کو صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف کا درس دیتے تھے۔ آپ نے کتابیں بھی لکھی ہیں خصوصی طور پر فخرالحسن کتاب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک بیان کی تردید میں لکھی ہے جس میں شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ، "چشتیہ سلسلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متصل نہیں کیونکہ خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو خلافت نہیں تھی۔" فخرالحسن نے شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی تردید میں محدثانہ کلام کیا ہے۔ حدیث کی متداول کتب اور شروح کے علاوہ ۱۵۰ کتب کے حوالے دے کر اپنی تبحر علمی کو ثابت کردیا۔
حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک قول سیرالاولیاء میں نقل ہوا ہے جس میں آپ نے فرمایا، "درویش سے حسن خلق اور سخاوت کا عہد لیا جاتا ہے۔" دیکھئے حسن خلق کی ایک مثال۔ دو روز پیر محمد خاکروب روز آنے والا نہیں آیا، (شاہ فخرالدین رحمتہ اللہ علیہ) بہت متفکر ہوئے۔ معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے۔ فوراً اسے دیکھنے تشریف لے گئے۔ بہت محبت سے اس کا حال دریافت کیا۔ اپنے خاص حکیم کو علاج پر مقرر کیا۔ اور نقد انعام دینے کے بعد فرمایا، "میاں پیر محمد! تم جو دو روز نہیں آئے اور فقیر سے اس زمانے میں پرسش احوال میں تاخیر ہوئی اس کو معاف فرمادو۔" شیخی اور اظہار بزرگی سے سخت تنفر تھا۔ جب کسی دعوت یا جلسے میں جاتے تو لوگوں کو ساتھ چلنے کی اجازت نہ دیتے۔ حکم تھا کہ علیحدہ علیحدہ منزل مقصود پر پہنچے۔ حدیث و کتاب اللہ سے آپ کا بے پناہ تعلق تھا۔ آپ کے عرس کے موقع پر کلام اللہ اور صحیح بخاری شریف کا ختم ہوتا ہے۔ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو سلسلہ نظامیہ کا مجدد کہا جاتا ہے۔ آپ کے خلفاء ہفت اقلیم میں شاہی کرتے ہیں۔ آپ کے مشہور خلفاء میں قبلہ عالم، خواجہ شاہ نور محمد مہاروی، شاہ نیاز احمد بریلی، حاجی لعل محمد دہلی، مولانا جمال الدین رامپور، مولانا ضیاء الدین جے پور، میر شمس الدین اجمیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

حضرت سیدنا قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ (ولادت ۱۱۴۲ھ، وصال ۱۲۰۵ھ)

آپ فخر جہاں دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے سب سے پیارے اور لاڈلے خلیفہ تھے۔ آپ ہی کے لئے فخر جہاں رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ، "مکھن لے گیا پنجابی چھاچھ پیئے سنسار" "مکھن لے گیا پنجابی اب میرے پاس چھاچھ

ہے۔" قبلہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ بلا مبالغہ چشتیہ سلسلہ کے پنجاب کے آفتاب ہیں۔ تونسہ شریف' احمد پور شریف' چاچڑان شریف' مکھڈ' جلال پور شریف' گولڑہ شریف کی خانقاہیں آپ ہی کی دم سے ضوفشاں ہیں۔ آپ کے قدوم میمنت الزوم نے پورے پنجاب کو بقعہ نور بنادیا۔ آپ کے خلفاء کثیر تھے۔ آپ کا ایک قول نقل کیا جارہا ہے : "جاہل فاتحہ دینا نہیں جانتے اور مولوی روٹی دینا نہیں جانتے۔"

حضرت سیدنا خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ (ولادت ۱۱۸۴ھ' وصال ۱۲۶۷ھ)

آپ قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ محبوبی تھے۔ آپ کے دادا پیر نے آپ کو شہباز کا لقب دیا تھا اور بشارت دی تھی کہ "سلسلہ چشتیہ کی تبلیغ و اشاعت میں آپ سے چار چاند لگ جائیں گے۔" خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے پیرو مرشد سے کمال عشق تھا۔ پیر کی زیارت کے شوق میں کوسوں میل کا سفر کئی کئی دن کے فاقوں سے مسلسل کرتے۔ یہاں تک کے ایک سفر میں پیروں سے خون جاری ہوگیا۔ ایک دفعہ اسی قسم کے سفر میں پاؤں کے دسوں ناخن انگلیوں سے جدا ہوگئے۔ مگر سفر ملتوی نہیں کیا۔ یہ تھی زیارت پیر کی لگن۔ کوئی کعبہ کی زیارت کو جاتا ہے اور کوئی

"ایں را بسوئے کعبہ رود آں بسوئے دوست

حضرت شاہ خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے ساٹھ سے اوپر خلفاء تھے۔ جن میں سب سے نمایاں خواجہ اللہ بخش تونسوی' حاجی نجم اللہ' حافظ محمد علی خیرآبادی اور شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

حضرت سیدنا شاہ نیاز بے نیاز رحمتہ اللہ علیہ (ولادت ۱۱۷۳ھ وصال ۱۲۵۰ھ)

آپ نے سترہ سال کی عمر میں حدیث' تفسیر' فقہ' فرع و اصول' معقول و منقول میں کمال حاصل کرلیا۔ ۱۹ سال میں آپ پیرو مرشد خواجہ فخرالدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ راستین مقرر ہوئے۔ خواجہ شاہ نیاز بے نیاز رحمتہ اللہ علیہ کا اصل کام اور موضوع وحدت الوجود تھا۔ آپ کو مختلف زبانوں پر قدرت حاصل تھی۔ آپ سحرالبیان اور قادرالکلام شاعر تھے۔ عارف رومی کی طرح عشق حقیقی کے ترجمان تھے۔ آپ سے حضرت مسکین شاہ جے پوری رحمتہ اللہ علیہ کو خلافت ہے

دنیا کے نیک و بد سے کام ہم کو نیاز کچھ نہیں
ہستی سے جو گزر گیا پھر اسے کیا جو ہو سو ہو

سید غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ (ولادت ۱۲۱۹ھ' وصال ۱۲۹۷ھ)

CamScanner

آپ نے ساری زندگی تجرید و تفرید میں گزاری۔ آپ سیدنا غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔ بے حساب بزرگوں سے ملاقات کیں۔ تقریباً ساری زندگی سیاحی کی۔ عمر کے آخری حصے میں پانی پت میں قیام فرما کر تاریخ تصوف کو توحید وجودی سے منفرد انداز میں روشناس کرایا جو آپ ہی کا حصہ ہے اور آپ ہی پر ختم۔ تعلیم غوثیہ اور تذکرہ غوثیہ دو معرکتہ الارا کتابیں ہیں جن کا بنیادی موضوع وحدت الوجود اور ذاتی مشاہدات ہے۔ فارسی و اردو ادب میں ان جیسی کوئی دوسری کتاب نہیں۔

حضرت سیدنا حافظ وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ (ولادت ۱۲۳۸ھ، وصال ۱۳۲۳ھ)

آپ نجیب الطرفین حسینی ہیں۔ آپ نے سات برس کی عمر میں قرآن حفظ کرلیا تھا۔ آپ ایک مادرزاد ولی اور صاحب جذب کامل تھے۔ ۱۱ سال کی عمر میں آپ بیعت و خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ آپ کے بہنوئی سید خادم علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ آپ کے پیرو مرشد تھے۔ ۱۵ سال کی عمر میں حج کرلیا۔ آپ کا خاص رنگ توحید، عشق، تصدیق اور یقین تھا اور یہ آپ کی تعلیم کا خلاصہ بھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ "کمال عشق یہ ہے کہ عاشق معشوق ہوجائے۔ کمال عشق بھی درجہ توحید ہے۔ علم حجاب ہے اکبر ہے مگر مکتب عشق میں۔" میلاد شریف کی محفل اہل محبت کے لئے "عین ایمان ہے" آپ اپنی منزل کو منزل عشق فرمایا کرتے تھے۔

در میکدہ وحدت جز فرد نمی گنجد (آپ کا حال یہ تھا)

حضرت سیدنا خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کوٹ مٹھن شریف (ولادت ۱۲۶۱ھ، وصال ۱۳۱۹ھ)

آپ اپنے بڑے بھائی خواجہ غلام فخرالدین رحمتہ اللہ علیہ سے صاحب اجازت تھے۔ وہ اپنے والد خواجہ خدابخش رحمتہ اللہ علیہ اور وہ خواجہ قاضی محمد عاقل خلیفہ خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کی ولایت کی نسبت "عشقیہ" ہے۔ آپ اقلیم حقیقت کے ترجمان ہیں۔ آپ کا دیوان آتش عشق کے شعلوں سے لبریز ہے۔ آپ کا قول مبارک ہے، "جو کچھ کسی کو ملا ہے، پابندی شریعت سے ملا ہے اور جو کچھ کسی سے چھینا گیا ہے، شریعت کی خلاف ورزی سے چھینا گیا ہے۔" آپ کی تجبر علمی کا یہ عالم تھا کہ اکثر علماء وقت نے آپ کے آگے زانوئے تلمذ طے کیا۔ مسلک وحدت الوجود میں آپ مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ کے شارع ہیں۔ آپ کے ملفوظات مقابیس المجالس تصوف کا ایک عظیم سرمایہ ہیں۔ آپ کی کافیاں اہل محبت، صاحب وجد و حال کے لئے راحت سرور و دل و جاں ہیں۔

حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ (ولادت ۱۲۷۵ھ، وصال ۱۳۵۶ھ)

آپ سیدنا غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ نے باقاعدہ دینی تعلیم حاصل کی۔ حدیث شریف اور تفسیر کی سند لی۔ تمام عقلی اور نقلی علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ نے علی گڑھ یونیورسٹی میں ڈھائی سال تحصیل علم کی۔ اس کے بعد خود ساری زندگی طلبہ کی پیاس بجھاتے رہے۔ آپ باقاعدہ فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کا درس دیتے تھے۔ آپ کو شرف بیعت و اجازت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ کو ایک اعزاز یہ بھی حاصل ہے کہ آپ تمام مسلمانان عالم کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی (جو داعی نبوت ہوکر خارج از اسلام ہوا) کے فتنے کے مقابل رہے اور اس کو کسی جگہ جائے پناہ نہ ملی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس صدی میں محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کے سب سے بڑے شارع اور مفسر ہیں۔ آپ کے ملفوظات اس پر سند ہیں۔ تبرکاً" کچھ ملفوظ پیش ہیں :

ایک روز فرمایا "عمدہ ترین مسلک اور پسندیدہ ترین مشرب میرے نزدیک یہ ہے کہ **"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ الحسنہ"** "بے شک تمہارے لئے رسول کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔"

ایک روز ایک خادم نے عرس غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے موقع پر آپ کی خدمت میں عرض کی کہ ہم مسکینوں کی طرف حضور کی توجہ دائمی چاہتے ہیں تاکہ سب کام درست ہوں۔ جواب میں فرمایا "ہر دو فریق کا بھلا اور سلامتی اسی میں ہے کہ ہماری توجہ اور تعلق اللہ کے ساتھ ہو' اور تم لوگوں کا تعلق ہمارے ساتھ ہو۔ اگر اس سے ہٹ کر توجہ اور خیال رکھیں تو پھر کچھ نہ رہے گا' نہ تم اور نہ ہم۔"

ایک روز مجلس میں ایک عریضہ آیا' جس میں قصیدہ بردہ' قصیدہ غوثیہ اور دیگر قصائد کی اجازت مطلوب تھی۔ فرمایا میری طرف سے اجازت ہے' لیکن عجیب بات ہے کہ لوگ اللہ۔اللہ کرنے کی رغبت نہیں رکھتے اور قصائد و عملیات کے در پے ہوتے ہیں۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ ان قصائد کے ناظمین کیا کام کرتے تھے۔ ان حضرات نے یاد حق سے یہ درجات حاصل کئے تھے۔" ایک دفعہ فرمایا "مولوی کون ہے اور علم کیا ہے؟" "علم وہ نہیں جو تم پڑھتے ہو' بلکہ مولوی وہ ہے جو یہ چار کتابیں پڑھ لے۔ پہلی کتاب ہے خود حضرت انسان۔ دوئم عالم یعنی تمام عالم کا اپنے وجود میں مشاہدہ کرنا۔ سوئم حضرت اسماء کا یعنی ہر اسم کا ارتباط اعیان ثابتہ کے ساتھ اور چہارم ذات بحت۔ اگر یہ چاروں کتابیں پڑھ لے تو انسان مولوی کہلانے کا مستحق ہوتا ہے ورنہ نہیں"

حضرت سیدنا حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۳۳ھ' وصال ۱۳۱۷ھ)

آپ بلاد عرب میں شیخ العرب والعجم کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ سلسلہ عالیہ' چشتیہ' صابریہ' قادریہ' نقشبندیہ میں صاحب اجازت ہیں۔ آپ کو میاں جیوے شاہ نور محمد جھنجانوی رحمتہ اللہ علیہ سے سلسلہ صابریہ میں

اجازت بیعت حاصل ہے۔ آپ کی کتاب کلیات امدادیہ دس کتابوں کا مجموعہ ہے۔ جس میں فیصلہ ہفت مسئلہ زیادہ مشہور ہے۔ اس میں آپ نے میلاد شریف میں قیام اور سلام' فاتحہ کا طریقہ' عرس و سماع' ندائے غیراللہ جماعت ثانیہ' مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا فیصلہ فرمایا ہے۔ آپ کے چند ملفوظ نقل کئے جاتے ہیں :

"**وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون**""لفظ عبد میں یہ نکتہ ہے غلام اور مزدور میں بہت فرق ہے۔ مزدور یا ملازم سے وہی کام لیتے ہیں جو اس کے سپرد ہے۔ بخلاف غلام اس کے واسطے کوئی خدمت معین نہیں جو کام چاہا اس کے سپرد کردیا۔ چاہے جوتے اٹھوائیں' چاہے شاہی کروائیں۔

"جملہ تمام مخلوق کسی نہ کسی ایک صفت کی مظہر ہے جبکہ انسان جامع مظہر ہے کل صفات و ذات کا۔"

فرمایا' "تواضع نفاق کے ساتھ ممنوع ہے۔

فرمایا "ایک آدمی نے حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی غیبت کی۔ آپ نے ایک طبق دینار کا اس کو تحفہ دیا۔" لوگوں نے پوچھا یہ کیسا الٹا معاملہ ہے تو امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "احسان کا بدلہ احسان ہے" اس شخص نے مجھے نعمت اخروی دی تو کیا میں اس کو دنیا کی نعمت بھی نہ دوں۔"

حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (ولادت ۱۲۷۲ھ' وصال ۱۳۴۰ھ)

آپ کے متبعین اعلیٰ حضرت اور فاضل بریلوی کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔ ۶۰ سے اوپر علوم حاصل کیے۔ تقریباً ۵۰ علوم و فنون پر ہزار سے زیادہ کتب و رسائل تحریر فرمائے۔ ۲۲ سال کی عمر میں اپنے والد محترم مولانا نقی علی خان رحمتہ اللہ علیہ کی معیت میں مارہرہ شریف سیدنا شاہ آل رسول رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ بیعت سے مشرف ہوئے اور اسی وقت والد گرامی کے ساتھ اجازت و خلافت سے بھی سرفراز کئے گئے۔ دو بار حج بیت اللہ اور زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفیض ہوئے۔ علمائے حرمین بڑی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ بعض علماء نے مجدد امت لکھا ہے۔ بعض نے "مجدد ماۃ حاضرہ" اور عرب کے شیوخ آپ کو **انہ السید الفرد الامام** بھی کہتے ہیں۔ تقریباً ۱۰۰ سے زائد علماء و فضلاء نے مولانا احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ کی علمیت و فقاہت کا اعتراف کیا ہے۔ ۵۴ سال تک فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیئے۔ قرآن کریم کا ترجمہ کنزالایمان کے نام سے کیا ہے۔ آپ ایک بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ تخلص رضا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا' "میں نے قرآن سے نعت گوئی سیکھی ہے" دیوان حدائق بخشش کے نام سے ہے۔ تحریک آزادی میں آپ نے اور آپ کے تلامذہ اور خلفائے نے گراں قدر خدمت انجام دیں۔ ہندو اور مسلم اتحاد و اختلاط کے خلاف کام کیا۔ دو قومی نظریہ کا احیاء کیا۔ آزادی اور تحریک پاکستان کے سلسلے میں آل انڈیا سنی کانفرنسیں کیں۔ پٹنہ' اجمیر اور بنارس خاص طور پر مشہور ہیں۔ بنارس کانفرنس میں ۵۰۰۰ سے زائد علماء و مشائخ نے شرکت کی اور پاکستان کی حمایت کی۔ عظیم

CS CamScanner

قراردادیں پاس کیں۔ سینکڑوں محدث، مفسر، فقیہ، صوفی آپ کی تیر مژگان کے گھائل ہیں۔ نادر العصر، عبقری زمانہ، علماء و شیوخ آپ کے شاگرد و مرید و خلفا تھے۔ آپ کا خصوصی وصف عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ نے ساری زندگی ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جہاد بالقلم جہاد باللسان کیا۔ بالتحقیق آپ چودھویں صدی ہجری کے ایک جلیل القدر عالم، عظیم المرتبت فقیہ، بلند پایہ مصنف، صاحب بصیرت، مدبر، شیخ وقت اور مجدد زمانہ تھے۔ برصغیر میں آج بھی آپ کا فیضان جاری و ساری ہے۔ چند ملفوظات پیش خدمت ہیں :

فرمایا، "وجود عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اقدس پر موقوف ہے۔ خلاصہ اعتقاد شان رسالت میں یہ ہے کہ مرتبہ وجود میں صرف اللہ عزوجل ہے باقی سب ظلال۔ مرتبہ ایجاد میں صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باقی سب عکس و پرتو۔" "توحیدیں دو ہیں، ایک توحید الٰہی، کہ اللہ ایک ذات ہے۔ صفات و اسماء و افعال و احکام سلطنت کسی بات میں اس کا شریک نہیں۔ دوسری توحید، توحید رسول کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جمیع صفات و کمالات میں تمام عالم سے متفرد ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اللہ تعالیٰ نے بے مثل و بے نظیر بنائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر محال بالذات ہے۔ تحت قدرت ہی نہیں۔ ہوہی نہیں سکتا۔ نہ اولین میں نہ آخرین میں نہ انبیاء میں اور نہ مرسلین میں۔"

"جو شخص ہر حال میں اپنے کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی "ملک" نہ سمجھے وہ سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حلاوت سے آشنا نہیں ہوتا۔ اصل کرامت استقامت علی الشریعہ ہے جس کو سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ولی کی کرامت کہا۔ اسی کرامت کو کرامت معنوی کہتے ہیں اور دوسری کرامت کو کرامت حسی۔"

کلمہ طیبہ کے بارے میں ارشاد فرمایا، "**لا الہ الا اللہ**" کے معنی عوام کے نزدیک یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، خواص کے نزدیک یہ کہ اللہ کے سوا کوئی مقصود نہیں۔ اخص الخواص کے نزدیک یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی مشہود نہیں اور جو مقام نہایت تک پہنچ گئے ان کے نزدیک یہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی موجود نہیں اور سب حق ہے۔ مدار ایمان اول پر ہے، مدار اصلاح دوم پر، کمال سلوک سوئم پر اور وصول الی اللہ کا مدار چہارم پر ہے۔"

ایک جگہ ارشاد فرمایا، "محبوبان خدا آیہ رحمت ہیں وہ اپنا نام لینے والوں کو اپنا کر لیتے ہیں۔ اور ان پر نظر رحمت رکھتے ہیں۔"

قطب الاقطاب صدر الصدور دلبند رسول بحر معرفت شیخ طریقت غوث الوقت خواجہ شاہ محمد فاروق المقلب خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ (۱۹۰۲ء تا ۱۹۸۳ء)

اب تک کی معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن پر انعام کیا وہ انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین

ہیں۔ ہم مسلمانوں کی جامع ترین عبادت نماز ہے۔ نماز کی ہر رکعت میں ہم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں سیدھی راہ چلا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا۔ یہ بار بار کا استحضار ثابت کرتا ہے سیدھی راہ پر وہ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا۔ لہٰذا ہدایت ان ہی سے ملے گی۔ انبیاء کے بعد صدیقین ہیں، صدیقین ہی متقی ہیں۔ "ان اکرمکم عنداللہ اتقکم" (آیت ۱۳، سورۃ الحجرات) "بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔" متقی ہی بزرگ ہیں اور متقی اولیاء اللہ جو اللہ کے دوست۔ محبوب۔ صاحب تصرف اور اللہ کے قریب ہیں۔ اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے۔ دین ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس کا بہترین اور کامل ترین نمونہ اسوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ لوگ جو قرب عترت اور قرب معنوی رکھتے ہیں۔ یہی لوگ شارع علیہ السلام کے مقصد کو پاکر مخلوق خدا کی صحیح رہبری کرتے ہیں۔ لہٰذا ہر دور میں اللہ کی حکمت بالغہ سے ایسے مصلح اور مجدد دین و ملت پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے اپنے ادوار میں تجدید و احیاء و دین ملت میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ اب میں اپنے مقدمے کی اس ذات کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں جن کا میں نے شروع میں ذکر کیا تھا۔ میری مراد میرے پیرو مرشد خواجہ شاہ محمد فاروق محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ کے تجدید و احیاء و دین ملت کے کار نمایاں کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ کی ذات ستودہ صفات کا مختصر تعارف کرادیا جائے۔ اس کے بعد جو آپ کے اخلاق و کردار کی تصویر ابھرے گی وہ آپ کے مشن کو سمجھنے میں بنیاد فراہم کرے گی۔

حکایت از قد آں یار دلنواز کنیم   بہ ایں بہانہ مگر عمر خود دراز کنیم

بقول حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ آپ وہ قطرہ شبنم ہیں جس سے جگرلالہ میں ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ آپ وہ سدا بہار شخصیت وہ خیابان تصوف و سلاسل طریقت کا مہکتا ہوا گل سرسبد جس سے مشام جاں معطر ہوتے ہیں۔ آسمان ولایت کا وہ مہتاب جس سے قلب کی تیرگی روشنی میں مبدل ہوجاتی عالم اسلام کے ایسے مایہ ناز فرزند، ایسی پاکیزہ برگزیدہ ہستی جس نے لاکھوں دلوں کی دنیا بدل دی۔ ایک ایسا مصفہ چشمہ جس سے ہزاروں تشنگان عشق جوق درجوق سیراب ہوتے رہے۔ آپ بذات خود ایک انجمن بلکہ ہر انجمن کی جان ہیں۔ ایسے پروقار اور جاذب قلب و نظر اور سحر انگیز شخصیت کے مالک کہ ہر محفل میں ممتاز اور منفرد نظر آتے۔ ایک عابد شب زندہ دار صاحب فراست و بصیرت مومن ہیں۔ آپ میں مہمان نوازی، انسان دوستی، ہمدردی و محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ فی زمانہ یگانہ روزگار، بایزید زمانہ فریدالعصر، فقید المثال عالم تھے جن کو خواجہ بزرگ عطائے رسول شہنشاہ پاک و ہند خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے دربار سے مولوی معینی کا لقب عطا ہوا تھا۔ آپ کا طرز زندگی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفانی مرقع تھا۔ آپ کے مواعظ میں بڑی کشش تھی۔ زبان شستہ، لہجہ نرم اور بیان شیریں و

نوری کہ بہ دل خیزد بہ دل ریزد کی مثال (ہر ہر لفظ دل سے نکلے اور دل میں اتر جائے) سامعین پر وجد و کیف طاری ہو جاتا۔ روح کو نشاط اور انبساط حاصل ہوتا۔ کیونکہ آپ کا قلب عشق الٰہی و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خزینہ تھا۔ اس لئے آپ کا ہر ہر لفظ معرفت کے نور اور ہر خیال نور نبوت کا عکاس ہوتا تھا۔ آپ بے باک حق گو ایسے کہ فرماتے تھے کہ "فقیر مسئلہ بیان کرتا ہے مصلحت نہیں" پیچیدہ مسائل کا مسکت و دلنشیں جواب عطا فرماتے۔ آپ علم معرفت کا گنج بے بہا سراپا اخلاق۔ مجسم احسان و محبت۔ حق و صداقت کے علمبردار۔ توحید ربانی کے نقیب۔ شمع و رسالت کے پروانے۔ آپ نے جس کے فانوس دل میں توحید و رسالت کی جو شمع جلائی اس کی لو بڑھتی ہی رہی یہاں تک کہ شعلہ جوالہ بن گئی۔ آپ نے اپنے سے محبت کرنے والے کے قلب کو حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ بنادیا۔ آپ پیکر و وفا۔ دین و دانش کی قلمرو کے نامور تاجدار علم و تقویٰ کے امام وقت آپ کی ذات مرجع خاص و عام۔ حرمین شریفین میں یہ دلکش و روح پرور منظر بارہا دیکھنے میں آیا کہ آپ مرجع عالم ہیں۔ دیگر ممالک اسلامیہ کے اکابر شیوخ' اہل دل و دانش باوجود زبان اردو سے ناواقف ہونے کے آپ کا بیان بڑی توجہ سے سنتے اور محظوظ ہوتے۔ اپنے لئے اور عالم اسلام کے لئے دعائیں کراتے۔

از لطف خلاق زماں داریم ممتاز از جہاں   وضعے دگر طرز دگر ذوق دگر شوقے دگر

حسن صورت و سیرت

حسن ظاہر' حسن باطن کا پرتو ہوتا ہے جس کا باطن جتنا حسین ہوگا اس کا ظاہر اتنا ہی حسین ہوگا۔ آپ کو جو پہلی دفعہ دیکھ لیتا۔ گرویدہ ہوکر دست بوسی اور دامن بوسی کرتا۔ آپ کا چہرہ ایسا تھا کہ جس کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا۔

حدیث مبارکہ : "**اذا راء واذکر اللہ**""جن کو دیکھ لینے سے خدا یاد آجائے"

ہر لحظہ نگاہ من بسویت   چشم من و آفتاب رویت

جن لوگوں نے آپ کو نہ دیکھا تھا وہ کہتے ہیں کہ دیکھنے والے کتنے خوش نصیب ہیں۔

سیرت تو ساری کائنات میں ایک ہی ہے جس کی اتباع کی جاتی ہے۔ قرآن جامد ہے تو سیرت اس کی تفسیر۔ معیار سیرت خلق محمدی علیہ تحیتہ والثناء ہے۔ مجاہدہ اور ریاضات کیا ہیں؟ دراصل سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈھلنے کی کوشش میں جدوجہد کرنا ہے۔ جو مجاہدہ کرتے ہیں اللہ ان کو اپنی راہ دکھادیتا ہے۔ جو جس قدر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کا تابع ہے اسی قدر وہ صاحب کردار ہے۔ صاحب سیرت وہ ہی ہیں جو غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لہٰذا خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کامل

CamScanner

نمونہ تھے۔ ایک شخص نے آپ کے شب و روز کا تین سال تک مشاہدہ کیا اس کا بیان ہے کہ میں نے صابری مسجد رنچھوڑ لائن کراچی میں اپنی توجہ کو صرف ایک نکتہ پر مرکوز رکھا کہ آپ مسجد میں داخل ہوتے وقت کون سا پاؤں داخل کرتے ہیں اور مسجد سے باہر آتے وقت کونسا پاؤں پہلے باہر نکالتے ہیں۔ ان تین سالوں میں باخدا میں نے ایک دفعہ بھی یہ نہیں دیکھا کہ آپ نے سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تجاوز کیا ہو۔ ہمیشہ مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں استعمال فرماتے اور مسجد سے نکلتے وقت بایاں پاؤں استعمال فرماتے ہیں۔ یہی واقعہ اس شخص کا حضرت کی ولایت پر یقین لانے کا سبب بنا۔ غور فرمایئے لوگ کتنی عمیق نگاہوں سے مشاہدہ کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا۔ پھر اس معیار پر جس کو پالیتے ہیں تو اس کی راہ کی گرد کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنالیتے ہیں تو جیسا کہ میں نے کہا کہ سیرت تو ساری کائنات میں ایک ہی ذات کی ہے جس کی اتباع انسان کو خدا کا محبوب بنادیتی ہے۔۔

عروج جان معینی بر اوج او ادنے　　　بجز متابعت مصطفیٰ نمی بینم

ایک بات میں اپنے ذوق یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ازل سے ابد تک کے صاحبان حسن و خلق یعنی (اولیاء اللہ کو) کسی ایک قول ~~پر~~ متفق دیکھنا چاہیں تو وہ یہی قول ہو سکتا ہے۔۔

اے مثل تو در جہاں نگارے　　　یزداں دگرے نہ آفریدہ

گفتار و کردار

گفتار عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چاشنی تھی۔ منہ سے پھول جھڑتے تھے، موتی بکھرتے تھے۔ حدیث مبارکہ ہے: **"من احب شیا اکثر ذکرہ"** "جس کو جس سے محبت ہوگی وہ اکثر اسی کا ذکر کرے گا۔" بعنوان دیگر خواجہ محبوب رحمانی کی زبان پر اکثر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہتا۔ آپ کی مجالس کے شرکاء جنھوں نے آپ کے کلام فیض ترجمان کو بارہا سنا اس بات پر متفق ہیں کہ آپ پیدا ہی اسی لئے ہوئے تھے کہ نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے رہیں۔ آپ کے دہن میں زبان اسی لئے تھی کہ وہ گوہر فشاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں رہے۔۔

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

گفتگو ٹھہر ٹھہر کر فرماتے، بات مختصر اور جامع کرتے۔ تصوف سادے اور عام فہم انداز میں بیان فرماتے۔ مخاطب کی عقل اور مرتبہ کا لحاظ رکھتے ہوئے کلام فرماتے۔ سامع سے اچھی بات سنتے تو ضرور داد دیتے۔ تفسیر صوفیانہ میں خاص ملکہ عطا ہوا تھا۔ جب کسی آیت مبارکہ کی تفسیر و تاویل اپنے خاص رنگ میں کرتے تو سامعین جھوم جھوم

CamScanner

اٹھتے۔ کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی زبان سے جب محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تو سامعین پر محویت طاری ہوجاتی۔ از خود رفتہ ہوجاتے۔ ھو حق کے نعرہ بلند ہوجاتے۔ اللہ اکبر! کیسی یادگار مجالس تھیں "**قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ**"اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا "**فاتبعونی**" کے معنی ہیں کہ غلام کی طرح پیچھے پیچھے قدم بہ قدم چلنا۔ یہ شان غلام کی ہے مگر اس میں جو کمال کا نقطہ بیان فرمایا وہ یہ کہ "آقا بھی ایسا ہو جو بار بار غلام کی طرف نگاہ رکھے۔ وہ آقا ہی نہیں جو اپنے غلام سے بے خبر ہو۔" جب آپ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور ان کی نگاہ جود و کرم کا ذکر فرماتے تو آپ کے رونگٹے رونگٹے سے انوار جھڑتے تھے جس کا آقا ایسا ہو وہ غلام اپنے مقدر پر کیوں نہ فخر کرے۔ ایک صحابی رسول حضرت سیدنا زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں بیٹھے کچھ بیچ رہے تھے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے آکر آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا : "**من یشتری ھذا العبد**""اس غلام کو کون خریدتا ہے؟" اللہ اللہ زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسمت قابل رشک تھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں غلام کہہ کر پکارا۔ بے شک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آقا و مولیٰ ہیں۔ خود مولائے کل رب کائنات کہہ رہا ہے : "**صاحبکم**" **(النجم یت ۲)**"تمہارے آقا"

مولائے ہمہ بندہ، ہم بندہ مولائی

جب یہ آیات مبارکہ نازل ہوئی "**واصبر لحکم ربک فانک باعیننا**" (سورہ الطور آیت ۴۸) "رب کے حکم پر صبر کریں، بے شک آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وجد طاری ہوگیا۔ اکثر عارفین اس آیت پر نگاہ ڈالتے ہیں تو جھومتے ہیں اور رقص کرتے ہیں۔ کسی کی نگاہ میں آجانا، کسی کی نگاہ میں بس جانا، کسی کی محور نگاہ ہوجانا، اس کا مزہ وہی جانتے ہیں جو عاشق ہیں یا کسی کے محبوب۔

کردار کی عظمت

خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ جب ہجرت کر کے کراچی تشریف لائے تو سونے چاندی کا کام شروع کیا۔ زندگی عسرت سے گزر رہی تھی۔ ایک مخلص نے ایک جھوٹا نگینہ بنا کر پیش کیا اور کہا اس کو فروخت کر کے اپنا وقت سیدھا کرلو، جوہری برادری نے اس نگینے کے چالیس ہزار دام لگائے۔ انکار پر پچاس ہزار روپے لگادیئے۔ نام نہاد جوہری پہچان نہ سکے۔ آپ نے وہ نگینہ اس شخص کے سامنے پتھر سے چور چور کردیا کہ میرے ایمان کی قیمت پچاس ہزار روپے نہیں۔ اللہ اکبر! دیکھا آپ نے یہ ہے کردار کی عظمت جس چیز کی سخت ضرورت تھی اسی سے اعراض۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد نقشہ ہی بدل گیا۔ معبود نے کرم فرمادیا۔

نفاست و نزاکت

CamScanner

زبان نفیس، بیان نفیس، لباس نفیس، سفید لباس زیب تن فرماتے، آستانہ پر سفید کرتہ اور نیلا تہبند استعمال فرماتے۔ محافلوں میں جاتے تو شیروانی، سفید پاجامہ استعمال فرماتے اور عمامہ مختلف رنگوں کا استعمال فرماتے۔ "ذوق سماع نفیس" اچھا کلام سماعت فرماتے، اچھے کلام پر وجد بھی فرماتے، کھانا نفیس، کدو (لوکی) بہت مرغوت تھی۔ بریانی مرغوب تھی، ماش کی دال، قلفہ کا ساگ، قلاقند چاشنی والا پسند تھا۔ پھولوں میں چمیلی کے پھول بہت پسند تھے۔ ہر ذوق نفیس، ہر حس نفیس، آپ کو نادر الوجود تسبیحیں، نفیس مصلے، عمدہ قالین، بہترین کھرل رکھنے اور استعمال کرنے کا اعلیٰ ذوق تھا۔ جواہرات و عطریات کا نفیس ذوق، تبرکات و نوادرات بزرگان عظام جمع کرنے کا بھی شوق تھا، ہر کام میں نفاست پسند فرماتے، ذاتی استعمال کی ہر شے نفاست کا مرقع تھی۔ آپ کی زندگی **"اللہ جمیل یحب الجمال"** "اللہ جمیل ہے اور جمال ہی سے محبت کرتا ہے۔" کا کامل نمونہ تھے۔ نزاکت کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ وقت پانی بھرتے نظر آتے۔ اتنے نازک مزاج کہ فطرت اور ذوق کے خلاف ذرا سی بات ہوتی فوراً طبیعت مکدر ہوجاتی۔ ساری رات شب بیداری فرماتے۔ نماز فجر کے بعد اشراق اور چاشت ساتھ پڑھتے اس کے بعد ناشتہ فرماتے۔ اگر ناشتے میں کچھ لمحوں کی تاخیر ہوجاتی تو بغیر ناشتہ کئے خاموشی سے سوجاتے۔ خدام ناشتہ لئے استادہ رہتے جیسے ہی ذکر و اذکار سے فارغ ہوتے فوراً ناشتہ لگادیا جاتا۔ ورنہ طبع نازک پر تاخیر ناگوار گزرتی۔

دل بیار دست بکار

جو دم غافل سو دم کافر، ہر گھڑی ذکر خفی و جلی میں مصروف رہتے۔ جو سانس نکلتی یاد الٰہی میں نکلتی۔ آپ خلوت در انجمن کا مرقع تھے۔ بظاہر کام میں مصروف یا خدمت خلق میں مصروف۔ مگر باطن حق تعالیٰ کے حضور۔ آپ اس آیات مبارکہ کی عملی تفسیر تھے۔ "**الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم**" (سورہ آل عمران) یعنی اٹھتے بیٹھتے، کروٹیں بدلتے، ہر لحظہ، ہر آن ذکر خدا جاری رہتا۔ آپ اکثر فرماتے، "رب کا ذکر فقیروں کو بادشاہ بنادیتا ہے۔" ذکر کی کثرت ذاکر کو مذکور بنادیتی ہے جو آج خلوص دل سے اپنے رب کا ذکر کررہے ہیں عنقریب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کردے گا اور اس طرح وہ یاد کئے جائیں گے۔ دست بکار ساری زندگی اکل حلال میں بسر کی۔ اپنے ہاتھ سے ہمیشہ اپنی روزی کمائی۔ ظہر سے عصر تک جواہرات کی تجارت فرماتے۔ آخر دور میں آپ کا یہی معمول تھا۔ آپ نے اپنا وقت بے کار نہیں جانے دیا۔ آپ نے اپنا وقت مختلف علوم و فنون سیکھنے اور مخلوق خدا کی خدمت میں صرف کیا۔ آپ کا یہ قول بہت ہی مشہور ہے کہ، "فقیر نے درویشی کو ذریعہ معاش نہیں بنایا۔" آپ نے ہمیشہ ہمت کو بلند رکھا۔ کبھی کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کیا۔ کبھی بھی مریدین کے مال و متاع پر نظر نہیں رکھی۔ اکثر لوگوں کی خدمت کی ہے خدمت لی نہیں۔ آپ اکثر یہ شعر پڑھتے۔۔

جس دست میں یہ عیب نہیں وہ دست غیب ہے　　　دست سوال لاکھوں ہی عیبوں کا عیب ہے

عبادت و خدمت خلق

خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کی مقدس زندگی حقوق اللہ و حقوق العباد کا حسین امتزاج تھی۔ آپ نے عبادات میں اس قدر مجاہدات اور ریاضات کئے ہیں جس کا بیان مشکل ہے۔ تقریباً چالیس سال ایسے گزرے کہ کامل شب بیدار رہے۔ تعلیم و تربیت مریدین انہی اوقات میں فرمائی۔ عشاء کی نماز ۱۱ اور ۱۲ بجے کے درمیان ادا فرماتے۔ اس کے بعد تصوف کا بیان شروع ہوتا جو ۳' ۴ بجے تک تاحیات جاری رہا۔ اسی دوران تسبیح بھی چلتی رہتی اور ساتھ ساتھ حاضرین سے مختصر اوراد بھی پڑھواتے۔ پھر تواضع بھی فرماتے۔ باقی کا وقت نماز فجر تک نوافل اور دیگر اوراد میں صرف فرماتے۔ ہمیشہ باوضو رہتے۔ ان معمولات میں سرمو فرق نہیں آنے دیا۔ پچاس سال سے اوپر کسی نماز کی تکبیر تحریمہ نہیں چھوٹی اللہ اکبر!۔ آستانہ عالیہ پر باقاعدہ جماعت کا انتظام رہتا۔ آستانہ عالیہ ساری رات کھلا رہتا۔ اکثر علماء و مشائخ رات کے وقت حاضر ہوتے۔ آخر وقت تک کتب دینیہ کا مطالعہ فرماتے۔ سینکڑوں کتابیں' آپ کے حجرے میں آپ کے ذوق سلیم کی گواہ ہیں۔ رات میں کبھی کبھی بزرگوں کی زیارت و ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے۔ صبح صادق کے وقت خشوع و خضوع سے دعا میں مصروف رہتے۔ آپ کی دعا میں ایسی تاثیر تھی کہ پتھر دل بھی پگھل جاتے۔ دعا کے لئے آپ کا ارشاد تھا کہ "دعا لی جاتی ہے کروائی نہیں جاتی۔" آپ کی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اعراس کی دعائیں اپنی آپ نظیر ہیں۔ آپ دعاگو ملک و ملت تھے۔ دعا کے دوران ایسے مواقع بھی آئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحب عرس کی تشریف آوری ہوئی۔ خدمت خلق پر آپ کی خصوصی توجہ تھی۔ یہ ذوق بندگی حد سے بڑھا ہوا تھا۔ بچپن سے آپ خدمت خلق میں مصروف رہے۔ مختلف علوم اسی کی خاطر سیکھے۔ مثلاً رمل' جفر' جوتش' نجوم' حکمت' بنوٹ وغیرہ تاکہ فی سبیل اللہ خدمت کریں۔ ان علوم میں مہارت تامہ کی وجہ سے پنڈت کے لقب سے مشہور ہوئے۔ یہ خدمت کا انداز ابتدائے جوانی کا تھا اور جب سے آپ اپنے پیر و مرشد کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تو خدمت خلق کا انداز ہی بدل گیا۔ یعنی اب آپ صوفی تھے' مولوی تھے' پیر و مرشد تھے۔ خدمت خلق کسی ایک شعبہ زندگی تک محدود نہیں تھی نہ ہی کسی ایک فرد واحد یا گروہ کے لئے خاص۔ آپ ہر درد کی دوا۔ ہر غم کی کشادگی اور ہر تکلیف کا مداوا تھے۔ آپ کے دروازے ہر کس و ناکس کے لئے کھلے رہے اور کوئی پیاسا ایسا نہیں جو در خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ پر آیا ہو اور تشنہ گیا ہو۔

رحم فرما کہ زحد ے گزرد تشنہ لبی　　　ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات

نماز مغرب کے بعد عورتوں کو دم' دعا اور دوا سے نوازتے۔ اس کے بعد رات ۱۰ بجے تک مردوں کو دیکھتے۔ ہر

CS CamScanner

ماہ کئی ہزار روپوں سے یونانی ادویات بنواتے اور بیماروں میں مفت تقسیم فرماتے۔ آستانہ پر باقاعدہ کوئی نہ کوئی حکیم رہتا۔ بے حساب بچوں اور بچیوں کے رشتے طے کروائے۔ اکثر غریب بچیوں کے شادی کے اخراجات برداشت کئے۔ تعمیر مساجد میں خصوصی دلچسپی لیتے۔ بلکہ کئی ایک مساجد کی تعمیر میں اپنی جیب خاص سے حصہ لیا۔ دینی مدارس کی سرپرستی فرماتے۔ خصوصی طور پر طلباء کی تعلیمی و نصابی اخراجات پورے فرماتے۔۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست　　　به تسبیح و سجاده ودلق نیست

کئی ایک مرید ایسے تھے جن کے گھروں کی کفالت فرماتے۔ کئی ایسے تھے جن کے حج کے اخراجات خود اٹھائے۔ ہر مرید اور محب کی غمی و خوشی میں ضرور شریک ہوتے۔غریب سے غریب کے گھر چلے جاتے۔ ہر آنے جانے والے سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ بیمار کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے۔ آپ خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر جمیل تھے۔ ایک واقعہ پیش خدمت ہے کہ ’’ایک مرید نے آکر درخواست کی کہ‘ میرے والد آپ کی زیارت کے مشتاق ہیں بوجہ کمزوری اندر نہیں آسکتے باہر گاڑی میں بیٹھے ہیں جو حکم ہو تعمیل کی جائے۔ آپ یہ سنتے ہی فوراً اٹھے اور باہر تشریف لے گئے۔ کافی دیر تک ان بزرگ سے مصروف گفتگو رہے اس تمام عرصے میں آپ کھڑے ہی رہے جب تک ان بزرگ کی تسلی نہیں ہوئی وہاں سے نہیں ہٹے۔ اکثر علماء و مشائخ کو چھوڑنے کے لئے باہر تک جاتے۔ جب تک وہ چلے نہیں جاتے استادہ رہتے۔ خاص طور پر آپ غرباء و مساکین کا خیال رکھتے جتنا جو سادہ سیدھا ہوتا اتنا ہی وہ آپ کے قریب ہوتا۔ آپ میں دریا جیسی سخاوت تھی۔ آپ کا ارشاد تھا‘ ’’خبردار! بخیل کے دسترخوان سے لقمہ نہیں لینا تم بھی مارے جاؤ گے اور وہ بھی‘ سخی کے دسترخوان پر کبھی ہاتھ کو نہ کھینچنا تم بھی خسارے میں رہو گے اور وہ بھی۔‘‘

سخاوت وسعت قلبی

آپ کی سخاوت کی صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔ آپ کا لنگر اور اس کا انتظام اس قدر اعلیٰ ارفع ہے کہ جس نے بھی ایک دفعہ آپ کے لنگر سے خوشہ چینی کی ہے وہ ساری زندگی اس کی لذت کو نہ بھلا سکا۔ لنگر کی وسعت کا یہ عالم کہ لوگ خوب کھاتے بھی ہیں اور خوب لے بھی جاتے ہیں۔ اس میں امیر و غریب کی تخصیص کبھی نہیں رہی۔ لنگر سب کے لئے ایک ہی پکتا ہے۔ لنگر میں جو بھی اجناس استعمال میں آتے وہ بازار میں سب سے اعلیٰ معیار کے ہوتے۔ صرف میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لنگر کا انتظام لاکھوں میں ہوتا۔ یہ تحدیث نعمت کے طور پر ذکر کیا جارہا ہے کہ اہل محبت کے لئے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دل و جان کی کوئی حیثیت نہیں تو مال کس شمار میں۔ اعلیٰ درجے کا چاول‘ زعفران‘ اصلی گھی اور بکرے کا گوشت و دیگر اشیاء کے نمونے کئی ماہ پہلے حاصل کئے جاتے اور باقاعدگی سے پکا کر دیکھے جاتے۔ تب کہیں جا کر سب سے اعلیٰ معیار کی جنس خریدی جاتی صرف

CamScanner

چاول کے بیسوں نمونے حاصل کئے جاتے اور پکاکر دیکھے جاتے۔ تاکہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لنگر میں کسی قسم کا سقم اور کمی نہیں رہ جائے۔ وسعت قلبی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرید نے کسی چیز کی فرمائش کی آپ نے فرمایا' ''گھر میں جاکر لے آؤ'' وہ شخص گھر میں اندر جانے سے جھجکا تو آپ نے فوراً ایک آہ....! کھینچ کر کہا' ''لوگ اپنا تو بناتے ہیں لیکن تکلف کے ساتھ۔''

پیر بھائیوں میں چھیڑ چھاڑ تو رہتی ہی ہے۔ ایک دفعہ چند بھائی آپ کے ریفریجریٹر سے شربت کی بوتل و آئسکریم لے اڑے اور کھاگئے۔ ان سے جب دوسرے بھائی نے پوچھا کہ آپ لوگ بغیر اجازت کے یہ چیزیں کیوں کھاگئے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ کا مال کھایا ہے کسی اور کا نہیں۔ جب آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا' ''بھئی' انہوں نے سچ کہا ہے آئندہ سے فریج ان اشیاء سے بھرا رکھو۔''

توکل و استغناء

توکل کے بارے میں آپ کا ارشاد تھا' ''کہ توکل ترک اسباب نہیں بلکہ ترک رویت اسباب ہے۔'' تقسیم ہند کے وقت خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے شہر دہلی میں بے گھرو بے سرو ساماں ہوگئے۔ بمعہ اہل خاندان عید گاہ کے پاس کھتہ پر فروکش ہوئے۔ کوئی سایہ نہ سائبان' نہ چادر نہ بچھونا' چائے نہ کھانا' سہمے بچے' بھوک اور پیاس' رات تو جیسے کٹی کٹ گئی' صبح بچے بلبلائے بڑوں کی آنکھوں میں آنسوں ایسی حالت میں آپ کی جیب میں مبلغ تین روپے تیرہ آنے تھے۔ ادھر بھوک سے نڈھال مخلوق خدا۔ آپ نے وہ پیسے کسی دوسرے حاجت مند کو دے دیئے۔ مالک پر پورا بھروسہ رکھا۔ یہ تھا توکل اپنے رب پر اور یہ تھا ایثار جو اولیائے کاملین ہی کا حصہ ہے۔ اللہ تعالٰی نے آپ کی فطرت میں کمال کا استغناء رکھا تھا۔ ہوس دنیا تو آپ میں تھی ہی نہیں۔ آپ کا فرمان ہے' ''فقیر نے رب العزت کے سوا کسی سے کچھ نہیں مانگا' البتہ اپنی والدہ حضور سے اپنی معروضات ضرور کیں۔'' قوم اجنہ میں چند معتقدین نے درخواست کی کہ ان سے بھی کچھ خدمت لی جائے آپ نے ارشاد فرمایا' ''آپ کی اگر کچھ حاجتیں ہوں تو عرض کریں فقیر تعمیل کرے گا۔'' فقیر اپنے رب کے سوا کسی سے کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اکثر حکمران وقت اور ان کے وزیر و مشیر آپ کے مشوروں سے مستفیض ہوئے۔ آپ ملک کے دعاگو رہے مگر اپنے لئے یا اپنے حلقہ کے لئے کبھی کسی سے کوئی کام نہیں لیا۔ وزیر اعظم حسین شہید سہروری اور صدر پاکستان ایوب خان نے بارہا خانقاہ کے لئے زمین و جائیداد کی پیشکش کی مگر آپ نے قبول نہیں کی۔ حتیٰ کہ آپ نے اپنی ذاتی رہائش بھی اپنے پیسوں سے بنوائی نہ ہی ہندوستان میں کسی چھوڑی ہوئی جائیداد کا کلیم حاصل کیا۔

صبرو شکر

CamScanner

آپ مصائب و شدائد میں ہمیشہ ثابت قدم اور پرسکون رہتے اور ہمیشہ کثرت سے نماز اور ذکر و اذکار اور دعا کو اپنی ڈھال بناتے۔۔ آپ فرماتے تھے کہ مصائب امتحانات ہیں اور ہر امتحان قرب و ترقی کا ذریعہ ہے۔ بغیر آزمائے ہوئے، بغیر کس لگائے ہوئے کھوٹے کھرے کا پتہ نہیں چلتا۔ جو سان پر نہیں چڑھے وہ کام کا نہیں بنتا۔ صبر کے سلسلے میں گویا آپ اس آیت کی عملی تفسیر تھے "رب کے حکم پر صبر کریں' بے شک آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔" صبر بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اور یہ بغیر اس کی رضا کے حاصل نہیں ہوتا۔ آپ جان و مال اور اولاد سے آزمائے گئے' ہر حال میں صابر رہے۔ آپ فرماتے تھے' "درویش کبھی بھی قلت' علت اور ذلت سے خالی نہیں ہوتا۔" یہ تینوں مقامات سوائے صبر کے طے نہیں ہوتے۔۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگیں' اس کے علاوہ ملک و قوم جب بھی کسی مشکل میں گرفتار ہوئی تو آپ نے اجتماعی طور پر محافل ذکر و دعا منعقد کیں۔ نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ میں سوا من چنوں پر آیت کریمہ اور درود شریف کا ختم کروایا۔ اور کثرت سے بزرگوں کے مزارات پر حاضریاں دیں اور دعائیں کیں۔ شکر کے لئے آپ کا ایک جملہ سینکڑوں کتب اور ہزاروں ارشادات پر بھاری ہیں۔ آپ فرماتے ہیں' "ہم بنیادی طور پر اہل تشکر ہیں۔" اہل تشکر بن ہی نہیں سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اس کا محبوب نہ بن جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر فعل کی حمد فرمائی ہے۔"**اللہ المحمود فی کل افعالہ**"اللہ کا ہر فعل محمود ہے۔" جب اللہ کا ہر کام اچھا ہے تو اچھائی پر سوائے شکر کے اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے اہل اللہ صاحب تشکر ہوتے ہیں اور شکر کرنے والے بندے کم ہوتے ہیں۔

کرامت و استقامت

آپ کے ہر قول اور فعل سے کسی نہ کسی کرامت کا اظہار ہوتا۔ اگر آپ کی کرامتوں کو جمع کرکے کتابی شکل دی جائے تو بلا مبالغہ سینکڑوں کتب درکار ہوں گی۔ تذکرے میں کرامتیں اپنے مقام پر آرہی ہیں۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ غلام کا اپنے کو غلام کہنا اور بات ہے اور آقا کا کسی کو غلام کہہ دینا اور بات ہے۔ بندے تو سب ہیں مگر عبدہ میرا بندہ کہہ دینا گویا تمام نعمتوں کا اس بندے پر اختتام کردینا ہے۔ اسی طرح جس امتی کو آقائے دوجہاں سرور کشور رسالت فخر آدم و عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا غلام کہہ دیں۔ وہ خوش نصیب ولی بھی ہے اور فخر ولایت بھی۔ غلام بنتا ہی جب ہے جب مولا کی مرضی کو پالے۔ اس کا تابعدار ہوجائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرامت ہی نہیں بلکہ فوق کرامت ہے۔ لہٰذا اتباع بنیاد ہے ہر کرامت کی۔ چاہے وہ کرامت حسی ہو یا کرامت معنوی۔ کرامت حسی کی ایک مثال کافی ہے جو ختمات' معمولات آپ کی حیات ظاہری میں ہوتے تھے اس میں بتدریج اضافہ ہورہا ہے۔ حلقہ رحمانی کی مثال اس دانے کی سی ہے جو

خود بے نمود ہست و بود ہوا' پھر ہر دانہ اپنے رب کے فضل سے سات بالیں لایا اور ہر بال میں سو دانے۔ رب چاہے تو اس کو بڑھا بھی دے۔ حلقہ رحمانی شرقا" اور غربا" بڑھ رہا ' پھل رہا ہے' پھول رہا ہے' **الحمدللہ رب العالمین**

کرامت الاستقامت فوق الکرامت

کمال استقامت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر' آپ کی شریعت پر اور آپ کی سنتوں پر محبت و خلوص سے آخر دم تک عمل جاری رہے اور ایمان کے ساتھ دارالفناء سے دارالبقاء مرجعت ہوجائے۔ "**یاحی یاقیوم ثبتنا علی الایمان**" اکثر اہل اللہ کی یہی دعا رہی۔

علم و عشق

علم نور ہے نور کی تعریف یہ ہے جو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو بھی ظاہر (روشن کردے) نور کی ضد ظلمت ہے۔ علم کی ضد جہل۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ : "کیا جاننے والے اور نہ جانے والے برابر ہیں۔" فیصلہ ہوچکا نہ جاننے والا جاننے والے کے برابر نہیں ہوسکتا۔ جاہل عالم کے برابر نہیں ہوسکتا۔ آب آیئے علم اور عالم کو سمجھ لیجئے۔ قرن اولی میں علم کے معنی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جاتے تھے۔۔ ہر وہ لفظ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلے وہی علم و حکمت ہے۔ حدیث نام ہے (انسانیت کے اہم ترین انقلابی عہد کی تاریخ کے معتبر ترین ذخیرے کا) اور یہی علم ہے۔ اس کا جاننے والا عالم' معرفت رسول رکھنے والا عارف۔ خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ علمائے حق کی بے حد تعظیم و تکریم فرماتے اور یہ بھی فرماتے ' "آج جو کچھ بھی یہ فقیر ہے ان ہی کے دم و قدم سے ہے" علم ایک ایسا بیج ہے جو عشق کی مٹی میں اپنے کو فنا کرکے ایسے برگ و بار پھل و پھول لاتا ہے جو ایک ہی صدا دیتے ہیں **العشق هوالله هوالله** علم کا نور اگر عقل کے ساتھ ہو تو چراغ راہ اور اگر علم کا نور عشق ساتھ ہو تو خود منزل۔ علم "میں" ہے' عشق "تو" ہے۔ علم اظہار ہے' عشق سکوت ہے۔ علم فصل ہے' عشق وصل ہے۔ علم قطرہ ہے' عشق دریا ہے۔ عشق عرفان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حساب عمر صد عاقل بحشر بہ گزارد یک دم حساب یک دم عاشق بہ صد محشر نمی گنجد

(خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ)

وحدت الوجود

"**هوالاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شئى عليم (سوره الحديد پ ٢٧)**" "وہی اول ہے' وہی آخر ہے' وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔" قول خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ

CamScanner

ہے' "اللہ تعالیٰ واجب الوجود غیر فانی ذات ہے۔ یاد رہے مشارکت صفات سے کفر لازم نہیں آتا بلکہ فرق مراتب کی بھول سے آتا ہے۔ فرق مراتب تو منشاء قدرت ہے۔"

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد　　اگر حفظ مراتب نہ کونی زندیقی

حضرت خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ وجودی مسلک کے داعی تھے۔ مختلف اوقات میں زبان فیض ترجمان سے وحدت الوجود کے بارے میں جو نکلا میں اس مفہوم کو اپنے انداز میں مختلف کتب کے حوالہ سے پیش کرنے کی کوشش کروں گا جو احباب اس موضوع سے شغف رکھتے ہیں وہ جانتے کہ وحدت الوجود مشاہدہ کا مقام ہے اور دیکھنے والا اپنے مشاہدہ اور اپنی بینش کے اندازہ سے ہی ادراک کرتا ہے۔ وحدت الوجود میں اشیاء کی عینیت کا مدار نفوس قدسیہ کی صحیح ترین رویت اور مشاہدہ پر ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام جب سیدہ مریم سلام اللہ علیہا کے پاس بشر کی صورت میں متمثل ہوکر آئے۔ **فتمثل لھا بشرا سویا** آپ سیدہ مریم سلام اللہ علیہا کی رویت میں بشر تھے۔ مگر آپ کہہ رہے ہیں میں فرشتہ ہوں **انما انا رسول ربک** یہاں حقیقت ملکی بشکل انسان متمثل ہوکر ظاہر ہوئی۔ اسی طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں وحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ایک صحابی) کی صورت میں ظاہر ہوتے۔ دوسرے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو آپ وحیہ کلبی نظر آتے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرئیل علیہ السلام ہی نظر آتے۔ ظاہر ہے کہ صحیح ترین رویت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت ہے۔ **لہٰذا** جو جیسا دیکھ رہا ہے وہ ویسا ہی کہے گا۔ عین دیکھنے والے عین کہتے ہیں اور غیر دیکھنے والے غیر۔ اخص الخواص کا عقیدہ ہے کہ اشیاء کا مظہران کا عین ہے اشیاء اس کا عین نہیں۔ اشیاء اسماء کا ظل اور مظاہر ذات ہیں۔ اور ظل کی کوئی حقیقت نہیں مگر یہی نمود بے بود پس ممکنات معدومہ کی شعاعیں دراصل فیوضات آفتاب ذات کا عکس ہیں جو واحد ہے۔ عالم من حیث المجموع صورت ذات مع الصفات سے بنا ہے۔ اسمائے الٰہیہ لا عین والا غیر ہیں عین ہیں باعتبار ذات و منشا کے غیر ہیں باعتبار مفہوم اور انتزاع کے۔ بنا وحدت الوجود عندالشیخ (محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ) "علم" پر نہیں بلکہ "تنزل" پر مرتب ہے۔ جملہ تنزلات شہود میں واقعہ ہوئے نہ کہ وجود میں' اور یہ تغیرات شہودی و اعتباری ہیں۔ وجود جیسا تھا ویسا ہی ہے **"الان کما کان"** وحدت الوجود کے حقائق و معارف کا منبع و سرچشمہ نفس کلیہ ہے جس کا نام کسی نے وجود منبسط' حقیقت محمدیہ' نفس رحمان' واحدیت' کتاب مسطور وغیرہ رکھا ہے۔ حقیقت وجود اور اصلاً موجود وہی واجب تعالیٰ ہے اور اس کے ماسوا یعنی ممکنات موجود تو ہیں لیکن ان کا وجود انتزاعی یا انبساطی ہے۔ انبساطی عبارت ہے نفس الرحمٰن سے۔ حق تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی وجود ہے اور نہ کوئی موجود۔ وجودات امکانی حق تعالیٰ کے ظہور' شیون' تجلیات' نسبتیں یا اعتبار ہیں۔ وجود کے دو سلسلہ ہیں۔ اول عبارت ہے اعیان ثابتہ سے جو وجود علمی و ثبوتی سے متصف ہیں۔ اعیان ثابتہ نے وجود خارج کی بو بھی نہیں

سو تجھی جو کچھ خارج میں ظاہر اور عالم شہادت میں موجود ہے وہ اس کے احکام و آثار ہیں۔ حکم کن اعیان ثابتہ پر ہے۔ تجلی الٰہی کو رب اور اعیان ثابتہ کو مربوب کہتے ہیں۔ ثانی وجود عبارت ہے اعیان خارجیہ سے ذوات ممکنہ یا وجودات امکانی کو وجود لازم نہیں۔ لہٰذا ممکن موجود بالذات نہیں تو ضرور ایک ایسی ذات ہوگی جس کا وجود عین ذات ہو اور وہ واجب الوجود بالذات ہو اور ممکنات کو اپنے وجود سے واجب بالغیر بنائے اسی وجود مطلق نے حضرت احدیت سے وحدت۔ وحدت سے واحدیت۔ واحدیت سے ربوبیت۔ ربوبیت سے حضرت کونیہ کی طرف اور پھر حضرت کونیہ سے حضرت جامع انسانیہ کی طرف حق تعالیٰ نے غیب ہویت سے تعین اول یعنی وحدت میں اپنے پر خود تجلی فرمائی

خود تجلی کردہ برخود رنگ بہ رنگ

خود تجلی فرمانا یہ علم ہے۔ اپنے پر نظر ڈالی یہ نور ہے۔ اپنے کو پایا یہ وجود ہے۔ اپنے ساتھ حاضر ہوا یہ شہود ہے۔ یہ چاروں اعتبار حق تعالیٰ میں موجود ہیں۔ان کو ذاتی اعتبار کہا جاتا ہے۔ ان کو صفات قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ اگر وجود کو صفت ذات قرار دیا جائے تو یہ لازم آئے گا کہ ذات وجود پر مقدم ہے کیونکہ موصوف کو رتبہ صفت پر مقدم ہوتا ہے۔ ذات کا وجود پر مقدم ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ ذات بغیر وجود کے موجود ہے جو حقیقتاً" محال ہے۔ لہٰذا صاف ظاہر ہے کہ وجود عین ذات ہے نہ کہ صفت ذات۔ اسی طرح علم' نور اور شہود بھی۔ صوفیہ وجودیہ کا مسلک کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ ذات حق کو نہ تو مخلوق سے متحد سمجھتے ہیں اور نہ ہی حلول کے قائل ہیں بلکہ ایک ایسی ہستی جو عقل و ادراک وہم و خیال سے بالاتر ہو مختلف مظاہر میں جلوہ گر ہونے کے باوجود اپنی حقیقت اصلیہ پر اسی طرح باقی ہے جیسے تخلیق کائنات سے پہلے۔ لہٰذا مرتبہ ذات بحت کے لحاظ سے تنزیہہ اور مراتب ظہور کے لحاظ سے تشبیہہ دونوں حق ہیں۔ ذات حق اور ممکنات کے درمیان ایک بے کیف تعلق ضرور ہے جیسے آئینہ سے باہر کی چیز کا عکس تو آئینہ میں نظر آتا ہے لیکن وہ باہر والی چیز سے نہ متحد ہے اور نہ اس کا عین۔ صوفیہ و محققین کے نزدیک یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ مراتب کا فرق ضروری ہے۔ لہٰذا ذات حق کے مراتب وجوبیہ کے احکام کو مراتب امکانیہ پر جاری کرنا زندیقی اور بے دینی ہے۔

"العبد عبد وان تعرج والرب ربی وان تنزل (ابن عربی)"

"بندہ خواہ کتنا عروج پالے بندہ ہے' خدا خواہ کتنا نزول فرمائے خدا ہے۔"

او در دل من است و دل من بہ دست اوست　　چوں آئینہ دست بہ من و من در آئینہ

وصف خصوصی خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ

اہل اللہ میں کم ایسے بزرگ ہوئے ہوں گے جن کے اپنے خاندان کے لوگوں نے انھیں ولی اللہ مانا ہو۔ خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت ایسی جامع تھی کہ آپ کے خاندان کے بزرگوں نے' چھوٹوں نے نہ صرف یہ کہ آپ کو ولی اللہ مانا بلکہ اکثر آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ آپ سے بیعت' آپ کے بڑے اور چھوٹے بھائی آپ سے بیعت بلکہ آپ کے ایک چھوٹے بھائی آپ کے خلیفہ تھے۔ اسی طرح سسرال کے اکثر لوگ آپ سے بیعت۔ آپ کے سالے آپ سے بیعت۔ آپ کے داماد آپ سے بیعت۔ بیٹے اور بیٹیاں بیعت۔ سمدھیانے والے بیعت' غرض یہ کہ ننھیال اور ددھیال کے افراد بیعت۔ گھر کے خادم بیعت۔ دوست احباب بیعت۔ عربی و عجمی بیعت۔ پورے پورے خاندان بیعت۔ یہ خالصتا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ پر فضل تھا۔

آپ کا دوسرا وصف : اگر آپ کسی مرید کی اصلاح و تربیت کے لئے اس سے ناراض ہوتے عین جلال کے عالم میں وہ مرید یا کوئی اور پیر بھائی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتا یا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل یا آپ کی نعت شروع کردیتا تو آپ کا جلال مبدل بہ جمال ہونا شروع ہوجاتا۔ اس شخص کا نہ صرف قصور معاف کیا جاتا بلکہ داد و دھش کے ساتھ وہ اور حاضرین انعامات اور عطیات سے سرفراز کئے جاتے۔

تیسرا وصف : میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر آپ کا دسترخوان اپنے کمال پر ہوتا۔ آپ فرماتے "اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سب سے اعلیٰ چیز پیش کرو۔ لنگر ویسے ہی آپ کا وسیع اور حسین تھا مگر میلاد شریف کا لنگر اپنی نورانیت' غذائیت' فراوانی' لذات' حسن و انتظام کے سبب سے اپنی دور کی تاریخ ہے۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ کھلاکر خوش ہوتے۔ میلاد شریف میں آئے ہوئے مریدین و احباب کی خواہش معلوم کرتے اور ان کے پسند کے کھانے پکواتے اور خوب کھلواتے۔ آئے ہوئے مہمانوں کا خاص خیال رکھتے۔ اگر کوئی مہمان کسی وقت کے کھانے پر موجود نہیں ہوتا تو اس پر ناراض ہوتے۔ مہمانوں کو رخصت کرتے تو ان کے ساتھ سفر کے لئے توشہ یعنی کھانا بھی دیتے۔ لنگر میں ہر سال اضافہ ہی فرماتے۔

چوتھا وصف :

خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کو حضور اکرم نور مجسم فخر بنی آدم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت اور لگاؤ تھا۔ آپ کی زبان پر اکثر اوقات ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ دوسروں سے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ سننا پسند کرتے تھے۔ کبھی تلاوت

قرآن کی صورت میں، کبھی نعت خوانی کی صورت میں اور کبھی مختلف اسماء و القابات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ایصال ہدیہ میں۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بڑا ہی مشہور قول مبارک ہے کہ : **کان خلقہ القرن**"(گویا تمام قرآن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق ہے۔) قرآن نے خود آپ کے خلق کو "**انک لعلی خلق عظیم**۔ (سورۃ القلم، آیت نمبر۴) (بے شک ضرور آپ بہت بڑی شان والے خلق پر ہیں۔) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی ذات و صفات کے مظہراتم ہیں۔ ہر صفت کا کوئی نہ کوئی اسم ہے۔ جیسے صفت رحمت ہے، اس کا اسم ہے رحیم ہے۔ صفت کریمی اس کا اسم ہے کریم۔ صفت علم ہے تو اس کا اسم ہے علیم۔ صفت قدرت ہے اس کا اسم ہے قدیر وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ معبود و خالق ہونے میں یکتا اور بے مثل ہے۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عبد مقدس اور مخلوق ہونے میں یکتا اور بے مثل ہیں۔ لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات لامتناہی کا کوئی اندازہ لگا ہی نہیں سکتا۔ آپ اللہ تعالیٰ کی صفات کے پیکر جمیل ہیں۔ اسی لئے اہل معرفت بزرگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزاروں اسماء بتائے ہیں اور گنائے ہیں۔ خود اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۴۰۰ اسمائے نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے۔ مختلف اسماء کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خود قرآن میں بار بار ہوا۔ جیسے **عزیز، حریص، امی، صادق و امین، بشیر و نذیر، سراج منیر، مزمل مدثر، رئوف الرحیم، کریم، یسین و طٰہٰ، احمد محمد** صلی اللہ علیہ وسلم۔ بقول اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کہ، "میں نے نعت گوئی قرآن سے سیکھی ہے۔" بعینہ خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے حلقہ کی ایصال ہدیہ کے لئے خصوصی تربیت کی۔ اس کے سرخیل مخدومی قبلہ سید صوفی محمد ظہیرالحسن رحمانی عاشق رحمانی، کاتب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزاروں القابات اور اسی طرح خواجگان عظام کے ہزاروں القابات آپ نے لکھے اور ان القابات کے ساتھ اپنے پیرو مرشد کے روبرو ہمیشہ ایصال ہدیہ پیش کیا۔ ہر دفعہ کی محفل جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم نئے اور اچھوتے القابات کے ساتھ آپ نے اپنے رسول معظم کی بارگاہ میں ایصال ہدیہ پیش کیا۔ اور یہی روش اعراس پیران عظام میں رہی۔ مختلف تذکروں اور تصوف کی کتب میں اولیاء اللہ کے القابات کا ذکر ملتا ہے۔

اور یہ صدقہ ہے خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کا کہ جن کے ذوق سلیم اور حس لطیف نے حلقہ رحمانی میں نعمت کبریٰ (وجود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے خوب خوب چرچے کو بطرز ایصال ہدیہ قائم رکھا۔ اللہ اس میں خوب برکتیں عطا فرمائے۔

ما ہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم　　الا حدیث یار کہ تکرار میکنیم

تجدید و احیاء دین

CS CamScanner

خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت عام ڈگر سے ہٹ کر ہوئی جو اس بات کی غماض ہے کہ آپ سے کوئی خاص کام لیا جائے گا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان دو قومی نظریے کی بنیاد پر ایک نظریاتی مملکت بن کر دنیا کے نقشے پر ابھرا۔ لہٰذا اس نظریاتی مملکت کو کسی ایسی قدر آور شخصیت کی ضرورت تھی جو بیک وقت محبوب بھی ہو اور مراد بھی۔ کیونکہ پاکستان کا مقصد کیا؟ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہے ازل و ابد اسی کلمہ کے دو نقطہ ہیں۔ یہ محیط بھی' محاط بھی۔ کائنات میں جو کچھ بھی ہے اسی کلمہ کی خیرات ہے۔ اسی کلمہ کا نور ہے اسی کا حسن ہے۔ اسی کلمہ کا بطون ہے یا ظہور ہے۔ یہی وحدت میں عیاں یہی کثرت میں جلوہ گر ہے۔ ہر نبی اور رسول اسی کلمہ کا کسی جہت سے ھادی ہے اور نبیوں کے نبی' رسولوں کے رسول ہمارے آقا و مولا خدا کے رسول جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جہت کی ابتداء بھی ہیں اور انتہا بھی۔ یعنی کل جہات ہیں۔ معرفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حساب جہات ہیں۔ جس جہت سے خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ سرفراز ہوئے اور ملک و ملت کی خدمت انجام دیں وہ **"جہت محبت"** ہے۔ اس کے لئے آپ نے جو عنوان تجویز کیا وہ ہے۔

"جشن عید میلادالنبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم"

یہی اس مقدمہ کا حصول و وصول ہے۔ پاکستان کو اگر کسی نظریہ کے تحت ترقی کے بام و عروج پر پہنچایا جاسکتا ہے تو صرف اور صرف نظریہ محبت کے تحت مضبوط سے مضبوط تر' خوشحال سے خوشحال تر رکھا جاسکتا ہے۔ خدا کا سب سے بڑا فضل اور اس کی سب سے بڑی نعمت بلکہ نعمت عظمیٰ رسول اکرم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ اور بعثت طیبہ ہے۔ عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں مومنوں کی عید ہے۔ جشن ولادت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ جشن ہے جس پر ہزاروں عیدیں قربان۔ یہ جشن اتنا افضل ہے کہ سب سے پہلے خود رب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کے درمیان کیا۔ میثاق انبیاء گواہ ہے کہ تمام رسل و انبیاء نے ذکر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا۔ حدیث مبارکہ ہے کہ : "کائنات کی ہر شے جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ سوائے مردود اجنہ اور انسانوں کے۔" آپ کائنات کی اصل ہیں۔ کائنات آپ کے نور سے پیدا کی گئی۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ واحد ذکر ہے جو رب کرے۔ انبیاء و رسل کریں۔ ملائکہ کریں۔ جن و انس کریں۔ تمام کائنات کرے بلکہ عالم کا ہر ذرہ کرے۔ لہٰذا کیوں نہ ہو یہ ذکر وجہ محبت۔ آیئے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایک دعا شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی پیش خدمت ہے۔ "اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال میں فساد نیت موجود رہتی ہے۔ البتہ مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے۔ اور وہ یہ

ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر میں کھڑے ہوکر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری، محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام بھیجتا رہا ہوں۔ اے اللہ! وہ کون سا مقام ہے جہاں میلاد مبارک سے زیادہ تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لئے اے **ارحم الراحمین مجھے پکا یقین** ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بے کار نہ جائے گا۔ بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا۔ اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوسکتی۔" (حوالہ اخبار الاخیار)

میرے نزدیک یہ دعا مقصد حیات مومن ہے۔ اس دعا کے تحت زندگی گزارنے والے نفوس اللہ کے محبوب ہیں، یہی لوگ ہدایت پر ہیں۔ ان ہی لوگوں کی پیروی کرنے والے دونوں جہانوں میں سرخرو ہیں۔ ہر دور میں کچھ ایسی شخصیات ہوتی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ممتاز کرلیتا ہے۔ ان شخصیات کو جس شے سے بھی نسبت ہوجائے وہ شے نہ صرف قابل تعظیم بلکہ اس ذات کی پہچان بن جاتی ہے۔ جیسے "قربانی" فوراً سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ذات اور سنت سامنے آجاتی ہے۔ اسی طرح "سعی" اس سے سیدہ حاجرہ سلام اللہ علیہا کی ذات و سنت سامنے آجاتی ہے۔ "آب زم زم" حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی ذات سامنے آتی ہے۔ "کوہ طور" سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ذات، "قرآن" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، "کربلا" حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات، سیدنا عمر بن عبدالعزیز یاد دور خلافت راشدہ۔ "محی الدین" دین کو زندہ کرنے والے، فوراً سیدنا غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کا نام سامنے آتا ہے۔ "سماع" سے خواجہ خواجگان معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کا نام، "سومنات کا مندر" سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کا نام، "صلیبی جنگیں" سلطان صلاح الدین ایوبی رحمتہ اللہ علیہ علی ھذا القیاس۔ بعض اشیاء، بعض شخصیات کی نسبت کی وجہ سے فوراً پہچانی جاتی ہیں۔ بالکل اسی طرح "خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ" کا تشخص تاریخ پاکستان کے حوالے سے اگر ہے تو صرف اور صرف اس قدر ہے کہ

"حلقہ رحمانی" اس کی پہچان عید میلادالنبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

پاکستان کے بنانے میں مختلف زبانوں کے بولنے والوں نے، مختلف بود و باش رکھنے والوں نے، مختلف خطوں کے مسلمانوں نے، تاریخی کردار ادا کیا تھا۔ یہ صرف اس لئے ممکن ہوسکا کہ یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور آپ کے لائے ہوئے دین کو مملکت خداداد پاکستان میں عملی طور پر نافذ کرنا چاہتے تھے۔ میلان طبعی یہ ہے کہ ہم زبان ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔ ایک خاص بود و باش رکھنے والے اپنی جیسی بود و باش رکھنے والوں کو ایک خطے میں رہنے والے اپنے خطے والوں کو پسند کرتے ہیں مگر **"نظریہ محبت"** میں ایسی کشش ہے کہ بیک وقت زبان و تہذیب و وطن کے بت پاش پاش ہوجاتے ہیں۔۔ اب صرف ایک ہی پہچان رہ

جاتی ہے اور وہ ہے غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور یہی ہمارا فخر و امتیاز ہے۔ پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے بانی حلقہ رحمانی خواجہ شاہ انعام الرحمٰن قدوسی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے واشگاف انداز میں یہ اعلان فرمایا تھا کہ ”آئمہ وقت مرکزی مساجد میں کثرت سے درود و سلام کی محفلیں کریں۔ تاکہ مسلمانوں کا خون خرابہ اور نقصان کم سے کم ہو۔“

ذکر ان کا کرو آفتیں دور ہوں　　دفع ہر بلا ہے ہمارا نبی

ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ صرف آفتیں دور ہوتی ہیں۔ بلکہ نزول باران رحمت بھی اس قدر ہوتا ہے کہ ہر سو بہار ہی بہار ہوتی ہے۔ خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ نے ساری زندگی بھرپور توانائیوں اور تجدیدی صلاحیتوں کے ساتھ ذکر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے۔ آپ کا یہی مقصد حیات تھا۔ آپ چاہتے تھے کہ پاکستان کے چپے چپے پر اس کثرت سے میلاد کی محفلیں ہوں کہ پاکستان کے زمین و آسمان اس کے دریا و سمندر، اس کے ریگذار و کوہسار اپنے خزانوں کو غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کردیں۔

نظریہ محبت زندہ باد، پاکستان پائندہ باد

اس تذکرے کے مولف صوفی سید محمد ظہیرالحسن رحمانی، عاشق رحمانی، کاتب رحمانی، خلیفہ سوئم، خلیفہ مجاز حضرت خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ قلم ان کا ہے، زبان ان کے شیخ کی، پیرایہ ان کا ہے، بیان شیخ کا۔ اظہار ان کا ہے، خیال ان کے شیخ کا۔ مولف ایک سچے، پکے عاشق اور مرید تھے۔ عاشق ہر شے کو اپنی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ کائنات کی ہر خوبی اور اس کا حسن و جمال اسے اپنے محبوب میں نظر آتا ہے۔ اس کی دنیا، اس کا عقبیٰ اس کا محبوب ہوتا ہے۔ یہی حال قبلہ صوفی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا تھا اور یہ حق بھی ان ہی کا ہے۔ انہوں نے جس انداز میں اپنے شیخ کو دیکھا لکھ دیا۔ قبلہ صوفی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا تعارف اسی تذکرے میں اپنی جگہ پر آرہا ہے جو آپ کے کردار پر مزید روشنی ڈالے گا۔ میں اس تذکرے کے دیگر معاونین کا ذکر ضرور کروں گا جن کی کاوشیں جن کی محبت جن کی ارادت اپنی جگہ انمول ہیں۔ ان میں سرفہرست مخدومی قبلہ چودھری عمردین رحمانی رحمتہ اللہ علیہ، خلیفہ مجاز خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ، آپ انگریزی ادب اور تاریخ میں ایم اے تھے۔ آپ ایک اعلیٰ پائے کے نقاد، تاریخ دان اور ادیب تھے۔ تذکرے کی تدوین و تہذیب میں آپ نے بہت نمایاں خدمت انجام دی ہیں اور اسی طرح مخدومی قبلہ سعید محمد خاں رحمانی رحمتہ اللہ علیہ، خلیفہ مجاز خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ قابل ذکر ہیں جو قبلہ صوفی سید محمد ظہیرالحسن رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کے معاون رہے اور اسی طرح مخدومی قبلہ سید انصار علی ناصری رحمانی، سابق ڈائریکٹر جنرل ریڈیو پاکستان کی خدمت بھی قابل ستائش ہیں۔ اس تذکرہ کا ابتدائی حصہ جو ایک سو پچاس صفحات پر خود نوشت سوانح پر مرتب کیا گیا وہ خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں قبلہ

سید صوفی محمد ظہیرالحسن رحمانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے پیرو مرشد کو سنا چکے تھے۔ یہی حصہ چودھری عمردین رحمانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے طور پر مرتب کر کے اپنے پیرو مرشد کو سنا چکے تھے۔ بقایا ملفوظات و واقعات کو ایک مجلس ادارت کے بورڈ نے مرتب کیا۔ کتابت کرا کے مخدومی قبلہ خواجہ محمد اقبال رحمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ صاحب سجادہ' خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ وہاں باقاعدگی سے پورے تذکرے کو مخدومی قبلہ بھائی جان محمد اقبال رحمانی دامت برکاتہم العالیہ کی موجودگی میں لفظ بہ لفظ سنا گیا اور اس کی تصحیح کی گئی کیونکہ قبلہ بھائی جان دامت برکاتہم ہی وہ واحد شخصیت ہیں جو سب سے زیادہ اپنے خاندان اور اپنے بزرگوں کو اور بالخصوص اپنے شیخ طریقت اپنے ابا حضور خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کی جلوت و خلوت کے حالات ہم سب سے بہتر جاننے والے ہیں۔ مجلس ادارت سب سے زیادہ ان ہی کی ممنون ہیں کہ آپ نے اپنا بہت سا قیمتی وقت دے کر تذکرہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کی تدوین اور ترتیب میں بے پناہ کوششیں فرمائیں۔ قدم قدم پر رہبری اور دستگیری فرمائی۔ یہ تذکرہ انفرادی طور پر بھی ان احباب کی نگاہ سے گزرا۔ ان مخدومین نے اپنی آراء سے اس تذکرے کو مزید دلچسپ اور خوبصورت بنایا خاص طور پر مخدومی ملک ریاض حسین رحمانی بابا' خلیفہ مجاز' مخدومی قبلہ نذر محمد رحمانی رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ مجاز' مخدومی قبلہ اختر الحق رحمانی خلیفہ مجاز' آپ نے پورے پورے خطابات' حلقے اور اعراس' میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھ کر کتاب میں شامل کرائے۔ اسی طرح مخدومی قبلہ مولانا ابرار احمد صدیقی رحمانی' خلیفہ مجاز' مخدومی قبلہ سید حامد الدین ساجد رحمانی خلیفہ مجاز' مخدومی قبلہ محمد موسیٰ رحمانی' خلیفہ مجاز مجلس ادارت میں صوفی محمد رمضان رحمانی' سید رئیس الحسن رضوی رحمانی اور جناب احمد ایوب رحمانی اور یہ عاجز محمد حنیف رحمانی شروع ہی سے رہے۔ برس ہا برس اس کتاب کی کتابت و تصیحات' تنقیحات' بھائی محمد رمضان رحمانی کے گھر قبلہ سید صوفی محمد ظہیرالحسن رحمانی کی موجودگی میں ہوتی رہی۔ جب کہیں یہ تذکرہ مرتب ہوا اور صاحب سجادہ مخدومی قبلہ بھائی جان دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ کی موجودگی میں مخدومی قبلہ سید حامدالدین ساجد رحمانی' مخدومی نذر محمد رحمانی' مخدومی مولانا ابرار احمد صدیقی رحمانی' مخدومی اختر الحق رحمانی' مخدومی محمد رمضان رحمانی' مخدومی احمد ایوب رحمانی' مخدومی محمد موسیٰ رحمانی وغیرھم کی موجودگی میں تذکرہ کم سے کم دوبارہ اس عاجز محمد حنیف رحمانی نے پڑھا۔ امکانی کوشش تو ان بارہ تیرہ برسوں میں یہی رہی کہ تذکرے کا حسن واقعات کی صداقت' حوالہ جات کی فراہمی پر پوری توجہ رہی۔ مگر جیسا کہ اہل علم جانتے ہیں کہ کوئی کتاب اس معیار کی نہیں ہوسکتی جو ہر قسم کے نقص سے قطعی پاک ہو۔ لہٰذا اگر کوئی واقعہ یا کوئی جملہ سہوا" حقیقت کی ترجمانی نہیں کررہا ہو یا سیاق و سباق سے مطابقت نہیں کرتا ہو تو اس کو لکھنے والے' سننے والے کی بشری کوتاہی سمجھا جائے۔ صاحب تذکرہ خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کا ہرگز ہرگز وہ مفہوم نہ لیا جائے جو کسی بھی صورت میں کتاب و

سنت یا اسلاف کی تعلیمات کے منافی ہو۔ بزرگوں کی تعلیمات ان کے حال کے مطابق ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ ان کی باتیں صاحبان قال کے حال سے مطابقت نہیں رکھتیں مگر ہوتی بجی ہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ ہربات من وعن سمجھ میں آجائے۔ بعض حقائق اپنے وقت پر علم و تجربے اور صحبت سے سمجھ میں آتے ہیں۔

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

اعتراف عجز

مجھ جیسے ہیچ مداں اور بے بضاعت انسان کے لئے یہ قطعی ممکن نہیں تھا کہ میں ربیع المجالس تذکرہ خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ پر کوئی کام کروں۔ مگر مخدومی قبلہ سید محمد ظہیرالحسن رحمانی رحمتہ اللہ علیہ جو اس تذکرہ کے مولف ہیں انہوں نے مجھے اور میرے چند پیر بھائیوں' (سید رئیس الحسن رضوی رحمانی' ماسٹر محمد رمضان رحمانی' اور احمد ایوب رحمانی) کو اس کام کی طرف لگایا۔ ہمارے حوصلوں کو مزید تقویت اور تائید مخدومی قبلہ بھائی جان دامت برکاتہم سجادہ نشین کی طرف سے ملی۔ ان کی شفقت اور رہنمائی ہمارے لئے خضر راہ ثابت ہوئی جس کے طفیل ہم اس تذکرے کی اشاعت کو ممکن بنا سکے۔ نیز اس پر ایک ضخیم مقدمہ زیر عنوان "گروہ صدیقین' یعنی اولیاء اللہ ہی اپنے ادوار میں تجدید و احیاء دین و ملت کے امام رہے ہیں" لکھا۔ میری خواہش تھی کہ میں اپنے شیخ طریقت خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کے کردار کو اکابر اولیاء امت کے تاریخی اور تجدیدی کارناموں کے تناظر میں دکھا سکوں جو انہوں نے دین و ملت کی احیاء کے لئے کئے۔ میں کوئی عالم نہیں کم علم ہوں' ادیب نہیں قاری ہوں' مورخ نہیں تاریخ سے لگاؤ رکھتا ہو' میں نے ایک جرأت رندانہ کی ہے۔ اس مقدمے میں علمی' فکری' ادبی' تاریخی' غلطیاں ہوئی ہوں گی جس کے لئے میں اہل علم اور پڑھنے والوں سے معذرت خواہ ہوں اور ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کے لئے دعاؤں کا طالب بھی۔ اس مقدمے میں اکثر کتب سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔ کتب کے اقتباسات اقوال تحریر کئے گئے۔ میں اپنے ان تمام بزرگوں کا تہہ دل سے مشکور ہوں جن کی کتب سے میں نے استفادہ کیا۔

دعا گو

غلام فقیر' محمد حنیف رحمانی

ایڈووکیٹ

اس مقدمہ میں جن کتب سے استفادہ کیا ان کی فہرست درج ذیل ہے :

کتاب اللمع' قوت القلوب' رسالہ قشیریہ' کشف المحجوب' المنقذ من الضلال' منہاج العابدین' فتوح الغیب' عوارف المعارف' کتاب الشفاء' مدارج نبوت' الوفا' اخبار الاخیار' مراۃ الاسرار' اقتباس الانوار' فصوص الحکم' تذکرۃ

اولیاء، قرآن و تصوف، بزم صوفیہ، سیر اولیاء، فوائد الفواد، سیرت آئمہ اربعہ، لمات خواجہ، حجتہ اللہ البالغہ، نفحات الانس، خاص طور پر تاریخ مشائخ چشت، تاریخ دعوت و عزیمت، تحقیق الحق، ملفوظات مہریہ، مہر منیر، ابریز، عارف کامل، تعلیم غوثیہ، تاج العارفین، مجالس صوفیہ، انفاس العارفین، ملفوظات اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ، علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب رحمتہ اللہ علیہ، محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ، مکتوبات صدی یک صدی، سبع سنابل، رود کوثر، آب کوثر، حیات شیخ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ، خلفائے راشدین، الاتقان وغیرہ وغیرہ۔

خود نوشت حضرت خواجہ محبوب رحمانی

یہ فقیر محمد فاروق رحمانی قدوسی ہندوستان کے قدیم شہر دہلی کا باشندہ ہے۔ اور عرب کے شیوخ سے ہماری نسبت ہے۔ شہنشاہ ہند شہاب الدین محمد شاہجہان کو عمارتی کام اور صنعت کاری کے لئے ماہرین کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ان کی ایماء پر ہمارا قبیلہ وطن عزیز کو خیرباد کہہ کر ہندوستان میں وارد ہوا۔ اور پنجاب کے قدیم شہر لاہور کو اپنا مسکن بنایا جو ان ایام میں صنعت کاروں کا مرکز تھا۔ لاہور میں قیام کی وجہ سے ہم قوم لاہوریاں کے نام سے منسوب ہوئے۔ ہمارے خاندان کا ہنر اور کاریگری کا شہرہ دور دور تک پہنچا اور شہنشاہ ہند نے جو اہل ہنر کا دلدادہ تھا ہمارے خاندان کا شہرہ سن کر ہمیں لاہور سے دہلی بلالیا اور دارالسلطنت کی شاہی عمارات کی تعمیرات کا کام سپرد کردیا۔ نئی نئی عمارات کی تعمیر جائے وقوع، ڈیزائن نقشہ جات کی تیاری میں شہنشاہ ہند نے ہمارے آباء و اجداد کی دماغی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور تاریخ میں قدرتی معمار "انجینئر" کے لقب سے ملقب ہوئے۔ جامع مسجد دہلی کی تعمیر میں تعین سمت قبلہ کا مشہور واقع بھی ہمارے ہی آبا و اجداد کے دور تعمیرات میں ظہور پذیر ہوا جو کچھ اس طرح ہے۔

"مغل شہنشاہ ہند شاہجہان نے ایک شب خواب دیکھا کہ انہوں نے ایک پرشکوہ عالیشان مسجد تعمیر کرائی ہے جس کا نقشہ ان کی نگاہوں میں ضرور تھا مگر وہ صفحہ قرطاس پر یہ نقشہ نہ اتار سکتے تھے اور نہ ہی مکمل طور پر بیان کرسکتے تھے۔ اس دور میں ہمارے آبا و اجداد میں سے استاد احمد و حامد نامی مشہور ماہر فن تعمیرات شاہی قلعہ و دربار سے منسلک تھے۔ جن کے نام پر شاہی محلے کے قرب و جوار میں ایک محلّہ "استاد حامد" کے نام سے مشہور تھا۔ استاد حامد کو شہنشاہ نے طلب کیا اور مسجد کی تعمیر کے متعلق اپنا عندیہ ظاہر کرتے ہوئے اپنے خواب کا تذکرہ بھی کیا کہ مسجد کی تعمیر میرے خواب میں دکھلائی گئی مسجد کے مطابق ہو۔ استاد حامد حیران و پریشان دربار سے آئے اور سوچ میں پڑ گئے۔ آخر ایک خدا رسیدہ درویش سے رجوع فرمایا۔ انہوں نے حامد صاحب کے سر پر رومال ڈال دیا اور فوراً ایک عالی شان مسجد کا نقشہ ان کے سامنے آگیا جس کو انہوں نے خوب ذہن نشین کرلیا اور بعد میں اس کے مطابق نقشہ تیار کرکے بادشاہ کے روبرو پیش کیا جسے دیکھتے ہی بادشاہ اچھل پڑا اور چلا اٹھا بے شک جیسی مسجد میں نے خواب میں دیکھی تھی حقیقت میں ایسی ہی تھی۔ بادشاہ کی ایماء پر مسجد کی تعمیر شروع ہوگئی۔ بصرف کثیر، کافی عرصہ بعد تیار ہوگئی۔ بادشاہ بہت خوش تھے اور استاد حامد کو انعامات سے نوازنا چاہتے تھے کہ اس وقت کے علماء سوء کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی کہ شہنشاہ نے مسجد کی تعمیر کے معاملے میں انہیں کوئی اہمیت نہ دی۔ صلاح نہ مشورہ، علماء

نے اعلان کردیا کہ مسجد میں نماز ناجائز ہے کیونکہ سمت قبلہ درست نہیں۔ شہنشاہ بہت آزردہ ہوا۔ استاد حامد کو بجائے انعام کے سزا کا مستحق گردانا گیا۔ نقشہ دکھلانے والے درویش کا وصال ہوچکا تھا اب پھر کسی درویش کی تلاش ہوئی جو اس بھنور سے نکال سکے۔ جوئندہ یابندہ۔ انہیں معلوم ہوا کہ صوبہ پنجاب میں میاں چنوں کے پاس ایک بڑے پائے کے بزرگ ہیں جو رنگریز ہیں جن کے نام سے آج بھی اسٹیشن (عبدالحکیم) مشہور ہے۔ عبدالحکیم ان کا اسم گرامی ہے اور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے ابدال پوتے شاہ جلال حیات میر صاحب کے پروردہ نگاہ ہیں اور ان کے ایماء پر ہی اس دور کے ایک ولی اللہ حضرت ابو ایوب قتال رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت کی اور سلوک کی منازل طے کیں۔ استاد حامد مسجد کا نقشہ لے کر ان کے پاس پہنچے اور حال بیان کیا۔ آپ اس وقت کپڑوں کو رنگ دے کر نچوڑ رہے تھے۔ فرمایا نقشہ پھیلادو میں کپڑا نچوڑتا ہوں۔ جس طرف سمت قبلہ کھسکانی ہو میرے کپڑے نچوڑنے کی حرکت کے ساتھ ساتھ نقشہ سرکاتے رہو جب مقررہ مقام آجائے تو روک دو' ایسا ہی کیا گیا۔ عبدالحکیم رحمتہ اللہ علیہ نے کہا جاؤ سمت قبلہ درست ہوگئی۔ محراب میں جو شگاف آگیا ہے اسے بھروادو۔ استاد حامد خوشی خوشی واپس آئے اور دیکھا کہ واقعی محراب میں شگاف ہے۔ اسے بھروادیا۔ نشان اب تک موجود ہے۔ بادشاہ بے حد خوش ہوا۔ استاد سجدہ شکر بجالائے۔ مگر علمائے سوء کو کب چین تھا ایک اور اپچ نکالی کہ شہنشاہ نے یہ تعمیر رعایا کے پیسے سے بلا اجازت رعایا کرائی ہے اس لئے اس جگہ نماز ناجائز ہے۔ استاد حامد کو پھر طلب کیا گیا اور وہ دوبارہ درویش کے پاس پہنچے۔ انہوں نے فرمایا' آپ جائیں بادشاہ سے میں خود ملوں گا۔ الغرض استاد حامد واپس آگئے۔ ایک شب بادشاہ تہجد کی ادائیگی کے لئے اٹھا کہ سامنے ایک نورانی صورت نظر آئی۔ پوچھا بوجود سخت قدغن کے مابدولت کی خواب گاہ میں داخل ہونے کی کس کو جرات ہوئی۔ فرمایا شہنشاہ جو کوسوں دور بیٹھے بیٹھے شاہی مسجد کی محراب میں سمت قبلہ کو درست کرسکتا ہے وہ آپ کی خواب گاہ میں بلا روک ٹوک آنے کی قوت بھی رکھ سکتا ہے۔ شہنشاہ نادم ہوا۔ نورانی صورت جناب عبدالحکیم رحمتہ اللہ علیہ کی تھی فرمایا' "شاہا! کیوں آزردہ ہوتے ہو' مسجد میں نماز جائز ہے۔ رعایا کی جان و مال کا بادشاہ مالک ہے جو ظل اللہ ہے۔ اپنا مال شاہی مسجد کی تعمیر میں خرچ کیا' اگر اس نو تعمیر شاہی مسجد میں نماز ناجائز ہوتی تو خود سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد میں تشریف نہ لاتے۔ جاؤ جاکر دیکھو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کا نشان حوض کے بائیں طرف موجود ہے۔ یہ شان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ قدم شریف کا نشان معجزہ ہے۔ آج بھی یہ نشان جامع مسجد میں قدم شریف کے نام سے مشہور ہے اور مرجع خلائق ہے۔" یہ سن کر بادشاہ خوش ہوا اور جاکر مسجد میں قدم مبارک کا نشان دیکھا۔ اس طرح مسجد میں نماز کی ادائیگی شروع ہوگئی۔ اور ہمارے جد اعلیٰ استاد حامد انعام و کرام سے نوازے گئے۔

ضمناً" اس جگہ حضرت جمال الاولیاء شاہ جلال حیات' میر کا قصہ بھی سن لیں :

CamScanner

"سیدنا حضرت غوث الاعظم جیلانی قطب ربانی محبوب سبحانی حسنی و حسینی رحمتہ اللہ علیہ کو ان کے پوتے حیات میر وضو کرایا کرتے تھے۔ ایک دن وضو کے فوری بعد آپ ایک شخص سے مصروف گفتگو ہوگئے۔ پوتے نے پوچھا' ابا حضور یہ کون تھے؟ فرمایا' بیٹے یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے انہیں قیامت تک موت نہیں۔ یہ مخلوق خدا کی رہبری پر معمور ہیں۔ بچے نے بھول پن سے عرض کی ہم بھی خدمت خلق کریں گے کیا ہمیں بھی قیامت تک کی زندگی مل سکے گی۔ حضرت غوث اعظم نے وضو کے پانی کا چلو بھر کر ان کو پلادیا۔ اور فرمایا' جاؤ آج سے آپ بھی مخلوق خدا کی خدمت کرو۔"

کتاب انیس القادریہ میں یہ روایت حضرت شیخ ابوالمعالی رحمتہ اللہ علیہ صاحب تحفہ القادریہ میں مندرج ہے کہ سید عبدالرزاق ابن سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے پانچ فرزند تھے۔ اول شیخ ابو صالح رحمتہ اللہ علیہ' دوئم ابو القاسم عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ' سوم ابو محمد اسماعیل رحمتہ اللہ علیہ' چہارم ابوالمحاسن فضل اللہ رحمتہ اللہ علیہ' پنجم جمال اللہ قدس اللہ العزیز حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ جمال اللہ کے لئے عمر جاوید کے لئے دعا فرمائی تھی اور وہ آج تک زندہ ہیں اور بااسم حیات المیر مشہور ہیں اکثر سیر و سیاحت کرتے ہیں۔ صفحہ ۱۸۱ خزینتہ الاصفیہ جلد اول

اسی طرح خواجہ خواجگان عطائے رسول خواجہ معین الدین حسن غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے جوگی جے پال کو جو مسلمان ہوگیا تھا اس کی خدمت سے خوش ہوکر اس کے لئے بھی دعا کی تھی کہ اللہ تجھے حیات جاوید عطا کرے۔ اور آج سے تیرا نام عبداللہ بیابانی ہے۔ تیرا کام بھولے ہوئے لوگوں کو راستہ بتانا اور پیاسے لوگوں کو پانی پلانا ہے۔

ایک روز شاہ جلال حیات میر رحمتہ اللہ علیہ میاں چنوں کے علاقے سے گزر رہے تھے کہ عبدالحکیم نامی رنگریز کو کپڑے رنگتا ہوئے دیکھا ادا پسند آگئی پوچھا کیا کرتے ہو' عرض کی کپڑے رنگتا ہوں' فرمایا' میں تمہیں ہی کیوں نہ رنگ دوں توجہ ڈالی اور قلب کی حالت بدل ڈالی۔ تعلیم دینے آتے رہے۔ پھر فرمایا پیر کامل کی ضرورت ہے۔ راہ سلوک ہم طے نہ کرائیں گے' کوئی ظاہری شیخ پکڑلو اور بیعت ہوجاؤ۔ اس پر آپ حضرت ابوایوب قتال رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ اور راہ سلوک طے کی۔

ہمارا قبیلہ نہ صرف فن تعمیرات میں ماہر تھا بلکہ خطاطی' زرگری' نقشہ نویسی' شناخت جواہرات' مصوری' مغل آرٹ' تلوار و زرہ سازی اور پچی کاری و دیگر فنون میں بھی یگانہ روزگار تھا اس لئے دور مغلیہ میں ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ اور سلطنت دہلی کے بادشاہوں کی سرپرستی حاصل رہی۔ دینی اور روحانی طور پر بھی فقیر کے مورث اعلیٰ ایک عظیم شخصیت تھے۔ جدامجد قبلہ حضرت مسکین شاہ رحمتہ اللہ علیہ خاندان سادات کے چشم و چراغ تھے جو ایک عرصہ تک سری نگر کشمیر میں عالم استغراق میں رہے وہاں شاہ جنی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ نے ایک

غیر آباد باغ کی ویران بارہ دری میں قیام فرمایا۔ جس کے متعلق مشہور تھا کہ یہ ایک جنات کی آماجگاہ ہے۔ لیکن جدامجد علیہ الرحمۃ نے لوگوں کے منع کرنے پر کہا کہ فقیر جہاں بیٹھ جاتا ہے وہ جگہ تمام خطرات سے محفوظ ہو جاتی ہے۔ فیض رسانی خلق کے بعد کشمیر سے دہلی آئے۔ عجیب عالم طاری تھا' کئی کئی روز عالم استغراق میں رہتے' کبھی عالم سکر میں اور کبھی عالم تلوین و تمکین میں۔ ایک اشارے کے تحت کہ بریلی چلے آؤ۔ آپ دہلی سے بریلی چلے گئے۔ حضرت شاہ نیاز بے نیاز رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ کے سامنے سے گزرے تو آواز آئی' میاں مسکین شاہ اندر آؤ' تمہارا کئی دن سے انتظار تھا۔ کچھ روز اپنی صحبت میں رکھا۔ تکمیل سلوک کے بعد خرقہ خلافت عطا کیا اور باطنی فیوض سے نوازا اور جے پور کی خدمت سپرد کی۔ آپ بریلی سے دہلی تشریف لائے۔ سب اہل خاندان آپ سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ لیکن جب آپ نے جے پور روانگی کی خبر سنائی تو میرے دادا وزیر حسین (جو مسکین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے) انہوں نے غم جدائی اور نامساعد حالات اور کاروباری کساد بازاری کے سبب کہا کہ بھائی ہمارا کیا ہوگا۔ دادا حضور مسکین شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ افسوس ہے کہ آپ یہ کہہ رہے ہیں مجھے افسوس ہے کہ سید ایسا نہیں کیا کرتے۔ صبر کا دامن نہیں چھوڑتے۔ آج سے ہم نے آپ کو دنیا دی۔ اب سے سید نہ کہلانا یہ فرماکر جے پور چلے گئے۔ عرصہ تک خدمت خلق کے بعد وصال فرمایا۔ جے پور گھاٹ دروازے کے پاس خانقاہ شریف ہے جو مرجع خلائق ہے' مخلوق خدا آتی ہے اور فیض یاب ہوتی ہے۔

مخدوم و محترم حضرت مسکین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے دو بھائی تھے۔ ایک کا نام وزیر حسین اور سب سے چھوٹے کا نام احمد حسن عرف تاثیر شاہ رحمتہ اللہ علیہ تھا۔

مسکین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت میرے چھوٹے دادا احمد حسن عرف تاثیر شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو پہنچا۔ ان کا مزار دہلی میں قدم شریف کے پاس ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان ہے اور اسی نسبت سے اس مقام کو قدم شریف کہتے ہیں۔ میرے چھوٹے دادا حضرت تاثیر شاہ رحمتہ اللہ علیہ عرصہ دراز تک دہلی میں خدمت خلق میں مصروف رہے۔ اور مواعظ حسنہ سے مخلوق خدا کی ہدایت و رہبری کرتے رہے۔ مزار مبارک آج بھی مرجع خلائق ہے۔ مخلوق خدا آتی ہے اور فیض یاب ہوتی ہے۔

میرے بڑے دادا حضرت مسکین شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ میرے خاندان کی دوسری پشت میں ایک چراغ روشن ہونے والا ہے جو پیدا ہوکر میرے سلسلے کو منور کرے گا۔ چنانچہ ہمارے خاندان میں اس بات کا چرچا تھا اور سب انتظار میں تھے کہ دادا حضور رحمتہ اللہ علیہ کی پیش گوئی کب پوری ہوتی ہے۔ ۱۹۰۲ء میں جب یہ فقیر پیدا ہوا تو میرے والد ماجد حضرت شاہ محمد فرید صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اور میرے ایک عزیز حکیم محمد حسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت مسکین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی پیش گوئی پوری ہوئی اور وہ بچہ یہی ہے۔ خاندانی

روایت کے مطابق فقیر کے دو نام رکھے گئے ایک محمد فاروق' اور دوسرا مصباح الحسن۔ ابتدائے طفولیت سے ہی میری والدہ حضور نے میری پرورش میں احتیاطی تدابیر اختیار کیں۔ میری غذا کو مکروہات سے بچایا اور الحمدللہ کے آغوش مادر سے میری غذا میں احتیاط برتی گئی۔ الحمدللہ فقیر ناچیز کے پیٹ میں آج اسی ۸۰ سال کی عمر تک حرام تو کجا کوئی مکروہ یا مشتبہ چیز نہیں گئی۔ اللہ کا بے پناہ کرم ہے کہ والدین کی خدمت کا موقع ملا۔ میرے والد ماجد حضرت شاہ محمد فرید رحمتہ اللہ علیہ سلف صالحین کی تصویر اور عقائد و اعمال میں اپنے خاندانی بزرگوں کا مکمل نمونہ تھے۔ اکل حلال و صدق مقال میں آخری دم تک عمل پیرا رہے۔ والدہ حضور کا اسم گرامی فاطمہ خاتون تھا۔ میری والدہ نہایت ہی دین دار اور پرہیزگار' پابند صوم و صلوٰۃ' شب زندہ دار اور تہجد گزار تھیں۔ غربا اور حاجت مند اپنا ہو یا بیگانہ خالی نہ جاتا اس طرح خدمت کرتیں کہ کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوتی۔ ان کی عادت شریفہ تھی کہ شہر میں کوئی عالم ربانی یا خدا رسیدہ بزرگ آتا تو اس کو بصد احترام مدعو کرتیں اور یہ خدمت میرے ہی سپرد تھی۔ جس کی وجہ سے بے شمار علماء و فقراء کی صحبت کا اس فقیر کو شرف حاصل ہوا جس کا ذکر انشاء اللہ آئندہ ابواب میں آئے گا۔ ہاتھ سخی تھا' نگاہ بلند تھی' قلب میں یاد خدا۔ خاندان اور برادری بلکہ مخلوق خدا کی ہر خوشی اور غمی میں پیش پیش رہتیں۔ شریعت مطہرہ کی بے حد پابند تھیں اور بے حد صابرہ تھیں۔ والدہ حضور کی اس عاجز پر بے حد توجہ تھی۔ انہیں تہجد کا وضو میں کراتا تھا۔ یہ ایک ایسی مقبول خدمت ہے جس کے صلہ میں حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور جنت میں رفاقت کی بشارت ہوئی۔ (صحیح مسلم' و ابوداؤد و ابن ماجہ و معجم کبیر میں حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور سید عالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا : "مانگ کیا مانگتا ہے ہم تجھے عطا فرمائیں۔ عرض کی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت عطا ہو۔ فرمایا "بھلا اور کچھ" عرض کی بس' میری مراد تو یہی ہے۔ فرمایا "تو میری اعانت کر' اپنے نفس پر کثرت سجود سے" (صفحہ ۱۳۲ تکمیل ایمان)

اماں حضور بچپن سے ہی مجھے دو رکعت نماز نفل ضرور پڑھوایا کرتی تھیں۔ حکم تو یہ بھی تھا کہ تہجد میرے ساتھ ادا کرو دو چار نفل پڑھ کر بوجہ کم سنی مصلے پر سوجاتا تو مادر مہربان ازراہ محبت مجھے نہ جگاتیں یہاں تک کہ فجر کی اذان کے وقت میرے کان میں زور سے کلمہ طیبہ پڑھتیں۔ میری آنکھ کھل جاتی۔ فجر کی نماز کے بعد اشراق پڑھوانے کے بعد آرام کرواتیں۔ والدہ حضور نے یہ معمولات آٹھ سال کی عمر میں ہی شروع کروادیئے تھے۔ جب میری عمر سولہ سال کی ہوئی تو میرے والد کا انتقال ہوگیا۔ اب کلی طور پر میری تعلیم و تربیت والدہ حضور کی ذمہ داری بن گئی۔ میں مکمل طور پر والدہ حضور کی زیر تربیت آگیا۔ ۱۹۲۸ء میں **بعمر** چھبیس ۲۶ سال میری شادی میرے ماموں جناب شریف اللہ صاحب کی دختر نیک اختر امینہ خاتون سے ہوئی۔ جن کے بطن سے دو بیٹے اور چھ بیٹیاں تولد ہوئے۔ جن

کے نام یہ ہیں، میاں محمد اقبال رحمانی، میاں محمد ناصر رحمانی، اور بیٹیاں، فیروزہ بیگم، طاہرہ بیگم، فریدہ بیگم، ساجدہ بیگم، ناصرہ بیگم اور مسرت بیگم۔ بحمدللہ میرے دونوں نسبی بیٹے حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف یاب ہوچکے ہیں اور کراچی مارکیٹ میں اعلیٰ پائے کے جوہری اور جیولرز شمار کئے جاتے ہیں۔

شادی کے دو سال بعد والدہ حضور شدید بیمار ہوئیں اور ناک میں پھنسی نکل آئی۔ میری والدہ بے حد عابدہ اور زاہدہ تھیں اور صبر و رضا کا مادہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ اپنی کسی بھی تکلیف کا اظہار ان کی عادت شریفہ کے خلاف تھا۔ مگر اس تکلیف کی شدت نے بے چین کر رکھا تھا۔ والدہ حضور کو مجھ سے بے حد پیار تھا مجھے بلایا فرمایا بیٹا محمد فاروق مجھے شدید تکلیف ہے۔ عطر گل لگانے سے مجھے سکون ملتا ہے۔ اور اس کا علاج بھی یہی بتایا جاتا ہے۔ مجھے اس وقت عطر گل کی ضرورت ہے۔ رات کے دس بجے کا سماں ہوگا۔ عرض کی اماں حضور ابھی لاتا ہوں۔ اور اللہ کا نام لے کر گھر سے چل کھڑا ہوا۔ پہاڑ گنج شہر سے اڑھائی میل کی دوری پر ہے بازار میں عطر گل کی تلاش کی، دوست احباب سے پوچھا اسی تگ و دو میں رات کا ایک بج گیا۔ اچانک ایک محب عطر فروش سید علی کی یاد آئی جو جامع مسجد مٹیا محل کا رہنے والا تھا۔ ان کے گھر رات کے دو بجے پہنچا۔ آواز دی۔ بڑی بے زاری سے جواب ملا، بے وقت کون آیا ہے؟ عطر گل کی ضرورت ہے اندر سے آواز آئی سید صاحب گھر پر نہیں ہیں۔ باہر ٹھہرو ان کے آنے کا وقت ہوگیا ہے۔ وہ تھے سیر سپاٹے کے شوقین۔ اڑھائی بجے واپس آئے۔ مجھے دیکھ کر حیران ہوئے پوچھا میاں اس وقت کہاں، عرض کی والدہ حضور کی ناک میں شدید تکلیف ہے عطر گل کی تلاش ہے۔ فرمانے لگے میرے پاس نہیں ہے، میرے تایا ابا سید محبوب علی شاہ کی دوکان دریبہ کلاں میں ہے۔ ان سے مل جائے گا۔ ان تک رسائی حاصل کی، وہ نہایت دیندار اور وضعدار بزرگ تھے آواز دینے پر اٹھے۔ مدعا معلوم کیا کنجیوں کا گچھا جیب میں ڈالا لالٹین ہاتھ میں لی اور کمر سے پٹکا باندھا، لکڑی ٹیکے نگاہیں جھکائیں دکان پر پہنچے۔ پہریدار کو اطلاع دے کر دکان کھولی۔ اور عطر گل نکال کر مجھے دیا۔ زمانہ سستا تھا میں نے ایک روپے کی جگہ پانچ روپے پیش کئے۔ اللہ! اللہ! کیا زمانہ تھا اور کیسے لوگ تھے۔ باوجود بے وقت اتنی بے آرامی برداشت کرنے کے قیمت لینے سے قطعی انکار کردیا۔ اب ایسی مایہ ناز ہستیوں کو کہاں ڈھونڈیں خوشی خوشی گھر پہنچا۔ والدہ حضور کو کچھ سکون ملا تھا اور وہ سوگئی تھیں۔ جگانا مناسب نہ سمجھا اور شیشی پکڑے سرہانے بیٹھ گیا۔ کہ آنکھ کھلے تو پیش کروں۔ نماز تہجد میں آنکھ کھلی مجھے بیٹھا دیکھ کر پوچھا، بیٹے! عطر لئے ساری رات اسی طرح بیٹھے رہے۔ مجھے جگایا کیوں نہیں؟ عطر سونگھا آنسو جاری ہوگئے اور مجھے بہت سی دعائیں دیں۔ یہ میری والدہ حضور کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ تسبیح ہاتھ میں ہے اور مخلوق خدا فیض یاب ہورہی ہے۔ ان کے کرم کے ڈھنگ نرالے ہیں۔ فقیر پر والدہ حضور کی بے حد شفقتیں تھیں۔ ان کے سائے عاطفت میں دنیا کی ہر بلا سے خود کو محفوظ پایا۔ اور ان کی حیات مبارکہ میں کسی اور رہبر کی ضرورت محسوس نہ ہوئی

CS CamScanner

اور نہ تلاش کی۔ والدہ حضور تقریباً ۲ دو سال بیمار رہیں۔ بے حد خدمت کی مگر حق ادا نہ ہوا۔ دعائیں مانگتا کہ الٰہی آخری گھڑیوں میں ان کا قرب نصیب ہو۔ والدہ محترمہ نے جو دعائیں سکھلائیں اور بتلائی تھیں ان کی کیفیات اور تفصیلات بیان کروں تو بات طویل ہوجائے گی' مختصراً یہ کہ ایک روز آٹھ بجے شام میں والدہ حضور کے ہاتھ پاؤں دبا رہا تھا کہ حکم دیا کہ کھانے کے بعد سب گھر والے وسیع دلان میں جمع ہوں' ان کو ہدایتیں دیں۔ پھر دیگر عزیزوں کو جمع کرکے فرمایا' میں نے تمہاری سب غلطیاں معاف کیں۔ آپ سب بھی مجھے معاف کردیں۔ سب رونے لگے' مگر سب سے اپنی معافی کروائی۔ اور دعائیں دیں۔ عرض کی اماں حضور! آپ نے سب کو دعائیں دیں مجھے دعا نہ دیں۔ آپ مجھ سے خوش تو ہیں نا۔ آبدیدہ ہوکر فرمایا بیٹے محمد فاروق میں تم سے بے حد خوش ہوں۔ اللہ تمہیں دونوں جہاں کی عزت دے۔ اور اتنا دے' اتنا دے کہ رکھ رکھ کر بھولو'سبحان اللہ! میں سر اور گردن دبا رہا تھا کہ کلمہ شریف کا ورد شروع کردیا۔ پھر خاموش ہوگئیں۔ جیسے سوگئی ہیں۔ سانس کی آواز بھی بند ہوگئی' میں بولا سوگئیں' بڑے بھائی نے فرمایا' وصال فرماگئیں۔ جسم گرم تھا' وہ عجب سماں تھا' جیسے دنیا لٹ گئی' ہر طرف اندھیر نظر آنے لگا۔ جیسے سب کچھ ختم ہوگیا۔ قدم شریف کے پاس مدفن مرجع خلائق ہے۔

والدہ کا سایہ سر سے اٹھنے کے بعد اپنے بزرگوں سے رجوع ہوا۔ ان کی حیات طیبہ میں کسی مشیر کی ضرورت نہ تھی۔ ننھیال میں میرے ماموں خسر بھی انتقال کرگئے۔ اور فقیر یک و تنہا کشمکش زندگی کے بحر امواج میں تیرنے لگا۔ میری والدہ کے عمر رسیدہ اعزہ' نے مشورہ دیا کہ میاں رہبری چاہتے ہو تو کسی مرشد کامل کی تلاش کرو' مرید ہوجاؤ' بات دل کو لگی اور مرشد کی تلاش شروع ہوگئی۔ فقیر نے بے کار وقت ضائع نہیں کیا۔ خدمت خلق اور تربیت اولاد میرا مقصود زندگی رہا۔ دکھی انسانیت کی ہمیشہ خدمت کی۔ کمزوروں کی دستگیری کی۔ مقدور بھر بے سہاروں کا سہارا بنا زندگی میں بہت کچھ دیکھا' سنا اور سیکھا۔ ورزش کا کورس کیا۔ خلافت حاصل کی۔ قدیم شرفاء کے فن بنوٹ میں خلافت حاصل کی۔ مخلوق خدا کو نفع پہچانے کے نقطہ نظر سے علوم نجوم ابجد قمری کے دائرے علم بانسہ' علم ہیئت' علم قیافہ' علم اسماء' علم تعبیر رویا سیکھے۔ علم فقہ و حدیث و تفسیر' تصوف کا بہ کثرت مطالعہ کرتا رہا۔ علم جفر۔ علم رمل میں کمال حاصل کیا۔ ان کے ماہرین پر گرفت کی۔ بے حساب شاگرد بنائے۔ اس وجہ سے پنڈت کے لقب سے مشہور ہوا۔ کیونکہ یہ علوم عموماً پنڈتوں کے پاس تھے۔ مسلمان ان کو کم ہی سیکھتے تھے۔ مفاد عامہ کا ہر وقت خیال رہا۔ یہ علوم اس لئے سیکھے کہ مخلوق کو نفع پہنچے۔ ان سے نفع نہیں کمایا۔ یونانی دوائیں بناتا ہوں۔ اور مفت تقسیم ہوتی ہیں۔ پھر عملیات پر آگیا۔ ایسا استاد مل گیا جس نے جسم لطیف نکالنا سکھلایا۔ پھر ایک استاد نے قوت ارادی بڑھانے کی مشق کرائی۔ اس میں یہ کمال حاصل کیا کہ طاق میں رکھی ہوئی بوتل جسے اس کے شاگرد ۴۰ دن کی نظربازی سے گراتے تھے صرف آٹھ یوم کی نظربازی سے گرادی۔ ہم زاد کی مشقیں کیں۔ ان عملیات سے جلال بڑھ گیا۔ ان

CamScanner

تمام اعمال کے ساتھ ساتھ مرشد کامل کی تلاش بھی جاری رہی۔ تاکہ کسی مرد کامل کی دستگیری حاصل کرکے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی راہ پر گامزن ہوسکوں۔ اور سکون قلب حاصل کرسکوں۔ اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے۔

ضرورت مرشد

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مخلوق سب محتاج ہے صرف ذات وحدہ لاشریک لااحتیاج بے نیاز ہے جو محتاج ہے اسے قدم قدم پر رہبری کی ضرورت ہے۔ بقائے نسل کے لئے والدین کی ضرورت ہے۔ بقائے علم کے لئے استاد کی ضرورت ہے۔ ہدایت جیسی نعمت اللہ جل شانہ نے براہ راست بلاواسطہ مخلوق کو نہیں دی۔ کیونکہ مخلوق اس کی تجلیات اس کے ازلی جلالی کلام کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی۔ مخلوق میں سے ایسے برگزیدہ حضرات کو چن لیا جن سے ہدایت خلق کا کام لیا گیا۔ یہی حضرات انبیاء و مرسلین ہوئے۔ تاآنکہ یہ سلسلہ خاتم النبین رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ختم ہوگیا۔ اور ان کے دست اقدس سے ایک مکمل ضابطہ حیات تمام دنیا کو الی **یوم القیامہ** عطا کیا گیا۔ لیکن یاد رہے کہ ہدایت کے لئے کتاب کے ساتھ صاحب کتاب کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ صحف سماوی کو مطبع آسمانی میں چھپواکر مخلوق خدا میں تقسیم کروادیتے کہ قانون الٰہی پڑھیں اور اس پر عمل کریں اور ہدایت پائیں۔ مگر ایسا نہ ہوا بلکہ سلسلہ انبیاء قائم کیا گیا۔ ختم نبوت ہوچکی مگر ختم ولایت نہیں ہوئی۔ چنانچہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت دائم و قائم ہے۔ اور اس کے بظاہر جانشین غوث، اقطاب، اصحاب ولایت، اہل عرفان ہوئے۔ امام الاولیاء مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے سلسلہ طریقت کا اجراء ہوا۔ ارشاد ربانی ہے : **"یاایھاالذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ والوصیلتہ وجاھدو فی سبیلہ لعکم تفلحون۔"** (آیت نمبر ۳۵ سورہ المائدہ) ترجمہ : (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو، اور اس کی راہ میں جہاد کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ) بعض حضرات نے وسیلے کے معنی نیک اعمال۔ تقویٰ اور قرآن شریف لئے ہیں مگر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے والد شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ، وسیلے کے معنی بجز پیر و مرشد کے ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ لفظ **امنوا**میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف پر ایمان لانا آگیا۔ اور **اتقوا**میں نیک اعمال آگئے۔ لہٰذا وسیلے کے معنی مرشد کے ہیں۔ علمائے باطن کا اس پر اتفاق ہے۔

بے عنایات حق و خاصان حق　گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

یہ وسیلہ کیا ہے؟ کون ہے؟ کب سے ہے؟ دراصل یہ اللہ جل شانہ کے پیارے محبوب سیدنا الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مقام و منصب ہے۔ آپ ہی وسیلہ تخلیق کائنات و وسیلہ ہدایت و وسیلہ نجات ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی مخلوق پیدا فرمائی تو ان کے لئے پہلے وسیلہ پیدا فرمادیا۔ کیونکہ وسیلے ہی سے نجات اور ایمان ملتا ہے اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ جنت بھی وسیلے سے ملتی ہے اور انسان دوزخ سے بچتا ہے۔ رب تبارک تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے سے پہلے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا کیا' پھر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے کل کائنات کی تخلیق کی۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہر شئے عالم وجود میں آئی ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ ہوئے۔ اس طرح سے وسیلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ازلی اور ابدی مقام ہے۔ روز محشر اس وسیلے کا وہ ظہور باکمال ہوگا کہ سارے پیغمبر بھی حیرت میں آجائیں گے۔ جلال رب اللعالمین کے سامنے کسی کو مجال شفاعت نہ ہوگی۔ مقام محمود پر جلوہ گر ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی سجدہ خاص میں حمد خاص سے اپنے رب کے جلال کو جمال میں لاکر شفاعت کریں گے۔ وسیلے کی شان یکتائی کا جان بوجھ کر منکرین انکار کرتے ہیں۔ بغیر وسیلے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ دیکھو حضرت بو علی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے بڑی بڑی عبادتیں کیں اور ریاضتیں کرتے کرتے مقام حیرت طاری ہوگیا۔ پھر بھی حکم رب اللعالمین یہی ہوا کہ اے شرف الدین (نام ہے حضرت بو علی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ کا) ہماری بارگاہ کے آداب ہیں۔ وسیلہ کی ضرورت ہے۔ کسی شیخ کا دامن تھام لو۔ کسی کے مرید ہوکر علم سلوک حاصل کرو۔ چنانچہ حضرت بو علی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت عشق اللہ رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ اسی طرح امام المفسرین فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ ہے۔ امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ کا جب نزع کاوقت آیا تو شیطان آیا کہ اس وقت شیطان پوری جان توڑ کوشش کرتا ہے کسی طرح اس کا ایمان سلب ہوجائے۔ اگر اس وقت پھر گئے تو پھر کبھی نہ لوٹے گا۔ اس نے ان سے پوچھا کہ تم نے عمر بھر مناظروں بحثوں میں گزار دی خدا کو بھی پہچانا۔ آپ نے فرمایا بے شک خدا ایک ہے۔ شیطان نے کہا اس پر کیا دلیل۔ آپ نے ایک دلیل قائم فرمائی وہ خبیث معلم الملکوت رہ چکا تھا اس نے وہ دلیل توڑ دی۔ انہوں نے دوسری دلیل قائم کی اس نے وہ بھی توڑ دی یہاں تک کہ تین سو ساٹھ دلیلیں قائم کیں اس نے سب توڑ دیں اب یہ سخت پریشانی اور نہایت مایوسی میں ہیں۔ آپ کے پیر حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمتہ اللہ علیہ کہیں دور دراز مقام پر وضو فرمار رہے تھے وہاں سے آپ نے آواز دی کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں نے خدا کو بے دلیل ایک مانا ہے۔ شیطان دور ہوگیا۔ امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ کامیاب ہوئے۔ صفحہ ۳۹۰ ملفوظات امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ

دیکھا آپ نے کہ آخر وقت میں بھی انسان کو وسیلہ کی کس قدر ضرورت ہوتی ہے۔ اب جو کہے کہ ہمیں وسیلے

کی ضرورت نہیں تو اللہ تعالیٰ کو بھی ایسے بندوں سے سروکار نہیں۔ دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے :
"یاایھاالذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصدقین" (آیت نمبر۱۱۹ سورہ توبہ) "اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو۔" یہاں صادقین کے ساتھ رہنے کا حکم خدا ہے۔ قول الجمیل میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اس سے مراد رابطہ اور تصور شیخ ہے۔" ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے :
"التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الامرون بالمعروف والناھون عنل المنکر" (آیت ۱۱۲ سورہ توبہ) "وہی ہیں توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ دار اور رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، برائیوں سے روکنے والے۔" یہاں بقول سیدنا امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ، تائب وہی ہے جو مرشد برحق کے دست حق پرست پر توبہ کرکے عبادت کریں تاکہ درجہ قبولیت حاصل ہو۔ ایک اور جگہ ارشاد الٰہی ہوتا ہے "**من یھداللہ فھوالمھتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیامرشدا** (یت ۱۷ **سورہ الکھف**) ترجمہ : "جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کے لئے کوئی مددگار ہدایت کرنے والا تو نہ پائے گا۔" اللہ ہدایت ہادیوں کے ذریعے ہی دیتا ہے۔ جسے اللہ ہدایت دے وہ ہدایت پر ہے۔ اس آیت میں کتنا واضح ثبوت ہے ولی و مرشد کا۔ اب حدیث سے ثبوت لیجئے۔ اس حدیث کو حدیث اسودین کہتے ہیں۔ **من صافحنی او صافح من صافحنی الی یوم القیامۃ دخل الجنتہ** جس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا یا اس شخص کے ساتھ کیا جس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا تھا قیامت تک وہ جنت میں داخل ہوگا۔" (محدث پیر جماعت علی شاہ نے اپنے ملفوظات میں اس حدیث کو لکھا ہے "یعنی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا یا آپ سے مصافحہ کرنے والے سے مصافحہ کیا وہ جنتی ہے۔" سلسلہ خواجگان میں جو بیعت لیتے ہیں وہ بھی ایک قسم کا مصافحہ ہے۔ اور یہ مصافحہ حضرت مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ اور یہ سلسلہ اسی طرح سلسلہ بہ سلسلہ جاری رہے گا۔ یہ مصافحہ دراصل طریقہ ایصال نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ترمذی شریف کے ابواب المناقب صحابہ و تابعین علیہم رضوان میں یہ روایت موجود ہے۔ "اس مسلمان کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھ کو یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔" (حوالہ فقہ کے امام اعظم) پیر و مرشد قوم کے اندر ایسا ہی ہے جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت میں۔ "**الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ**" "شیخ اپنی قوم میں اس طرح ہے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں۔" حضرت سیدنا **بایزید بسطامی** رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ "**من لا شیخ لہ فشیختہ الشیطن**" جس کا کوئی مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہے۔" "**من لم یرا مفلحا لایفلح**" (جس نے فلاح پہنچانے والے کو نہیں دیکھا وہ فلاح نہیں پائے گا۔ (عوارف المعارف صفحہ ۲۳۷)

"لادین لمن لاشیخ لہ" (جس کا کوئی پیر نہیں اس کا مذہب ہی نہیں (مکتوبات صدی یک صدی صفحہ ۴۷)
"من لم یکن لہ استاد فامامہ الشیطان" (جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے۔) (حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ)
(اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بیعت و خلافت اور فتویٰ افریقہ میں اس پر کافی روشنی ڈالی ہے۔) درحقیقت ایمان محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیرو مرشد کے وسیلے سے حاصل ہوتی ہے۔

پہلے عشق پیر ہے بعدہ' عشق رسول　　بعدہ' ہے عشق حق اس قاعدے کو نہ بھول

جیسا کہ مشہور ہے کہ اول فنا فی الشیخ۔ اور آخر میں فنا فی اللہ کی منزل ہے۔ فنا فی الرسول کی منزل ہی فنا فی اللہ کی منزل ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے : "من یطع الرسول فقد اطلع اللہ" (آیت ۸۰ سورہ النساء) "جس نے میرے رسول کی اطاعت کی' بے شک اس نے میری ہی اطاعت کی۔" مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے فنا فی الشیخ ہی کو اصل قرار دیا ہے۔ اولیاء اللہ کی روحانیت کی تاثیر اور ان کی نظر خداداد کا کرشمہ ایسا ہے کہ سروں پر نہیں بلکہ دلوں پر ان کی حکومت ہوتی ہے جو کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کو نصیب نہیں ہوتی شاید اسی لئے ہمارے بزرگان دین' بادشاہوں کے وقت بھی "شاہ" ہی کہلائے۔ حالانکہ نہ ان کے سروں پر تاج' نہ پاؤں کے نیچے تخت نہ کوئی شاہی کر و فر' مگر کہلاتے شاہ تھے۔ اور شاہ بھی ایسے کہ بادشاہ وقت ان کے آستانوں پر سرجھکائے قدم لرزیدہ نظر آئے۔

گر تو ذات پیر را کردی قبول　　ہم خدا در ذاتش آئید ہم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

تلاش مرشد

یہ حقیر فقیر رہبر کی تلاش میں سرگراں ہوگیا۔ دور دراز مقامات پر گیا۔ بزرگوں کی خدمت میں حاضری دی مگر رجوعیت نہ ہوئی۔ پھر کسی کے مشورے پر کہ دو رکعت نفل استخارہ بعد نماز عشاء پڑھو۔ اکیس مرتبہ سورہ فاتحہ' اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف بعد نماز پڑھ کر دعا کرو کہ رہبر کامل مل جائے۔ اللہ کا کرم ملاحظہ ہو کہ دو ہفتے بعد زیارت ہوگئی کیا دیکھتا ہوں کہ :

خواب

ایک نہایت ہی حسین و جمیل سفید ریش بزرگ اس عاجز کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ دل میں کمال محبت پیدا ہوگئی جی چاہا ان بزرگ کو سینے میں رکھ لوں۔ بزرگ کی توجہ اور شفقت کا اثر میں ان کے قریب گیا۔ متبسم ہوکر فرمایا اور نزدیک آجاؤ۔ میں اور نزدیک گیا۔ انہوں نے اپنا دست مبارک بڑھایا میں نے بوسہ دیا۔ حضرت نے مجھے سینے سے لگالیا اور ایک آواز پیدا ہوئی یہی ہیں جن کے تم متلاشی ہو۔ یہی تمھارے رہبرو پیرو مرشد ہیں۔ عجیب کیفیت ہوگئی۔ قدم بوسی چاہتا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔

تم نے جہاں بدل دیا آکر میری نگاہ میں
اب نہ کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں

سبحان اللہ! بیدار ہوکر سوچنے لگا کہ کس بزرگ کی زیارت ہوئی۔ آج تک کہیں نہ دیکھا نہ بھالا نام معلوم نہ پتہ۔ مجھے تعداد تو یاد نہیں نہ معلوم اس تلاش میں کتنے بزرگوں سے ملا مگر گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا۔ خواب والی صورت نظر نہ آئی۔ جس بزرگ سے بھی ملا سب نے ہی بے حد شفقت فرمائی۔ اور کہا کہ "تم ہمارے ہی ہو، تم ہمارے ہی ہو۔"

کیا کہوں کیا نظر نہیں آتا کوئی تم سا نظر نہیں آتا

یعنی ہر بزرگ کا کہنا تھا کہ تم میرے ہی مرید ہو، میرے ہی مرید ہو۔ دل کو قرار نہ آتا تھا۔ یا اللہ! وہ خواب والی من موہنی صورت کہاں ہے؟ اس کی تلاش میں نئے سرے سے سرگرداں ہوجاتا ہے۔ تین سال تک اسی تگ و دو یعنی تلاش مرشد میں بیت گئے۔ میرا کاروبار چاندنی چوک دہلی کے موتی بازار کے ایک بالا خانے پر سونے اور جوہرات کا تھا۔ جس کے نزدیک ہی میرے برادر محترم منشی نورالعمر صاحب کا قیام تھا۔ حسن اتفاق سے وہ گھر سے نکلے تو مجھے سامنے پاکر چپٹ گئے اور فرمایا آپ ہی کی تلاش تھی۔ میرے ہاں ایک بزرگ آئے ہوئے ہیں میرے ہاں قیام ہے۔ محفل جمی ہے ملاقات کا اچھا وقت ہے چلیں۔ میں ہمراہ ہوگیا۔ تلاش مرشد کا سودائی آنکھوں میں خواب والے بزرگ کی صورت، دل میں تڑپ، جذبہ شوق کشاں کشاں کھینچے لے گیا۔ اللہ اکبر۔

تلاش مرشد کی راہ ختم ہوگئی۔ منزل سامنے تھی۔ ایک نورانی صورت ہجوم میں گھری نظر آئی۔ منشی جی نے پاس بٹھلا کر تعارف کروایا۔ یہ میرے برادر عزیز محمد فاروق ہیں۔ ان کو علم رمل و جفر کا شوق ہے اور اس میں ماہر ہیں۔ صحیح پیشنگوئیاں کرتے ہیں۔ ہماری برادری انھیں پنڈت کہتی ہے۔ میں نے چہرہ انور پر نظر ڈالی تو بجلی سی کوند گئی۔ وہی ہیں، وہی ہیں، وہی ہیں کہ صدائیں بے ساختہ دل سے نکلیں، کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ جسم کپکپا اٹھا۔ دل و نگاہ قدم بوس ہونے لگے۔

CamScanner

اے خاک درگہہ تو جبین نیاز ما   قربان یک نگاہ تو عمر دراز ما

اتنے میں کانوں میں رس ٹپکاتے میٹھے بول سنائی دیئے میاں محمد فاروق! بھئی علم جفر میں تم بڑے بڑے حساب کرتے ہو' بڑی معلومات ہیں تمہاری' اب اور کیا چاہتے ہو؟ عرض کی حضور میں نے اس علم میں صرف یہ حاصل کیا ہے کہ کوئی کام ہوگا یا نہ ہوگا۔ مسکراکر فرمایا' اب کیا چاہتے ہو؟ عرض کی حضور! اب یہ چاہتا ہوں کہ جو نہ ہونا ہو وہ ہو۔ حضرت نے فرمایا' میاں تلاش کرو' ایسے بھی مل جائیں گے' میں نے برجستہ عرض کیا۔ حضور مجھے مل گئے ہیں۔ اور میرے سامنے ہیں۔ وہ الفاظ نہیں ملتے کہ اس وقت کی حالت بیان کروں۔ عجب رقت انگیز نورانی منظر تھا۔ سبحان اللہ! خواب والی صورت سامنے موجود تھی اور میں والہانہ فدا ہورہا تھا۔ غرض بڑی شفقت فرمائی۔ فرمایا میاں بیٹھو' مجھے اندازہ ہوا کہ منشی جی کے ہاں دعوت ہے میں مدعو نہیں اس لئے اس وقت چلا جاؤں پھر آجاؤں گا یا حضور والا خود فرمادیں اور مجھے کھانے میں شرکت کے لئے کہیں۔ میرے دل میں یہ خیال آنا تھا کہ حضور نے فرمایا' میاں محمد فاروق بیٹھو' اور کھانا میرے ساتھ کھانا' میں حیران۔ اللہ! اللہ! اللہ والوں کی نگاہیں کس قدر عمیق دیکھتی ہیں جو میں نے سوچا وہ انہوں نے جانا' یقین کامل ہوگیا کہ یہ ہی وہ مرد کامل ہیں جن کی زیارت تین سال قبل اللہ تعالیٰ نے میری رہبری کے لئے کرائی تھی۔ حضرت کھانا تناول فرمانے لگے' کھاتے کھاتے میری طرف توجہ فرماکر پوچھا میاں محمد فاروق کام کیا کرتے ہو' عرض کی حضور! سونے اور جوہرات کا۔ فرمایا' اگر تمہارا دوست سونا لے کر آئے کہ اسے خرید لو تو کیا تم اسے کس (کسوٹی) لگاؤ گے یا ایسے ہی رکھ لوگے۔ عرض کی' جی کس لگائیں گے۔ فرمایا' تو سمجھ لو۔ عرض کی حضور! بندہ تو آہی گیا۔ اب جو مزاج مبارک میں آئے کریں۔ آپ بے حد محظوظ ہوئے اور جو نوالہ دست مبارک میں تھا وہ میرے منہ میں ڈال دیا۔ نوالہ کھانا تھا کہ میں پنڈت سے مسلمان ہوگیا۔ کھانے کے بعد نماز کی تیاری شروع ہوئی۔ فرمایا پہاڑ گنج کی قاضی والی مسجد میں نماز ادا کریں گے۔ مجھے ہمراہ لے گئے۔ اس مسجد کے امام قاضی زین العابدین تھے جنہوں نے گراں مایہ دینی خدمات سرانجام دی ہیں۔ (رنچھوڑ لائن کراچی میں قیام پاکستان کے بعد مقیم تھے۔ان کا وصال ہوچکا ہے۔) نماز ظہر کے بعد حضرت ارشادات فرمانے لگے دائیں طرف منہ کرکے ارشادات فرماتے تو بائیں طرف والوں کے خیالات کے جواب ہوتے اور بائیں طرف متوجہ ہوتے تو دائیں طرف والوں کے جواب ہوتے۔ ارشادات فرماتے ہوئے میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آپ نے کسی سے وعدہ کیا ہوا ہے کمرے پر آپ کا انتظار ہورہا ہے۔ مجھے یاد آگیا۔ اجازت لے کر آیا تو دیکھا گاہک آیا ہوا بیٹھا ہے۔ شکوہ کرنے لگا۔ معذرت کی کہ بھول ہوئی۔

تیرے دربار کے آداب نظر سے گزرے   کج کلاہوں کی غلامانہ ادا دیکھتے ہیں

میری خوشی کی انتہا نہ تھی۔ تین سال پہلے جس ہستی کو خواب میں دیکھا تھا آج وہ پرنور ہستی سامنے تھی۔ نہ

صرف ملاقات بلکہ غلامی کا شرف حاصل ہوا۔ بے انتہا سعادتیں اس عاجز کو نصیب ہوئیں۔ اب میں پنڈت نہ رہا مسلمان ہوگیا۔ اب پنڈت سے مولانا حافظ، حکیم، صوفی اور مولوی بن گیا۔

والدہ ماجدہ نے یہ خدمت میرے سپرد کر رکھی تھی جب بھی کوئی عالم ربانی یا خدا رسیدہ بزرگ شہر میں آئے تو اس کو گھر پر مدعو کرکے دعوت کروں۔ اس طرح متعدد علماء و فقراء کی زیارت نصیب ہوئی۔ عرصہ کے بعد ایک روحی برادر کے پاس جدالمرشدی شیخ طریقت حضرت شاہ شبیر احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی شبیہ مبارک دیکھی تو فقیر فوراً پہچان گیا کہ ان کی میزبانی کا شرف حاصل کرچکا ہوں۔ میرا زمانہ طفولیت تھا والدہ حضور کی زیر تربیت تھا اس لئے اس وقت مرشد کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ ملفوظات چشت اہل بہشت میں درج ہے کہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ بغرض بیعت حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے، آپ نے انھیں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس روانہ کردیا۔ جہاں وہ بیعت ہوئے۔ پتا چلا جہاں جس کا حصہ ہوتا ہے وہ وہیں پہنچتا ہے۔ بعینہٖ یہ فقیر ناچیز بھی بجائے حضرت شاہ شبیر احمد رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کے اعلیٰ حضرت شاہ انعام الرحمٰن قدوسی سہارنپوری سے بیعت ہوا، اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے مجھے نسبت چشتیہ، صابریہ اور قادریہ سے سیراب کیا۔ میں پہاڑ گنج دہلی اپنے دوست ڈاکٹر محمد شفیع کی دوکان پر گیارہ اور بارہ بجے بیٹھتا تھا ان کے ایک دوست شاہ جی نے بجائے پنڈت کے دوسرے القابات کی تکرار سنی تو ماجرا پوچھا۔ جواب دیا کہ پکارنے والوں سے پوچھو، مگر وہ کچھ نہ سمجھے۔ بہت اصرار سے پوچھا تو میرے ذہن میں ایک شعر موزوں ہوگیا حالانکہ میں شاعر نہیں ہوں۔

نیک نے نیک بد نے بد جانا مجھے　　　ہر کسی نے اپنے ہی درجے میں پہچانا مجھے

یہ شعر سنتے ہی شاہ جی خود رفتہ ہوگئے۔ شعر بار بار سنتے اور سر دھنتے۔ کئی بار یہ شعر دہرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ یا ہادی کل سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم یا پھر میرے مرشد ہی جانتے ہیں کہ ناچیز فقیر کون ہے اور کیا ہے اور کیسا ہے؟ فقیر پر وحشت کے بعد حیرت کے دور آیا۔ مجاہدات، ریاضیات، قبرستانوں میں قیام، عورت سے نفرت ہر طرف وحشت کا دور بھی آیا۔ دل میں یہ خیال آیا کہ میں کون ہوں؟ کیا ہوں؟ اسی عالم وحشت میں خواب دیکھا۔

خواب

نوٹ : یہ خواب خواجہ محبوب رحمانی نے بیعت سے پہلے دیکھا تھا۔

کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لق و دق میدان ہے مگر نور ہی نور ہے۔ جوں جوں آگے بڑھتا گیا لذت و سرور بڑھتا گیا۔

CS CamScanner

معلوم ہوتا تھا کہ نہ میرا وجود ہے نہ کوئی اور۔ انگلی چباتا ہوں تو محسوس نہ ہو گی۔ حواس قائم ہیں مگر ہر چیز بمعہ اپنی ذات کے گم ہے سامنے ایک بلندی نظر آئی جس پر ایک خوبصورت تخت نظر آیا۔ جس پر چڑھنے لگا تو ایک نادیدہ ہاتھ نے روک دیا۔ تحکمانہ ندا آئی کیا کرتے ہو ابھی اس مقام پر جانے کا وقت نہیں آیا۔ پوچھا کہ یہ کون سا مقام ہے؟ جواب ملا میران۔ پھر ندا آئی میرے ساتھ چلو۔ ساتھ تو چل پڑا مگر رہبر نظر نہ آیا۔ آواز کی سمت چل پڑا۔ آواز آئی سامنے دیکھوں آنکھوں کے سامنے ایک وسیع قبرستان تھا۔ اور لاتعداد مردے کفن لپیٹے قبروں سے باہر پڑے تھے۔ پوچھا اب کیا کروں؟ یہ تو مردے ہیں۔ فرمایا ان کو جگاؤ۔ سوچ رہا تھا کہ یہ کیسے جاگیں گے۔ دل سے آواز آئی اللہ کے حکم سے آواز دی۔ اے سونے والو! جاگو' یہ سونے کا وقت نہیں ہے۔ اٹھو اللہ کے حکم سے اٹھو۔ وقت بیداری ہے۔ یہ آواز سنتے مردے اٹھ اٹھ کر میرے گرد جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے اب ہم کیا کریں اس وقت میرے قلب پر یہ جملے القا ہوئے جو قبل ازیں فقیر نے پڑھے تھے نہ سنے تھے اور آج عرصہ دراز ہو گیا کہ ہر محفل کی ابتداء میں ان جملوں کو دہراتا ہوں۔

"بھئی! جو اپنے ارادوں میں صادق ہے جس کو یقین کامل ہے۔ جس کو تلاش حق ہے۔ وہ ہی اپنی مراد کو پہنچے گا۔ وہی اپنی منزلوں کو طے کرے گا۔ اے عزیز من! جس کو آداب دوست حاصل ہے جس کو آداب بزرگ حاصل ہے جس کو آداب محفل حاصل ہے وہ ہی اپنی مراد کو پہنچے گا وہی اپنی منزلوں کو طے کرے گا۔"

اس ہجوم کو یہ فقیر یہ جملے دہرا کر تلقین کرنے لگا تو وہ شخص جو رہبر تھا یہ کہہ کر غائب ہو گیا "بس یہی تمہارا کام ہے۔" پس فقیر آج تک اس پر قائم ہے۔ سوچتا ہوں کہ رہبر چلا گیا اب کدھر جاؤں ایک طرف خوبصورت زینہ نظر آیا جس پر چڑھ گیا تو سامنے عزیز و اقارب' آشنا و غیر آشنا چہرے نظر آئے جو پھولوں کے گجرے پہنا رہے تھے۔ مبارک سلامت کا شور تھا۔ معانقہ اور مصافحہ کر رہے تھے اور خوشی ہی خوشی میں آنکھ کھل گئی۔

۱۹۳۸ء میں جب حضرت پیر و مرشد کی شرف غلامی حاصل ہوئی تو یہ خواب بیان کیا۔ متبسم ہو کر فرمایا کہ "یہ رحمانی سلسلہ انشاء اللہ مشرق سے مغرب تک جاری ہوگا۔ آپ تین سمت ہدایت کریں گے۔ تین سمت سے مراد (مشرق' مغرب اور شمال ہے۔) اور گمراہوں کو راہ دکھلا کر زندگی بخشو گے مبارک ہو۔" اللہ کریم سب کو ایسے مبارک خواب دکھلائے۔ آمین!

تلاش حق

یہ حقیر فقیر تلاش حق میں ہر رنگ و مذہب کے گروہ میں گیا چنڈو خانے' بھنگڑ خانے چھان مارے۔ نشہ میں

مدہوشوں کی لنترانیاں سنیں۔ بغیر کسی تحقیق کے متعدد بزرگوں اور مجذوبوں سے ملا۔ جوگیوں سادھوؤں سے ملاقاتیں کیں۔ دل کا ایک ہی جواب تھا کہ ہر روپ میں وہی ہے۔

او بہ ہر شکل کہ می آئی من او را خوب می شناسم

مندروں، دھرم شالوں میں بھٹکتا پھرا مگر اللہ تعالیٰ خود نگہبان ہے۔ کہیں بھی پائے ثبات کو لغزش نہ ہوئی بلکہ تجربہ میں وسعت ہوتی گئی۔ علماء کی صحبت اختیار کی۔ وہاں سے بھی بہت کچھ فیض حاصل کیا۔ پھر فقراء کی طرف رجوع کیا تو فقیر کے سبھی معاملات و جذبات و خیالات فقراء کی طرف منتقل ہوگئے۔ ہوس دنیا تو تھی ہی نہیں رب العزت کے سوا کسی سے مانگنے کو دل نے گوارا نہ کیا تھا نہ اب کرتا ہے۔ البتہ اپنی والدہ کے حضور کے سامنے اپنی ضروریات کا تذکرہ ضرور کیا۔ اللہ کے فضل و کرم سے اچھا کھایا اور اچھا پہنا۔ ہنر بھی ہاتھ میں تھا اور فقیر کا ہاتھ رکتا نہیں اور فقیر کا کوئی کام اٹکتا نہیں۔ فقیر کی کیفیت کچھ اس شعر سے ظاہر ہوتی ہے۔

وست سوال لاکھوں ہی عیبوں کا عیب ہے جس دست میں یہ عیب نہیں وہ دست غیب ہے

انسان کے بس میں کچھ نہیں نہ یہ ہے نہ وہ ہے، نہ یہ ہوتا ہے نہ وہ ہوتا ہے۔ رب جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے۔ آن واحد میں کرم فرمادیتے ہیں ایک ہی سجدہ قبول کرلیں تو ذریعہ نجات ہوجاتا ہے۔ ایک دفعہ پیرو مرشد اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے معمولات پوچھے تو والدہ ماجدہ کی وساطت سے دادا حضور کے عطا کردہ وظائف و اوراد عرض کردیئے۔ والدہ ماجدہ کا نہ صرف میرے خورد و نوش۔ نشست و برخاست پر کنٹرول تھا بلکہ میری عبادات و ریاضیات بھی ان ہی کے فرمان کے تابع تھیں۔ حالات سننے کے بعد اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے فرمایا، "ان پر عامل رہو، اور کچھ اوراد اپنی طرف سے بتلائے اور پڑھنے کی اجازت دی۔ ساتھ ہی نصیحت کی کسی پیر بھائی کو نہ بتلانا۔" اس وقت مجھے حضرت یعقوب علیہ السلام کے الفاظ یاد آئے جو انہوں نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو نصیحت فرمائے تھے کہ : "اپنے بھائیوں سے اس خواب کا تذکرہ نہ کرنا۔" سبحان اللہ! اللہ والے ہی ان باریکیوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ اس حکم میں کیا کیا مصلحتیں تھیں۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے فرمایا، اگر دس لاکھ مریدین بھی ہوں تو انعام الرحمٰن ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ وظیفہ بتلائے گا۔ عرض کی کہ حضور اس قدر ہجوم ہے کہ لوگوں سے فرصت نہیں ملتی نہ کھانے کی نہ آرام کی۔ فرمایا، ابھی تو کچھ بھی نہیں۔ اور کرم ہوگا۔ میرے پیرو مرشد اور والدہ حضور کی دعائیں میرے ساتھ ہیں کہ فقیر کو ایک لمحہ کی بھی فرصت نہیں۔ دنیاوی کاروباری کے ساتھ ساتھ خدمت خلق میں بھی ہمہ تن مصروف ہے۔ بحمداللہ مگر اب اپنا یہ حال ہے کہ دل و دماغ تھک گیا ہے آرام کی عمر ہے مگر جو بھی آتا ہے اپنا وزن فقیر پر ڈال دیتا ہے مگر میرا وزن کوئی نہیں اٹھاتا۔ مگر یہ ماں کی دعاؤں کا اثر ہے۔ پیرو مرشد کی توجہ نگاہ کرم ہے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ مجھ پر ہجوم افکار بھی ہے اور خدمت خلق کا بوجھ بھی۔ مگر میری روزی کا

بندوبست گھر پر ہی کردیا۔ جب فقیر کراچی آیا تو نصف دن حصول معاش اور بقیہ وقت خدمت خلق میں گزارتا۔ ایک مرتبہ نو بجے شب گھر پہنچا تو ایک ضرورت مند کو منتظر پایا۔ جس کے کسی عزیز پر اثرات تھے۔ وہ چار بجے شام سے منتظر بیٹھا تھا فقیر کو دیکھتے ہی خوش ہوگیا۔ مگر ساتھ ہی کہا کہ حضور انتظار میں بیٹھے بیٹھے میرے پاؤں سن ہوگئے ہیں۔ فقیر کو دکھ پہنچا' بارگاہ رب العزت میں عرض کی' خدایا میرا رزق تیرے ہاتھ میں ہے یہ اچھا نہیں کہ میں تلاش رزق میں باہر جاؤں اور تیری دکھیا مخلوق میرے انتظار میں دکھ اٹھائے۔ میرا راشن کارڈ گھر ہی کا بنادیں۔ تاکہ مطمئن ہوکر تیری مخلوق کی خدمت کرسکوں۔ اس روز سے گھر بیٹھ گیا۔ پانچ وقت باجماعت نماز محفل خانے میں ادا کرتا ہوں۔ الحمد للہ! صرف جمعہ کی نماز کے لئے گھر سے نکلتا ہوں۔ گھر سے سیدھا مسجد اور جمعہ کی ادائیگی کے بعد مسجد سے سیدھا گھر آکر اپنی کوٹھری میں بیٹھ جاتا ہوں۔ اللہ نے میری دعا قبول فرمائی۔ میرا رزق گھر پر ہی بھیج دیا۔ جواہرات کی خرید و فروخت گھر ہی پر ہوجاتی ہے اور انشاء اللہ تاحیات یہی معمول رہے گا۔ مخلوق خدا نے جب اپنی پریشانیوں کا بوجھ فقیر پر ڈالا' ان کے دکھ برداشت نہ کرسکا۔ سارا وقت ان میں خرچ ہوجاتا۔ ادھر بچوں کی تعلیم و تربیت دونوں قابل توجہ تھیں۔ آخر حل سوچا اور بچوں کو بھی اس کاروبار کی تعلیم دینی شروع کردی۔ تاکہ میرا بوجھ بانٹیں۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ معبود حقیقی ان بچوں کو جواہرات اور انسانوں کو پرکھنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ میری روزی اللہ تعالیٰ گھر پر ہی بھیج دیتے ہیں۔ مجھے کسی کے گھر جانے کی ضرورت نہیں۔ غیر ملکی جوہری' مقامی خریدار و دلال سب گھر ہی پر آجاتے ہیں۔ اس کی دی ہوئی توفیق سے فقیر اپنا کاروبار بھی کرتا ہے اور خدمت خلق بھی کرتا ہے۔

قیام پاکستان کے وقت دہلی سے کراچی تک ہجرت کے دوران ضعیف ساتھیوں' معصوم بچوں کے علاوہ ایسی مستورات کا سابقہ جن کی ردائیں تک چشم فلک سے پوشیدہ تھیں۔ علاوہ ازیں مخلوق خدا بے دریغ قتل و غارت اور لوٹ مار میں مبتلا تھی۔ بے سرو سامانی' تہی دستی' مہاجر کیمپوں کی صعوبتیں یہ ایک علیحدہ خونچکاں داستان ہے جس کا ذکر آئندہ ابواب میں آرہا ہے۔ ایسے پر آشوب دور میں جب کہ نفسا نفسی کا دور دورہ تھا دنیا کس کس دل ربایانہ انداز میں بنی سنوری فقیر کے سامنے پیش ہوئی مگر فقیر نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پورا پورا بھروسہ کیا۔ سیدی مرشدی کی توجہ شامل حال رہی اولیاء اللہ کے مزارات سے بہ وسیلہ اعلیٰ حضرت سہارنپوری استعانت طلب کی اور الحمد للہ! ثم الحمد اللہ کے فقیر کو اس خون آشام دور میں بھی سکون قلب نصیب رہا۔ اور پائے استقلال کو جنبش نہ ہوئی اور کانوں میں بار بار یہ صدائے حق آتی تھی۔

والنبلونکم بشئی من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات۔ وابشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبتہ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (آیت نمبر ۱۵۶' البقرہ) "اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے' تھوڑے سے ڈر اور بھوک اور تمھارے مال و جان اور پھلوں کی کمی سے۔ اور خوش خبری سنا دیجئے ان صبر کرنے والوں کو

کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچیں تو کہیں بے شک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"

اور ساتھ ہی ساتھ یہ مژدہ بارگاہ رب العزت سے بھی سنائی دیتا۔ **اولئک علیھم صلوات من الربھم ورحمتہ واولئک ھم المھتدون** (آیت ۱۵۷ سورہ بقرہ) "اور وہ لوگ جن پر بکثرت درود ہیں ان کے رب کی جانب سے اور رحمت' اور وہی ہیں ہدایت پانے والے۔"

سیدی مرشدی کی توجہ سے الحمد للہ کہ یہ حقیر فقیر ناچیز توکل علی اللہ پر کاربند رہا اور فرمان خدا کے تحت **وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیرم با لعباد** (آیت ۴۴ سورہ المومن) میں اپنا سب معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں بے شک اللہ بندوں کو خوب دیکھتا ہے۔

کراچی پہنچ کر فقیر بالکل تہی دست تھا۔ اتنا سرمایہ بھی پاس نہ تھا کہ کوئی معقول کاروبار شروع کرتا۔ اپنے آبائی کاروبار سونے اور جواہرات کا کام شروع کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ غلط ذرائع سے دولت کمانے کی مختلف اطراف سے بڑی دلکش پیش کشیں ہوئیں مگر فقیر اکل حلال و صدق مقال پر قائم رہا اور الحمد للہ آج روزی کے سلسلے میں ایک کامیاب اور مطمئن زندگی گزار رہا ہوں۔ یہ سب میرے مرشد کی توجہ اور نگاہ کرم ہے۔

تقسیم ہند اور خونی انقلاب کی پیشنگوئی

کچھ سیدی و مرشدی اعلیٰ حضرت سہارنپوری کے متعلق

میرے پیرو مرشد قطب الاقطاب صدر و الصدور اعلیٰ حضرت شاہ انعام الرحمٰن قدوسی سہارنپوری محلّہ شاہ بہلول سہارنپور شریف میں اقامت گزیں تھے۔ وہاں سے جب بھی دہلی تشریف لاتے تو علم و عرفان کی مجالس قائم ہوتیں۔ انوار و برکات کا نزول رہتا اور اعلیٰ حضرت سہارنپوری اپنے مواعظ حسنہ سے مخلوق خدا کو درس ہدایت فرمایا کرتے ایسے دلنشیں اور پیارے انداز میں سامعین کو مخاطب کرتے کہ سامعین ہر طرف سے بے نیاز ہوکر ہمہ تن گوش ہوکر ان کے ارشادات سنتے اور سر دھنتے۔ بے سکون' سکون پاتے اور بدعقیدہ صحیح راہ پر گامزن ہوجاتے۔ مریض شفاء یاب ہوتے اور بے شمار مخلوق خدا ان کے مواعظ حسنہ سے مستفیض ہوکر اپنے ایمان تازہ کرتی اور قلب و روح کو تمانیت بخشتی۔ ہم پیر بھائی مخصوص نشست میں اعلیٰ حضرت سہارنپوری کے گرد بیٹھ جاتے تو اکثر زمانے کی مطابقت سے پوچھتے کہ حضور یہ انگریز ہندوستان کو کب چھوڑے گا۔ جواباً اعلیٰ حضرت سہارنپوری فرماتے یہ تو ایک دن آخر چلا ہی جائے گا لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوگا وہ ناقابل برداشت ہے اور آبدیدہ ہوجاتے۔ ہم خوف زدہ ہوجاتے۔

CS CamScanner

ایک دن فرمایا کہ "انگریز کے جانے کا وقت آگیا۔ حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ سب اولیاء اللہ کے دستخط ہوگئے ہیں۔ جب تک وہ دستخط نہ کریں فرنگی نہیں جاسکتا۔ پھر ایک روز محفل میں فرمایا' حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے دستخط بھی فرنگی کی روانگی کے پروانے پر ہوچکے ہیں۔ اب وہ ہندوستان چھوڑ دے گا مگر...."

اس کے بعد وہ خاموش ہوگے اور آبدیدہ نگاہوں سے آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھ لی۔ ہم حاضرین پھر خوف زدہ ہوگئے اور سوچنے لگے الٰہی یہ کیا ماجرا ہے' مگر یہ ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ ان ہی دنوں اعلیٰ حضرت سہارنپوری کی سرکردگی میں حضرت کلیم اللہ جہاں آبادی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔ سب بزرگ اور پیر بھائی شریک تھے۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے فرمایا' "میں نے ایک خواب دیکھا ہے آپ لوگ اس کی تعبیر دیں" ہم ہمہ تن گوش ہوگئے۔

اعلیٰ حضرت سہارنپوری کا خواب

فرمایا کہ' "میں نے دیکھا حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ چہار زانوں تشریف فرما ہیں۔ حکم دیتے ہیں اچھا!.... لاؤ' خادم ایک خربوزہ لایا جس سے حضرت کی گود بھر گئی۔ پھر چھری منگوائی اور اس خربوزے کے دو ٹکڑے کردیئے ایک چھوٹا اور ایک بڑا۔ چھوٹا ٹکڑا دائیں طرف کھڑے گورے رنگ کے اور بڑا ٹکڑا بائیں طرف کھڑے کالے رنگ کے آدمی کو دے کر فرمایا' جاؤ ٹھیک ہے اور اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اب آپ لوگ تعبیر دیں۔" عرض کیا حضور بہتر جانتے ہیں' کرم فرمادیں۔ آپ نے فرمایا' "مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان دو حصوں میں بٹ گیا۔ چھوٹا حصہ مسلمان کو اور بڑا حصہ ہندو کو ملا ہے۔" پھر فرمایا' "حضرت سلطان جی رحمتہ اللہ علیہ کے دستخط بھی ہوگئے۔ اور یہ کہہ کر آبدیدہ ہوگئے۔" اور پھر پیش آنے والے تمام واقعات بالتفصیل بتلائے کہ فرنگی جاتے جاتے نفرت کا بیج بو جائے گا' قتل عام ہوگا' لوٹ مار آتش زنی' عصمتیں اور عفتیں پامال ہوں گی' سر پر ایسا انقلاب ہے کہ سب کچھ تہہ و بالا ہوجائے گا۔ شرفاء بے آبرو ہوں گے ۔ رذیل اور کمینے صف شرفا میں شامل ہوں گے۔ نفسا نفسی کا دور دورہ ہوگا۔ لٹتے پٹتے قافلے' بے سرو سامانی کی حالت میں بھوکے پیاسے تتر بتر ہوں گے۔ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہوگا۔ جو کچھ بھی اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے فرمایا' "چشم فلک نے ۱۹۴۷ء کے قیامت آفریں انقلاب میں سب کچھ دیکھ لیا۔ تباہ کن انقلاب۔ ایک عظیم انقلاب۔ الامان! الامان!! اعلیٰ حضرت سہارنپوری کی پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

فقیر نے اپنے پیر و مرشد سے جب پاکستان جانے کی اجازت چاہی۔ کیونکہ میرے دوست احباب جاچکے تھے اور نقل مکانی پر اصرار کر رہے تھے مگر فقیر کسی کے حکم کا پابند تھا جب تک اجازت نہ ملے میری ہجرت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ کچھ وقت گزارنے کے بعد جب کہ حالات بد سے بدتر ہوتے جارہے تھے۔ جس کا اعادہ فضول ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ میں نے اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت سہارنپوری سے پھر نقل مکانی کی اجازت طلب کی۔ تو حضور نے فرمایا' "میاں محمد فاروق رحمانی آپ کس طرح جاسکتے ہو۔ آپ کے جانے کا انداز کچھ ایسا ہوگا کہ عزیز و اقارب حلقہ میں ہوں گے' لاشوں پر سے گزروگے۔ ساتھ کچھ نہ ہوگا۔ مگر انعام الرحمٰن آپ کے ساتھ ہوگا۔ کوئی گولی اثر انداز نہ ہوگی اور نہ ہی کوئی بم تمہارے نزدیک پھٹے گا۔ مال کچھ بھی ساتھ نہ ہوگا۔ ہاں جانوں کی خیر ہوگی' سلامتی ہوگی۔ انشاء اللہ! میں یہ سن کر لرز اٹھا۔ آخر وہ وقت آپہنچا۔ پہاڑ گنج دہلی میں ساری رات گولی چلتی رہی۔ ہندوں فوج نے گھیرا ڈال لیا۔ جو باہر نکلتا سنسناتی گولی آتی اور جسم چیر کر نکل جاتی۔ لوٹ مار شروع ہوگئی۔ خنجر زنی' آتش زنی بے تحاشہ چیخ و پکار' مار دھاڑ' مارو' کاٹو' لوٹو' بچاؤ' ہوشیار' خبردار کی صدائیں ایک قیامت صغریٰ تھیں۔ الٰہی توبہ! الٰہی توبہ! دل لرز رہے تھے' معصوم ماؤں کی گودوں میں چھپ رہے تھے۔ خدا خدا کرکے صبح ہوئی تو گھر کا آنگن پناہ لینے والوں سے بھرا پڑا تھا۔ فقیر نے فجر کی نماز کی امامت کی۔ دعائیں مانگیں' فارغ ہوکر ناشتہ کا بندوبست کیا۔ ہجوم اس قدر تھا کہ گھر کا راشن ایک ہی وقت میں ختم ہوگیا۔ اب بھوک کا مسئلہ درپیش تھا۔ فقیر نے رو رو کر سجدہ ریز ہوکر دعا کی کہ' "اے باری تعالیٰ کوئی امر تیرے علم سے باہر نہیں۔ تو علیم و خبیر ہے' تو سمیع و بصیر ہے۔ عاجزانہ درخواست ہے کہ اس مصیبت اور ابتلاء میں دستگیری فرما۔ شکستہ دلوں کی دعا سن لے' صرف اتنی سن لے کہ عزت و آبرو کی خیر ہو' بچے آنکھوں کے سامنے نہ کٹیں۔ ایمان ضائع نہ ہو۔ اے روزی رساں زندگی قائم رکھنے کے لئے غیبی امداد فرما۔ گریہ و زاری جاری تھا کہ اعلان ہوا۔ قاضی زین العابدین صاحب سفید جھنڈا لے کر نکلنے والے ہیں۔ کوئی سامان نہ اٹھائے سب چھوڑ دے اور گھروں سے نکل کھڑے ہوں۔ میرے بھانجے نے جواہرات کی پیٹیاں بغل میں دبائیں اور بھرا گھر چھوڑ دیا۔ دل دکھ رہا تھا۔ نیا مکان جس کا رنگ بھی میلا نہ ہوا تھا۔ ہزاروں کے قالین بھرا پرا گھر اور ساز و سامان چھوڑ آئے۔ شیروانی پہنے گھر سے خالی ہاتھ لکڑی سنبھالے نکل آئے۔ پہاڑ گنج میں اجتماع ہوا۔ فوجوں' سپاہیوں اور پہرے داروں نے بچا کھچا دھروالیا اور تین کپڑوں میں نکال باہر کیا۔ بازار میں نکلے عفت ماب خواتین ہمراہ' جھکی نگاہیں' لرزتے قدم' روتی آنکھیں' ردائیں لپیٹیں جن کے قدم ڈیوڑھی سے باہر نہ نکلے تھے بیٹھی رو رہی تھیں۔ عجب بھگدڑ کا عالم تھا۔ نفسا نفسی کا دور دورہ تھا۔ چونا منڈی کی فائرنگ نے رہے سہے۔ اوسان بھی خطا کردیئے۔ عید گاہ کی طرف سے شور اٹھا۔ شرنارتھی آرہے ہیں۔ ہٹو' بچو' جانیں بچاؤ' ظالموں نے عجب قیامت برپا کررکھی تھی۔ گولیاں تڑپ تڑپ سڑاپ سڑاپ کرتی تمنچوں سے نکلتی اور ارد گرد ڈھیر ہوجاتی۔ شیروانی پر ایسے

لگتیں جیسے کنکریاں۔ کانوں کے پاس سے سائیں سائیں کرتیں گزر جاتیں۔ بم بھی ارد گرد گرے مگر میرے مرشد کا فرمان نہ گولیاں لگیں نہ بم پھٹے۔ جانیں محفوظ رہیں۔ عزت و ناموس کی خیر ہوئی۔ باقی سب ختم۔ اللہ! اللہ! خیر سلا۔ میری بچی فریدہ گھبراہٹ میں گر گئی جلتی دیر میں اسے اٹھا کر سینے سے لگایا درجنوں قدم پیٹھ پر سے گزر گئے۔ میرے بیٹے محمد اقبال کی گود میں میری دوسری بچی ساجدہ تھی۔ بیمار ماں بیٹے کے ساتھ کئی وقت کا فاقہ اہل خانہ بچوں کے قدم نہ اٹھتے تھے۔ میرے پیٹ پر پانچ سور شرابہ بندھا تھا۔ امت بلند تھی۔ والدہ محمد اقبال کو کمر پر اٹھایا۔ یہ رستہ بڑی مشکل سے طے کیا۔ عید گاہ کے پاس کہنہ پر جگہ ملی جہاں پر ڈیرہ ڈال دیا۔ چادر نہ بچھونا۔ چائے نہ پانی۔ فرش نہ فروش نیچے زمین سروں پر آسمان۔ عجب بے چارگی کا عالم تھا۔ اتنے میں ابر چھا گیا۔ چھاجوں مینہ برسا' کوئی سایا نہ سائبان۔ منوں پانی بیماروں نے' معصوموں نے' ضعیفوں نے اپنے اپنے سروں اور سینے پر لیا۔ الٰہی توبہ! الٰہی توبہ' عجب قیامت خیز گھڑی تھی۔ سامنے ہندو ملٹری تانی گنیں سنبھالے ہماری طرف رخ کئے کھڑی تھی۔ میرے ماموں خسر بولے' یہ ہمیں اڑانے کی فکر میں ہے' میں بولا اب ان کے ہاتھوں ہماری موت نہیں آسکتی اگر ان کے ہاتھوں مرنا ہوتا تو پہاڑ گنج میں مرجاتے۔ منشی نور العمر بھی ہمارے ساتھ تھے۔ سہمے بچوں کو سینے سے لگائے۔ بھوکے پیاسے یہ رات کٹ گئی۔ سپیدہ سحر نمودار ہوا۔ بھوک نے ستایا۔ بچے بلبلائے۔ بڑے آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ میری جیب میں صرف تین روپے تیرہ آنے تھے۔ ادھر بھوک سے نڈھال مخلوق خدا وہ پیسے کسی دوسرے حاجت مند کو دے دیئے۔ مالک پر پورا بھروسہ رکھا۔ دوپہر ہوئی دھوپ نکلی۔ کہیں سے چنے ملے۔ کہیں سے دال۔ بچے بہل گئے۔ میرے ماموں کے بچے غائب تھے۔ وہ روتے ہوئے آئے تو ایک آیت کریمہ پڑھنے کو دی کہ جو ان پر بیتی ہوگی معلوم ہو جائے گا۔ صبح ماموں کے ہمسائے مولوی سراج الدین زخموں سے چور چور پہنچے۔ ان سے معلوم ہوا کہ بچے شہید کر دیئے گئے اور وہ بمشکل جان بچا کر آئے ہیں۔ ہمارے ایک معتقد اور محب بابو قصاب نے قصاب پورے سے یہ علاقہ فسادات سے محفوظ تھا۔ بریانی کی دیگیں بھجوائیں۔ مگر ہم تک پہنچنے سے پہلے لٹ لٹا گئیں۔ ہمارے ساتھ ایک درویش کامل مسمی شاہ جی بھی تھے۔ ان سے عرض کی کہ بچے بھوک سے نڈھال ہیں انہوں نے ہاتھ اٹھائے تھے کہ کسی اور کرم فرمانے بریانی کی دیگیں بھجوائیں۔ باہر نکل کر ضرورت مندوں میں تقسیم کیں اور اسی آپا دھاپی میں میرا پشمینہ شال بھی تبرک ہو گیا۔ ایک ہفتہ اسی حال میں گزر گیا۔ بعد میں سلطان محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ہمایوں کے مقبرے پر ڈیرا مل گیا۔ عید گاہ کی متولی شیخ جمیل الرحمٰن اور حاجی عبدالغنی صاحب اور ان کے بیٹے کو ہماری ناگفتہ بہ حالات کا پتہ چلا تو چھکڑا بھر کر کپڑے بھجوا دیئے۔ وہ ہم نے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیئے۔ مجھے کہا گیا کہ اپنے لئے بھی رکھ لیں' جواب میں کہا کہ یہ مجھے ملے تھے میں نے آگے تقسیم کر دیئے۔ یہی حکم ربی ہے۔ کیمپ میں ہیضہ وبائی صورت اختیار کر گیا۔ میرے بیٹے محمد اقبال کو بھی وبا نے لپیٹ لیا۔ استاد الحکما حکیم اختر حسین

سے دوا پوچھی جو کیمپ میں ہمراہ تھے فرمایا۔ آک کی جڑ تھپیل کر کوٹ کر گولیاں بنالیں جس کو ایک گولی دی آرام ہوگیا۔ یار لوگوں کو میری اقامت کا پتہ چل گیا۔ تحفہ تحائف آنے لگے۔ دستر خوان بچھنے لگا۔ اللہ کی دکھی مخلوق آتی ہے اور شکم سیر ہوکر جاتی۔ میری والدہ کی منہ بولی بہن اور استاد حکیم اختر حسین بھی میرے ساتھ رہنے لگے اور وقت گزرنے لگا۔

ایک روز حسب معمول حضرت سلطان جی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں حاضری دی' عرض کی حضور ہم آپ کی ولایت میں کب تک رہیں گے۔ یہ دھندہ تو اپنے بس کا نہیں رہا۔ ڈھائی گھنٹہ مراقبہ کیا۔ میرے استاد حکیم صاحب' نواب صاحب' بھائی محمد شفیع اور سلطان میاں ہمراہ تھے۔ سلطان جی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے پیار و محبت اور شفقت سے حکم فرمایا' "ہم نے آپ کا اقبال آپ کو واپس کیا۔ اچھا وقت آنے والا ہے۔" یہ حکم سن کر جسم میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ واپس ہوئے تو راستہ بند تھا۔ ڈوگرہ سپاہی بندوق تانے سامنے آگیا اور راستہ روک لیا۔ میں نے کہا کہ یہ جانور ہے جانور۔ وہ یہ لفظ جانور سمجھ گیا' چلایا کیا تم ہمیں جانور کہتے ہو؟ میں بولا کہ' ہم اس جگہ کو جانتے ہیں۔ وہ بولا کہ اچھا جاؤ اور سامنے سے ہٹ گیا۔ سب گھبرا گئے۔ میرے بتلانے پر کہ ہمارا اقبال واپس مل گیا ہے اب ہم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یہ سن کر سب کو تسلی ہوئی۔ راستے میں ایک کاغذ کیچڑ سے لت پت ملا۔ جس پر اللہ جل جلالہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا۔ اس کو اٹھایا سنبھالا' معبود نے کرم فرمادیا۔ پھر جو آیا بامراد ہی گیا۔ جس کے لئے جو خیال کیا وہ ہوگیا۔ ۱۹۴۷ء کا انقلاب الامان الحفیظ۔ آج بھی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ بارگاہ رب العزت میں دست بہ دعا ہوں کہ ایسا برا وقت کسی پر نہ آئے۔ (آمین) اب حالات یہ تھے کہ ڈیرے پر بیٹھا رہتا' مخلوق اپنے اپنے دکھڑے لے کر آتی ہر ایک کو تسلی دیتا۔ جو کچھ اپنی طرف سے ہوتا مدد کرنے میں دریغ نہ کرتا۔ لوگوں کو بتلاتا فلاں ٹرین سے جاؤ فلاں سے مت جاؤ۔ کٹ جائے گی۔ ویسا ہی ہوتا' لوگ جوق درجوق آنے لگے اور اپنی مشکلات کا حل طلب کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور مرشد پاک کی توجہ اور نظر کرم جو مشورہ بھی کسی کو دیا ۔ صائب ہوا۔ ان ہی دنوں سکونت تبدیل کرکے کوچہ رحمان میں مکان کرائے پر لے لیا۔ اس جگہ اللہ کا کرم رہا۔ امن و سکون سے ایک ماہ گزر گیا۔ اس جگہ میرا ایک ہندو شاگرد مسمی نریندر ناتھ بھوٹانی جو میرا بے حد عقیدت مند تھا' ملنے آیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ میری بے حد قیمتی لائبریری جس میں متعدد نایاب و نادر قلمی نسخے بھی تھے بلوائیوں نے نذر آتش کردی۔ چند بچی کچی کتابیں جو ملبے سے بچ گئیں مجھے دے گیا۔ مجھے اپنی قلمی بیاض اور قیافہ جالینوس کے قلمی نسخے کے ضائع ہوجانے کا بے حد افسوس تھا وہ میری حالت دیکھ کر ازراہ محبت و مودت رو دیا اور میرے کہنے کے مطابق اس نے تگ و دو کرکے مجھے ملتان کے ہوائی جہاز کے ٹکٹ لاکر دے دیئے۔ ان ہی دنوں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ میں اپنے ایک معتقد ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب کی دکان کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ ڈاکٹر

صاحب میاں عبدالخالق رحمانی (میرے خلیفہ) کے خسر ہوتے ہیں وہ فرمانے لگے قبلہ فاروق صاحب! آج آپ کی فراست اور علم کا امتحان ہے۔ بتلایئے چاند انتیس کا ہوگا یا تیس کا؟ میں نے کاغذ پنسل لی' حساب کرکے بتلایا کہ چاند انتیس کا ہوگا۔ عید پرسوں ہوگی' انشاء اللہ! مگر رات ہوگئی چاند نظر نہ آیا۔ ہم بھوٹے گردانے گئے مگر بارہ بجے دوپہر کے بعد اعلان ہوا کہ چاند ہوگیا۔ روزہ نہ رکھا جائے۔ افطار کرلیں۔ افطاری تو دوپہری کے بعد ہوگئی مگر مسئلہ عید کا آن پڑا۔ کیونکر ادا ہو۔ آخر عید دوسرے دن پڑھی گئی۔ ان کو دیگر میرے احباب کو میرے علم کی درستگی کا یقین ہوگیا بات آئی گئی ہوگئی۔ مگر میرے احباب پر میرے حساب کی صداقت کا گہرا اثر قائم ہوگیا۔ ایک دن سب نے مجبور کیا کہ فاروق صاحب بتلایئے کیا ہونے والا ہے؟ یہ تقسیم ہند کے زمانے کی بات تھی۔ سوال بڑا کٹھن تھا۔ اس لئے نہیں کہ جواب نہیں دیا جاسکتا تھا یا حساب میں کوئی کمی یا خامی تھی۔ بلکہ بات دراصل یہ تھی کہ جو کچھ ہونے والے تھا وہ فقیر کی نگاہوں کے سامنے تھا۔ اچھی خبرسنانی تو آسان ہے مگر بری خبر کو خوبصورت پیرائے میں پیش کرنے کے لئے اچھے الفاظ کی ضرورت ہوتی ہے جن کی تلاش کرنی پڑتی ہے۔ سوچ سوچ کر بتلایا کہ ہماری دکانوں کے سامنے ہزاروں کا مال پڑا ہوا ہوگا دنیا لے جارہی ہوگی اور ہم کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔ وہ ہنس پڑے۔ میں بولا ہنسنے کا مقام نہیں توبہ کا مقام ہے۔ قتل و غارت گری ہوگی خون کی ندیاں بہہ جائیں گی فقط جان بچاکر نکلو گے۔ ناموس کی خیر مانگو عزت بچ جائے۔ آخر ایک دن ایسا ہی ہوا۔

پاکستان کی طرف ہجرت اور استمداد مزارات اولیاء

بھوٹانی صاحب نے ہمیں ملتان کی ٹکٹیں لاکر دیں۔ ملتان پہنچ کر ہم نے وہاں تقریباً ایک ماہ قیام کیا۔ میرے دوسرے عزیز بھی وہاں پہنچنا شروع ہوگئے اور سکون سے وقت گزرنے لگا۔ فقیر نے اپنے شیخ کی وساطت سے اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری شروع کردی۔ سب سے پہلے خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوکر عرض کی کہ "حضور یہ لٹا پٹا قافلہ دہلی سے آپ کی ولایت میں آن پہنچا ہے۔" حکم فرمادیں۔ حضرت صاحب نے باکمال شفقت اس لٹے پٹے قافلے کے سالار کو تسلی دی اور فرمایا "کراچی چلے جاؤ" پھر شاہ رکن عالم رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا وہاں سے بھی صاف اور صریح حکم ہوا کہ "بیٹے کراچی چلے جاؤ" پھر شاہ شمس سبزواری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس سے بھی یہی حکم ملا کہ "کراچی چلے جاؤ وہاں تمہارا انتظار ہے۔" اس کے بعد حضرت خواجہ شاہ جمال رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا وہاں وہی سکون نصیب ہوا جو دہلی میں حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر میسر تھا۔ وہاں سے بھی یہی حکم ہوا کہ "کراچی چلے جاؤ'

CamScanner

انتظامات کردیئے ہیں۔" فقیر پھولا نہ سمایا' خوشی خوشی کراچی کے سفر کی تیاری شروع کردی اور اللہ کا نام لے کر ملتان سے کراچی روانہ ہوگیا۔ میرے ہمراہ اکیس افراد کا قافلہ تھا اور ٹکٹ صررف انیس ۱۹ دستیاب ہوئے تھے۔ دو ٹکٹوں کی کمی تھی۔ مگر حالات ایسے تھے انقلاب کا زمانہ تھا۔ افرا تفری کا دور دورہ' ملکی نظام تلپٹ' لاکھوں مہاجر ادھر سے ادھر سرگرداں تھے۔ ٹکٹوں کی کمی بیشی کون پوچھتا تھا اور کس کو فکر تھی۔ اللہ اکبر! ایک وہ زمانہ تھا کہ والدہ حضور کی زندگی میں ایک بار' جے پور سے دہلی آتے ہوئے عجلت میں ٹکٹ نہ لے سکے۔ خیال تھا کہ دوران سفر ٹکٹ بنوالیں گے۔ کسی آشنان کی وجہ سے تیرتھ یا تریوں کا ازدحام تھا۔ کھوے سے کھوا چھلتا تھا۔ ٹی ٹی صاحبان بھی نہ آئے یہاں تک کہ جب دہلی کے اسٹیشن پہنچے تو ٹی ٹی قطار باندھے نظر آئے لیکن شدید بھیڑ' دھکم پیل کی وجہ سے وہاں بھی ٹکٹ نہ بنواسکے اور بھیڑ نے باہر دھکیل دیا۔ گھر آکر والدہ سے ذکر کیا اور غلطی کا اعتراف کیا۔ والدہ صاحبہ نے اظہار ناراضگی کیا اور ٹکٹ کے برابر بلکہ کچھ زائد کا کھانا پکواکر فوراً غرباء میں تقسیم کروادیا۔ کراچی پہنچ کر انتظامیہ کے فوجی افسر سے جو کہ اسٹیشن پر مہاجروں کی دیکھ بھال اور ان کی رہائش کے بندوبست پر معمور تھا دو ٹکٹوں کا ذکر کیا کہ اس کی رقم ہم سے لے لی جائے۔ اس نے یہ بات سن کر کہا' کہ ٹرین مہاجروں کی سہولتوں کے لئے چلائی جارہی ہیں ایسی حالت میں بھی آپ کو دو ٹکٹوں کا شدید احساس ہے۔ اس افسر نے ہمیں ایک جگہ بٹھادیا اور کہا کہ کچھ دیر آپ انتظار کیجئے میں آپ کی رہائش کا خود بندوبست کروں گا۔ ہوتی مارکیٹ' بلوچ اسکول کے ہال میں ہمارا عارضی قیام اس افسر نے کرادیا۔ اس عرصہ میں' میں نے مکان کی تلاش شروع کردی اور عمر بھائی جودھ پور والے کی وساطت سے رنچھوڑ لائن میں کمرہ ملا۔ میرے ایک دوست اسمٰعیل خان نے گھر سے برتن لاکر دیئے اور آٹھ سو روپے پیش کئے مگر میرا ہاتھ کبھی سوائے والدہ کے والد کے سامنے بھی دراز نہ ہوا تھا روپے لینے سے انکار کردیا۔ آخر بعد اصرار بطور قرضہ حسنہ یہ رقم لے لی۔ یہ قرض بندے نے بعد میں ادا کردیا۔ صرف ستر روپے باقی تھے کہ وہ انتقال کرگئے کسی کو اس کی خبر نہ تھی۔ ان کی اہلیہ زبیدہ جو میری عقیدت مند ہیں۔ ان کو بلایا اور یہ حساب سمجھاکر ادائیگی کردی۔ وہ حیران ہوئی کہ ایسے صاحب معاملہ لوگ بھی فی زمانہ موجود ہیں۔ گھر کا سامان اکٹھا کیا زندگی کا قافلہ رواں دواں ہوا۔ کراچی کو مسکن بنایا زندگی میں بے شمار نشیب و فراز آئے مگر والدہ کی تربیت اور شیخ کی توجہ سے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے مرشد کی وساطت سے اولیاء اللہ سے مدد چاہی' میرے رب نے کرم فرمادیا اب اچھا وقت گزر رہا ہے۔ الحمد للہ!

ملازمت میں دیانت داری شرط ہے

جب فقیر لٹا پٹا کراچی آیا تو اس وقت ایک روپیہ ایک اشرفی سے زیادہ قیمتی تھا۔ یہاں پانچ سو روپے ملازمت کی پیش کش ہوئی انکار کردیا کہ پابندی نہیں ہوسکتی۔ چند منٹ کام نہ کیا' روزی حرام۔ جواب دیا کہ میاں ہم نے جو ایک سے نکاح کیا ہے وہی بمشکل نبھ رہا ہے۔ دوسرا کیسے کرلیں۔ مطلب ملازمت کی ذمہ داری نبھانے سے تھا۔ جیسا کہ پہلے عرض کرچکا ہوں کہ توکل علی اللہ پر سختی سے کاربند رہا اور اپنے سب امور اللہ کے سپرد کردیئے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں کرم فرمادیا۔ ایسے حالات پیدا ہوگئے کہ میری روزی کا بندوبست میرے گھر پر ہی ہوگیا الحمد للہ نہ صرف اپنے اہل و عیال بلکہ دیگر مخلوق خدا کی مدد کے بھی قابل ہوگیا اگرچہ ولایت کی سند استقامت ہے کرامت نہیں۔ (الاستقامت فوق الکرامت) لیکن سنت الٰہی یہی ہے کہ انبیاء کرام کو معجزات سے' اولیاء اللہ کو کرامات سے نوازتا ہے کہ فرق مراتب ظاہر ہیوکہ منشائے قدرت ہے۔ اور تبلیغ و احکام الٰہی میں آسانی ہو۔ اصلاح و احوال مریدین کے یقین پختہ کرنے کے لئے باذن اللہ بعطائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیر سے خارق عادات عمل سرزد ہوجاتے ہیں۔

اقسام کشف

کشف کی بہت سی اقسام ہیں۔ کشف کونی۔ کشف ذاتی۔ کشف قلوب۔ کشف قبور وغیرہ۔ تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کے بعد جب حجابات اٹھ جاتے تو علوم غیبیہ بہ قدر ظرف و ہمت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے عطا ہونے لگتے ہیں۔ یہی کشف کی حقیقت ہے۔ لیکن اظہار کشف پر قانون شریعت و طریقت کی پابندی ہے۔ ان حالات میں تصور شیخ و توجہ شیخ اور تصرف شیخ کو بڑا دخل ہے۔ تصور مرید صادق یاد مرشد میں کرتا ہے۔ تصور مرید کی طرف سے ہے اور توجہ مرشد کی طرف سے۔ اس طرح پر ہوتی ہے کہ ادھر مرید صادق نے شیخ کا تصور کیا ادھر مرشد نے خیال کیا کہ اس وقت کون اور کس لئے یاد کرتا ہے اور اس کے قلب میں کیا ہے۔ اس کا جواب دیتا ہے۔ کرامت یہ ہے کہ وہم و گمان خواب و خیال فہم و فراست سے ماورا کوئی عمل ظہور میں آجائے۔ معجزہ انبیاء کی شہادت ہوتی ہے اور کاملین کے لئے خوارقات ۔ ان کی صحبت میں بات بات پر عجیب حالات و واقعات و مکاشفات قلبی وغیرہ کا ظہور بکثرت ہوتا ہے جو عام لوگوں صحبت میں معدوم ہوتا ہے۔ تصرفات ظاہری بھی ہوتے ہے اور باطنی بھی۔ ظاہری تصرف توجہ ہی کی قسم سے ہے کہ مریدین باصفا کی مشکلات حل کرانا پریشانیاں دور کرانا وغیرہ۔ باطنی تصرف یہ ہے کہ قلب کی طرف خیال کرے اور وہ بولنے لگے۔ اور اس کے بیانات سے عرفان کی بارش ہونے لگے۔

فقیر کو شہدائے کربلا اور اولیاء اللہ بزرگان دین سے خاص نسبت ہے اور ان کا فیضان حاصل ہے۔ مشتے نمونے

CS CamScanner

از خروارے۔ میں اس جگہ بعض واقعات کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں۔

فیضان امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فقیر کو امام عالی مقام سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سبیل لگانے اور ان کے ایصال ثواب کے لئے شربت وغیرہ تیار کرکے محرم کے ایام میں پلانے کا بہت ہی ذوق و شوق رہا ہے۔ اور فقیر اس کا اہتمام نہایت ہی پاکیزگی' نفاست اور شان و شوکت سے کرتا تھا۔ چنانچہ اس سلسلے میں ایک محب بزرگ سید عوض علی شاہ صاحب جو دہلی میں سکونت رکھتے تھے۔ اور اس وقت بھی ان کی صاحبزادی ملیر کراچی میں مقیم ہیں اور میرے خلیفہ قاری ممتاز احمد صاحب رحمانی کے سلسلہ میں داخل ہیں۔ انہوں نے والدہ ماجدہ کو اپنا ایک خواب بیان کیا کہ آپ کے صاحبزادے میاں محمد فاروق نے جو سبیل لگائی ہے اس سے حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گلاس بھر کر شربت نوش فرمایا ہے۔ ان کی یہ خدمت بارگاہ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مقبول ہوئی ۔ گویا فقیر پر امام عالی مقام کا فیضان ہے جو تاایں دم جاری ہے اب تک فقیر ہر سال الفاروق کراچی پر محرم الحرام کے ایام میں بیان شہادت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ و شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی محافل فاتحہ منعقد کراتا ہے جن میں بڑی شان سے علامہ محمد شفیع اوکاڑوی دامت برکاتہم امام حسین رضی اللہ عنہ و شہدائے کربلا رضی اللہ عنھم کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں اور اس کے بعد حلیم کا لنگر کھلایا جاتا ہے۔

فقیر ۱۹۵۳ء میں پاکستان سے سہارنپور شریف گیا۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری کی ایماء پر برادر طریقت خلیفہ حضرت محمد جعفر عاشق رحمانی کے توسل سے حضرت مخدوم پاک حضرت علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ مراقبہ میں شرف قدم بوسی و ہمکلامی حاصل ہوئی۔ اور حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ نے نہایت مشفقانہ لہجہ میں فرمایا' "تم ہمارے بچے ہو۔ ہم تم سے خوش ہیں۔" اسی سال کا ایک اور قابل ذکر واقعہ ہے کہ سہارنپور شریف کی مسجد حسنہ کے صحن میں جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل ہورہی تھی مسجد کا اندرونی حصہ خالی رکھا گیا تھا دریافت کرنے پر اعلیٰ حضرت سہارنپوری سے معلوم ہوا کہ ارواح مقدسہ کے احترام میں وہ جگہ خالی رکھی گئی ہیں۔ آپ نے میری پشت پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا۔ دیکھو پہلے تو کچھ نظر نہ آیا مگر فرمانے پر بے شمار ارواح مقدسہ کی زیارت ہوئی۔ ان ارواح مقدسہ کی شبیہ بتلائی تو حضرت سہارنپوری نے ان کے اسماء مبارکہ بتلائے۔ یہ حضرات مختلف قسم کے لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ شب کی مجلس میں آپ نے فرمایا۔ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ' خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ اور عالم پناہ مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ

تشریف فرما تھے۔

فقیر کو آستانہ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ سے خاص نسبت ہے اور فیضان ہے دہلی کی جامع مسجد کے دریبہ کلاں والے دروازے کی طرف ایک غلیظ' گندے کپڑوں اور الجھے ہوئے بالوں والا مجذوب آیا ہوا تھا جو سیف زبان مشہور تھا جس کی طرف دیکھ لیتا وہ اٹھ کر نہ جاتا تاآنکہ وہ خود نہ کہے میرا قلب بھی کھنچتا مگر اس کی بدبو اور گندگی کی وجہ سے مجھے پاس بیٹھنا گوارا نہ تھا۔ ایک روز اس نے خود بلایا میرے عذر کرنے پر اس نے چلا کر کہا تو کل مرجائے گا۔ برجستہ میری زبان سے نکلا میں تو روزانہ رات کو مرتا ہوں اور صبح زندہ اٹھتا ہوں۔ ایک صاحب نے گفتگو سنی تو فرمایا کہ جواب تو آپ کا درست ہے مگر یہ مجذوب جو کہتا ہے پورا ہوجاتا ہے۔ بہ تقاضائے بشریت مجھے تشویش ہوئی۔ فقیر سیدھا حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ پر حاضر ہوا اور حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں درخواست پیش کردی کہ یہ گندہ مجذوب دھمکاتا ہے توجہ فرمائیں اسی شب خواب میں خود کو مزار مبارک کی غلام گردش میں دیکھا۔ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ مزار شریف سے باہر تشریف لائے ہاتھ میں ڈنڈا ہے اور مجھے فرمایا۔ میرے پیچھے آؤ۔ اچانک سامنے سے وہی مجذوب آگیا حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ دوڑ کر گئے اور اس کے سر پر ڈنڈا مار کر کہا' "میرے بچے کو تنگ کررہا ہے۔" ایک دھواں سا اٹھ گیا۔ میں قدموں پر گر پڑا۔ فرمایا' میں نے اس کو ختم کردیا اب نہیں آئے گا۔ صبح دیکھا تو وہ غائب تھا۔ فقیر مزارات پر عرض کردیتا تھا۔ مسائل حل ہوجاتے اور رہبری ہوجاتی تھی۔

فقیر کی پیدائش سے پہلے دادا حضور رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ "میرے گھرانے میں ایک چراغ روشن ہونے والا ہے۔" جس کا ذکر ابتداء میں ہوچکا ہے وقت گزرتا گیا۔ اماں حضور کے زیر تربیت فقیر پروان چڑھتا گیا۔ شادی بھی ہوگئی مگر اس دوران دادا حضور رحمتہ اللہ علیہ کو کبھی خواب میں نہ دیکھا۔ جب اعلیٰ حضرت سہارنپوری پیرو مرشد کی غلامی کا شرف حاصل ہوا اور فقیر کراچی آکر مقیم ہوگیا۔

مرید کے لئے پیر ہی باب رحمت ہوتا ہے

ایک شب دادا حضور رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ انتہائی پیار و شفقت سے نزدیک بلایا۔ عرض کی کہ حضور ہم نے آپ کو نہیں پہچانا۔ فرمایا ہم آپ کے جد امجد تاثیر شاہ ہیں اور فرط محبت سے گلے لگایا۔ اور ایسا بھینچا کہ ہر رونگٹے سے اللہ! اللہ کی صدا بلند ہونے لگی اور جسم ہلکا پھلکا سا ہوگیا۔ جب میں سہارنپور گیا تو اعلیٰ حضرت سہارنپوری سے ذکر کیا تو تعبیر ملی کہ میاں آپ کو خاندانی ورثہ ملا ہے معلوم ہوا کہ خزانچی میرے شیخ ہیں

ان کی غلامی کا شرف حاصل ہونے پر دادا جان رحمتہ اللہ علیہ سے بھی اپنا حصہ ملا۔ اس واقعے سے وسیلے کی حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ بدعقیدہ لوگوں کا کہنا کہاں تک صحیح ہے کہ وہ براہ راست خدا سے سب کچھ لیں گے۔ مگر یاد رکھنے کی بات ہے کہ بغیر وسیلہ کچھ نہیں ملتا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ درمیان میں نہیں لاتے ان کی دعا بھی قبول بارگاہ نہیں ہوتی۔

آگرہ میں ایک صاحب حبیب الرحمان گھڑی ساز تھے جن کے ہاں ایک بزرگ آغا صاحب نامی کی بیٹھک تھی۔ انھوں نے ایک روز دوران ملاقات پوچھا کہ دہلی کے معلوم ہوتے ہو۔ کیسے آنا ہوا۔ عرض کی پھگن چند گوٹے والے کے بھتیجے جواہر لال کا کنٹھا تیار کیا تھا مگر وہ رقم ادا نہیں کرتا اور عرصہ سے ٹال مٹول کررہا ہے۔ آغا صاحب نے فرمایا کہ حساب تو ہوتا رہے گا۔ سناؤ میرے دوست شہاب الدین کی بھی کوئی خبر جن کا چاندنی چوک میں جواہرات کا کاروبار ہے۔ عرض کیا وہ میرے ماموں تھے جن کا انتقال ہوچکا ہے۔ افسوس کرنے لگے اور نہایت پیار سے کہا کہ آپ تو میرے فرزند ہو۔ اب اس کافر سے جاکر رقم کا مطالبہ کرو۔ عرض کی حضور ابھی وہیں سے آیا ہوں۔ اس نے پھر ایک ماہ پر ٹال دیا۔ غصہ میں آکر ڈانڈا زور سے زمین پر مارا آنکھیں سرخ ہوگئیں۔ اور فرمایا جاؤ ہم نے سوتے کو جگادیا ہے وہ ابھی حساب کرے گا۔ دوبارہ جاکر آواز دی۔ آنکھیں ملتا آیا اور اوپر لے گیا۔ گھر میں آواز دی' "اے دھرموں کی ماں! میاں آگئے ہیں اری تواجع کر تواجع! دعا کرالے۔ میں نے کہا کہ دعا تو ہوتی رہے گی پہلے حساب کرلیں۔ لرزتے اور کپکپاتے بولا' میاں اب بھی نہ کروں گا ابھی تو آپ کے پیرجی نے تالو پر لٹھیا برسائی ہے۔ ارے رام ارے رام ابھی درد باقی ہے۔ کھاتہ نکالا اور حساب کرکے رقم تھمادی۔ رقم لے کر سیدھا آغا صاحب کے پاس پہنچا۔ پوچھا رقم ملی۔ عرض کی حضور اب بھی نہ ملتی۔ ڈنڈا جو کھوپڑی پر رسید ہوا۔ میرے اصرار پر حبیب ہوٹل میں جاکر میرے ساتھ کھانا کھایا۔ اور پھر مجھے دعوت دی۔ مٹی کی ہانڈی میں ماش کی بے حد لذیذ دال پکاکر کھلائی۔ آغا صاحب بالائی منزل میں ذکر و فکر اور میں نچلی منزل میں معمولات میں مشغول ہوگیا۔ فارغ ہوکر سونے کی اجازت مانگی۔ فرمانے لگے لکھ لو۔ جہاں جاؤں گے۔ مخلوق آئے گی۔ اور تین بار بڑے زور سے میری طرف بڑھے اور پیچھے ہٹ گئے۔ میں نے کہا "فقیر بخیل نہیں ہوتا' جو چاہیں عطا کردیں۔" فرمایا' یہ بات نہیں تیرے شیخ کا ہاتھ درمیان میں آجاتا ہے۔ جلالی کیفیت کی وجہ سے فقیر پیچھے ہٹ گیا۔ صبح حبیب الرحمٰن سے ماجرائے شب دہرایا۔ آغا صاحب بے حد مسرور تھے فرمایا' آج سے یہ میرا بیٹا ہے۔ سر پر ہاتھ پھیر کا فرمایا' میں ان کو کچھ دیتا مگر ان کا پیر' پیر کامل ہے۔ مراقبہ کیا اور کہا تیرا حصہ تیرے پیر کے پاس ہے۔ اس کے پاس قادری اور صابری نسبتیں ہیں۔ میرا تو ہے ہی بیٹا۔ جب بھی دہلی تشریف لاتے بیسنی روٹی' گڑ' اور چٹنی طلب کرتے۔ بڑی مشکل سے معمولی کپڑے سے تیار کردہ ایک بنڈی قبول فرمائی۔

ایک بار میرے ہاں قیام تھا کہ عبدالعزیز ڈیزائن والے کی دوکان سے قیمتی پتھر کھوگیا۔ وہ روتا پیٹتا آیا۔ میں نے آغا صاحب کے سامنے پیش کردیا۔ آپ نے مراقبہ کیا اور کہا کہ دوکان کے نیچے جو نالی بہتی ہے اس میں ہیرا پڑا ہے۔ تمہیں نظر نہیں آتا مجھے صاف نظر آرہا ہے جاؤ اٹھالو۔ واقعی وہ ہیرا وہاں موجود تھا۔ بزرگوں کی بہت شفقتیں حاصل رہیں مگر ہم تو کورے ہی رہے۔ صرف تسبیح پڑھ چھوڑتے ہیں۔

عازم سوئے حرم

۱۹۵۵ء کا واقعہ ہے کہ جب فقیر نے پہلی مرتبہ حج بیت اللہ و زیارت روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل کیا تو ایک روز حج بیت اللہ پر روانگی سے پہلے حافظ مولوی شرف الدین صاحب میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی ترکیب بتلاتا ہوں۔ فقیر نے عرض کی میں تو اللہ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جارہا ہوں۔ وہ بزرگ کچھ افسردہ ہوگئے ذرا غور کیا تو بات سمجھ میں آئی کہ خضر علیہ السلام نے حضور رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ عرض کیا۔ اچھا بتلائیں' فرمایا فجر کی نماز باب السلام کی جانب آخری صف میں ادا کرنا۔ اور سلام پھیرتے ہی جو شخص سب سے پہلے مسجد سے نکلے گا وہ خصر علیہ السلام ہوں گے۔ دوسری صبح ایسا ہی کیا۔ سلام پھیرتے ہی ایک سیاہ فام حبشی اور ایک نورانی صورت سفید ریش بزرگ نکلے۔ میں نے پاس جاکر سلام عرض کی۔ مصافحہ کیا تو دست اقدس برف کی طرح سفید و ٹھنڈا اور روئی کے گالوں کی طرح نرم پایا۔ میں نے مضبوطی سے ہاتھ تھام لیا اور مزید گفتگو کرنی چاہی انہوں نے عربی لہجہ میں استفسار فرمایا "**کیف حالک**"۔ عرض کیا الحمد للہ۔ اس کے بعد وہ بزرگ نظروں سے اوجھل ہوگئے اور دل و دماغ پر عجیب کیف و سرور چھاگیا۔

فقیر ایک بار دوستوں کے ہمراہ شکار کو گیا۔ ساتھی شکار کے پیچھے لگے اور میں نے ایک بوڑھا شخص دیکھا جو ایک معمولی سی جھونپڑی میں اداس بیٹھا تھا۔ اس کو پیچش تھی اور کپڑے پھٹے پرانے تھے۔ میں نے اس کی جملہ ضروریات کا اندازہ کرکے اس کو سامان خوردنوش کپڑے حتیٰ کہ ماچس بیڑی تک بہم پہنچائی۔ کھچڑی کھلائی وہ بے حد خوش ہوا اور ایسے ایسے نادر نسخے بتلائے کہ صدہا برس کے مطالعہ سے حاصل نہ ہوتے۔ ہم نے کیا خوب شکار کیا۔ خدمت خلق' خوشنودی باری تعالیٰ کے لئے کرو تو کرم اوپر سے ہوگا۔ دہلی کا دیا ہوا اور خدمت خلق کراچی میں کام آئی اور کراچی کی خدمت خلق آگے کام آئے گی۔ انشاء اللہ!

اکثر شادی بیاہ میں کھانے کا انتظام بندے کے سپرد ہوتا تھا۔ انتظامی مادہ قدرت نے ازل سے ہی ودیعت کیا

ہے۔ اس لئے جب بھی کوئی مشکل ہوئی۔ قوم برادری فقیر کو ہی یاد کرتی ہے۔ ایک شادی میں تین سو افراد کا کھانا تیار تھا اور آگئے پانچ سو افراد ان کو ترکیب بتلادی کہ کھیر دوگنی کھلاؤ اور بریانی میں گھی زیادہ ڈال دو۔ اللہ کریم کا احسان عظیم ہے کہ دین کی بات ہو یا دینی مسئلہ ہو یا دنیاوی معاملہ' کوئی بھی الجھن ہو بندہ بفضل ایزدی اسے غور و فکر اور خداداد تدبر سے حل کر ہی دیتا ہے۔

الفاظ مولف

یہ اوائل کے واقعات ہیں۔ حضرت محبوب رحمانی بفضلہ تعالیٰ اب روحانیت کے اس مقام پر ہیں کہ ہزاروں میل دور بیٹھے محض توجہ فرماکر مسائل کا حل بتلاتے ہیں۔ ٹیلیفون پر دم کرتے اور درد کیلئے ہیں رہنمائی فرماتے ہیں۔ اور اپنے روحانی تصرف سے سینکڑوں کی خوراک سے ہزاروں کے شکم سیر کرادیتے ہیں۔ ایسا ہی واقعہ ۱۸ نومبر ۱۹۸۹ء راولپنڈی میں برادر طریقت سعید محمد خاں رحمانی کو پیش آیا تھا۔ ان کی بیٹی حبیبہ سعدیہ رحمانی کی رخصتی والے روز ہی آستانہ عالیہ کراچی میں میرے شیخ کے پیر زادے جناب شہزادہ عزیزالرحمٰن قبلہ کی دعوت ولیمہ تھی۔ اور حضور وہاں مہمان داری میں مصروف تھے۔ ادھر راولپنڈی کی دعوت رخصتی میں بھی اپنی روحی بیٹی کی محفل میں پیش پیش تھے۔ سعید بھائی رحمانی محفل کا حال لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور کا پیارا پیارا نورانی پیکر ادھر سے ادھر گھومتا اور رہنمائی کرتا نظر آرہا تھا اور جو خوراک محض دو اڑھائی صد افراد کے لئے تھی وہ زائد پانچ صد نے شکم سیر ہوکر کھائی۔ سمدھیانے کی دیگ بچی دیگر غربا' مسجد کے طلباء کو کھلانے کے باوجود بھی کھانا اہل محلّہ کو تقسیم کیا گیا۔ سبحان اللہ! اور اس کے جواب میں حضور خواجہ محبوب رحمانی نے متبسم ہوکر فرمایا یہ سب سعید میاں کے تصور کا ظہور ہے۔ (مولف)

میرے پاس ایک سرکاری افسر آئے ان کو دیکھ کر بے ساختہ میرے منہ سے نکلا کہ اگر کسی سے کہا جائے دس مکھیاں کھالو وہ ایک بھی نہ کھائے گا۔ ایک مکھی ایک ہزار روپے کے برابر ہو تو کھالے گا۔ وہ یہ سن کر اٹھے اور چلے گئے پھر لوٹ کر نہ آئے۔ وہ دس ہزار روپے رشوت لے کر آئے تھے اس لئے بگڑ کر چلے گئے۔ فقیر نے درویشی کو ذریعہ معاش نہیں بنایا اس لئے صاف صاف کہہ دیتا ہوں۔

فقیر کو میاں عبدالخالق رحمانی (خلیفہ ہیں) نے ٹیلیفون کیا۔ ۷۳-۱۱-۳۰ کو کہ ہنگاموں کی وجہ سے ٹریفک معطل ہے اس لئے ہفتہ کے حلقہ میں وہ اور صوفی ظہیرالحسن رحمانی کیسے آئیں۔ ان کا مطلب تھا چھٹی مل جائے۔ لیکن

CS CamScanner

فقیر چاہتا تھا کہ وہ ذکر و اذکار کہ محفل سے محروم نہ رہیں۔ جواب دیا آپ آئیں اور صوفی ظہیرالحسن رحمانی کو بھی ہمراہ لائیں۔ چنانچہ وہ بخیریت آن پہنچے۔ ادھر ان کو بلایا ادھر بارگاہ الٰہی میں ان کے مختصر سفر اور راستے کی خیر و عافیت کے لئے خیال کیا۔ یہ ہے توجہ۔ چونکہ انہوں نے فقیر کا تصور کیا اور پوچھا فقیر نے بھی توجہ دعا کی۔

فقیر نے آگرہ میں ایک پریشانی کے عالم میں اعلیٰ حضرت سہارنپوری پیر و مرشد کا خیال کیا کہ گاڑی کا وقت ہوگیا اور اسٹیشن پر جانے کے لئے سواری نہیں۔ فوراً ہی ایک طرف سے تانگہ نمودار ہوا اور بروقت اسٹیشن پر پہنچادیا۔ فقیر نے اس کو عام کرایہ سے زائد تین روپے مزدوری کے دیئے جو کہ خصوصی حالات میں اس کا حق تھا۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے بوقت ملاقات بتلایا کہ کہو میاں محمد فاروق بھئی سواری تو آپ کو مل گئی تھی حق آپ نے بھی نہیں رکھا۔ یہ ہے تصور شیخ۔ ادھر مرید صادق نے تصور کیا ادھر شیخ کامل کے دل پر گھنٹی بجی اور معاملہ حل ہوگیا۔ سبحان اللہ!

مزارات اولیاء پر حاضری کا طریقہ
سید عالم شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری

وقت آنے والا ہے کہ دنیا اولیاء اللہ کی کرامات کا مذاق اڑائے گی۔ آپ تو ظہیر میاں لکھ کر محفوظ کرلوگے مگر؟ منکر لوگ بہت پیدا ہوگئے ہیں۔ اللہ جل شانہ کا بے پناہ احسان اور کرم ہے کہ خلافت ملنے سے پہلے بھی شیخ کا بڑا کرم تھا۔ چنانچہ ۱۹۴۸ء کا ذکر ہے کہ میری بڑی بھابھی سخت بیمار ہوئیں اور قے کا یہ عالم تھا کہ پانی تک نہ ٹھہرتا تھا۔ بے حد کمزور زندگی کے آثار معدوم ہوتے چلے جارہے تھے کہ میرے برادر بزرگ آبدیدہ میرے پاس آئے اور فرمانے لگے آپ کی بھاوج کی طبیعت خراب ہے۔ حالت غیر ہے۔ اس حالت میں کوئی حادثہ ہوگیا تو کیا ہوگا۔ قبرستان بھی دور ہے۔ جاکر دیکھا مستورات گرد جمع تھیں واقعی حالت نازک تھی۔ ان کو تسلی دی۔

حضرت عالم شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک واقع عیدگا بندر روڈ کراچی جاکر مراقب ہوا۔ اپنا تعارف کرایا۔ حضور یہ عاجز حضرت مسکین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا پوتا ہے۔ نسباً" جعفری ہے۔ اور حضرت شاہ انعام الرحمٰن قدوسی کا خادم و غلام ہے۔ ہمارا خاندان بے سرو سامانی کے عالم میں دہلی سے ہجرت کرکے آپ کی ولایت میں آیا ہے۔ میری بڑی بھاوج کا یہ حال ہے ہم کسی بڑے ڈاکٹر کا علاج نہیں کراسکتے۔ یہ کہہ کر مراقب ہوگیا۔ حضرت رحمتہ

CamScanner

اللہ علیہ نے زیارت کا شرف بخشا۔ اور فرمایا صحت ہوگی۔ ایک سال عمر بڑھادی۔ پھر عرض کی فرمایا دو سال بڑھادی۔ پھر عرض کی بار بار التجا پر بیس سال عمر بڑھا دی گئی۔ پھر فرمایا گھر جاؤ مریضہ کو لیموں کا آب شورہ پلاؤ۔ علاج کا بندوبست بھی ہوجائے گا۔ گھر آیا سب پریشان تھے۔ ان کو پھر تسلی دی اور لیموں کا آب شورہ پلایا۔ طبیعت بحال ہوگئی اتنے میں ایک بڑھیا پھرتی پھراتی آئی۔ حال پوچھا اور مریضہ کو دیکھ کر کہا اس کے گلے میں تکلیف ہے۔ تین دن تک گلا ملا کچھ منجمد خون خارج ہوا اور وہ ٹھیک ہوگئیں۔ پھر ضعیفہ کا پتہ نہ چلا۔ یہ ہیں فیضان بزرگان دین کے۔ اللہ اکبر!۔

فقیر پاکستان کوارٹر نزد باغیچہ کراچی کی مسجد الفردوس میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جاتا تھا اور جمعہ کی ادا گی کے بعد مولانا شبیر احمد رحمانی کے حجرے میں چند منٹ سلوک کے ارشادات بیان کرتا۔ اتفاق سے مسجد کے مہتمم شکی مزاج تھے اولیاء اللہ کی بزرگی کے لئے قائل نہ تھے۔ اکثر آکر بیٹھ جاتے۔ ایک دن ان کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ یہ پیر صاحب ہر جمعہ الٹی سیدھی باتیں کرجاتے ہیں۔ آؤ ان کی روحانیت کا امتحان لیں۔ وہ اپنے صاحب زادے مقیم لندن کے متعلق پریشان تھے اور معلومات چاہتے تھے کہ میرے قلب پر یہ کھچڑی گراں گزری اور میں تھوڑی دیر خاموش رہا کہ یہ صاحب اپنا مسئلہ زبان پر لے آئیں وہ موقع کے منتظر تھے بول اٹھے حضرت میرا لڑکا لندن میں ہے اس نے امتحان دیا ہے اور نتیجہ نوٹس بورڈ پر آویزاں کرنے کا یہی وقت ہے ذرا بتلائے کہ میرا لڑکا کامیاب ہوگا کہ نہیں۔ پندرہ منٹ مسلسل مراقبہ کرنے کے بعد میں نے بارگاہ رب العزت میں مناجات کیں کہ الہ العالمین مجھے اس جگہ ادائیگی جمعہ اور پیغام حق کے پہچانے کے لئے بھیجا ہے۔ یہ شخص اب سوال کر بیٹھا ہے رہبری فرما۔ لائن ملائی اور پوچھا ان صاحب کا لڑکا پاس ہے یا فیل۔ فہرست لگ رہی تھی آخر میں اس کا نام بھی پاس ہونے والوں میں لکھا گیا۔ مراقبہ سے بیدار ہوکر کہا مبارک ہو لڑکا کامیاب ہوا۔ دوسرے دن لندن سے اسی مضمون کا ٹیلی گرام موصول ہوا کہ بڑے انتظار کے بعد نمبر نکلا۔ ایسے سوال و جواب سے کیا حاصل؟ بھلا فقیر اس گورکھ دھندے کو لے کر نجومیوں کی جگہ بیٹھ جائے تو اصل ڈیوٹی سے غفلت ہوگی۔ ایک دفعہ دوران طواف حطیم میں ایک شخص کو دیکھا کہ گریہ طاری ہے مجھے وہ شخص بھلا معلوم ہوا پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ دوران گفتگو کہنے لگا کہ پتہ نہیں میرا رب میری سن بھی رہا ہے۔ میں نے کہا آپ زور زور سے چیخیں یا آہستہ بولیں وہ سنتا ہے۔ کیونکہ وہ شہہ رگ سے بھی قریب ہے۔ وہ لپٹ گیا اور پھڑک اٹھا کہ آپ نے تو میرا معمہ حل کردیا۔ فقیر کی پیدائش ۱۹۰۲ء کی ہے۔ شادی ۱۹۲۸ء میں ہوئی یہ واقعہ ۳۱۔۱۹۳۰ء کا ہے۔ ایک بیوپاری نے جے پور میں نگینہ بنانے کا کارخانہ قائم کرکے مجھے بلالیا۔ جے پور میں فقیر نے دہلی والا ماحول قائم کرلیا۔ شب کی نشست جمتی۔ شعراء' قوال' استاد وزیر خان جیسے استاد شرکت کرتے اور خیال سنانے کی پیش کش کرتے۔ فقیر نے گانا نہیں بلکہ سننا سیکھا ہے۔ راگ راگنیاں اور پڑھنے

CS CamScanner

والے قوال اب کہاں۔ راگ راگنیوں کے ضابطے' اصول و اوقات کے متعلق معلومات کیں۔ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کی ایجادیں فن موسیقی میں موجود ہے وہ سیکھیں۔ فقیر نے زندگی بھر تصنع سے کام نہیں لیا بلاوجہ کسی شاعر' مغنی' یا قوال کو داد نہیں دی۔ الغرض میرے دور کے رشتہ دار چچا عثمان کے ہاں جے پور میں ایک درویش میاں جی کا آنا جانا تھا۔ مخلوق آتی اور فیض پاتی۔ ایک روز ایک شخص آکر معروض ہوا کہ اس کا بیٹا لا پتہ ہے میاں جی نے ایک روپیہ کی قلاقند منگوا کر پیر جنگلی کی نیاز دلوائی اور سب کو کھلادی۔ (پیر جنگلی کو خواجہ خضر علیہ السلام) بھی کہتے ہیں۔ وہ گھر چلا گیا دیکھا لڑکا گھر آگیا ہے جس کے ہاتھ آٹے میں بھرے تھے۔ وہ اسی طرح لڑکے کو دوکان پر لے آیا۔ بچے نے بتلایا کہ اسے ہوٹل والا پکڑ کر لے گیا تھا اور وہ آٹا گوند رہا تھا کہ ایک بزرگ نے آکر جھٹکا دیا اور میں یہاں پہنچ گیا۔ پوچھا لڑکے تو اس بزرگ کو پہچان لے گا۔ اس نے کہا ہاں۔ لڑکے کو میاں جی کے سامنے لے گئے وہ لڑکا چیخ اٹھا ہاں وہ بزرگ یہی تھے۔ دیکھا اولیاء اللہ کی طاقت کو۔ ایک روز ہم نے بھی میاں جی سے کہا ہم کو بھی کچھ دکھلائیں۔ فرمایا سامنے دیکھو۔ عجیب و غریب روشنی نظر آئی۔ دربار لگا دیکھا بڑے بڑے درویش بیٹھے ہیں۔ دربار کا سا سماں ہے۔ فیصلہ ہوا کہ آسمان کی طرف اٹھا دی جائے اور ہم نے محسوس کیا کہ کوئی چیز اٹھنے لگی۔ میاں جی فرمانے لگے کہ تم نے دیکھا ایسا زمانہ آنے والا کہ قرآن کریم سڑکوں پر پڑا ہوگا۔ نالیوں میں اوراق بکھرے ہوئے ہوں گے اللہ کریم نے قرآن کی عظمت اٹھالی۔ العیاذ باللہ! ہم نے دیکھا کہ قرآن کریم کی پہلے کس قدر عظمت تھی۔ سر سے اونچا رکھتے ذرا سی بے ادبی یا گر جائے تو صدقہ دیتے۔ ۱۹۴۷ء میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے ساتھ قرآن کریم کی جو بے حرمتی ہوئی الامان الحفیظ! حرمین میں ہم نے خود نجدیوں کو دیکھا کہ خانہ کعبہ میں جس ہاتھ میں جوتیاں ہیں اسی میں قرآن کریم۔ اب جو دور آرہا ہے اس میں یہ ذرا سی بھی ادب کی جھلک غائب ہوجائے گی۔ فقیر کی زندگی میں عجیب عجیب واقعات سامنے آئے جن کی تفصیل میں جاؤں تو ایک الگ کتاب کی ضرورت پیش آئے گی۔ سوانح حیات کے اس ابتدائی حصے میں مخصوص حالات اور چیدہ چیدہ واقعات پیش قارئین ہیں۔ معبود کی شان ہے اور اس عاجز پر اس کا بے پایاں کرم ہے کہ فقیر جنوں سے نہیں ڈرتا۔ جنات ہی خائف ہوتے ہیں۔ فقیر جنات کو دوست نہیں بناتا لیکن وہ بناتے ہیں۔ فقیر جنات سے کام نہیں لیتا بلکہ جنات فقیر سے کام لیتے ہیں۔ یہ میرے مرشد کی توجہ اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے کہ فقیر کو قتل کرنے کی بارہا کوششیں ہوئیں مگر بحمد للہ محفوظ رہا۔ دہلی کا ایک جوہری جو میرا روپیہ کھا گیا اور تقاضے سے بچنے کے لئے ایک غنڈے کو میرے قتل پر آمادہ کرلیا۔ وہ غنڈہ فیروز نامی ایک دبلا پتلا مشہور غنڈہ تھا۔ ایک دن دس گیارہ بجے گلی میں کھڑا گھورنے لگا۔ میں نے للکارا کیا گھورتا ہے؟ چھ سو کے عوض مجھے قتل کرتا ہے اس میں بھی تین سو ادھار ہیں۔ وہ کانپ اٹھا میں پھر للکارا آدمی دور سے بھی مرسکتا ہے۔ آ کچھ سیکھنا ہے؟ اس نے چاقو نکال کر ران میں زخم کیا اور خون چاٹ گیا۔ یہ غنڈوں

کی اظہار اطاعت کا طریقہ تھا۔ میں نے اس کو سینے سے لگایا اور کمرے میں لے آیا۔ اس نے غنڈہ گردی سے توبہ کی جس دوشیزہ کو اغواء کرنا چاہتا تھا اس سے شرعی نکاح کیا۔ کراچی رنچھوڑ لائن آیا۔ اور کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ صابری مسجد کے مولوی صاحب آپ سے پرخاش رکھتے ہیں کہو تو ان کو قتل کردوں۔ فقیر نے ڈانٹا اور کہا کہ خبردار ایسا نہ کرنا اور آئندہ میرے پاس نہ آنا۔ اس کے بعد اس کی کوئی خبر نہیں ملی۔

حسن ظرافت

آگرہ میں میرے دوست گھڑی ساز کے ہاں ایک مولوی صاحب تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک محفل میں مسئلہ مکروہ اشیاء زیر بحث تھا۔ ان کا فرمانا تھا کہ بکرا حلال ہوگیا تو اس کی سب چیزیں حلال ہیں کہنے لگے کہ ہمیں کوئی مکروہ کے معنی سمجھائے۔ اس بحث و مباحثے کے دوران ہم نے مولانا سے پوچھا آپ باوضو ہیں۔ فرمایا الحمدللہ! ابھی نماز ادا کرکے آیا ہوں۔ کہا' اچھا مولانا صاحب اپنا پاجامہ اتار دیجئے' فرمانے لگے **استغفراللہ** یہ کیا تک ہے۔ میں مسئلہ پوچھ رہا ہوں آپ پاجامہ اتروا رہے ہیں۔ عرض کی مولانا زبانی نہیں بلکہ عملاً مسئلہ سمجھاؤں گا اور اپنی لنگی پیش کردی کہ پہن لیں۔ اور پاجامہ اتار دیں۔ وہ لپٹ گئے کہ معاملہ بتلائیے مطلب کیا ہے؟ میں نے ایک پیالہ پانی منگوایا اور کہا کہ مولانا آپ کی پاجامے کی میانی بھگو کر آپ کو پانی پلایا جائے گا۔ بولے میں کیسے پیوں گا۔ میں نے کہا آپ کا پاک و صاف پاجامہ آپ کا باوضو مطہر جسم اور کسی کا جسم نہیں۔ پھر کیوں نہ پیں گے۔ سب حاضرین جو یہ دلچسپ گفتگو سن رہے تھے حیران و ششدر بھونچکے لب بہ مہر خاموش بیٹھے تھے۔ مولانا صاحب بولے کہ کراہت آتی ہے۔ میں نے کہا بس یہی مکروہ ہے جس چیز سے کراہت آئے وہ مکروہ ہے۔ اس روز سے وہ مولانا مکروہ مشہور ہوئے۔ مکروہ تو مکروہ فقیر سے مشتبہ چیز بھی نہیں نگلی جاتی نہ ہر ڈاکٹر کی دوا کھاتا ہوں جب تک میرا ذاتی معالج صحیح نہ بتلادے۔ یہاں تک کہ اپنی بنائی ہوئی دوائیں بے سوچے سمجھے استعمال نہیں کرتا۔ تمام برائیوں سے اللہ بچائے' پرہیزگاری اختیار کرو۔ قلب میں روشنی ہوگی جیسے کہ گلوب ہوتا ہے ویسے ہی قلب کا بھی گلوب ہوتا ہے۔ ناقص و حرام غذا سے قلب کا گلوب بھی اسی طرح خراب ہوجاتا ہے جیسے ناقص تیل سے لیمپ کا گلوب دھندلا ہوجاتا ہے۔ قلب کا گلوب دھندلا ہوکر تاریکی پیدا کردیتا ہے اس لئے مکروہات سے بچو اور پرہیزگاری اختیار کرو۔

CamScanner

اصلیت نہیں چھپتی جس طرح مشک و عشق

فقیر کا ذاتی مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ ذاتی شرافت والے ادب و آداب اپنی فطرت میں لئے ہوتے ہیں اور دوسروں کو سکھانے سے بھی نہیں آتے۔ اور اگر سیکھ بھی لیں تو کسی نہ کسی ادا اور وضع کی وجہ سے اصلیت آشکارا ہوجاتی ہے۔ ایک بادشاہ نے روسا شہر کی دعوت کی۔ سب جمع ہوگئے ایک رئیس کو چھینک آئی اس نے جھٹ آستین سے ناک صاف کرلی۔ بادشاہ نے دیکھ کر وزیر سے کہا کہ تحقیق کرو فلاں رئیس بہشتی نسل سے ہے۔ وزیر نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اسے دولت و عمارت قسمت سے ملی ہے۔ واقعی وہ بہشتی نسل کا فرد ہے۔ نواب صاحب ٹونک نے ایک بار فقیر کو دعوت پر مدعو کیا۔ اوائل عمری کا زمانہ تھا' گانے کی محفل تھی۔ جوہرات کی پرکھ میں فقیر کا شہرہ تھا۔ پان پیش ہوئے تھوڑی دیر بعد نواب صاحب نے پانی طلب کیا۔ بوتلیں آگئیں۔ اہل محفل نے پان آلودہ دہن سے بوتلیں لگاکر غٹاغٹ چڑھانی شروع کردیں فقیر نے ادھر ادھر جھانکا اگلدان نزدیک کیا لیمن کا گھونٹ لے کر کلی کرکے منہ صاف کیا اور پھر بقایا پانی پیا۔ نواب صاحب سرگوشی میں ساتھی سے بولے یہ صاحب دہلی کے معلوم ہوتے ہیں۔ ہمیں فکر پیدا ہوئی شاید نواب صاحب کو ہماری حرکت ناگوارا گزری۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ نواب صاحب کو ہماری یہ ادا پسند آئی اور بہت خوش ہوئے۔ اور ہمارے کام کی نسبت سے اس وقت تین سو روپے بہت بڑی قدر و قیمت رکھتے تھے۔ مشاہرہ پیش کرکے جواہر خانے کا نگراں مقرر کرنے کی خواہش ظاہر کی ہم نے ایک ہندو دوست سے مشورہ کیا ان کا جواب تھا کہ آپ ہماری دو باتیں تو سننا گوارا نہیں کرتے ملازمت کیسے کروگے۔ ادھر ہمارے بڑے بھائی نے لکھ بھیجا کہ ہمارے خاندان میں کسی نے ملازمت نہیں کی اپنا کاروبار کرو۔ ہم نے نواب صاحب کی ملازمت کا ارادہ ترک کردیا۔

دہلی کا ایک بیوپاری منوہرلال بڑا باتونی اور فلش فلاش کیا کہتے ہیں؟ کھیلنے کا رسیہ تھا۔ اس کا کام کیا لوگوں نے کہا آپ نے کیسے نادہندہ کا کام کردیا ایک روز تقاضہ کے لئے گئے۔ تین گھنٹے بٹھائے رکھا۔ پوچھا کیسے آؤ ہو میں نے کہا آج بے رقم لئے نہیں جاؤں گا اور ساتھ ہی نصیحت کی کہ فلش فلاش سے پرہیز کیا کرو' تمہارا باپ بھی میرا بڑا ادب و احترام کیا کرتا تھا اس لئے میرا کہا مانو۔ اس نے تین ہزار کا چیک دے دیا۔ بلیماران کے پاس بنک تھا وہاں کیش کروانے گیا۔ متعلقہ کلرک نے دیر کردی۔ ساتھیوں نے کہا چلو اس کی شکایت کریں مگر اسی اثناء میں کلرک نے چیک کیش کراکر رقم تھمادی۔ اتنے میں منوہرلال کا منیم بھی آگیا۔ بولا منوہرلال کے چیک بھی کبھی کیش ہوئے ہیں۔ آپ سے دھوکا ہوا ہے۔ میں نے رقم دکھلائی تو حیران ہوا۔

الغرض دہلی میں بڑے ایسے ویسے لوگوں کے پیسے مل گئے۔ لیکن ہم نے کراچی سے پناہ مانگی ہے یہاں کسی سے ہمدردی کرو، الٹا ہی برتاؤ کرتا ہے۔ کراچی میں ہم نے دو باتیں دیکھیں۔ حیاء ختم ہوگئی اور ہمت گھٹ گئی جو لوگ ہم سے دہلی میں محبت کا دعوی کرتے تھے وہ کراچی میں آکر ہم کو فراموش کرگئے۔ اغیار تو ایک طرف آشنا بھی نظریں چراتے اور اپنے خاندان و برادری والے غیروں کا سا سلوک روا رکھتے ہیں۔ اللہ کریم کا بے پایاں کرم ہے کہ عاجز کو خدمت خلق کا جذبہ اوائل عمری سے رہا۔ ہر حال میں اپنے غم و الم سے بے نیاز ہوکر مخلوق کے غموں و الم کا احساس رہا۔ ۱۹۴۷ء کی ہجرت کے وقت فقیر کے پاس صرف تین روپے تیرہ آنے موجود تھے خیال آیا کہ مکمل توکل تو تب ہے کہ یہ بھی راہ مولا میں دے دوں۔ حالانکہ ان حالات میں جب کہ اہل و عیال کا ساتھ ہو، غریب الوطنی ہو، ایک ایک پیسہ بھی قیمتی ہوتا ہے۔ لیکن خیال آیا کہ رب جب دے گا کہ جیب خالی ہو۔ اس عالم میں میرے پیر بھائی محمد دین رحمانی (منشی نور العمر کے بھانجے) پریشان و خستہ حال آکر کہنے لگے، مکان کے اندر کی کوٹری میں گھر کا سرمایہ دفن کر آیا ہوں۔ اس لوٹ مار میں اس کا کیا حشر ہوا ہوگا۔ میں نے کہا فکر نہ کرو۔ فجر کے بعد آنا۔ وہ آئے خیال کیا تو حکم ہوا ان کا سرمایہ محفوظ ہے۔ ان ہی کو ملے گا۔ دوسرا نہیں لے سکتا۔ میں نے بتلادیا کہ امانت جو زمین کے سپرد کر آئے ہو محفوظ ہے۔ بہت خوش ہوئے کہنے لگے لینے جاؤں، بتلایا ابھی نہیں۔ اور پوچھنے لگے کہ دس بیس دن یا ایک دو ماہ ٹھہروں بتلایا کہ ابھی دیر ہے بات ختم ہوگئی۔ انہوں نے اس وقت دس کا نوٹ دیا جو اس وقت دس ہزار سے کم نہ تھا میں نے کہا کہ یہ نوٹ جیب میں رکھو، میں نے **لوجہ اللہ** آپ کے معاملہ میں فکر کی ہے۔ فقیر آنکھیں بند کرتا ہے تو اللہ کے لئے اگر پیسہ مقصود ہو تو کچھ نظر نہ آئے گا۔ میں خدمت خلق کی اجرت نہیں لیتا۔ فقیر نے درویشی کو ذریعہ معاش نہیں بنایا۔ اٹھارہ برس علم رمل اور جفر سے خدمت کی۔ ایک پائی نہیں لی۔ بلکہ الٹا جیب سے خرچ کیا حتیٰ کہ اس جذبہ خدمت میں بے ہوش افیمی لوگ بھی شریک ہوئے۔ دہلی کا واقعہ ہے کہ ایک افیمی مجھ سے روزانہ چار آنے لیتا تھا، دو آنے دودھ کے اور دو آنے افیمی کی گولی کے لئے۔ اس کا کام تھا کہ بیضہ مرغ اور صدف کا کشتہ تیار کرتا جو مریضوں میں مفت تقسیم ہوتا تھا۔

اگر فقیر کی عدم موجودگی میں کوئی مہمان آجاتا تو پڑوسی اس کی تواضع کرتے۔ بات محمد دین رحمانی کے دفینہ کی ہورہی تھی بلاخر ہم سب کراچی آگئے انہوں نے پوچھا اب کیا حکم ہے۔ میں نے کہا کہ فجر صابری مسجد رنچھوڑ لائن میں پڑھو۔ حضرت منشی نورالعمر کو ہمراہ لے کر وہ آگئے۔ خیال کیا اور کہا ہاں اب دہلی چلے جاؤ دفینہ مل جائے گا۔ اسی دوران ہندو پاک کی حکومتوں کے مابین دفینوں کے متعلق سمجھوتہ ہوگیا۔ یہ دہلی گئے اپنے مکان پر پہنچے جہاں ایک سکھ شرنارتھی آباد تھا۔ جائے مقررہ پر گڑھا کھودا اور دفینہ مل گیا۔ جس کو لے کر بخیریت کراچی آگئے۔

دوسرا واقعہ اس سے بھی عجیب ہے اور فیضان اولیاء کا مکمل ثبوت ہے۔ یہ فقیر جب کوچہ رحمان دہلی میں منتقل

ہوا تو میری ایک عزیزہ حاجرہ نے کہا کہ اس کا لڑکا گم ہوگیا ہے۔ عمر دو سال نام امین الدین ہے۔ خیال کرنے پر معلوم ہوا کہ بچے کی فکر نہ کریں اسی کو ملے گا اور وہ پنجاب میں ہے۔ وہ ہجرت کر کے پاکستان آگئی۔ لاہور میں مقیم ہوئی اور پھر میری طرف آئیں اور بچے کے متعلق پوچھا۔ میں نے پھر خیال کر کے کہہ دیا بچہ ضرور ملے گا۔ کافی عرصہ بعد فقیر پنجاب کے دورے پر گیا اور وہ میرے ایک مرید عبدالرحمٰن شاہ بخاری رحمانی کے مکان پر پہنچیں اور بچے سے متعلق پوچھنے لگیں پھر کہا زندہ ہے اور ملے گا۔ آخر جب بھی اس کو وقت ملتا وہ کراچی آکر پوچھتیں، بھائی میرا بچہ؟ میں کہہ دیتا ملے گا۔ اسی طرح عرصہ گزر گیا۔ اس بچے کو ایک بڑھئی لے گیا تھا اور وہ پنجاب کے دیہات میں آباد ہو کر ہل بنانے لگا۔ اس کے دو لڑکے اور ایک لڑکی تھے۔ اس بچے کے ذمے کھانا لے جانے کی ڈیوٹی تھی۔ ایک دن اس نے اپنے ان بھائیوں سے معذرت کی اور کہا کہ آج تم روٹی باپ کو پہنچادو۔ وہ بولے ہم نے تمھیں اسی کام کے لئے فلاں جگہ سے اٹھایا تھا پالا پوسا اب یہ کام تم ہی کرو۔ اس کو بہت رنج ہوا، لڑکی اس سے پیار کرتی تھی اس نے تسلی دی اب بچے کو کراچی کی دھن سمائی۔ ایک رمال نے بچہ کو بتلایا کہ تمہاری موت قریب ہے۔ اس نے رونا شروع کردیا۔ خواب میں کوئی شخص آکر اسے تسلی دے جاتا، رو مت تیری ماں موجود ہے۔ یہ اس لڑکے کا باپ تھا جو ۱۹۴۷ء کے فسادات میں شہید ہوگیا تھا۔ لڑکا اپنے ایک دوست کے ہمراہ ستر ۷۰ روپے ماہوار پر ایک انگریز کا ملازم ہوگیا اور اس نے چار سو روپے بچالئے۔ ادھر اس انگریز کا تبادلہ ہوا ادھر اس سرپرست باپ کا خط آیا کہ لڑکی کی شادی ہے اس نے وہ رقم لڑکی کی شادی میں خرچ کی اور پھر کراچی آکر ہوٹل میں ملازم ہوگیا جہاں اس پر بے حد سختی ہوتی۔ ایک دن وہ بیٹھا رو رہا تھا کہ کسی نے احوال پوچھا لڑکے نے حالات بتلائے کہ ماں باپ نہیں بے سہارا ہوں وہ اسے گھر لے گیا۔ ھیم پورہ دیوبندیوں کے مدرسے میں داخل کرادیا۔ اتفاق دیکھئے کہ اس کی ماں اور دیگر عزیز بھی ھیم پورہ میں آبسے اور ان کے بچے بھی اس مدرسے میں پڑھنے لگے۔ ایک دن استاد نے بلاوجہ پٹائی کردی اور وہ رونے لگا۔ بچوں نے کہا کہ اپنے ماں باپ کو جاکر شکایت کرنا۔ وہ بولا میرے ماں باپ کہاں اور اپنی کہانی دہرائی۔ بچوں کو شک ہوا۔ یہ حاجرہ کا گم شدہ بیٹا نہ ہو۔ جس کا ذکر وہ ہمیشہ کرتی رہتی ہے۔ وہ اسے وہاں لے گئے۔ حاجرہ نے کہانی سنی اور سینے سے لگالیا۔ لڑکے کو اپنے باپ کا فوٹو نظر آیا جو اسے خواب میں آکر تسلی دیا کرتا تھا کہ مت رو تیری ماں زندہ ہے۔ یہ شہید باپ کی حیات ابدی کا ثبوت ہے۔ گو حاجرہ خوش تھی مگر وہم سا ہوا کہ بچہ وہی ہے یا کوئی اور۔ میرے پاس بچے کو لائی۔ جمعرات کا حلقہ تھا۔ میں نے دو نفل پڑھ کر معبود سے معاملے کی حقیقت معلوم کرنے کی التجا کی، حکم ہوا یہ بچہ اسی کا ہے۔ اس بچے کے دائیں ٹخنے کے نیچے تل ہے۔ تل موجود تھا اب سب کو یقین ہوگیا کہ حاجرہ کا گم شدہ بچہ یہی ہے۔ لیکن مقام عبرت اور حیرت ہے کہ اولیاء اور شہداء پر فضل ربی کا یہ عالم دیکھ کر بھی اس خاندان سے ایک فرد بھی حلقہ ارادت میں شامل نہ ہوا۔

فقیر کا کشف و کرامات کے نازک مسئلہ پر زیادہ بیان کرنا خود نمائی یا خود ستائی نہ ہوجائے اس لئے اس موضوع پر ایک سرسری سی نظر ڈالنے کا فرض اپنے محب قلبی، فرزند روحی، کاتب رحمانی صوفی سید محمد ظہیرالحسن رحمانی کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ ۱۹۵۰ء سے مسلسل اس فقیر کے سفرو حضر کے ساتھی ہیں اور جو دیکھا اور سنا اس کے عینی شاہد ہیں۔ اللہ کریم انہیں صحیح واقعات لکھنے اور قارئین کو صحیح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عظمت اولیاء پیدا ہوکر سعادت دارین نصیب ہو۔ آمین ثم آمین!!

مختصر حالات حج و زیارات، مزار مقدسہ

جیسا کہ پہلے فقیر بیان کرچکا ہے کہ ۱۹۴۷ء کے انقلاب میں عجب بے سرو سامانی کے عالم میں ہجرت کرکے کراچی آکر مقیم ہوا ایسی حالت میں مجھ پر حج فرض نہ تھا۔ لیکن حاضری مزارات کا شوق بدرجہ اتم موجود تھا۔ فقیر نے ۱۹۵۰ء میں لاہور حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری دی اور ۱۹۵۳ء میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا۔ اور سرکاری مہمان خانے میں تین روز قیام کیا۔ ساتھ ہی دربار بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ میں درخواست پیش کردی کہ حضور رحمتہ اللہ علیہ ہمارے اس مختصر سے قیام پاک پٹن شریف کا معقول بندوبست ہوجائے۔ چنانچہ درخواست منظور ہوئی۔ بنگلہ نمبر۳ انسپکٹر آف ریلوے ورکس نزد اسٹیشن فقیر و اہل حلقہ کے قیام کے لئے مخصوص کردیا گیا جو آج تک ہے۔ اول میزبانی کا شرف شیخ محمد صالح جو میرے روحی فرزند آل احمد رحمانی کے والد ہیں کو حاصل ہوا اور اس کے بعد جو بھی افسر اس بنگلے میں بغرض قیام آیا اس نے فقیر و اہل حلقہ کو ہر عرس کے موقعہ پر سہولتیں بہم پہنچائیں۔

۱۹۵۵ء سے یہ مبارک سلسلہ حج و زیارت و حاضری عرس حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے شروع ہوگیا۔ ایک سال حج و زیارت، گنبد خضرا اور دوسرے سال حاضری عرس بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ جانا شروع ہوگیا۔ فقیر کی دلی تمنا تھی کہ حج مرشد پاک کے ساتھ ہو لیکن اعلیٰ حضرت سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ کا ۱۹۵۴ء میں وصال ہوگیا اور ۱۹۵۵ء کے حج میں اعلیٰ حضرت سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ روحی طور پر فقیر کے ساتھ موجود رہے اور مولف سوانح صوفی سید محمد ظہیرالحسن رحمانی کے لئے تو اس دوران سفر حج میں سمندری طوفان میں خضر راہ ثابت ہوئے۔

حضرت خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کی حج کی خصوصیات بقلم مولف

CS CamScanner

حج کے وقت نیت زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے اور ارشاد فرماتے کہ، ہم تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرتے ہیں اور اس کے صدقے میں حج بھی نصیب ہوجاتا ہے۔

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیا　　اصل اصول حاضری اس پاک در کی ہے

چنانچہ قیام مدینہ منورہ، قیام مکہ معظمہ سے زیادہ ہوتا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ ہمارے عقیدہ میں مکہ معظمہ میں ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر تو مدینے منورہ میں دو لاکھ کے برابر ہے۔ اللہ اکبر! اہل محبت کا اپنا انداز ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ: "یا الٰہی میرے مدینے میں مکہ معظمہ سے دوگنی برکتیں نازل فرما۔" امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا امام مالک رحمتہ اللہ علیہ اور امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے کہ مدینہ طیبہ افضل ہے۔

☆ صحیح حدیث شریف: "**المدینہ خیر اللهم لو کانو یعلمون**۔" "مدینہ ان کے لئے بہتر ہیں اگر وہ جانیں۔"

☆ دوسری حدیث: "**المدینتہ افضل من مکتہ**" "مدینہ مکہ سے افضل ہے" (ملفوظات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا صاحب رحمتہ اللہ علیہ)

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد　　ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

مدینہ منور میں جتنا عرصہ قیام رہتا۔ (اکثر و بیشتر بیس دن) حضرت مولانا ضیاء الدین القادری شیخ العرب والعجم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم و میزبان عاشقان رسول ثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانے پر شبابہ محفل نعت میں شرکت فرماتے اور ان کی ایماء پر دعا بھی کرتے۔ خاص الخاص جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں منعقد کرایا جاتا تھا۔ ایسے ہی عظیم الشان انداز میں جیسے کراچی میں ہوتا ہے۔

ہر سفر حج میں کوئی نہ کوئی صاحب سلسلہ بزرگ ساتھ لیتے تھے۔ جن کی خدمت خود اور اہل حلقہ کرتے اور کوئی معذور شخص جسے ذوق حرمین ہوتا قافلہ رحمانی میں ساتھ ہوتا۔ چنانچہ ۱۹۷۸ء میں ضعیف العمر حاجی محمد عثمان رحمانی صاحب چلنے پھرنے سے لاچار، پیشاب کا عارضہ لاحق، جن کا تکیہ کلام تھا یا الٰہی سب کا بھلا سب کی خیر سب کے بھلے میں اپنا بھی بھلا۔ آپ کے ساتھ تھے۔ حاجی عثمان سے حضرت قبلہ عالم نے فرمایا، آپ کو لبیک یاد کرنا ہوگا۔ کہا بتلائیں حضرت قبلہ عالم نے پوری لبیک پڑھی، کہنے لگے پھر پڑھنا۔ حضرت نے دہرایا **لبیک الھم لبیک** جھٹ بولے بس ہم یہاں تک پڑھ سکتے ہیں باقی آپ پڑھنا۔ حضرت قبلہ عالم ہنس پڑے فرمایا، اچھا آپ اتنا ہی پڑھنا۔ ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی تمنا تھی کہ ان کا انتقال مدینے میں ہو اور وہیں دفن ہوں۔ اللہ نے ان کی یہ دعا قبول کی۔ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہی یہ تھی کہ "**الھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک**" "الٰہی مجھے تیری راہ میں شہادت نصیب ہو اور میری

موت تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں ہوں۔"

منیٰ میں ایک قربانی خاص طور پر تاجدار کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کرتے اور جملہ حاضرین کی دعوت کرتے۔ حرم کعبہ میں خاص مقام نشست کا مقرر تھا۔ رکن یمانی کے سامنے ترکوں کے زمانے کے مسقف حصہ حرم کے باہر چبوترے پر باب علی کرم اللہ وجہہ کے زیر سایہ یہ مقام ہے۔ رخ مدینے کی طرف ہوتا۔ کتنا ہی ازدحام ہو آپ کی جگہ خالی رہتی۔ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نشست مقرر تھی۔ ترکوں کے زمانے کے مسقف مسجد کے تیرھویں اور چودھویں ستون کے مقام اتصال پر جہاں ستون مبارک پر سبز زمین پر سنہرے حرفوں میں **"هذا حدالمسجد النبوی"** لکھا ہے تشریف رکھتے تھے۔ جالی مبارک سے دور تاکہ آواز بلند نہ ہو۔ ۱۹۶۷ء کا حج خاص بعد حج حضرت قبلہ عالم نے جملہ مقدس مقامات اور قبور انبیاء علیہ السلام کی زیارت کی اور پانچ دن کے قلیل عرصہ میں عمان، بیت المقدس، دمشق بغداد شریف، کربلا معلیٰ، نجف اشرف اور دیگر مقامات کی زیارتیں کیں۔ محترم خلیفہ جناب سعید الحسن رحمانی، حضرت قبلہ عالم کے ساتھ تھے۔ مسجد صخرہ میں مغرب کی نماز ادا کی۔ اور بعد نماز مغرب ان مقام پر نفل پڑھے جہاں حضرت داؤد علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہ السلام کے مدفن ہیں۔ نوافل سے فارغ ہو کر ایک حبشی صالح نوجوان ترکی ٹوپی اوڑھے مع چند اصحاب دکھائی دیئے۔ حضرت قبلہ عالم کو دیکھ کر کہا "اسلام دیکھو اسلام" حضرت قبلہ عالم مسکرائے اور فرمایا، بھائی ابدال ہے ابدال۔

بارگاہ رسالت سے منصب، لقب، کا عطا ہونا

ہر حج میں حضرت قبلہ عالم کو کوئی نہ کوئی مرتبہ، منصب، لقب یا درجہ عطا ہوتا اور کوئی ورد دیا جاتا بطور خاص۔ چنانچہ ایک حج میں **لقد جائکم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رئوف الرحیم۔ فان تولوا فقل حسبی الله لا اله الا هو۔ علیه توکلت وهو رب العرش العظیم (یت ۱۲۸۔ ۱۲۹ سوره توبہ)**

ترجمہ : "بے شک تمہارے پاس تم میں سے ایک عظمت والے رسول تشریف لائے۔ ان پر سخت گراں ہیں۔ تمہارا مشقت میں پڑھنا۔ بہت چاہنے والے ہیں تمھاری بھلائی کو۔ ایمان والوں پر نہایت مہربان بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔ پھر اگر وہ روگردانی کریں تو آپ فرمادیجئے مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔"

ان آیات کو سات مرتبہ پڑھنے کا حکم ہوا۔ ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا، حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کہ نوازشیں اس قدر ہوئیں کہ گزارشیں ہی بھول گئے۔ ایک حج پر طواف کعبہ کے بعد مقام ابراہیم علیہ

CamScanner

السلام پر دعا کے دوران حضرت قبلہ عالم کو ندا آئی۔ "حاضرباش کی حاضری قبول ہے۔" باب جبرائیل علیہ السلام کے قریب حضرت محمد المہدی التبو دامت برکاتہم (ایک بزرگ ہیں) سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپ کو سلطان العاشقین کہہ کر پکارا۔ پھر عم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس پر ارشاد ہوا' آپ کو حرم میں سلطان العاشقین پکارا گیا' ہم محبوب المشتاقین کا لقب دیتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مزار اقدس کا واقعہ بھی عجیب بصیرت افروز ہے۔ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے روضہ مبارک پر حاضری کا شرف حاصل ہوا تو دروازہ بند تھا۔ مزار اقدس پر ایک ہندوستانی گائیڈ خالہ مریم انصاری اور متولی صاحب موجود تھے۔ جن سے معلوم ہوا کہ مزار شریف کا دروازہ سال میں صرف ایک مرتبہ کھلتا ہے۔ متولی یہ فرماکر اپنی رہائشی کمرے میں داخل ہوگئے اور حضرت قبلہ عالم اسی جگہ مراقب ہوگئے۔ اتنے میں دیکھا متولی صاحب چابیوں کا گچھ اٹھائے دوڑے چلے آرہے ہیں اور یکایک دروازہ کھول دیا اور پکارے کہ آپ چشتی ہیں اندر آجائیں۔ پوچھا' آپ تو فرماتے تھے کہ دروازہ سال میں ایک بار کھلتا ہے اب کیوں کھولا؟ متولی نے دل کی طرف اشارہ کرکے کہا' یہاں سے حکم ملا۔ چنانچہ آپ اندر داخل ہوکر والہانہ مزار اقدس سے لپٹ گئے۔ دراصل مراقبہ میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی گئی کہ' حضور آپ تو ہماری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہیں اور ہر نماز میں ہم آپ پر درود و سلام پڑھتے ہیں اور اتنی دور پاکستان سے آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں اور کوئی مقصد نہیں۔ ہمارے لئے دراوزہ نہیں کھلے گا تو پھر کس کے لئے کھلے گا۔ یہ درخواست فی الفور منظور ہوئی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے متولی صاحب کے قلب میں دروازہ کھولنے کا القاء فرمایا۔ سبحان اللہ! کیا حیات انبیاء علیہ السلام کہ دیکھتے ہیں' سنتے ہیں اور تصرف فرماتے ہیں۔ اس حاضری کے بعد بیت القدس پہنچے جہاں ہندوستانی خاتون خالہ مریم صاحبہ گائیڈ تھیں جنہوں نے محفل عاشورہ میں حضرت قبلہ عالم سے ایصال ہدیہ اور دعا کے لئے کہا۔ دعا کے بعد رخصت ہوتے وقت حضرت نے کہا کہ یہاں اندھیرا نظر آرہا ہے اگر کچھ لینا ہے تو لے لیں۔ وہ یہ اشارہ نہ سمجھیں چار بتیاں اور روشن کردیں۔ پھران سے کہا کہ یہ بات نہیں ہیں آپ بات نہیں سمجھیں' خیر جب کوئی مشکل درپیش ہو تو یہ ورد کرنا۔ چنانچہ چند ہی دنوں بعد بیت المقدس پر یہودیوں کا قبضہ ہوگیا۔

فقیر کی زندگی مثل کھلی کتاب کے ہے

دیکھو تو یہ ناچیز کوئی چیز نہیں ہے   سمجھو تو مرے قبضے میں کیا چیز نہیں ہے

فقیر کسی دارالعلوم یا یونیورسٹی سے باقاعدہ فارغ التحصیل نہیں۔ بلکہ یہ میرے رب اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم اور میرے مرشد پاک کی توجہ ہے کہ دقیق سے دقیق مسائل بیان کرتا ہے۔ معاملہ دنیاوی ہو، دینی ہو یا روحانی انشاء اللہ صحیح رہبری کرتا ہوں۔ فقیر خود نہیں بولتا نہ کوئی قابلیت ہے۔ صحیح پوچھو تو صحیح طور پر تسبیح کے دانے بھی گھمانے نہ آئے۔ پاس کوئی ڈگری ہے نہ سند، مگر فقیر سے کہلوایا جاتا ہے۔ اولیاء اللہ جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں۔ وہ رموز قرآنی اور اسرار وحی الٰہی پر اس وقت تک زبان نہیں کھولتے جب تک ان کو حکم نہ ہو یہاں معاملہ پڑھنے پڑھانے کا نہیں بلکہ عطا کا مقام ہے۔ کسبی علم نہیں، وھبی علم ہے۔ ایک شخص عمر بھر محنت کرتا ہے، ہزار نہیں کما سکتا۔ دوسرے کو وہ آن واحد میں کروڑ پتی بنا دیتے ہیں۔ ان کے دینے کے ڈھنگ نرالے ہیں۔ فقیر تیس سال سے زائد متواتر مختلف محفلوں، مجلسوں، ختمات اعراس میں یہاں تک ارض مقدس میں خانہ کعبہ اور حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر مختلف موضوعات پر اظہار کرتا چلا آرہا ہے اور ہر جگہ فقیر کی گفتگو ٹیپ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ متعدد لکھنے والے میرے گرد جمع رہتے ہیں جو میری زبان سے نکلے ہوئے ہر لفظ کو ضبط تحریر میں لاتے ہیں۔ اور گزشتہ تیس سال سے سفر و حضر تک کی محفلوں میں کی گئی گفتگو کا ریکارڈ موجود ہے۔ فقیر کی زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح سب کے سامنے ہے۔ دن اور رات چوبیس گھنٹوں میں ہر کام کے لئے وقت مقرر ہے۔ نہ صرف میرے خلفاء یا مریدین بلکہ احباب اور متعلقین فقیر کے نظام الاوقات سے بخوبی آگاہ ہیں جس پر فقیر عرصہ سے کاربند ہے۔ جس کسی نے بھی آج سے تیس سال پیشتر کی مجلس نیم شبی سے حظ اٹھایا ہوگا وہ آج بھی اسی طرح محظوظ ہوسکتا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ شب بھر کی نشست قائم ہے۔ جس میں حاضرین و اہل حلقہ روحانی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ گتھیاں سلجھتی ہیں اور کئی دنیاوی و روحانی اور ملکی معاملات کا حل نکلتا ہے۔ اسی نشست کے دوران ربع صدی قبل تیل کنگھی اور سرمے کا جس گھڑی استعمال تھا وہ آج بھی قائم ہے۔ فقیر پہلے ہی بیان کرچکا ہے کہ پانچوں وقت باجماعت نماز کی ادائیگی کا محفل خانے میں ہی بندوبست ہے اور محض جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے فقیر حجرے سے باہر نکلتا ہے۔ دن کے وقت بیمار اور حاجت مند خواتین کا جم غفیر بعد مغرب بیمار و حاجت مند مردوں کا ' دعا، دوا، تعویز، تسلی اور تشفی اور یہاں تک کہ مادی امداد سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ ظہر اور عصر کے درمیان اپنا کاروبار کرتا ہوں اور بحمد للہ میرا راشن کارڈ میرے رزاق نے گھر کا ہی بنوادیا ہے۔ اور گھر بیٹھے مجھے میرا رزق اس طرح پہنچ جاتا ہے کہ بڑی بڑی مارکیٹوں میں بجلی کے قمقموں اور آئینوں سے آراستہ پیراستہ دوکانوں والے حیران ہیں۔ فقیر کا دستر خوان عموماً چار بجے دوپہر اور ساڑھے دس بجے رات بچھتا ہے۔ اکل حلال سے حاصل کردہ کمائی سے حلال طیب اشیاء اہل خانہ کی زیر نگرانی تیار ہو کر زینت دستر خوان بنتی ہیں۔ الحمد للہ کہ میری اہلیہ کا دستر خوان اور مہمان نوازی کے معاملہ میں فقیر کو پورا پورا تعاون حاصل ہے اور یہ ان کے خلوص اور جذبہ خدمت

انتھک محنت کا ثمرہ ہے کہ جس نے بھی فقیر کے دستر خوان سے کبھی ایک لقمہ بھی اٹھایا اللہ کریم کی مہربانی سے اس کی لذت وہ نہ بھلا سکا۔ فقیر خانے پر آنے والے اکثر احباب کا قیام دنوں سے بڑھ کر مہینوں تک ہوجاتا ہے اور ختموں کے ایام میں خصوصاً جشن عید میلاد النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر دور و نزدیک سے آنے والے سینکڑوں مہمانوں کی دیکھ بھال خرد و نوش اور دیگر ضروریات کا بار میری اہلیہ کے کاندھوں پر ہی رہتا ہے اور اس داخلی نظام کو اپنی خداداد صلاحیتوں، تجربوں اور حسن اخلاق سے کچھ اس طرح نبھاتی ہیں کہ آج تک کسی ایک فرد کو شکایت محسوس نہیں ہوئیں۔

وقولوالناس حسنا۔ (آیت ۸۳، سورہ البقرہ) "اور لوگوں سے اچھی بات کہنا۔" کے حکم خداوندی پر کاربند رہ کر جذبہ خدمت سے سرشار باوجود پیرانہ سالی کے کچھ اس طرح رواں دواں رہتی ہیں کہ دیکھنے والے عش عش کر اٹھتے ہیں۔ نہ صرف اہل حلقہ بلکہ لڑکے اور لڑکیوں کے سمدھیانہ ان کی باوقار شخصیت اور خلوص سے متاثر رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کو اس جذبہ خدمت سے سرشار رکھے اور میری روحی اور نسبی اولاد اور متعلقین کے لئے باعث فخر و انبساط بنائے۔

اندرون ملک اور بیرون ملک یورپ، امریکہ، مشرق وسطی و بنگلہ دیش وغیرہ سے مریدین و **مخلصین** و **محبین** کی طرف سے آنے والی ڈاک کا فقیر خود مطالعہ کرتا ہے۔ کیونکہ فقیر کی ذات اس دھوبی کی مانند ہوتی ہے جس کے پاس ہر قسم کی گندگی سے لتھڑے پارچہ جات صفائی کے لئے آتے ہیں وہ ان کی صفائی کر کے بھیجنے والوں کو سپرد کردیتا ہے۔ گندگی کی تشہیر نہیں کرتا بعینہ قسم قسم کی تحریریں آتی ہیں جن کی تشہیر لکھنے والوں کے لئے مضرت رساں ہو اور باعث خرابی ہو۔ فقیر ایک دائی کے مانند بے شمار بندوں کے حسن و قبح اپنے باطن میں مستور رکھتا ہے اس لئے تمام ڈاک پہلے فقیر بذات خود پڑھتا ہے اس کے بعد رات کی تنہائیوں میں جواب طلب امور کا جواب لکھواتا ہے۔ جن کی انتہائی راز داری کا بدرجہ اتم انتظام ہے۔

دواؤں کے لئے علیحدہ بندوبست ہے۔ فقیر کی زیر نگرانی ہزاروں کے خرچ سے یونانی ادویات و نسخہ جات تیار کئے جاتے ہیں۔ ضرورت مندوں میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔ میں نے محنت خوب کی۔ کسی سے مانگا نہیں۔ اب بھی کررہا ہوں اس بڑھاپے میں کوئی اتنی محنت نہیں کرتا۔ ایک مرید قطب الدین رحمانی لاہوری نے جو سعودی عرب میں مقیم ہے کہا کہ حضرت آپ کے نام کا اکاونٹ کھول دوں تاکہ اس میں نذر کی رقم جمع کراتا رہوں وہ سعودی عرب میں کام آئے گا۔ میں نے کہا کہ میرا اکاونٹ اوپر کھلا ہوا ہے۔ رقم وہاں سی آتی ہے آپ تکلیف نہ کریں۔

۱۹۴۷ء میں فقیر بلکل خالی ہاتھ کراچی آیا۔ سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے آبائی کاروبار بھی نہ کرسکتا تھا۔ اس لئے سونے چاندی کا دلال بن گیا۔ میرے مخلص غمگین ہوگئے۔ ان میں سے ایک اجا پہلوان نے ایک جھوٹا نگینہ بناکر

قاسم بھائی جے پور والے کی معرفت بھیجا اور کہا کہ اس کو فروخت کر کے اپنا وقت سیدھا کرلو۔ جوہری برادری نے چالیس ہزار دام لگائے اور میرے انکار پر پچاس ہزار روپے لگادیئے۔ نام نہاد جوہری پہچان نہ سکے۔ اجا پہلوان نے کاریگری کا کمال دکھادیا تھا مگر میں نے وہ نگینہ پتھر سے چور چور کردیا کہ میرے ایمان کی قیمت پچاس ہزار نہیں۔ اب تو نقشہ ہی بدل گیا۔ معبود نے کرم فرمادیا۔ فقیر کی جھولی عطار کی دکان ہے۔ ہر مرض کا علاج' ہر درد کی دوا اس کے پاس موجود ہے۔ طبیعت درست ہو یا ناساز ڈیوٹی سے غفلت نہیں برتا۔ برابر سرانجام دیتا ہوں۔ فقیر کبھی نہیں تھکتا۔ بلڈ پریشر ہے' خون کا دباؤ بڑھا ہوا ہے' دمے کا مریض ہوں' ڈاکٹر مکمل آرام کا مشورہ دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ' میرا بلڈ پریشر تو بڑھا ہی رہتا ہے' کبھی کم کبھی زیادہ' یہی ٹھیک ہے۔ حکمت یہ ہے کہ کسی کے معاملے میں فکر کرو اور اس فکر سے اس کو فائدہ نہ پہنچے اگر نفع نہ پہنچا تو خاک فکر کی۔ ہمیشہ یہ سوچو کہ ہم سے دوسروں کو کس طرح نفع پہنچے۔ رفاہ عامہ کا ہروقت خیال رہے' مخلوق خدا کو فائدہ پہنچے۔ اپنی والدہ کی بے حد خدمت کی۔ تہجد کا وضو کراتا۔ اپنے خاندان کے سب بزرگوں کی خدمت کی' سب کو خوش اور راضی کیا۔ جس کام کے پیچھے پڑے پھر وہ نہیں یا ہم نہیں۔ لاتعداد علوم سیکھے۔ جن کا تفصیل سے ذکر کرچکا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت انسان فقیر کو اتنا نہیں جانتے جتنا قوم جنات واقف ہے یا اللہ کی دوسری مخلوق پہچانتی ہے۔ میں ہمیشہ اپنے رب سے دکھ درد' حاجت' ضرورت بیان کرتا ہوں۔ میرا رب ہر وقت میرے ساتھ ہے۔ پھر کسی اور سے کیوں کہوں۔ صحیح کہہ رہا ہوں کہنا تو نہیں چاہئے کہ فقیر کی دولت حاصل کرنے والا مجھے آج تک کام کا آدمی نہیں ملا۔ **الا ماشاء اللہ** سوائے میرے محبوب میاں محمد عارف رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کے' مگر ان کی عمر نے وفا نہ کی۔ ان کا تذکرہ لمعات محبوب رحمانی میں آچکا ہے۔ مٹی کے برتن بنتے ہیں اگر کمہار کے پاس جاکر برتن بنتے دیکھے لاکھ دیکھے لیکن محض دیکھ کر برتن بنانا نہیں آئے گا حتیٰ کہ کمار دیکھنے والے کو چکے پر ہی کیوں نہ بٹھلادے۔ جب تک کمہار وہ نکتہ وہ راز نہ بتلادے برتن نہیں بنے گا۔ اصول سیکھنے سے مشکل کام آسان ہوجاتا ہے۔ ورنہ آتا واتا کچھ نہیں۔ ہمارے پاس جو باتیں بنانے آتا ہے ہم بھی اس کو راستہ بتلادیتے ہیں۔ ہر کام کا ایک طریقہ ہے' اصول ہے' ڈھنگ ہے۔ جب تک نکتہ نہ ملے گا کام نہ ہوگا۔ میں مختلف محفلوں میں گیا۔ مگر کسی چیز کا اثر نہ لیا۔ عرصہ دراز تک مندر' گرجہ' مرگھٹ' مسان چھان مارے مگر سب راستے غلط نظر آئے۔ خوب تحقیق کی' چھانا پھٹکا' دیکھا بھالا' معلوم ہوا کہ سب راستے غلط ہیں۔ صحیح راستہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : **"والذین جاهدوا فینا لنهد ینهم سبلنا۔"** (آیت نمبر ٦٩' سورۃ العنکبوت) "اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنا راستہ دکھادیں گے۔" اس راہ کی صحیح رہبری شیخ کامل کے وسیلے سے ہوتی ہے۔ مجھے تو جب اپنے شیخ کی غلامی کا شرف حاصل ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میاں یہ کیا کیا آپ نے پال رکھا ہے۔ یہ علم رمل' نجوم' جفر وغیرہ وغیرہ

سب کو چھٹی دو۔ سو ہم نے تعمیل ارشاد کی جس سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی اس سے خدا راضی اور جس سے شیخ راضی اس سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی۔ اگر کوئی فقیر سے بدگمان ہوکر بد راہ ہوگیا تو آخرت کے دروازے اس پر بند ہوں گے اور دنیا کے کھل جائیں گے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ میری روحی اولاد خوش رہے۔ ان کے اہل و عیال عزیز و اقارب خوش رہیں۔ فقیر کو اللہ نے ایسا وسیع حوصلہ عطا فرمایا ہے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ میرا حوصلہ' میر سخا' میری محبت سے سوا ان کو ملے' میں ان کو اپنے سے بہتر دیکھنا چاہتا ہوں۔ مجھ سے آخرت کی طلب کرو۔ دنیا مت مانگو' اب میرا وہ حال ہے کہ اس کو چھپانے کی تدبیر کرتا رہتا ہوں اور ایک وقت تھا کہ ظاہر کرتا تھا۔ لیکن اب ظاہر ہونے میں میری ہلاکت ہے۔ میرے لئے دعا کرو۔ میں بھی سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ میں اس وقت سے ڈرتا ہوں' پناہ مانگتا ہوں کہ میرا قدم پھسلے' میرا دل چاہتا ہے کہ ہر رحمانی میرے ساتھ کھائے' میرے بعد کون انھیں اس محبت سے پاس بٹھاکر کھلائے گا۔ ان کی دل جوئی کرے گا۔ ان کے دکھ اور درد بانٹے گا۔ میاں اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی کھلاتا پلاتا ہے۔ وہی حافظ و ناصر ہے۔جسے آخرت مل گئی اسے دنیا کی حکمرانی مل گئی۔

اولیاء اللہ معلم انسانیت اور خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین پیکر ہوتے ہیں

اولیاء اللہ درحقیقت تعلیمات اسلامی کا پیکر ہوتے ہیں۔ ان کا اٹھنا' بیٹھنا' رفتار' گفتار' خاموشی' گویائی' بود و باش' طرز معاشرت یعنی زندگی کا پورا خاکہ حضور اکرم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا عکس جمیل ہوتا ہے۔ یہ حضرت راہروان منزل ہوتے ہیں۔ ان کی رہبر اعظم ذات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے۔ آج بے حساب انسان ان نفوس قدسیہ کی بدولت مشرف بہ اسلام نظر آتے ہیں۔ ان میں کوئی اپنے دور کا مجدد ہوا' کوئی غوث اعظم ہوا' کوئی سلطان العارفین' کوئی سلطان الہند' کوئی محبوب الٰہی وغیرھم' یاد رکھنے کی بات ہے کہ اولیاء اللہ کی خدمت کے دو پہلو ہیں۔ پہلا تو غیر مسلموں کے دلوں سے کفر کی سیاہی دور کرکے نور ایمان سے روشن کرنا' دوسرے جو لوگ زبان سے کلمہ گو ہیں عملاً راہ شریعت و طریقت سے منحرف ہیں ان کے قلوب و دماغ کو خواہشات کے دام فریب سے نکال کر اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر گامزن کرکے استقامت اور عزیمت پر قائم کرنا۔ سو فقیر الحمد للہ ثم الحمد اللہ! ان امور کی تکمیل کے لئے شب و روز کوشاں ہیں اور فقیر کے نہ صرف مریدین بلکہ متعلقین بخوبی آگاہ ہیں کہ فقیر کا ہر قدم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا پر اٹھتا ہے۔ تو اس استقامت کی فقیر ہمیشہ دعا کرتا ہے۔ فقیر خواجگان کے اِم سے اور خصوصاً اپنے مالکان ثلاثہ (اللہ جل جلالہ' رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مرشد) کی ازلی عنایت سے اپنی منزل میں ہے اور جملہ دینی اور روحی متعلقین کے لئے بالخصوص

اور امت مرحومہ کے لئے ہمہ وقت دعاگو ہے۔ اعلیٰ حضرت پیرو مرشد کا قول اب خوب یاد آتا ہے کہ "میاں محمد فاروق رحمانی اتنی مصروفیت ہوگی کہ کھانے پینے بات کرنے کی فرصت تک نہ ملے گی۔" واقعی ایسا ہی حال ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کرچکا ہوں۔ آنا جانا بند ہے۔ صرف نماز جمعہ کو باہر نکلتا ہوں اور ایک سال عرس شیخ الشیوخ عالم حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے لئے پاک پتن شریف' اور پنجاب میں روحی متعلقین سے ملاقات اور درس و تدریس کے لئے اور دوسرے سال حج و زیارت شہنشاہ کونین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار پر حاضری کے لئے۔ بقایا وقت الفاروق جہانگیر روڈ کراچی کے ایک چھوٹے سے حجرے میں گزارتا ہوں جہاں شب و روز مختلف ذرائع سے مخلوق خدا کو اکھٹا کرکے اللہ اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام بحکم و اذن توجہ شیخ پہنچاتا رہتا ہوں۔ یہ دوا دارو' نقش' تعویذ' دم جھاڑا' محافل ذکر و فکر' عرس' ختمات وغیرہ کے پس پردہ جہاں ایک طرف جذبہ خدمت خلق کارفرما ہے دوسری طرف حکم شیخ اور اتباع بزرگان سلسلہ و اولیاء عظام کے تحت مخلوق خدا کا کسی نہ کسی تدبیر سے اجتماع کرکے اپنی ڈیوٹی پوری کرتے ہوئے انہیں راہ مستقیم دکھلانا اور پیغام حق پہنچانا بھی ہوتا ہے۔

جی تو چاہتا ہے کہ تجلی کو میں عریاں کردوں
سب تو ممکن ہی نہیں کچھ تو میں عریاں کردوں

شام دنیا

یاد رکھنے کی بات ہے کہ یہ دور اب دنیا کی شام کا ہے۔ اکثر دیکھا ہوگا کہ ٹھیلے والا سارا دن نہایت اطمینان سے آواز لگاکر اپنے ٹھیلے پر سجی مختلف اشیاء کی خوبیاں بیان کرکے سودا فروخت کرتا رہتا ہے اور جوں جوں شام کا وقت آتا ہے قدرتی یا یوں کہو نفسیاتی طور پر وہ گھبراہٹ محسوس کرکے جلد از جلد آواز لگاتا ہے اور دام کم کرکے مال بیچنا شروع کردیتا ہے اور شام کا اندھیرا ہوتے ہی ٹھیلے کا مال اونے پونے فروخت کرکے گھر چلا جاتا ہے۔ اب دنیا کی بھی شام ہے۔ یہ روحانی مدارج کا سودا معبود نے سستا کردیا ہے۔ اب نہ وہ سو ۱۰۰ منازل سلوک ہیں صرف (پندرہ ۱۵) رہ گئیں اور نہ وہ صلوٰۃ معکوس جس سے حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ عہدہ برآ ہوئے نہ وہ مجاہدے ہیں نہ وہ ریاضتیں نہ چلا کشی ہے' نہ لمبے چوڑے وظائف' اب تو سودا سستا فروخت ہورہا ہے۔ فرائض اور سنتیں ٹھیک ٹھیک ادا کرو۔ حقوق العباد کا خیال رکھو۔ عقائد پختہ رکھو۔ اپنے پیشواؤں سے عقیدت و محبت اور مستحکم رابطہ رکھو' اور مقام حاصل کرلو۔ میرے عزیز! یہ وہی وقت ہے جس کے متعلق ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

CamScanner

تھا : "اے صحابہ اگر تم دس نیکیوں میں سے ایک بھی چھوڑو گے تو خطرہ ہے لیکن ایک وقت وہ ہوگا کہ دس نیکیوں میں سے ایک کرنے والا بھی نجات کا مستحق ہوگا۔" سو یہ وقت دنیا کا وقت آخر ہے اور معبود کی طرف سے صدائیں لگ رہی ہیں کہ جلد میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر گامزن ہوجاؤ جو دراصل میری ہی راہ ہے۔ فقیر بھی کسی حکم کے تحت ڈیوٹی دے رہا ہے۔ اور اس میں بخل سے کام نہیں لیتا بلکہ شب و روز پکار پکار کر' چلا چلا کر اللہ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کے راستے کی طرف بلا رہا ہے۔ یہاں یہ سمجھنے کی بات ہے کے راستہ بتلانے والے پہنچا بھی دیتے ہیں۔ کتابوں کی مدد سے سنا بھی دیتے ہیں۔ پڑھنے یا سننے سے راہ کے پیچ و خم سمجھ میں نہیں آسکتے۔ مثلاً کسی شخص نے مقامات مقدسہ کے پورے حالات پڑھے ہوں یا سنے ہوں اور کسی حاجی کو جاتے وقت بتلانے لگے کہ فلاں فلاں مقام پر اس طرح ارکان ادا کرنا' یا فلاں جگہ جانا' حاجی صاحب کہیں کہ میرے ساتھ چل کر بتلاؤ تو وہ شخص جس نے پڑھا تو ضرور ہوگا' مگر پاسپورٹ اور پیسہ نہ ہو تو جانے سے معذور ہوگا مگر اولیاء اللہ راستہ طے کراتے ہیں تو ان کے پاس روحانی پاسپورٹ بھی ہوتے ہیں اور روحانی سکے بھی ہوتے ہیں' منزل بھی دیکھی بھالی ہوتی ہے۔ راہوں کے نشیب و فراز سے بھی بخوبی آگاہ ہوتے ہیں۔ اور وہ باآسانی مسافر کو منزل تک پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں جس طرح دنیاوی بیماریوں کا علاج حکیم اور ڈاکٹر کرتے ہیں اسی طرح روحانی بیماریوں کا علاج اللہ والے کرتے ہیں۔ جس طرح لوہے کا زنگ آگ کی بھٹی میں صاف ہوجاتا ہے اسی طرح زنگ آلود قلوب اولیاء کی نظر کرم سے صاف ہوجاتے ہیں اب یہ بات سمجھ میں آگئی ہوگی کہ کشتگان حق کس طرح بن گئے۔ کشتگان حق ہیں کہاں؟' ذرا دیدہ بینا سے ڈھونڈو' ضرور مل جائیں گے۔ جب تک اولیاء اللہ دنیا میں موجود ہیں قیامت نہیں آئے گی۔ بزرگوں کی صحبت میں بیٹھو' ذوق طلب لے کر آؤ' علم و عقل گھر چھوڑ آؤ۔ ان کی صحبت اچھی لگے یا بری مگر بیٹھو ضرور' بیٹھنا نہ بیٹھنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ اگر ذوق محفل نہ بھی ہو' فیض پہنچ کر رہتا ہے جو اہل ذوق ہوتے ہیں ان کو تو حاصل ہوتا ہی ہے مگر شان کریم یہ ہے کی بدذوق بھی خالی ہاتھ اس محفل سے نہیں اٹھتے۔ حدیث مبارکہ : "**ہم القوم لا یشقی بھم جلیسھم**"" یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین بدبخت نہیں ہوتا۔"

"**من تشبہ بقوم فھو منھم**" (جو جس قوم کی مشابہت کرتا ہے وہ انھیں میں ہوجاتا ہے۔) (القاصد الحسنہ علامہ سخاوی رحمتہ اللہ علیہ)

اس جگہ مجھے ایک واقعہ یاد آگیا جو قارئین کی رشد و ہدایت کے لئے پیش خدمت ہے۔ "حضرت میراں محی الدین سیدنا عبدالقادر جیلانی الحسن والحسنی رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ایک چور چوری کی نیت سے داخل ہوگیا۔ مگر ہاتھ کچھ نہ لگا۔ خانقاہ میں اس وقت ایسی کوئی چیز نہ تھی جسے وہ اڑا لے جاتا۔ خدام اس کی حرکات و سکنات کو دیکھتے

رہے مگر پاس ادب اس کی مشتبہ حرکت پر خاموش رہے۔ حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے پکارا' کون ہے؟ خدام نے عرض کی حضور چور ہے۔ خانقاہ سے کچھ نہیں ملا۔ خالی ہاتھ واپس جارہا ہے۔ فرمایا' اس کو روکو ہم خالی نہیں بھیجیں گے۔ یہ سخی کا دروازہ ہے۔ ہمارے دروازے کی بدنامی ہے۔ اولیاء اللہ کے ہاں کوئی آجائے اور وہ خالی ہاتھ جائے یہ ناممکن ہے۔ خدام نے عرض کی' حضور اس کو کیا دیا جائے' فرمایا ایسا دو کہ دونوں جہانوں میں بھلا ہوجائے۔ دیکھوں فلاں جگہ کے قطب کا انتقال ہوگیا ہے اس کی جگہ خالی ہے اس چور کو وہاں کا قطب بناتے ہیں۔ مقام قطبیت دے دیا۔" اللہ اکبر! یہ تھی شان اولیاء اللہ کی اب ایسی محفلوں سے کون خالی جاسکتا ہے جو غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے غلاموں کی محفل ہو۔ وہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔ مانگو اپنے رب سے وسیلہ بزرگان دین ہوتے ہیں۔ کم کیوں مانگو' خوب گڑگڑا کر خوب مانگو' بڑی بڑی نعمتیں مانگو' خالی ہاتھ نہ اٹھو گے' یہ تو ہمارے خواجگان کی شان ہے اور ہمارے آقا و مولا تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان ہوگی جو بھی اولیاء اللہ کی صحبت میں آجاتا ہے اس کے لئے دعا ضرور ہوتی ہے خواہ وہ عقیدت مند ہو یا نہ ہو جس محفل میں فقیر نے دعا کی' اور فرشتوں نے آمین کہہ دی وہ مقبول بارگاہ ہوجاتی ہے۔ فقراء' اولیاء اللہ کی محفل میں ملائکہ کی آمد بھی ہوتی ہے۔ ملائکہ کی آمین رد نہیں کی جاتی۔ کوئی کتنی ہی ایذا پہنچائے فقیر دعا ہی دے گا۔ فقراء اللہ کے بندے مومن ہوتے ہیں۔ غلط زبان کیوں چلائیں۔ دعا ہی دیں گے۔ سو اے میرے عزیز! جس کے لئے الہامی دروازہ کھل گیا' اس کے لئے دونوں جہاں کی بھلائی ہے۔ ان اولیاء اللہ کی صحبت ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یہ حضرات اولیاء اللہ اگر باطنی علوم نہ بھی سکھلائیں خاموشی اختیار کر رکھیں کچھ بھی بیان نہ کریں تو میں سچ کہتا ہوں کہ جو بھی الفاظ اندر کے دروازے یعنی قلب سے نکلتے ہیں وہ کہیں نہ کہیں سے تار ملاکر رابطہ قائم کرکے تصور کرکے خیال کرکے نکلتے ہیں۔ خواہ وہ رابطہ مرشد سے ہو یا کسی سرکار سے ہو۔ حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ سے ہو یا مدینہ منورہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو۔ اس میں اثر ہوگا' لذت ہوگی' نفاست ہوگی' نور ہوگا' اسی لئے جس قدر ممکن ہو اولیاء اللہ کی صحبت حاصل کرو' اور فیضان حاصل کرو' بد عقیدہ کی صحبت سے بچو' ان کی صحبت آپ کو ہی نہیں بلکہ آپ کے قلب کو بھی تباہ و برباد کردے گی' اور گھن کی طرح اندر ہی اندر آپ کے جسم و جان کو ہی نہیں بلکہ قلب و روح کو کھا جائے گی۔ گمراہ کردے گی' بد عقیدہ ہونے سے بچو' بد اخلاق کی اصلاح ممکن ہے' مگر بد عقیدہ کی اصلاح ناممکن۔ اہل اللہ کے سینے میں بہت سے علوم ہوتے ہیں مگر ان کو ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ہوتی ورنہ اس مادی دنیا میں طوفان برپا ہوجائے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک روز اپنے آپ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا' "اس سینے میں بہت سے علوم ہیں میں کسی ایک کو اس قابل نہیں سمجھتا جس کو یہ تمام علوم

سکھائے جائیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا' "اس میں ایک علم ہے کاش کہ کوئی اس امانت کو اٹھانے والا مل جاتا۔" (کتاب اللمع فی التصوف)

یہ علم، علم لدنی تھا جو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سکھلایا تھا اور ان ہی سے یہ سلسلہ ہمارے پیشواؤں تک چلا آرہا ہے۔ ایک روز حضرت سیدنا زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ فرمائیں تو جتنے بھی لوگ یہاں جمع ہیں ان میں جنتی اور دوزخی اصحاب کی صفیں علیحدہ علیحدہ کردوں۔ حضور سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' "اے زید! خاموش ہوجاؤ' تمہارا گھوڑا گرم ہوگیا ہے اسے ہوا دو۔" غور کا مقام ہے کہ جب کہ ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان موجود تھی انسان سے یہ برداشت نہ ہوسکا اور راز الٰہی افشا کرنے لگا اور اس وقت موجودہ دور میں کیا حال ہوگا۔ الٰہی توبہ! الٰہی توبہ!

انسان میں علم باطن اس وقت آتا ہے جب علم ظاہر کا غرور اٹھ جائے۔ اس لئے کہ بہت بڑے ظرف' حوصلے اور ہمت کی ضرورت ہے اگر انسان کو اللہ تعالیٰ کا صحیح نام لینے کی توفیق ہوجائے تب کہیں جاکے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اسے وہ علوم بھی عطا ہوجاتے ہیں جو وہ نہیں جانتا۔ علم حاصل کرنے کے لئے استاد کی ضرورت ہوتی ہے اور راہ سلوک کے لئے شیخ طریقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے صحبت شیخ اختیار کرو اور منزل پر پہنچو' صحبت سے بہت کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کسی زریں رقم خطاط سے نہایت ہی حسین و جمیل رنگوں کی آمیزش اور سنہری روپہلی گوٹا کناری سے مزین لفظ (گلاب) لکھوالیں مگر اس سے خوشبو حاصل نہ ہوگی۔ مہک تو اس گلاب میں ہوگی جو کسی مالی کی صحبت میں پروان چڑھا ہو۔ صحبت کو غنمت جانو' وقت نازک ہے' دور پر آشوب ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند   صحبت طالح ترا طالح کند

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں کوئی شخص فتویٰ لینے کی غرض سے حاضر ہوا۔ آپ کسی ضرورت کے تحت باہر تشریف لے گئے تھے اور گھر پر موجود نہ تھے۔ لونڈی سامنے آئی۔ آنے والے سے آنے کا مقصد پوچھا۔ سائل نے کہا کہ ایک مسئلہ پوچھنے آیا تھا کہ "اجابت کے بعد نجاست کب پاک ہوتی ہے۔" لونڈی بولی' اے صاحب! یہ کون سا مشکل مسئلہ ہے۔ بتائے دیتی ہو' جب دھوتے دھوتے انگلیاں سختی اور کھردرا پن محسوس کریں اور ملائمیت جاتی رہی۔ وہ شخص مطمئن ہوکر چلا گیا۔ جب امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ واپس تشریف لائے تو لونڈی نے ماجرا بیان کیا۔ آپ نے مسئلہ کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا۔ لونڈی تو پڑھی نہ لکھی یہ مسئلہ کس طرح بتلادیا۔ عرض کی حضور! آپ کی جوتیاں سیدھی کرتی ہوں' برتنوں کی چکنائی دور کرتی ہوں' جب ان کی ملائمیت اور چکناہٹ جاتی رہتی ہے تو کھردار پن آجاتا ہے۔ میں جان جاتی ہوں کہ برتن صاف ہوگیا ہے۔ سو یہ صحبت کا اثر

ہے۔ اگر کچھ حاصل کرنا ہے تو صحبت اختیار کرو۔ اپنی سوانح حیات کے تتمہ میں فقیر نے چند گزارشات پیش کیں ہیں۔ امید ہے کہ قارئین کرام ان سے استفادہ کریں گے اور فقیر کی بتلائی ہوئی راہ پر عمل کرتے ہوئے دارین کی سعادتیں حاصل کریں گے۔ فقیر کا دروازہ ہر گھڑی ہر کس و ناکس کے لئے کھلا ہے۔ فقیر کسی سے کچھ طلب نہیں کرتا بلکہ ہر آنے والے کی مقدور بھر خدمت کرنے کا شوق رکھتا ہے۔ مقصد و مدعا پیغام حق پہنچانا ہے۔ تمام سال ختم اعراس کی محفلیں ہوتی ہیں بقائے ملک و قوم اور عالم اسلام کی یکجہتی کے لئے دعائیں ہوتی ہیں جن کی مقبولیت کے متعلق بڑے بڑے مشاہدے مریدین و متعلقین نیز صوفیائے کرام اور علمائے عظام کو ہوتے رہتے ہیں۔ حاکم وقت کے نام خطوط اور قومی و ملکی خدمت کے متعلق تفصیلات بھی قارئین کی خدمت میں پیش کی جائیں گی جس سے اندازہ ہوسکے گا کہ موجود دور میں فقیر خانے "الفاروق" کراچی سے کس قدر عظیم روحانی، دینی و ملکی اور ملی خدمت سرانجام دی جارہی ہیں۔ خواجگان کے وسیلے اور تصرف و توجہ سے بڑی بڑی عظیم محفلوں کا ہر سال انعقاد ہوتا ہے نہ صرف کراچی میں سالانہ جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم اہتمام ہوتا ہے بلکہ ہر دوسرے سال زیارت حرمین کے دوران حضرت قبلہ ضیاء الدین قادری مدنی رحمتہ اللہ علیہ (ان کا وصال ہوچکا ہے) کہ آستانے عالیہ مدینہ منورہ میں بھی اسی شاندار طریقے سے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوتا ہے۔ فقیر کی انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر قدم شریعت و طریقت سے آراستہ ہو۔ فقیر کو اتباع سنت کا انتہائی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اپنی اوائل زندگی کا ایک دلچسپ واقعہ گوش گزار کرنے کے بعد فقیر اپنی سوانح کی حیات جلد اول ختم کرتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوگا کہ قدرت نے ابتداء ہی سے خدمت خلق کا اہم شعبہ سپرد کر رکھا ہے۔

اوائل عمر کا ذکر ہے جبکہ والدہ حضور بقید حیات تھیں۔ فقیر کو ویرانوں پرانے قبرستانوں، جنگلوں اور بیابانوں میں جاکر وظائف پڑھنے اور چلہ کشی کا شوق تھا۔ ایک سہانی شام جب کہ آسمان پر ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے دہلی کے ایک پرانے قبرستان میں وظیفہ کرنے چلاگیا۔ پڑھنے پر اس قدر مصروف ہوا کہ بادلوں کے گھرا ہونے کا احساس نہ ہوا۔ موسلا دھار بارش شروع ہوئی۔ وظیفے کی مناسبت سے سفید لباس زیب تن تھا۔ وظیفہ مکمل کرکے میں اٹھا اور گھر کی راہ لی۔ بارش تھی کہ تھمنے کا نام ہی نہ لیتی تھی۔ گری پڑی قبریں پانی سے لبریز ہوگئیں یکایک بادل چھٹ گیا۔ سیاہ رات گھٹا ٹوپ اندھیرا اور جگمگاتے ستاروں کی مدھم مدھم روشنی، پانی سے لبریز قبروں کے گڑھے صاف اور سیدھا راستہ دکھلائی دے رہے تھے۔ فقیر کے ہاتھ میں ہمیشہ لکڑی کا رول رہا کرتا تھا۔ پاؤں جو بڑھایا تو پانی سے لبریز قبر میں جا پڑا۔ گڑھے کے اندر پانی سینے تک آگیا۔ باہر نکلنے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے، مٹی چکنی، پھسلنی قدم دھڑام سے پھر پانی کے اندر، پانی سے شرابور کپڑے، کیچڑ میں لت پت جسم، عرض کی مولا اس حالت میں والد کا انتقال ہوا نہ دادا کا یہ زندہ درگور کیسے اور کیوں؟ دست گیری فرما، ساتھ والی قبر کا ایک پتھر اندر کی طرف بڑھا نظر آیا۔ کسرتی

جسم۔ نو عمری کا زمانہ سہارا لے کر زقند جو لگائی تو باہر۔ کپڑے نچوڑے رول اٹھایا آگے بڑھے۔ دیکھا کہ چند چور جنازے گاہ کے چھپر تلے مال تقسیم کررہے ہیں ان کی نظر جو ہم پر پڑی سمجھے کفن لپیٹے کوئی مردہ اٹھ آیا ہے۔ سب کچھ چھوڑ چھاڑ سرپٹ بھاگے۔ سفید کپڑوں کو مٹی میں لت پت کفن سمجھ بیٹھے۔ اب ہم لاکھ آوازیں دے رہے ہیں ارے بھائی سنو' ارے میاں سنو' بھائی ٹھرو' مگر صاحب کہاں؟ الٰہی توبہ! اور ہم گرتے پڑتے محلے کی مسجد کے مولوی کے دروازے پہ پہنچے جو بند پڑا تھا۔ مولوی صاحب کو آواز دی' مولوی صاحب نے آواز پہچان کر دروازہ کھولا۔ ہیئت کذائی دیکھ کر بولے میاں یہ کیا؟ انھیں خاموش کیا' جلد جلد نہائے کپڑے دھوئے گیلے ہی پہنے سہمے سہمے گھر پہنچے۔ اماں حضور کی ناراضگی کا خوف تھا۔ دیکھا وہ انتظار میں مصلے پر بیٹھی ہیں۔ گھبراکر ماجرا پوچھا۔ سب حقیقت عرض کردی۔ مسکراکر خاموش ہوگئیں اور آئندہ محتاط رہنے کی تلقین کی۔ قارئین کی آگاہی کے لئے چوری شدہ مال مالکان کو واپس مل گیا اور چور اس قدر دہشت زدہ ہوگئے کہ آئندہ کے لئے وہ محلّہ چوروں سے محفوظ ہوگیا۔ معلوم ہوا فقیر سے اس وقت بھی خدمت خلق کرائی گئی۔ اس کے ساتھ ہی فقیر اپنی سوانح حیات کے اس حصے کو ختم کرتا ہے اور اللہ سے دعا کرتا ہے کہ قارئین کو اس کے سمجھنے اور اس سے نفع اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

مانند شمعم کہ جہاں افروزم　　روشن دارم جہاں وخود میسوزم

مختصر سوانح حیات اور ملفوظات پیرو مرشد خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ

قطب الاقطاب صدر الصدور چراغ صابری لعل قدوسی بحر معرفت اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ انعام الرحمٰن قدوسی سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ

نیست بر لوح دلم جز الف قامت یار
چہ کنم حرف دگر یاد نہ داد استادم

اعلیٰ حضرت سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ ددھیالی سلسلہ سے ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ننھیالی سلسلہ حضرت قطب الاقطاب شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کی نواسگی کی وجہ سے قدوسی ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے والد محترم پیرجی محمد فضل الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ پیکر صبرو استقلال اور شکر گزار بزرگ تھے۔ اکثر فرمایا کرتے کہ ' "جو لطف و اطمینان قلب درویشوں کی صحبت میں حاصل ہوتا ہے وہ امراء میں نہیں۔ فی زمانہ کتاب کی صحبت اچھی ہے۔ "مسلمانان درگور مسلمانی در کتاب" کا دور ہے۔ خلوت گزینی کم کھانے کم بولنے کی عادت تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ ان دو باتوں کی پابندی قرب خداوندی کے حصول کے لئے بہت سے وظیفوں سے بہتر ہے۔ ظاہر و باطن ایک رکھو۔ حلال روزی سے کھاؤ پیو۔ اللہ کے ذکر کی حلاوت پیدا ہوگی۔ سادہ لباس' اخلاق وسیع' مستجاب دعوات تھے اور نذرانہ سے یہ کہہ کر اجتناب کرتے کہ میں نے تو کچھ کام کیا ہی نہیں جو میں نذرانہ قبول کروں۔ کام تو سارے حق تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ دلائل الخیرات بہ کثرت پڑھتے ان کا ہر عمل اور ورد محض رضائے الٰہی کے لئے ہوتا۔ جب باہر سے تشریف لاتے تو اعلیٰ حضرت سہارنپوری سے بدن دبواتے اسی دوران ہم عصر بزرگوں کا ذکر سنایا کرتے جب ان سے ملاقات کے بعد حصول فیضان کے متعلق اعلیٰ حضرت سہارنپوری دریافت کرتے تو یہ کہہ کر صاف چھپا جاتے ہم تو جیسے تھے ویسے ہی رہے۔ آخری سال حاضریہ کلیر شریف عرس مبارک خواجہ مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابری کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے ختم شریف کے وقت اعلیٰ حضرت سے چپکے سے فرمایا' "بیٹا اس وقت غوث وقت بھی موجود ہیں۔ تجھ کو جو دعا مانگنی ہو مانگ لے۔ اعلیٰ حضرت نے معذوری ظاہر کی اور ان سے دعا کی التجا کی تو آنکھوں میں آنسو بھر کر عرض کی کہ الٰہی اس انعام کو اپنی محبت کامل عنایت فرما۔ اعلیٰ حضرت حسب دستور قدیم تعلیم' کلام ربانی کے بعد عربی' فارسی کی ابتدائی تعلیم دی گئی پھر انبیٹھہ شریف میں منشی محمد اعلیٰ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے فن نقشہ نویسی میں کمال حاصل کیا اور وہاں کے روحانی ماحول میں بزرگوں کی صحبت اور حاضری آستانہ عالیہ

حضرت شاہ ابولمعالی رحمتہ اللہ علیہ سے قلب منور و معطر ہوتا رہا۔ ۱۹۱۵ء میں بسلسلہ ملازمت بمبئی تشریف لے گئے۔ اسی دور ملازمت میں قبل بیعت ایک حیرت انگیز واقعہ ظہور پذیر ہوا جو کہ توکل علی اللہ کا کھلا مظاہرہ تھا۔ ایک دفعہ آپ اپنے دفتر پہنچے۔ دفتر پہنچنے پر ایک انگریز افسر اعلیٰ نے ایک نقشہ فوراً بنانے کو دیا۔ قبل از تکمیل اعلیٰ حضرت سہارنپوری نماز ظہر کی جماعت کے لئے مسجد چلے گئے۔ واپسی پر حاکم نے بلاکر غصہ میں بھر کر کہا کہ بابو انعام نوکری کروگے یا نماز پڑھوگے۔ نقشہ لپیٹ کر افسر کے سامنے رکھ دیا اور کمال استغنا سے کہا کہ ''صاحب انعام نماز پڑھے گا نوکری نہیں کرے گا۔ آپ گھر تشریف لے گئے۔ ادھر اسی روز اس حاکم کے تبادلہ کے احکام دفتر پہنچے تو وہ حیران وہ پریشان پیش کار کو لے کر سر شام ہی در دولت پر حاضر ہوکر معافی کا خواستگار ہوگیا۔ ان ہی دنوں میں حضرت شاہ شبیر احمد سرکاری واعظ دکن' بمبئی تشریف لائے اور اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے آپ سے ملاقات کی۔ دونوں حضرات کی ارواح نے ایک دوسرے کو پہچان لیا اور آغاز سلوک فوقانی ہوگیا۔ پانچ ماہ کی قلیل مدت میں مرشد کامل نے مرید صادق کو کامل و اکمل کردیا۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری کو خلافت اور اجازت بیعت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت شاہ شبیر احمد کی بے شمار کشف و کرامات ہیں۔ان میں ایک یہ ہے کہ درد سر کا مریض کہیں سے خط لکھتا۔ آپ تحریر پر نظر ڈالتے اور مریض اپنے مقام پر صحت یاب ہوجاتا یہ تصرف عجیب نظام دکن عثمان علی خاں کی خواہش پر ان کو محض آنکھیں چار کرکے منتقل کردیا تھا۔ یہ دور ۱۹۳۰ء پر ختم ہوگیا۔ ان ہی ایام میں آپ نے تصوف کی کتب باب الانعام اور تعلیم الرحمان تالیف فرمائیں۔

اب اعلیٰ حضرت سہارنپوری کی حیات مبارکہ کا دوسرا دور ۱۹۳۱ء تا ۱۹۴۲ء قیام سہارنپور شریف ترک ملازمت کرکے تجارت اختیار کرنے سے شروع ہوتا ہے۔ آپ نے کریانہ کی دوکان کرلی تھی۔ دوکان کیا تھی تعلیم و معاملات کی درس گاہ دست بکار دل بیار کا مظاہرہ تھی۔ ۱۲ برس یہ ریاضت کی کسب حلال میں مصروف اور یاد الٰہی میں بھی مصروف اور خدمت خلق اور رہنمائی طالب مولا کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ تیسرا دور ۱۹۴۲ء سے شروع ہوا جبکہ بڑے صاحبزادے جناب شہزادہ عطاء الرحمٰن کو دوکان کا کاروبار سپرد فرماکر گوشہ نشینی اختیار فرمائی۔ مراقبہ مشاہدہ میں مصروف رہتے' معتقدین و مریدین کی تعلیم و تربیت اور ہمہ وقت یاد حق اور خدمت خلق آپ کا طریقہ تھا۔ بقول جناب حکیم محمد یعقوب قدوسی' ''اس دور میں اللہ کے ذکر کی ایسی بھٹی گرم کی کہ ہزاروں تابنے سونا بن گئے۔ اور ہزاروں زنگ آلود قلب منور ہوگئے اور قطبیت و غوثیت کا وہ عظیم مرتبہ حاصل کیا کہ صدیوں سے کس کو نہ ملا تھا۔ اسی دور کی یادگار روشنی حضرت محبوب رحمانی ہیں جو میرے اعلیٰ حضرت سہارنپوری کی برہان ولایت ہیں۔ ہمارے لئے اعلیٰ حضرت کی یہی زندہ و جاوید کرامت موجود ہے۔'' اعلیٰ حضرت کی دوسری یادگار گویا دور جدید کا رسالہ قشیریہ یا کیمیائے سعادت یا کشف المحجوب جیسی ان کی تصوف اور علم باطن پر معرکتہ لاراء تصنیف موسوم بہ

"انعام رحمانی" ہے (غیر مطبوعہ)۔ کتاب "انعام رحمانی" میں تعلیم باطنی کا مکمل نصاب ہے۔ خواہ کسی سلسلہ کا حلقہ بگوش ہو اسے راہ سلوک کی معلومات کماحقہ مل جائے گی۔ بس فقط ایک نظر مرشد کی رہ جائے گی۔

حالات و واقعات حاضری بہ آستانہ عالیہ سہارنپور شریف ۱۹۵۳ء

جمعرات ۱۲/ نومبر ۱۹۵۳ء مطابق ۴ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ کو کراچی میں جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل مبارکہ سے فارغ ہوکر خواجہ محبوب رحمانی اور قبلہ بھائی جان مع دس رفقاء عازم سفر سہارنپور شریف برائے جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ ہفتہ کی رات ۳ بجے سہارنپور شریف پہنچے۔ شہزادہ عطاء الرحمٰن قدوسی مع دیگر اراکین حلقہ رحمانی اسٹیشن پر موجود تھے۔ شہزادہ موصوف نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ سب سے معانقہ کیا جب محلّہ شاہ بہلول آستانہ عالیہ پہنچے تو اعلیٰ حضرت سہانپوری غلاموں کے منتظر تھے۔ نگاہ کرم ایسی ڈالی کہ سفر کی ساری تھکان دور ہوگئی۔ بڑی محبت و شفقت سے ایک ایک کی مزاج پرسی کرکے ارشاد فرمایا' "کئی ماہ کے بعد طبیعت میں شگفتی آئی۔" اعلیٰ حضرت سہارنپوری مریدین کو دینی بھائی فرماتے تھے۔ بھئی میری تو عید ہوگئی اتنے دوستوں سے اللہ تعالیٰ نے ملاقات کرادی۔ ہماری مختصر جماعت پر نظر ڈالتے ہوئے فرمایا' "ایک ہو مگر نیک ہو۔ مرید کم ہوں مگر طالب مولیٰ ہوں۔" اعلیٰ حضرت نے فرمایا' "بھئی میرے پاس تو کچھ بھی نہیں میں تو خود تلاش میں ہوں"

اعلیٰ حضرت سہارنپوری کے چند ملفوظات

ایک نشست میں اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے فرمایا' "جو دوست انتقال کرگیا ہو اسے اس وقت تک ایصال ثواب کرتے رہو جب تک قلب مطمئن نہ ہوجائے۔ یہی حق دوستی ہے۔"

دلائل الخیرات کے متعلق فرمایا' "یہ بہت دور دور تک جائے گی جہاں کا وہم و گمان بھی نہیں ہوگا۔"

"اسراف سے اجتناب کرو" فرمایا' "روپیہ اور مال کا صحیح صحیح استعمال کرو' یہ ایمان کی ڈھال ہے۔"

"مہمان کی وہ تواضع کرو' جو ہمیشہ بے تکلف جاری رکھ سکو۔ یہ خیال نہ کرنا کہ یہ کیوں آگیا اور کب جائے گا۔ جب تکلفات بساط سے بڑھ کر کرتا ہے تو ایسے خیال آنا فطری ہے۔ اگر دل میں یہ ہے کہ کب جائے گا' ظاہر میں یہ کہہ رہا ہے کہ آپ کے آنے کی بہت خوشی ہوئی' تو ظاہر و باطن الگ الگ ہوئے اور یہ معبود کو پسند نہیں۔ اللہ دوست نہیں رکھتا اسراف کرنے والوں کو۔"

فرمایا' "سب سے بڑا وظیفہ حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔ حقوق والدین' حقوق ہمسایہ' بھائیوں کے حقوق' اعزا' اقرباء اور اہل و عیال کے حقوق وغیرہ۔"
فرمایا' "سادہ لباس' سادہ خوراک سے' زندگی آسان رہتی ہے۔ اللہ نے رزق کا وعدہ کیا ہے قورمہ کھلانے کا نہیں۔ کفایت شعاری کے طریقے سیکھو۔ سردیوں کا کپڑا گرمیوں میں بنانے سے کفایت ہوتی ہے۔ ضرورت کے وقت خرچ کرو۔ ماں بھوکی ہو تو بیٹے کے ورد و وظائف نہیں ہوتے۔ سچ بولنا بھی بڑا وظیفہ ہے۔ کیونکہ سچ بات اگر آج کوئی نہیں مانتا تو کل خود اسے معلوم ہوجائے گا۔ اگر جھوٹ بولا تو پول کھل جائے گی۔ لباس انکساری کا اچھا ہے۔ رعونت کا لباس اچھا نہیں۔ گفتگو سادہ' لباس سادہ' کھانا سادہ۔"

خلافت کیا ہے؟

جب تک مدرسے میں بچے تعلیم پاتے رہتے ہیں استاد ان میں سے اس لڑکے کو جس کو سبق یاد ہوجاتا ہے خلیفہ یا مانیٹر بناکر دوسروں کا سبق یاد کرانے پر لگادیتا ہے اور امتحان کے وقت بسا اوقات کمزور طالب علم پاس ہوجاتا ہے اور ذہین فیل ہوجاتا ہے۔ خواہ کوئی کتنا ہی بزرگ ہوجائے اگر اس کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا تو ایسا شخص دونوں جہانوں میں نامراد ہے۔ اس سے وہ شخص اچھا ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔ کیونکہ وہ ایمان سلامت لے گیا۔ امتحان میں کامیاب ہوا۔ کوئی فخر مشیخیت یا استادی کا نہیں سب دینی بھائی بھائی ہیں۔ وقت گزر رہا ہے۔ جیل خانے میں ادھر ادھر سے جوتے ڈنڈے پڑ رہے ہیں۔ دنیا جیل خانہ ہے۔ مخلوق کا منہ بند نہیں کیا جاسکتا۔ مخالفتیں تو جاری رہتی ہیں ہاں معبود سے معاملہ صحیح رکھو۔ دنیا میں بے کاری و باکاری' بیماری و تندرستی سبھی کچھ ہے۔ مدعا یہ ہے کہ' حقوق العباد ادا کرو' نماز پر سختی سے کاربند رہو' ان میں کوئی کمی ہوئی تو کوئی وظیفہ کارگر نہیں اور لوگ یہیں گرتے ہیں۔ صحبت خراب وہی ہے جس کا قلب اللہ کی یاد سے غافل ہو۔ غافلین کی صحبت سے بھاگو اور جس کا قلب دنیا کی طرف زیادہ مائل ہو اس سے بھی بھاگو۔ امیروں کی صحبت بھی اچھی نہیں۔ نگاہ غلط ڈالنا شریعت کا گناہ' لیکن طریقت میں خیالات بھی صحیح رکھنے چاہئے۔ وہ عمل جس کا مخلوق میں اظہار کردیا بے نور ہوگیا۔ چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ ایک دعوت پر گئے وہاں میزبان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اس برتن میں کھانا لانا جو دوسرے حج پر لایا تھا۔ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ اس جگہ سے چلے گئے اور کھانا نہیں کھایا۔ لوگوں نے پوچھا تو فرمایا' "میں نے بچشم خود دیکھا کہ اس کے دونوں حجوں کا نور چلا گیا۔"
فرمایا' "طاقت حاصل کرنا جتنا مشکل ہے' اتنا ہی اس کی حفاظت مشکل ہے۔ مسجد کی' درگاہوں کی' جھاڑو تیل

بتی کا انتظام کرنا' بڑا نیکی کا کام ہے۔ اللہ کی راہ میں سب سے اچھی ستھری چیز دو۔ باسی بچی کھچی نہ دو۔ برسوں ہوجاتے ہیں اور کسی مقام پر بھی نہیں پہنچتے۔ بس تیلی کے بیل کی طرح چکر لگاتے رہتے ہیں کیونکہ راہ سلوک کے آداب معلوم نہیں ہوتے شدید بیماری میں بیٹھم سے بیٹھ کر نماز پڑھنی پڑھی اور رکعت گننے پر بچوں کو مقرر کیا۔ جب اس حال میں رمضان المبارک قریب آیا تو فقیر بہت رویا کہ اس ماہ المبارک کے مہینے کی برکت سے محروم رہا جاتا ہو۔ معبود نے کرم کیا اور اچھا ہوگیا۔ پوری تراویح روزے اور تلاوت کلام پاک حسب معمول ہوئے۔ رمضان کے بعد پھر وہی بیماری کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ایک بزرگ آئے اور ان سے دعا کے لئے کہا تو ارشاد فرمایا' "دعا مناسب نہیں۔ بیماری زیادہ بڑھی اوراد پڑھنے میں خلل آنے لگا تو درخواست رحم گزاری کہ' میں عاجز اور مردہ ہوں" دو دن توقف کا حکم ہوا۔ پھر ڈاکٹری علاج کا اشارہ ہوا۔ فقیر نے کبھی حکیم کے علاوہ ڈاکٹر کا علاج نہیں کروایا تھا۔ فرمایا' "پرانے مکان اور بوڑھے بدن کی مرمت نہ ہوگی تو کیسے کام چلے گا۔ عجب مشکل ہے کہ مخلوق سے ملو تو خرابی اور نہ ملو تو خرابی۔ روشنی میں سب لوگ آکر جمع ہوجاتے ہیں اور اندھیرے میں سایا بھی انسان سے جدا ہوتا ہے۔"

۵۳-۱۱-۱۶ رات کے دس بجے کی ایک نشست میں اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے یہ ارشادات فرمائے :

"پانی اگر لینا ہو تو حتی المقدور چشمے یا دریا سے لینا چاہئے۔ کیونکہ تالاب اور نالیوں کے پانی کے مقابلے میں وہ بہت اعلیٰ و ارفع اور صاف ستھرا ہے جو دل سے دور ہے وہ پاس بیٹھا بھی دور ہے اور دل سے نزدیک ہے اور وہ دور بیٹھا بھی نزدیک ہے۔"

دعا کے لئے فرمایا' "دعا اس کے لئے کی جاتی ہے جس پر اعتبار ہو' جس کی ضمانت دے سکو۔ دعا دراصل سفارش ہے اور ہر شخص کی سفارش کرنا خلاف عقل ہے۔ لوگوں نے مذاق بنا رکھا ہے کہ راہ چلتے میں دعا کے لئے کہہ دیتے ہیں۔ پھر اگر کوئی مشورہ دو تو اس کے خلاف عمل کرتے ہیں اور گرفت میں آجاتے ہیں تو اس کے لئے دعا نہیں' کیونکہ وہ سزا میں خود مبتلا ہوا۔ خود کردہ را علاج نیست۔"

"مخلوق کی ایذا رسانی کا کیا کہئے' بس غم کھالو اور چپ رہو۔" اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے ارشادات جاری رکھتے ہوئے فرمایا' "کسی بزرگ کے متعلق اگرچہ وہ کسی مدرسے یا اسکول کا سند یافتہ نہ بھی ہو یہ ہرگز نہ کہنا چاہئے' بے عمل یا جاہل ہے۔ کیونکہ جوہر علم جسے علم سینہ یا علم باطن کہتے ہیں ان ہی کے پاس ہوتا ہے اور یہ حضرات کمالات نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے حامل ہوتے ہیں۔ کیونک سردار دارین تاجدار کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے تعلیم نہیں پائی لیکن وہ علوم کے دریا بہائے کہ آج تک کسی سے وہ فیضان جاری نہ ہوسکے۔" بعض لوگ حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق کہہ دیا کرتے ہیں کہ' "وہ ان پڑھ تھے' غلط ہے۔ ایک دفعہ دو عالموں میں کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نزاع ہوگیا۔ یہ ضعیف ہے یا احسن اور فیصلے کے لئے

حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آگئے۔ آپ نے اپنے مراقبہ کا رومال ان پر ڈال دیا اور وہ دونوں دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوگئے وہاں سے مسئلہ حل ہوگیا۔

باطنی روشنی کا بیان

فرمایا' ''معبود جسے جیسا ڈھالنا چاہتے تھے ازل سے ڈھال چکے۔ جس بلب کی ۶۰ واٹ کی طاقت ہے اس کو اتنی ہی ملے گی۔ جس کی ۱۰۰ کی ہے اس کو ۱۰۰ ہی کی ملے گی۔ بلب پر جو گرد و غبار آجاتا ہے اس کی صفائی کردی جاتی ہے۔ اگرچہ بلب اور تار وہی رہتے ہیں روشنی میں فرق کمی و بیشی کسی ترکیب سے کر بھی دیں تو ۶۰ پاور کا بلب ۱۰۰۰ کا ہنڈا نہیں بن جاتا۔ انگریز انتظامی امور میں ایک دوسرے کے انتظامی معاملات میں مداخلت نہیں کرتا تھا یہی اس کے حسن انتظام کی دلیل تھی۔ فقیر کو بدرجہ اولیٰ لازم ہے کہ مشیت ایزدی کا منتظر رہے اور جب قضاء و قدر کا حکم وارد ہوجائے تو صبرو سکون اور رضائے حق میں گم اور خاموش دیکھتا جائے۔ اس کی مشیت میں دخل دینا بے ادبی ہے۔ وہ ہر کام اپنی حکمتوں کے مطابق کرتے ہیں۔ جن کا ہمیں علم نہیں۔ اس تمہید کے بعد اصل معاملے کی طرف آئے۔ فرمایا' ''آپ حضرات حاضری چاہتے ہیں مزار مبارک حضرت مخدوم پاک علی احمد علاؤ الدین صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف کی۔ اور آپ کے پاسپورٹ میں ویزا کلیر شریف کا نہیں تو یہاں کے مقامی حکام سے اجازت لیں گے۔ طریقہ یہ ہے کہ پہلے یہاں کے صاحب خدمت حضرت شاہ نور رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر جاکر اجازت حاصل کریں۔ اگر مل گئی تو ایک معمولی سی درخواست ضلع کلکٹر کے دفتر میں دوگے تو فی الفور منظور ہوجائے گی۔ اور اگر وہاں سے (مزار شریف حضرت شاہ نور رحمتہ اللہ علیہ) سے منع ہوگئی تو پھر ادھر کا رخ بھی نہ کرنا جو اشخاص اس کام کے لئے مزار مبارک پر جائیں وہ ازراہ تکلف یہ نہ فرمائیں کہ ہم تو سلام کو حاضر ہوئے ہیں۔ بلکہ صاف صاف حاضری کا مدعا عرض کردیں۔ ہر معاملے میں صاف گوئی محمود و مقبول ہے۔ اور اگر محض حاضری کی نیت ہے تو وہی رکھو اور دیگر معاملات درمیان میں نہ لاؤ۔ حاضری و زیارت مزار کی نیت خالص رکھو۔ اس مشورے میں حضرت محمد جعفر عاشق رحمانی خلیفہ مجاز اور دیگر لوگوں نے عرض کی۔ حضور اگر آپ ہی اول اجازت دے دیں تو وہاں سے بھی منظور ہوجائے گی۔ اس پر اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے فرمایا' ''میں صاحب اختیار اس امر کا نہیں اس کے واسطے حضرت شاہ نور رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر جانا ضروری ہے اور ہمیں دوسروں کے معاملات اور دائرہ عمل میں دخل نہ دینا چاہئے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اگر اجازت مل گئی تو خوشیوں کے شادیانے نہیں بجانے اور اگر نہ ملی تو غم و الم نہیں

کرنا۔ (قرآنی تعلیمات کے مطابق "لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتکم" (آیت ۲۳' سورہ الحدید) ترجمہ : "یہ اس لئے کہ کوئی چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی تو اس کا رنج نہ کیا کرو' اور جو کچھ اللہ نے تمہیں دیا ہے اس پر اترایا نہ کرو۔") ہر حال میں ترک خواہش لازمی ہے۔ ہر حال میں راضی بہ رضائے مولیٰ رہنا لازمی ہے۔ اگر اجازت بالفرض نہ ملی تو یہاں چوبیس میل دور سے سلام رخصت ادا کریں گے۔" اس مشورے کے بعد خواجہ محبوب رحمانی نے عرض کی کہ' "ہم تو جناب مخدوم پاک عالم پناہ رحمتہ اللہ علیہ کی حاضری کا ارادہ کراچی سے کرکے چلے ہیں اور اسی وقت سے ان کو اطلاع ہے۔ ہم ان کے مہمان ہیں وہ خود کرم فرمائیں گے۔ اگر یہ پاسپورٹ ویزے کا چکر نہ چلتا تو اجازت وغیرہ کی بھی ضرورت نہ تھی۔

ختم شریف جشن عید میلادالنبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم جو مسجد حسنہ سہارنپور شریف میں منایا گیا اس کے متعلق تاثرات' مشاہدات' احکامات حافظ محمد جعفر عاشق رحمانی اور خواجہ محبوب رحمانی نے تحریراً اعلیٰ حضرت سہارنپوری کی خدمت میں پیش کئے آپ نے فرمایا' "ختم شریف دربار رسالت میں قبول ہوگیا۔" احکامات کے بارے میں ارشاد ہوا کہ' "یہ دونوں حکومتیں ٹکرا کر تباہ ہوجائیں گی۔ ایک بالکل ختم ہوجائے گی اور دوسری نیم جاں۔ پھر تیسری طاقت آکر انصاف کرے گی۔ اب میاں اپنے باغ سے جھاڑ جھنکار بالکل صاف کرنے پر آمادہ ہیں لہٰذا کثرت سے درود شریف اور استغفار ہی سیلاب بلا کی دست برد سے بچا سکتا ہے" فرمایا' "پرہیز کے ساتھ تھوڑی سی دوا بھی فائدہ دے گی۔ اگر ساری رات نفل پڑھے اور دن میں روزہ رکھے اور باتوں میں تصنع اور بناوٹ ہو تو اس بدپرہیزی کے ساتھ ۵ پانچ قرآن مجید کی تلاوت بھی کام نہ دے گی۔ مثال کے طور پر منشی جی آپ سے ملنے جائیں اور آپ خندہ پیشانی سے اوپر سے کہیں آؤ منشی جی بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر اور دل کے اندر یہ ہے کہ کیوں آگیا۔ اس طرح مہمانوں کے آنے پر بظاہر خوشی کا اظہار اور دل میں رٹ لگانا کہ یہ کیوں آگئے اور کب جائیں گے۔ پرہیز کے ساتھ ایک مرتبہ قل ھواللہ پڑھنا کافی ہے۔" دو پیر بھائی ایک دوسرے کو مخدوم بنا رہے تھے اتنے میں اعلیٰ حضرت سہارنپوری تشریف فرما ہوگئے اور فرمایا یہ تو خدا ہی کو معلوم ہے کہ دراصل کون مخدوم اور کون خادم ہے لیکن یہ یاد رہے کہ آرام خادم ہی کو ملتا ہے۔ فرمایا' "درویشی آسان نہیں۔ اگر مسلمان ہوکر ایمان پر خاتمہ ہوجائے تو خیریت ہے۔ ہر مومن کے ساتھ ایک نہ ایک تکلیف (آزار بیماری) وغیرہ رہتی ہے۔ اگر میاں سید ظہیرالحسن کی بیوی تندرست ہوگئیں (دمے کا مرض جاتا رہا) تو اسے اور کوئی بیماری دے دی جائے گی۔ بے درد و کرب انسان حق سے غافل ہوجاتا ہے۔

اتباع اول شے ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانی تعلیم کم دی۔ عملاً بہت زیادہ تعلیم دی ہے۔ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم بڑے مردان خدا کا کام ہے۔ آج کل طالب مولیٰ کہاں ہیں۔ میٹھی میٹھی باتیں کرتے

CS CamScanner

رہو تو مرشد بہت اچھا ہے اور ذرا پینترا بدلا اور مرید ہوا ہوئے اور جو رہ جائے وہی مرید صادق ہے۔ لوگ آتے ہیں اپنے مطلب کو اور انہیں پہنچادیا جاتا ہے کسی اور مقام پہ۔ یعنی انھیں اللہ کرنے کی طرف لگادیا جاتا ہے۔ جو لوگ مشاہدے کے طالب ہیں ان کے متعلق ارشاد فرمایا' "نہ کام سہی ہو اور نہ پردہ اٹھے۔ کسی کو پندرہ برس ہوگئے' کسی کو بیس برس۔ اللہ تعالیٰ کس لگائے بغیر کیسے مقبول بارگاہ بنالیں گے۔ سونا بھی بغیر دیکھے نہیں لیا جاتا۔ سرکار بھی ہر طرح سے اطمینان کرلیتی ہے تب ملازمت دیتی ہے۔" فرمایا' "کوٹ پتلون پہننا آسان ہے' لیکن اس کا نبھانا مشکل۔ انگریزی میں تار آیا اور کسی نے اس کا کوٹ پتلون دیکھ کر کہا' ذرا اسے پڑھ دینا اور ان کو انگریزی آتی ہی نہیں صرف لباس کے انگریز بن گئے تو کیسی بدمزگی ہوگی جس راہ کا لباس اختیار کرو اسی راہ کی کوئی بات پوچھ لے تو اور نہ بتاسکے تو شرمندگی ہوگی۔ اسی راہ کا قانون بھی یاد کرو۔" فرمایا' ذوق و شوق تیز رفتاری ٹھیک ہے لیکن اول سمت درست کرلو۔ ورنہ واپس لوٹنا پڑے گا۔ سفر سے پہلے سمت درست کرنا ضروری ہے۔ یعنی عمل سے پہلے عقیدہ بہت ضروری ہے۔" فرمایا' "شیطان ایک ہی قسم کا دھوکہ نہیں دیتا ہر شخص کے مذاق کے مطابق جدا جدا دھوکے دیتا ہے۔"

شیخ کامل و ناقص

جو شخص اپنی پابوسی و دست بوسی سے خوش ہو اور کسی شخص کی مذمت سے نہ خوش ہو تو اس کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ جب تک ہر حال میں پرسکون نہ ہو اور کسی جذبے سے متاثر نہ ہو۔ مجمع عام میں اپنی نفی کرنے سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ فرمایا' "ذکر جہر سے عوام کو نفع زیادہ اور خود کو کم' اور ذکر خفی سے خود کو زیادہ اور دوسروں کو کم۔" "کتاب انعام الرحمانی غیر مطبوعہ کو خواجہ محبوب رحمانی' سالار و لعل رحمانی حضرت محمد عارف رحمانی اور اس عاجز صوفی سید محمد ظہیرالحسن رحمانی نے پڑھا تھا۔ بحیثیت نقاد کے اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے ہماری رائے طلب فرمائی تو محترم بھائی جان نے عرض کیا کہ اور تو مجھے معلوم نہیں لیکن مقدمہ کتاب کی فلاں سطر پر آپ کو حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بالمشافہ ہوئی۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری بہت خوش ہوئے اور فرمایا' "مجھے داد مل گئی۔ اب کسی اور کو دکھانے کی ضرورت نہیں۔" اور انشاء اللہ تمہیں یہ کتاب اس طرح یاد ہوگی کہ جب کسی مضمون کی ضرورت ہوگی تو وہ سامنے آجائے گا۔"

بات معقول اور پختہ ہو' مدلل ہو اور اپنے عمل میں لائی گئی ہو تب اس بات کا وزن قائم ہوگا جب تک خود نمونہ نہ بنوگے تو مخلوق خدا کیونکر راہ راست پر آئے گی۔ پھول تو نتیجہ ہے ایک عمل مسلسل کا۔ یعنی اول اول زمین

کو الٹ پلٹ کیا جاتا ہے' کانٹے صاف کرتے ہیں۔ کھاد کی بدبو اور تکلیف اٹھانا پڑتی ہے پھر کہیں جاکر پھول شاخ پر کھلتا ہے جو شخص پھول لینے جاتا ہے اسے کانٹا ضرور لگے گا۔ جب تک طالب کو یقین کامل اس بات کا نہیں ہوجاتا کہ خدا دیکھتا ہے' سنتا ہے' منزل دور ہے۔ بھئی مجھے تو آج تک شریعت ہی سے فرصت نہ ملی تو معرفت کی بات کرتے ہو۔ طریقت کی باتیں ہر جگہ ہر ایک سے نہیں کیا کرتے۔ ایک شخص نے طریقت کا سبق لینے کے لئے بڑا اصرار کیا۔ اسے صاف کہہ دیا کہ' "میاں زکوٰۃ تو ادا کر کے آؤ پھر بات کرنا۔" فقیر اہل ذوق اور طلب صادق والوں سے بات کرتا ہے۔

اصل عبادت دلوں کو خوش کرنا ہے نفس کا نہیں۔ مردوں سے بات کرنا آسان ہے عورتوں سے کلام کرنے میں میرے دل پر وزن آتا ہے۔

اصول اور قانون

جو بات کلام مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوجائے پھر مشائخ کے قول کی ضرورت نہیں۔ حضرت سیدنا نصیرالدین چراغ دہلی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک بڑا ہی مشہور قول ہے جو اعلیٰ حضرت سہارنپوری کی اس بات کی تائید کرتا ہے :

"مشرب پیر حجت نمی شود دلیل از قرآن و حدیث می باید۔"

"پیر کا مشرب میرے لئے حجت نہیں' قرآن و حدیث سے دلیل چاہیئے۔"

اس پر خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ' "نصیرالدین رحمتہ اللہ علیہ نے بالکل حق کہا۔"

پردے کا حکم ہے مرشد کو بھی لازم ہے کہ جب تک عورت کا ولی نہ ہو' بات نہیں کرے۔

مسافر منزل کی مسافت کے مطابق رفتار اختیار کرتا ہے اگر منزل دس میل دور ہے تو پوری رفتار سے گاڑی چھوڑ دے گا اور اگر دو میل منزل رہ گئی تو گاڑی آہستہ آہستہ چلائے گا۔ تیز رفتار کو بھی بعض مقامات پر رکنا پڑتا ہے۔

حضرت خواجہ محبوب رحمانی حوت شاہ نور رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے۔ مراقبہ میں زیارت ہوئی۔ اعلیٰ حضرت کا سلام پیش کیا۔ درخواست برائے اجازت حاضری کلیر شریف کی کی تو آپ نے ارشاد فرمایا' "میاں انعام الرحمٰن ہی اجازت دے دیتے۔ ہم ان کے محبوب مہمانوں کو ناراض تھوڑی ہی کرسکتے ہیں۔

پیر کیا ہے اور کون ہے؟

پیر دینی بھائی ہے۔ دینی دوست ہے۔ سب ایک ہی درجے میں تعلیم پا رہے ہیں۔ جماعت ایک ہے۔ سب طالبان مولیٰ ہیں۔ بس ایک کو سبق یاد ہوا اسے دوسروں کو یاد کرانا ہوتا ہے۔ جماعت کی تبدیلی اور امتحان کا وقت موت ہے۔ امتحان کے کمرے میں کیا باتیں بنانا' کیا فخر کرنا کوئی امتیازی مقام نہیں۔ بیماری تندرستی سب کے ساتھ لگی ہے۔ سب مساوی ہیں۔ نیک مشورہ لینا اور دینا اچھا ہے۔ کامیاب وہ ہے جو دنیا سے ایمان کے ساتھ رخصت ہوا اسی لئے اولیاء اللہ ہمیشہ یہ دعا کرتے ہیں کہ "**یاحی یاقیوم ثبتنا علی الایمان** سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا کہ حلقہ صحابہ علیہم رضوان میں اس طرح تشریف فرما ہوتے کہ کوئی امتیاز نہ کرسکے۔ اللہ اکبر!

فرمایا' "خالی کہہ دینے سے کہ محبت ہے چھٹکارا نہیں۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ ان کی راہ میں قربانی کتنی دیتے ہو۔ اپنے لئے بھنا ہوا گوشت اور ان کے لئے پتلی دال۔

ذکر و فکر کا دوام و تسلسل

خواہ سفر خواہ حضر ہو' سوتے ہو یا بیوی بچوں سے باتیں کرتے ہو۔ خیال نہ ٹوٹے۔ یہ تار برابر ہروقت ہر ساعت جڑے رہیں۔ زندہ وہ ہے جو یاد اللہ میں رہتا ہے۔ غفلت سے بچو۔ شیطان ایسا پر مارتا ہے کہ بنا بنایا کام خراب کردیتا ہے۔ نیت میں ریا شامل کردیتا ہے۔ کوئی اور بات پیدا کردیتا ہے۔ نیک کام کا اعلان کرنا میں نے یہ کیا اس کے اجر کو ضائع کردیتا ہے یہ تو بھائی ہروقت کی گھسائی ہے۔ کسی کام میں ہو ان سے غفلت نہ ہو۔ روپیہ پیسہ بہت ہوگیا اور تم اسے گننے لگے اب وہ دیکھیں گے کہ روپیہ شماری میں اسے ہمارا دھیان اور خیال ہے یا نہیں۔ اگر نہیں رہا تو اس پر گرفت ہوگی کہ محض روپیہ شماری میں ہمیں بھول گئے۔ شب کو سوجاؤ مگر دھیان لگا رہے۔ دیکھو حضرت سلیمان علیہ السلام گھوڑوں کے معائنہ میں غافل ہوئے اس پر ان کو تنبیہہ ہوئی۔ "**فقال انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب** (آیت ۳۲ سورص) تو فرمایا بے شک میں نے اس مال کی محبت اپنی خواہش سے نہیں کی بلکہ صرف اپنے رب کی یاد کی وجہ سے کی یہاں تک کہ وہ گھوڑے پس پردہ چھپ گئے۔

ایسا شخص جو چوبیں گھنٹے اس کی یاد میں محو ہو تو معبود خود اس کے آنکھ' کان' زبان' ہاتھ اور پیر بن جاتے ہیں۔ جیسے مال حاصل کرنا مشکل ہے۔ ایسے ہی اس کی حفاظت مشکل ہے۔ ایسے ہی اعمال صالح کرنا مشکل اور ان کے

اجر کی حفاظت اور بھی مشکل۔ اگر حفاظت نہ ہوگی تو اجر ضائع ہونے کا احتمال ہے۔ قیامت میں ایسے لوگ ہوں گے کہ ان کے اعمال حجم میں پہاڑوں کی مانند لیکن وزن و میزان میں بالکل ہلکے ہوں گے۔ اخلاص نہ ہوگا۔ درویشی بزرگی مشکل ہے۔ پہلے مسلمان تو بن جاؤ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ : **"توفنی مسلما"** مسلمان ایسے تھوڑے ہوتے ہیں جیسے ہم اور تم بیٹھے ہیں۔ ہمارے کام ایسے ہیں بچے ہاتھ کے خول میں ریت بھرتے ہیں اور نیچے سے نکال دیتے ہیں۔ ادھر عمل کیا ادھر جتا دیا۔ اس عمل کا اجر و ثواب اور نور سب ختم۔ خود کمائی کر کے کھوئے تب پتہ چلے۔ ماں باپ کی کمائی تو سب ضائع کرتے ہیں۔ اس لئے مجاہدے کرائے جاتے ہیں۔ دنیا میں جو بھی بڑے بڑے نامی گرامی ہوئے محنت مشقت اٹھا کر ہوئے۔

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

ضرورت عمل کی ہے نا کہ باتوں کی۔ بغیر حرکت کے کام سر انجام نہیں پاتا۔ اس وقت جو گفتگو ہو رہی ہے معبود سن رہے ہیں۔ وہ ظاہر و باطن دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں۔ ہر ہر لفظ کی پرسش ہوگی۔ میرا آپ کا جس تاریخ میں دل ایک ہو گیا تو پوچھ گچھ کی ضرورت نہ رہے گی۔ ہر ساعت کامیاب ہوگے۔ جب اعتماد کامل ہو جاتا ہے ضمانت دے دی جاتی ہے۔ مثلاً مجھے محمد فاروق رحمانی پر اعتماد ہے اگر میں کہہ دوں کہ فلاں شخص کو دو روپے دے دو یہ فوراً دے دیں گے لہٰذا میں ان کے بھروسہ پر دوسرے شخص سے وعدہ کرلوں گا تجھے اتنے روپے ادا کروں گا۔ اولیاء اللہ کا معاملہ اسی شان اعتمادی کا ہے۔ پورا توکل ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے کہ حضرت شاہ نور رحمتہ اللہ علیہ کے مزار سے اجازت ہوگئی تو عالمگیر رحمانی اور مولف کتاب ھذا سید محمد ظہیرالحسن حمانی کو کلکٹر سہارنپور شریف کے دفتر بھیجا گیا۔ وہاں پہنچے تو تعطیل تھی۔ مگر جو ڈیوٹی پر عملہ تھا اس نے دفتری فارم وغیرہ دے دیئے جو پر کرکے ساری کاروائی کردی گئی اور فوراً دستخط کروالئے گئے۔

حاضری کلیر شریف عرس مبارک مخدوم پاک حضرت صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ ۱۹-۱۱-۵۳ بروز جمعرات

۱۱ بجے دن بذریعہ بس سہارن پور شریف سے روانہ ہوئے اور پونے ۱ بجے کلیر شریف پہنچ گئے۔ وہاں پر شہزادہ عطاء الرحمٰن صاحب نے خیمے نصب کر رکھے تھے۔ نماز ظہر ادا کی' لنگر تیار ہوا۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری درگاہ کی مسجد میں دلائل الخیرات پڑھنے تشریف لے گئے۔ بعد عصر مزار مبارک پر ختم شریف میں شامل ہوئے جب تلاوت و دعا کے بعد قوالی ہونے لگی تو اعلیٰ حضرت سہارنپوری اٹھ کر مسجد صابریہ میں جا بیٹھے۔ جب قوالی ختم ہوئی اور ہم

سب جمع ہوئے تو اعلیٰ حضرت بہت برہم ہوئے کہ قوالوں کو بہت زیادہ نذر کیوں دی۔ یہ اسراف بے جا ہے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ کسی بھوکے کو کھانا کھلاؤ، ننگے کو کپڑے پہنادو یا دو آنے کی چائے ہی پلادو۔ کوئی غریب سردی سے بچ جائے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے چائے کا لنگر کیا اور مخلوق کو خوب چائے پلائی۔ فرمایا، "معبود روز جزا ایک ایک بات کا حساب لیں گے۔ بھئی میلہ کے راگ رنگ، کھانے پینے میں نہ لگ جاؤ، بلکہ جو کام کرنا ہے وہ کرو اور مزار کی حاضری میں رہو۔ نماز باجماعت ادا کرو۔"

توجہ خصوصی

جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چار پانچ آدمی اعلیٰ حضرت سہارنپوری سے بیعت ہوئے۔ اب توجہ دینے کا مسئلہ درپیش تھا تو اس کے لئے ایک محفل نعت منعقد ہوئی جس میں نظیرالہ آبادی رحمانی شاعر، کی نعتیں سنائی گئیں۔ ان میں اعلیٰ حضرت سہارنپوری کی منقبت بھی تھیں۔ دوران محفل انہیں چار پانچ مریدین کو خوب رقت طاری ہوئی اور غسل توبہ کرادیا گیا اور کسی کو معلوم بھی نہ ہوا کہ یہ رقت اعلیٰ حضرت سہارنپوری کی توجہ خاص کی وجہ سے طاری ہوئی۔ دوسرے دن بعد نماز عشاء آپ مسجد حسنہ کی روش پر تشریف فرما تھے تو ازراہ شفقت بلالیا اور فرمایا، "بھئی کراچی سے آنے والوں میں جس کسی کو علیحدگی میں گفتگو کا موقع نہ ملا ہو اس سے ملوادو۔ تم ابھی تک مہمان نہ ہوئے بلکہ ختم شریف میں شریک تھے اور تمہاری کوئی خاطرمدارات نہیں ہوئی۔ اب کلیر شریف سے واپسی پر طرح طرح کے سادھے مگر مختلف کھانے پکوالیں گے۔ باجرے کی روٹی اور دال ماش۔ مولف نے اعلیٰ حضرت سہارنپوری سے صرف چار پانچ مریدین پر رقت طاری ہونے کا سبب پوچھا تو ارشاد ہوا، "کام سے غرض ہے نام سے نہیں۔ جب باپ اولاد کو کچھ دیتا ہے تو اعلان کرکے تھوڑی ہی دیتا ہے بلکہ خفیہ عطا کرتا ہے۔" فقیر نے محفل کی آڑ میں ان کو خصوصی توجہ دی۔ ان کا قلب رقیق ہوگیا اور گریہ طاری ہوگیا۔ یہ زمانہ نام و نمود کا ہے خواہ کام ذرا سا بھی نہ ہو۔ جمعہ کا وقت ہورہا تھا مسجد میں جگہ کم تھی اس لئے ارادہ ہوا کہ ایک آدمی اگلی صفوں میں کمبل بچھاکر جگہ روک لے تاکہ اعلیٰ حضرت اور مہمان حضرات آرام سے بیٹھیں۔ آپ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور کہا کہ، "جو شریعت میں ناجائز بات ہے اسے میں اپنے نفس کے لئے کیونکر جائز کرلوں۔ بھئی آج کل شریعت بیوہ ہے ہم اس پر خود عمل پیرا نہیں اور دوسرے لوگ بھی اس کی پرواہ نہیں کرتے۔"

ایک چرب زبان آدمی آکر آیات قرآنی پڑھ پڑھ کر دلیل دینے لگا اور کہنے لگا کہ حضرت صراط مستقیم کی ہدایت ہوجائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، "میاں کتابی علم سے اصلاح و احوال مشکل ہے کسی۔ مسلمان کی صحبت اختیار

CamScanner

کرو۔" وہ چرب زبان تو تھا ہی کہنے لگا کہ حضرت مومن کی صحبت کا ذکر کیجئے۔ آپ نے فرمایا' "مومن کی شان تو بہت اعلیٰ ہے تم تو مسلمان کی صحبت سے فیض یاب ہوجاؤ گے۔" معبود جب کسی پر انعام کرتے ہیں تو اسے صالحین کی صحبت عطا فرماتے ہیں۔ جو لوگ آکر یہ کہتے ہیں کہ میں صرف اللہ کی طلب میں آیا ہوں وہ غلط کہتا ہے۔ جس دن کسی کے دل میں اللہ سے ملنے کی تڑپ پیدا ہوگئی تو کرم میں ذرا بھر دیر نہ ہوگی۔

سفارش وسیلہ

بھئی کام اس طرح سے ہوتا ہے کہ تم نے درخواست کنندہ کو کہہ دیا کہ پرسوں دفتر میں فلاں وقت آنا تمہارا کام کردوں گا۔ وہ اس دن آیا تم نے افسر سے ملاکر اسے ملازمت دلوادی اور دوسرے لوگ اخبار میں آسامیوں کے اشتہار پڑھ کر درخواستیں دیئے جارہے ہیں۔ دفتر کے چکرکاٹ رہے ہیں۔ ملازمت نہیں ملتی۔ یہ مثال سناکر نذیر رحمانی الہ آبادی سے فرمایا' (وہ کچھ پریشان حال تھے) "تم نے جو نظم عرض حال پر لکھی ہے تین بجے شب کو آستانہ عالیہ مخدوم صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ پر' پڑھنا کام ہوجائے گا۔ اور جناب حافظ محمد جعفر رحمانی صاحب سے فرمایا کہ ' "تم ان کا کام کردینا" انہوں نے فرمایا' دو بجے مجھے آستانہ پر ملو' انہوں نے کہا سوتے ہوئے کو زبردستی جگادوں۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے بات کاٹ کر ارشاد فرمایا' "محبت میں زبردستی کیا' ضرور اٹھادینا۔" کتنی عجیب بات ہے کہ دنیا کے علوم کے ماہر تو دولت میں کھیلیں اور حافظ قرآن فاقوں مریں۔ دراصل حافظ نے قرآن کے معنی اور علوم نہیں سیکھے۔ ایک بہت بڑے بزرگ نے مجھ سے کہا' "جس شخص کو دین کی حکمت میں اڑد کی سفیدی کے برابر حصہ ملا تو عظمت شاہ اس کے سامنے ہیچ ہوگی۔" یاد رہے یہ جو ہمارے نام ہیں یہ نام نہیں یہ تو نشان ہیں نام وہ ہے جو خود پیدا کرے۔ دیکھو کیا نام پیدا کیا' مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت سرکار غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے جس کو معبود پکارلے اسے ساری خدائی پکار لیتی ہے۔ بس یہی نام ہوتا ہے جو زبان زد خلائق ہوجاتا ہے جب صحیح تعلق' نسبت' اللہ جل شانہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوجاتا ہے تو محبت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ درباروں میں حاضری ہوجاتی ہے۔ ذکرو اذکار اور صحبت مرشد روحانی طاقت پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ بغیر سلسلہ بغیر قوت قلبی جب کہتے ہیں یا صابر رحمتہ اللہ علیہ دے دے تو تجلی دیکھ کر مجذوب ہوجاتے ہیں۔ بے پناہ بارش میں سردی سے کپکپی چڑھ جاتی ہے۔ انوار کی بارش بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔ دیکھنا ہر ایک چاہتا ہے لیکن طاقت دیدار تو پیدا کرے۔ عطر کا جب کنٹر کھلتا ہے تو لگایا خواہ ایک ہی کو جائے لیکن خوشبو سب کو پہنچ جاتی ہے۔ سبحان اللہ سب ہی کہیں گے۔ اس شکریہ میں سب شامل ہیں اور جس نے شکریہ ادا کیا معبود کرم فرماتے ہیں۔ شکریہ ادا کرتے کرتے اپنی بھی

CamScanner

خوشبو کی انگلی لگ جاتی ہے بس شکریہ ادا کرتے رہو خوشبو کسی کو لگی تم بوئے عطر آتے ہی سبحان اللہ کہہ دو۔ شکر محض زبانی ہی ادا نہیں ہوتا۔

ان کے کرم کے ہیں ڈھنگ نرالے پیا چاہے تو سوتے کو جگالے

جس کو بھی انھوں نے جگایا پھر سلایا نہیں۔ بیدار کردیا تو کرہی دیا۔ وہی توفیق عمل دیتے ہیں کہ اب یہ کرے اور اب یہ کام کرے۔

بیعت کے متعلق

فرمایا لوگ راستہ چلتے چلتے بیعت کی درخواست کردیتے ہیں حالانکہ آتے جاتے رہنا چاہئے۔ دیکھنا پرکھنا چاہئے۔ کسی کی چکنی چپڑی باتوں میں نہ آنا چاہے۔ تمہیں کیا معلوم کہ میں ڈاکو ہوں یہ ایسا معاملہ ہے جیسے کوئی راہرو نکاح کی درخواست کردے۔ اس بیعت سے کیا فائدہ بعد بیعت کے نہ پیر کو مرید کا پتہ نہ مرید کو پیر کا۔ بھائی آیا جایا کرو، ملو جلو، حالات سے واقفیت حاصل کرو۔ خوب پرکھ لو۔ پھر کسی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دو۔

تقویٰ کیا ہے؟

فرمایا تقویٰ یہ نہیں کہ فلاں چیز مت کھاؤ، فلاں کپڑا مت پہنو۔ بلکہ یہ ہے کہ سورج کی سی شفقت کرو، جھوٹ مت بولو، پرہیزگاری اختیار کرو، بدپرہیزی سے شفا نہیں ہوتی۔ انسان گناہوں کا مرض لئے بیٹھا ہے۔ تقویٰ پرہیز ہے۔ ہم نے پان کھانا اس لئے چھوڑا کہ ہر شخص اس کو پیش کردیتا۔ خواہ پان میں چوہے کی مینگی ہو۔ چھالیہ کے اندر یا بغیر استنجہ کے پان بنادیا۔ بڑی احتیاط کرنی چاہئے قلب کی۔ بھائی دعا آپ دینا شکر میں ادا کروں گا۔ ان بزرگوں کی مال کی چوری سے تو اچھا ہے کہ بزرگ کو ہی چرالے۔

بعد نماز مغرب اعلیٰ حضرت سہارنپوری تھوڑی دیر استراحت فرمانے لگے تو قبلہ بھائی جان محمد عارف رحمانی، بھائی عالمگیر رحمانی اور یہ بندہ ناچیز بدن دبانے لگے۔ کتاب انعام رحمانی کے مضامین کا تذکرہ چھڑا۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے بھائی جان کو مخاطب فرمایا، "بھائی عارف سے پاؤں نہیں دبوانے چاہئیں۔" یہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ بھائی جان نے کسی دوسرے موقع پر اعلیٰ حضرت سہارنپوری کا بدن ایسے طریقے سے دبایا کہ نیند آگئی۔ جب بیدار ہوئے تو فرمایا، "میاں عارف آپ کو تو یہ فن خوب آتا ہے" بھائی جان نے عرض کی، حضور میں کوئی بدن تھوڑا ہی

دبا رہا تھا۔ میں تو جیب کی تلاشی لے رہا تھا۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے چونک کر فرمایا' "وہ کیسے؟" فرمایا' آپ کے بدن سے روحانی مقامات کا پتہ چلتا ہے۔ کھال بہت پتلی' سر بہت سخت یہ کشف کی انتہائی بلندی کی علامت ہے۔ اعلیٰ حضرت مسکرادیئے۔ بھائی جان سے بہت خوش تھے فرمایا' "میاں عارف ہمیں جو کچھ دیں گے بخوشی کھالیں گے۔" فرمایا' کتاب انعام رحمانی کو آپ نے محبت کی نظر سے دیکھا ہے یا نقاد کی نظر سے۔ مجھے تو وہ اچھا لگتا ہے جو نقائص نکالے۔ راقم الحروف کے منہ سے نکلا۔ حضور اصطلاحات صوفیہ کی تشریح ہوجاتی تو اچھا ہوتا۔ اعلیٰ حضرت اٹھ کر بیٹھ گئے اور حقائق و معارف کے دریا بہادیئے۔ فرمایا' "تبلیغ دین نظر سے ہے۔ بحث و مباحثے سے نہیں۔"

حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کے صاجزادے علوم عقلی اور نقلی میں کمال حاصل کرکے آئے تو واعظ کی اجازت چاہی۔ یہ واقعہ اس طرح (خزینۃ الاصفیہ جلد اول صفحہ ۱۸۳ میں آیا ہے) حضرت شیخ سیف الدین عبدالوہاب قدوس سرہ حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ علوم ظاہری و باطنی اپنے والد ماجد کے زیر سایہ حاصل کئے۔ جامع علوم و فنون تھے۔ تمام علوم متداولہ میں پوری مہارت اور عبور کامل رکھتے تھے۔ پدر بزرگوار کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ ایک دفعہ بلاد عجم کے سفر سے واپس آئے۔ تمام اقسام علوم میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ اپنے والد گرامی سے ان کی موجودگی میں واعظ کہنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دے دی۔ منبر پر تشریف لائے۔ علوم و فنون کی روشنی میں عالمانہ تقریر کی۔ مگر حاضرین کے دل پر کچھ اثر نہ ہوا۔ ان کے بعد اہل مجلس نے حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ سے واعظ کہنے کی درخواست کی۔ آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا' "شجاعت صبر کی ایک گھڑی ہے۔" ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اہل مجلس نے آہ و بکا شروع کیا۔ دیر تک یہی حالت رہی۔ شیخ سیف الدین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے والد بزرگوار سے اس آہ و بکا کا سبب پوچھا تو فرمایا' "تم اپنے نفس سے مخاطب تھے اور میں غیر نفس سے مخاطب تھا۔" یعنی ایک اپنے علم کے فضل پے نازاں تھا اور دوسرا اپنے رب کے کرم پر۔ ایک کی زبان پر علم بول رہا تھا' دوسرے کی زبان پر خدا۔ ایک اپنی خودی میں تھا اور دوسرا اپنی خودی سے آزاد۔

اہل دل قلوب کے جاسوس ہوتے ہیں۔ یہ آنے والے کے متعلق پہلے سے باخبر ہوتے ہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے کوئی شیعہ بحث و مباحثہ کرنے چلا اور آپ درس دے رہے تھے۔ دفعتاً" چونک کر کہا' "خانقاہ کا دروازہ بند کردو۔" اتنے میں کسی نے دستک دی۔ پوچھا کون ہے۔ اس نے جواب دیا کلب علی۔ فرمایا' "مسجد میں تو اللہ کا کتا بھی نہیں آسکتا۔ چہ جائیکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتا آجائے۔" اس نے کہا' یہ میرا نام ہے۔ دروازہ کھول دیا اور وہ آتے ہی قدموں پر گر پڑا۔

خودی سے نکل جائے تب کام کا انسان ہوگا۔ ایک بزرگ دو کھیتوں کے درمیان تنگ راستے پر جارہے تھے کہ

سامنے سے کیچڑ میں لتھڑا ہوا کتا آگیا۔ ان کو اپنے کپڑوں کی فکر ہوئی۔ اس کتے نے زبان حال سے کہا، کہ کیچڑ والا کپڑا پانی سے دھل کر صاف ہوجائے گا۔ لیکن اگر تمہاری خودی کی چھینٹ مجھ پر پڑ گئی تو میں کیسے صاف کروں گا۔ یہ کہہ کر غائب ہوگیا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا، "میاں معبود سے دعا کیا کرو کہ اگر پورا ہنڈہ روشنی کا نہیں مل سکتا اور اس قابل نہیں تو کم از کم اپنی کریمی سے ایمان کی ایک کرن ایک چھوٹا سا دیا ہی دے دیں تاکہ اپنا رخ اپنی سمت صحیح کرکے سفر کے نشیب و فراز دیکھ کر سفر آخرت صحیح طے کرسکیں۔" فرمایا، "جس دن ذرا سی روشنی بھی مل گئی تمام دنیا کی خبریں ہیچ معلوم ہوں گی۔ یہ فقرا حضرات مخلوق خدا کا غم بانٹنے کے لئے اپنا بیش قیمت وقت مخلوق پر صرف کرتے ہیں۔ اس طرح جیسے کہ ایک بوڑھا شخص اپنے دوست کی بیٹی سے گڑیا کی باتیں اس کا دل بہلانے کو کرے۔ یہ بھی چونکہ معبود کے خوش کرنے کا ذریعہ ہے اس لئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کی گفتگو اور ہنسی سب کچھ اللہ کے لئے ہوتی ہے۔ معبود تو ماں سے بہت زیادہ مخلوق پر رحیم ہے۔ دیکھو بچہ ماں سے دس گز دور بیٹھا ہو اور بلانے کا اشارہ کرے تو ماں کی مامتا جوش میں آجاتی ہے اور وہ بھی سینے سے لگالیتی ہے۔ جیسے بچہ کا ماں تک پہنچنا محال ہے اسی طرح مخلوق کا حال ہے۔ رب ہی بندے کو قریب کرلیتے ہیں۔ یہ بھی دعا کیا کرو کہ معبود اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے چمن کی سیر کرادیں ان کے چمن کے پھول بزرگان دین اور اولیاء اللہ ہیں اور ان کی خوشبوئیں طرح طرح کی ہیں جو ان کے چمن کی سیر کرلے اسے دنیا کی سیر نہیں بھاتی۔"

ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است

توحید

توحید میں فنا فی اللہ کے مقام کے ایک بزرگ ایک لحظہ غافل ہوگئے تو ایک برقع پوش عورت آئی اور مسئلہ پوچھا کہ میرا خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے کہا شریعت میں جائز ہے۔ اس برقع پوش نے کہا، تم میرا چہرہ دیکھ لیتے تو ایسا مشورہ نہ دیتے۔ آپ فوراً سمجھ گئے کہ معبود کو دیکھنے کے بعد کون ایسا ہے جس کی طرف توجہ کی جائے۔

تلاش حق کیا ہے

تلاش تو غائب کی ہوتی ہے وہ تو موجود ہیں۔ بس طبیب روحانی آنکھ پر سے ذرا سا پردہ اٹھادیتے ہیں حجاب

غفلت اٹھادیتے ہیں اور پھر سب کچھ نظر آنے لگتا ہے۔ خوف اس بات کا ہے کہ مادر زاد اندھا تو اندھا ہے لیکن روشنی کے بعد اندھا ہونا قیامت ہے اس لئے روشنی کی حفاظت کرنی سیکھو۔ عاشق تو محبوب کی نظر کے پیچھے پیچھے ہولیتا ہے یاد رہے جب بتی جل گئی تو کام کرنا ہوگا۔ روشنی مل گئی تو خدمت خلق کی ڈیوٹی لگ جاتی ہے۔ سفارش کرنے والے کا کام تو سفارش کرنا ہی ہے کام تو ملازم کو ہی کرنا پڑتا ہے۔ تبلیغ دین ان کے عاشقوں کا کام ہے۔ کیونکہ اس کام میں جھٹکے بہت سے لگتے ہیں اور جھٹکے برداشت کرنا عاشقوں کا کام ہے۔ اب لوگ سند کے بغیر تبلیغ کو نکل جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر مقدمہ جعلی وردی کا قائم ہوجاتا ہے۔ جو شخص دنیاوی کاموں میں ہوشیار اور تیز رفتار ہے اہل دل اس کا کانٹا بدل دیتے ہیں تو وہ اسی رفتار سے دین کے کام کے کام پر لگ جاتا ہے۔ دیکھو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام میں کیسے داخل کیا۔ اول اول دعا کی اور پھر توجہ بالصدر کی وہ قتل کے ارادے سے آئے اور نظر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے گھائل ہوگئے۔ ہدایت رب کے ہاتھ میں ہے۔ شیخ کا کام غائبانہ دعائیں کرنا اور راہ کی معلومات بتانا ہے۔

ابھی لوگوں نے اللہ تعالیٰ کاغذ پر لکھا دیکھا اس کے اختیارات عظمت و شان کا مشاہدہ کب کیا ہے۔ جیسے کوئی لفظ کلکٹر کاغذ پر لکھا دیکھے تو اس کا خوف طاری نہ ہوگا۔ لیکن اس کے سامنے ہوکر اس کے اختیارات معلوم ہونے پر ضرور ہیبت زدہ ہوجائے گا۔ ایک پکارنا معمولی انسان کا ہے اور ایک پکارنا اولیاء اللہ کا ہے دونوں میں فرق ہے۔ ایک پر عظمت رب العالمین طاری ہے اور دوسرا عادتاً پکار رہا ہے۔ چنانچہ حضرت سائیں توکل شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ ابدال انبالہ نے محض تین بار یا گیارہ بار اللہ اللہ کہلوانے کے لئے ایک طالب کو ساتھ آٹھ روز آنے کا حکم دیا۔ پھر غسل توبہ اور ذکر تلقین کیا۔ حدیث شریف میں ہے : **"قلب المومنین عرش اللہ تعالیٰ"** "مومنین کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔" **"القلب عرش اللہ الاعظم"**

حدیث قدسی : **"لایسعنی ارض والاسمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن"** "یعنی زمین و آسمان کی وسعتیں مجھے اپنے اندر نہیں سما سکتیں لیکن میں اپنے بندے مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔"

اس مضمون کو مولانا روم نے انے اشعار میں لکھا ہے۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است ۔۔۔ من نہ گنجم ہیچ در بالا و پست

در زمین و آسمان و عرش نیز ۔۔۔ من نہ گنجم ایں یقین داں اے عزیز

در دل مومن بہ گنجم اے عجب ۔۔۔ گر مرا جوئی در آں دلہا طلب

اللہ تعالیٰ بندے مومن کے دل میں رہتا ہے۔ دنیا جانتی ہے جہاں وائسرائے (حاکم وقت) ٹھہرجائے خواہ جنگل ہی ہو اس کی ساری ڈاک معلومات ڈائریاں وہیں جائیں گیں۔ تو پھر جس دل میں معبود ہوں تو وہاں تمام جہانوں کی

چیزیں نہ آئیں گی؟ اور وائسرائے کہ پیش کار کو جو اس کی ڈاک کھولتا ہے وہی معلوم ہوتا ہے جو وائسرائے کو۔ اگرچہ رتبہ اور منصب میں زمین و آسمان کا فرق ہے لہٰذا خاصان خدا کو علم الٰہی سے وافر حصہ ملتا ہے اور اسی لئے وہ اصلاح و تبلیغ دین کا کام کرتے ہیں۔ مجال ہے کہ اہل دل کسی بڑے سے بڑے بدماش پر نظر ڈالیں اور وہ ان کی اطاعت نہ کرے۔

محض اس علم و ہنر کی مہارت میں ایک سے ایک بقراط سقراط بنا پڑا ہے اور خدا کا منکر ہورہا ہے لہٰذا بحث و تمحیص علمی دقائق میں تو یہ لوگ کافر کو بیسوں سال پڑھادیں اور کبھی راہ ہدایت پر نہ آئے۔ اس لئے جب ایسے سقراط فقیر کے پاس آتے ہیں تو فقیر آتے ہی ان کا علم سلب کرلیتا ہے۔ سو تب وہ عاجز آکر حق بات سننے پر مجبور ہوتے ہیں۔ یہی طریقہ تبلیغ کامیاب ہے۔ اب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ نظر کی تبلیغ عام ہوگی۔

فانی کی محبت بھی فانی ہے اور باقی کی محبت میں بقا۔ کسی رئیس امیر یا بادشاہ کی قبر کا پتہ چلانا مشکل ہے لیکن حضرت سلطان جی محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کا پتہ بچہ بچہ بتادے گا۔ اولیاء کرام کے دل میں بجز محبت الٰہی اور عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن ان کا اخلاق اس قدر وسیع ہوتا ہے **تخلقو باخلاق اللہ** پر ان کا عمل ہوتا ہے۔ تمام مخلوق کے ساتھ اس محبت سے ملتے ہیں کہ ہر ایک یہی سمجھتا ہے کہ یہ مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور معبود جانتے ہیں کہ یہ تو میرا ہی دیوانہ ہے۔

ہے نقش مریدی ترا فرمان الٰہی
ہے داغ غلامی ترا توقیع امارت

راہ حق کیونکر نصیب ہو

احکام شریعت کی پابندی پوری پوری کرو اور رات کو گریہ و زاری معبود سے اس کا راستہ طلب کرو کہ وہ ایسے رحیم و کریم ہیں کہ طالب صادق کہ مرشد برحق سے ملا دیتے ہیں اور بس جہاں طلب میں صدق پیدا ہو اور مقصود ہاتھ آیا۔

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''اپنے وقت پر اوراد وظائف پورے ادا کرتے رہو اور کرم کے منتظر رہو۔ جب تم قابل ہوجاؤ گے وہ خود پردہ اٹھادیں گے ہر کام کا وقت مقرر ہے اور ان کے کرم پر موقوف ہے ورنہ مرشد کامل کی ایک نظر ۱۰۰ سال کی منزل ۱۰ منٹ میں طے کرادے۔ لیکن جب تک وہاں سے اذن نہ ہو وہ نظر ہی نہیں ڈال سکتا۔ دیکھو نظر میں ہی گوناگوں کیفیات ہیں۔ یہی نظر سے ماں کو دیکھتے'

یہی نظر سے بیوی کو' یہی بیٹی کو' یہی مرید کو' یہی مرشد کو' یہی دوست کو' یہی دشمن کو' کس قدر فرق ہوتا ہے۔

موجودہ تبلیغی جماعت

اس زمانے میں تبلیغ نہیں ہو رہی تھی۔ جب اہل دل تبلیغ پر مامور ہوں گے تو ان کی آواز جنگل کے شیر کی گرج کی طرح ہوگی جو دور و نزدیک سنی جائے گی اور ہیبت ڈال دے گی اور تمام مخلوق سنے گی۔

۵۳-۱۱-۲ مطابق ۱۳/ ربیع الاول شب یک شنبہ حاضری مزار پر انوار مخدوم پاک عالم پناہ حضرت خواجہ علی احمد علاؤالدین صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ ہوئی مراقبہ ہوا اور دعا کی گئی۔ زیر صدارت اعلیٰ حضرت قطب الاقطاب صدر الصدور شاہ انعام الرحمٰن قدوسی قادری صابری چشتی نظامی' قبلہ و خواجہ و حافظ محمد جعفر صاحب عاشق رحمانی' قبلہ خواجہ شاہ محمد فاروق صاحب رحمانی' جناب خواجہ محمد عارف رحمانی' جناب شہزادہ عطاء الرحمٰن قدوسی رحمانی' جناب مجیب الرحمٰن صاحب رحمانی' جناب مستری سلطان احمد صاحب رحمانی' جناب حافظ محمد ادریس صاحب' جناب حافظ رحمت اللہ صاحب' جناب شہزادہ سمیع الرحمٰن صاحب' جناب شہزادہ عزیز الرحمٰن' جناب عالمگیر رحمانی صاحب' جناب بابو رشید احمد صاحب' جناب بشیر احمد صاحب' جناب عبدالعلیم صاحب رحمانی اور یہ عاجز صوفی سید محمد ظہیرالحسن رحمانی وغیرھم۔

فرمایا زبان شیریں ملک گیری' کسی سے مت بگاڑو چپراسی تک کو سلام کرنا وقت پر کام دے جاتا ہے۔ ہر ایک سے صاحب سلامت رکھو بگاڑو کسی سے نہیں نہ قلندر سے نہ سالک سے نہ رند سے نہ زاہد سے اور اپنی ہر حال میں نفی ہی مفید ہے اپنے تئیں مخدوم کبھی مت بننا جو واقعات سالک کو سلوک کرنے میں پیش آتے ہیں وہ کتابوں میں درج نہیں۔ جب تک عقیدہ درست نہ ہوگا مر بھی جاؤگے کچھ نہ ہوگا یعنی مجاہدہ بیکار ثابت ہوگا۔ سمت صحیح کرنا یہی ہے کہ عقیدہ درست کرنا۔

اگر توحید میں ذرا کجی آئی تو خیر نہیں دعا مانگو وسیلے سے لیکن یہ نہ کہو کہ اے مخدوم تم ایسا کردو شراب محبت' جماعت رحمانی کو بوسیلہ مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ عطا ہو' گناہ خواہ کتنے ہوں لیکن شرک نہ ہو' اگر عورت کھانا نہ پکائے' کپڑے نہ سیئے تو برداشت ہوجائے گا لیکن اگر عورت کی نظر بد ہوجائے تو خاوند برداشت نہیں کرے گا۔ یاد رکھو دوسروں سے امیدیں باندھنا خواہ رشتہ دار یا عزیز ہوں شرک ہے اور اس سے امید رکھو کہ جو تیرے دم کے ساتھ ہے اور جہاں تم ہو وہاں وہی وہ ہے۔

مخلوق جیب کو دیکھ کر تواضع خاطر مدارت کرتی ہے لیکن اولیاء اللہ قلوب کو دیکھتے ہیں خداوند تعالیٰ بھی قلوب

پر نظر جماتے ہیں ان کی رحمت وسیع ہے خالق جو ٹھہرے جسے زیادہ رحم آئے اس کی طرف متوجہ ہونا چاہئے' یاد رہے یہ ذرا سی باتیں ایک پلڑے اور بڑے بڑے وظائف دوسرے میں رکھو تو ان باتوں کا وزن زیادہ ہوگا۔
خیالات کے صحیح کرنے سے جو قرب الٰہی ملتا ہے وہ ہزار دانہ تسبیح پھیرنے سے نہیں ملتا آج کل لوگ اولیاء سے اپنی پریشانیاں بیان کرتے ہیں اور رات دن اسی میں مبتلا ہیں حالانکہ اولیاء خود محتاج ہیں کیوں خدا سے التجا نہیں کرتے خدا کے واسطے شرک نہ کرو' جس کو زیادہ رحم آتا ہو اسی کے در پر جھکنا چاہئے' پیرزادگان سے خدا محفوظ رکھے ایسی ایسی بدعات تراشتے ہیں کہ توبہ بھلی' مزارات پر ضرور جاؤ ہدیہ ایصال ثواب ضرور کرو اور موت کو یاد رکھو یہ مسنون ہے رزق کا ادب کرنا حکم رب ہے لیکن مزارات پر تبرک بکھرتے ہیں جب شریعت کی تلوار چلے گی تو یہ سب کاٹ کر رکھ دیئے جائیں گے مولوی سے پوچھو وہ تاویلات اور منطق چلاتا ہے اور صوفی کہتا ہے اس میں راز ہے رمز ہے پردہ کا حکم قرآن میں ہے' پاکستان میں اسے اڑا دیا گیا' کیا اس کی سزا نہیں ملے گی اور ابھی تو تین آنے انقلاب ہوا ہے ابھی ۱۳ آنے باقی ہے۔ بس بارود بندوق کو آنچ دکھانے کی دیر ہے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ملک کو آزادی دی لیکن اس نعمت کا شکر ادا نہ کیا سب نے خستہ حالت کر رکھی ہے۔ دق کے مریض ہیں' قدرت کی شان ہے کبھی دے کر دیکھتا ہے کبھی لے کر آزماتا ہے۔

تعلیم سلوک میں اپنا مکاشفہ مشاہدہ سند نہیں۔ سند قرآن و حدیث ہے۔

تعلیم سلوک میں مثالیں کلام مجید سے احادیث سے مستند کتب سے دینا ضروری ہیں' اپنے مکاشفہ' مشاہدہ کی مثال دینا درست نہیں کیونکہ یہ دوسروں کے لیے سند نہیں انسان کی اور سالک کی حالت ساعت بہ ساعت بدلتی رہتی ہے۔ کبھی کلام مجید پڑھنے کو دل چاہتا ہے کبھی درود شریف کو اور کبھی بیوی بچوں سے بات چیت کو کبھی کبھی اپنے ہم مشرب سے دینی گفتگو کرنے کو اور کبھی مزارات کی حاضری کو اب اگر جس گھڑی جس بات کی لو لگی ہو وہ نہ ملے تو پریشانی اداسی لاحق ہوگی۔

مسلسل خدمت خلق

ہمارا حال بھی عجیب ہے مسلمان کہتے شرم محسوس ہوتی ہے خدا اور رسول کو یہ منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے۔

CamScanner

چو من گویم مسلمانم بہ لرزم   کہ دانم مشکلات لا الہ را

کوشش یہ رہنی چاہئے کہ چوبیس گھنٹہ میں کسی مسلمان کی خدمت دامے درمے قدمے سخنے ہوجائیے اگر نفع نہ دے سکے تو نقصان بھی نہ پہنچائیے محض زبانی خرچ سے کام نہ چلے گا۔

ایک لطیفہ

ایک اہل حدیث مولوی صاحب' اعلیٰ حضرت سہارنپوری سے ملنے آئے نماز کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نماز پڑھاؤ اس نے کہا کہ میں تو اہلحدیث ہوں' اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے کہا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں منکر حدیث ہوں۔

میاں مسلمان بننا ہی مشکل ہے مومن کی تو شان بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ مخلوق کی پریشانی بڑھتی جارہی۔ کھانا اور بول و براز کرنا جانوروں کے کام ہے۔ سب اس میں شب و روز مبتلا ہیں لوگوں نے زکوٰۃ و خیرات ادا کرنا بند کردیا ہے بلائیں کیسے ٹلیں۔

مخلوق کا کہنا ہے جس کا کھائے اس کا گائے لیکن ہم معبود کا رزق کھاتے ہیں اور شیطان کا گاتے ہیں ایک ہزار دانہ تسبیح پھیرنے سے خدا نہیں ملتا۔ وہ مخلوق کی دلداری نفع رسانی سے راضی ہوتے ہیں۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں' خدا کو وہاں پایا جہاں اپنے آپ کو نہ پایا علماء علم کی ترقی مانگتے ہیں زاہد زہد کی لیکن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کی تو دعا ہے کہ آج کسی کا دل خوش ہوجائے فرمایا کہ فرائض کو کھلم کھلا ادا کرو نفلی عبادت کو چھپاؤ' ریا کاری سے بچو' اکثر درویشوں سے یہی سنا کہ جی ہم تو سوتے ہیں۔ گھر پر لوگ تہجد پڑھتے ہیں یا باہر جاکر پڑھتے ہیں سفر میں تہجد چھوڑدے تو بہتر ہے زکوٰۃ برملا دو' خیرات پوشیدہ۔

دنیاوی معاملات میں مثلاً خط و خطابت انگریز کا طریقہ اچھا ہے کہ وہ خط کا جواب پورا پورا خط سامنے رکھ کر دیتا ہے یہ نہیں کہ خط پڑھ کر پھینک دیا اور جواب یاد داشت سے دے دیا۔

فرمایا اگر طریقت کا معاملہ ہو تو کسی بزرگ کی طرف متوجہ ہوکر خط کا جواب لکھ دو اور شریعت کا مسئلہ ہو تو امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر لکھ دو' لڑائی اگر نہ لڑو تو اسے معقول جواب تو دو' جاہل سے بحکم الٰہی سلام ہی اچھا ہے' ہر معاملے میں اس کے ماہر کو پکڑو۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کو جب ان کے مرشد نے رخصت کیا تو دور تک دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے حکم تھا کہ ہر منزل پر ٹھہرنا اور پیدل چلنا۔ چنانچہ ہر منزل پر بزرگ سے ملتے اور وہ ساری

CS CamScanner

عمر کا علم ان کے حوالے کرتے کہ تم کو بہت بڑا کام کرنا ہے۔ چلتے چلتے پاؤں میں آبلے پڑ گئے۔ یہ مجاہدہ تھا۔
فرمایا تصنع بناوٹ جہنم میں لے جائے گی' محبت سے کسی بزرگ کا ہاتھ چومنا اچھا ہے۔خدا سے محبت کی دعا کیا کرو اگر یہ نہیں تو خانہ پری ہے۔ شرط ایمان یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت جان و مال فرزند سے زیادہ ہو۔

یاد رہے مرد خدا اہل دل جہاں ایک دفعہ اللہ کہہ دے گا ساری محفل پر اثر و کیف طاری ہوگا اہل دل کی صحبت کیمیا ہے اگر ان کو اجازت ہوجائے تبلیغ نظر سے کرنے کی' پھر تماشا دیکھو قباحت یہ ہے کہ انہیں اجازت کم ملتی ہے۔

گانا صرف اہل ذوق صاحب سوز و درد کے لئے جائز ہے جو ایسا نہیں ہے اس کے لئے حرام ہے اہل کیف سماع میں منازل طے کرے گا اور دیگر لوگ نفس پروری کرتے ہیں۔

دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری

کی مثال کچھ یوں ہے کہ دنیاوی گورنر کی ملاقات کو جب کوئی جاتا ہے بلکہ اسمبلی ہال ہی کوئی جائے اول پاس یا ٹکٹ دروازے پر ہی دکھایا جاتا ہے۔ پھر تلاشی لے کے غیر ضروری چیزیں دربان باہر ہی رکھوالیتا ہے کہ جب واپس آؤ گے تو دے دیا جائے گا جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری ہوتی ہے تو عقل و خرد علم و ہنر مکاشفہ وغیرہ سب دراوزے پر رکھوالیے جاتے ہیں۔ پھر جب دربار سے واپسی ہوتی ہے تو یہ سامان عطا ہوجاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ یہ جبہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر بخشش امت کے لئے دعا کرانا۔ چنانچہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کی تلاش میں نکلے اور یمن کے قافلہ والوں سے ان کا پتہ پوچھا معلومات کرتے کرتے پہنچے ایک شخص پھٹے پرانے کپڑے پہنے ملا' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہچان لیا اور ان کی خستہ حالت کو دیکھ کر کہا کہ اے اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المال سے آپ کے کھانے اور کپڑے کا انتظام کردیں تو انہوں نے کہا کہ کھجور کی گھٹلیاں کھانے کے لئے موجود ہیں۔ اور یہ کپڑے تن ڈھانپنے کے لئے کافی ہیں کچھ ضرورت نہیں یہ سن کر دونوں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سرگوشیاں کرنے لگے تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ قیامت قریب ہے باتیں کم کرو' مجھے ذکر سے فرصت نہیں۔ پھر چند نصائح کیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوش میں آکر خلافت ترک کرکے ان

کی صحبت میں آنے پر آمادہ ہوئے اس پر ایک دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ کا ایک دن کا عدل و انصاف کرنا ان کی ساری عمر کی عبادت سے افضل ہے۔
حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر یمن سے احد تک ملی اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کی شہادت کا کچھ حال معلوم ہوا لیکن اس کے آگے معلوم نہیں ہوا کہ کونسا دندان مبارک شہید ہوا یہی امتحان محبت تھا اور انہوں نے سارے دانت توڑ دیے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایذا دہندہ کو معافی اس شرط پر دینی منظور کی کہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو تعریف ان کی سنی وہ مخلوق سے بیان نہ کرے۔

ذکر محبوب کے سامنے نیند کیسی

جب ان کے غلاموں کو غیب کا علم ہو تو ان کو کیونکر نہ ہوگا۔ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دل کا صیقل ہے اور اس کو ایسا صاف کردیتا ہے آئینہ بنادیتا ہے۔ ایسا دل زمین و آسمان کی سیر کرتا ہے جو کچھ ہے محبت ہے' اگر محبت ہے تو سب کچھ ہے اگر دل میں تل بھر بھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوگی تو اسی وقت مسلمان ہوجاؤ گے اور محبت کا ثبوت یہ ہے کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل نہ ہوگا۔

وظیفہ کم کرو اور فکر زیادہ کرو

راتوں کو خیال دوڑاؤ جیسے ماں کو راضی کرنا آسان ہے ایسے محبوب کو راضی کرنا آسان ہے۔ وظیفہ دوا کی طرح ہے جیسے دوا کم کھاؤ تصور خیال زیادہ دوڑاؤ۔ محبت میں ان کی اس قدر مشغول ہو کہ کسی اور کا خیال دل میں نہ آئے۔ گانا تو کوئی کیا سمجھے گا کلام ہی سمجھنا مشکل ہے۔

جس طرف سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری جاتی ہے عطر کی بارش ہوتی ہے

اور قالین بچھائے جاتے ہیں وہ عطر آخرت کا ہے ہر سلسلے کو طریقت کی خوشبو الگ الگ عطا ہوتی ہے اہل درد کو یہ خوشبوئیں آتی ہیں لیکن ہر ایک کو نہیں ایک دیکھتا ہے۔ دوسرا وہیں بیٹھا رہے اسے نظر نہیں آتا اہل محبت ہی

اہل مشاہدہ ہیں جن کے قلب میں محبت ہوتی ہے وہ یکسو ہوجاتے ہیں غیر کی طرف نظر ہی نہیں کرتے۔

لوگ روشنی کو دیکھتے ہیں جب معلوم ہوجائے کہ اس بلب کے تار جل گئے ہیں۔ تو کوئی اس کی طرف دیکھتا ہی نہیں۔ وہ دو کوڑی کا ہوجاتا ہے۔ روشنی ہی میں کشش ہے۔ انسان کی قیمت ہی جب ہے کہ ذات باری سے تعلق صحیح ہو تار جڑے ہوں پھر مخلوق تمہیں دیکھنے آئے گی۔

جو شخص صدق دل سے اپنا معاملہ اللہ کو سونپ دیتا ہے اسے ہدایت دی جاتی ہے۔ شیطان بڑا تجربہ کار ہے۔ جس کا جو ذوق ہوتا ہے اسی کے مطابق دھوکہ دیتا ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ شیطان کے دھوکے میں آکر جسم لطیف سے نماز ادا کرتے رہے۔ اور بدنی عبادت سے غافل ایک دوسرے بزرگ نے آکر سمجھایا یہ کیا کررہے ہو۔ نماز تو خاکی جسم پر فرض ہے اس نورانی جسم پر نہیں۔ ساری نمازوں کو قضا کرو۔ الغرض کسی کو منطق میں چکر دیتا ہے۔ کسی کو علم کے اعزاز میں مبتلا کرتا ہے کسی کو دولت سے وہی اس کے مکر سے محفوظ رہتا ہے جو اپنے تئیں معبود کے سپرد کردیتا ہے۔ انسان نے اپنے آپ کو پہچانا نہیں۔ جیسا شیر کا بچہ بکریوں میں رہ کر اپنی اصل بھول جاتا ہے۔ فرمایا قدرت خود ظاہر نہیں ہوتی بلکہ کسی ذریعے سے۔

آپ کرتے ہیں جہاں کا نام ہے　　آپ کے ہاتھوں میں سارا کام ہے

بعض فقراء نے اس شعر سے بہت کام لئے۔ کوئی تعویز وغیرہ نہیں دیا۔ حضرت ملاں جیون رحمتہ اللہ علیہ کے بہت سے واقعات اسی قسم کے ہیں۔ دنیا میں جو بزرگ آئے نیا ہی رنگ لائے۔ حضرت غوث علی شاہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ بڑی وسیع معلومات رکھتے تھے۔ ان کے واقعات بڑے عبرت انگیز ہیں جو تذکرہ غوثیہ میں لکھے ہوئے ہیں۔

دوستی میں یہ ضروری نہیں کہ زعفران سے ہی نقش لکھو۔ (مؤلف : دادا حضور کے اس ارشاد کا عملی مظاہرہ حضرت قبلہ عالم محبوب رحمانی کی موجودگی میں صحیح ہوا کہ ایک بڑھیا گم ہوگئی اس کے عزیز ڈھونڈتے ہوئے ایک عالم کے پاس دعا و نقش کے لئے گئے۔ انہوں نے زعفران وغیرہ کی قید لگائی کہ اس کے بغیر نقش نہ لکھا جائے گا۔ حضرت قبلہ عالم شاہ محمد فاروق رحمانی کے آستانہ پر بھی آئے تو آپ نے خیال فرمایا اور بابا فرید شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ کا نقش لکھ دیا اور بڑھیا مل گئی۔

زیارت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم حسب مراتب ہوتی ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم نوری پر ۷۰ ہزار پردے ہیں۔ ایک بار کی زیارت کا برسوں اثر نہیں جاتا۔ عاشق ہی بتاسکتا ہے جو دید میں مزہ ہوتا ہے کاشانہ نبوی کے سامنے ہی تو اصحاب صفہ کا مسکن چبوترہ تھا ان کا کام ہی یہ تھا کہ سرکار کو گھر میں داخل ہوتے اور باہر نکلتے دیکھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچا ہوا کھانا کھاتے اور تعلیم دین رسول اللہ سے حاصل کرتے اور مسلمانوں کے لئے دعاگو رہتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا بڑا پاس خاطر تھا۔ علم طریقت میں ایک میدان ہے۔

CamScanner

جہاں کی زمین تپتی ہے وہاں عاشق مولیٰ جاکر اچھلتے ہیں اور ساتھ ہی ایک دوسرا میدان ہے جہاں پھول بیل بوٹے لگے ہوئے ہیں وہ محبوبوں کا مقام ہے۔

ایک جگہ آپ رنگ برنگ کے بلب لگادو اور ان میں بجلی دوڑادو تو رنگ برنگ روشنی ظاہر ہوگی وہ بجلی کا رنگ نہیں ہوتا وہ بلبوں کا اپنا اپنا رنگ ہے۔ بجلی کی چمک سب میں ایک ہے اس طرح ہر ولی کا رنگ اور انداز جدا ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش   من انداز قدرت رامی شناسم

شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا ہی جانے تم کیا جانوگے اور خدا کو اس کا محبوب ہی جانتا ہے۔ سب انبیاء اولیاء حیرت میں ہیں پہنچا کوئی نہیں دریائے معرفت بیکراں ہے اس کی حد کسی نے نہ پائی۔

لطف تو بدایوں کے پیڑے کھانے سے آتا ہے۔ محض ان کے بیان سے نہیں۔ کھانے کے بعد سبحان اللہ کہنا ٹھیک ہے جس روز اللہ جل شانہ نے اپنی کریمی اور اپنے محبوب کے صدقے میں باطنی روشنی دے دی پھر میرے بیان کی ضرورت نہیں رہے گی اس وقت خود ہی پکار اٹھوگے کہ آج مسلمان ہوئے۔ ابھی آپ بے خبر ہیں۔ جیسے عام آدمی کے سامنے جواہرات رکھ دیں تو چمک وہ دیکھے گا لیکن قیمت کا اندازہ نہیں لگاسکتا۔ بزرگوں نے جو سلطنتیں امارتیں چھوڑیں کوئی چیز تو لاجواب تھی اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ '' اے معبود ایک ذرہ برابر بھی اپنی محبت دے دے۔''

۲۳-۱۱-۵۳ کلیر شریف سے بس میں ۱/۲-۱-۳ بجے دن کو سوار ہوئے اور مغرب کو سہارنپور شریف پہنچے۔ نماز عصر راستے میں ہی پڑھی اعلیٰ حضرت کی طبیعت ناساز ہوگئی ورم جگر ہوگیا۔ فرمایا'' بے ضرورت کوئی چیز کسی کو دینا مناسب نہیں جس کی جو ضرورت ہو وہی پوری کی جائے۔ ہر کسی کا ذوق اور پسند الگ ہے۔''

''کسی کو اپنی پسند کا پابند کرنا اچھا نہیں بلکہ اسی کے ذوق میں اصلاح کرنا موزوں ہے۔

یاد رہے اپنی جان کو جان نہیں سمجھا جاتا تب دوسروں کی جان بچائی جاسکتی ہے۔

فقیر سینکڑوں کا غم سنتا ہے تب کہیں غم دور کرنے کا ڈھنگ آتا ہے بھئی جنات کا معاملہ بڑا ٹیڑھا ہے ہر وقت باوضو رہنا پڑتا ہے' ہشیار خبردار رہنا ضروری ہے یہ بڑے جھوٹے ہوتے ہیں بڑا صبر آزما معاملہ ہے یہ لوگ وعدہ کرکے پھر جاتے ہیں بڑی حکمت عملی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی ایک جن سے دوسرا جن ہلاک کرایا جاتا ہے۔

اگر مدینہ طیبہ پہنچ کر یہ خیال آیا کہ واپس چلیں یا گھربار کا خیال آیا تو سمجھ لو زائر حاضر ہی نہیں اس سے وہ بہتر ہے جو وطن میں رہ کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال میں غرق رہے اور مدینہ کی یاد میں روتا رہے۔

(مولف : اب اس مبارک سفر محبوب رحمانی کے وہ واقعات پیش خدمت ہیں جو تاریخ وار تسلسل میں قلمبند نہ ہوسکے۔

اہل اللہ کے اختیارات کی جھلک

کلیر شریف میں اعلیٰ حضرت سہارنپوری کے کشمیرے کے کرتے کا دامن ذرا سا پھٹ گیا اور دوسرا کرتا موجود نہ تھا قبلہ عالم نے عرض کی کہ درست کرا لاتا ہوں عالمگیر رحمانی نے التجا کی کہ حضور یونہی تشریف رکھیں۔ "ناچیز رفو کردے گا" چنانچہ عالمگیر بھائی نے رفو کا کرشمہ دکھایا اور چند منٹوں میں وہ پھٹا ہوا حصہ رفو کردیا اور عرض کی کہ ملاحظہ فرمائیں اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے دیکھ کر ارشاد فرمایا' "بھئی یہ تو بالکل ہی درست ہوگیا ہمارا دل خوش ہوگیا بتاؤ کیا چاہتے ہو عالمگیر بھائی عرض کرنے لگے۔ حضور جو آپ چاہیں لیکن قبلہ عالم مقام گفتگو اور اعلیٰ حضرت سہارنپوری کی کیفیت سمجھ گئے تھے فوراً عرض کی کہ حضور ان کو ملازمت کی تلاش ہے۔ حضور ان کے لیے ملازمت کا حکم ہوجائے۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری ذرا دیر خاموش رہے (مراقبہ فرمایا) اور پھر فرمایا' "دو ملازمتیں ہیں ایک چار سو کی اور دوسری دو سو کی' کونسی لینا چاہتے ہو"" عالمگیر بھائی نے عرض کی کہ جو حضور مناسب سمجھیں۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے ارشاد فرمایا' "بھئی فی الحال دو سو کی ٹھیک ہے اور کرسی آپ کا انتظار کررہی ہے" چنانچہ جب سہارنپور شریف سے کراچی پہنچے تو خلیفہ شیخ نصیرالدین صاحب رحمانی جو حکومت پاکستان میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے اور اسٹیشن پر استقبال کرنے آئے تھے ملاقات کرتے ہی فرمانے لگے میاں عالمگیر بھائی تمہارے لیے دو سو کی ملازمت تیار ہے آؤ اور کرسی سنبھالو' ملازمت بھی ایسی عطا فرمائی کہ ایک افسر خلاف ہوگیا اس نے ان کو بلا وجہ معطل کرادیا اور تین سال تک کیس کا فیصلہ نہیں ہوا قبلہ عالم نے فرمایا' اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے ملازمت پکی دلائی ہے تمہارا پیسہ جمع ہورہا ہے ورنہ آپ شاہ خرچ ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ نوکری پر بحال ہوئے اور تین سال کی جمع شدہ تنخواہ کئی ہزار روپے ملے جس سے انہوں نے کئی حج کیے۔

ایک دفع کلیر شریف کی مسجد میں تشریف فرما تھے قبلہ عالم نے چند مخالفین کی شکایت کی نام لے کر کہ یہ بہت ایذا پہنچاتے ہیں اور خدمت خلق میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے فرمایا ' "آپ نے جو نام لیے ہیں وہ غیبت ہیں۔ لہٰذا وضو طریقت کے قانون سے ٹوٹ گیا۔ دوبارہ وضو کرکے آؤ۔ اسی نشست میں ناچیز نے عرض کی حضور ہمارے اچھے اچھے بھائی تو حاظر خدمت نہ ہوسکے ہم ناکارہ آگئے ہیں۔ مسکرا کر فرمایا' "بھئی دیگ میں سے چند چاول ہی دیکھے جاتے۔ سب اچھے ہیں۔ وہیں کلیر شریف میں بھی قبلہ عالم محفل سماع میں جانا چاہتے تھے ابھی کچھ عرض نہیں کیا تھا کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا میاں آپ کا میرے پاس بیٹھنا قوالی سننے سے بہت بہتر ہے۔

حضرت علیم اللہ ابدال رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری ہوئی اور وہاں مزار کے باہر گھاس پر بیٹھ کر گفتگو

CamScanner

فرمانے لگے اور کہا میاں بڑی احتیاط اور ادب سے بات کرنا حضرت علیم اللہ ابدال رحمتہ اللہ علیہ سب کچھ سن رہے ہیں۔

جب سہارنپور شریف سے واپس ہونے لگ تو اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے سب کو ۵۵ منٹ عرض و معروض کرنے کے لئے عطا فرمائے اور قبلہ عالم کو ۵۰ منٹ عطا فرمائے اور درویشی کے خاصی نکات بیان فرمائے۔ تو قبلہ عالم نے یہ سمجھا کہ درویشی کی گویا تکمیل ہوگئی تو اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے فوراً ذرا غصہ سے فرمایا' "میاں محمد فاروق رحمانی آپ سمجھے کہ درویشی میں کچھ آگیا ابھی تو آپ نے قدم رکھا ہے درویشی میں اور درویشی تو دیکھو یہ ہے۔ فرماکر اپنا دست مبارک بلند کیا اشارہ کیا تو جو عالم دیکھا وہ وہی جانیں۔ قبلہ عالم نے عرض کی کہ حضور آپ تو ایسے ارشادات فرمارہے ہیں جیسے کوئی وصیت کرتا ہے۔ تو پھر فرمایا' "نہیں پھر ہمیں کچھ کہنے اور سننے کی ضرورت نہ ہوگی۔ بے حد مصروفیت ہوگی۔" اس طرح ہمارے اندیشے کو دور کیا اور دعا اور شفقتوں کے ساتھ سب کو رخصت کیا۔

اہل اللہ نے اپنے خلفاء و مریدین کو ہمیشہ اپنی توجہ میں رکھا اور ان کی زندگی کے ہر گوشے پر گہری نگاہ رکھی۔ اکثر و بیشتر پیرانِ عظام اپنے خلفاء و مریدین کو خطوط کے ذریعے ہدایت بھیجتے رہے اور سلوک کی تعلیم اور اسرار و رموز سے بھی اپنے متبعین کو آگاہ کرتے رہے۔ حضرت خواجہ شاہ انعام الرحمٰن قدوسی بھی اپنے محبوب مرید۔ خلیفہ خواجہ شاہ محمد فاروق رحمانی کو مختلف اوقات میں خطوط کے ذریعے تعلیم سلوک دیتے رہے۔ ان چند خطوط کی نقول ہدیہ قارئین ہیں۔

دعا نامہ مورخہ ۱۰/ مارچ ۱۹۴۹ء

بنام سعادت کے نشان والے محمد فاروق رحمانی

۷۸۶

حق حق حق

سعادت کے نشان والے محمد فاروق سلمہ' اللہ کریم آپ کو اپنی اطاعت میں ثابت قدم رکھے۔ آمین۔ (دولت نامہ پہونچے حالات معلوم ہوئے۔ بوجہ عدیم الفرصتی کے فوراً جواب نہ دیا گیا۔ الحمدللہ اب میرے پیر کو آرام ہے۔) جو صاحبان طالب حق ہیں ان کو میرا سلام پہنچاؤ۔ جو اپنے ارادے میں صادق ہیں وہ ضرور اپنی مراد کو پہنچیں گے۔ اگر محض خدا کی طلب میں بندہ کی طرف متوجہ ہیں تو بندہ خادم ہے۔ خط پہنچنے پر طاعت میں مصروف ہوجاؤ۔

ان کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کثرت سے پڑھو۔ روزی حلال کھاؤ۔ جھوٹ و غیبت و ریا کاری سے پرہیز کرو۔ پانچواں فرائض کو ادا کرتے رہو۔ اپنی زبان اور شرم گاہ کو اپنے تحت میں رکھو اور حقوق العباد کا خیال رکھو۔ بھائی مسلمانوں کی ہر طرح سے مدد کرو۔ اگر مدد نہ کرسکو تو کسی کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچاؤ۔ یہ چند نصیحتیں تحریر کی جاتی ہیں ان پر عمل کرو۔ عمل وہی کرتے ہیں جو صادق ہیں۔ خدا کی راہ میں صدق اور نیک نیتی کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "جو ہماری راہ میں جدوجہد کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستوں کی رہبری کرتے رہتے ہیں۔" مبارک ہیں وہ لوگ جن کے قلوب میں اللہ کے سوا دوسرا نہ ہو۔ اسی کی عبادت کرتے ہوں، اسی سے مدد مانگتے ہوں اسی پر بھروسہ رکھتے ہوں اسی سے ڈرتے ہوں۔

انشاء اللہ آئندہ چل کر جیسا موقع ہوگا عمل کیا جائے گا۔ قبل بیعت کے ہر قسم کا اطمینان کرلینا مناسب ہے تاکہ بعد بیعت کسی قسم کا خیال فاسد نہ آئے۔

عزیزم! جب طالب اللہ کی راہ میں چلتا ہے تو اچھے اچھے خواب دیکھتا ہے۔ اس طرف متوجہ ہوتا مناسب نہیں۔ راستے کی چیزیں دیکھنا مقصود نہیں۔ حقیقت میں ذات تک پہنچنا مقصود ہے۔ اور دعا کرتے رہو کہ الٰہی میں تجھ سے تجھی کو طلب کرتا ہوں۔ انجام بخیر ہونے پر خوشی کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

عزیزم بارش سب جگہ ہوتی ہے مگر جو زمین تیار ہوتی ہے اسی میں سبزی نمودار ہوتی ہے۔ میرے سب دینی دوستوں کو سلام پہنچاؤ۔ فقط

مرسلہ

دعاگو انعام الرحمٰن قدوسی

محلّہ شاہ بہلول سہارنپور۔ یو۔ پی

۱۰/ مارچ ۴۹ء

۷۸۶ حق حق حق
طالبان راہ حق کو نصیحت قبل بیعت

سلام ہوں ان لوگوں پر جو ہدایت کے طالب ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے : "کہ جنھوں نے ہمارے راستے میں جدوجہد کی ہم ان کو اپنے راستوں کی رہبری کرتے رہتے ہیں۔" دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے : "اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کرلیتا ہے اور جو (اس کی طرف) رجوع کرے اسے اپنی طرف راستہ دکھاتا ہے۔" (قرآن مجید) شیخ طریقت اور شیخ الشیاطین دو جماعتیں ہیں۔ اعمال جس کے موافق ہوں گے اسی کا مرید شمار

ہو گا۔

شیخ الشیاطین کی شناخت سب کو معلوم ہے کہ اور شیخ طریقت کی شناخت نہایت مختصر کرکے تحریر کرتا ہے۔ جس کی صحبت و تحریر اور روحانیت سے قلب خدا کی طرف متوجہ ہو کر اس کی طاعت میں مصروف ہو۔ بشرطیکہ اعتقاد مکمل ہوں کہ وہ مربی ہے اور تربیت کے لئے مناسب ہے اور تاحیات کسی اور کی طرف نظر نہ کروں گا اور ہمیشہ طاعت میں مستعد رہوں گا۔ میرے لئے شیخ ایک دروازہ ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنی بارگاہ رحمت کی طرف کھول رکھا ہے۔ قلب مطمئن ہوجانے کے بعد خدا کی طلب میں صدق اور نیک نیتی کے ساتھ اس کے ہاتھ پر سچی توبہ کرے جو صاحب بیعت ہونا چاہتے ہیں۔ اپنا نام معہ ولدیت پورا پتہ کہاں کے باشندے ہیں اور فی الحال کہاں قیام ہے اور ذریعہ معاش کیا ہے تحریر کریں۔ انشاء اللہ جواب دے گا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنی مراد کو پہنچے۔

مرسلہ

دعاگو انعام الرحمٰن قدوسی

محلہ شاہ بہلول' سہارنپور

۵/ اپریل ۱۹۴۹ء

دعا نامہ مورخہ ۱۹/ نومبر ۱۹۴۹ء

۷۸۶

حق حق حق

میرے سعادت کے نشان والے محمد فاروق سلمہ' اللہ کریم آپ کو دارین میں عافیت بخشے قلب کو متوجہ کرکے پڑھو۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ' ''خلق تمام اللہ کی عیال (یعنی زیر پرورش) ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کی عیال کو زیادہ تر نفع پہنچانے والا ہو۔'' طریقت فقط خدمت خلق ہے۔ حدیث شریف : ''کسی اچھی بات کا بتلانے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کا کرنے والا۔ یعنی ثواب میں روایت کیا اس کو عسکری نے۔'' یاد رہے کہ آپ مخلوق خدا کو اپنے کہنے اور کرنے سے عبادت الٰہی کی رغبت دلاتے ہو اور یہ کام نفس و شیطان کے خلاف ہے۔ یہ دونوں عداوت اور ہلاکت پر کمر باندھے ہوئے ہیں۔ دشمنی محبوب کی شکل میں کرتے ہیں اور اگر ذرا غفلت کی نیند سوئے تو فوراً جڑ کاٹ دیتے ہیں۔ جس سے سب کیا دھرا برباد ہوجاتا ہے۔ صدق اور خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر رہو۔ اگر قلب میں بات شریعت کے مطابق پیدا ہو تو تسلیم کرنا چاہئے ورنہ نہیں۔ ہر وقت اللہ کی مدد چاہتے رہو۔ اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے اللہ

کے ذکر میں مصروف رہو۔ حلال روزی کھاؤ تاکہ طاعت خداوندی کا پھل میسر ہو۔ پہلوں پر مخلوق فریفتہ ہے۔ تبلیغ محض برائے خوشنودی' خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہو۔ ہدایت اللہ کے ہاتھ ہے اور اپنے کو کسی وقت شمار نہ کرنا۔ سب اللہ کے اختیار ہے۔ سالک طریقت یا شریعت غیر اسناد صحیح اگر کسی کو بیعت کرے گا عنداللہ ماخوذ ہوگا۔ حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس قدس سرہ العزیز گنگوہی ارشاد فرماتے ہیں فقیری کے میدان میں خلوص اور سچائی کے ساتھ دوڑنا چاہئے اور جہاں فانی کی سیاہی کو توبہ و زاری اور عاجزی کے پانی سے دھونا چاہئے۔ مکتوب قدوسی نمبر۱۴ صحیح حدیث شریف میں وارد ہے کہ : "جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنا چاہتا ہے کیونکہ شوق آثار محبت میں سے ایک اثر ہے۔" حقیقت میں جو اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف رستہ دکھادیتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی آئی اور کہا : "اے داؤد! جب تو میرا طالب دیکھے تو اس کا خادم بن جا۔" (عوارف المعارف صفحہ ۴۰۸) اور طالب مولیٰ کو میرا سلام پہنچاکر کہو۔ انشاء اللہ وقت قریب آرہا ہے کہ بندہ آپ سے ملاقات کرے گا۔ اور آپس میں سب بیٹھ کر ایمان تازہ کریں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ایسے وقت کا انتظار کریں۔ فی الحال محمد فاروق سلمہ' کی صحبت کو غنیمت سمجھو۔ (جس نے شیطان قوی سے اپنے تئیں الگ کرلیا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت کرتا ہے۔ وہ اللہ کے اولیاء اور دوستوں میں شامل ہوجاتا ہے۔ (قرآن مجید) جن کی نشانی ان کے چہرہ پر ہے یعنی ان کی عبادت اور توحید میں محویت کا نور۔ جن کے دیکھنے سے خدا یاد آئے اور عرفان الٰہی نصیب ہو۔ اگر صدق اور خلوص طلب مولیٰ میں قدم رکھتے ہو تو پانچوں فرائض کا زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کا' روزی حلال تلاش کرنے کا' نافرمانی اپنے مرشد اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی کام میں نہ کرنے کا عہد کرو "وہاں جنھوں نے توبہ کی اور اپنی حالت کو درست کیا اور خدا کی رسی کو کو مضبوط پکڑا اور خاص خدا کے حکم بردار ہوگئے تو ایسے لوگ مومنوں کے زمرہ میں ہوں گے۔" (قرآن مجید)

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ کے دوستوں کو محبوب رکھتا ہے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں ہوگا۔ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی نقشبندی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ پیروں کے آداب کو اچھی طرح مدنظر رکھیں اور ان بزرگواروں کی رضا کو حق تعالیٰ کی رضا مندی کا وسیلہ بنائیں' نجات و خلاصی کا طریقہ یہی ہے۔ دفتر اول مکتوب ۲۱۸ کتاب "باب الانعام" اور "تعلیم الرحمٰن کا مطالعہ کرتے رہو۔ اس میں سے مختصرا" اوراد مقرر کرلو اور شریعت کے مسائل یاد کرو' ایک کتاب "انعام الرحمٰن" کے نام سے لکھی گئی ہے جو انشاء اللہ عنقریب چھپنے والی ہے۔ مریدین کے لئے کافی ہے۔ جو لوگ خدا کے برگزیدہ بندوں کے آداب اور محبت سے آراستہ ہیں وہی فیض رحمانی سے مستفید ہوتے ہیں۔ مرید صادق دنیا کو فریب کا گھر سمجھ کر دارالبقا کی طرف رجوع کرتا ہے اور ایمان باللہ

فی الحقیقت اللہ کی محبت ہی کا نام ہے اور مخلوق کے ساتھ روش نیک اور دوستی و میانہ روی اختیار کرتا ہے۔
حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس قدس سرہ' العزیز گنگوہی ارشاد فرماتے ہیں' "مرشد برحق کی روحانیت مرید صادق سے جدا نہیں ہوتی۔
خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پائی حالانکہ ظاہری ملاقات حاصل نہیں ہوئی کچھ فکر نہ کرو۔ کام میں لگے رہو۔ انشاء اللہ پردہ اٹھائیں گے۔ (مکتوب قدوسی نمبر۱۷) جب تم سچائی کے ساتھ اپنے پروردگار کو یاد کروگے اور اس کی مخلوق پر نرمی کروگے وہ تمہاری باطن میں ایسی نور کی قندیل روشن کردے گا جس کی روشنی میں تم کو دنیا اور آخرت کے عجائبات نظر آئیں گے۔
طالبان حق پلک مارنے کی مقدار کے برابر خدا کے ذکر سے غافل نہ رہیں۔ مبادہ وہ نظر لطف کرے اور تم کو خبر نہ ہو۔ جو عمل شریعت کے مطابق کیا جائے ذکر ہی میں داخل ہے۔ جو دل سے خدا کو یاد کرتا ہے وہ فی الواقع ذاکر ہے اور جو دل سے یاد نہیں کرتا وہ ذاکر نہیں۔ زبان دل کی غلام ہے اور اس کی تابع ہے۔ اہل دل کی محبت اختیار کرو تاکہ تم کو شجر غفلت کے سایہ میں سے نکال کر دربار خداوندی میں پہنچائیں۔ جو صاحب سلسلہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں اس مکتوب کی نقل اپنے پاس رکھیں اور اپنا نام مع ولدیت اور سکونت کے تحریر کریں تاکہ دعا میں یاد کیا جائے۔ سلام ہوں ان لوگوں پر جو ہدایت کے طالب ہیں۔ فقط

مرسلہ
دعاگو انعام الرحمٰن قدوسی
محلہ شاہ بہلول' سہارنپور۔ یو۔ پی
ہندوستان

دعا نامہ مورخہ ۲۱/ فروری ۱۹۵۰ء
۷۸۶
حق حق حق

سعادت کے نشان والے میاں محمد فاروق سلمہ' اللہ کریم آپ کو اپنی طاعت میں ثابت قدم رکھے۔ آمین۔
راحت نامہ پہنچا حالات سے آگاہی ہوکر باعث مسرت ہوا۔ خدا تعالیٰ آپ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اور زیادہ توفیق عنایت فرمادے اور صدق و خلوص میں ثابت قدم رکھے تاکہ مخلوق خدا کو ہدایت نصیب ہو۔ چند نصیحتیں تحریر کرتا ہوں جو اس وقت کے لئے مناسب ہیں۔ خدا تک پہنچنے میں صرف دو قدم ہیں۔ پہلا قدم نفس پر رکھو

دوسرے قدم پر خدا موجود ہے۔ (آداب صوفیہ میں سے یہ ہے کہ بھائیوں کی خدمت میں کھڑا ہو اور جو اذیت ان سے پہنچے اس کو سہے کہ اس سے فقر کا جوہر کھلتا ہے۔ عوارف المعارف صفحہ ۵۳۴۔ امام احمد ابو داؤد نسائی اور ابن حبان وغیرھم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ "جہاد کرو اپنے مال سے۔ اپنی جان سے اور بذریعہ اپنی زبان کے" زبان کا جہاد اشرف و اکمل جہاد ہے جو حکم الٰہی کے ماتحت اس کے برگزیدہ رسولوں کی اصلی سنت اور انسانی نیکی و ہدایت کا اصلی سرچشمہ و منبع ہے۔

حدیث شریف : "اللہ تعالیٰ کو اس کے بندوں کا محبوب بناؤ یعنی بندوں سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اور رحمتوں کا تذکرہ بکثرت کرو تاکہ ان کو طبعاً" اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھے اور محبت سے خوب اطاعت کریں۔ اگر تم ایسا کروگے تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائیں گے۔" حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی آئی اور کہا : "اے داؤد جو تو میرا طالب دیکھے تو اس کا خادم بن جا۔" (عوارف المعارف صفحہ ۱۰۸) خلق کو اپنے کرنے اور کہنے سے عبادت الٰہی کی رغبت دلاتے رہو۔ مگر یہ کام نفس اور شیطان کے مخالف ہے۔ دونوں اسی وجہ سے عداوت اور ہلاکت پر کمر باندھے رہتے ہیں۔ لہٰذا ہوشیار رہو کہ علم ظاہری اور باطنی سے آراستہ ہو۔ خوف خدا کو لازم جانو۔ اپنے نفس کو قتل کرکے خودی سے نکل جاؤ۔ اغراض نفسانیہ کو دور کرکے حق کا جھنڈا بلند کرو مخلوق کی ایذاء پر صبر کرو نشاط سے محروم ہوجاؤ جو اپنے لئے پسند کرو وہ دوسروں کے لئے پسند کرو۔ مخلوق سے ناامیدی اور خدا سے امیدیں قائم کرو۔ اپنے میں کوئی صفات نہ دیکھو۔ نیکیوں کو بھولو گناہوں کو یاد کرو۔ دنیاداروں کی تعریف اور خدمت کو لغو باتوں میں شمار کرو۔ اپنے آپ کو کسی حالت میں ممتاز نہ سمجھو۔ خلق میں قبولیت اور شہرت کو پسند نہ کرو۔ البتہ لوگوں سے کلام مشفقانہ کرو جیسا کہ باپ بیٹے سے کرتا ہے جو اس کے دین اور دنیا کے لئے نافع ہو۔ استاد نے جس طالب علم کا سبق یاد دیکھا اس سے کہہ دیا کہ تم اپنے بھائیوں کا سبق یاد کرو، اس میں کچھ ناز نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ ابھی جماعت کا امتحان نہیں ہوا۔ ایسا بھی ہوا کرتا ہے امتحان میں کمزور پاس اور قابل فیل ہوجاتے ہیں۔ جب تک امتحان نہ ہو اس وقت تک ایک ہی جماعت میں شمار ہوں گے۔ بعد امتحان کے دو جماعتیں قائم ہوجاتی ہیں۔ ایک پاس دوسری فیل اور اس حدیث شریف کو ہر لمحہ یاد رکھنا چاہئے۔ مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ : "انسان عرصہ تک جنت والوں کے کام کرتا رہتا پھر قریب موت کے دوزخیوں کے کام کرنے لگتا ہے۔ اور بعض آدمی عرصہ دراز تک دوزخیوں کے کام کرتا رہتا ہے مگر اس کا خاتمہ جنتیوں میں ہوتا ہے۔" جب پاس ہوجائے تو اس وقت قابل شکر ہے کیونکہ ابھی تک خاتمہ بخیر نہیں ہوا۔ اس وجہ سے اپنے کو کمتر دوسرے کو افضل جاننا اختیار کیا ہے۔ یہی تمام پیشواؤں کا طریقہ رہا ہے جو اللہ کو پسند ہے۔ کام کئے جاؤ جب خدا چاہے گا ظہور میں آئے گا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں' "بندہ کو خواہش اور طلب سے کیا کام اگر ہم اس کے

لائق اور اس کے اہل ہوگئے ہیں تو خودبخود حجاب اٹھا دیئے جائیں گے اور تجلی الٰہی ظاہر ہوجائے گی تو ہماری خواستگاری کی کیا حاجت ہے۔ دلیل العارفین صفحہ ۹۷ اس کی فکر نہ کرو کہ کون آتا ہے اور کون نہیں آتا۔ خدا جس کو بھیجے گا وہ آئے گا۔ مشفقانہ کلام کرتے رہو محض رضائے حق کے لئے۔ ہدایت اللہ کے ہاتھ ہے۔ یہ شعر خوب ہے :

آپ کرتے ہیں جہاں کا نام ہے　　آپ کے ہاتھوں میں سارا کام ہے

حقیقت میں ریڈیو لکڑی کا بکس ہے حرکت اور آواز کسی اور کی ہے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مشائخ متقدمین اور اولیاء کبار نے فرمایا ہے کہ مثلاً اگر کوئی شخص اوراد اور وظائف وغیرہ میں مشغول ہو اور کوئی حاجت مند اس کے دروازہ پر آوے اور اس کی ملاقات کا خواہشمند ہو تو اس کو واجب ہے کہ سب کاموں اور شغلوں سے دست بردار ہوکر اس حاجت مند کی طرف متوجہ ہو اور حتی المقدور اس کی حاجت برآری میں کوشش کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی مومن کی حاجت روا کرتا ہے حق تعالیٰ اس کی دینی و دنیاوی حاجتیں برلاتا ہے اور کل قیامت کے روز وہ شخص بہشت کے اندر حضرت آدم علیہ السلام کے ہمسایہ میں ہوگا۔ "انیس الارواح صفحہ ۴۵" جامع صغیر میں ہے کہ 'ابوالعلی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مسند میں اور بزاز رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ' "خلق تمام اللہ تعالیٰ کی عیال (یعنی زیر پرورش) ہیں سو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کی عیال کو زیادہ تر نفع پہنچانے والا ہو۔" طریقت فقط خدمت خلق ہے۔ جب تم سچائی کے ساتھ اپنے پروردگار کی یاد کروگے اور اس کی مخلوق پر نرمی کروگے وہ تمہارے باطن میں ایک ایسی نور کی قندیل روشن کردے گا کہ جس کی روشنی میں تم کو دنیا اور آخرت کے عجائبات نظر آئیں گے۔ حدیث قدسی میں آتا ہے کہ : "میں اس شخص کا ہم نشین ہوں جو مجھ کو یاد کرتا ہے اور میں اس کا انیس ہوں جو مجھ سے طلب انس کرتا ہے۔" (اس حدیث قدسی کو شرح مثنوی میں بحرالعلوم نے لکھا ہے) حدیث شریف : "آدمی اپنے دوست کے طریق پر ہوتا ہے اس کو ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے) اسی وجہ سے مرید صادق اپنے شیخ طریقت کے خلاف قدم نہیں اٹھاتا بلکہ اس کے قدم بقدم چلتا ہے کیونکہ وہ خدا کی راہ کا دوست ہے۔

(جشن میلاد النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات معلوم ہوکر نہایت درجہ مسرت ہوئی شجرہ ایک صد پہنچ گئے ہیں۔ پسند ہیں گاہ بگاہ اپنی اور دینی دوستوں کی عافیت سے مطلع کرتے رہا کرو۔) مخلوق ہاتھ چومے یا نہ چومے اس طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کے گناہوں کو چھپاکر نیکیوں کو مخلوق پر ظاہر

CS CamScanner

کردیا ہے لہٰذا سب تعظیم اللہ کی ہے وہی بزرگی والا ہے۔
حلقہ شب جمعہ ہونا چاہئے۔ طریقہ ذکر کتاب باب الانعام میں دیکھ لو۔ کرم الٰہی صاحب کے متعلق جو واقعہ پیش ہوا سب منجانب اللہ ہے۔ ہدایت کا وہی مالک ہے۔ تصور شیخ سے قرب الٰہی میسر ہوتا ہے۔
جو صاحب اپنی ضرورت کا اظہار کیا کریں ان کے لئے بعد حلقہ ذکر کے دعا کریا کریں کیونکہ ذکر کے وقت خدا ہمنشیں ہوتا ہے۔ وہی سب کا کفیل ہے سلام ہوں ان لوگوں پر جو ذکر کرنے والی زبان اور رجوع ہونے والا قلب رکھتے ہوں۔ فقط

مرسلہ
دعاگو انعام الرحمٰن قدوسی
محلہ شاہ بہلول' سہارنپور۔ یو۔ پی
۲۱/ فروری ۵۰ء

دعا نامہ ۲۱/ فروری ۱۹۵۰ء
۷۸۶
حق حق حق

میرے دینی دوست محمد فاروق سلمہ' اللہ کریم آپ کو اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کرے۔ راحت نامہ پہنچا۔ حالات معلوم ہوکر قلب کو راحت بخشی۔ آپ تحریر کرتے ہیں کہ یہاں پر تینتیس ۳۳ آدمی توبہ کرکے داخل سلسلہ ہونا چاہتے ہیں۔ ان کو سلام کے بعد میرا پیغام پہنچاؤ۔ "اے ایمان والوں خدا سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرتے رہو اور اس کے رستے میں جہاد کرو تاکہ رستگاری پاؤ۔" (قرآن مجید) حقیقت میں جو اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے۔ "جنھوں نے ہمارے راستہ میں جدوجہد کی ہم ان کو اپنے راستوں کی رہبری کرتے رہتے ہیں۔" (قرآن مجید) (جو میرا بندہ ایک بالشت بھر میری طرف چلتا ہے میں ایک ہاتھ آگے بڑھ کر اس سے قریب تر ہوجاتا ہوں۔ حدیث قدسی' صحیح حدیث شریف میں وارد ہے کہ : "جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنا چاہتا ہے۔ کیونکہ شوق آثار محبت سے ایک اثر ہے۔" حدیث شریف۔ "کسی اچھی بات کا بتلانے والا ایسا ہی ہے جیسا اس کا کرنے والا۔ (یعنی ثواب میں) روایت کیا اس کو عسکری نے)" حضرت قبلہ عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ' "طالب پر واجب ہے کہ ایسے دوست کی خدمت کرے کہ جو اللہ کے راستہ سے پورا واقف ہو اور شریعت و طریقت و حقیقت اور

معرفت اس کو پوری حاصل ہو تاکہ وہ اس طالب صادق کو صحیح راستہ بتلاسکے اور طریقت کی یہ تعریف ہے کہ اللہ سے متصل اور ہر چیز سے منقطع ہو اخلاص' توکل' تسلیم و رضا اور ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور مرید صادق کو افعال اور اخلاق حمیدہ میں مہذب ہونا چاہئے تاکہ وہ اپنے مرشد کے ارشاد پر عمل کرکے کامل ہوجائے۔ ارشاد الطالبین صفحہ ۳ شیخ کامل ہونے کی صلاحیت کے شرائط بہت سخت ہیں۔ لہذا یہ بندہ ناچیز حقیر اس قابل نہیں ہے کہ کسی کو توبہ کراسکے۔ مرشد کے حکم سے مجبور ہے۔ ہدایت اللہ کے قبضہ میں ہے۔

طالب صادق قبل بیعت کے اعتقاد مکمل کرے کہ شیخ اس کا مربی ہے اور تربیت کے لئے زمانہ بھر میں اس سے بہتر کوئی نہیں ہے اور تاحیات کسی اور کی طرف نظر نہ کروں گا اور ہمیشہ طاعت میں مستعد رہوں گا۔ میرے لئے شیخ ایک دروازہ ہے۔ جس کو حق تعالیٰ نے اپنی بارگاہ رحمت کی طرف کھول رکھا ہے۔ اس وقت شیخ کے ہاتھ پر توبہ کرے۔ قول مشائخ' روزانہ بعد نماز عشاء خلوص نیت سے ایک گوشہ میں دوزانوں بیٹھ کر آنکھیں بند کرلے۔ خیال کرے کہ میرے ہاتھوں پر ہاتھ انعام الرحمٰن کے ہیں جو ہاتھ خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت علی کرم اللہ وجہ اور سید المرسلین' خاتم النبین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اول و آخر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور عرض کرے کہ الٰہی یہ بندہ ناچیز آج اپنے کبیرہ اور صغیرہ گناہوں سے توبہ کرتا اور اقرار کرتا ہے پانچوں فرائض ادا کرنے کا۔ ضروری دینی مسائل سیکھنے کا' زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کا۔ روزی حلال تلاش کرنے کا' اپنے نفس سے دوسروں کے حقوق دلوانے کا اور وہ گناہ جس کا بندہ عادی ہے ترک کرنے کا۔ نافرمانی نہ کروں گا اپنے مرشد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی کام میں۔ آنکھیں کھول کر دو رکعت نفل نیت ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے گیارہ مرتبہ آیت الکرسی اور گیارہ مرتبہ قل ھواللہ اور بعد سلام سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھے "**اللھم صلی علی محمدن النبی الامی والہ واصحابہ وسلم** اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر طاعت میں استقامت اور محبت طلب کرے۔ بعد نماز صبح تلاوت قرآن مجید۔ اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف ایک صد مرتبہ لاحول مع بسم اللہ شریف کے اپنے سلسلہ کا شجرہ پڑھ کر سب حضرات کی خدمت میں ہدیہ پہنچائے۔ چار رکعت اشراق پڑھے۔ چلتے پھرتے زبان سے یا خیال سے صلی اللہ علی النبی الامی پڑھتا رہے ۔ اللہ کریم ہدایت کا راستہ دکھاکر اس کے قلب کا محافظ ہوجاتا ہے۔ یعنی برے کاموں سے نفرت اور اچھے کاموں سے رغبت ہوجاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے حق تعالیٰ نے فرمایا : جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے اپنے جی میں اس کا ذکر کرتا ہوں اپنے جی میں۔ روایت کیا کہ اس کو بخاری و مسلم نے۔ حدیث شریف۔ ہر عمل کرنے والے کو' (ابتداء میں) ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کو (آخیر میں) سکون ہوجاتا ہے۔ سو جس کا سکون میری سنت پر منتہی ہو وہ ہدایت پر ہے۔ روایت کیا اس کو احمد اور طبرانی نے (کچھ

شک نہیں کہ خدا تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے (قرآن) ہاں جنہوں نے توبہ کی اور اپنی حالت کو درست کیا اور خدا (کی رسی) کو مضبوط پکڑا اور خاص خدا کے حکم بردار ہو گئے تو ایسے لوگ مومنوں کے زمرہ میں ہوں گے۔ (قرآن مجید) حدیث شریف میں ہے : سب سے اعلیٰ اہتمام میں مومن ہے کہ اپنی دنیا کا بھی اہتمام کرتا ہے اور اپنی آخرت کا بھی۔ مومن کا جسم شریعت اور طریقت جان ہے۔ جسم و جان کے ہونے سے زندہ کہلاتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے (جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پھر جو عہد کو توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے اور جو اس بات کو جس کا اس نے خدا سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اسے عنقریب اجر عظیم دے گا۔ (قرآن مجید) اولی الامر سے متصوفین نے شیخ مراد لیا ہے۔ ثابت ہوا کہ نیکی کے جس کام پر بھی مرشد بیعت لینا چاہے جائز ہے۔ سورہ حجرات کی اول کی آیتوں میں جو آداب نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم بتائے گئے ہیں اور یہی آداب مرید پر شیخ طریقت کے ہیں (اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ (قرآن مجید) مفسرین نے لکھا ہے کہ سچوں سے مراد اس جگہ مشائخ صوفیہ ہیں۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ کے دوستوں کو محبوب رکھتا ہے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں ہوگا) حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی نقشبندی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "پیروں کے آداب کو اچھی طرح مدنظر رکھیں اور ان بزرگوں کی رضا کو حق تعالیٰ کی رضامندی کا وسیلہ بنائیں نجات و خلاصی کا طریقہ یہی ہے۔" دفتر اول مکتوب ۲۱۸ مرید صادق کو چاہئے بزرگوں کی نگاہ شفقت کے منتظر رہے۔ خدا کے کہنے پر راضی رہے کہ کیونکہ آقا کے سامنے مملوک کو ارادہ و اختیار کچھ نہیں رہتا۔ تقدیری خیر و شر اور اس کی شیرینی و تلخی پر ایمان لاکر ولایت کے دروازہ پر پہنچے۔ یاد رکھو غفلت کا درخت جہالت کے پانی سے بیداری و معرفت کا درخت فکر کے پانی سے' توبہ کا درخت ندامت کے پانی سے اور محبت کا درخت موافقت کے پانی سے بڑھتا ہے۔ ایسے عمل نہ کرو جس میں روح نہ ہو۔ اعمال کی روح اخلاص ہے۔ اخلاص ولایت ابدالیت' غوثیت اور قطبیت کی جڑ ہے۔ صالحین کا وجود جہاں کہیں ہو غنیمت ہے اور وہاں کے رہنے والوں کے لئے موجب بشارت ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ان کی صحبت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کو پہچانیں اگر ان کی صحبت میں رہ کر کچھ اسرار کھلنا شروع ہوجائیں تو ظاہرا عبادات سے غافل نہ ہوں۔ جب تک بندہ دنیا میں ہے اس کے اعمال سے روگردانی عین طغیانی اور سرکشی ہے اعمال کو احوال کے سبب نہ چھوڑو حالانکہ احوال کا نشوونما اعمال کے ساتھ ہے۔ حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس قدس سرہ العزیز گنگوہی ارشاد فرماتے ہیں' "مرشد برحق کی روحانیت مرید صادق سے جدا نہیں ہوتی۔ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پائی حالانکہ ظاہری ملاقات حاصل نہیں ہوئی کچھ فکر نہ کرو کام میں لگے رہو۔ انشاء اللہ پردہ اٹھائیں گے۔ مکتوب قدوسی صفحہ ۱۷۔ ہزارہا سلام

ہوں ان لوگوں پر جو ہدایت کے طالب ہیں۔ فقط

مرسلہ

دعاگو انعام الرحمٰن قدوسی متصل مسجد حسنا

محلہ شاہ بہلول، سہارنپور شریف۔ یو۔ پی

ہندوستان

۲۱/ فروری ۵۰ء

دعا نامہ مورخہ ۳/ نومبر ۱۹۵۰ء

۷۸۶

حق حق حق

اے میرے دینی دوستو میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اپنے قلب متوجہ کر کے سنو اور اس پر عمل کرو۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے ''سب سے اعظم اہتمام میں مومن ہے کہ اپنی دنیا کا بھی اہتمام کرتا ہے اور اپنی آخرت کا بھی) حدیث شریف ''مومن کی عزت یہ ہے کہ سب لوگوں سے مستغنی رہے۔ روایت کیا طبرانی نے۔ فرمایا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تجارت کیا کرو کہ خلق کی روزی کے دس حصے ہیں اور نو حصے تجارت میں ہیں۔'' (کیمیائے سعادت) حدیث شریف ''جس کو کسی چیز میں رزق ملتا ہو اس کو چاہئے کہ اس میں لگا رہے اور جس کی معاش جس چیز میں ہوگئی ہو اس سے منتقل نہ ہو یہاں تک کہ اس میں خود تغیر ہو جائے۔ (روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے) پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ : ''عبادت کے دس اجزاء ہیں جن میں سے نو حصے حلال کی طلب ہے اور ایک حصہ باقی عبادتیں ہیں۔'' (انیس الطالبین ۳۸) جس شخص کے نو حصے عبادت کے غائب ہوں ایک حصہ کا بھی شبہ ہے تو اس صورت میں مقبولیت خداوندی کیسے ہوگی۔ حلال روزی کھانے میں اعلیٰ دماغ اور اعلیٰ طاعت خداوندی نصیب ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح عمری کو مطالعہ میں رکھو جنھوں نے تمام ملک گیری کے قانون اور دنیا میں زندگی بسر کرنے کا طریقہ بتایا اور مذہب اسلام کو روشن کردیا جو تمام مسلمانوں کے لئے راہ ہدایت ہے۔ اعلیٰ طاعت خداوندی یہ ہے کہ اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کریں ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے صبح و شام یاد کرتے رہیں اور دیکھنا غافل نہ ہونا۔ صرف زبان سے اللہ کہنا مقصود اصلی نہیں بلکہ دل میں اس کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ اپنے پروردگار کی عبادت کئے جاؤ۔ یہاں تک کہ تمہاری موت (کا وقت) آجائے۔ اعمال

CamScanner

صالحہ کے ساتھ محبت شرط ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ : "(قیامت میں) ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہوگا۔ " (روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے) مبارک ہیں وہ مریدین جن کو اپنے شیخ طریقت اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت صادق ہو۔ محبت کا ثبوت یہ ہے کہ معشوق کے ارشاد پر لبیک کہ کر فوراً تعمیل میں مصروف ہوجائے۔ قرآن مجید کو اپنا رہنمائے صادق بناکر قلب میں محبت اور عمل کرنے کی نیت کرو۔ علماء و فقہا اور اہل بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور خدمت کرو۔ تکلیف اور راحت میں اپنے قلب کو اللہ کی طرف توجہ رکھو اور جو کچھ ظہور میں آئے اس پر راضی رہو اہل دنیا کی محبت زہر قاتل ہے۔ لوگوں سے اپنے نفس کی خواہش سے نہ ملو بلکہ مخلوق خدا سمجھ کر ملتے رہو۔ دنیاداروں کی تعریف اور خدمت کو لغو باتوں میں شمار کرتے رہو۔ اپنے آپ کو ممتاز نہ سمجھو۔ نرم دلی اور متحمل مزاجی اختیار کرو۔ خلق اللہ سے مہربانی اور شفقت سے پیش آؤ۔ دنیا کے مال کا پھل حسرت ہے جو پامال کرتا ہے۔ مخلوق سے امید ایسی ہے کہ جیسے خشک درخت سے سایہ کی امید رکھنا اور اہل زمانہ کی دوستی کا اعتماد نہ کرو۔ دل وہ ہے جس میں خدا موجود ہو اور آنکھ بینا وہ ہے جو جمال حق دیکھے۔ حقیقت میں جو محو صنم ہے وہی اعلیٰ ہے اور عاقل وہی ہے جو اس کا دیوانہ ہے۔ محبت کی شراب سے جو محروم ہے۔ وہ حیوان ہے۔ خودی ترک کرنے سے دین کی تکمیل ہوتی ہے جس کے آگے سارا جہان جھک جاتا ہے۔ دنیا میں اہل دل کی خوشنودی کو غنیمت جانو۔ محبت کرنے والوں کو خوشخبری سناتا ہوں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں خود سن لیتا ہوں۔ درود شریف اپنے اہل محبت کا اور پہچانتا ہوں ان کو اور پیش ہوتے ہیں میرے پاس درود شریف غیر محبت والوں کے فرشتوں کے واسطہ سے۔ (دلائل الخیرات صفحہ ۳۴)

شیخ طریقت نے جو اوراد تعلیم فرمائے ہیں ان کو استقامت کے ساتھ ادا کرتے رہیں کبھی قضا نہ ہوویں۔ دینی تعلیم کا ذوق رکھیں اور بعد نماز صبح تلاوت قرآن مجید اور اپنے سلسلہ کے اوارد و شجرہ پڑھ کر عرض کرے کہ الٰہی جو کچھ اس بندہ ناچیز نے تیرا ذکر کیا ہے کہ اس کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرماکر بہ ارواح پاک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سابق انبیاء علیہم السلام اور ان کے سب امتیوں و صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین و اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ازواج مطہرات و شہداء و صدیقین و صالحین و خاندان قادریہ و نقشبندیہ و سہروردیہ و چشتیہ اور اویسیہ کی خدمت میں ھدیہ پہنچادے اور میرے عزیزوں و دوستوں یا فلاں شخص اور تمام امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم مرحومہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے ایصال ثواب پہنچادے۔ ھدیہ پہنچنے کے بعد تمام ارواحیں خوش ہوکر دربار خداوندی میں دعا کرتی ہیں جو دارین کے لئے باعث بہبودی اور خوشنودی خدا تعالیٰ ہے اور خود بھی دعا کرو کیونکہ (تمہارے پروردگار نے کہا کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔) (قرآن مجید) مگر دعا میں عاجزی اور گریہ زاری کرنی تقرب الی اللہ کے وسیلوں میں سے ایک وسیلہ ہے (اور جب ہم انسان پر کرم کرتے ہیں

تو منہ موڑ لیتا اور پہلو پھر کر چل دیتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی لمبی دعائیں کرنے لگتا ہے۔ (قرآن مجید) اے میرے دینی بھائیو راحت اور تکلیف میں اللہ کی طرف متوجہ رہو شکر اور صبر کرنے کی عادت اختیار کرلو۔ (جو شخص نیک اعمال کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اس کو (دنیا میں) پاک اور آرام سے زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں) ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔ (قرآن مجید) (کہہ دو کہ سب تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے) اور اس کے بندوں پر سلام ہے جن کو اس نے منتخب فرمایا۔ (قرآن مجید) اور ہمارے ذمے تو صاف صاف پہنچا دینا ہے اور عمل آپ لوگوں کا کام ہے۔ صحیح حدیث شریف میں وارد ہے کہ (جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ملنا چاہتا ہے) سلام ہوں ان لوگوں پر جو ہدایت کے طالب ہیں۔ فقط

مرسلہ

دعاگو انعام الرحمٰن قدوسی

محلّہ شاہ بہلول۔ سہارنپور۔ یو۔ پی

۳/ نومبر ۱۹۵۰ء

دعا نامہ مورخہ ۱۸/ اگست ۱۹۵۴ء

۷۸۶

حق حق حق

سعادت کے نشان والے محمد فاروق سلمہ' اللہ تعالیٰ آپ کے قلب میں اپنا خوف اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت صادق کو قائم رکھے اور جو دارین کے لئے باعث نجات ہے۔ خلافت نامہ میں جو ہدایات تحریر ہیں انشاء اللہ اس پر عمل کرنے سے ظاہری اور باطنی ترقی ہوتی رہے گی جو تمہارے اور مخلوق کے لئے فائدے بخش ہوگی۔ جو صاحب بخوشی اور عقیدہ کامل سے بیعت ہونا چاہیں ان کو بیعت کرلو۔

مردوں کو بیعت کرنے کا طریقہ

قبل بیعت غسل کراؤ اور پاک کپڑے پہناؤ اور دو رکعت نفل پڑھوا کر دوزانو قبلہ رو بٹھا کر ہاتھ میں ہاتھ لے کر اول و آخر درود شریف تین تین مرتبہ پڑھوا کر کلمہ شہادت پڑھاؤ اور کبیرہ و صغیرہ گناہوں سے توبہ کرا کر اقرار لو۔ پانچوں فرائض ادا کرنے کا۔ ضروری مسائل یاد کرنے کا۔ زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کا۔ روزی حلال کمانے کا۔

CamScanner

اپنے نفس سے دوسروں کے حقوق دلوانے کا۔ شرک اور بدعت سے محفوظ رہنے کا۔ اپنے مرشد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی کام میں نافرمانی نہ کروں گا۔ مرشد کامل اس اقرار پر ثابت قدم رہنے اور بخشش کی دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کا راستہ دکھاکر اس کے قلب کا محافظ ہوجاتا ہے۔ یعنی برے کاموں سے نفرت اور اچھے کاموں کی رغبت ہوجاتی ہے۔ عادت اللہ ایسے ہی جاری ہے۔

عورتوں کے بیعت کرنے کا طریقہ

اس وقت اس کا محرم موجود ہو اور پردہ کے پیچھے سے کپڑے کا ایک گوشہ مریدہ کے ہاتھ میں' دوسرا گوشہ اپنے ہاتھ میں لے کر یا پانی کے برتن میں ہاتھ ڈال کر مریدہ سے بھی ہاتھ ڈلواکر صرف اقرار زبانی لینا چاہیے۔ پانچوں فرائض ادا کرنے کا۔ ضروری دینی مسائل یاد کرنے کا۔ زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کا۔ روزی حلال کھانے کا۔ اپنے نفس سے دوسروں کے حقوق دلوانے کا۔ شرک اور بدعت سے محفوظ رہنے کا۔ غیبت نہ کرنے کا۔ دوسروں پر اعتراض نہ کرنے کا۔ اسراف سے محفوظ رہنے کا۔ چوری نہ کرنے کا۔ دوسروں پر بہتان نہ باندھنے کا۔ اپنے مرشد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی کام میں نافرمانی نہ کرنے کا۔ اقرار لینا چاہیے۔ ان کے لئے خدا سے بخشش مانگو۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

ہاں جنھوں نے توبہ کی اور اپنی حالت کو درست کیا اور خدا (کی رسی) کو مضبوط پکڑا اور خاص خدا کے حکم بردار ہوگئے تو ایسے لوگ مومنوں کے زمرہ میں ہوں گے۔ ق۔ پ نمبر۵۔ س ۴۔ ع ۲۰

اور جو تم میں سے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبردار رہے گی اور عمل نیک کرے گی اس کو ہم دونا ثواب دیں گے اور اس کے لئے ہم نے عزت کی' روزی تیار کر رکھی ہے۔ (ق۔ پ ۵۔ ص ۳۳۔ ع ۳۔)

ہاں جو شخص اپنے اقرار کو پورا کرے اور (خدا سے) ڈرے تو خدا ڈرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (ق۔ پ ۳۔ س ۳۔ ع ۷۔)

حدیث شریف : "ہر عمل کرنے والے کو (ابتداء میں) ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کو آخر میں سکون ہوجاتا ہے۔ سو جس کا سکون میری سنت پر منتہی ہو وہ ہدایت پر رہا۔" روایت کیا اس کو احمد اور طبرانی نے۔

مرشد' مرید اور مریدہ سے شفقت سے پیش آئے۔ اور غائبانہ ان کے لئے دعا کرے کیونکہ یہ دینی بہن بھائی ہیں ان کی محبت خدا تعالیٰ کو پسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے ارشاد فرماتے ہیں : "اور مومن جو تمہارے پیرو

ہوگئے ہیں ان سے بتواضع پیش آؤ۔ پھر اگر لوگ تمہاری نافرمانی کریں تو کہہ دو کہ میں تمہارے اعمال سے بے تعلق ہوں۔" (ق۔ پ ۱۹۔ س ۲۶۔ ع ۱۰۔)

محبوب سبحانی قطب صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ "مشائخ کی بات سن اور اس پر عمل کر۔ ان کا احترام ملحوظ رکھ۔ بشرطیکہ فلاح چاہے۔" میرے ایک شیخ تھے کہ جب کبھی مجھ کو کوئی شبہ پیش آیا اور میرے قلب پر اس کا گزر ہوا تو وہ مجھ سے اس کا ذکر اور اس کی اصلاح فرمادیا کرتے تھے۔ اور مجھ کو بولنے کا ضرورت مند نہ بناتے تھے۔ اور اس شفقت کا سبب یہی تھا کہ میں ان کا احترام کرتا اور ان کے ساتھ حسن و ادب سے پیش آتا۔ میں مشائخ کی صحبت میں حسن ادب اوراحترام کے بغیر کبھی نہیں رہا۔ (فتح ربانی۔ مجلس نمبر۵۷)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ' "اگر کوئی بیعت سے پھر جائے یا اس کی توبہ میں لغزش ہوجائے تو اس کو تجدید بیعت کرنی چاہئے۔ جب تک وہ پیر سے تجدید بیعت نہ کرے گا۔ بیعت درست نہ ہوگی۔ فوائد السا لکین صفحہ ۱۴۳۔

ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوئے ۔ ان کو ابن الا کوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے۔ آتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ آپ نے فرمایا : "تم نے پہلے بیعت نہ کی تھی۔" انہوں نے عرض کیا' "یارسول اللہ میں نے بیعت کی تھی' مگر اب تجدید بیعت کرتا ہوں۔" پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے لئے ہاتھ دیا۔ اس کے بعد خواجہ محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' "اس تجدید بیعت کا ثبوت وہاں سے ہے۔" فوائد الفواد جلد دوم صفحہ ۱۷۴۔

مرشد کامل کے یہ ارشاد خداوندی پیش نظر رہتا ہے کہ (قرآن سورہ عبس آیت نمبر۱ تا ۱۰) تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا اس پر کہ ان کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا ۔ اور تم کو کیا معلوم' کہ شاید وہ ستھرا ہو یا نصیحت لے۔اسے نصیحت فائدہ دے وہ جو بے پرواہ بنتا ہے تم اس کے پیچھے پڑتے ہو۔ اور تمہارا کچھ زیاں نہیں اس میں کہ وہ ستھرا نہ ہو۔ اور وہ جو تمہارے حضور بللکتا آیا اور وہ ڈر رہا ہے اسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو۔ اے عزیز حقیقت میں سب سے بڑی نیکی اور خیرخواہی یہی ہے کہ گم گشتہ راہ انسان کو سیدھی راہ دکھلائی جائے۔ خالق سے بھٹکی ہوئی مخلوق کو خالق کی بارگاہ تک پہنچایا جائے۔ اس راہ میں جو تکلیفیں پیش آئیں ان کو آب حیات تصور کرو۔ اپنی عافیت اور دیگر حالات سے مطلع کرتے رہا کرو۔ میری طرف سے اپنے دینی دوستوں کو سلام و دعا پہنچاؤ۔ ہزار ہا سلام ہو ان لوگوں پر ہو ہدایت کے طالب ہوں۔ فقط

مرسلہ

CamScanner

دعاگو انعام الرحمٰن قدوسی

دعا نامہ مورخہ ۱۸/ اگست ۱۹۵۴ء
۷۸۶
حق حق حق

منشی نورالعمر صاحب اللہ آپ کو اس خدمت کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ برخردار صوفی محمد فاروق سلمہ' کے سب احباب کو مورخہ ۲۸/ اگست ۱۹۵۲ء بمطابق ۶/ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ بروز جمعرات بعد نماز صبح جمع کیجئے۔ انشاء اللہ بندہ بھی قلبی طریقے سے شریک جلسہ رہے گا۔ جو اوراد خلافت نامہ میں تحریر ہیں اس میں ایک قرآن مجید اور سوا لاکھ مرتبہ درود شریف **"اللھم صلی علی محمد وعلی ال محمد معدن الجود والکرم"** شامل کرلیجئے گا۔ صوفی محمد فاروق سلمہ کے سر پر سبز عمامہ خوش رنگ عمدہ باندھ کر خلافت نامہ دے دیجئے۔ بندہ کی طرف سے مبارک باد۔ امید ہے کہ حاضرین جلسہ مبارک باد پیش کریں گے۔ حاضرین مجلس خلافت نامہ کے شکریہ میں دربار رسالت میں ہدیہ پیش کریں اور دعائے رحمانی کے آخر میں عرض کریں کہ "الٰہی صوفی محمد فاروق رحمانی کے ذریعے اپنی مخلوق کو ہدایت فرما۔" حاضرین مجلس کو جام توحید پلاکر جماعت صالحین میں داخل فرما۔ آمین۔ جو صاحب بندہ سے واقف ہیں ان کو میرا سلام اور دعا پہنچائیو۔

نوٹ ضروری :۔
میرے بھائی حکیم محمد یعقوب صاحب قدوسی رابسن روڈ۔ کراچی نمبرا میں تشریف فرما ہیں ان کو ضرور شریک کیا جائے۔ بندہ کا سلام مسنون پہنچاؤ۔

مرسلہ
دعاگو انعام الرحمٰن قدوسی
محلّہ شاہ بہلول' سہارنپور۔ یو۔ پی

دعا نامہ مورخہ ۶/ ستمبر ۱۹۹۲ء
۷۸۶
حق حق حق

CamScanner

برادر عزیز میاں محمد یعقوب صاحب اللہ کریم آپ کو بطفیل اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دارین میں عافیت بخشے۔ آمین۔ آپ کا محبت نامہ مسرت آمیز خبر لے کر پہنچا۔ جس سے قلب کو نہایت درجے فرحت حاصل ہوئی۔ صوفی محمد فاروق سلمہ کی دستار بندی خلافت کے تمام مراسم آپ کے ہاتھوں ادا ہوئے۔ مقام شکر ہے۔ تمام متوسلین کا آپ کا احترام کرنا بموجب حکم الٰہی کے تھا قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی امت سے کہہ دو کہ میں تم کو دعوت کرتا ہوں راہ حق اور صراط مستقیم دکھاتا ہوں' میں اس کی اجرت کچھ تم سے نہیں مانگتا۔ سوائے اس کے کہ تم میری اولاد او رشتہ داروں سے دوستی رکھو۔) "اولی الامر منکم سے متصوفین نے شیخ مراد لیا ہے اس لئے اس کی محبت اور ادب کا بھی یہی حکم ہے۔ رخصت کے وقت جو آپ کو مبلغ ۵۱ روپے نذرانہ پیش کیا گیا ہے اس کو آپ قبول فرماکر اپنے صرف میں لائیں۔ حدیث صحیحین میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ : "جو مال تمہارے پاس اس حالت میں آئے کہ تم کو نہ اس کا انتظار ہو اور نہ تم اس کا سوال کرو۔ تو اس کو لے لیا کرو۔" اہل طریق کا معمول ہے کہ ہر شخص کے ساتھ بلا تخصیص نیک اور بد کے ایسی حسن معاشرت کا معاملہ کرتے ہیں جو اس کے مرتبہ کے مناسب ہے۔ اہل اللہ کا وجود جہاں کہیں ہو غنیمت ہے اور وہاں کے رہنے والوں کے لئے موجب بشارت ہے۔ حدیث شریف : "جو شخص آدمیوں کے احسان کا حق ادا نہیں کرتا اس نے حق تعالیٰ کے احسان کا حق ادا نہیں کیا۔" (روایت کیا اس کو ترمذی شریف نے۔) دعا کرتے رہو یا اللہ ہم کو اپنے ساتھ اور مخلوق میں اپنے خاص بندوں کے ساتھ حسن ادب نصیب فرما۔ مریدین صادق تقویٰ و پرہیزگاری اور اپنے پیشواؤں کی اولاد اور ان کے عزیزوں کا دل و جان سے ادب و احترام و ہدیہ تحفہ پیش کرکے بارگاہ خداوندی میں مقبولیت حاصل کرلیتے ہیں۔ شیخ کی اولاد اور ان کے عزیزوں کو چاہئے کہ ان کو نظر شفقت سے دیکھیں اور احترام کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ : "ان اکرمکم عنداللہ اتقکم" (تم میں وہی مکرم ہے جو زیادہ متقی ہے) ایسے لوگوں کی خدمت خلوص کے ساتھ جان و مال سے کرنی چاہئے۔ ان کی خدمت میں جو وقت اور جو روپیہ خرچ ہوگا وہ اللہ کے ہاں پالو گے۔ محبوب سبحانی قطب صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں' "صاحبو! اقوال و افعال سب میں اللہ والوں کا اتباع کرو' ان کے خادم بنو' اور اپنی جان و مال سے ان کا قرب حاصل کرو کہ جو کچھ بھی تم ان کو دوگے وہ ان کے پاس تمہارے لئے جمع رہے گا کل قیامت کے دن وہ اس کو تمہارے حوالے کریں گے۔" فتح الربانی مجلس نمبر۶۲۔ لہٰذا صوفی محمد فاروق سلمہ کی دعوت معہ چند ان کے احباب کے خلوص سے کرو تاکہ جو وقت اور روپیہ صرف ہو وہ خدا کے لئے ہو۔ بعد کھانا کھانے کے خدا کا شکر کرو۔ اور تمام مسلمانوں کے لئے دینی اور دنیاوی کامیابی کے لئے خصوصیت سے دربار خداوندی میں دعا کرو۔ موجودہ اشخاص کو میرا خط سنا دیجئے گا۔ ممکن ہے کہ اللہ کسی کو ہدایت

بخشے۔ سلام ان لوگوں پر جو محض خدا کے لئے ملتے ہوں۔

مرسلہ

دعاگو انعام الرحمٰن قدوسی

محلہ شاہ بہلول۔ سہارنپور یو۔ پی

دعا نامہ مورخہ ۱۰/ جون ۱۹۵۱ء

۷۸۶

حق حق حق

میاں ولی محمد صاحب بعد سلام مسنون کے معلوم ہو کہ آپ کا خط مورخہ ۳۰/ مئی ۱۹۵۱ء کو پہنچا جس میں آپ تحریر کرتے ہیں :

روز محشر کہ جاں گداز بود   اولیں پرسش نماز بود

کی ضرورت محسوس کرتا ہوا میں التجا کرتا ہوں کہ پنجگانہ نماز تو میں ٹوٹی پھوٹی پڑھتا ہوں اگر میری نماز خشوع خضوع کے کم ہونے کے سبب روحانیت زینت سے مزین نہیں ہوتی بلکہ خیالات اتنے کثیر تعداد میں آتے ہیں جن کی وجہ سے میری نماز میں مجھے بہت ہی بے لطفی محسوس ہوتی ہے۔ برائے نوازش اس مرض کی تشخیص اچھی طرح کرکے بہترین نسخہ تجویز فرماکر ارسال فرمائیں تاکہ مجھے اس پریشانی سے نجات ہوسکے۔

میری اہلیہ بھی نماز پنجگانہ ادا کرتی ہے ان کی یہ استدعا کہ مجھے ہر نماز میں بالعموم اور عشاء و فجر کی نماز میں بالخصوص نیند بہت یعنی اونگھ بہت حیران کرتی ہے۔ اب رمضان المبارک نماز تراویح میں نہایت ہی تکلیف ہوگی۔ میرے لئے نسخہ کیمیا تحریر فرماکر ثواب دارین حاصل کریں۔

جواب تحریر ہے :

حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی آئی اور کہا' "اے داؤد! جب تو میرا طالب دیکھے تو اس کا خادم بن جا۔ (عوارف المعارف صفحہ ۱۰۸) یہ بندہ عاصی جواب دینے کی خدمت کو انجام دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ آمین۔

حضرت عبداللہ بن قراط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : "سب سے پہلے قیامت میں نماز کا حساب ہوگا اگر نماز اچھی نکلی تو سب عمل بھی اچھے ہوجائیں گے اور جو

نماز ٹھیک نہ ہوئی تو اور عمل بھی ٹھیک نہ ہوں گے۔" (طبرانی)

حقیقت میں سب سے زیادہ احترام اور خیال نماز ہی کا ہونا چاہئے۔ کیونکہ ارشاد خداوندی : "کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔" (قرآن مجید) "جو شخص ایمان لائے اور پرہیزگاری کرے اس پر آسمانوں اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھل جاتے ہیں۔" (قرآن مجید)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ : "تم میں کوئی شخص (پورا) ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ میرے ساتھ محبت نہ رکھے کہ اپنے والد سے اور اپنی اولاد سے اور سب آدمیوں سے زیادہ۔" (روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے)

محبت کا ثبوت یہ ہے کہ احکام الٰہی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بال برابر بھی انحراف نہ کیا جائے۔

(اللہ تعالیٰ نے ڈرنے والوں کی صفات میں فرمایا' اور وہ لوگ نماز کو ٹھیک ادا کرتے ہیں۔" (قرآن مجید)

نماز میں خشوع و خضوع حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے۔

۱۔ اسلامی صورت اور وضع قطع اختیار کرنا۔

۲۔ دینی مسائل سے واقف ہونا۔

۳۔ کبیرہ صغیرہ گناہوں سے محفوظ رہنا۔

۴۔ زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کرنا۔

۵۔ روزی حلال کھانا اور سچ بولنا۔

۶۔ حقوق العباد ادا کرنا۔

۷۔ کثرت سے موت کو یاد کرنا۔

۸۔ غیبت اور مسلمانوں سے حسد اور بخل سے پرہیز کرنا۔

۹۔ کثرت سے درود و سلام پڑھنا۔

اسباب ظاہر میں ان سب باتوں سے آراستہ ہوکر شیخ کامل کی نظر حاصل کرکے اپنے قلب کو رجوع الی الحق کرے اور خیال کرے کہ ایسے کے سامنے کھڑا ہوں جس کے فیصلے کی اپیل بھی نہیں۔ خوف کھتے ہوئے نماز کی نیت کرے تو انشاء اللہ اس صورت میں شیطانی وسواس دور ہوکر خشوع و خضوع حاصل ہوگا بموجب اس حدیث شریف کہ : "سب سے زیادہ قرب کی حالت جو بندہ کو اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ سجدہ میں ہو۔" (روایت کیا اس کو مسلم نے)

CS CamScanner

اللہ تعالیٰ کو اونگ نہیں آتی بندہ کو جب قرب ہوتا ہے تو نیند رخصت ہوجاتی ہے۔ حقیقت میں نماز مومن کے لئے معراج ہے کیونکہ مقام باطنی کھلتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی فریاد نہیں سنتا۔ اسی کی اطاعت میں مصروف رہو دوسرے کی طرف متوجہ ہونا ظلمت ہے دنیا کے مال کا پھل حسرت ہے تو پامال کرتا ہے۔ دل وہ ہے جس میں خدا موجود ہو اور آنکھ بینا وہ ہے جو جمال حق دیکھے۔ حقیقت میں جو محو صنم ہے وہی اعلیٰ ہے اور عاقل وہی ہے جو اس کا دیوانہ ہے۔ محبت کی شراب سے جو محروم ہے وہ حیوان ہے۔ خودی ترک کرنے سے دین کی تکمیل ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ: "جو شخص ارادہ کرے کہ وہ خدا کے ساتھ بیٹھے پس وہ صوفیوں میں بیٹھے کہ وہاں بغیر ذکر خدا کچھ تذکرہ نہیں ہوتا۔ یہ لوگ **تخلقوا باخلاق اللہ** سے متصف و بذکر الٰہی مشغول رہتے ہیں۔" (یہ حدیث مثنوی مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ میں ہے)

آج کل میرے ایک دینی دوست محمد فاروق سلمہ، جن کی صحبت میں راہ ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ رنچھوڑ لائن سلمہ بلڈنگ روم نمبر۹ کراچی میں مقیم ہیں ان سے ملاقات کرو اور میرا سلام پہنچاؤ اہل اللہ کا وجود جہاں کہیں ہو غنیمت ہے اور وہاں کے رہنے والوں کے لئے موجب بشارت۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ان کی صحبت میں رہ کر اللہ کو پہچانیں۔ "اے انسان تو اپنے پروردگار کی طرف پہنچنے میں خوب کوشش کرتا کہ تو اس سے جا ملے۔" (قرآن مجید)

بندہ بھی آپ کے لئے دعا کرتا ہے اور آپ بھی معہ اپنی اہلیہ کے بعد تلاوت قرآن مجید دعائے رحمانی کا ورد رکھیں۔ وقت ملاقات شیخ کریم الدین صاحب کو سلام پہنچائیں اور اپنی اہلیہ بچوں کو دعا۔ فقط

مرسلہ

دعاگو انعام الرحمٰن قدوسی

محلہ شاہ بہلول۔ سہارنپور۔

یو۔ پی۔ ہندوستان

مختلف اقوال و ارشادات حضرت خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ

☐ جس نے چھوڑا گناہوں کو اسے دوست بنایا فرشتوں نے۔ جس نے چھوڑا طمع کو اسے دوست بنایا اہل اللہ نے۔ جس نے چھوڑا دنیا کو اسے دوست بنایا اللہ نے۔

☐ لفظ اللہ اسم ذات ہے اس کو اسم علم بھی کہتے ہیں۔ باقی تمام اسماء اسمائے صفات ہیں۔ اسم ذات ہی اسم اعظم ہے۔ اسم اعظم وہی ہے جو مرشد کی طرف سے عطا ہو۔

☐ گناہ کرنے سے انسان کے سات اعضاء کان، ناک، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان اور قلب خراب ہوجاتے ہیں۔ پھر یہ نیکی کی طرف مائل نہیں ہونے دیتے۔ گناہ ترک کرنے سے یہی اعضاء ٹھیک ہوجاتے ہیں اور نیکی کی طرف مائل ہوجاتے ہیں۔

☐ مسلمانوں کی سب سے بڑی میراث علم و ادب ہے۔

☐ دنیا میں ایک اندھیرا گناہوں کا ہے اس کی روشنی توبہ ہے۔ دوسرا اندھیرا محبت دنیا کا ہے اس کی روشنی تقویٰ ہے۔ تیسرا اندھیرا قبر کا ہے اس کی روشنی کلمہ طیبہ ہے۔ چوتھا اندھیرا آخرت کا ہے اس کی روشنی نیک اعمال ہیں۔ پانچواں اندھیرا پل صراط کا ہے اس کی روشنی ایمان کامل ہے۔

☐ ایک شے ہے جو گھٹتی نہیں بلکہ بڑھتی ہی رہتی ہے وہ دنیا کا لالچ ہے۔ ایک شے ہے جو گھٹتی بھی ہے اور بڑھتی بھی ہے وہ نور قمر ہے۔ ایک شے ہے جو نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے وہ رزق ہے جو مالک نے جتنا جس کی قسمت میں لکھ دیا وہ مل کر رہے گا۔ حاسد کا حسد اور راشی کی رشوت بڑھتی ہی رہتی ہے گھٹتی نہیں۔

☐ سب سے بڑی عبادت خدمت خلق ہے خواہ روپے پیسے سے ہو یا زبان سے ہو یا ہاتھ پاؤں سے ہو، خدمت خلق سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی جاندار کو مصیبت یا تکلیف میں دیکھ کر حسب توفیق اس کی مدد کرنا۔

☐ جو دنیا میں انسانوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے گا کل قیامت میں اس کے ساتھ نرمی برتی جائے گی۔

☐ بزرگوں کی خطا کو اپنی ہی خطا سمجھنا چاہئے۔

☐ خلق، نرمی اور ادب یہ انسان کے تین بڑے ساتھی ہیں۔

☐ علم حاصل کرنا آسان ہے عمل کرنا مشکل ہے۔ فتویٰ دینا آسان ہے تقویٰ مشکل ہے۔

☐ غیبت اور جھوٹ سے بہت سے نیک اعمال ضائع ہوجاتے ہیں۔ ایسے بھی لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں اور عید کے دن اپنے اعمال کی وجہ سے ثواب کھودیتے ہیں یا عید سے ایک دو روز بعد یا چند ماہ بعد یا سال کے اندر اندر، اگلے روزے آنے تک۔ اسی طرح کا ایک گناہ دل آزاری ہے۔

☐ دعاؤں سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔

☐ دنیا عالم خواب ہے جو خواب میں روئے گا وہی کل بیداری پر ہنسے گا۔

☐ جھوٹ سے بچنا چاہئے اس سے بہت سی نیکیاں ختم ہوجاتی ہیں اور برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً غیبت اور حق تلفی وغیرہ۔

☐ صرف نماز پڑھنے سے آدمی عابد نہیں ہوجاتا۔ حقوق العباد کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ جھوٹ نہ بولے، حلال و پاکیزہ غذا کھائے، سب سے اخلاق سے پیش آئے، بزرگوں کا ادب کرے، چھوٹوں پر شفقت کرے، تو نماز میں

CamScanner

حلاوت پیدا ہوگی۔ اگر عبادت بھی کرتا رہے اور گناہ بھی کرتا رہے تو عبادت میں حلاوت پیدا نہیں ہو سکتی۔

☐ جھوٹ' غیبت اور حق تلفی اگر انسان ان تینوں برائیوں سے بچتا رہے گا تو ایک نہ ایک دن راہ پر آ ہی جائے گا۔

☐ مقصد حیات کسی کو کوئی شعبدہ دکھانا نہیں بلکہ خاموشی سے آگے آنے والے اندھیرے کے لئے روشنی پیدا کرنا ہے۔

☐ اللہ تبارک تعالیٰ جسے اپنا دوست بناتے ہیں اسے اپنے ہاں کی بہترین چیز عطا فرماتے ہیں۔ جو ان کی معرفت ہے۔ یہ دنیا تو بری چیز ہے جو مالک نے اپنے ہاں سے پھینک دی ہے۔

☐ جب کوئی نیک کام کرو پہلے اس کی نیت کرو' صرف بھوکا رہنے سے روزے کا ثواب نہیں ملتا۔

☐ دل آزاری سے بچو ہر ایک کی بات سنو' خود کو سب سے کمتر سمجھو۔

☐ کم کھاؤ' کم بولو' کم سوؤ۔

☐ مسلمانوں کا لباس عاجزی ہے' عابد کا لباس تقویٰ ہے۔

☐ بخشش کا دار و مدار صورت' لباس' دولت یا غربت پر نہیں بلکہ نیت اور نیک اعمال پر ہے۔

☐ مرشد کا ہاتھ اس نیت سے نہیں تھامنا چاہئے کہ دنیا میں ترقی ہو بلکہ یہ نیت ہونی چاہئے کہ عاقبت سنور جائے اور اپنی اندھیری کوٹھری میں اجالا ہو جائے۔

☐ پانچ عادتیں بچوں میں بڑی اچھی ہوتی ہیں۔ اگر یہ بڑوں میں پیدا ہو جائیں تو ولی کامل بن جائیں۔

۱۔ جب کھانا نہیں ملتا تو اللہ کا گلہ نہیں کرتے ۲۔ ذخیرہ اکٹھا نہیں کرتے۔ ۳۔ فکر معاش نہیں رکھتے۔
۴۔ لڑتے ہیں تو دل میں بغض اور کینہ نہیں رکھتے۔ ۵۔ جب ڈرتے ہیں تو آنسو بہاتے ہیں یعنی سچا ڈرتے ہیں۔

☐ ایک حصہ روحانیت عبادت سے پیدا ہوتی ہے اور نو حصہ روحانیت حلال غذا سے پیدا ہوتی ہے اس لئے غذا کا زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص روزہ بھی رکھے اور جھوٹ بھی بولے اور حرام و حلال میں تمیز نہ کرے تو اس کا روزہ بے کار ہے۔

☐ عالم بغیر عمل مانند آب شور کے ہے جس سے کچھ حاصل نہیں۔ درویش بغیر معرفت کے مانند دیدہ بے نور کے ہے۔ دولت مند بغیر سخاوت کے مانند بے ثمر درخت کے ہے اور بادشاہ بغیر شجاعت کے ایسا ہے جیسے سوداگر بغیر مال تجارت کے۔

☐ تین باتوں سے دنیا میں انقلاب آتا ہے۔ ۱۔ جب عالم طمع کرتا ہے۔ ۲۔ جب بادشاہ ناانصافی کرتا ہے۔

۳۔ جب درویش ریا کاری کرتا ہے۔

☐ ایمان نجات ہے۔ نماز مناجات ہے اور خرچ و اخراجات اللہ کی راہ میں درجات ہیں۔

☐ درویش وہ ہے جس کا کلام معاملات کو سلجھائے... جس کا کلام پر لطف اور پر اثر ہو۔ جس کے رزق میں لنگر کی سی خیر و برکت ہو۔ جس کی صحبت میں سکون قلب و روح اور رجوع الی اللہ کی کیفیات ہوں۔ جو ایذا رسانوں کے لئے سر تاپا صبر ہو۔ اہل محبت کے لئے وسیلہ قرب باری ہو۔ اہل نفرت کے لئے دعاگو ہو۔ ہدایت قلبی اور روحی توجہ سے کرے۔ خیالات و خطرات انسانی پر حاوی ہو۔ زبان (قال) سے بہت کم کام لیتا ہو اور توجہ روحی اور نظر نوری سے زیادہ کام لے۔

☐ جس نے بھی جس کو دیا ہے محبت سے دیا ہے۔ نفرت سے' مار دھاڑ سے کسی کو کچھ نہیں ملا۔

☐ یہ تو ہماری مہربانی ہے کہ ہم آپ کے ہاں ٹھہر گئے صحیح تعارف کرانا چاہئے اپنا مقام پہچانو اور بالمقابل سے زیادہ گفتگو نہ کرو۔

☐ یا دعا لے لو یا پیسے لے لو۔ دعا دل کی خوشی سے اور خیال سے ہوتی ہے۔ راہ چلتی دعا ایسی ہی ہوتی ہے۔

☐ خواجگان کی اعراس میں اچھا کھانا پکانا دال دلیہ نہ پکانا۔ خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ اچھا کھلاتے اور اچھا پہناتے ہیں۔ میں نے یہاں کی حاضری (اجمیر شریف ۱۹۶۰ء) کے لئے دو نئی شیروانیاں بنوائی ہیں۔

☐ ۱۹۶۰ء میں اجمیر شریف کی حاضری کے موقع پر فرمایا' "شب چھٹی روز چھٹا اور شب ساتویں جب کہ اہل اللہ کے خاص اجلاس میں صحابی رسول عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خضر علیہ السلام اور بے شمار اہل اللہ تشریف فرما ہوں گے۔ حاضرین خواص کی نظروں میں آجائیں گے۔ غنیمت سمجھ لو اس حاضری کو جو فقیر کے ساتھ ہو رہی ہے۔ ایسی مصروفیت ہے کہ بیان سے باہر فقیر کا جسم جواب دے گیا ہے۔ گھٹنے رہ گئے ہیں۔ فقیر اگرچہ یہاں ہے (اجمیر شریف میں) لیکن جب کراچی میں تھا اب اس سے زیادہ موجود ہے وہاں پر۔

☐ حلقہ رحمانی میں بڑے کام کے آدمی ہیں۔ وقت آنے پر پتہ چلے گا۔ جو درویش ہیں وہ آپ کے یا کسی کے سامنے نہیں آئیں گے۔ باقی دوکانیں رنگین ہزاروں قسم کی لگ رہی ہیں۔ فقیر کی توجہ میں ہیں۔ جس فقیر کی نگاہ کسی کے مال وغیرہ پر ہوگی تو وہ فقیر صاحب توجہ نہیں ہوتا۔ کرم نوازی ہے جو چادر چڑھانے کی توفیق دے دی۔ ورنہ یہاں خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں چادروں کی کونسی کمی ہے۔

☐ علم حجاب ہے عشق روشنی ہے۔

☐ آدمی کم ہیں (یعنی صاحب خدمت حضرات کی کمی ہے) کام بہت ہے آدمی ملتے نہیں۔ کام کا آدمی مل جائے تو نابالغ بھی بالغ ہوجائے۔

CamScanner

☐ دادا مسکین شاہ جے پوری رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری ہوئی دعا کے لئے عرض کیا' وہاں سے ارشاد ہوا "کیا دعا چاہتے ہو؟" عرض کی' "حضور دربار کی حاضری چاہتا ہوں۔" فقیر کی روح روز زیارت کرتی ہے۔ لیکن جس روز فقیر کو وہ زیارت حاصل ہوتی ہے دل چاہتا ہے کہ سب کو زیارت کروادے۔ مزارات اولیاء پر اہل دنیا' دنیا مانگتے ہیں اہل اللہ آخرت اور اہل محبت' محبت شیخ اور مشاہدہ شیخ چاہتے ہیں۔

☐ بندہ نے پوچھا' حضور کیا مجاہدہ سے نعمت ملتی ہے۔ ارشاد ہوا' "ہمت و طاقت دیکھ کر عطا ہوتی ہے۔ محبت ہو تو بغیر مجاہدے کے بھی مل جاتی ہے۔ میاں ذرا توجہ ہٹا دوں آپ ایک چیز نہیں پوچھ سکتے اور نہ تصور رہے گا اور نہ کچھ اور۔

☐ اعلیٰ حضرت (حضرت خواجہ شاہ انعام الرحمٰن قدوسی) نے ایک دفعہ پوچھا' "میاں محمد فاروق دعا مانگنی جانتے ہو؟" عرض کی' "حضور کہاں! وہ تو آپ کو آتی ہے۔" "اچھا کیا دعا چاہتے ہو؟" عرض کی' "جو میرے قلب میں ہے وہ آپ کے علم میں ہے۔" بڑے بڑے اہل اللہ کو دربار تک رسائی نہیں۔ میں نے تو ایسے کا ہاتھ تھاما ہے جس کی رسائی ایسی ہے کہ روز شرف حاضری حاصل ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے یہ جواب سنتے ہی اسی روز کرم فرمادیا۔

☐ ایک روحی حاضری ہے اور ایک جسمی۔ ایک وہ ہوتے ہیں جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم خواب میں زیارت کرتے ہیں۔ ایک وہ جو آنکھیں بند کرکے (سونے کے بعد یہ خواب ہے اور دوسرا مقام مراقبہ ہے) روحی زیارت اہل اللہ کو مراقبہ میں ہوتی ہے۔ ایک جسمی زیارت بیداری میں کھلی آنکھ کے ساتھ۔ جس کو بیداری میں زیارت ہوتی ہے اس کے مقام کا پتہ کوئی نہیں لگاسکتا۔ اس کو اختیار کلی ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس نور مجسم ہے۔

☐ حضرت خواجہ عثمان ہارونی' حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کو دربار رسالت میں ساتھ لے گئے اور عرض کی' "حضور میں اپنے معین الدین کو ساتھ لے آیا ہوں۔ منازل درویشی اور فقیری کے مقامات طے کرادیئے ہیں۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ شان عطا فرمائیں کہ باری تعالیٰ کی صفات جاری ہوں معین الدین میں۔" "کیا صفات؟" کہا' "غریب پروری' غریب نوازی" چنانچہ یہ صفات عطا ہوئیں۔ اسی لئے ہر ایک انسان یہاں آکر اجمیر شریف میں کہتا ہے۔ آپ سے لوں گا غریب نواز۔ رب نے عطا فرمادی یہ صفات۔ پیر و مرشد نے دلوادی یہ شان۔ ارشاد رب ہوگیا' "جاؤ صفات دیں۔" یہ صفات عطائی ہیں۔

☐ مولوی تو مولوی ہے۔ درویش تو اہل عشق ہوتے ہیں۔ ادھر آیا ادھر دیا۔ ادھر کمایا ادھر کھایا کھلایا۔

☐ "اطلبوا الخیر والحوائج من حسان الوجوہ۔" "نیکی اور حاجتیں خوبصورتوں سے مانگو۔"

☐ صحبت شیخ کی مدت سال میں نو ماہ یا چھ ماہ اور گھر میں تین ماہ یا چھ ماہ خواجگان چشت میں معمول رہا۔

جشن عید میلاالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہدایات

☐ ۲۰/ ستمبر ۱۹۵۹ء بمطابق ۱۵/ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ بروز اتوار' جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم آدم جی میموریل ہال میں منعقد ہوا اس کے متعلق مکمل ہدایات عطا فرمائیں۔ ہر پہلو پر روشنی ڈالی۔ جناب مولوی غلام سرور رحمانی کی دستار بندی بھی اسی مبارک محفل میں ہوئی۔ نیز پیر عبدالرشید صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت بو علی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ شریک محفل تھے۔ ارشاد ہوا' "اس مقدس عظیم الشان محفل کی تاریخ سوا ماہ سے قبل ہی مقرر کی جائے۔ اطلاعات مریدین کو قبل از وقت دی جائے۔ لنگر کے انتظام کے لئے پنڈال کی تیاری تزائین کا خاص انتظام ہو۔ ایصال ہدایہ کا خاص انتظام ہو اور نعت خوانی بھی ہونی چاہئے۔" فرمایا' "ان کا کرم اور فقیر کی ذرا سی بیداری سے بڑی خاموشی سے اتنے بڑے اجتماع ہوتے ہیں۔ نیت ٹھیک ہو تو بڑے بڑے کام سہل ہوجاتے ہیں۔

☐ لنگر کے معاملہ میں مردم شناسی اور تربیت کرکے پھر کام سپرد کیا جاتا ہے۔ اول ایسے لوگوں سے اشیاء کے بھاؤ پوچھتے ہیں جب ہر طرح سے مستعد پایا جاتا ہے تو لنگر کی خدمت سپرد کی جاتی ہے۔ آپ سمجھتے ہو یہ سب تسبیح کا کام ہے نہیں نہیں سرکاری محکموں کی طرح ساری کاروائی اس طرح سامنے ہوتی ہے جیسے یہ درخت پورے نظر آرہے ہیں۔ معبود ایسی بیداری عطا فرماتے ہیں۔ لنگر میں اعلیٰ سے اعلیٰ اور پاک اشیاء پیش کی جانی چاہئے۔

☐ فقیر جو پڑھتا ہے اور سنتا ہے یاد کرتا ہے۔ فقیر نے پڑھا کم ہے اور سنا زیادہ ہے۔ طالب کے لئے علمی مجالس اور درویشوں کی صحبت زیادہ مفید ہیں۔ فقیر کئی کئی مقام سے بولتا ہے خواہ کسی مقام سے ہو اس کی تسبیح جاری رہتی ہے۔ کیونکہ دل ذکر سے غافل نہیں ہوتا۔ فقیر تار ملاکر پوری تحقیق' بیداری اور ذمہ داری سے بات کرتا ہے۔ کبھی کہیں سے تار ملاکر بات ہوجاتی ہے اور کبھی کسی سے۔ ایک دفعہ اس کی تشریح فرمائی کہ اگر فقہ کا مسئلہ ہو تو امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ یا امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی روح سے تار ملاتے ہیں۔ اکتساب فیض ہوتا ہے اور حدیث و قرآن کا معاملہ ہو تو حضرت محدثین' مفسرین یا کبھی خود سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے اکتساب فیضان روحی ہوتا ہے۔

☐ فقیر کی بات کا جواب پورے غور و فکر کے بعد دیا کرو' یونہی مت دیا کرو۔ بے سوچ سمجھے بے اصولی کی بات سے فقیر کو کوفت ہوتی ہے۔ تمہاری ایک ایک بات پر نظر ہے۔ فقیر پوری تحقیق کے ساتھ بات کہتا ہے۔ اگر کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنی ہے تو راوی کا نام یاد ہے تو نام لیتا ہو ورنہ کہہ دیتا ہوں کہ ایک

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہے۔

☐ نعت خوانوں کو نذر دیتے وقت بڑا ہجوم ہو جاتا ہے محفل میں بے ترتیبی ہو جاتی ہے۔ اس کا انسداد کرنا چاہئے۔

☐ تقسیم لنگر میں بے ترتیبی روکنے کے لئے کئی کئی جگہ سے لنگر تقسیم کرنا چاہئے۔ مستورات کی طرف کوئی مرد نہ جانے پائے۔ اگر ایسا ہو تو مجھے فوراً رپورٹ کرو۔ یہ کام میں ہی کر سکتا ہوں کیونکہ وہاں پر داخل ہونے والے اپنے آپ کو میرا رشتہ دار ظاہر کرتے ہیں۔ ان کو دو ٹوک جواب میری طرف سے ٹھیک ہے۔

☐ بھئی سرکار کی تعریف کے لئے ازل سے ابد تک کا زمانہ بھی نہ کافی ہے۔ موقع محل اور حاضرین کی دلچسپی دیکھنی پڑتی ہے۔ ہمارے لئے تو سرکار کے القابات غذا ہیں۔ یہ جو اوراد کا اعلان شمار گنتی وغیرہ کیا جاتا ہے یہ خاموشی سے بھی ایصال ہدیہ کیا جاسکتا ہے مگر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ ان کی بارگاہ میں ہدیہ بھیجو تو کرم کے پھول اسی انداز سے برسیں گے۔ دعا قبول ہوگی۔ لہٰذا اوراد کو ٹھہر ٹھہر کر تحدیث نعمت کا خوب خوب چرچا کرو۔ انہوں نے کیسی کرم کی بارش کی ہے کہ اہل محبت سارا سال اس دن کا انتظار کرتے ہیں۔ سارا سال اوراد پڑھ پڑھ کر جمع کرتے ہیں۔ نئے اور منفرد انداز میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کی ذات و صفات و اسماء و افعال کا ایصال ہدیہ میں ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ کوئی ایک آدھ گھنٹہ کی کارروائی نہیں بلکہ پورے سال کی تیاری ہوتی ہے۔ یہ انداز محبت ہے۔ یہ کوئی اشتہار بازی یا ریاکاری کا معاملہ نہیں۔

☐ بچ بچا کر کام کرو تاکہ بوچھاڑ (اعتراضات) کم پڑے۔ ہر ایک کو خوش کرنا ممکن نہیں۔ نشست کا خیال رکھنا چاہئے۔ اونچی مسند بنانا ٹھیک نہیں۔

☐ صلوٰۃ و سلام کے وقت تمام حاضرین کے منہ روضہ اقدس کی جانب ہوں ان کی پشت اس طرف نہ ہو۔

☐ اہل دل اور اہل محبت کو ان محافلوں میں بلایا جائے۔ بعض بے ادب قسم کے مضطرب لوگ آجاتے ہیں جو القابات سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم (برائے ایصال ہدیہ) میں بے چین نظر آتے ہیں۔ جس کی وجہ سے فقیر کے قلب پر بوجھ آتا ہے۔ جس سے محفل کا مزا خراب ہوتا ہے۔ غیر عقائد کو بلانے سے نفع کے بجائے نقصان ہوتا ہے۔

ارشادات خواجہ محبوب رحمانی در حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۹۶۷ء

☐ نابالغ بچے سے یہ نہ کہو کہ ہم تعلیم قرآن و حدیث جب دیں گے کہ تم داڑھی رکھو۔ وہ نابالغ حیران ہوگا اور کہے گا کہ پھر پہلے بالغ بناؤ۔

□ اللہ جل شانہ کی محبت اور قانون شریعت کو سمجھ لینا اور اس طرح سمجھ لینا کہ عظمت قلب میں پیدا ہوجائے۔ لاکھ سجدے کرو' اگر خانہ کعبہ کی عظمت نہیں تو کچھ نہ ملے گا۔ باخدا ان آنکھوں نے دیکھا کہ جوتیاں خانہ کعبہ میں پہن کر آجاتے ہیں۔ بھلا تم اعلیٰ درجے کے فرش بچھادو تو کیا تم کسی کو جوتیاں پہن کر آنے دوگے۔ عظمت کعبہ نہیں' قرآن و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں' نابالغ بچوں سے کہا جارہا ہے کہ داڑھیاں رکھو۔ بھئی ان کو محبت کا سبق دو۔ پھر خود ہی عمل کریں گے۔ محبت کی تعلیم دو۔ ہم تو ہر ایک کے ساتھ محبت سے ہی پیش آتے ہیں۔ ہم یہی سبق دیتے ہیں۔ ایک عیسائی ایران سے آگیا۔ جس کا نام عفیف السیران تھا۔ عربی' فارسی' مادری زبان کی طرح بولتا تھا۔ مجھ سے کہنے لگا میں تصوف پر کتاب لکھ رہا ہوں۔ وہ ایک پروفیسر تھا۔ فقیر نے کہا آپ کو یہ حقوق کہاں سے مل گئے۔ آپ کے پاس روشنی نہیں ہے۔ بغیر روشنی کے تصوف کیسا؟ وہ کہنے لگا کہ روشنی ہمارے پاس بہت ہے۔ فقیر نے کہا' ہمارے ہاں روشنی ایمان کو کہتے ہیں۔ تمہارے پاس روشنی بجلی کو۔ وہ کہنے لگا' اچھا پھر ہمیں بتائیے۔ فقیر نے کہا' اللہ تبارک تعالیٰ کا کوئی مقام یاد ہے۔ وہ حیران ہوکر کہنا لگا کہ یہ کیا بات ہے؟ فقیر نے کہا' جب تم تصوف پر لکھنا چاہتے ہو تو یہ معلوم کرو کہ رب تعالیٰ مقام احدیت میں کیوں تھا وحدت میں کیوں آیا پھر واحدیت میں کیوں آیا۔ پہلے احدیت وحدیت اور واحدیت بیان کرو۔ پھر ہم تصوف کے نکات بیان کریں گے۔ جب یہ پتہ نہیں کہ کون کہاں کا بالغ ہے تو اس کو کس طرح تعلیم دی جاسکتی ہے۔ پروفیسر نے کہا' اچھا ایک سوال حل کریں۔ یہ اللہ والے اللہ کی محبت میں اور اس کی ذات میں کیسے گم ہوجاتے ہیں۔ فقیر کے پاس پانی کا گلاس بھرا رکھا تھا اور تسبیح ہاتھ میں تھی۔ فقیر نے کہا یہ پانی کیسا ہے۔ کہا' لطیف' اور کہا یہ تسبیح کیسی ہے کہا' کثیف۔ اس تسبیح کو پانی میں ڈال دیں کیا گھل جائے گی۔ کہا' نہیں یہ کثیف ہے۔ پانی کی بوتل پاس رکھی تھی اس میں سے تھوڑا سا پانی گلاس میں ڈال دیا اور کہا اب وہ بوتل والا پانی گلاس کے پانی سے الگ کرو۔ وہ تو مل گیا۔ پانی لطیف تھا۔ لطیف' لطیف میں مل گیا۔ اللہ نور ہے۔ تم بھی لطیف بن جاؤ۔ ذات میں ذات گم ہوگئی۔ پھر دو نہیں زوج نہیں ایک ہوگا۔ اپنے کثیف جسم کو اللہ کی محبت اور ذکر سے لطیف کرلو' اپنی نفی کردو اور اس کی ذات میں گم ہوجاؤ۔ اب تم نہیں وہی ہے۔

نوٹ : یہ اس ایرانی پروفیسر کو سمجھانے کے لئے مثال دی گئی ورنہ اللہ تبارک تعالیٰ مثل اور مثال سے پاک ہے۔

وہ ایرانی پروفیسر چیخ اٹھا' پھڑک گیا کہ بات سمجھ میں آگئی۔ میرے عزیز تم نابالغ بچوں کے پاس بالغانہ باتیں کرنے لگو گے تو وہ اٹھ کر چلے جائیں گے ایسی باتیں مت کرو جو کہ ان کی سمجھ میں نہ آئیں۔ آپ ان جیسے بنو جیسے چھوٹے بچے کو گود میں لے کر پیار کی باتیں بے وقوف بن کر کیں تو بچہ خوش ہوگیا اور اگر دانش مندی سے کام لیا اور کہا حضور والا' جناب والا وہ خوش نہیں ہوگا۔ محبت کے معنی یہ ہیں کہ جس کی محبت ہو ویسا ہوجاتا ہے اس میں غرق و گم ہونے لگتا ہے۔ فقیر صبح سے شام تک محفل خانے میں بیٹھا رہتا ہے۔ مخلوق بیعت ہونے کے لئے آتی ہے۔

CamScanner

سب سے کہتا ہوں' جاؤ میاں آزاد رہو۔ اول ہمارے پاس بیٹھو' دیکھو' پرکھو فقیر میں کیا ہے۔ بیٹھو کہ محبت ہوجائے گی۔ بغیر محبت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جب تک محبت نہ ہوگی فیضان حاصل نہ ہوگا۔

☐ بجلی کے میٹر سے ٹوٹے ہوئے تار والے بلب کو لگادو وہ بلب روشن نہ ہوگا۔ میٹر کہے گا کہ تار تو جلے ہوئے ہیں۔ روشنی یوں نہیں ہوگی۔ جب تک کہ بلب کے تار صحیح نہیں ہوں۔ ایک بلب ہے اس میں ساٹھ واٹ کی روشنی ہے ایک بلب ہے اس میں سو واٹ کی روشنی۔ ایک بلب ہے جس میں ہزار واٹ کی روشنی۔ اگر ساٹھ واٹ والا بلب گلہ کرے کہ ہزار واٹ والے بلب سے اتنی روشنی ہورہی ہے کہ سارا گھر روشن ہے اور مجھ سے اتنی کم روشنی تو اس میں میٹر کا کیا قصور۔ اس میں تاروں کا ہی قصور ہے۔ ایسے ہی انسانوں میں تفاوت ہے۔ پیر کا قصور نہیں۔ جیسی محبت ہوگی ویسی ہی روشنی۔ بھئی شیخ سے محبت ہوجائے۔ آنکھیں بند کرکے کود پڑتا ہے۔ ورنہ دوکانداری ہے دھندہ ہے۔ یہ درویشی پردہ پوشی ہے۔ اپنے بھائیوں کے عیب چھپاؤ' آنے والوں کے عیب چھپاؤ۔ اسے حقیر ذلیل نہ کرو۔ اہل سلوک میں سب سے بڑا گناہ کسی کو شرمندہ کرنا ہے۔ آج کل یہ ہورہا ہے کہ تمہیں نماز آتی ہے۔ تمہیں کلمہ بھی آتا ہے۔ ایک بی بی بچوں والا آدمی ہے اس سے ایسے سوال کرنے کے حقوق تمہیں کہاں سے ملے۔ یہ کیسی تبلیغ ہے۔ امامین حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما مسجد میں تشریف فرما تھے۔ دیکھا ایک عمر رسیدہ شخص وضو غلط کررہا ہے۔ آپس میں مشورہ کیا کہ اس کی اصلاح کیسے کریں کہ وہ شرمندہ بھی نہ ہو۔ صلاح کی کہ ہم دونوں وضو کرتے ہیں اور ان بزرگ سے کہتے ہیں کہ ہم دونوں میں کس کا وضو ٹھیک ہے اور کس کا ٹھیک نہیں۔ آپ اس کی اصلاح فرمادیں۔ جب اس شخص نے دونوں شہزادوں کا وضو دیکھا تو خود کہا کہ آپ نے ہمیں ہی سکھادیا۔ آپ دونوں کا وضو ٹھیک ہے ایسی تبلیغ کی ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ تم لوگوں کو شرمندہ کرو' اور کسی کو کچھ نہیں آتا تب بھی اسے کھڑے ہوکر بیان کرنے کو کہو یہ پیغام حق پہنچانا کیسا ہوا یہ تو دوکانداری ہوئی۔ اگر کسی کو کوئی مسئلہ نہیں آتا تو حکمت سے محبت سے سمجھاؤ۔

در حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز فجر ۲۸/ مارچ ۱۹۶۷ء

☐ پروفیسر سید سخی احمد ہاشمی (فلسفہ کے پروفیسر حیدر آباد یونیورسٹی) ملاقات کو آئے۔ حضرت نے فرمایا' "انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ محفوظ ہوتے ہیں اس لئے ان کے وسیلے سے مانگا جاتا ہے۔ جیسے معصوم بچوں کی نماز جنازہ پڑھانے میں دعا اپنی ہی مغفرت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو اعزاز بخشتا ہے کہ ان سے اپنی نعمتیں دلاتا ہے۔ جو جس کا محبوب ہوتا ہے عاشق محبوب کی رضا چاہتا ہے۔ اللہ کا منشاء یہ ہے کہ میرے پیاروں سے محبت

اور دشمنوں سے عداوت کرو۔ عبادت تو جنت کے لئے ہے لیکن اللہ کی رضا "**الحب للہ والبغض للہ**۔""اللہ کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے بغض۔" اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرلو۔ اللہ راضی ہوجائے گا۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا کون ہیں؟ کیا درود شریف نہ پڑھنے والے۔ میلاد شریف سے منع کرنے والے۔ نہیں نہیں یہ تو اللہ اور اس کے رسول کے بغض میں مبتلا ہیں۔

☐ اولیاء اللہ کو قرآن کریم کے حروف کا نور عطا ہوتا ہے۔ اس سے سیراب ہوکر مست و سرشار رہتے ہیں اور دوسرے وہ حافظ جن کی زبان پر تو قرآن ہوتا ہے مگر ان کا دل نور قرآنی سے منور نہیں ہوتا۔ وہ سارا قرآن پڑھ کر بھی بے نور رہتے ہیں۔ فقیر نے دانت کے درد میں مبتلا مریض کو ٹیلیفون پر ہزاروں میل دور سے دم کیا' درد جاتا رہا۔

☐ سید محمد بخاری بزرگ ہیں وہ یہاں بیٹھتے ہیں میلاد شریف ہوتا ہے۔ انہوں نے میرے سامنے عربی میں بیان فرمایا۔ پھر فرمایا یہ میری بات سمجھتے ہیں ان کا قلب جانتا ہے اور سمجھتا ہے۔ درویش غافل اور بے وقوف نہیں ہوتا۔ کتنا ہی بڑا مجمع ہو فقیر کی نگاہ سب پر ہوتی ہے جس کو ایک دفعہ دیکھ لے پھر نہیں بھولتا۔

☐ اولاد کی محبت کا ثبوت یہ ہے کہ بعد وفات کے ذکر خیر والدین کا جاری رکھے۔ ان کو ایصال ہدیہ کرتا رہے۔ محبت کے بغیر تکمیل ایمان نہیں۔ عقائد درست نہ ہوں گے رسائی نہ ہوگی۔

☐ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نعت خواں تھے۔ ان کو منبر شریف پر بٹھایا جاتا اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی کرتے۔ یہ نعت خوانی ہی میلاد شریف کا عنوان ہے۔ محبوب کا ذکر بلند کرنا یہی میلاد کی اصل ہے۔

☐ ایصال ثواب اور ذکر و اذکار کرنا خواجگان کی سنت ہے۔ قطب وقت ہماری زبان میں قطب الاقطاب کو کہتے ہیں۔ حضرت جلال الدین کبیرالاولیاء رحمتہ اللہ علیہ قطب وقت تھے۔ بزرگوں کی اولاد کو چاہئے کہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلیں اور اسی خاندان میں بیعت ہوں۔ حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کو تلاش حق ہوئی تو باہر کسی نامور کامل ولی سے بیعت کرنے کے لئے تلاش میں گھر سے نکلے۔ خواب میں آپ کے جد امجد (طریقت کے) حضرت شاہ عبدالحق ردولوی رحمتہ اللہ علیہ نے بشارت دی کہ محمد عارف سے بیعت ہوجاؤ۔ گھر میں دولت موجود ہے۔ تیسری بار بیداری میں آکر فرمایا کہ یہ حکم دربار رسالت سے ہے جاؤ اور محمد عارف کا ہاتھ تھام لو۔ چنانچہ آپ حاضر خدمت ہوئے اور بیعت کی۔ ہماری اصطلاح میں چلہ تو اعتکاف میں بیٹھ کر یکسو ہوکر عبادت کرنے کو کہتے ہیں ناکہ شہر بہ شہر گشت کرنے کو۔ اولیاء اللہ کی تبلیغ کا طریقہ اور ہے۔ اللہ کریم مخلوق کو ان کے پاس بھیجتا ہے اور وہ ہدایت کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ہدایت کرنے والا لوگوں کے پیچھے بھاگتا پھرے۔ فقیر تو کہیں جاتا نہیں

CamScanner

کمرے میں ہی معتکف رہتا ہے۔ صرف نماز جمعہ کے لئے مسجد جاتا ہے۔ گھر پر بیٹھ کر ہی فقیر سے جو مخلوق خدا کی خدمت ہوسکتی ہے کرتا ہے۔

☐ تکمیل ایمان تو محبت رسول اللہ کا نام ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رؤف الرحیم ہیں۔ اللہ بالناس اور اس کے حبیب مومنین کے لئے۔ اللہ نے اپنی صفات سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو متصف فرمایا ہے۔ آپ اپنے رب کی ذات و صفات کے مظہراتم ہیں۔

ارشادات برمکان مطوف حرم عبداللہ حریری (۳۱/ مارچ ۱۹۶۷ء)

☐ نظام قدرت ہے کہ گل کے ساتھ خار ہوتے ہیں۔ ہر انسان میں حسن و قبح ہوتا ہے۔ ایک دلربا سب کو خوش نہیں رکھ سکتا۔ یہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر امتی پر نظر شفقت رکھتے ہیں۔ آپ ہم سب کے دل کا چین اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عقل کی پیمانوں سے نہیں ناپ سکتے۔ ہاں عشق کے ذریعے کسی قدر معرفت حاصل کی جاسکتی ہے۔ جو دوسروں کی تواضع کرتے ہیں ان کی تواضع ہوتی ہے۔ مجھے یہ احساس ہے کہ میری وجہ سے دوسروں کو تکلیف نہ ہو۔ ہر انسان کو ذاتی شرف بلند حوصلے اور وضع داری پر ملتا ہے۔

☐ اگر قبر کا حال یہیں دیکھنا ہو تو سعودیوں کی بسوں میں بیٹھ جاؤ۔ جیسے قبر میں نکرین آتے ہیں ایسے یہاں کے اندھے ڈرائیور ہوتے ہیں۔ کئی کئی دن میں مسافر کو منزل پر پہنچاتے ہیں۔ راستے میں لیٹ جاتے ہیں۔ پرانی گاڑیاں بدمزاج ڈرائیور ہمارے گناہوں کی تلافی کے لئے کافی ہے۔ نوٹ : اس وقت ایسا ہی ایسا انتظام تھا۔ سرکاری گاڑیوں میں جاؤ تو مدینہ منورہ میں آٹھ دن سے زیادہ ٹھہر نہیں سکتے۔ وہ آٹھویں دن آکر کہتے ہیں کہ ' حاجی خلاص ' اتنے بہترین انتظام کریں ' معلم کی برائی کرنے والے بھی موجود ہوں گے۔ اگر اپنے لئے بہترین انتظام چاہئے تو صدر ایوب بن کر آؤ۔ اگر اللہ کا مہمان بن کر آتے ہو تو قدم قدم پر نازک مقام آتے ہیں۔ غرور و تکبر توڑنے والے واقعات پیش آتے ہیں۔ الفاظ کی گرفت ہوتی ہے۔ میرے ایک برادر حج پر آئے اور کہا کہ یہاں کی مچھلی سڑی ہوئی ہے اور پھینک دی۔ فوراً ایمان جاتا رہا اور کورے ہوگئے۔ وہ حافظ قرآن تھے اس لئے یہاں کی ہر چیز کی عظمت کرو۔ اللہ تمہاری عزت کرادے گا۔ کسی چیز کو برا نہ کہو۔ اب جو ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ستائیں ' برا کہیں تو وہ کیسے نجات پاسکتے ہیں۔ مدینہ طیبہ اور بھی نازک مقام ہے۔ شیطان نے بکثرت عبادت کی۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم نہیں کی راندہ درگاہ ہوگیا۔

☐ یہ اللہ کا گھر ہے۔ یہاں پر ہر انسان ہر شے ہر بات کی عظمت کرو۔ ہمارے سامنے کوئی آکر بیٹھ جاتا ہے کچھ نہیں کہتے۔ سبحانہ اللہ' بہت اچھا کہتے رہو۔ جب یہ فقیر پہلے حج پر گیا۔ جوتیاں کھوگئیں ننگے پیر گھما اور میرے چونتیس سو روپے ایک ساتھی نے ضبط کر لئے۔ اللہ تعالیٰ نے اجر دیا اور عجیب کیفیت حاصل ہوئی اور میرا کوئی کام بھی نہ رکا۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں جو اس کی مرضی ہو اس پہ راضی بہ رضا رہتے ہیں۔ جس درجے جس کا اللہ تعالیٰ نے اقبال بلند فرمایا اس کا ہر جگہ وہی معیار قائم ہے۔ لعل و جواہر کو کباڑی نہیں جانتا۔ ہم کو جو بھی عزت ملی ہے وہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ملی ہے۔ دنیا داروں کے نزدیک روپیہ اور پیسہ معیار ہے۔ مال والوں کی عزت کرتے ہیں۔ ہم ایسی جگہ گئے جہاں کوئی جان پہچان والا نہیں تھا لیکن معبود نے کرم فرمایا اور لوگوں نے اچھی جگہ بٹھایا اور تواضع کی۔ سنگ اسود کو بوسہ مجھ سے زیادہ کسی نے نہیں دیا۔ کوئی سعودی سپاہی نہ مانے کہہ دو شکراً اور پھر بھی نہ مانے تو کہہ دے کفراً۔ ان سعودیوں سے پوچھو کہ اگر ابن سعود آجائے تو کیا لیٹ کر تعظیم کرو گے یا کھڑے ہوکر اور جو دو جہانوں کے مالک اور مختیار بنائے گئے ان کی عظمت نہ کرو۔ اب یہ بظاہر تبلیغ کررہے ہیں یہ تو تخریب کررہے ہیں ان کا نور تو پہلے سلب کرلیا جاتا ہے۔ اندھے مبلغوں کا۔

ارشادات عالیہ در حرم مکہ معظمہ (بعد نماز عشاء)

☐ مشکوۃ شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے کہ ذولخوا لصیرہ نام کا ایک شخص جو قبیلہ بنو تمیم کا رہنے والا تھا آیا اور کہنے لگا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم انصاف سے کام لو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' "افسوس! تیری جسارت پر' میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرنے والا ہے اگر میں انصاف نہ کرتا تو خائب و خاسر ہوچکا ہوتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب نہیں رہا گیا تو انہوں نے عرض کی' "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' "اسے چھوڑ دو یہ اکیلا نہیں اس کے بہت سے ساتھی ہیں۔ جن کی نمازوں اور جن کے روزوں کو دیکھ کر تم اپنی نمازوں اور روزوں کو دیکھ کر حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ ان ساری ظاہری خوبیوں کے باوجود وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔" یہی واقعہ دوسری سلسلہ روایت سے بھی مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں' "ایک شخص آیا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئیں' پیشانی ابھری ہوئی' داڑھی گھنی' کنپٹیاں ابھری ہوئیں' سر منڈہ

CamScanner

ہوا۔ اس نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے ڈرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' "میں ہی نافرمان ہوجاؤں گا تو اللہ کی فرمانبرادری کون کرے گا۔ اللہ نے تو مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے۔ لیکن تم مجھے امین نہیں سمجھتے۔" اسی درمیان میں ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں روک دیا۔ جب وہ شخص چلاگیا تو فرمایا کہ' "اس کی نسل سے ایک جماعت پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے۔ جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں انھیں پاتا تو قوم عاد کی طرح ان سے قتال کرتا ہے۔" (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۳۵)

بعد عشاء تین بجے مقامی وقت کے مطابق حضور قبلہ عالم نے محمد برادر خورد جمیل یوسف حلوانی کے ساتھ طواف وداع کیا۔ سعید الحسن رحمانی' سید فیاض حسین رحمانی' اصغر علی رحمانی' شاہ جی حکیم رحمتہ اللہ علیہ' محمد یوسف رحمانی' کرنل راؤ لیاقت علی رحمانی' جناب حاجی رحمان سلطان رحمانی' عبدالمجید تنگیگر بمبئ والے' اور یہ عاجز صوفی سید محمد ظہیرالحسن رحمانی شامل طواف تھے۔ عجیب و غریب کیفیت میں طواف ہوا اور قبلہ عالم نے دعا بڑے خشوع و خضوع اور رقت کے ساتھ فرمائی اور جملہ حاضرین طواف کو دربار الٰہی میں پیش فرماتے ہوئے کہا کہ تیری توفیق سے ان کو تیرے دربار تک لے آیا اب کرم کرنا تیرا کرم ہے۔ حج مبرور اور مقبول اور اس کی نورانیت کی دعا فرمائی۔ پھر باہر نکل کر دروازہ ہی پر سب کو جمع کرکے ایک ادائے دل نواز سے سب کو سرفراز کردیا۔ سعادت کے نشان والے ہیں جنھوں نے میرے ساتھ حج' سعی اور طواف کیا۔

☐ بھائی سعید الحسن سے فرمایا' فقیر تمہاری خدمت سے خوش ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے درجے بلند فرمائے۔ اللہ تعالیٰ میرے خلفاء سے صحیح خدمت خلق کرائے۔ اس عاجز ظہیرالحسن رحمانی کو بھی شرف معانقہ بخشا۔ اور دعائے خدمت خلق کی فرمائی۔ پھر سب سے فرمایا' اپنے قلبوں کو صاف کرلو اگر باہمی بول چال بند ہے تو جو پہلے بولے گا اسے پہلے ثواب ہوگا۔ فقیر کے قلب میں کسی کی طرف سے کوئی رنجش نہیں۔ فقیر تادیب کرتا ہے اپنے نفس کے لئے نہیں بلکہ آپ کی اصلاح کے لئے اور اس لئے کہ کوئی اور شخص آپ کی طرف نظر حقارت اور اعتراض سے نہ دیکھے۔ اگر کوئی میرے روحی بچوں کو بری نظر سے دیکھتا ہے تو میرے قلب پر گراں گزرتا ہے۔ جس کو جو بات کہو جی جان سے فقیر کے خیال سے کہو دیکھیں کیسے نہیں مانتا۔ ان ارشادات کے بعد قیام گاہ محلّہ مسفلہ پر تشریف لے گئے۔ وہاں جناب بشیرالدین بابر صاحب جو طواف وداع میں شامل نہ تھے فرمایا' آپ نے بڑی بھول کی فقیر کے ساتھ دعا طواف میں شریک نہ ہوئے۔ دیکھو یاد رکھو فقیر کے ساتھ اول حاضری اور رخصتی حاضری اور سلام و دعا میں لازمی شریک ہونا چاہئے کہ اس میں بڑی خیر و برکت ہے۔ عافیت دوجہاں ہے۔ نور کی بارش خانہ کعبہ میں اور مسجد حرم

CamScanner

میں ہوتی رہتی ہے جسے توفیق بصیرت ہے وہ دیکھتا ہے ورنہ یہ تو یقین ہے کہ وہ بارش نور ہم پر برستی ہے۔ یہ نعمت بھی کم نہیں۔ میاں عبدالمجید تنگیگر رحمانی (بمبئی والے) نے فقیر کے ساتھ سلام رخصتی مدینہ طیبہ میں نہ کیا ساری امیری خاک میں مل گئی اور اب تک بچارے پریشان ہیں۔ پھر رقت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ ہم اللہ کی محبت میں یہاں آئے ہیں کسی تجارت کے لئے نہیں۔ یہاں پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی طلب کرنی چاہئے کہ دونوں جہاں کی سعادتیں اسی میں ہے۔

ارشادات حرم مدینہ بعد نماز عشاء

☐ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اللہ کی نہیں۔ ہاں اطاعت اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور عبادت صرف رب کی' کی جاتی ہے۔ اتباع کے معنی قدم بہ قدم پیچھے پیچھے چلنا۔ ہر امتی اپنے نبی کے پیچھے پیچھے چل کر اللہ تک پہنچتا ہے۔ اتباع اسی کا ہوسکتا ہے جسے دیکھ سکیں۔ جس کے قدم (راستہ) نظر آئے۔ یقین سننے سے درست ہوتے ہیں۔ صحبت میں بیٹھنے اور سننے سے عمل ٹھیک ہوتا ہے۔ ایمان بالغیب کا مضمون یہی ہے کہ سن کر ایمان لاؤ اور یقین کرلو۔ اہل اللہ کے حالات سننے سے یقین درست ہوتے ہیں۔ قالب سے قلب کا' قال سے حال کا' اعمال سے کمال کا پتہ چلتا ہے۔ ایمان تو محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ اگر عظمت رسول قلب میں نہیں تو ساری عبادت بے کار۔ جو انسان ذرہ برابر شان اقدس میں گستاخی کرے' کمی کرے ایمان اس سے نکل جاتا ہے۔ جب ایمان ہی نکل گیا تو سب عمل بے کار۔ بد عقیدہ بے ادب گستاخ کو کہیں سے کچھ نہیں ملتا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص کچھ عرض کرنے آیا تھا لیکن رعب ولایت سے خاموش رہا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا' "میاں مصر میں چلا جا۔ فلاں بھٹیارا صاحب خدمت ولی ہے۔ لیکن دیکھنا کوئی غلط گمان نہ کرنا۔" جب وہ وہاں پہنچا تو وہ صاحب خدمت روٹیاں تندور میں لگا رہے تھے اور داڑھی آگ سے بچانے کے لئے کپڑے سے باندھ رکھی تھی۔ اس نے سوچا کہ اگر یہ ولی کامل ہوتے تو ان کی داڑھی کیوں جلتی۔ انہوں نے فوراً جواب دیا تم نے باوجود انتباہ کے غلط گمان کیا' جاؤ تمہارے لئے میرے پاس کچھ نہیں۔

اسی اثناء میں ایک عالم شیخ طریقت آگئے۔ جن کا اسم گرامی شیخ محمد بن سلیم شیخا شیرو الشامی القادری نقشبندی تھا۔ سلسلہ گفتگو نسبت روحانی ان کے ساتھ چل پڑا تو نہایت عاجزی سے قبلہ عالم سے اجازت سلسلہ قادریہ چشتیہ صابریہ کے خواستگار ہوئے۔ اور آپ کو قطب دائرۃ لمواحدین کے لقب سے مخاطب کیا اور کہا کہ میں آپ کے وسیلہ سے حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدایت مسلمین اور خدمت خلق کی اجازت چاہتا ہوں۔ حضور قبلہ عالم نے

CamScanner

فرمایا' میں دنیادار انسان ہوں اور جواہرات کا کام کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آپ انسانوں کے بھی جوہری ہیں۔ حضور قبلہ عالم نے فرمایا' میں کوئی عالم نہیں۔ انہوں نے برجستہ کہا' آپ تو سیدالانبیاء امی لقب مرشد العالمین کے صحیح وارث اور جانشین ہیں۔ تب ان کی درخواست پر قبلہ عالم نے مراقبہ کیا یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عاجزانہ درخواست کی کہ فلاں مقام کے بزرگ اس حقیر سے اجازت چاہتے ہیں۔ اس مراقبہ میں اعلیٰ حضرت سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے القا ہوا (حالانکہ خیال دربار رسالت کا تصور شیخ میں کیا تھا) اعلیٰ حضرت سہانپوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' میاں ہم نے تمہیں پہلے ہی بتایا تھا کہ سلسلہ رحمانیہ مشرق سے مغرب تک پھیلے گا کیوں اجازت نہیں دیتے۔ تب قبلہ عالم نے شیخ محمد بن سلیم شیخا شیرو القادری نقشبندی کو داخل حلقہ کیا اور خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ اور دعا دی کہ' "اللہ صحیح خدمت کی توفیق بخشے"

ارشادات عالیہ در حرم نبوی مابین عصرو مغرب

☐ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ : "جس نے میری زیارت کی اس نے میری ہی زیارت کی۔" حدیث : "من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لایتمثل فی صورتی (صحاح ستہ) "جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا۔ کیونکہ شیطان میری صورت میں متمثل نہیں ہوسکتا۔" کوئی ایسا بھی بدنصیب ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرنا چاہتا ہو۔ یہاں تو معاملہ بے حد ہے۔ اجر و ثواب کی یہاں حد نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : "ولسوف یعطیک ربک فترضی۔ (سورہ والضحیٰ آیت نمبر۵) "اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہوجاؤ گے۔" یعنی وہ دیئے جارہے ہیں اور یہ ابھی راضی نہیں ہورہے۔ بلکہ فرماتے ہیں کہ : "جب تک میرا ایک ایک نام لیوا جنت میں نہ جائے گا میں راضی نہ ہوں گا۔" یہ لین دین ختم نہیں ہوا تو حد کہاں رہی۔ معاملہ بے حد و بے حساب ہے۔ یہ شان محبوبیت ہے۔ راز و نیاز ہے۔ یہ بات محبوب کے سوا کوئی دوسرا کہہ دے تو کافر ہوجائے۔ کل حشر میں سوائے محبوب کے راضی کرنے کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ : "اے باری تعالیٰ میرے مدینے میں مکہ سے دوگنی برکتیں عطا فرما۔" لہٰذا اب مدینے میں دوگنی رحمتیں اور ثواب ہے۔ اگر مکہ میں نیکیوں کا ایک لاکھ ثواب ہے تو مدینے میں دو لاکھ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ' نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوند تبارک تعالیٰ میں عرض کی کہ : "مدینہ منورہ میں اس برکت کی نسبت دو چند برکتیں عطا فرما جو تونے مکہ مبارک کو عطا فرمائی۔" (الوفا صفحہ ۳۰۳) اللہ تعالیٰ کس قدر عظمت سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

CamScanner

بلند فرماتا ہے۔ **"ورفعنا لک ذکرک (سورہ انشراح"** (ایت نمبر۴) "اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا۔" اس مقام قبر انور سے برتر کسی مقام کی عظمت نہیں فرمائی۔ جس کا دل یہاں نہ لگا معلوم ہوا وہ شخص ناپسندیدہ ہے۔ **"من زار قبری وجبت لہ شفاعتی"** (جو میرے مزار کی زیارت کو حاضر ہوا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔)

"من حج ولم یزرنی فقد جفانی" (جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بے شک اس نے مجھ پر جفا کی۔) (صفحہ ۲۳۷، ملفوظات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں حاجی کو کوئی حکم نہیں دیتا کہ دوڑو، بھاگو، کنکریاں مارو بس یہاں ادب سے بیٹھ جاؤ۔ جن کی خاطر ہم آئے ہیں دیدار نہ ہو پردہ پڑ جائے۔ اس علم کو ہم کیا کریں۔ علم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ہونا چاہئے۔ آداب دربار رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا چاہئے۔ ذات سے جب محبت ہوگی تو علم ذات حاصل ہوگا۔ ہم کو اس محبت کے صلے میں معرفت ملے گی۔ معرفت بندوں کے لئے ہے اور علم خدا کے لئے۔ **العلم عنداللہ** جن کے ہم ہیں ان کی اگر محبت نہیں تو علم کہاں سے ہے۔ علم تو جب ہے کہ جس سے محبت ہے اس کی حقیقت سے آشنا ہو۔ کمالات و صفات سے واقف ہو۔ بزرگوں نے فرمایا ہے، اولیاء اللہ کے پاس جب بیٹھو تو اپنے قلوب صاف کرکے بدگمانی دور کرکے بیٹھو۔ کیونکہ یہ اولیاء اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں۔ حدیث شریف : **"اتقوا فراسته المومن فانه ینظر بنوراللہ (ترمذی شریف)"** "مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔" جو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اس سے قلب کے اندر کی چیزیں چھپی نہیں رہتی۔ اندھیری کوٹھری میں شمع جلاکر دیکھو اس کوٹھری کی مٹی کے ذرات تک نظر آجائیں گے۔ یہ مادی روشنی کا عالم ہے۔ جب اللہ اپنے محبوب کی محبت کی شمع روشن کردے۔ اس میں کونسی چیز چھپی رہ سکتی ہے۔ جو کچھ بھی علم حاصل کررہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں حاصل کررہے ہیں۔ اگر ان کی محبت میں علم حاصل ہوگا تو وہی علم صحیح ہوگا۔ حدیث شریف ہے : **"المرء مع من احب"** "جس کو جس سے محبت ہوگی وہ اسی کے ساتھ ہوگا۔" جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور صفات کا مظہراتم بنایا ہے۔ اللہ کی صفات لامتناہی اور غیرفانی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ بھی اللہ تعالیٰ کی لامتناہی صفات سے متصف ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ **"وما ارسلنک الا رحمته للعالمین۔** (آیت نمبر۱۰۷، سورہ الانبیاء) "اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے" رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم کے لئے بھی رحمت ہیں اور جن جن عالم کے لئے اللہ کی ربوبیت ہے ان ہی تمام عالموں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں۔ رحمت کی تخصیص انسانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق خدا کے لئے رحمت ہیں۔ حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم مع چند اصحاب علیھم رضوان کے ایک مقام پر تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ والا آیا اور کہا کہ میرا اونٹ مست ہوگیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے ہٹ جائیں کہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء نہیں پہنچائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں تشریف فرما رہے کہ اونٹ آگیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ صحابہ علیھم رضوان حیران رہ گئے کہ کیا بات ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "یہ اونٹ فریاد کررہا ہے کہ یہ اب بوڑھا ہوگیا ہے۔ جوانی میں اس کے مالک نے اس سے خوب کام لیا۔ اب کھانا کم دیتا ہے۔" (اونٹ والی روایت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ الوفا صفحہ ۳۴۸۔ ۳۴۹) صحابہ علیھم رضوان نے عرض کی' "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جانوروں کی بولیاں جانتے ہیں۔" فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے : "میں تمام عالموں کا نبی ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق کا حال معلوم ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب العالمین کی ذات کے مظہر اتم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تمام مخلوق کے پیغمبر ہیں تو حیات النبی بھی ہیں۔ مخلوق موجود ہے جس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں۔ کائنات موجود ہے جس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے موجود نہ ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کے پیغمبر ہیں۔ کائنات باقی ہو اور جو اس کا پیغمبر اور اس کے لئے رحمت ہو وہ کیسے موجود نہ ہوگا۔ کسی محکمہ کا کوئی مالک نہ ہوگا تو کاروبار کیسے چلے گا۔ بے شمار مخلوق' شمع ایک ہے۔ کوئی کس انداز سے ادب کرتا ہے اور کوئی کس انداز سے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی کو قریب بلاتے ہیں۔ کسی سے فرماتے ہیں : "دور رہو' ورنہ مجھے قبر انور سے باہر آنا پڑے گا۔" حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی' "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ارمان دل میں ہے دست بوسی کا۔ حضرت شیخ احمد رفاعی رحمتہ اللہ علیہ جب حج بیت اللہ کرنے تشریف لے گئے تو روضہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کیا' "اسلام علیکم یاجدی" جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا : "وعلیکم السلام یا ولدی" اس وقت روضہ مبارک پر جو حاضرین تھے سب نے سنا۔ اس کے بعد سید احمد رفاعی رحمتہ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کچھ اشعار پڑھے۔ جن کا ترجمہ درج ذیل ہے :

پہلے شعر کا ترجمہ : جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور تھا تو میں آپ کی خدمت میں اپنی روح بھیج دیتا تھا جو میری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین کو چومتی تھی۔

دوسرے شعر کا ترجمہ : مگر اب میرا جسم حاضر ہوا ہے پس اپنا ہاتھ دراز کیجئے تاکہ میرے ہونٹوں کو ان کے چومنے کا فخر حاصل ہو۔ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک قبر شریف میں سے بڑھایا۔ اور شیخ احمد رفاعی رحمتہ اللہ علیہ نے اسے وجد کے عالم میں بوسہ دیا۔ وہاں کافی لوگ موجود تھے جنہوں نے یہ واقعہ اپنی

CamScanner

کھلی آنکھوں سے دیکھا۔ اس واقعہ کو علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ و شہاب خفاجی رحمتہ اللہ علیہ شرح شفا میں، امام عبدالرحمٰن نے نزہت میں، اور مولانا ذکریا کاندھیلوی نے فضائل درود و حج میں لکھا ہے۔

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا بہت بڑا ثبوت ہے۔

ارشادات عالیہ در حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بعد عصر

☐ جب بھی کسی پیغمبر کا وصال ہوا ان کی شریعت اس وقت تک قائم رہی جب تک کہ دوسرا پیغمبر نہ آگیا۔ اب ایسا نہ ہوگا۔ قرآن پاک ہمارے رب نے عطا فرمایا جو اس کی خلاف ورزی کرے گا وہ اللہ کے قانون کی گرفت میں آئے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر جو عمل نہ کرے اور کسی پیغمبر کی شریعت پر جیسے عیسائی، یہودی یہ سب اللہ جل شانہ کے قانون کے خلاف کر رہے ہیں۔ جب کسی پیغمبر کا دور نبوت ختم ہوتا ہے تو اس کی شریعت منسوخ ہو جاتی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کافی لمبی عمر پائی۔ آپ مجوسی النسل تھے۔ تلاش حق میں بہت سے سفر کئے۔ سخت تکلیفیں اٹھائیں۔ مختلف مذاہب اختیار کئے اور کئی آقاؤں کی غلامی میں رہے آخر ہجرت کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دولت اسلام سے مشرف ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں مدائن کے گورنر رہے اور وہیں انتقال فرمایا۔ ان کی عمر ڈھائی سو سال اور بعض روایتوں کی بناء پر ساڑھے تین سو سال بتائی جاتی ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے صحابہ نے روایت کی ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حالت تھی کہ اگر ان سے پوچھا جاتا کہ تمہارا حسب نسب کیا ہے تو وہ کہتے کہ میرا نسب اسلام ہے۔ اگر ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارا باپ کون ہے تو وہ کہتے کہ میرا باپ اسلام ہے۔ جب میرا دین ہی اسلام ہے تو میری ہر چیز اسلام ہے۔ آخر یہ دین ہی تو ہے جو ماں باپ، بہن بھائی اور ہر اس شخص سے جس کو عزیز تر کہا جاتا ہے زیادہ قریب ہے۔ (مرج البحرین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ صفحہ ۱۰۷)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : "اے سلمان تم کبھی کبھی آیا کرو۔" حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدمہ ہوا۔ "فرمایا جاؤ" آپ تھوڑی دور گئے اور واپس آئے اور عرض کیا' "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے جدائی برداشت نہیں۔ یہ میرے بس کی بات نہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے قرار دیکھ کر فرمایا : "سلمان! تم ہمارے پاس ہی رہو۔"

CamScanner

☐ کیسا مبارک ہے وہ جو داخل اسلام ہوا۔ برسوں کا کفر ایک مرتبہ صدق دل سے کلمہ پڑھ لینے سے دور ہوجاتا ہے۔ معصیت ختم ہوجاتی ہے۔ ایک دفعہ اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینے سے سب نجاستیں دور ہوجاتی ہیں۔ ساری ضلمتیں ختم ہوجاتی ہیں۔ اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ علیھم رضوان کو عالم نہیں بنایا بلکہ چند صحابی علیھم رضوان عالم و فقیہ تھے باقی تو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ان کو علم عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوا۔ صحابہ علیھم رضوان کے لئے رسول اللہ کا فرمان ہے: **"اصحابی کالنجموم باھیم اقتدیتم اھتدیتم"** "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم جس کی پیروری کروگے راہ پاؤگے۔" اس سے اندازہ لگاؤ کہ اللہ نے کیسا کرم فرمایا۔ معلوم ہوا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی محبت میں ایمان لانا ہی اصل ایمان ہے۔ جس جس درجے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوگی اس کی تکمیل ایمان ہوتی جائے گی۔ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ "بندوں میرا اتباع کرو' بلکہ میرے محبوب کا اتباع کرو تو میں تم کو اپنا محبوب بنالوں گا۔" معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ علیھم رضوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مثل ایک حلقہ کے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نورانی تجلیات سے ان کے قلبوں کو روشن اور منور کرتے تھے۔ ان کے رتبہ اس قدر بلند ہوئے کہ کوئی غوث قطب کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ ان حضرات کا تزکیہ ہوچکا تھا۔ انسان کی اندرونی گندگیاں' بدیقینیاں دور ہوکر عقائد درست ہوجائیں اور صحیح معنی میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوجائے۔ ان کے خیال و محبت میں غرق ہونے لگے۔ اسی اصول پر شیخ طریقت تزکیہ کراتے ہیں اور تمام غیروں کی محبت دل سے نکل جاتی ہے اسی کا نام تزکیہ نفس ہے۔

☐ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے۔ ہمارے پیغمبر ہی نبی آخرالزماں ہے۔ زمانہ موجود ہے تو پیغمبر بھی موجود ہوں گے۔ امتی ہوں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوں خادم و غلام ہوں آقا موجود نہ ہوں یہ کیسے ممکن ہے۔ کلمہ اس کا پڑھا جاتا ہے جو تشریف فرما ہوں۔ ہم یہاں حاضر ہیں حضور ہماری حرکات و سکنات دیکھ رہے ہیں۔ دلوں کی گہرائیوں سے واقف ہیں۔

☐ انسان غلطی اور بھول پر ہیں علم چاہتا ہے محبت نہیں چاہتا حالانکہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سارے ہی علم آجاتے ہیں۔ ذکر و اذکار کے سارے دروازے کھل جاتے ہیں جب ان کی محبت کا غلبہ ہوجاتا ہے۔ تمام ہی علوم آجاتے ہیں۔

☐ کسی پر بد نگاہ نہ ڈالو محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی شان رحمت پہچان کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں۔ جہاں تک ہو اللہ تبارک تعالیٰ سے راتوں کو اٹھ کر دعائیں مانگا کرو کہ'

اے باری تعالیٰ جو تیرا صحیح راستہ بتانے والا ہو اس کی طرف میرا قلب رجوع کردے اور اس طرف مجھے بھیج دے۔ بزرگان دین صحیح اسلام پیش کرتے ہیں۔ ان کی اس کاوش کے صلے میں ان کو حیات ابدی عطا ہوتی ہے۔ ان کے آستانے برقرار ہیں ہر سال اعراس ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے اپنے رب کی بندگی ہی کی۔ اور پیغام حق سنایا۔ مخلوق کی سچی خدمت کی۔

☐ کسی کو عشق الٰہی نصیب ہوا اور وہ اس میں غرق ہوا اور کوئی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ ان کی محبت و عشق کا ثمرہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غیرفانی ذات ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی ہیں ان کی محبت کا یہ صلہ ملتا ہے کہ اس کو بھی حیات ابدی حاصل ہوجاتی ہے۔ اور یہ یاد رہے کہ ان کی محبت ہی میں حیات ابدی حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ وصال کرگیا لیکن حیات ہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے : "میرے شہیدوں کو مردہ نہ کہنا وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں۔" یہ تو جہاد اصغر کی کیفیت ہے تو جہاد اکبر کی کیا ہوگی۔ حدیث شریف : "**رجعنا من الجهاد الاصغر الى جهاد الاكبر**" "ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں۔" نفس سے جہاد کرنا جہاد اکبر ہے۔ نفس کی خواہشات ختم کرنا اور فنا فی اللہ ہونا یہ اولیاء اللہ جہاد اکبر کرتے ہیں۔ **اللہ نے ان کو صدیقین بنایا۔** یہ انعام یافتہ گروہ کے افراد ہیں جن کی راہ کو صراط مستقیم کہا گیا اور ان ہی کی پیروی کا حکم دیا گیا۔ ان کے مرتبہ بڑے بلند ہوتے ہیں۔ شہید صالحین سے بڑے ہوتے ہیں۔ "**ومن يطيع الله والرسول فائولک مع الذين انعم الله عليهم من النبين والصديقين والشهداء والصالحين**" (سورہ النساء آیت نمبر ٦٩) "اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہوگے جن پر اللہ نے انعام کیا جو انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں۔"

حدیث شریف : "**الدنيا مزرعته الاخره**" "دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔" یہ دنیا آخرت کا نمونہ ہے۔ جو یہاں سے نہیں وہ وہاں بھی نہیں۔ یہاں مل گیا وہاں بھی ملے گا۔ خطائیں یہیں معاف ہوں گی اور ایمان یہیں ملے گا۔ اگر بے ایمان مرگیا تو آخرت میں کچھ نہیں۔ معلوم ہوا کہ سارے کام یہیں سے کرکے جانا ہے۔ آخرت کا توشہ یہیں سے بھیجنا ہوگا۔ بڑے بڑے روحانیت والے نیک انسان موجود ہیں ان کی محبت میں ایک نعرہ لگ جائے قلب ہل جاتا ہے۔ یہ تبلیغی مولوی چیخ رہے ہیں کچھ اثر نہیں ہوتا۔ حرم شریف میں نجدی حکومت کی طرف سے ان کو اجازت ہے دوسروں کو نہیں۔ شیعہ صحابہ علیہم رضوان کو برا کہتے ہیں اور قادیانی اپنا نبی بنا بیٹھے۔ اللہ نے ہر نبی کا نام مفرد رکھا۔ جیسے آدم، نوح، عیسیٰ و موسیٰ۔ قادیانوں کے جھوٹے نبی کا نام مرکب ہے غلام احمد۔ ایک سید جو کہ اپنے آپ کو قادیانی کہتا تھا۔ میرے پاس آیا میں نے پوچھا کون سے سید ہو، قادیانی تو سید ہو ہی نہیں سکتا اور جو سید ہے وہ قادیانی نہیں ہوسکتا اور جو معجزہ اور کرامت نہ دکھاسکے اور جو کسی کا شاگرد ہو وہ کیسے نبی ہوسکتا ہے حالانکہ

CamScanner

کسی پیغمبر اور نبی کا کوئی استاد نہیں ہوتا۔ اب جس کے اختیارات ہی کچھ نہ ہوں اس کا خادم بن جانا کون سی دانش مندی ہے۔ یہ تو شیطان نے اپنا کام پورا کیا ہے۔ اللہ کے کلام کو گزر معاش کا ذریعہ بنالیا۔ نام و نمود کے لئے غلط تبلیغ کررہے ہیں۔ غرض کے بندے بنے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ عظمت رسول اللہ کو گھٹانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "**قل ان کان اباؤکم وابنائکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لایھدی القوم الفاسقین۔**" (آیت نمبر۲۴ سورہ توبہ) "تم فرماؤ کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔"

محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ کیوں پیدا نہیں کرتے۔ کیوں مرکز سے ہٹاتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مرکز کائنات ہے۔ اگلے وقتوں میں نذر و نیاز کا گھر گھر چرچا تھا۔ خیرو برکت تھی اب سب ختم کرکے بیٹھ گئے۔ قلب بھی خراب کردیئے۔ خدا کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بڑھ کر کون ہے۔ ابوجہل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت تھی۔ ہدایت حاصل نہیں ہوئی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق تھا سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوگئے۔ ایسا عشق تھا کہ ایک دن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان صبح نہ دی تو صبح صادق ہی نہ ہوئی۔ بعض صحابہ علیھم رضوان نے آپ کی اذان پر غیر فصیح ہونے کا اعتراض کیا اور کسی دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دے دی۔ صبح قائم ہی رہی۔ صبح صادق کا انتظار ہی رہا۔ حتیٰ کہ بچے رونے لگے۔ تاریکی قائم رہی۔ اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سبب پوچھا گیا' اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ اللہ جل شانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے : "تم سب بے چین ہو یہاں رب منتظر ہے۔ جب تک بلال حبشی اذان نہ دیں گے ہم صبح صادق نہ کریں گے۔"

یہ ہمارے گھر کی بات نہیں۔ یہ داستان عشق ہے۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش ہوئی جاکر دیکھا آپ ایک کونے میں گھٹنوں میں سر دیئے رو رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا : "بلال! اذان دو" انہوں نے اذان دی صبح صادق ہوگئی۔

اذان دے گئی حضرت بلال کی ہستی   نمازیں پڑھ گئے دنیا میں کربلا والے

اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے میں اللہ تعالیٰ کرم فرماتا ہے۔ سارے سبق دے

CamScanner

رہے ہیں لیکن عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی سبق نہیں دیتا۔ اتنی بڑی جماعتیں ہیں ایک ہی ولی دکھاؤ۔ نور نہیں صورت پر۔ نور تو اہل محبت کے چہروں پر نظر آتا ہے۔ ایک مقام پر حضرت علی کرم اللہ وجہ کے زانو پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرما رہے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کی نماز عصر قضا ہوگئی۔ آپ کو بہت دکھ ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے پوچھا "علی کیا ہوا؟" عرض کی' "نماز قضا ہوگئی۔ آپ کو جگاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل ڈالنا مجھے منظور نہ تھا۔ آپ کی رضا اللہ تبارک تعالیٰ کو منظور ہے۔ سورج کو حکم ہوا' "سورج باہر آجاؤ میرے علی نے نماز عصر نہیں پڑھی" سورج واپس ہوا۔

مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
ثابت ہوا جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی اسی تاجور کی ہے
سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا یہ مقام ہے۔ ان تبلیغیوں کی آواز میں نہ تو مٹھاس ہے اور نہ ہی ان کی تبلیغ میں کوئی اثر۔ بڑا صدمہ ہوتا ہے کہ یہ کیا کررہے ہیں۔ مسجد ان کی بے نور۔ اولیاء اللہ کی رونق دیدنی ہے۔ یہ یہاں تبلیغ کرنے آتے اور ان کے یہاں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی تذکرہ نہیں۔ ساری تبلیغیں ادھر سے ادھر جارہی ہیں۔ جہاں سے دین نکلا ہے یہ وہیں تبلیغ کرتے ہیں۔ ہمارا منہ کیا جو یہاں کے حضرات کو ہدایت کریں۔ ان تبلیغیوں سے پوچھو کہ کسی نجدی کو بھی ٹھیک کیا ہے بلکہ یہ تو ان کے اثر میں آگئے۔ نجد کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا نہیں کی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو پیغام حق سنائیں گے۔ کوئی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آکر ان کا کام کردے گا۔ ہم تو اس لئے آتے ہیں کہ ہمارے عقائد ایمان' نگاہ' قلب' ٹھیک ہوجائیں۔ یہاں سے نورانیت ہی نورانیت ملتی ہے۔ جس کو وہ ہدایت پر لانا چاہیں اس کو اپنے دوستوں کے پاس بھیج دیتے ہیں۔ اگر فوج کا جرنیل خراب ہوجائے تو فوج کیا کرسکتی ہے جب رہبر ہی خراب ہوجائیں تو قوم کس سے ہدایت لے۔ اسلام کے نام پر قائد اعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ کھڑے ہوگئے۔ اب بھی ان کے مزار پر تلاوت قرآن ہوتی ہے۔ ابوالکلام آزاد کی قبر شاہی مسجد دہلی اور لال قلعہ کے درمیان پریڈ گراؤنڈ میں بنائی ہے وہاں کوئی نظر نہیں آتا۔ سامنے حضرت کلیم اللہ جہان آبادی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ہے جہاں پر دن و رات رونق لگی رہتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حرا میں چلے کئے۔ جب تک اعلان نبوت نہیں ہوا۔ اولیاء اللہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں یکسو ہوکر ایک جگہ بیٹھ کر یاد خدا کرتے ہیں۔ اپنا تزکیہ کرتے ہیں تاکہ جگہ جگہ

مارے پھرتے ہیں۔ جب سے اس جماعت تبلیغی کا فروغ ہوا مسجدوں کی رونقیں ختم ہوگئیں۔ یہ مسجدوں میں روشنی نہیں کرتے تو ان کی روشنی ختم۔ تنظیم صحیح ہوتی اور عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا تو کام اچھا ہوتا۔ کسی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے لیتے دیکھو کیا بنتا۔ اللہ کرم فرمائے۔ نصیحت و واعظ کا دور ختم ہوا اب گوشہ نشینی کا دور ہے۔ مسجدوں میں فساد ہے۔ جھگڑے ہی جھگڑے ہیں۔ اللہ اپنی امان میں رکھے۔

نشست در حرم نبوی بعد عصر مورخہ ۶/ اپریل ۱۹۶۷

☐ ارشاد فرمایا' "رابطہ عقیدت قائم کرنے سے کام ہوگا۔ بعض ایسی محبت و عقیدت لے کر آتے ہیں۔ اگر ہم اسی محبت سے دیکھ لیں تو حالت بگڑ جائے۔ دیوانے ہوجائیں۔ عیب بین جلتے ہیں جس کو شیخ کی ذات سے محبت ہوتی ہے وہ تو ہر عیب کو ہنر سمجھتا ہے۔ وہ کامیاب ہے ہم تو برائے نام ہیں۔ کام تو وہیں (اعلیٰ حضرت سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ) کی بارگاہ سے ہورہا ہے۔ ہمیں تو کچھ پتہ نہیں۔ جیسا حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں۔ بس شیخ مل گئے۔ اب کسی خضر کی تلاش نہیں۔ نہ معلوم کس انداز سے پیش آئیں اور شیخ تو شفقت سے ہی پیش آتے ہیں۔ خضر راہ' خضر وقت غوث الوقت اپنا ہی مرشد ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ رابطہ صحیح ہے جو کہ منبع نور ہیں تو سب کو منبع نور سے ہی روشنی ملتی ہے۔ خضر علیہ السلام بھی خوشہ چیں ہے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ بات حق کی اور پردہ بھی رہ گیا۔ خضر کیا بتائیں گے جب تک کہ حکم رب نہ ہو۔ سب کچھ شیخ ہی کو سمجھو۔ کیوں ڈھونڈھتے پھریں شیخ کے علاوہ کسی اور کو۔ شیخ کے علاوہ اور کسی کے پاس جانا اور اس سے کچھ طلب کرنا یہ شرک طریقت ہے۔ شیخ ہی کافی ہے۔

شرک کیا ہے؟ تمہارا دوست تمہارے دشمن سے دوستی کرنے لگے یہی شرک ہے۔ کسی اور کی طرف نگاہ کرلینا' کسی اور کو اپنا قبلہ حاجت بنالینا' کسی اور کو اپنے دل میں بسالینا' یہی تو شرک ہے۔ دوئی شرک ہے۔ ہر حال میں ایک ہی کے رہو۔ اسی لئے ہمارا خدا ایک ہے' ہمارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہے' ہمارا قرآن ایک ہے اور ہمارا پیر ایک۔

دوئی مذہب عشاق معنوی کفراست   خدا یکے و پیمبر یکے و پیر یکے

ایک نیک بندے سے اس کے رب نے پوچھا "میرے لئے کیا لایا؟" اس نے جواب دیا۔ نماز' روزہ' حج' زکوۃ اور اپنی تمام عبادات۔ رب کا ارشاد ہوگا : "یہ تو جنت کے لالچ اور دوزخ کے خوف سے کیا۔ ہمارے لئے کیا کیا' ان اعمال کے بدلے دوزخ سے نجات اور جنت دے دی۔" وہ بندہ پوچھے گا' پھر مجھے کیا کرنا چاہئے تھا۔ ارشاد

ہوا : "تجھے یہ کرنا چاہئے تھا کہ ہمارے دشمنوں سے عداوت اور دوستوں سے محبت۔" مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اجازت چاہی دوسرے نکاح کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی۔ "جب تک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا موجود ہیں۔ نکاح نہیں کرسکتے۔" قانون یہ ہے کہ ایک مرد چار نکاح کرسکتا ہے۔ مگر خصوصیت قانون کو بدل دیتی ہے۔ اللہ جل شانہ کو اپنے محبوب کی رضا مقدم ہے۔ ہمیں جو کچھ بھی ملتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ملتا ہے۔

اگر شیخ کی صحبت میں توجہ اور دھیان نہیں کرتا تو کیا فائدہ ہے۔ برسوں گزر جاتے ہیں قلب کو جنبش نہیں ہوتی۔ بڑے سعادت کے نشان والے ہیں وہ لوگ جو حوصلہ وسیع اور ہمت بلند رکھتے ہیں۔ دنیاوی خواہشات کو ترک کرتے ہیں۔ ان ہی احباب کو ڈیوٹیاں ملتی ہیں۔ یہی لوگ عجیب و غریب ہیں وہم و ادراک سے بالاتر ایک وقت میں بے شمار کام کرتے ہیں۔

ارشادات در حرم نبوی بعد نماز مغرب جمعہ ۷/ اپریل ۱۹۶۷ء

☐ ارشاد ہوا : "اللہ تبارک تعالیٰ پر پورا بھروسہ رکھو' وہ سب کا مالک و خالق ہے۔ رب تبارک تعالیٰ بے شک دیتا ہے۔ لیکن وسیلہ اور واسطے سے دیتا ہے۔ رب کا کوئی کام وسیلے اور واسطے کے بغیر نہیں ہوتا۔ دیکھو اللہ تبارک تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار ۱۲۴۰۰۰ پیغمبر بھیجے۔ ان کا وسیلہ پکڑو مجھ تک پہنچ جاؤ۔ یہ نہیں ہوا کہ خود ہی ہدایت کے لئے اللہ تبارک تعالیٰ اتر آئے۔ بلکہ پیغمبروں کو اپنی ہدایت کے لئے بھیجا۔ اگر آسمانوں سے وہ خود ہی اتر آتا تو مخلوق میں طاقت نہیں تھی جو اللہ جل شانہ کے ارشادات کو برداشت کرتی۔ کوئی صورت ایسی نہیں تھی۔ انسان میں اللہ کا ارشاد سننے کی کوئی طاقت نہیں۔ کوئی اگر سن بھی لے ایک پکار تو دنیا پانی پانی ریزہ ریزہ ہوجائے۔ پہاڑ دھوئیں بن کے اڑ جائیں جیسے روئی دھنی جارہی ہے۔ ایسی لامتناہی صفات کے مالک ہیں اس لئے رب نے اپنی شان رحیمی اور کریمی کے صدقے پیغبروں کو ہدایت کے لئے بھیجا جو بھی ان کے پیچھے پیچھے قدم بہ قدم چلا اللہ تک پہنچ گیا۔ پیغمبر اللہ کا پیغام لے کر آئے۔ معلوم ہوا وسیلے سے اللہ تبارک تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ یہاں تک کہ والدین بچے کے لئے وسیلہ ہیں۔ بچہ جب پرورش پاتا ہے تو والدین کے سائے میں رہ کر پرورش پاتا ہے۔ یہ وسیلہ ہے۔ جب خورد سالی کا زمانہ آیا تعلیم کے لئے استاد کا وسیلہ' جب سن بلوغ کو پہنچے تو کسی دفتر کا صنعت کار کا وسیلہ' جب کسی کام یا کاروبار پر لگے تو یہ روزی کے لئے وسیلہ' بچوں کے لئے شادی وسیلہ' جب انتقال ہوا تو پھر وسیلہ کی ضرورت' چار پائی کفن دفن کے لئے نہ ہو تو کیسے کام چلے' کوئی مردہ یہ نہیں کہتا کہ میں مرگیا خود ہی قبر میں چلا جاؤں گا۔ مردے

کو وسیلے کی سخت ضرورت، پھر قبر میں وسیلے کا محتاج، اسی کو ایصال ثواب کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاجزادے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو ایک شخص روٹیاں، دوسرا دودھ اور تیسرا کھجوریں لے کر آیا گویا ایصال و ثواب کے لئے تبرک کا انتظام ہوگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتحہ پڑھی اور ان چیزوں کا ثواب صاجزادہ کی روح پاک کو پہنچایا۔ حاضر صحابہ علیہم رضوان میں وہ چیزیں تقسیم کی گئیں۔

حوالہ حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ اپنے فتاوی الاوزجندی میں نقل فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسر سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے تیسرے دن سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ سوکھی کھجور اور دودھ جس میں جو کی روٹی پڑی تھی لے کر حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھ کر دست ہائے مبارک کو چہرہ انور پر پھیرلیا اور فرمایا، "اسے لوگوں میں تقسیم کردو۔" (تصحیح العقائد صفحہ ۱۲۷ اور ملفوظات امیر ملت الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ میں بھی یہ واقعہ لکھا ہے۔)

معلوم ہوا کہ ایصال ثواب جائز ہے اور مردے کو تلاوت قرآن، ذکر و اذکار اور دعا، کا ثواب پہنچتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن یا جمعہ کے دن قبرستان تشریف لے جاتے۔ عزیز و اقارب کی قبروں پر مغفرت فرماتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ قبروں پر جانا اور دعائیں مغفرت کرنا سنت رسول اللہ ہے۔ (عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف میں یہ روایت آئی ہے) ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جارہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک قبرستان سے ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں ٹھہر گئے کھجور کی تر ٹہنی توڑ کر اس کی دو شاخیں کرکے دو قبروں پر لگادیں اور وہاں سے چلے گئے۔ صحابہ علیہم رضوان جو ساتھ تھے انہوں نے پوچھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبروں پر ٹھہرے اور ہری ٹہنیاں لگائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "ان قبروالوں پر قبر کا عذاب ہورہا تھا۔ ان کی دو عادتیں خراب تھیں۔ ایک تو پیشاب کرتے وقت اپنے جسم کو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچاتا تھا اور دوسرا غیبت کرتا تھا اس لئے عذاب قبر میں مبتلا تھے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : "جب تک یہ ہری ٹہنیاں قبر پر رہیں گیں عذاب میں تخفیف رہے گی۔" اشعتہ لالمحات، میں عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ حدیث لکھی ہے اور تصیح العقائد علامہ عبدالحامد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ)

☐ آپ نے ارشاد فرمایا، "جب ایک ہری ٹہنی عذاب قبر میں تخفیف کا باعث ہوسکتی ہے تو کلام مجید، درود شریف، کلمہ طیبہ مرحوم کی نجات کے لئے کیوں نہ مفید ہوگا۔ معلوم ہوا ہے کہ ایصال ہدیہ جائز ہے۔ ایصال ہدیہ کرنا بڑا

مبارک اور نیک عمل ہے۔ ایسی بہت سی روایتیں ہیں جن پر بزرگان دین نے عمل کیا اور کرایا اور فیضان حاصل کیے۔

☐ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک قبر سے گزر رہے تھے دیکھا اس قبر سے روشنی کا مینار آسمان کی طرف جارہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دیکھ کر حیران ہوئے اور باری تعالیٰ سے پوچھا کہ "اس قبروالے کا عمل کیا ہے جس کی وجہ سے یہ کرم فرمایا۔" رب کا ارشاد ہوا : "موسیٰ! جاؤ اس قبروالے ہی سے پوچھ لو۔" قبروالے کے پاس کھڑے ہوکر کہا' "اے قبروالے' اپنے عمل سے مجھے آگاہ کر۔ میں موسیٰ پیغمبر خدا ہوں۔" یہ کہنا تھا کہ قبر شک ہوئی' دیکھا ایک انسان بیٹھا ہوا ہے۔ پوچھا "یہ کیا ماجرہ ہے؟" اس مردہ انسان کے پاس اچھے اور نورانی کھانے رکھے ہوئے تھے۔ ان کھانوں سے نور نکل کر آسمانوں کی طرف جارہا تھا۔ پوچھا' "یہ انعام ربی کیسا ہے اور تیرا کیا عمل تھا۔" وہ عرض کرنے لگا۔ اے پیغمبر خدا میں نے اللہ کی جناب میں عرض کی تھی کہ' مجھے ایک نیک اور صالح فرزند عطا فرما۔ اللہ جل شانہ نے مجھے ایک نیک اور صالح فرزند عطا فرمایا جب میرا انتقال ہوگیا وہ میرا فرزند اللہ کے کلام میں سے کچھ پڑھ کر ہدیہ اور کھانا بھیجتا ہے۔ یہ اس کھانے کی نورانیت کا ظہور ہے۔ میرا اپنا کوئی عمل نہیں۔ یہ میرے بیٹے کا عمل ہے۔ جس کا ثواب مجھے مل رہا ہے۔ معلوم ہوا والدین کو جو ہدیہ پہنچایا جاتا ہے وہ عین عبادت ہے اور جس کو بھیجا جائے اس کو پہنچتا ہے اور جو بھیجتا ہے اسے بھی ثواب ملتا ہے۔ فی زمانہ ایسے اعمال خیر اور ثواب والے کاموں کو روک رہے ہیں۔ علم کو گزر معاش بنالیا دنیا کمانے کی باتیں' قرآن کریم کی آیتوں اور حدیثوں کی غلط تاویلات سے کررہے ہیں۔ دنیا کماتے ہیں پیغام حق نہیں پہنچاتے۔ حق گو طمع دنیا نہیں رکھتے اللہ کی محبت میں اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ ان کی غرض طمع دنیا نہیں ہوتی۔ عبادات' اعمال وہی قبول ہیں جن میں اخلاص ہو۔ اخلاص کیا چیز ہے؟ یہ غوثیت' قطبیت ولایت کی جڑ ہے۔ انکساری و عاجزی اور خدمت خلق کا جذب رکھو۔ دکھے دلوں کو راحت پہنچاؤ اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کرو۔ مسکینوں کی خدمت کیا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال تمہارے منہ پر مار دیئے جائیں۔ اے عزیز من! جب تک انسان تلاش حق میں نہیں آئے گا۔ راستہ نہیں ملے گا جو اپنے ارادوں میں صادق ہیں وہی اپنی مراد کو پہنچیں گے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے ہمارے قلب میں جو نور عطا کیا اسے بڑھاؤ' گھٹاؤں نہیں۔ رزق تو باری تعالیٰ نے تقسیم اور تجویز فرمادیا۔ اگر خیرات کی جائے تو رزق بڑھتا ہے۔ جو اللہ کی راہ میں ایک پیسہ دیتا ہے اسے دس کا ثواب ملتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں پانچ وقتوں کی نمازوں کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر ملتا ہے۔ جو ایک بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اسے دس کا ثواب ملتا ہے۔ رزق کو بڑھاؤ گھٹاؤ نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : "جس نے میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "جس نے حج کیا اور میرے وصال کے بعد میری زیارت کی وہ اس طرح ہوگا جیسے اس نے میری زندگی اور میری حیات ظاہر میں زیارت کی۔ (حوالہ الوفا صفحہ ۸۲۹)

حدیث بیان کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ **"من زرانی بعد موتی فکانما زرانی فی حیاتی۔** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ : "جس نے میری زیارت کی میرے وصال کے بعد پس گویا اس نے زیارت کی میری حالت حیات میں۔" (وفا الوفا جلد دوم۔ تصحیح العقائد)

حدیث شریف **"من زار قبری حلت لہ شفاعتی۔** "جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر لازم ہے۔" (شیخ عبداللہ الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ۔ جذب القلوب)

حدیث شریف : سیدنا ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے حالت بیداری میں بھی دیکھ لے گا۔" (روح الایمان علامہ سید محمود احمد رضوی)

☐ حج سے آنے کے بعد چند بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور دو نفل شکرانے کی پڑھو۔ گھر میں داخل ہونے سے قبل۔ مقام شکر ہے جو نعمتیں عطا ہوئیں۔ اس مقام پر حاضر ہونے کا منشا یہ ہے کہ قلبوں کی، جسم کی صفائی ہوجائے۔ یہ نہیں کہ نام و نمود کے لے اپنے یار دوستوں میں اپنے حج کا ذکر کرو۔ بلکہ انکساری، عاجزی اختیار کرنا چاہئے اور اپنے رب کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے حج کی توفیق عطا فرمائی۔ ہر ایک کو خیرات نہیں دینا چاہئے۔ پیشاور گداگروں کو دینے کے بجائے غریب اور مساکین کی خدمت کرو۔ مستحقین کو تلاش کرو جس سے قلب مطمئن ہو اسے دے دو۔

☐ عبادت میں خلل ڈالنا جائز نہیں۔ تلاوت کلام میں سلام کا جواب نہ دو۔

حلقہ ذکر و فکر کے بارے میں حدیث مبارکہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "اللہ تعالیٰ نے بزرگ فرشتوں کی ایک جماعت کو خاص کرلیا ہے جو کہ مجالس ذکر کو ڈھونڈھتی ہے پس وہ جماعت جب کسی مجلس میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے پاتی ہے تو وہاں بیٹھ جاتی ہے اور فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں یہاں تک کہ زمین و آسمان کی ساری فضا فرشتوں سے بھر جاتی ہے۔" (مشکوۃ شریف ۱۹۷)

مسلم شریف کی ایک طویل حدیث کے ضمن میں ہے کہ، رسول اللہ صحابہ علیہم رضوان کی ایک جماعت کے

پاس آئے اور فرمایا : "تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔" عرض کی، "ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کررہے ہیں اور اس کا شکر ادا کررہے ہیں کہ اس نے ہم کو اسلام کی ہدایت دی۔" فرمایا کہ : "قسم کھاؤ کہ اسی لئے بیٹھے ہو" انہوں نے کہا، "باخدا ہم اسی لئے بیٹھے ہیں۔" پس فرمایا : "میں نے بدگمانی کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی ہے۔ بات یہ ہے کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور بتلایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کررہا ہے۔" (دونوں حوالہ ذکر بالجہر مولانا غلام رسول سعیدی سے لئے گئے۔)

حدیث قدسی : "**قال اللہ تعالی انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی وفی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہ۔** اللہ فرماتا ہے : "میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جو اس کو میرے ساتھ ہے اور جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پھر اگر اپنی جی میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ اگر جلسے میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جلسے میں اسے یاد کرتا ہوں۔ (حجتہ البالغہ صفحہ ۴۵۹ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ)

☐ اے عزیز من! جب دیکھو کہ اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہورہا ہو تو وہاں بیٹھ کر کچھ نہ کچھ ضرور سن لو۔ نظر انداز کرکے نہ جانا۔ اس وقت ایمان کے ڈاکو پھر رہے ہیں دیکھو عقل و شعور سے کام لو۔ جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہ ہو، درود و سلام نہ ہو ان کی عبادات آسمان پر نہیں جاتی۔ تفصیل روح البیان میں ہے (اول و آخر ہر کلام میں درود ہونا چاہئے۔) سیدنا امیرالمومنین حضرت عمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ، "جس دعا کے اول و آخر میں درود شریف نہیں ہوتا وہ دعا آسمانوں پر نہیں جاتی بلکہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔"

حدیث شریف : "**ان الدعاء موقوف بین السماء والارض لایصعد منہ شی حتی تصلی علی نبیک**" (دعا زمین و آسمان کے درمیان رکی رہتی ہے اوپر نہیں جاتی جب تک نبی علیہ السلام پر درود شریف نہ بھیجا جائے۔) (صفحہ ۱۲ روح ایمان)

☐ ارشاد رب ہے : "**ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یایھاالذین امنو صلو علیہ وسلمو تسلیما۔**" (آیت نمبر۵٦، سور الاحزاب) "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر۔ اے ایمان والو تم ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔" جب اللہ نے یہ حکم دیا کہ : "اس کے محبوب پر درود سلام بھیجو" اور ہم یہ کہیں کہ درود و سلام نہ پڑھو تو معلوم ہوا کہ ان کو بغض رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ لوگ اوراد و وظائف جتا جتا کر بغیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے پڑھتے ہیں۔ یہ ایسی بات ہے کہ بچہ کہے کہ میں باپ سے نہیں اللہ سے لوں گا۔ کلام مجید میں رازقین اور خالقین کے صیغے آئے ہیں۔ اصل رزاق اللہ ہی ہے لیکن باپ بچوں کے رزق

CS CamScanner

کا کفیل ہے وہ بھی رزاق مجازی ہے۔ تم رزق پیدا نہیں کرتے بلکہ رب کا دیا ہوا رزق تقسیم کرتے ہو۔ ایک لوہے اور لکڑی کی الماری بنانے والا اس کا خالق ہے لیکن وہ لوہا لکڑی پیدا نہیں کرسکتا۔

☐ درود و سلام نہیں پڑھتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی بے ادبی سے لیتے ہیں۔ یہ چیزیں مانع خیر ہیں۔ پیغام حق نہیں پہنچاتے اپنا ہی مفاد پیش نظر ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ اول و آخر کی چیز رب تبارک تعالیٰ منظور فرمالے اور درمیان کی دعا اور عبادات قبول نہ فرمائیں۔ اسی لئے دعا کے بعد اول و آخر درود و شریف پڑھتے ہیں۔ غور کرو کوئی کسی کا محبوب ہو اس کی شان میں گستاخی کرکے بے ادبی سے نام لے کر تو دیکھئے عاشق کو کتنا غصہ آئے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رب اللعالمین ہیں۔ ان کا نام نامی محبت اور عقیدت کے القابات سے نہ لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کس قدر ناراض ہونگے۔ یہ باتیں اولیاء اللہ کی ملفوظات سے ہیں۔ وہ اٹھتے جاتے ہیں۔ اب ایسے علمائے سو ہیں جن کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ یہ مواحد جو رسالؐ کی عظمت نہ کریں ہرگز مقبول خدا نہیں۔ علم دین سناتے پڑھاتے چاہے کتنی ہی عمر ہوجائے اگر قلب میں عظمت مصطفیٰ، محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوگی تو چہرہ پر نور نہ ہوگا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہوگی تو عظمت قرآن ہوگی ان کے چہروں پر نور ہوگا۔ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے دونوں جہاں میں کامیاب ہیں۔ اللہ دیتا ہے لیکن وسیلہ سے دیتا ہے۔ بڑے بڑے افسران تنخواہ، خزانچیوں کے وسیلے سے لیتے ہیں۔ صدر سے نہیں یہ اللہ کا حکم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ پیش کرو۔ ساری دولتیں نعمتیں مدینہ طیبہ سے تقسیم ہوتی ہیں۔ ایمان یہاں سے، تکمیل ایمان یہاں سے، ہدایت یہاں سے، دین و دنیا کی بھلائی یہاں، اور یہ تبلیغی ہدایت کرنے آتے ہیں مدینے والوں کو۔ یہ ایمان سے خارج ہونے کے چلن ہیں۔

ارشادات عالیہ در حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بعد مغرب ۸/ اپریل ۱۹۶۷ء

☐ ارشاد ہوا کسی مریض پر دعا اور دوا کام نہ دے تو موت ہی کی توقع ہوتی ہے۔ روشنی یہاں سے تقسیم ہورہی ہے۔ اہل محبت کے منبع نور سے عقیدت کے تار جڑے ہوتے ہیں۔ ان کو روشنی ملتی رہتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبع نور ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق نور ذات حق سے ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور مجسم اور عالمین کے لئے رحمت ہیں۔ اس کے بے شمار دلائل ہیں۔ واقعات بہت ہیں۔ صحابہ علیھم رضوان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ : "تم اپنی صفیں نماز میں سیدھی رکھو، اللہ کا پیغمبر جیسا آگے سے دیکھتا ہے۔ ویسے ہی پیچھے سے بھی دیکھتا ہے۔ غائب اور حاضر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے

چراغ ہیں جس سے تمام عالموں میں روشنی ہی روشنی ہورہی ہے۔ ہر جگہ دیکھ رہے ہیں جس کو بھی جو کچھ ملا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدقہ ہے۔ بزرگی اور ولایت بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی کا صدقہ ہے۔ جس کو محبت نہ ہو اور ولایت مل جائے نہ ممکن۔ اولیاء اللہ کی رسائی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے۔ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہے کہ "قیامت تک کے لئے جتنے سلسلے طریقت کے ہیں جس نے کسی اللہ کے دوست اور صاحب اجازت کے ہاتھ میں ہاتھ دیا (وہی صاحب سلسلہ اور صاحب نسبت ہے) اس کا ہاتھ اپنے بزرگوں کے واسطے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں جائے گا۔ اس حدیث کو حدیث اسودین یا حدیث مصافحہ کہتے ہیں۔ ترجمہ : "جس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا یا اس شخص کے ساتھ کیا جس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا (قیامت تک) وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔" بڑے بڑے عابد، متقی، پرہیزگار، صاحب نسبت و اجازت کو تلاش کرتے ہیں۔ تاکہ ایصال نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو اور خدمت خلق کے قابل ہوجائیں جب تک نسبت نہ ہوگی روشنی سے محروم رہے گا۔ اس لئے کہ منبع نور سے تار جڑے ہوئے نہیں ہیں۔ مرید اپنے شیخ سے، شیخ اپنے شیخ سے، اسی طرح یہ سلسلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک چلا جاتا ہے۔ درویش اہل نسبت نہیں تو مقام حاصل نہیں کرسکتا خواہ کتنی ہی عبادت کرلے۔ کشف اور استدراج تو جوگی اور سادھو بھی حاصل کرلیتے ہیں۔ نفس کی مخالفت کرنے سے ریاضت کرنے سے یہ چیزیں حاصل ہوجاتی ہیں لیکن وہ اولیاء اللہ نہیں بن سکتے۔ اولیاء اللہ تو وہی ہیں جن کی نسبت اللہ کے دوستوں سے ہوجائے۔ اگر یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا عقائد خراب ہوئے تو عقل کے پیمانوں سے ناپ کر کہہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی نہیں۔ اختیارات نہیں۔ یہ کہتے ہی قلب میں اندھیرا اور ایمان کا نور سلب ہوجاتا ہے۔ بتی اچھے تار کی تو سو واٹ یا ساٹھ واٹ کی برسوں استعمال ہو کنکشن میٹر سے ہو، بتی فیل مانی نہیں جائے گی۔ تار صحیح جڑے ہوئے ہونا چاہئیں۔ کام لینا یا نہ لینا مالک کے ہاتھ میں ہے۔ حقیقت سمجھنے کے لئے بلوغیت کی ضرورت ہے۔ صحبت کی ضرورت ہے۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو یہاں بوؤ گے وہ وہاں کاٹو گے۔ نفرت کے بیج بو گے، محبت نہیں ملے گی۔ آخرت میں یہی نقشہ ہے۔ جنت پہلے سے نہیں سجائی گئی بلکہ اعمالوں سے سجائی جاتی ہے۔ ہم نے یہاں مدینہ طیبہ میں حاضری دی یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے۔ یہ بیان کرنا ڈیوٹی ہے۔ ورد و وظائف چھوڑ کر بیان کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرو، پیغام حق سناؤ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچاؤ۔ میں نے اعلیٰ حضرت پیر و مرشد خواجہ شاہ انعام الرحمٰن قدوسی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا، تلاوت کلام مجید کررہے تھے۔ کوئی شخص آیا۔ قرآن پاک رکھ دیا۔ اس شخص کی بات سنی اس کی حاجت روائی فرمائی۔ مجھے تعجب ہوا۔ ابھی پوچھنے بھی نہ پایا تھا کہ فوری فرمایا "یہ باتیں کرنی عبادت ہے۔

دکھی دلوں کو راحت و چین پہنچانا بھی عبادت ہے۔ وقت ملنے پر تلاوت و وظائف بھی پورے کر لئے جائیں گے۔ عقائد کی پختگی بڑی چیز ہے۔ یقین درست تو ایمان درست۔ میرے پاس اس قدر کتابیں ہیں اس قدر مطالعہ کیا کہ یا کتب نہیں یا میں نہیں۔ جب پیرو مرشد کی غلامی کا شرف حاصل ہوا تو ہر طرف سے یکسو ہو کر انہی کی خدمت کو' انہی کی محفل کو انہی کے ارشادات کو اپنے لئے ذریعہ نجات بنالیا۔

☐ یہاں مدینہ طیبہ سے نور تقسیم ہوتا ہے۔ تمام چیزیں ملتی ہیں۔ جو شخص یہ ارادہ کرے کہ وہ مدینے والوں کو تعلیم دے گا اس سے بڑا مردود ہی نہیں۔ یہاں کے ذرہ ذرہ کا وہ نصیب ہے جس کی حقیقت بیان نہیں ہوسکتی۔ یہاں کے خار کا وہ نصیب ہے جو کاملین کو حاصل نہیں۔ جن جن مقامات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اہل محبت کی سجدہ گاہ بنے۔ اہل اللہ تو مدینے کے کتوں کا بھی احترام کرتے ہیں۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف فرما تھے۔ حلقہ ذکر و فکر ہو رہا تھا۔ مریدین آپ کے اردگرد تھے۔ حلقہ کے بعد حسب معمول مریدین نے اپنے اپنے احوال اور واقعات بیان کرنا شروع کئے۔ ان ہی میں سے ایک مرید نے یہ واقعہ بیان کیا کہ "آج ہمارے فلاں پیر بھائی کو ایک کتے نے آلیا۔ اس پیر بھائی نے اس کتے کے سر پر لکڑی سے ضرب لگائی جس کی وجہ سے کتے کے خون نکل آیا۔ جیسے ہی پیر صاحب نے یہ واقعہ سنا اور پوچھا کہ' "کس جگہ یہ واقعہ ہوا۔" جگہ معلوم ہونے پر آپ فوراً ننگے پاؤں دوڑتے ہوئے اس جگہ تشریف لے گئے اور کتے کو ایک جگہ زمین پر پڑے ہوئے پایا۔ آپ نے فوراً اپنے عمامہ سے اس کے زخم کو صاف کیا اور اس کے پٹی باندھی اور اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر یہ عرض کی کہ' "مجھے معاف کردے۔ جس شخص نے تجھے زخم لگایا وہ تیرے مقام سے واقف نہیں۔" جب آپ کو طمانیت ہوئی تو اس کتے کے پاس سے ہٹے۔"

آں بخت نہ دارم کہ سگِ کوئے تو گردم

ہمارے یہ نصیب کہاں کہ مدینے کے کتوں کی برابری کریں۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ کسی اور بزرگ کا ہے جو اپنے غلام کے ساتھ مدینہ طیبہ حاضری کے لئے آرہے تھے "انہوں نے اپنے غلام سے کہہ رکھا تھا کہ جیسے ہی حدود مدینہ شروع ہوں مجھے آگاہ کردینا۔ حدود مدینے شروع ہوتے ہی غلام نے عرض کی کہ مدینے کی حدود شروع ہورہی ہیں۔ وہ اپنے اونٹ کے کجاوے سے اترے' خاک مدینہ کو بوسہ دیا اور یہ جملے ارشاد فرمائے۔ "میں اور مدینہ' میں اور مدینہ تیسری دفعہ یہ جملہ کہتے ہوئے روح قفس سے عنصری سے پرواز کرگئی۔" اللہ اکبر! کسی اہل دل سے مدینے کی عظمت پوچھ کر دیکھو۔"

دل محمود یہ بے خودی کیسی ہوش کر ہوش کر مدینہ ہے

CamScanner

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن راستوں سے گزرے ان راہوں کے پتھروں نے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام نہیں کیا۔ کیا درخت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے نہیں جھکے۔ یہاں پر بہت محتاط رہو جو مل جائے وہی باعث نجات و خیر ہے۔ ہم یہاں کے بزرگوں سے ہدایت لیتے ہیں۔ بڑے بڑے کاملین بزرگ ہیں۔ دنیاوی اعتبار سے دیکھو سائل کو اس وقت ملتا ہے جب سخی کے دروازے پر جاکر دعا دے۔ ”بھلا ہو آل و اولاد کا، مال و خیر میں برکتیں ہوں، عزت و حشمت نصیب ہو“ جب اس کے کان میں آواز جائے گی تو وہ بچے کے ہاتھ بھیک بھیج دے گا وہ لے کر دعائیں دے گا۔ اگر سائل کسی غنی کے دراوزے پر کہے کہ تیرا ستیاناس جائے مال دار ہوگیا ہمیں بھی دے۔ وہ غنی ایسا ملازم بھیجے گا جو اس کی پٹائی کردے گا۔

مغرور و متکبر لوگ شیطان کے دوست ہیں۔ عاجز و محتاج بن کر انکساری سے دعا کیا کرو۔ بڑے بڑے روحانی طاقتوں والے لوگ یہاں حاضر ہوتے ہیں یہاں قدم رکھتے ہی سب روحانیت سلب ہوجاتی ہے۔ تاکہ عاجزی اختیار کریں تکبر نہ کریں۔ دوسروں کو حقیر نہ جانیں۔ جب زیات سے واپس جاتے ہیں تب روحانیت بمع انعام و اکرام کے واپس آجاتی ہے۔ یہاں کے پھول گلاب سے زیادہ خوش رنگ، اور خوشبوؤں سے زیادہ مہک والے ہیں۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں کہ داتا کے دروازے پر جاکر کوسنا شروع کردے۔ عقل سلیم کی دعا کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے جو چیز دل سے مانگو، وہ دیتے ہیں اور حضور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مانگو کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ دکھانے والا ہو اس طرف رجوع کردیں۔ ان کی محبت اور نسبت ہے تو بڑی بات ہے۔ ہم اعلیٰ حضرت پیر و مرشد خواجہ شاہ انعام الرحمٰن قدوسی کے ہاں حاضر ہوئے خیال آیا کہ کوفتے (سالن) کھلائیں۔ ابھی خیال ہی آیا تھا کہ آپ نے فوراً فرمایا، ”میاں عطاء الرحمٰن (اعلیٰ حضرت سہارنپوری کے بڑے صاحبزادے) اپنی والدہ سے کہنا میاں محمد فاروق کے لئے کوفتے پکاؤ۔“ جب اولیاء اللہ کا یہ حال ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہوگا۔ یہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ مولوی یہاں چیخ و پکار کرتے ہیں۔ یہ تبلیغی جماعت والے ہیں۔ اہل مدینہ کو ہدایت کرنے آئے ہیں۔ کس قدر گستاخی ہے۔ ہم تو آپ کو سنا رہے ہیں۔ اہل مدینہ کو ہدایت نہیں کررہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری کے یہاں بڑے بڑے عالم آتے ہیں مختلف مسائل لے کر اور باتوں باتوں میں حل فرمادیا کرتے تھے۔ کبھی اپنے کو ظاہر نہیں فرمایا۔ اس درجے اپنے کو چھپایا کہ پڑوسی کو پتہ نہیں۔ ایک بہت بڑے عالم کا لڑکا غائب ہوگیا۔ بیوی نے طعنہ دیا تم تو بہت بڑے عالم ہو اور خلیفہ بھی ہو۔ گھر میں گھسنے نہ دوں گی۔ یہ بھی کوئی بات ہے دوسروں کو عمل بتاتے ہو اور میرا بچہ ابھی تک نہیں آیا۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری کے پاس وہ مولوی صاحب آئے۔ یہ مدرسہ دیوبند میں مدرس تھے۔ واقعہ عرض کیا۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے پہلے تو ہنس کر کہا، ”بھئی یہ علم غیب ہمیں کیا پتہ؟“ مولوی صاحب نے منت سماجت کی۔ تو فرمایا، ”اچھا وضو کرو اور صحن مسجد میں تین بار بچے کا

نام لو اور چوتھی بار کہو محمد شفیع (بچے کا نام) گھر آجاؤ۔ مولوی صاحب نے کہا' حضرت آپ مذاق کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے کہا' "میں بیٹھا ہوں آجائے گا۔" چنانچہ مولوی صاحب نے سہج (آہستہ) میں کہا گھر گئے تو بچہ موجود تھا۔ مولوی صاحب کی خلاصی ہوئی۔ اب جن کے ارشاد سے کھوئے ہوئے بچے آجائیں اور کیا نہ ہوتا ہوگا۔

۱۹۷۲ء کے مختلف ہائے ذکر کے ارشادات

مورخہ یکم جنوری ۱۹۷۲ء

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں۔ وہی تعریف کے لائق ہیں۔ بعد حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فقیر حقیر ناچیز عرض کرتا ہے۔ بھئی جو اپنے ارادوں میں صادق ہیں' جس کو یقین کامل ہے' جس کو تلاش حق ہے' وہی اپنی مراد کو پہنچے گا' وہی اپنی منزلوں کو طے کرے گا۔ اے عزیز من جس کو آداب دوست حاصل ہے' جس کو آداب بزرگ حاصل ہے' جس کو آداب محفل حاصل ہے' وہی اپنی مراد کو پہنچے گا' وہی اپنی منزلوں کو طے کرے گا۔

اے عزیز من ذکر اللہ' ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے بے چین دل کو چین آجاتا ہے۔ ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر اللہ یوں کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے تو اللہ یاد آجاتا ہے۔ اے عزیز من! جب کوئی بیمار ہو اور اس کا دوست اس کے پاس پہنچ جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسے دوا دے دی گئی' اسے شفا ہورہی ہے۔ نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کس قدر شفا ہے۔ یہ وظیفہ اگر یاد کرلیا جائے تو ہر مرض سے شفا ہوجائے۔ اختلاج قلب والوں کو چاہئے کہ یہ وظیفہ یاد کریں۔ "محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" یہ وظیفہ یاد کریں اور انگلی سے اپنے قلب پر لکھ لیا کریں۔ اختلاج قلب دور ہوجائے گا اور قلب قوی ہوجائے گا۔ اس لئے کہ ہمیں اس دنیا میں بھیجنے والا رب تبارک و تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور اس کا حکم بتانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ ہماری اصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ تمام مخلوق کی اصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات اقدس ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا اور میرے نور سے تمام مخلوق پیدا فرمائی' تمام عالم پیدا فرمائے۔ اپنی تمام مخلوق کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے نور مصطفےٰ سے پیدا فرمایا۔ ہر شے اپنی اصل پر جاتی ہے۔ جس قدر انسان سفر میں بے چین رہتا ہے' بے قرار ہوتا ہے اسے قرار جبھی آتا ہے جب اپنے وطن واپس پہنچ جائے۔ مسافر سفر میں بے قرار رہتا ہے' شیطان کے وار سے بچنے میں رہتا ہے۔ شیطان کی شرارتوں سے بچنے میں

رہتا ہے۔ جب تک مسافر سفر میں ہے بے قرار ہے جیسے کہ دریاؤں کا پانی ہر وقت سفر میں ہے' ہر وقت بے قرار ہے۔ جس قدر بھی دریا ہیں سب مسافر ہیں۔ سمندر چلتا نہیں' اپنے مقام پر رہتا ہے۔ دریا کیسے شور مچاتے ہیں لیکن جب سمندر میں پہنچ جاتے ہیں تو سکون پاجاتے ہیں۔ اے عزیز من ہم بھی پانی کا ایک قطرہ ہیں۔ جب اپنے مقام پر پہنچ جائیں گے تو قرار پاجائیں گے۔ نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہاں بھی قرار آجائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ادھر مخلوق میں شامل ہے اور ادھر اللہ سے واصل ہے۔ ایک بدعقیدہ انسان ایک بزرگ سے کہنے لگا یہ آپ جو کاغذ پر تعویذ لکھ رہے ہیں یہ سب ڈھونگ ہے' دکانداری' دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ بزرگ نے نگاہ اٹھا کر فرمایا "الو' گدھا' کتا"۔ اس بدعقیدہ انسان کا مارے غصے کے رنگ ہی بدل گیا۔ کہنے لگا یہ آپ نے کیا کہا؟ فرمایا اللہ کی مخلوق میں سے تین مخلوق کے نام لئے ہیں۔ تیری طبیعت کیوں بگڑ رہی ہے۔ کہنے لگا اس بات کا قلب پر اثر ہوگا یا نہیں۔ بزرگ نے فرمایا اچھا تو پھر اللہ رسول کا نام لیں گے تو قلب پر اثر ہوگا یا نہیں۔ یہ سارے سکون و قرار ان کے نام میں ہیں۔ یہ مادہ پرستی نہ معلوم کہاں پہنچائے گی انسان کو۔ جس قدر یہ اہل ظاہر دنیاوی ترقیاں کررہے ہیں اسی قدر باطنی ترقی میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ باطن کی ترقی جب حاصل ہوتی ہے تو اس کا ادنیٰ سا کمال ہے کہ مستقبل حال بن جاتا ہے۔ اہل باطن کی ترقی کا یہ ذرا سا کرشمہ ہے۔ جب تک اہل باطن دنیا میں ہیں اپنی توجہات سے شیطان کے مکرو فریب کو اس طرح سے دھو رہے ہیں جیسے میلا کپڑا صابن سے دھوتے ہیں۔ یہ اپنے مریدین کے گناہوں کو دھوتے ہیں اور ان کے عقیدوں کی خرابی کو اپنی باطنی توجہ سے درست کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی محبت میں ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ شادی نہیں کریں گے' رات کو سوئیں گے نہیں' سارا سال روزے رکھیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اے صحابہ اللہ کا رسول جتنا اللہ سے ڈرتا ہے اتنا آپ نہیں ڈرتے۔ جتنا اللہ کے رسول کو قرب حاصل ہے اتنا آپ کو حاصل نہیں۔ میں شادی بھی کرتا ہوں' میں روزے بھی رکھتا ہوں اور کھاتا بھی ہوں' میں راتوں کو جاگتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ اے صحابہ جو مجھ سے ہے وہ ایسا ہی کرے گا۔ ہمارے لئے اپنے پیشواؤں کی نقل میں ہی اصل ہے۔ ہماری اصل ہمارا شیخ ہے۔ ہم شیخ کی نقل ہوگئے تو اصل ہوگئے۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارا شیخ نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں غرق ہے۔ پھر اس کی نقل کیا ہوگی۔ ایک رنگ کا ڈبہ پانی کے گھڑے میں پڑ جائے پھر اسے پانی نہیں کہیں گے' رنگ کہیں گے۔ اس سے پھر رنگے ہوئے ہوجائیں گے۔ کوئی شخص کیسا ہی کمال حاصل کرلے اور لوگ اس کی کتنی ہی تعریف کریں' یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس شخص کو نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے یا نہیں۔ اگر وہ درویش ہے تو کیا وہ شریعت اور طریقت سے آراستہ ہے یا نہیں۔ اگر اسے نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل

CS CamScanner

نہیں تو پھر وہ چاہے ہوا میں اڑ کر دکھائے' تو کچھ بھی نہیں ہے۔ انسان کو کمال کی نہیں مقام کی ضرورت ہے۔ مقام تو مقام والوں کے پاس ہے۔ مقام تو وہی دکھائیں گے جو مقام پر پہنچ چکے ہیں۔ انہیں کے صدقے میں مقام ملتا ہے' انہیں کی توجہ سے مقام ملتا ہے' انہیں کی محبت میں غرق ہونے سے مقام ملتا ہے۔ یہ حضرات یہیں بیٹھے بیٹھے اپنی نگاہ سے' اپنی توجہ سے' اپنے مریدین کے برزخ کو بدل دیتے ہیں۔ اس بات پر غور ضروری ہے کہ آخر درویش کی محفل میں کیف و سرور ایسے ہی حاصل ہوجاتا ہے یا اس کی زبان پر کوئی بولتا ہے۔ یہ تو ایک پنجرہ ہے' اس کے اندر بولنے والا کوئی اور ہی ہے۔ جب یہ فنا فی الشیخ ہوتا ہے تو بخدا اس کے اندر خدا بولتا ہے۔ خداوند عالم جسے اپنے شیخ کی محبت عطا فرماتا ہے اسے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتی ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل ہوتی ہے اسے محبت خدا حاصل ہوتی ہے۔ مرید صادق وہ ہے جو اپنے شیخ کے اصولوں پر چلے اور اپنے شیخ کے ورد و وظائف اپنائے۔ غیر کا پڑھنے اور پھونکنے سے پرہیز کرو۔ میں نے صرف اپنے پیشواؤں کی نقل کی ہے' اصل کرنا ان کا کام ہے۔ اپنے احوال پر غور کرو' اپنا محاسبہ کرو۔ تم سے زیادہ کام ہے' ذمہ داری ہے' مصروفیت ہے۔ اس فقیر کا جسم کمزور ہے لیکن روح کو کام کرنے کی عادت ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ آپ کو بھی روحی کام کرنے کی عادت ڈال دے۔ اپنے بھائیوں سے ملو تو پتہ کرو کہ حرام تو نہیں کھاتے' کتنا وظیفہ پڑھتے ہو۔ یہ آپ کا کام ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانوں سے زیادہ قریب ہیں اور ہماری شفاعت کے لئے تیار ہیں۔ یہ جسم تو مٹی ہوجائے گا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں تشریف فرما ہوں گے اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دور رہیں۔ اپنے آپ کو سنبھالو' قاعدے میں آجاؤ۔ اپنے آپ کو شمار میں نہ لاؤ۔ اگر کوئی راہ سے ہٹ گیا ہے تو محبت سے راہ پر لے آؤ۔ اگر کوئی بھول گیا ہے تو اسے یاد کراؤ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو عمل نیک کی توفیق عطا فرمائے۔

۸-۱-۱۹۷۲ء :

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں.........

تیرواں پارہ' سورہ رعد' چوتھا رکوع' اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ خبردار میرا ذکر کرو کیونکہ اللہ کے ذکر سے بے قرار دلوں کو چین آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ذکر سے مراد ایک تو ان کی ذات اقدس ہے دوسرے ان کے ذکر سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام پاک "ذکر اللہ" بھی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے بے چین

دلوں کو قرار آتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ جو مصیبت تم پر آئی ہے یہ تمہاری ہی بداعمالیوں کی وجہ سے آئی ہے۔ یہ تمہارا قصور ہے' تمہاری بے عملی اور یقین کی خرابی کا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ تو بے حد توبہ قبول کرنے والا۔ اللہ کے ذکر سے تو تمہارے گناہ دھل جاتے ہیں اور تم پاک ہوجاتے ہو۔ جیسے کہ گندی چیز دریا کے پانی میں دھونے سے پاک ہوجاتی ہے۔ رب تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ سے ڈر جاتا ہے میں اس کے ساتھ ہوں اور جو مجھ پر بھروسہ کرتا ہے اور مجھے اپنا وکیل بناتا ہے میں اس کے تمام حقوق کی حفاظت کرتا ہوں۔

اے عزیز من! ہمارے جسم کے جتنے بھی اعضاء ہیں سب کا ذکر علیحدہ علیحدہ ہے۔ ہماری آنکھ کا ذکر یہ ہے کہ ہم قرآن کریم کو پڑھیں یا قرآن کریم کو دیکھیں' خانہ کعبہ کو دیکھیں' گنبد خضرا کو دیکھیں' اپنے شیخ کو دیکھیں' اپنے والدین کو دیکھیں اور باوضو دیکھیں۔ ہاتھوں کا ذکر یہ ہے کہ ہم قرآن پاک کو اپنے ہاتھوں میں لیں اور اسے چومیں۔ پاؤں کا ذکر یہ ہے کہ ہم انہیں مسجد کی طرف لے جائیں۔ اولیاء اللہ کے آستانوں کی طرف جائیں' خانقاہوں میں جائیں اور جہاں اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں جائیں کیونکہ ان کے ذکر سے ہی بے قرار دل کو قرار آجاتا ہے۔ اے عزیز من! اللہ کے ذکر سے فقیر بادشاہ ہوجاتا ہے اور گناہ گار گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔ اہل یقین کی صحبت میں بیٹھنے سے انسان کو یقین حاصل ہوتا ہے اور اہل ذاکر کی صحبت میں بیٹھنے سے غافل قلوب بیدار ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ذکر کرنے لگتے ہیں۔ یہی ہمارے پیشواؤں کا طریقہ ہے۔ پہلے ذکر کی تلقین فرماتے ہیں' پھر محبت کا سبق دیتے ہیں۔ جب شیخ کی محبت حاصل ہوجاتی ہے تو تصور شیخ قائم ہوجاتا ہے۔ یہ روحانی بجلی ہے۔ شیخ کسی بھی مقام پر ہو مرید صادق جہاں بھی یاد کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہیں موجود ہیں اور رہبری ہورہی ہے۔ کتنے ہی وزنی گولے پڑیں تصور شیخ والا ان سے متاثر نہیں ہوتا۔

اے عزیز من! اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ تم میری راہ میں دو میں ایک کے دس دوں گا۔ بعض مقامات پر فرمایا ہے کہ ایک کے ستر دوں گا۔ ان کے ہاں کچھ کمی تو ہے نہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر توکل کرو' بھروسہ کرو' مجھے اپنا وکیل بناؤ۔ جن کے یقین درست نہیں وہ یہی سوچتے ہیں کہ پتہ نہیں جو ہم نے دیا ہے ٹھیک بھی ہے یا نہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ جل شانہ پر پورا بھروسہ نہ ہو اس پر اللہ تعالیٰ کا انعام کیسے ہوسکتا ہے۔ جبکہ آپ مشکوک ہیں لیکن ان کا فضل تو مشکوک نہیں۔ وہ وعدہ فرما چکے ہیں اور ہر حالت میں عطا فرمائیں گے۔ لیکن ہمارا یقین اس وقت درست ہوگا جب اس بے قرار دل میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ذکر پیدا ہوگا اور اس بے قرار دل کو قرار آئے گا۔ یہ باتیں خلفائے راشدین کے حالات و واقعات معلوم کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ ایک مرتبہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا بیمار ہوگئیں۔ طبیب نے انار کا عرق تجویز کیا۔ مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کے پاس پیسے نہیں تھے۔ باہر نکلے اور ایک یہودی کے ہاں جاکر کام کیا۔ مزدوری کے پیسوں سے انار خرید کر گھر کی طرف چلے۔

CamScanner

راستے میں ایک فقیر ملا اور کہا اے علی رضی اللہ عنہ اللہ کے واسطے یہ انار مجھے دے دو۔ سوچنے لگے۔ ادھر بیوی کی محبت اور وہ بھی خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ادھر اللہ کا واسطہ دیا گیا۔ آخر اللہ کی محبت غالب آئی اور انار اللہ کی راہ میں دے دیا اور خالی ہاتھ گھر آگئے۔ کسی نے سوال نہیں کیا کہ اے علی رضی اللہ عنہ انار لائے یا نہیں۔ آکر بیٹھے ہی تھے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ۹ انار دے کر کہا اے علی رضی اللہ عنہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے بھیجے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اے سلمان رضی اللہ عنہ یہ انار میرے نہیں ہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں اے علی رضی اللہ عنہ یہ انار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ ہی کے لئے بھیجے ہیں۔ مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا میں نے ایک انار اللہ کی راہ میں دیا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ میں ایک کے دس دوں گا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جیب سے ایک اور انار دے کر فرمایا بے شک اے علی رضی اللہ عنہ آپ ہر امتحان میں پورے اترے ہیں۔ یہ حق الیقینی مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی۔ ان سے امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت زیاد بن کمیل رحمتہ اللہ علیہ نے اور حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو ملی۔ یہ چار پیر ہیں' ان سے چودہ خانوادے ہیں۔ جنھوں نے اپنے شیخ سے محبت حاصل کی۔ بخدا انہیں حق الیقینی حاصل ہوگی۔ اے عزیز! جب تک ہمیں شیخ سے محبت نہ ہوگی ہماری یقین درست نہ ہوں گے۔ جب تک یقین درست نہ ہوں گے ایمان درست نہ ہوں گے جب تک ایمان درست نہ ہوں گے دعائیں مقبول نہ ہوں گی۔

خبردار اللہ کے ذکر سے غم دور ہوتے ہیں' ایمان کا زیور ذکر ہے۔ اللہ کے ذکر سے فقیر بادشاہ ہوجاتے ہیں۔ ہر گدا از یاد او سلطان بود۔ جب انسان دنیا میں پیدا ہوتا ہے اسی وقت اللہ کا ذکر شروع ہوجاتا ہے اور اس وقت تک اللہ کا ذکر ہوتا رہتا ہے جب تک انسان دنیا سے چلا نہیں جاتا۔ یہی اسلام کا حکم ہے۔ اے عزیز من! جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے۔ جب بولنے لگتا ہے تو اسے "اللہ اللہ" سکھاتے ہیں۔ پھر کلمہ شریف' نماز اور قرآن شریف سکھاتے ہیں۔ جانے کا وقت ہوتا ہے تو کہتے کلمہ پڑھو۔ جب جنازہ لے کر جاتے ہیں تو چادر پر کلمہ لکھا ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ اللہ ہی کے ذکر سے نجات ہے' یہاں بھی اور وہاں بھی۔ ہر مسلمان کو یہ بات سمجھنی چاہئے۔ **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔** یہ الا بیداری کے لئے ہے۔ خبردار کرنے' ہوشیار کرنے کے لئے ہے۔ جہاں بے شمار انسان ہوں اور اپنے بھی ہوں وہاں خصوصیت سے پکارا جاتا ہے جیسے کہ **الا انا اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون۔** پیار کا لہجہ اور ہوتا ہے' غصے کا پکارنا اور ہوتا ہے۔ چاہے جس مقام پر رہے کتنا ہی پیسہ کما لے لیکن سکون اللہ کا ذکر میں ہے۔ اللہ کے ذکر سے مراد یہی ہے کہ میرے محبوب کا ذکر کرو۔ ان کا ذکر وہی کریں گے جو ان کی بارگاہ کے مقبول ہوں گے۔ جو "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہنے سے منع کرتے ہیں

سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان سے ناراض ہے۔ یہ کہتے ہیں صرف اللہ کا ذکر کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے محبوب کا ذکر کرو۔ یہ اللہ کے محبوب کا ذکر گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے "ورفعنا لک ذکرک" اے عزیز من! ذکر اللہ کیا ہے؟ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ بدعقیدہ لوگ مکروہ ہیں۔ یہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام کیسے لے سکتے ہیں؟ یہ اللہ کے حکم کی نافرمانی کررہے ہیں۔ یہ مردود بارگاہ ہیں جس طرح ابلیس اللہ کے حکم کی نافرمانی سے مردود بارگاہ ہوا۔ اے عزیز من! اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرما رہا ہے کہ یہ لوگ جو اپنے والدین سے مشورہ کرنے جارہے ہیں ان سے کہہ دیں کہ اللہ کا رسول ان کے قلبوں سے زیادہ قریب ہیں اور قلب میں ہوتی ہے روح۔ تو معلوم ہوا کہ آپ روح سے قریب ہیں اور رب یہ بھی فرماتا ہے کہ آپ شاہد بھی ہیں شہید بھی ہیں اور بدعقیدہ لوگ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہم سب کو یقین کامل عطا فرمائے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیں غرق کردے۔

۱۵-۱-۱۹۷۲

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں........

اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ نے ایک لفظ کن سے اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) عالم اور تمامی ارواح کو پیدا فرما دیا۔ ادنیٰ اور اعلیٰ کو پیدا فرما دیا۔ پھر عالم دنیا میں الگ الگ پیدا فرمایا۔ جب لوگ ایک قبیلہ، ایک شہر اور ایک مقام میں رہنے لگے تو ایک قوم بن گئی۔ قوم نام ہے افراد کے مجموعے کا۔ ہر مجموعہ کثیر ہوتا ہے تو قوم بنتی ہے۔ اس وقت کامیاب ہوتی ہے جب اس کا کوئی فائدہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تعلیم اور رہبری کے لئے پیغمبروں کو بھیجا کہ جاکر ان کو سب باتیں بتاؤ اور تعلیم دو اور سمجھاؤ۔ جس قوم کا جیسی صلاحیت اور قابلیت والا رہبر ہوتا ہے، اسی قدر وہ قوم کامیاب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سب کو ایک جیسا نہیں بنایا۔ کوئی غریب ہے کوئی امیر ہے، کوئی حکمران ہے کوئی ماتحت ہے۔ مزاج بھی سب کے مختلف بنائے۔ کسی کو دنیا کا رہبر مل گیا کسی کو دین کا رہبر مل گیا۔ یہ اپنے اپنے نصیب ہیں۔ بارش ہر مقام پر ہوتی ہے خواہ زمین ہموار ہو یا ناہموار ہو۔ ایک چوہے کے بل پر بھی بارش ہوگی اور بادشاہ کے محل پر بھی ہوگی۔ رب تعالیٰ جل شانہ کی بے شمار عظمتوں میں کوہ طور بھی ہے اور عرش بھی ہے۔ کلیم اللہ علیہ السلام خود کوہ طور پر جاتے ہیں اور اللہ کے پیارے محبوب عرش پر بلائے جاتے ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر عالم دنیا میں تشریف لائے۔ ان کا کام تھا کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام سنادیں۔ سب پیغمبران خدا نے جو رب سے سنا سنا دیا۔ نہ دیکھ کر آئے نہ دیکھی ہوئی بات کہی۔ رحمت باری تعالیٰ جوش میں آئی۔ اپنے محبوب پاک جناب

CS CamScanner

احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جو سن کر نہیں دیکھ کر بتاتے ہیں۔ جس قدر معتبر ذرائع سے بات سنی جاتی ہے اسی قدر اس پر اعتماد ہوتا ہے اور جو دیکھ کر کہے اس کی شہادت معتبر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے دیکھا ہے۔ یہ تصدیق نہیں' یہ تو تکمیل ہوگئی۔ سنی ہوئی باتوں کی تکمیل شہادت سے ہوتی ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تشریف لے آتے تو باقی پیغمبروں کے آنے کی ضرورت ہی نہ رہتی۔ جو پہلے سنا گئے ان کی تکمیل بعد میں ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے یہ سب دیکھا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا میرے محبوب آپ شاہد ہیں۔ یعنی میرا محبوب تو دیکھ کر شہادت دے رہا ہے۔ آپ ہر چیز کی تکمیل کے لئے تشریف لائے۔ آپ نبی آخر الزماں ہیں۔ خاتم النبین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ہر چیز کا خاتمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہوا اے مسلمانو! میں نے تمہاری جان اور مال کے بدلے میں تمہیں جنت دے دی۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لاتے تو جنت کیسے ملتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے صرف جنت کا تصور تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکمیل کی اور فرمایا میں نے جنت دیکھی ہے۔ جنت فروخت کرنے والا رب العالمین ہے' خریدنے والے اس کے بندے ہیں اور دلوانے والے ان کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ محبوب چیز محبوب ہی دلواتے ہیں جس سودے کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم دلوائیں پھر اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کی حضور خاص میں تھے تو سب سیر کرائی گئی۔ جب جنت کو دیکھا تو اس کے ہر پتے پر لکھا ہوا تھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حوریں پیش کی گئی تو حوروں کی آنکھ کی پتلی میں بھی "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا ہوا دیکھا۔ رب تعالیٰ جل شانہ نے تمامی مملکت کا مالک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا ہے۔ یہ مالک ہونے کا ثبوت ہے ہر چیز پر آپ کی مہریں لگی ہوئی ہیں۔ قوموں کی تنظیم ان کے رہبر سے ہوتی ہے۔ جن کے رہبر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور جو دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں تو پھر کس کی ملک ہوئے؟ ایمان والوں کے قلوب پر مہر مصطفےٰ لگی ہوئی ہے۔ معلوم ہوا کہ مالک کی ملک ہوگئی۔ؔ

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

ہم تو محمدی ہیں۔ جنت میں پتے پتے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لگی ہوئی ہے' حوروں کی آنکھوں کی پتلیوں پر مہریں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : اے محبوب آپ کی امت افضل الامت ہے۔ اس لئے کہ مہر لگی ہوئی ہے۔ جن پر مہر لگی ہوئی ہو وہ سب سرکاری مال ہوتا ہے۔ جن پر مہریں لگی ہوں ان کا بال بیکا نہیں ہوسکتا۔ رحمانی کہیں سے پکاریں وہیں مدد ہوتی ہے۔ یہ مہر لگی ہوئی چیزیں ضائع نہیں کی جاتیں۔ ان کے لئے مقام بھی تجویز

CamScanner

ہوجاتے ہیں۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو دونوں جہاں کے رسول ہیں۔ جسے شیخ ملا وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملا۔ یہاں بھی جلوہ فرما ہیں وہاں بھی جلوہ فرما ہیں۔ ادھر ذات سے واصل ادھر مخلوق میں شامل۔ بے پناہ کرم ہے اس معبود کا کہ اس نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نہیں بھولے' ہمیں چاہئے کہ انہیں یاد رکھیں اور پکارتے رہیں۔ انشاء اللہ مقام ضرور ملے گا۔

۲۲-۱-۱۹۷۲ء

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں..... اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ہر انسان کو بڑی طاقتیں اور قوتیں دے کر اس عالم دنیا میں بھیجا۔ اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں یہ قوتیں عطا فرمائیں اور حکم دیا کہ ان قوتوں سے وہ کام کرو جو ہمیں پسند ہے اور جس کا حکم ہمارا محبوب دے۔ ذرا غور کرو' سننے والی طاقت ہے یا نہیں؟ اگر طاقت نہ ہو تو سن نہیں سکتا۔ اسی طرح دیکھنے والی طاقت بھی ہے' جب چاہو دیکھو' جس قدر دیکھو۔ بولنے والی طاقت بھی عطا فرمائی' جب چاہو بولو جتنا چاہو بولو۔ چلنے پھرنے کی قوت بھی دے دی۔ سب قوتیں دینے کے بعد قلب میں بھی قوت عطا فرمائی جو ہمیں نظر نہیں آتا لیکن بڑی قوت اور طاقت کا مالک ہے۔ ادھر قلب کو قوت دی ادھر نفس کو بھی طاقت دی۔ نفس اپنا ساتھی شیطان کو بناتا ہے' قلب اپنا ساتھی رحمان کو بناتا ہے۔ شیطان میں کس قدر شرارتیں ہیں اور کتنے فتنے اور فساد برپا کرتا ہے یہ سبھی جانتے ہیں۔ یہ تو سمجھنا ہی پڑے گا کہ ہمیں قلبی قوت کی ضرورت ہے یا نفس کی قوت کی۔ نفس اور قلب دونوں ہی چھپے ہوئے ہیں' ہمارے ہاتھ میں ایک بھی نہیں۔ دیکھو شہنشاہ بغداد حضرت پیران پیر دستگیر رحمتہ اللہ علیہ کن قوتوں کے مالک تھے۔ حضرت شہنشاہ ہند غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کن قوتوں کے مالک تھے؟ انہوں نے اپنی قلبی قوتوں کو بڑھایا اور نفس کو اس قدر گھٹایا کہ نفس دب گیا اور قلب غالب آگیا۔ اب نفس کا یہ عالم ہوگیا کہ یہ اولیاء اللہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا کہ حضور میرے لئے کیا حکم ہے؟ ایسی قوتوں کے مالک ہیں یہ اہل اللہ جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہوگا کہ ان اولیاء اللہ جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے کیا تو ان سے محبت کیسے ہوگی؟ ان کے ظاہری حالات تو باقی دنیا داروں کی طرح ہیں۔ پھر ان میں اور ہم میں فرق کیا ہے؟ بس اتنا ہی فرق ہے کہ انہوں نے اپنے نفس کی قوت کو گھٹا دیا اور قلب کی قوت کو بڑھا دیا اور وہی طریقہ انہوں نے محبین و مخلصین کو بتایا کہ اگر تم اللہ کے عبد ہو تو اپنی عبدیت میں کمال حاصل کرو۔ جب تم اللہ تعالیٰ جل شانہ سے ڈر کر

CS CamScanner

توبہ کرتے ہو تو توبہ کرنے سے تمہارا سخت قلب نرم ہوجاتا ہے۔ جب قلب نرم ہوجاتا ہے تو اولیاء اللہ اس قلب پر نگاہ ڈال دیتے ہیں۔ یہ نگاہ اس لئے ڈالی جاتی ہے کہ اس قلب میں جو گرد و غبار ہے' کثافت ہے' میل مٹی ہے یہ تمام صاف ہوجائے۔ اس کا ایک طریقہ یہ بھی بتا دیا کہ تم تصور شیخ کرو اور چند منٹ تنہائی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ذکر کیا کرو۔ جب مرید صادق اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور تصور شیخ بھی قائم ہوجاتا ہے اور ذکر کی عادت ہوجاتی ہے تو غیر کا تصور نہیں آتا۔ پھر تمہارے قلب پر جو گرد و غبار ہے یعنی دنیا کی محبت کے ہلکے ہلکے ورق چڑھے ہوئے ہیں اور غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں وہ سب اللہ جل شانہ کے ذکر سے ہٹ جاتے ہیں اور پھر قلب میں اللہ کا نقش پیدا ہوجاتا ہے۔ جب یہ نقش لکھا گیا تو اب آپ کو اپنی دعاؤں' اپنی عبادتوں' اپنی ریاضتوں کو مقبولیت کے درجے تک پہنچاتا ہے۔ جب تمہاری عبادتوں' ریاضتوں' ذکر اذکار میں درود پاک کا غلبہ ہونے لگتا ہے تو پھر دعائیں مقبول بارگاہ ہونے لگتی ہیں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس قدر بھی انسان دعائیں کرتا ہے سب زمین اور آسمان کے درمیان معلق ہوتی ہے' نہ یہ آسمانوں پر جاتی ہیں نہ زمین پر اترتی ہیں لیکن جب اول آخر درود شریف پڑھا جاتا ہے تو تمام دعائیں مقبول بارگاہ ہوجاتی ہیں۔ جو بھی درود پاک پڑھتا ہے فرشتے اس کا درود شریف لینے کے لئے اس کے پیچھے پیچھے دوڑتے ہیں اور لے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کردیتے ہیں۔ اب غور فرمائیے کہ کہاں ہم اور کہاں ہمارا درود شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہو اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہ میں پیش ہو کیونکہ درود شریف کے ساتھ پڑھنے والا کا نام بھی لکھا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درورد شریف بھیجتا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں عطا کرتا ہوں اور میرا محبوب بانٹتا ہے۔ نعمتوں کے قاسم اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ کے خزانے محبوب پاک کے ہاتھ میں ہیں۔ ایک دفعہ محمود غزنوی نے اپنے وزراء' مقربین اور ملازمین سے کہا کہ میرے گھر کا سب سامان لوٹ لو۔ لوٹ مار شروع ہوگئی۔ ایاز سب کچھ چھوڑ کر محمود غزنوی کے پاس آکھڑا ہوا۔ محمود غزنوی نے پوچھا تم کیوں لوٹ میں حصہ نہیں لے رہے۔ اس نے کہا حضور بس نے آپ کو لے لیا۔ ایاز نے محمود کو لے لیا جو تمام سامان کا مالک تھا۔ بلاشبہ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے تمام خزانوں کے مالک ہیں۔ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو لے لیا تمامی خزانوں کو لے لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس عبد کامل ہے۔ عبدیت کا کمال اس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ تمامی چیزوں کی نفی ہوجائے۔ نفی کے معنی ہیں ایک ہی یاد رہے اور کوئی یاد نہ آئے۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم ہو اور میں ہوں اور جس قدر میں نے کائنات بنائی

ہے سب تمہارے لئے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بارگاہ میں کیا کہتے ہیں کہ بار الہ تو ہے میں نہیں ہوں اور جو کچھ تو نے کائنات بنائی ہے سب تجھ پر نثار ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر نفی کہ اپنی تمام چیزیں مالک کی کردیں۔ یہ عبدیت کا کمال ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم عبد کامل ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے درود پاک پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہیں اور وہی اللہ جل شانہ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ اللہ کا قرب بغیر وسیلے کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ اگر کسی کے قلب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو ہرگز نہیں چاہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی ہزاروں ہیں۔ دو نام نامی بمنزلہ ذات کے ہیں' احمد اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ۔ باقی اسمائے گرامی سب صفاتی ہیں۔ اب اندازہ لگاؤ اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت کا جن کے ہزاروں اسمائے گرامی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں درود پاک کثرت سے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور سلسلے کے اوراد اور کلمہ طیبہ کثرت اور پابندی عطا فرمائے۔ اس میں خیر و برکت ہے۔ جب تک عقیدے کی تکمیل نہ ہو زبان دانی سے کچھ نہیں ہوتا۔ عقیدت محبت سے سب کچھ ہوتا ہے۔

۲۹-۱-۱۹۷۲ء :

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں.........

اس عالم دنیا میں ہر انسان مسافر ہے اور دنیا فانی ہے۔ ذات باری تعالیٰ باقی ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا جس کی کوئی حد نہیں۔ جس کی قوتیں لامتناہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ظہور کے لئے عالم دنیا میں بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ظہور رب العالمین ہے۔ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم دنیا میں بھیج کر ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ اے محبوب کہہ دو کہ جس نے آپ کی اتباع کی میں اسے اپنا حبیب بنا لوں گا۔ جس ذات اقدس کی اتباع سے اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنا محبوب بنالے اس محبوب کی شان و عظمت کوئی بیان نہیں کرسکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہی سے مقام محبوبیت ملتا ہے۔ جب یہ حضرات عالم دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو ان کی پیشانی پر "ھذا حبیب اللہ" لکھ دیا جاتا ہے۔ میرے عزیز اولیاء اللہ نے نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کرنے کے بعد مقامات' مدارج اور منزلیں طے کی ہیں۔ اولیاء اللہ اپنے مریدین کو ان کے حوصلے اور ہمت کے مطابق منازل طے کراتے ہیں لیکن اس راہ میں غرق محبت ہونا لازمی ہے۔ اولیاء اللہ تزکیہ بھی کراتے ہیں' تصفیہ بھی کراتے ہیں' مجاہدے بھی کراتے اور مقام عروج پر بھی

پہنچاتے ہیں اور مقام عروج سے تنزل بھی کراتے ہیں۔ اپنے بھائیوں کے قلبوں کی کثافتیں اپنی توجہ سے دھونے کے لئے' صاف کرنے کے لئے' انہیں نزول کرنا پڑتا ہے۔ جب یہ عالم دنیا میں آتے ہیں تو عناصر انہیں پریشان کرتے ہیں۔ خاک کا کام ہے سفلہ پن دکھانا' غرور و تکبر پیدا کرنا۔ ادھر آگ اپنا زور دکھاتی ہے۔ لیکن سالک باخبر جو توجہ شیخ میں ہوتا ہے وہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتدال پر رہتا ہے۔ بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا کرتا ہے اور عبادت بھی کرتا ہے لیکن طمع نہیں رکھتا۔ رب اسے دیکھ رہا ہے۔ ایک دن یہ رب کا محبوب بن کر رہے گا۔

بچہ بڑی غلطیاں کرتا ہے لیکن ماں باپ اس کی غلطیاں نظرانداز کرتے ہیں۔ آپ نہا دھو کر کپڑے بدل کر جمعہ کی نماز کے لئے تیار ہوئے۔ بچے کو فرط مسرت سے گود میں لیا۔ اب بچے کو احساس نہیں کہ باپ نماز کے لئے جارہا ہے۔ اس نے پیشاب کردیا۔ اب کیا آپ بچے کو ماریں گے یا ڈرائیں گے دھمکائیں گے؟ آپ نے ذرا سی صورت بھی بگاڑ دی تو بچہ روئے گا اور اس کے ننھے منے آنسو دیکھ کر آپ اسے پیار کرو گے یا نہیں؟ بس یہی اہل سلوک کا قاعدہ ہے۔ مریدین کتنی ہی غلطیاں کرتے ہیں لیکن ان کا پیار ختم نہیں ہوتا۔ اولیاء اللہ خدا تو نہیں ہوتے لیکن خدا سے جدا نہیں ہوتے۔ انسان کتنے گناہ کرتا ہے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ معاف فرماتے ہیں۔ اب یہ پتہ نہیں کہ معافی مانگنے پر معاف کیا یا پہلے ہی معاف کیا ہوا ہے۔ ہر معافی پر پیار بڑھتا ہے۔ ایک عالم دین حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دل میں یہ خیال کیا کہ ان کا امتحان لینا چاہئے اگر کمالات دیکھے تو ان کا مرید ہوجاؤں گا۔ تین سال بعد کہنے لگے حضرت اب اجازت دیجئے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اجازت ہے لیکن آپ آئے کس لئے تھے۔ جانتے بھی تھے لیکن پھر بھی پوچھا۔ اس لئے کہ پیغمبروں کو حکم ہے اپنا اظہار کرو اور ولیوں کو حکم ہے اپنا آپ چھپاؤ۔ اس عالم دین نے عرض کیا میں تو مرید ہونے کے لئے آیا تھا لیکن آپ میں کوئی خاص کمال یا کرامت نہیں دیکھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے شخص تو تین برس ہمارے ساتھ رہا۔ کیا اس عرصے میں ہمارے اندر کوئی خلاف شریعت بات دیکھی۔ عرض کیا حضرت بالکل نہیں دیکھی۔ فرمایا پھر اس سے بڑھ کر اور کونسی کرامت ہوگی۔ قیود شریعت کے اندر رہنا کیا کوئی معمولی بات ہے۔ عالم دین کہنے لگا یہ تو دیکھا لیکن کرامت نہیں دیکھی۔ آپ نے ایک ہاتھ مارا اسے تین سو کوس دور پہنچا دیا۔ پھر واپس بھی لے آئے۔ پھر فرمایا کچھ دیکھا؟ کہنے لگا حضور سب کچھ دیکھ لیا جو ایک ہاتھ مارنے سے تین سو کوس دور پہنچا سکتا ہے وہ ایک نگاہ ڈال کر خدا سے بھی ملا سکتا ہے۔ فوراً ہی ہاتھ تھام کر خادم و غلام بن گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ پتھر سے زیادہ سخت قلب کو نرم کرنے والی اولیاء اللہ کی نگاہیں ہوتی ہیں۔ فقیر جب سے کراچی آیا ہے کبھی یہ نہیں کہا کہ حلقہ نہیں لوں گا۔ میں اپنی طرف سے نہیں بیٹھا بلکہ بٹھایا گیا ہوں۔ اگر فقیر کے سینے میں کچھ ہے تو محبت کرکے دیکھو ضرور ملے گا۔ اگر

میری ذات میں کوئی خلاف شرع عمل دیکھو تو میرا گریبان پکڑ لو۔ اگر مجھے کسی سے کچھ مانگتا ہوا دیکھو تو میری بات نہ ماننا۔ میں نے ہمیشہ یہ دعا مانگی ہے کہ اے باری تعالیٰ اگر میرا کوئی قدم شریعت اور طریقت کے خلاف اٹھے تو مجھے اس دنیا میں نہ رکھیو۔ میں رعایت کسی کی نہیں کروں گا اور چھوڑوں گا بھی کسی کو نہیں۔ میرا دل گھر سے باہر نکلنے کو بالکل نہیں چاہتا لیکن یہ منشاء قدرت ہے کہ جو چاہتے ہیں وہ کام لیتے ہیں۔ اب مجھے خیبر میل سے لاہور جانا پڑے گا۔ بخدا میں نے کوئی سفر اپنے نفس کی خاطر نہیں کیا۔ یہی لگن ہے کہ مدینہ طیبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں جاؤں اور حاضری دوں اور سکون قلب اور مرادیں پانے کی سعادتیں حاصل کروں۔ میں تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے جاتا ہوں اب یہ اللہ کا کرم ہے کہ اس کے صدقے میں حج کی سعادتیں بھی عطا فرما دیتے ہیں۔

۲۶۔۲۔۷۲ :

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں......

اے عزیز من اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انسان کو بہت سی چیزوں سے نوازا۔ وجود انسان میں ایمان عطا فرمایا۔ مسلمان وہی ہے جس کے پاس ایمان ہے۔ پھر اسے طاقتیں بھی عطا فرمائیں۔ دیکھنے والی طاقت عطا فرمائی' سونگھنے والی طاقت عطا فرمائی' سننے والی طاقت عطا فرمائی' بولنے والی طاقت عطا فرمائی' چلنے پھرنے والی طاقت عطا فرمائی۔ پھر یہ ارشاد فرمایا کہ جس کام کا ہم نے حکم دیا ہے وہ کرو اور جس کا حکم نہ دیا ہے وہ نہ کرو۔ انسان کے پاس اختیار ہے کہ چاہے اچھا کام کرے چاہے برا کام کرے۔ ان پاؤں سے عبادت گاہ کی طرف جائے یا شراب خانے کی طرف جائے۔ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اے مسلمانو! تم اپنے اندر اخلاق پیدا کرو۔ اچھے پاکیزہ اخلاق جنت میں لے جاتے ہیں اور بد اخلاقی جہنم میں لے جاتی ہے۔ اگر اچھے اور برے اخلاق کو چند لفظوں میں سمیٹ دیا جائے تو یہ سمجھ لو کہ مسلمانوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آؤ' ان سے محبت کرو اور کفار کے پیچھے پڑ جاؤ اور ان سے نفرت کرو۔ حضور اکرم فخر بنی آدم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کے لئے طائف تشریف لے گئے۔ اہل طائف نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسا کر آپ کو زخمی کردیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے خون جاری ہوگیا۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا حبیب اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بد دعا کے لئے دست مبارک اٹھا دیں تو ان پر ابھی عذاب نازل ہوجائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دعا کے لئے اٹھائے اور حضرت

CamScanner

جبرئیل امین نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو آپ کو ایذا پہنچا رہے ہیں اور آپ ان کے لئے دعائے خیر فرما رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا بھائی جبرئیل یہ ایمان نہ لائیں گے تو ان کی اولادیں ایمان لائیں گی۔ معلوم ہوا کہ دعا جو کام کرتی ہے وہ بددعا نہیں کرتی۔ ایک خاندانی عورت نے چوری کی لوگوں نے سفارش کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے چھوڑ دیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس نے میرا گناہ نہیں کیا۔ اللہ کا گناہ کیا ہے۔ اسے تو اللہ ہی معاف کرسکتا ہے۔ میں تو اسے سزا دوں گا۔ جب اللہ کا معاملہ آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا قانون نافذ کیا اور جب اپنا معاملہ آیا تو چھوڑ دیا۔ سانپ کو مارنا اور گھاس کو باغ سے نکالنا تاکہ فصل پیدا ہوں۔ یہ دونوں باتیں ضروری ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میرے پیارے محبوب کی اتباع کرلو میں تمہیں اپنی بارگاہ میں محبوب بنالوں گا۔ ان سب باتوں کو سمجھنا ہی پڑے گا ورنہ اتباع کیسے ہوگی۔

تفسیر روح البیان میں لکھا ہے کہ شب معراج اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دو جہانوں کی سیر کرائی اور دونوں جہاں کی کنجیاں پیش کردیں کہ اے محبوب جو چاہے سو کرو حساب نہ لیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی طرف بھی نگاہ نہ ڈالی۔ اگر نگاہیں جمائیں تو اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی کی طرف جمائیں۔ اپنے رب کو ہی دیکھتے رہے۔ دونوں جہانوں کی کنجیاں قبول نہ کیں۔ رب کو ہی قبول کیا اور کیسا قبول کیا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا : **"ماذاغ البصر وما طغی"** کہ میرا محبوب تو مجھے ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا۔ کسی اور طرف نگاہ نہ کی۔ جسے رب مل جائے اسے سب کچھ مل گیا۔ رب کیسے ملتا ہے؟ رہبر سے ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی لئے بھیجے گئے کہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی، غلامی کا شرف حاصل ہوگیا وہی مومن ہوا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک تم ماں باپ، اولاد، مال اور اپنی جانوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرو گے تم مومن نہ ہو گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رہبر کل ہیں۔ ہادئ کل ہیں، رحمت اللعالمین ہیں، شہنشاہ کون و مکان ہیں جناب احمد مجتبیٰ ہیں، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چار خلیفہ بنائے۔ حضورت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا عمرفاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ۔ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولایت تقسیم فرمائی اور حدیث مصافحہ میں ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور جس نے میرے ہاتھ ملانے والے سے ہاتھ ملایا اور جس نے ان سے ہاتھ ملایا وہ سب جنتی ہیں۔ معلوم ہوا خلافت کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ جس قدر بھی اولیائے عظام ہیں، بزرگان دین ہیں ان میں سے کسی کے سلسلے سے بھی منسلک ہو جاؤ آپ کا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمادیا ہے کہ اے محبوب جو تیرا ہے وہی میرا ہے جو تیرا نہیں وہ میرا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان چاروں خلفاء کی

ایسی تعظیم کرنی چاہئے۔ کہ پیغمبر کے بعد ان سے افضل اور کوئی نہیں ہے۔ جو ان کو توہین کرے گا وہ ایمان سے خارج ہو گا خواہ کتنی ہی عبادت کرلے' روئے پیٹے' کچھ نہ بنے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تسلط پانی پر ہے' ہوا پر ہے' زمین پر ہے۔ پھر غور کا مقام ہے کہ جو ان کی شان میں بدایمانی کرے گا پھر وہ کیسے صاحب ایمان رہ سکتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازار میں تشریف لے جا رہے تھے ایک دہی بیچنے والی عورت کا مٹکا ٹوٹ گیا اور زمین سار دہی پی گئی۔ اس نے رو کر فریاد کی کہ اے امیر المومنین آپ کی خلافت میں زمین میرا دہی پی گئی ہے مجھ واپس دلوایئے۔ اپ نے زمین پر کوڑا مار کر فرمایا اس کا دہی اگل دے۔ زمین نے سارا دہی اگل دیا۔ مصر کے گورنر نے خط لکھا کہ اے امیر المومنین یہاں ہر سال دریائے نیل میں طغیانی نہیں آتی ہے۔ طغیانی لانے کے لئے یہ لوگ ایک دوشیزہ کو دریا میں ڈالتے ہیں۔ آپ نے گورنر کو حکم دیا کہ کسی لڑکی کو دریا میں نہ ڈالو اور ہمارا یہ پرچہ دریائے نیل میں ڈال دو۔ پرچے پر لکھا "اگر تو اپنے آپ چلتا ہے تو بے شک نہ چل اور اگر رب کے حکم سے چلتا ہے تو چل تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے اور عمر کا یہ حکم ہے" کہ پرچہ دریا میں ڈالا گیا پھر خوب طغیانی آئی۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کفاروں سے لڑ رہے تھے۔ کفاروں نے پہاڑ کے پیچھے لشکر جمع کیا۔ آپ نے مدینہ طیبہ میں جمعہ کا خطبہ دیتے دیتے آواز دی "یا ساریہ الجبل" لوگوں نے پوچھا یا امیر المومنین آج خطبہ میں یہ کیا فرمایا۔ کہا جب ساریہ رضی اللہ عنہ آئیں تو ان سے پوچھ لینا۔ جب حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ جہاد سے واپس آئے تو انہوں نے فرمایا کہ اگر امیر المومنین آواز نہ دیتے تو ہم ہلاک ہو جاتے ہم ان کی آواز سن کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور دشمن پر حملہ میں پہل کر کے فتح حاصل کی۔ کیا یہ مٹی' پانی اور ہوا پر تصرف نہیں ہے؟ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی پیرہن اتار کر بیٹھے تھے کہ تمازت آفتاب نے آپ کی پشت کو سینک دیا آپ نے مڑکر غیض و غضب سے سورج کی طرف دیکھ کر کہا ہٹتا ہے یا نہیں۔ سورج چھپ گیا۔ اندھیرا چھا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قیامت آ گئی۔ فرمایا نہیں نہیں' عمر کو غصہ آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عمر سورج کو معاف کر دو۔ عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نے معاف کیا سورج پھر باہر آ گیا۔ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء کی شان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے سے ہم کو نسبت اور محبت ہونی چاہئے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی محبت کے نہ ایمان درست ہوگا اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت جس قدر بیان کی جائے تھوڑی ہے۔ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ پر کیا بیان کر سکتے ہیں ہماری کیا حیثیت ہے کہ

زبان کھول سکیں۔ شہدائے کربلا رضی اللہ عنھم کا بیان کرنے کے لئے میں نے حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب کو تجویز کیا ہے۔ جس دن امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی تاریخ مقرر کریں گے تو مولانا صاحب کو بلا کر ان کے بیان سنیں گے۔

۲۷-۳-۱۹۸۱ء :

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں۔

اے عزیز من دنیا کے ہر معاملے میں انسان کو امداد کی ضرورت ہے۔ بغیر اسباب کے دنیا کا کوئی کام نہیں ہوتا۔ دنیا والوں کی نگاہیں اسباب پر ہوتی ہیں اور اللہ والوں کی نگاہیں مسبب الاسباب پر ہوتی ہیں۔ جس کی نگاہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ پر ہیں وہ مطمئن ہیں اور جن کی نگاہیں دنیا پر ہیں وہ مسبب نہیں ہیں۔ جس قدر دنیا کی محبت ہے بے سکونی ہے اور جس قدر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت ہے وہ سکون ہے۔ عبادت عبد کا ایک جذبہ ہے یہ تو خدا کے لئے ہوتی ہے غیر کے لئے نہیں۔ ایسا جذبہ عبادت اگر غیر اللہ کے لئے ہوگا تو یہی شرک اور کفر ہو جائے گا۔ عبادت ایک جذبہ ہے جو مومن مسلمان کے قلب میں پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ جذبہ توجہ شیخ سے پیدا ہوتا ہے' نگاہ مرد مون سے ہوتا ہے' دعائے قلبی سے ہوتا ہے۔ تعظیم اور محبت کو عبادت نہیں کہتے۔ اگر کسی نے تعظیم اور محبت کو عبادت تصور کیا ہے تو اس کی بھول ہے۔ یہ تعظیم اور محبت ہر مقام پر کام آتی ہے لیکن یہ عبادت تصور نہیں کی جاتی۔ پھر یہ کیا ہے؟ یہ اسلام کی جان ہے۔ در حقیقت جس انسان کے پاس ضابطہ اخلاق نہیں بخدا اسے نور ایمانی حاصل نہ ہوگا۔ مومن کا قلب جلوہ گاہ رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ مومن کے قلب میں رہتے ہیں۔ اگر تعظیم اور محبت کی کیفیات اور لذتیں آپ کو حاصل کرنی ہیں تو مدینہ طیبہ چلے جاؤ۔ پھر جب آپ کسی سے ملیں گے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اللہ کے رسول کی تعریف کریں گے اور اپنی محبت کا اظہار کریں گے۔ ہر شخص ملتے ہی پہلے کہے گا مرحبا' مرحبا' مرحبا۔ اور اگر کسی معاملے میں مزاجی کیفیات بدل گئیں اور کچھ بے ربط اور بے ضابطہ الفاظ نکلنے لگے تو سامنے والے دکاندار کہتے ہیں صلی علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بس یہ سنتے ہی وہ ادھر چلے گئے یہ ادھر ہو گئے نہ کوئی رنجش رہی نہ کوئی جھگڑا رہا۔ اگر پھر بھی کوئی معاملہ رہ جاتا ہے تو لوگ غلطی کرنے والے کو دوسرے فریق کے گھر عید کے دن لے جاتے ہیں۔ بس میزبان سمجھ لیتا ہے کہ یہ میرے گھر آگیا ہے اس کا منشا صلح کرنے کا ہے بس پھر چائے کا دور چلتا ہے۔ لیکن تسلی ابھی نہیں ہوئی۔ وہ منتظر اس بات کے ہیں کہ میزبان اپنی جھوٹی چائے آنے والے کو پلا دے۔ بس اسی وقت لوگ کہتے ہیں مرحبا مرحبا۔ کیا کرم نوازیاں ہیں۔ خانہ کعبہ کے پرنالے کا رخ بھی

مدینہ طیبہ کی طرف ہے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کا منشا بھی یہی ہے کہ اسی طرف چلے جاؤ۔ اگر کسی شخص کی دکان کسی گھر میں ہو تو برابر سڑک کے ایک بورڈ لگا دیتا ہے کہ اس رخ پر چلے جاؤ سودا ادھر ملتا ہے۔ اور یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ بے شک تم نے حج کر لیا ہے لیکن اگر حج قبول کرانا ہے تو اس طرف چلے جاؤ جدھر پرنالے کا رخ ہے۔ اس طرف مدینہ طیبہ ہے اور محبوب رب العالمین سبز گنبد میں تشریف فرما ہیں وہاں چلے جاؤ۔ پھر ہو گا کیا؟ تم نے جو حج کیا ہے اس پر مقبولیت کی مہر لگ جائے گی۔ خانہ کعبہ پر جو نور کی بارش ہو رہی ہے اس نور کا رخ مدینہ طیبہ کی طرف ہے۔ ایمان والے اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں دنیا کے سودے کا خیال دل میں نہیں لاتے۔ جس قدر ان اللہ والوں کی محبت میں بیٹھا جائے سکون قلب نصیب ہو جائے گا۔ ۱۹۶۰ یا ۱۹۶۲ء عیسوی کا یہ واقعہ ہے کہ یہ فقیر حج پر جانے کی نیت سے ہوائی اڈے پر گیا۔ جہاز لیٹ تھا۔ ایک نورانی صورت نظر آئی۔ حاجی محمد شریف صاحب جو ڈھاکہ کے رہنے والے تھے۔ فرمایا دعا کرنا کہ میں بھی حج کروں۔ ایک سال بعد تشریف لائے اور فرمایا جی چاہتا ہے کراچی آؤں تو آپ کے پاس رہوں۔ میں نے کہا ضرور تشریف لائیں آپ کو کوئی روک نہیں سکتا۔ چند روز ہوئے وصال فرما گئے۔ اگر کوئی اس عاجز سے محبت کرتا ہے تو محبت کا جواب تو محبت سے دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا بے پناہ کرم ہے کہ اس نے اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی ہوئی ہے۔ اگر ہمار خاتمہ ایمان پر ہوا تو سمجھ لینا کہ یہ کارروائی صحیح ہے۔ میں بے علم آدمی ہوں لیکن میرے حلقے میں قلبوں کو صاف کر کے بیٹھو' بیدار رہو۔ جو میرے حلقے میں سوتے رہے ان کا انجام اچھا نہیں دیکھا۔ اگر میرا کوئی عمل خلاف شریعت اور طریقت دیکھو ضرور مجھے بتاؤ۔ آپ کو حق حاصل ہے مجھے روک سکتے ہو سمجھا سکتے ہو۔ اگر آپ کا قدم غلط اٹھے گا تو میں ضرور کہونگا۔ دوست کا کام ہی یہی ہے کہ دوست کو ہلاکت میں جاتا ہوا دیکھے تو اسے ہلاکت سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل نیک کی توفیق عطا فرمائے

۷۲-۴-۸ :

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں....

اے عزیز اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جو اپنی مخلوق کو پیدا فرمایا ہے تو کھانے پینے کے لئے نہیں بلکہ اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ جو ان کی بندگی کا حق ادا کرے گا اللہ تعالیٰ جل شانہ اسے بے شمار نعمتیں عطا فرما دیں گے۔ جو ان کا شکر گزار بندہ بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اسے اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرما دے گا۔ اسے توبہ کی توفیق عطا فرما دے گا۔ اور اس کا قلب اپنی بارگاہ کے مقبول بندوں کی طرف رجوع کر دیں گے جو اسے صحیح راہ دکھائیں

CS CamScanner

گے اور ان کی بارگاہ تک پہنچائیں گے۔ جس نے دنیا کی نعمتوں کا شکر ادا کیا اور اللہ تعالیٰ جل شانہ اسے آخرت میں بھی بے شمار نعمتیں عطا فرما دیں گے۔ جن کی کوئی انتہا ہی نہیں۔

ولایت کوئی فلسفیانہ اور مصنوعی یا بناوٹی نام نہیں۔ یہ کوئی کھیل تماشہ نہیں۔ فضل خدا داد ہے۔ قرب خدا' نسبت خدا کا نام ولایت ہے۔ اندازہ لگاؤ جب کوئی انسان مجرم کی حیثیت سے دنیا کی عدالت میں پیش ہوتا ہے تو اس عدالت کا ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔ ہوش ہوتے ہیں لیکن ہیبت بھی ہوتی ہے۔ سوچ سمجھ کر بولتا ہے۔ رفتار اور تیور بدلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ دنیاوی حاکم کے سامنے کا معاملہ ہے۔ جنہیں قرب خداوندی حاصل ہوگا ان کا کیا عالم ہوگا۔ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہی رہتے ہیں۔ کیا کوئی گمراہ انسان انعام کا مستحق ہو سکتا ہے؟ کیا منطق اور فلسفے سے قرب الٰہی حاصل ہو سکتا ہے؟ ہر گز نہیں اولیاء اللہ کے نزدیک یہ راہیں محبت سے' عقیدت سے' توجہ شیخ سے طے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ہر انسان کو قوتیں اور اختیارات دے کر بھیجا ہے۔ یہ اپنے ارادے سے کھا پی بھی سکتا ہے' کسی کو کوئی چیز دے بھی سکتا ہے' کسی سے کوئی چیز لے بھی سکتا ہے۔ اپنی بے شمار خواہشات کو اپنے اندر رکھتے ہوئے اپنی خواہشات کو ترک بھی کر سکتا ہے۔ اپنے اختیارت اور قوتوں کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت میں قربان بھی کر سکتا ہے۔ جو اپنے اختیارات اور قوتوں کو اللہ کی محبت میں قربان کر دیتا ہے۔ پھر ان کی ذات پر پورا بھروسہ کر کے اور ان کی محبت میں غرق ہو کر عرض کرتا ہے اے بار الہ جو تو چاہے اس عاجز سے کام لے لے۔ جب تمام قوتیں اور اختیارت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت سے چھوڑ دیتا ہے' قربان کر دیتا ہے پھر اس کی سماعت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی سماعت ہوتی ہے' اس کی بصارت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بصارت ہوتی ہے۔ اس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اس کی آنکھیں اللہ کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ پھر بظاہر انسان بولتا ہے لکن آواز اللہ کی ہوتی ہے۔ حدیث قدسی ہے رب تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا : **"اولیاء تحت قبائی لایعرفهم غیری"** (یہ اولیاء اللہ میرے قبا کے نیچے چھپے ہوئے ہیں' میرا غیر انہیں نہیں دیکھ سکتا۔ اللہ کی قبا کیا ہے؟ اور اللہ کا غیر کون ہے؟ اللہ کی قبا اس کی شان کبریائی ہے اور اللہ کا غیر وہ ہے جس کے عقیدے خراب ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے راشن کارڈ دنیا والوں کے ہاتھ کے بنے ہوئے ہیں وہ گمراہ ہیں۔ جس قدر بھی اللہ کی مخلوق ہے سب کا راشن کارڈ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے بنائے ہوئے ہیں۔ یہ انہیں اولیاء اللہ کا ادب حاصل ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت حاصل ہے۔ وہ اپنی عقل ناقص سے سوچتے رہتے ہیں اور شیطان کو اپنا دوست بنا لیتے ہیں۔

اہل ذکر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی یاد اور اس کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں تو ان کی زبان کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ذکر کی ایسی عادت ہو جاتی ہے کہ زبان کو حرکت دیں یا نہ دیں' اللہ اللہ کہتے رہتے ہیں۔ پھر انسان کے اعضاء بغیر ارادے اور بغیر حرکت کے بھی کام کرتے رہتے ہیں۔ زبان رک جاتی ہے تو قلب اللہ اللہ کہتا ہے۔ زبان جب

CamScanner

اللہ اللہ کہتی ہے تو ایک دفعہ اللہ کہنے کا ثواب ملتا ہے اور دل جب ایک دفعہ "اللہ" کہتا ہے تو ایک دفعہ میں ۲/۱-۳ کروڑ دفعہ کہہ دیتا ہے۔ یہ اولیاء اللہ کا ذکر ہے اور وظیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ انسان کے جسم میں ۲/۱-۳ کروڑ بال ہیں اور اس قدر سوراخ ہیں اور ہر اعضا کا تعلق انسان کے قلب سے ہے۔ جب قلب اللہ کہتا ہے تو ہر رونگٹے سے اللہ کا ذکر بلند ہوتا ہے۔ اسی کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ اے عزیز من ہم کیا اللہ کا ذکر کریں گے۔ جانور بھی ذکر کرتے ہیں۔ ایک دفعہ سیدنا نبینا موسیٰ علیہ السلام جنگل میں تشریف لے جا رہے تھے۔ دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک درخت پر ایک چڑیا بیٹھی اللہ کا ذکر کر رہی ہے۔ اللہ اللہ کہہ رہی ہے اور ایک سیکنڈ کو بھی اس کی زبان نہیں رکتی۔ موسیٰ وہیں کھڑے ہو گئے صبح سے شام ہو گئی پھر شام سے صبح ہو گئی اور اللہ کا ذکر ختم نہ ہوا۔ بارگاہ رب العزت میں عرض کیا اے باری تعالیٰ میں نے ایک پرندہ دیکھا جو تیرے ذکر میں مشغول ہے میں اس کے احوال سے واقف ہونا چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ(علیہ السلام)میں نے اس پرندے کو حکم دیا ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) میرا پیغمبر ہے اس کے سوال کو جواب دو۔ چنانچہ اس چڑیا نے کہا اے پیغمبر خدا آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ یہ تو اللہ کا ذکر کب سے کر رہی ہے۔ کہا اس مقام پر بیٹھے اللہ کا ذکر کرتے ہوئے چالیس برس گذر گئے۔ میں تو اللہ کے حکم کی وجہ سے آپ سے، بات کر رہی ہوں و گرنہ چالیس برس تک صرف اللہ کا ذکر کرتی رہی اور اپنی زبان بالکل نہیں روکی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے چڑیا تیری کوئی خواہش ہو تو بیان کر۔ چڑیا نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام مجھے کچھ ہوش نہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنا نام لینے کی برکت سے وہ لذتیں عطا فرمائی ہیں کہ میں ان لذتوں کا بیان ہی نہیں کر سکتی۔ ہاں میری چونچ اس قدر خشک ہو گئی ہے کہ جی چاہتا ہے پانی ہو تو چونچ تر کر لوں۔ چڑیا نے کہا مجھے پانی کا ہوش نہیں یہی خطرہ ہے کہ اگر پانی لینے چلی گئی تو میرا انتقال نہ ہو جائے اور میں اللہ کے ذکر سے محروم نہ ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہمین اپنا نام صحیح لینے کی اور صحیح نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ذکر کی حقیقت، ذکر کے مقامات، ذکر خفی و ذکر جہر، ذکر زبان، ذکر قلب اور ذکر روح وغیرہ کا بیان یہ فقیر کر چکا ہے۔ ذکر کی حقیقت انشاء اللہ العزیز پھر بیان کرے گا۔ جو کچھ بھی بیان ہوتا ہے محض اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے ہوتا ہے۔ اور بخدا میرے رب رسول کی بے پناہ کرم نوازیاں ہیں۔ اور کرم کی بارش اس عاجز پر بھی ہو رہی ہے اور حلقہ رحمانی پر بھی ہو رہی ہے۔ یہ خیال کیا کرو کہ ہمارا قلب ذکر کے لائق نہیں، ہم میں بیداری نہیں، ہم میں غفلت ہے۔ بلکہ یہ خیال کیا کرو کہ جب بارش ہوتی ہے تو خواہ زمیں ہموار ہو یا غیر ہموار ہو بارش سب جگہ ہوتی ہے لیکن پیداوار اس زمین میں ہوتی ہے جو ہموار ہو چکی ہے یعنی اس میں تخم بو دیا ہے ہل چلا دیا ہے پانی وغیرہ ضرورت کے مطابق دے دیا ہے اس میں سبزی اللہ کے حکم سے

CamScanner

نمودار ہو گی۔ **وما توفیق الا باللہ وما علینا الاالبلاغ۔**

۲۷-۴-۱۵ء :

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں.....

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب پر نبوت ختم کی اور کیسی نبوت کہ آپ کو نور مجسم بنایا رحمت اللعالمین بنایا۔ تمام عالموں کے لئے آپ رحمت ہیں اور موجود ہیں اور حاضر و ناظر ہیں۔ اپنے خلفاء میں سے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو اللہ کے حکم سے اولیاء کا امام بنایا۔ کار ولایت اپ کے دم سے ہے۔ مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کو اولیاء کا امام بنایا ہے۔ اولیائی تحت قبائی۔ میرے اولیاء میرے قبا کے نیچے چھپے ہوئے ہیں۔ میرا غیر انہیں نہیں پہچان سکتا۔ یہ حدیث قدسی ہےاور یہ فقیر بیان کرچکا ہے۔ اولیاء اللہ وہ ہیں جنہیں اپنے رب کی نسبت حاصل ہوئی۔ نسبت دو قسم کی ہے ایک نسبت لازم اور ایک نسبت متعدی جنہیں نسب لازم حاصل ہوتی ہے وہ اپنے آپ کو چھپاتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت اور معرفت حاصل ہوتی ہے۔ یہ مخلوق سے علیحدہ رہتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتے۔ یہ صرف اسی کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ رب تعالیٰ جل شانہ کی محبت میں ایک گوشے میں پڑے رہیں اور رب کو یاد کرتے رہیں۔ دوسری نسبت متعدی ہے۔ یہ حضرات اللہ کی نسب حاصل کرنے کے بعد اللہ کی محبت میں بھی غرق رہتے ہیں اور اللہ کی مخلوق کی خدمت بھی کرتے ہیں۔ نظام عالم انہیں کی ذات سے وابستہ ہے۔ یہ حضرات مخلوق خدا کے قلبوں پر نگاہیں ڈالتے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے وہ قوتیں عطا فرمائی ہیں کہ بغیر کسی مجاہدے کے جسے چاہیں اپنے جیسا بنا دیں۔ ان کی ہمتیں بڑی وسیع ہوتی ہیں بڑے بلند حوصلہ ہوتے ہیں۔ نظام عالم انہیں سے وابستہ ہے۔ جس مقام پر یہ ہوتے ہیں وہ مقام روشن ہو جاتا ہے اور خوشبوؤں سے مہکتا ہے۔ ایسے بزرگوں سے جسے محبت ہو جاتی ہے انہیں یہ خوشبو ہمیشہ آتی رہتی ہے۔ در حقیقت ولایت کی پہچان کرامت نہیں استقامت ہے۔ یہ استقامت ایسے ہی حاصل نہیں ہوتی۔ بڑا مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر گزرا بندہ بنا ہوتا ہے۔ کسی وقت بھی اپنے رب کی شکایت نہیں کرتے، تعریف ہی کرتے ہیں۔ بڑے بڑے امتحانوں سے گذرتے ہیں لیکن ہر امتحان میں کامیاب ہوتے ہیں۔ یہ اولیاء اللہ جنہیں نسبت متعدی حاصل ہوتی ہے۔ جسے چاہئیں اپنا جیسا بنا دیتے ہیں جیسا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ ایک نانبائی آپ کے مہمانوں کے لئے کھانا پکا کر بھیجا کرتا تھا۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا، حضور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کتنے مہمان آنے والے ہیں تو اتنا ہی کھانا تیار

کر کے بھیجا کروں۔ حضرت نے فرمایا یہ بات تو ہماری بلی سے پوچھ لیا کرو۔ جس مقام پر یہ اولیاء اللہ ہوتے ہیں تو وہ مقام خوشبوؤں سے مہکتا ہے اور روشنیاں دور سے نظر آتی ہیں۔ اس بلی کو بھی روشنی حاصل تھی۔ ایک دن نانبائی نے بلی سے پوچھا بتاؤ آج کتنے مہمان آئیں گے۔ بلی نے تین بار میاؤں میاؤں میاؤں کیا۔ مہمان چار آ گئے۔ نانبائی نے بلی سے پوچھا بتاؤ تم نے آج جھوٹ کیوں بولا۔ بلی نے غصے سے ایک شخص کا دامن منہ میں لے لیا اور گھسٹنے لگی۔ وہ شخص بولا یہ بلی سچی ہے۔ میں ہندو ہوں اور ویسے ہی آزمانے کے لئے آیا تھا مجھے کلمہ پڑھائیے اور مسلمان بنائیے۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ حضرت اس نانبائی سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا جو چاہو سو مانگ لو۔ یہ تو اولیاء اللہ کی شان ہے پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات کا کون اندازہ لگا سکتا ہے وہ مالک کل ہیں مختار کل ہیں۔ نانبائی نے عرض کیا حضور مجھے اپنے جیسا بنا دیں۔ خواجہ باقی باللہ نے فرمایا یہ نہ مانگ تیرے اندر اسے برداشت کرنے کی طاقت نہیں۔ اگر تو کہے تو تجھے بادشاہ بنا دوں۔ نانبائی نے عرض کیا حضور میں تو یہی چاہتا ہوں مجھے اپنے جیسا بنا دیں۔ فرمایا اچھا غسل کر کے آ۔ جب وہ غسل کر کے آیا تو اپنے حجرے میں لے گئے۔ سینے سے لگا کر جو ضرب لگائی تو اس نانبائی کی زبان سے اللہ اللہ نکلنے لگا۔ جب باہر نکلے تو سب سمجھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے ہو بہو لگ رہے ہیں۔ تھوڑی دیر میں ضربیں لگاتے لگاتے گرا اور جان بحق تسلیم ہو گیا۔ لوگوں نے کہا حضرت کا وصال ہو گیا۔ اتنے میں خواجہ باقی باللہ باہر تشریف لے آئے اور فرمایا یہ تو نانبائی ہے۔ کوئی انسان کیسا ہی دانشمند ہو اولیاء اللہ کو پہچان نہیں سکتا۔ باوجود ساتھ ساتھ رہنے اور اٹھنے بیٹھنے کے اہل ظاہر ان اولیاء اللہ کو نہیں پہچان سکتے۔ ولی کو ولی ضرور پہچان لیتا ہے لیکن ولی کے مقام کو نہیں پہچان سکتا۔ یہ حضرات بھی وہی غذا کھاتے ہیں جو سب کھاتے ہیں لیکن ان کی روزی پاک صاف ہوتی ہے' ان کے خیالات پاک صاف ہوتے ہیں' ان کی نگاہ پاک صاف ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ذکر تنہائی میں کیا کرو اور درود پاک جس قدر پڑھ سکو پڑھا کرو۔ درود پاک کی فضیلت حضرت فضیل بن عیاض کے ملفوضات سے معلوم ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حج پر گیا تو طواف کعبہ کے دوران ایک شخص کو دیکھا جو طواف میں دعائیں پڑھنے کے بجائے درود پاک پڑھ رہا تھا۔ بعد طواف میں نے اس پکڑ لیا اور کہا تمہیں کوئی دعا یاد نہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہر طواف کی الگ الگ دعا ہے۔ اس نے کہا حضرت سب دعائیں یاد ہیں لیکن میں درود پاک ہی پڑھتا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو۔ کہنے لگا ایک دفعہ میں اپنے والد کے ہمراہ حج کے لئے نکلا جب کوفہ پہنچا تو میرے والد کا انتقال ہو گیا۔ میں نے ان کے اوپر ایک کپڑا ڈال دیا۔ ہوا سے جو کپڑا ان کے اوپر سے ہٹا تو میں نے دیکھا کہ ان کی صورت گدھے کی بن گئی۔ میں بہت غمگین ہوا اور سوچنے لگا کہ اب لوگوں کو کفن دفن کے لئے کیسے بلاؤں۔ اس حالت میں میرے آنکھ لگ گئی۔

CS CamScanner

دیکھا ایک نہایت ہی حسین بزرگ جن کا مبارک چہرہ چمک رہا تھا جسم مبارک سے خوشبو آ رہی تھی تشریف فرما ہوئے اور مجھ سے پوچھا کہ کیوں غمگین ہو۔ میں نے عرض کیا کہ میرے والد کی صورت ایسی ہو گئی ہے۔ ان بزرگ نے اپنا دست شفقت میرے والد کے چہرے پر پھیر دیا دیکھا تو میرے والد کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکنے لگا۔ میں نے ان بزرگ سے پوچھا حضور اپنا اسم گرامی تو بتائیے۔ میں محمد ہوں۔ تیرا والد سود کھاتا تھا اور یہ اللہ کا حکم ہے کہ جو سود کھاتا ہے اس کا چہرہ گدھے کی طرح ہو جاتا ہے لیکن یہ روزانہ درود پاک پڑھتا تھا۔ آج اس کا درود نہیں پہنچا تو فرشتوں نے بتایا کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں نے رب کی بارگاہ میں اس کے لئے دعا کی۔ رب نے میری دعا قبول فرمائی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو درود پاک کثرت سے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۲-۴-۷۲ء :

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے۔

اے عزیز من! رب تعالیٰ جل شانہ کی بے شمار نعمتیں جو انسان کو روزانہ عطا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر حال میں ہمارا رب ہے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے بندے بنے رہیں کسی اور کے بندے نہ بنیں۔ گذشتہ حلقے میں اس فقیر نے بیان کیا تھا کہ ولایت کی شرط استقامت ہے کرامت نہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے کہ وہ انسان جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور پھر اس میں استقامت اختیار کی وہ نہ ڈریں اور نہ رنجیدہ ہوں اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا ہے انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا اور دنیا اور آخرت میں فرشتے ان کی مدد کریں گے وہ سچا ہے اور اس کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ اب یہ سمجھنا چاہئے کہ استقامت کیا ہے؟ استقامت کے لئے امتحان لیا جاتا ہے۔ یہ امتحان اولیاء اللہ سے ہی ہیں جو ان امتحانوں میں پورا اترتا ہے اسے ولایت کی سند ملتی ہے۔ فاقے بھی کرنے پڑتے ہیں۔ دنیا دشمن بن کر بھی سامنے آتی ہے' اپنے بیگانے بھی ہو جاتے ہیں۔ مصیبتوں کی آندھیاں بھی آتی ہیں۔ دوست کی شکل میں شیطان آکر دشمنی کرتا ہے۔ ان بلاؤں میں جب ثابت قدم رہتا ہے تو اسے استقامت حاصل ہوتی ہے۔ جب اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا ہے تو جس قدر یہ ایثار کرتا ہے اس سے بہت زیادہ اس کے رب کی طرف سے اسے انعام عطا ہوتا ہے۔ وہ انعامات عجیب و غریب ہیں۔ کسی کا قلب سیراب ہو جاتا ہے کسی کی نگاہیں اس قدر عطا کی طاقتیں لئے ہوئے ہوتی ہیں کہ کسی نے ان سے محبت کی' ادھر خیال کیا ادھر اس کی دنیا بدل گئی۔ جب یہ انسان مصائب سے گھبراتا نہیں تو ابرار ہو جاتا ہے' اوتاد ہو جاتا ہے' ابدال ہو جاتا ہے قطب ہو جاتا ہے' صاحب خدمت ولی ہو جاتا ہے' خدا معلوم کیا سے کیا ہو

جاتا ہے۔ رب تعالٰی جل شانہ نے اپنے چاہنے والوں کے سینوں میں بڑی بڑی قوتیں عطا فرمائی ہیں۔ کیا کوئی ایسی بات ہے جو یہ کہیں اور رب نہ کرے۔ ولی ہوتے ہیں' سالک ہوتے ہیں' مجذوب بے خبر بھی ہوتے ہیں' باخبر بھی ہوتے ہیں۔۔ سالک اپنے کام کا بھی ہوتا ہے اور دوسروں کے کام کا بھی ہوتا ہے۔ سالک با اختیار بھی ہوتے ہیں جس کے لئے کہا ولی ہوگا وہ ولی ہی ہوگا پھر اس کی استقامت کے لئے بھی دعا کرتے ہیں۔ شریعت اور طریقت' جذب و سلوک' ان کی کیفیات اور حالات عجیب و غریب ہیں۔ مولانا غلام محی الدین قصوری بڑے خدا رسیدہ عالم باعمل اپنی خانقاہ میں بیٹھے درس دے رہے تھے کہ ایک فقیر مجذوب بالکل برہنہ مستی کے عالم میں آپ کی مسجد میں داخل ہو گیا۔ مولوی صاحب کی نگاہ پڑی تو ارشاد فرمایا اسے باہر نکالو یہ مسجد میں ننگا گھس آیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور یہ بڑا سیف زبان ہے جو کہتا ہے ہو جاتا ہے۔ ہم اسے ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ مولوی صاحب اٹھے اور اس مجذوب کو ہاتھ پکڑ کر مسجد سے باہر نکال دیا۔ رات عالم خواب میں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار لگا ہوا تھا ہے اور وہ مجذوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں پڑا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ یہ میرا پیارا ہے۔ دوسرے دن پھر تعلیم دے رہے تھے کہ وہی مجذوب پھر مسجد میں ننگے آ گئے۔ آپ نے پھر ہاتھ پکڑ کر اسے باہر نکال دیا۔ دوسری شب پھر وہی خواب دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک سنا کہ یہ میرا پیار ہے۔ تیسرے دن پھر وہی مجذوب مسجد میں ننگے آ گئے۔ مولوی صاحب نے پھر اسے باہر نکال دیا۔ تیسری شب پھر بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مولوی غلامی محی الدین تم نے نہیں سنا کہ یہ مجذوب میرا پیار ہے جو اسے ایذاء پہنچائے گا وہ مجھے ایذاء پہنچائے گا۔ مولوی صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں معافی چاہتا ہوں۔ تین روز تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سنا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نے جو کچھ کیا آپ کی شریعت کے تحت کیا کہ مجھے ان مجذوب کا مرتبہ معلوم ہے انہیں کے صدقے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا لیکن میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مقدسہ کی پیروی کر رہا ہوں۔ ارشاد ہوا۔ مولوی غلام محی الدین تم شریعت میں پکے ہو یہ طریقت میں پکا ہے۔ تم بھی میرے پیارے ہو یہ بھی میرا پیارا ہے۔ شریعت' طریقت' سالک' مجذوب اور سب کی حقیقت ان کے اظہار سے واضح ہو جاتی ہے۔ سب میرے روحی دوست ہیں۔ جو میرے مرید ہیں وہ بھی میرے روحی دوست ہیں اور جو میرے مرید کے مرید ہیں وہ بھی میرے روحی دوست ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں سمجھنا۔ درخت ہیں تو پتے ہیں اور پتے ہیں تو سایہ ہے۔ مجرم میرا' سزا میں دوں' آپ سزا نہیں دے سکتے۔ میرے جذبات کا آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ میرا جذبہ پدری ہے یا انتقامی ہے۔ دشمنوں سے انتقامی جذبہ ہوتا ہے اور اولاد سے پدری ہے' قلبی اور روحی جذبات کے تحت اظہار محبت ہوتا ہے' خواہ جوش کے ساتھ ہو خواہ رحم کے ساتھ

CamScanner

ہو۔ میرے عزیزوں، میرے روحی دوستوں، اگر مجھے خوش رکھنا چاہتے ہو تو آپس میں اتفاق اور محبت کی بات پیدا کرو۔ ہدایت کی ڈیوٹی فقیر کی ہے۔ آپ کی نہیں۔ میری اولاد آپ کے بہن بھائی ہیں۔ اگر بھائی کو غلط راہ پر دیکھو تو محبت سے سمجھاؤ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ فقیر ایک ہی مقام سے بولتا ہے؟ نہیں نہیں نہ معلوم کہاں کہاں سے تار جڑتے ہیں۔ میں بے علم انسان ہوں۔ میری ڈیوٹی ہے کہ قلبوں پر نگاہ ڈالوں اور انہیں نیکی کی طرف مائل کروں۔ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ان لوگوں میں بیٹھو کہ جہاں بیٹھنے سے تمہیں خدا یاد آئے۔ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ کیا ان کی محبت میں بیٹھنے سے خدا یاد نہیں آئے گا؟ فقیر دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔ جاسوسی صرف خاموشی سے ہی نہیں ہوتی۔ کبھی اپنوں کی برائی کرکے دوسروں کے دل کا حال معلوم کیا جاتا ہے۔ زندگی کھانے پینے کا نام نہیں۔ انسان کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ذکر کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تا کہ باری تعالیٰ فرشتوں کو دکھائیں کہ دیکھو یہ میرے اولیاء اللہ ہیں جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنھوں نے لوگوں کو میرا جلوہ دکھا کر میری طرف مائل کیا۔ وما توفیق الا باللہ وما علینا الا البلاغ۔

۷۵۔ ۴۔ ۲۴ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں۔

اے عزیز من! علم سلوک وہ علم ہے جو بے ذوق اور بے طلب حاصل نہیں ہوتا۔ اگر کوئی بچہ خرد سالی میں یہ دعویٰ کرے کہ مجھے دنیا کی تمام معلومات حاصل ہیں اور میں سب چیزیں جانتا ہوں تو یہ درست نہیں۔ پیغمبر خدا پیدائشی نبی ہوتے ہیں۔ وہ بھی یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ ہم سب کچھ جانتے ہیں۔ بچہ فطرت سلیم پر پیدا ہوتا ہے۔ بچے کو ہر وقت ضرورت ہے اور وہ ہر وقت اپنے والدین سے مانگتا ہی رہتا ہے۔ بچے کی طلب اس کی گفتار اور کردار دیکھ کر والدین اندازہ لگاتے ہیں کہ یہ بچہ ہونہار ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ہر انسان کو ایک ذاتی شعور عطا فرمایا ہے وہ کسی کی میراث نہیں۔ اس کی ذاتی میراث ہے۔ جس انداز سے چاہتا ہے اپنے شعور کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے اندر ایسی کئی چیزیں ہوتی ہیں جنہیں وہ سمجھتا تو ہے لیکن بیان نہیں کرتا۔ لیکن وہ بچہ بھی ماں باپ کا محتاج ہے۔ ماں باپ سے مانگے گا۔ جو ماں باپ کی تعظیم کرے گا اسے کچھ ملے گا اور جو خود کو قابل سمجھے گا اسے کچھ نہیں ملے گا۔ مانگ کر بھی ملتا ہے اور بے طلب بھی ملتا ہے۔ یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس میں کس قدر شعور ہے اور قوت برداشت ہے۔ پھر بھی اس کی کسی ادا پر عطا ہوتا ہے۔ بچہ کی کوئی بات بھی بھلی معلوم ہوئی تو عطا فرمادیا گیا۔ ہر انسان کے اندر بہت سے جذبات ہوتے ہیں۔ جب ان جذبات کا سمجھنے والا کوئی نہیں ہوتا تو وہ اندر ہی اندر گھٹتا ہے اور جلتا ہے۔ اگر اس کے جذبات کا اظہار ہوجائے اور اس کی مہارت و خوبیوں کو تسلیم کرلیا جائے تو اس میں اس

CamScanner

کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ انسان کے جذبات عقلی اور شعوری بھی ہوتے ہیں اور روحانی بھی۔ جس قدر انسان کا ظرف ہے اسی قدر اس میں صبر ہے اور اسی قدر وہ راز حاصل کرتا ہے۔ راز کا افشا اس کی قابلیت اور علم پر ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ اس وقت بیان شروع کرتے تھے جب رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا تشریف لاتیں۔ فرماتے تھے کہ جب تک کوئی سمجھنے والا ہی نہ ہو تو میں کیا بیان کروں۔ فقیر بھی اس وقت بیان کرتا ہے جب کوئی سمجھنے والا، سوال کرنے والا موجود ہے۔ اچھی غذا اسے کھلائی جاتی ہے جو کھاکر کہے سبحان اللہ! کیا اچھا کھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بھی قرآن شریف میں ارشاد ہے کہ : "تم تفکر سے کام لو" اہل تفکر کون ہیں؟ جو اللہ کی محبت میں اس کی صنعت کاریاں دیکھ کر خاموش بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر آنکھیں بند کرکے اس کی محبت میں غوطہ زن ہوجاتے ہیں پھر جب آنکھیں کھولتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی صنعت کاریوں کو دیکھ کر بے حد خوشی محسوس کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے معبود تونے جس مقام پر جو چیز تجویز فرمادی وہیں خوب ہے۔ یعنی ہر شے اپنے مستقر پر قائم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے : "یہی اہل تفکر ہیں اور یہی اہل تدبر ہیں۔" جب یہ میری صنعت کاریاں اور انعام و اکرام دیکھ کر اپنے آپ سے باہر نہیں ہوتے یعنی اپنی خودی میں رہتے ہیں تو یہی اعتدال پر رہنا ہے۔ اور کوئی ان کی صورت دیکھ کر یہ پہچان نہیں سکتا کہ یہ کس قدر اللہ تعالیٰ اور ان کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار ہیں۔ یہ خاموش رہتے ہیں۔ ان کی خاموشی ہی تفکر ہے۔ اہل تفکر، اہل تشکر بھی ہوتے ہیں۔ جو بھی ان پر کرم کی بارشیں ہوتی ہیں اور جو لذات اور کیفیات انہیں حاصل ہوتی ہیں تو اسے اپنی دماغی اور خاندانی قابلیت نہیں سمجھتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمارے قلب کو اپنی طرف رجوع کرلیا اور اپنی صنعت کاریاں اور کمالات سمجھنے کی توفیق عطا فرمادی۔ مسلسل غور و خوض اور فکر کرنے سے یہ رابطہ قائم ہوتا ہے۔ یہ رابطہ بغیر تصور شیخ کے ممکن نہیں۔اے عزیز من! تصور شیخ نشانہ ہے بغیر نشانہ کے تیر کیسے چلیں گے؟

اے عزیز من! یہ بات یاد رکھنے کی ہے جہاں غرض نہ ہوگی وہاں محبت کے ڈیرے لگ جائیں گے۔ بغیر تصور شیخ کی درستگی کے مراقبہ درست نہیں ہوسکتا۔ جب ہر شے کی نفی ہوجائے اور صرف شیخ سامنے رہ جائے تو پھر شیطان دخل نہیں دے سکتا۔ ایک دفعہ ہم لاہور سے بذریعہ ٹرین کراچی آرہے تھے، بارش کی وجہ سے لائن پر پانی کھڑا تھا۔ گاڑی کے پہیے پانی میں ڈوب گئے۔ لوٹنے والے کدالیں لے کر کھڑے تھے کہ گاڑی رکے تو لوٹیں۔ یہ فقیر اعلیٰ حضرت سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ کی طرف رجوع ہوگیا کہ حضور گاڑی پانی کے اندر ہے اور لوٹنے والے بھی تیار ہیں۔ جواب ملا، بھئی اولیاء اللہ کی جماعت بھیج دی گئی ہے۔ گاڑی نکال دیں گے۔ چنانچہ گاڑی بغیر رکے پانی والے علاقہ سے نکل گئی۔

CamScanner

۷۵۔۵۔۸ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں....

بہ عطائے رب اللعالمین فیضان مصطفوی بے شمار ہیں۔ اہل سلوک کا رستہ دنیا کے دوست داروں سے مختلف ہے۔ دنیادار اپنے نفس کو زندہ رکھتے ہیں اور اہل سلوک اپنے قلب کو زندہ رکھتے ہیں۔ نفس کو مردہ کرنے کے لئے اور قلب کو زندہ کرنے کے لئے قلب میں روحانی قوت اور روشنی پیدا کرنے کے لئے اہل سلوک مختلف اصول اور طریقے تجویز فرماتے ہیں۔ پہلا طریقہ ذکر پاس انفاس ہے یعنی ذکر "اللہ ھو" ہے۔ یہ کوئی ایسی مشکل بات نہیں جسے غیر عقائد والوں نے خواہ مخواہ ایک مسئلہ بنادیا ہے۔ اگر ذوق شوق ہوتا ہے تو یہ کام نہایت ہی آسان ہے۔ علم ظاہر تو مار پیٹ کر بھی مل جاتا ہے۔ لیکن راہ سلوک ذوق طلب کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ جب قلب زندہ ہوجاتا ہے تو پھر یہ مرتا نہیں۔ یہ منتقل ہوتا ہے۔ یہ حضرات کشتگان حق ہوتے ہیں اور ان حضرات کو موت نہیں۔ ان حضرات کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ' "ان حضرات کو برا نہ کہنا ورنہ تمہاری تمام نیکیاں ضائع ہوجائیں گی۔" یہ بھی ارشاد ہوا کہ اس عالم میں منتقل ہونے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ انہیں رزق دیتا ہے۔ اس مقام کو پانے کے لئے ایمان کامل کی ضرورت ہے۔ ایمان کا سبق علماء دین سے ملتا ہے اور تکمیل ایمان اولیاء اللہ کرتے ہیں۔ برسوں سبق پڑھتے جاؤ۔ سبق تو یاد ہوجائے گا لیکن اس کا نور حاصل نہ ہوگا۔ اور بغیر روشنی کے علم کام نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ کا کلام نوری ہے۔ قرآن شریف کا ایک ایک حرف نوری ہے۔ نوری کلام پڑھنے کے بعد نور کا نہ ہونا کیا معنی؟ معلوم ہوا کہ نفس زندہ ہے۔ قلب روشنی حاصل کرنے کے قابل نہ ہوگا۔ اگر قلب اور نفس دونوں زندہ ہوجائیں تو آپس میں کشمکش رہے گی۔ نفس مردہ کرنے کی راہ سب سے بڑی رکاوٹ غرور و تکبر ہے۔ ہر عالم اپنے آپ کو سب سے بڑا عالم فاضل سمجھتا ہے۔ اگر علم کے ساتھ روشنی نہ ہو تو وہ علم معلومات کے لئے ہے پرواز کے لئے نہیں ہے اور ضرورت پرواز کی ہے۔ آخرت کا راستہ طے کرنے کے لئے ہمیں علماء اور فقرا دونوں کی ضرورت ہے۔ دونوں ہی ہماری آخرت کی گاڑی کے محافظ ہیں۔ آخرت کا راستہ طے کرنے کے لئے وسیلے کی سواری درکار ہے۔ لیکن سواری مل جائے اور رہبر نہ ہو تو راہ طے نہ ہوگی۔ رہبر کہتے ہیں شیخ طریقت کو۔ علمائے کرام نے منزل کا حال تو بتادیا لیکن راہ طے وہ کرائے گا جس نے خود طے کی ہوگی۔ اگر کسی شخص نے حج نہ کیا ہو اور سنی سنائی بات بتادے کہ یوں ہوتا ہے۔ یوں ہوتا ہے۔ اگر آپ اس سے کہیں کہ چلئے صاحب ہمیں حج کرادیں تو وہ کہے گا کہ معاف کیجئے میرے پاس تو پاسپورٹ نہیں' سرمایہ نہیں۔ اولیاء اللہ وہ حضرات ہیں جن کے پاس آخرت کی منزل کا پاسپورٹ بھی ہے اور روحانی سکے بھی ہیں۔ زنگ آلود لوہے کو بھٹی صاف کردیتی ہے اور زنگ آلود قلوب کو اولیاء اللہ کی توجہ صاف

کرتی ہے۔ خواہ کسی کی نیت اچھی ہو یا بری' ان کی صحبت بڑی مفید ہوتی ہے۔ انسان کا عقیدہ ان کی طرف سے ہو یا نہ ہو' جی چاہتا ہو یا نہ چاہتا ہو لیکن ان کی صحبت میں ضرور بیٹھے۔ ان کی صحبت سے اہل ذوق اور بے ذوق سب کو فیض حاصل ہوتا ہے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ہاں چور آگیا کچھ نہ ملا واپس جانے لگا۔ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون ہے؟ وہ کہنے لگا میں چور ہوں کچھ ملا نہیں اس لئے واپس جارہا ہوں۔ غوث پاک (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا ہم خالی ہاتھ نہیں بھیجیں گے ہمارے دروازے کی بدنامی ہے۔ ایک قطب کا انتقال ہوگیا تھا آپ نے اس کی جگہ چور کو قطب بنادیا۔ یہ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے۔ ہم سب چور ہیں ایک نگاہ کرم پڑ جائے تو سب قطب بن جائیں۔ آپ پیروں کے پیر ہیں۔ یہ ارشاد حق ہے کہ سب پیروں کے شانے ہوں گے اور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے قدم۔ جب ان کے قدم ہیں تو بات کیوں کم کی جائے۔

بیان ہوگا کہ اہل سلوک کا راستہ کیا ہے؟ پہلے ذکر' پاس انفاس ہے۔ اندر کی سانس سے لے کر "اللہ" اور باہر کی سانس سے "ھو" یعنی میرے اندر اللہ اور باقی جو غلط باتیں ہیں وہ باہر نکال دیں۔ ہمارے نفس کے ایک ایک رونگٹے میں اللہ کا ذکر پیدا ہوجائے۔ اللہ تعالی ہمارے قریب سے قریب تر ہے جب اسے پکاریں گے تو کیا وہ نہیں سنے گا؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ اولیاء اللہ تکمیل ایمان کراتے ہیں۔ جو کشتگان حق ہیں انھیں برا کہنے کا ہمیں کیا حق ہے؟ اللہ تعالی کا ارشاد ہے' "میرے مومن بندے کے بارے میں غلط گمان نہ کرنا ورنہ سب نیکیاں ضبط کرلوں گا۔ اولیاء اللہ کی محفل میں کوئی بھی آجائے' حلقہ میں ہو یا نہ ہو' اچھا گمان ہو یا نہ ہو اولیاء اللہ دعا دیتے ہیں۔ اگر انھوں نے دعا دی اور فرشتوں نے کہا آمین تو وہ دعا ضرور قبول ہوگی۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بہترین لباس پہنے جنگل میں جارہے تھے۔ ایک چور مل گیا۔ آپ کا دامن پکڑ کر کہنے لگا یہ لباس اتار دیجئے۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور ہاتھ اٹھادئے کہ باری تعالی اس نے تیرے غوث کا دامن تھاما ہے اب میری دعا ہے کہ قیامت تک یہ دامن اس کے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ غلط بات کہنے سے اچھی بات ہی سہی۔ چور قدموں میں گر پڑا۔ آپ نے کانٹا بدل دیا۔ خادم اور غلام بن گیا۔ یہ پڑھنے پڑھانے والی بات نہیں بس نگاہ کی بات ہے۔ علماء حضرات پڑھاتے ہیں' فقیر نگاہ ڈالتا ہے۔ پاکستان بننے کے بعد جب یہ عاجز رنچھوڑ لائن میں آکر رہنے لگا تو میرے پیارے محمد عارف خان رحمانی سے ان کے چھوٹے بھائی افضل نے کہا ایک درویش ہیں چل کر مل لیجئے۔ میرے پاس آئے میں نے نگاہ ڈال دی پھر نہیں اٹھے۔ اب اتنی دیر کا کام نہیں ہے۔ مکھن تو وہ لے گئے۔ اب باقی معاملہ ہے۔ مولانا فخر جہاں دہلوی کی خدمت میں جب حضرت قبلہ عالم نور محمد مہاروی آئے تو انھوں نے نگاہ ڈال دی۔ بارہ برس شیخ کی خدمت میں بیٹھے۔ بڑے بڑے علوم اور دستار فضیلت حاصل کئے۔ جب وہ چلے گئے تو دہلی والوں کو ہوش آیا اور حضرت مولانا فخر جہاں دہلوی کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے فرمایا میاں اب کیا کرنے آئے ہو؟ مکھن تو لے گیا نور

محمد

۱۰ مئی ۱۹۷۵ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے ہیں...

جو اپنے بزرگوں سے عقیدت رکھتے ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں، منزلیں ان کو ملتی ہیں۔ ان کی نقل اصل ہو کے رہتی ہے۔ اہل سلوک کا پہلا ذکر پاس انفاس ہے۔ اس ذکر کو کرنے سے پہلے قلب اندر سے صاف ہوجاتا ہے۔ شیطانیت، نفسانیت اور گناہوں کی غلاظت اور گندگی اللہ کے پاک ذکر سے دور ہوجاتی ہے۔ "اللہ" ہر سانس کے ساتھ اندر پھینکا جاتا ہے اور "ھو" کہہ کر سب غلاظت اور گندگی باہر پھینک دی جاتی ہے۔ توجہ شیخ شامل حال ہے اور محبت شیخ کا غلبہ تو اتنا ہی ذکر کافی ہے جسے الف یاد ہوگیا اسے سارا قاعدہ ہی یاد ہوگیا۔ جس کا عقیدہ پختہ ہوگا ایک روز اس کا قلب شکستہ ہوگا اور شکستہ قلب اللہ کو پسند ہے۔ اس راہ میں اہل عقیدت اہل محبت ہی اپنی مراد کو پہنچتے ہیں۔ جھوٹ بولنے سے انسان بلاؤں میں مبتلا ہوتا ہے۔ سچ بولنے سے نجات حاصل کرتا ہے۔ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر کوئی سربلندی چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ رات کو بیدار رہے۔ یہ ایسا دور ہے کہ زیادہ سونے پر زور دیتے ہیں۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ایک اشرفی فی گز کا کپڑا پہنا۔ فرمایا یہ میرے رب کا حکم ہے۔ آپ کو معلوم ہو یہ لباس نہیں کفن ہے۔ جب درویش راہ سلوک میں ہزار بار مرتا ہے تو پھر اسے اتنے قیمتی کفن کا حکم ہوتا ہے۔ تو زندہ سمجھتا ہے، میں مردہ ہوں۔ یہ پیروں کے پیر کی بات ہے۔ چوروں سے سچ بول کر انہیں ہدایت پر لے آئے۔

فنا کے بعد بقا ہے۔ جب تک فنا فی اللہ نہیں ہوتا تو باقی باللہ نہیں ہوتا۔ پھر ایسی حیات حاصل ہوتی ہے کہ جیسے پیران پیر کو آج ساری کاروائی کا علم ہے۔ انہیں سب علم ہے کہ کون کون ہمیں یاد کررہا ہے اور کس کس کے قلب میں کیسی محبت ہے۔ اہل اللہ ہر روز زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ خدا کا پہچاننا آسان ہے لیکن اولیاء اللہ کا پہچاننا مشکل ہے۔ جو ہم خواب میں دیکھتے ہیں اولیاء اللہ بیداری میں دیکھتے ہیں۔ اخبار الاخیار میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ وعظ فرمارہے تھے۔ آپ کے سامنے حضرت علی بن ہیتی بیٹھے تھے۔ بیان کرتے کرتے غوث پاک رضی اللہ عنہ مسند سے نیچے اتر آئے اور حضرت علی بن ہیتی کے سامنے باادب کھڑے ہوگئے۔ سب اہل محفل کو بھی خاموش کردیا۔ جب حضرت علی بن ہیتی بیدار ہوئے تو پوچھا "کیا آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا؟" حضرت علی بن ہیتی نے عرض کی "جی ہاں۔" پھر پوچھا "کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نصیحت فرمائی؟" عرض

کی جی "ہاں۔" یہ ہدایت فرمائی کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی مجلس میں رہا کرو۔

۷۵-۵-۲۲ء :

پچھلی صحبت میں اہل سلوک کا راستہ بیان کیا گیا۔ اہل سلوک اپنی منزل طے کرکے اور مقام اعلیٰ حاصل کرتے ہیں۔ یعنی انہیں قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ ذکر پاس انفاس، اس ذکر کی حقیقت اور طریقہ بیان کیا گیا۔ اہل ذاکر کو چاہئے کہ باوضو ہوکر تصور شیخ میں رہے اور اپنے خیالات اور تصورات کو دنیا کی ہر شے سے پاک اور صاف کرلیں۔ پہلے درود شریف پڑھیں۔ پھر اللہ کا ذکر کریں یعنی اندر کی سانس سے "اللہ" کہیں اور باہر کی سانس سے "ھو" کہیں۔ اس طریقے سے کافی دیر ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ یہاں تک ذاکر کو یہ ہوش نہ رہے کہ میں ذکر کررہا ہوں۔ یہ جذب محبت ہے۔ مجذوبیت نہیں۔ پھر باہر کی سانس سے "الا اللہ" کہے اور اندر کی سانس سے "ھو" کہے۔ پھر لا الہ باہر کی سانس سے اور الا اللہ اندر کی سانس سے کہے۔ لا الہ کو ناف سے اٹھاکر "الا اللہ" کی ضرب قلب پر لگائے۔ پہلے "الا اللہ" اندر تھا اور "ھو" باہر تھا۔ پھر الا اللہ باہر اور ھو کو اندر کرنا ہے تصور سے سب باتیں خود بخود صحیح ہوجاتی ہیں۔

اب ایک ذکر ہے ذکر سلطانیہ نصیریہ۔ حضرت خواجہ نصیرالدین روشن چراغ دہلوی اس ذکر کو کرتے تھے۔ یہ سلطان الاذکار سے ملتا جلتا ہے۔ اسے سلطانہ بھی کہتے ہیں اور سلطانیہ بھی کہتے ہیں۔ یہ ذکر کھڑے ہوکر بھی کیا جاتا ہے۔ کچھ دیر ذاکر اپنے نتھنوں پر نگاہ رکھے کہ میں اسے بغور دیکھ رہا ہوں۔ جب یہ تصور قائم ہوگیا تو ذکر شروع کرے لا الہ الا اللہ ھو۔ تصور میں اس کی نگاہ سوائے نتھنوں کے اور کسی جگہ نہ ہوگی۔ اس ذکر سے ہلکی سی روشنی نمایاں ہوگی۔ اب یہ مشغول ہے اسے ہوش نہیں۔ جب یہ ضرب لگاتا رہے گا تو روشنی بڑھتی رہے گی۔ یہاں تک کہ اس قدر روشنی ہوگی کہ معلوم ہوگا کہ تمام عالم کو محیط ہے۔ یہ روشنی ذاکر کو گھیر لے گی۔ اور اس میں ایک گرمی پیدا ہوگی۔ فوراً ہی تصور کرلے کہ میں چاند کو دیکھ رہا ہوں۔ چاند کے تصور سے روشنی ٹھنڈی ہوگی۔ پھر خیال کرے کہ میرے سامنے برف کا تودہ ہے۔ کپکپی طاری ہوجائے گی۔ اس ذکر سے روشنی حاصل ہوتے ہی بہت جلد کامیابی ہوتی ہے۔ بشرطیکہ تصور شیخ ہو۔ ان معاملات میں اخلاص کی سخت ضرورت ہے۔ باری تعالیٰ کو وہ عبادت پسند ہے جس میں اخلاص ہو وہ نیکی اور عمل جو ان کی محبت میں اخلاص کے ساتھ کیا گیا ہو وہ اللہ تعالیٰ کسی کو دکھائے گا نہیں محفوظ کرلے گا اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے خود پیش فرمائے گا۔ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ قیامت کے دن بندہ عرض کرے گا کہ باری تعالیٰ یہ میرا کھاتہ نہیں، نہ میں نے حج کیا نہ خیرات کی نہ زکوٰۃ

دی نہ جہاد کیا۔ باری تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ ''اے بندے تیرا ارادہ تھا کہ اگر مال ہوگا تو خیرات کروں گا' حج کروں گا' جہاد کروں گا۔'' ہمیں تیرا اخلاص پسند آگیا' ہم نے تیرے کھاتے میں لکھ دیا' تین شخص جنگل میں نکلے۔ بارش آگئی۔ ایک غار میں جاکر تینوں کھڑے ہوگئے۔ پہاڑ کا ایک تودہ گرا اور غار کے دہانے پر آکر رک ہوگیا۔ بہت زور لگایا لیکن وہ ٹکڑا نہ ہلا۔ کہنے لگے اب کام طاقت کا نہیں۔ اگر کوئی پرخلوص عمل ہو تو ان کی بارگاہ میں پیش کرکے ان کی پناہ چاہو۔ ایک نے کہا کہ میں نے ایک ملازم رکھا۔ ۱۳ سیر چاول اور دو درہم معاوضہ طے پایا۔ اس نے کام کیا لیکن معاوضہ لئے بغیر چلا گیا۔ میں نے وہ ۱۳ سیر چاول کاشت کئے۔ فصل بیچ کر بیل خریدے' ملازم رکھے۔ پھر چاول بوئے' پھر فصل کی۔ بہت سارا مال اکھٹا ہوگیا۔ وہ ملازم نے واپس آکر اپنے ۱۳ سیر چاول اور دو درھم مانگے۔ میں نے کہا نہیں یہ سب مال جو تیرے چاول بو کر اکھٹا کیا تیرا ہی ہے اور سب مال اسے دے دیا۔ اے باری تعالیٰ اگر میرا یہ عمل آپ کی بارگاہ میں مقبول ہے تو اس پہاڑ کے تودے کو ہٹادیں۔ تھوڑا سا تو وہ ہٹ گیا۔ دوسرے نے کہا میری ایک چچا زاد بہن تھی میں اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ چچا کے ہاں سے انکار ہوگیا۔ اس لڑکی کو راضی کیا۔ اس نے کہا مجھے ۱۰۰ اشرفیاں دے دو۔ میں نے محنت کرکے سو اشرفیاں پیدا کیں اور اسے دے دیں۔ میں نے نفس کو خواہش پوری کرنا چاہی تو اس نے کہا تجھے اللہ سے خوف نہیں آتا۔ میں اللہ کے خوف سے پیچھے ہٹ گیا۔ اگر یہ نیکی آپ کی بارگاہ میں مقبول ہے تو تودے کو ہٹادیجئے۔ تھوڑا سا وہ اور پیچھے ہٹ گیا۔ تیسرے نے کہا کہ میری ماں ضعیف تھی۔ میں پہلے ماں کو دودھ پلاتا تھا پھر اپنے بچوں کو دیتا تھا۔ ایک دن اتفاق سے دیر ہوگئی۔ میری ماں سوگئی۔ میں دودھ لئے ماں کے پاس بیٹھا رہا کہ جگاؤں گا تو ماں کی نیند خراب ہوگی۔ بچے بھوکے سوگئے۔ جب ماں بیدار ہوئی تو وہ دودھ پیش کیا۔ پی کر ماں نے دعائیں دیں۔ باری تعالیٰ اگر یہ نیکی پسند ہے تو تودہ ہٹادیجئے۔ پورا تودہ ہٹ گیا اور راستہ کھل گیا۔ منشا یہ ہے کہ اخلاص پسند ہے۔ نام و نمود پسند نہیں۔ حدیث شریف اسے کہتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں حدیث قدسی اسے کہتے ہیں کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی براہ راست اللہ تعالیٰ سے بات چیت ہو۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر تھا ''اللہ اللہ ھو'' اس کے بعد ''ھو اللہ'' کی ضرب لگاتے۔ یہ ذکر وہ کرتا ہے جس کے آگے پیچھے کوئی نہ ہو۔ اس ذکر سے قلب سے ہر چیز کی محبت نکل جاتی ہے صرف اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے۔ دنیا دار حضرات کو ایسے ذکر بتانا درست نہیں ہے۔

اوراد کی قضائے عمری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ کی حاضری دی جائے۔ اسی لئے میں ہر سال حج کے لئے جانا چاہتا ہوں کہ جو رہ جاتا ہے وہاں جاکر پورا ہوجاتا ہے۔ ان کی بارگاہ میں آپ کا وہ عمل پسند ہے جس میں اخلاص ہو' جو وقت نکل گیا اور آپ اسے اخلاص سے لوٹاتے ہیں تو وہ قبول

فرمالیتے ہیں۔ ندامت کا ایک آنسو بھی کافی ہے' اپنے آپ کو شمار میں نہ لاؤ اور کام کئے جاؤ۔ ایک دن کاروائی وہ ہوگی کہ عالم دیکھے گا۔

دہلی میں رات کے ایک بجے حضرت رسول نما رحمتہ اللہ علیہ کے آستانے میں داخل ہوتا تھا اور ورد کرتا تھا۔ پھر حضرت کے قدم چوم کر رات تین بجے واپس آتا تھا۔ کسی نے مجھے نہ دیکھا سوائے میر صاحب کے ان سے معاہدہ تھا کہ آپ ہمارا حال کسی سے نہ کہنا ہم آپ کا نہیں کہیں گے۔ عبادت تو اللہ کے علم میں ہے۔ یہ دنیا کو دکھانے کی چیز نہیں۔ عبادت چھپا کے کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ٹوٹی پھوٹی عبادتوں کو قبول فرمائے۔

وحی الٰہی جو آتی ہے وہ قرآن شریف ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راست سوال و جواب ہوئے وہ حدیث قدسی ہے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک میں گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون؟ عرض کا عائشہ۔ پھر پوچھا کون عائشہ۔ عرض کی بیٹی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی۔ پھر پوچھا "کون ابوبکر۔ عرض کیا صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر پوچھا کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بس آپ ڈر کر پیچھے ہٹ گئیں۔ دوسرے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں یہ واقعہ پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا اے عائشہ دن رات میں ایک وقت ہم پر ایسا آتا ہے کہ ہم رب کی بارگاہ میں ہوتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں ایک ہوتا ہے دو نہیں ہوتے۔ یہ حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم ہو اور میں ہوں اور جو کچھ کائنات بنائی ہے سب تمہارے لئے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا باری تعالیٰ تو ہے میں نہیں ہوں اور جو کائنات آپ نے بنائی ہے سب آپ ہی پر نثار ہے۔ یہ مقام فنائیت ہے۔ اور مقام فنائیت میں ایک ہے دو نہیں۔ دو رہ گئے تو فنائیت کیا ہوئی۔ پھر اللہ بولتا ہے یہ سب حدیث قدسی کی صفت میں ہے۔

۲۴-۵-۷۵ء سب تعریفیں اللہ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں.... :

اللہ تبارک تعالیٰ نے بے شمار مخلوق پیدا فرمائی۔ مخلوق کی کوئی حد نہیں۔ پیدا کرنے والا سب کا ایک ہی ہے۔ اجناء اور حضرت انسان کا پیدا فرمانے والا بھی وہی ہے۔ بندوں کا پیدا فرمانے والا بھی وہی ہے اور ولیوں کا پیدا فرمانے والا بھی وہی ہے اور پیغمبروں کا بھی پیدا فرمانے والا وہی ہے۔ جس نے ذروں کو بھی پیدا فرمایا اور چاند کو بھی پیدا فرمایا۔ مختلف شمائل اور مختلف لباس کے انسان ہیں۔ مختلف قد و قامت کے انسان ہیں' مختلف ممالک کے ہیں' مختلف زبانیں بولتے ہیں' مختلف رسم و رواج کے ہیں۔

CS CamScanner

اولیاء اللہ کے مختلف مقام ہیں' مختلف مدارج ہیں' مختلف درجات ہیں' مختلف مرتبے کے اولیاء اللہ ہیں اور انبیاء علیہ السلام کے مظہر ہیں۔ اسے یوں سمجھ لو کہ حکومت ایک ہے اور محکمے مختلف ہیں۔ ہر محکمے کی وردی بھی مختلف ہے۔ رغبت' محبت' عبادت کا نمک ہیں۔ اگر یہ نہیں تو بے نمک عبادت کسی کام کی نہیں۔ لذت تو محبت سے حاصل ہوتی ہے۔ جب تک اہل ذوق نہ آئیں میرا حلقہ میں بیان کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ اہل ذوق کو چاہئے کہ میرے قریب بیٹھیں۔ پولیس کی وردی علیحدہ ہے' فوج کی وردی علیحدہ ہے' ریلوے کی وردی علیحدہ ہے۔ اور C.I.D (یعنی خفیہ پولیس) کا ڈھنگ ہی نرالا ہے۔ وردی والے محکمے کو ہر ایک پہچان لیتا ہے لیکن C.I.D کو کوئی پہچان نہیں سکتا۔ اولیاء اللہ کا بھی یہی عالم ہے۔ اولیاء اللہ انبیاء علیہ السلام کے مظہر ہیں۔ اگر انبیاء علیہ السلام کے حالات بیان کئے جائیں تو عمریں گزر جائیں اور بیان ختم نہ ہو۔ اسی طرح اولیاء اللہ کے مقامات' حالات' کرامات بیان کریں تو ختم نہ ہوں۔ میں ڈیوٹی پوری کررہا ہوں' کوئی ذوق سے سنتا ہے کوئی بے دلی سے سنتا ہے۔ اگر یہ باتیں قلب کی گہرائیوں اور عقیدت و محبت سے سنی جائیں گی تو یہ دل میں رہیں گی۔ قرآن شریف میں بھی اولیاء اللہ کے مختلف مقامات اور درجات بیان فرمائے گئے ہیں۔ مختلف مضامین لئے بیٹھا ہوں۔ جیسی طلب دیکھتا ہوں اسی اصول کے تحت پیش کردیتا ہوں۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اولیاء اللہ وہ ہیں جنہیں دیکھنے سے خدا یاد آجائے۔ انسان کو دو ہدایتوں کی ضرورت ہے' ایک فطری اور ایک وہبی ہے۔ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو عالم ارواح سے ہدایت لے کر عالم دنیا میں آتا ہے لیکن یہ ہدائت اس وقت کام کرتی ہے جب ہدایت وہبی حاصل ہو۔ ہدایت وہبی کسب سے پیدا ہوتی ہے یا نگاہ اولیاء توجہ شیخ سے حاصل ہوتی ہے۔ ان ہدایات کا منشا تو یہ ہے کہ تم بھی بیان کرو' کسی کو سناؤ' ہدایت کو پہنچاؤ' پیغام حق سناؤ۔ اگر انسان صرف فطری ہدایت پر رہا تو اپنے خیالات کی رو میں بہہ جائے گا۔ جب تک آنکھ میں نور نہ ہو چاند اور سورج کو کیسے دیکھ سکتا ہے اور اگر آنکھ میں نور ہو اور چاند اور سورج چھپے ہوئے ہیں تب بھی نہیں دیکھ سکتا۔ جو فطری ہدایت پر رہتے ہیں وہ منافق ہوجاتے ہیں۔ اگر کسبی ہدایت حاصل ہوتی تو یقین حاصل ہوتا۔ یقین ایمان کی علامت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے اور جاننے کا نام ایمان نہیں۔ ایمان تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے کا نام ہے۔ منافقوں کے پاس ہدایت فطری تو تھی لیکن ہدایت کسبی حاصل نہ کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت پیدا نہ کی۔ ذرا بھی محبت ہوتی تو ایمان نصیب ہوجاتا۔ جب عالم ارواح سے ہدایت فطری دے کر بھیجا یعنی ارشاد فرمایا "الست بربکم" کیا میں تمہارا رب نہیں؟ تمام ارواح نے کہا "قالو بلیٰ" بے شک تو ہمارا رب ہے۔ اس لذت بھرے ارشاد کو سن کر انبیاء اولیاء کی روحیں وجد کرنے لگیں۔ کچھ ارواح مستی کرنے والوں سے لپٹ گئیں۔ مستی والا پیر ہوگا اور لپٹنے والا مرید ہوگا۔ باخدا یہ وہی فرشتے ہیں۔ تین سال میں تلاش شیخ میں مختلف

درویشوں کے پاس گیا لیکن دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ یہ میرے شیخ نہیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی خادم و غلام بن گیا۔

مالک کی شان دیکھئے ایک کتے کو مرتبہ عطا فرمادیا وہ جنت میں جائے گا۔ جن کا ساتھ دیا جن کے ساتھ اسے محبت تھی انہیں کے ساتھ ہوگا۔ تو انسان جب اولیاء اللہ سے محبت کرے گا اور ان کے ساتھ ساتھ رہے گا تو اس کا بھی مرتبہ ہوگا یا نہیں؟ ولایت کے بھی تین مرتبے ہیں۔ ایک ولایت فطری' ایک ولایت وہبی اور ایک ولایت کسبی۔ ولایت فطری جیسے حضرت غوث الاعظم پیران دستگیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی و حسینی رضی اللہ عنہ' مادرزاد ولی ہیں۔ رمضان کی چاند رات کو پیدا ہوئے۔ رات کو دودھ پیا دن میں دودھ نہیں پیا۔ والد محترم نے سن کر فرمایا مبارک ہو چاند ہوگیا یہ بچہ صاحب ولایت ہے۔ اب نبی نہیں آئیں گے ولی کی ماننی پڑے گی۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی ماں کی عصمت کی گواہی دی اور اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔ ہر نبی پہلے ولی ہوتا ہے۔ دوسری ولایت وہبی ہے جیسے غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ہاں چور آگیا۔ خالی ہاتھ واپس جارہا تھا۔ آپ نے فرمایا ہمارے در کی بدنامی ہے۔ اسے فلاں مقام کا قطب بنادو۔ یہ ولایت وہبی ہے۔ اور ولایت کسبی وہ ہے جو انسان کسب سے حاصل کرتا ہے یعنی نماز' روزے اور پرہیزگاری سے حاصل کرتا ہے۔ جب زمین تیار ہوتی ہے تو اولیاء اللہ کو حکم ہوتا ہے اسے عطا کردو۔ ہر ولی ایک شان کا نہیں اور ہر پیغمبر ایک شان کا نہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے تمام معجزات ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں۔ سب کو نگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوتا ہے۔

۷۵-۵-۱۳۱ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں.... :

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں مختلف شکل و شمائل کے انسان ہیں۔ مختلف انسانوں کی خصلتیں اور عادتیں مختلف ہیں۔ کسی کی مزاج کیفیت خوشگوار ہے اور کوئی مغلوب الغیض ہے۔ کوئی عادات حمیدہ رکھتا ہے اور کوئی خباثت کا مالک ہے۔ بشر ہونے کی حیثیت سے نبی بھی بشر ہے' ولی بھی بشر ہے' شرابی بھی بشر ہے' چور بھی بشر ہے' غور کرو ایک وہ پتھر ہیں جو سڑکوں پر پڑے ہوئے ہیں اور ایک وہ پتھر ہیں جو جوہریوں کی تجوریوں میں پڑے ہیں اور بیگمات کے گلے کی زینت ہیں۔ کیا پتھر ہونے کی حیثیت سے ایک ہی قدر و قیمت کے ہیں؟ نہیں نہیں' ایسا نہیں ہے۔ پھر کیسے سمجھ لیا جائے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت ہماری بشریت جیسی ہے۔ علم اس لئے نہیں ہے کہ فتنہ و فساد پیدا کرو۔ اپنی شان بیان کرو۔ علم تو اس لئے ہے کہ پہلے انسان خود کو پہچانے۔ جب تک انسان خود کو نہیں

پہچانے گا خدا کو نہیں پہچان سکتا۔ ایک نہایت ہی باریک سوال ہے کہ علم اور معرفت میں کیا فرق ہے؟ عام فہم زبان میں یوں سمجھ لو کہ علم کے معنی جاننے کے ہیں اور معرفت کے معنی پہچاننے کے ہیں۔ کیا آپ اس علم سے جو کتابوں میں پڑھا ہے۔ اہل معرفت کو پہچان سکتے ہیں؟ نہیں نہیں آپ کتابی علم سے اہل معرفت کو پہچان نہیں سکتے۔ ہاں محبت اہل دل سے اہل معرفت کو پہچانا جاتا ہے۔ جب اہل معرفت کو پہچان لیتے ہیں تو پھر یہ قلب کی گہرائیوں میں اتر جاتے ہیں اور ایک تعلق قائم ہوجاتا ہے۔ خود کو پہچاننے کے لئے ایک آئینے کی ضرورت ہے۔ میرا آئینہ میرا شیخ ہے۔ اس آئینے میں روشنی یہاں کی نہیں بلکہ یہ روشنی دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے آتی ہے۔ ایک شخص سورہا ہے۔ کسی ایسے شہر پہنچا دیا گیا کہ اس نے دیکھا ہی نہ تھا۔ حیرت ہوگی کہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر کیسے پہنچا۔ ایک وہ شخص ہے جس نے مدینہ منورہ دیکھا ہوا ہے۔ کسی سوتے ہوئے کو مدینے پہنچایا۔ اب پہچان بھی رہا ہے اور سیراب بھی ہورہا ہے' نورانی فضاؤں سے کیف و سرور بھی پیدا ہورہا ہے۔ دونوں کو توجہ شیخ سے یہ سیر حاصل ہوئی لیکن دونوں کی سیر میں فرق ہے۔ پہلے علم پھر معرفت ہے۔ پہلے علمی سیر پھر معرفت کی سیر۔ علم جاننے والی چیز ہے اور معرفت روشنی ہے۔ روشنی کا نفع اسے پہنچتا ہے جو کسی جانے پہچانے کے قلب کے اندر ہو۔ اگر آنکھ روشن ہے اور چاند اور سورج کو دیکھ سکتی ہے اور اگر آنکھ روشن نہیں تو چاند سورج نظر نہیں آسکتے ہیں۔ اب روشنی تو ہے لیکن نظر نہیں آرہی۔ قدر و قیمت میں تو فرق نہیں آتا لیکن کام جبھی بنتا ہے کہ آنکھ بھی ہو اور روشن بھی ہو۔ بس علم اور معرفت کا یہی معاملہ ہے' یہی نسبت ہے۔ شیخ کی معرفت حاصل ہونے کے بعد مرید اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔ معرفت شیخ ہو یا معرفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو یا معرفت خدا ہو۔ ایک معرفت سے سب کام بن جاتے ہیں' مرادیں مل جاتی ہیں۔ کہیں سے تار جڑتے ہیں تو اہل معرفت زبان کھولتے ہیں۔

معرفت کے بے شمار درجات ہیں۔ ان درجات میں سے اگر ایک درجہ بھی کسی کو حاصل ہوجائے تو سمجھ لو کہ بجلی کا میٹر لگ گیا ہے۔ لائنیں درست ہوتے ہی روشنی آجائے گی۔ اولیاء اللہ سب میٹر ہیں اور ان کے ہاتھ کے نیچے کام کرنے والے کھمبے ہیں۔ روشنی پاور ہاؤس سے ہی آتی ہے۔ اس سے قمقمے جلتے ہیں لیکن میٹر کے ذریعے ہر گھر میں آتی ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا شیطان پیر ہوجاتا ہے۔ جب کسی انسان کو صحیح صحبت مل جاتی ہے اسے صحیح علم مل جاتا ہے۔ اچھی صحبت سے قلب پر اچھے اثرات اس طرح نمایاں ہوتے ہیں کہ برا کام کرنے کا خیال بھی نہیں آتا۔

اس زمانے میں قاضی حمیدالدین ناگوری تعلیم دیا کرتے تھے۔ سلطان غیاث الدین بلبن دہلی کا حکمران تھا۔ ایک دن سلطان شکار کے لئے گیا اس کے تیر سے ایک بیوہ کا لڑکا ہلاک ہوگیا۔ قاضی کی عدالت میں کیس آگیا۔ قاضی سخت گھبرائے۔ اگر فیصلہ نہیں کرتا تو اللہ کی بارگاہ کا مجرم اور اگر فیصلہ کرتا ہے تو بادشاہ کا معتوب۔ سوچ کر ایک خادم

کو سلطان کے ہاں بھیجا۔ سلطان سو رہا تھا۔ خادم نے اذان شروع کردی۔ سلطان بیدار ہوگیا کہنے لگا یہ بے وقت کی اذان کیسی ہے۔ خادم نے کہا قاضی کا خادم آیا ہے آپ کو قاضی نے طلب کیا ہے۔ سلطان فوراً قاضی کی عدالت میں حاضر ہوگیا۔ قاضی نے کہا اے سلطان تیرے تیر سے اس بیوہ کا بیٹا ہلاک ہوگیا ہے۔ یا تو اسے خوں بہا دے کر راضی کرو یا پھر سزا کے لئے تیار ہوجا۔ سلطان نے بیوہ کو خوں بہا دے کر راضی کرلیا۔ فیصلے کے بعد قاضی کرسی سے اتر کر باادب کھڑا ہوگیا اور کہا اے سلطان اگر آپ خلاف شرع کام کرتے ہیں تو میں اپنے کوڑے سے آپ کا جسم توڑ دیتا۔ سلطان نے کہا اے قاضی اگر تو انصاف نہ کرتا تو میں تیرا سر قلم کرادیتا۔ جس نے قاضی حمیدالدین ناگوری سے تعلیم پائی تھی وہ کیسے صحیح کام نہ کرتا۔

اگر ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت، جسمانیت ہی کا ذکر کریں، روحانیت کی بات نہ بھی کریں، تو جسمانی طور پر بھی نہ کوئی ایسا ہوا ہے نہ ہوگا۔ دنیا میں کوئی جسم ایسا نہیں جس کا سایہ نہ ہو۔ کوئی انسان ایسا نہیں کہ جس کے بول و براز میں سے خوشبو آتی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے جس قدر مدارج ہیں اگر وہی بیان کئے جائیں سمجھ میں آجائے گا کہ ایسا نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا۔

75-6-65 سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے ہیں....

جس قدر بھی حضرات اہل بہشت میں ہیں انہیں ذوق سماع ہے۔ سماع سے کیا مراد ہے؟ سماع میں حمد باری تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی شان و عظمت سنتے ہیں۔ ان کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سنتے ہیں۔ عشقان خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سنتے ہیں۔ سماع میں ہمارے دل بے حد خوش ہوتے ہیں اور اس خوشی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ اپنا ہوش نہیں رہتا۔ جس کو جس سے محبت ہوگی وہ جب اس کا ذکر سنے گا تو کیفیت و لذت ہوگی جو دنیا کی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے کوشاں ہیں انہیں نفسانی خواہشات کے پورا ہونے پر خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ایسے ہی جنہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور اپنے پیشواؤں کی محبت ہے، تو ان کے قلب اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ تمام دنیاوی چیزوں کو بھول جاتے ہیں اور جو نظر نہیں آرہا اس سے باخبر ہوتے ہیں۔ کیسے باخبر ہوجاتے ہیں؟ جس سے محبت ہوتی ہے اس کی یاد میں جب کوئی بیٹھتا ہے اور محبوب آتا ہے تو دور سے اس کی خوشبو محسوس ہونے لگتی ہے۔ وہ نوری کیفیات اور روشنیاں ان کو اس سماع میں نظر آتی ہے جس سے یہ موجود چیزوں کو بھولتے ہیں اور پوشیدہ چیزوں کو حاصل کرتے ہیں۔ ہر آدمی یہ مزا اور لطف حاصل نہیں کرسکتا۔ انسان اگر کسی کام میں دل سے مصروف ہوجائے تو غرق ہونے کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔

CamScanner

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ گانا سنتے ہیں' عشق و محبت کی باتیں سنتے ہیں' عاشقوں کے واقعات سنتے ہیں یہ کہاں کی عبادت ہے۔ غور کرنا چاہئے کہ محفل سماع میں وہی حضرات بیٹھتے اور سنتے ہیں جنہیں کیفیت لذت حاصل ہوتی ہے' جن کو کسی سلسلے سے نسبت ہوتی ہے' جن کی کڑی جڑی ہوتی ہے۔ ہر ایک میں یہ کیفیت پیدا نہیں ہوسکتی۔ جب تار جڑے ہوئے ہوتے ہیں تو کچھ بلب جل رہے ہوتے ہیں اور کچھ بلب بجھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر کسی بجھے ہوئے بلب کا تعلق کسی میٹر سے ہے یعنی اسے اہل دل سے نسبت حاصل ہے تو ممکن ہے کہ وہ بجھا ہوا بلب بھی جل جائے۔ اگر صاحب حال محفل میں موجود ہے تو بند قلبوں میں بھی حرکت پیدا ہوجاتی ہے۔ کیف ان حضرات کو حاصل ہوتا ہے جو ذاکر شاغل ہوتے ہیں۔ عبادت میں سب سے افضل عبادت نماز ہے۔ نماز میں قرآن شریف پڑھا جاتا ہے۔ اس میں کہیں موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ہے کہیں عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ ہے۔ فرعون کے واقعات ہیں۔ قوم عاد ثمود کے واقعات ہیں۔ ان واقعات سے آپ کی نماز خراب نہیں ہوتی' آپ نماز میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھی بھیج رہے ہیں' صالحین کا ذکر بھی کررہے ہیں' نمازی نہ تو مشرک ہوا اور نہ ہی نماز کے میدان سے باہر آیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی یہی ذکر کررہے ہیں۔ کبھی ہمارا کبھی پیغمبروں کا' کبھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے۔ ہم رب کے بندے ہیں۔ رب ہمارا بھی ذکر کررہا ہے۔ ان کا ذکر سن کر ہم میں کیف ذکر پیدا ہوتا ہے کیونکہ اوپر کی آواز ہے' مالک کی آواز ہے۔ جب یہ سنتے ہیں تو خود ہی ہلنے لگتے ہیں۔ درخت کی ٹہنیاں ہلتی ہیں کسی کو ہلاتے ہوئے دیکھا ہے؟ یہ ٹہنیاں اللہ کا ذکر کرتی ہیں تو ہلتی ہیں۔ مچھلیاں ذکر کرتی ہیں تو پانی میں جوش پیدا ہوتا ہے۔ ہم جب ٹہنیوں کا ہلنا دیکھتے ہیں تو ہم میں بھی کیف پیدا ہوتا ہے جسے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا راستہ یاد ہوگیا تب بخدا یہ راحت ہی راحت ہے۔ کیونکہ ہم ملکیت مالکوں کی ہیں اور انہیں ہمارے حال کا علم ہے۔ اب جنہیں راستہ معلوم نہ ہو تو وہ یہیں کہیں گے کہ ہم نے سنا ہے لیکن کچھ دیکھا نہیں۔

جہاں تک مسلمان ہونے کا تعلق ہے تو اہل شیعہ بھی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں' قادیانی بھی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں' نجدی بھی اور وہابی بھی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ صاحب ایمان بھی ہیں یا نہیں۔ اگر صاحب ایمان نہیں تو ایمان والوں کی کیفیات اور علامات ان میں پیدا نہیں ہوسکتی۔ بھینس کے آگے بین بجانے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اہل دل کے آگے بین بجاکر دیکھیں کیسے لوٹ پوٹ ہوتے ہیں۔ ایمان والے' رحم دل' اہل درد' صاحب کیف' صاحب دل ہوتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ اور ان کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے قلب کا عجیب عالم ہوتا ہے۔ نظر اس دنیا میں آتے ہیں لیکن ہوتے کسی اور مقام پر ہیں۔ ایمان حاصل کرنا بڑی بات ہے۔ ایمان میں وجدانی کیفیات ہوتی ہیں۔

ہر کام کرنے سے پہلے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھنی چاہئے۔ مشرک کافر بھی جس قدر عبادت کررہے ہیں

CamScanner

گناہ کررہے ہیں۔ ناپاک انسان جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا نام لے گا اتنا ہی گناہ کا مرتکب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ پاک ہیں ان کا نام لینے سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پاک ہیں۔ ان کا نام نامی لینے سے سب پاک ہوجاتے ہیں۔ ہزار ہا برس کے گناہ ایک بار محبت سے نام لینے سے ختم ہوجاتے ہیں۔ اگر اخلاص ہے تو سب کچھ ہے اور اگر اخلاص نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دل کی گہرائیوں سے واقف ہے۔ جس قدر ان کی محبت میں غرق ہے۔ اسی قدر تجلیوں کے برداشت ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے نزول کو تجلی کہتے ہیں۔ کسی کو نور کے جلوے دکھاکر سیراب کرتے ہیں اور کسی پر نور کی بجلیاں گراتے ہیں۔ یہ حضرات ہمہ وقت مرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ مرتے ہیں فنا ہوتے ہیں۔ پھر وہاں سے دوسری زندگی پاتے ہیں۔ اس زندگی سے مخلوق کو نفع پہنچاتے ہیں۔

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

یہ فنا فی اللہ باقی باللہ حضرات نہ معلوم کس کس کو کیسی اور کتنی زندگیاں عطا فرماتے ہیں۔ ڈوبتوں کو تراتے ہیں، مردہ کو زندگی عطا فرماتے ہیں۔ ان کو روز غمزے لگتے ہیں۔ لیکن یہ خوش رہتے ہیں کہ باری تعالیٰ یہ تیری طرف سے ہے تو حق ہے۔

باری تعالیٰ کے نور کی کرنیں برف سے زیادہ ٹھنڈی ہوتی ہیں ان کی خنکی برداشت کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی محبت والے دوزخ میں پھونک ماریں تو بجھ جائے۔ جب یہ اللہ کے بندے، اللہ کے ذاکر پل صراط سے گزریں گے تو دوزخ کہے گی کہ اے اللہ کے بندے جلدی سے گزر جا کہ تیرے ایمان کے نور سے میری آگ بجھی جارہی ہے۔

عبادت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ نماز، روزہ، ذکرو اذکار، خدمت خلق، سب عبادت میں شمار ہوتے ہیں۔ بعض بندے رات دن عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ عبادت اور ریاضت کا چہرے سے پتہ چل جاتا ہے۔ عابد کے چہرے پر نور کا ظہور ہوتا ہے۔ عابدوں کا بھی پتہ چل جاتا ہے اور عاشقوں کا بھی پتہ چل جاتا ہے۔ جو ہمارے پیشواؤں نے عبادت کی ہے اگر وہ کریں تو سب بھاگ جائیں۔

کسی چیز کے پڑھنے اور سننے سے کیفیت پیدا ہوجائے تو اسے سماع کہتے ہیں۔ سینہ پھٹنے لگتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ کوئی میری سنے، کوئی ساز کے ساتھ سنتا ہے، سوز کے ساتھ سنتا ہے، دونوں سماع ہیں۔ ساز ہے کہ آواز ہے لوٹ پوٹ ہورہا ہے۔

"زندگی کا ساز بھی کیا ساز ہے بج رہا ہے اور بے آواز ہے

حضرت آدم علیہ السلام کو ایک لاکھ زبانوں کا علم تھا اور تین ہزار پیشے آپ کو آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا علم ہے؟ تمام پیغمبروں کے معجزات ذات مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں ایک قیمتی چیز کہیں رکھ کر بھول گیا ہوں اور اب یاد نہیں آرہا کہ کہاں رکھی ہے۔ فرمایا جاکر یہ نیت کرو کہ اس وقت تک نوافل پڑھتا رہوں گا جب تک وہ چیز نہ ملے گی۔ چنانچہ وہ شخص گھر جاکر نوافل پڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد شیطان آگیا کہ بس کرو وہ چیز وہاں رکھی ہے جاکر لے لو۔

اللہ کی محبت میں اپنے بچے کی پرورش کرنا بھی عبادت ہے۔ زوجہ کے حقوق ادا کرنا بھی عبادت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکان کے دروازے پر تلاوت کرتے تھے۔ کافر عورتیں اور بچے سنتے تھے اور روتے تھے کیا یہ سماع نہیں؟ جب اللہ تعالیٰ نے ارواح کو پیدا فرمایا تو ارشاد ہوا : **"الست بربکم"** یہ ایسی لذت والی آواز تھی کہ تمام ارواح وجد کرنے لگیں اور سب نے کہا **"قالو بلیٰ"** بے شک تو ہمارا رب ہے۔ معلوم ہوا کہ یہی صاحب کیف ہیں۔ ایمان والوں کی روحوں نے رقص کیا۔ بے ایمان کی روحوں نے رقص نہیں کیا۔ اس کیف کے عالم میں جس نے جس کا دامن تھام لیا وہ مرشد اور دوسرا مرید ہوگیا۔

۷۵-۶-۱۹ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے ہیں.... :

آج کا بیان رویت قلبی اور روئت بصری کے بارے میں ہے۔ اولیاء اللہ کا مشاہدہ اور عالم خواب میں کسی انسان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہونا اس کے دو الگ اصول ہیں۔ شیخ الشیوخ حضرت خواجہ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ' تیس سال کلام پاک کی تلاوت کی کہ اس کے متکلم کو دیکھا اور بعض آیات پر اس قدر کیفیت اور لذت حاصل ہوتی تھی کہ جب تک متکلم سے خود سن نہیں لیتا تھا آگے نہیں بڑھتا تھا۔ یہ ہے رویت بصری یعنی بیداری کے عالم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہونا اور رویت قلبی کے لئے تصور شیخ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ شیخ کے تصور سے قلب کی صفائی ہوجاتی ہے اور روحی' قلبی اور بصری قوتیں پیدا ہوتی ہیں۔ کسی بھی مہمان کو بلانے کے لئے گھر کی صفائی کی جاتی ہے۔ تو پھر محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے کس قدر صفائی کی ضرورت ہوگی؟ تصور شیخ اس طرح کرے کہ ہروقت اس کے فکر اور اس کی محبت میں غرق رہے۔ جس وقت خیال کرے تصور شیخ قائم ہوجائے یہ شیخ کی روحی امداد ہوتی ہے۔ اگر کسی کا شیخ نہیں اور اسے زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل ہوجاتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اس شخص کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بڑی قلبی قوت کے بزرگ گزرے ہیں وہ اس

CS CamScanner

زیارت کرنے والے کے دعاگو ہیں۔ جس سے اس کا روحی مجاہدہ اور اصلاح ہوگئی ہے اور اس کا قلب شکستہ ہوگیا ہے۔ رویت قلبی کے لئے امداد کی ضرورت ہے اور وہ طاقت شیخ کی ہے۔ انسان اپنے معاملات درست کرکے اور ورد اوراد سے اپنے قلب کی صفائی کرسکتا ہے۔ مسلمان اور صاحب ایمان ہونے کی ضرورت ہے۔ اس میں نسل، ذات اور قومیت کا کوئی دخل نہیں۔ غلاموں کو سردار بنادیا جاتا ہے۔ جب تک غلام نہیں بنتا، سردار نہیں بنتا۔ اگر ہم کسی مزار پر شریف پر حاضری دیں اور چاہیں کہ صاحب مزار کی زیارت کا شرف حاصل ہو لیکن صاحب مزار زیارت نہ کرانا چاہے تو زیارت نہیں ہوسکتی۔ ہمیں ان کا حال معلوم نہیں لیکن انہیں ہمارا حال معلوم ہے۔ کیونکہ ہدیہ ایصال ثواب جب ان کو پہنچاتا رہتا ہے اس سے ان کے مقامات بڑھتے رہتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کا ارشاد ہے کہ، "جب تک میں خدا کو دیکھ نہیں لیتا، میں اس کی عبادت نہیں کرتا۔"

موجودہ دور میں اگر کوئی کسی کی اطاعت کرتا ہے تو اسے عبادت سمجھ کر کفر کے فتوے لگادیتے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ لوگ اس مغالطے میں کیوں ہیں۔ اطاعت کہتے ہیں کسی حاکم کا حکم ماننے کو اور عبادت کہتے ہیں اپنی بندگی کے اظہار کو۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا اطاعت ہے، شیخ کا حکم ماننا اطاعت ہے، حاکم کا حکم ماننا اطاعت ہے، عالم دین کی بات سننا، ماننا اطاعت ہے، اپنے محکمے کے افسر اعلیٰ کی بات ماننا اطاعت ہے۔ اگر یہ باتیں عبادت میں داخل ہوجائیں تو نظام کائنات چل نہیں سکتا۔ عبادت کے لئے عظمت کی ضرورت ہے۔ خدا سے بڑھ کر کوئی عظمت والا نہیں۔ اس لئے اس کی عبادت کررہے ہیں۔ مذہب اسلام میں اطاعت و عظمت شرک ہے نہ کفر۔ اطاعت میں عظمت لازمی نہیں جبکہ معبود ماننے میں عظمت لازمی ہے۔ ہندو پتھروں کی پوجا کرتے ہیں وہ عظمت کے لائق نہیں۔ اس لئے ان کی عبادت کفر ہے۔ ان کو معبود ماننا شرک ہے۔ اگر کوئی کسی حاکم یا پیغمبر یا ولی کو خدا سمجھے اور خدا سمجھ کر ان کی اطاعت کرلے تو کفر ہے۔ پیغمبر سمجھ کر اور پیر کو پیر سمجھ کر ان کی اطاعت کرنا عین ثواب ہے۔ اولیاء اللہ کے لئے کسی مخصوص لباس کا پہننا لازمی نہیں۔ ولائت تو قلبی معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ تو یہ دیکھتے ہیں کہ یہ خدمت خلق اور عبادت ہماری محبت میں کررہا ہے یا لوگوں کو دکھانے کے لئے کررہا ہے۔ نام و نمود کے لئے ریاکاری کررہا ہے۔ وہ تو اندر کی بات ہے جو ہمارے قلب میں لکھی جارہی ہے۔ رب تبارک تعالیٰ کو جتنا اپنے دوست کی عظمت کا پتہ ہے کہ اسے میں نے کیا بزرگی عطا فرمائی ہے، وہ فرشتوں کو بھی معلوم نہیں۔ حضرت قاضی حمیدالدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ رہتے تھے۔ جب خواجہ قطب صاحب کا وصال ہوگیا تو حضرت قاضی حمیدالدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ ان کی قبر پر مراقب ہوگئے۔ دیکھا کہ دو فرشتے آئے اور نہایت ادب سے سلام کرکے آپ کے پاس دوزانو بیٹھ گئے یہ منکر نکیر تھے۔ تھوڑی دیر بعد دو فرشتے اور آئے اور ایک سفید کاغذ پر

تحریر لائے جس پر لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ سلام بھیج رہا ہے اور فرماتا ہے کہ اے ہمارے قطب دنیا میں آپ کی حیات سے امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مخلوق خدا نے بہت فیض حاصل کئے۔ ”اگر کوئی مخلوق کی خدمت کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ مخلوق نے حضرت قطب الاقطاب کو بڑی اذیت دی مگر آپ نے صبر کیا۔“ اب ہم آپ کے اس وصال کے صدقے میں جس قدر بھی امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ گار بندے ہیں ان پر سے عذاب اٹھالیا۔ پھر دو فرشتے اور آئے اور منکر نکیر کو ایک پرچہ دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ”ہمارے قطب سے کوئی سوال جواب نہ کرنا‘ ہم سوال کر چکے وہ جواب دے چکے۔ بس واپس آجاؤ۔“ یہ اولیاء اللہ کی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقل سلیم عطا فرمائے۔ جب میں اپنے شیخ حضرت قطب الاقطاب صدرالصدور صوفی شاہ انعام الرحمٰن قدوسی سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر مراقب ہوا تو دیکھا کہ قالین کے اوپری چاندی سونے کی کرسی پر بچھی ہوئی ہے اور ایک بہت بڑے گملے میں موتیا کے بڑے بڑے پھول لگے ہیں اور ایک پھول حضرت کی ناک سے لگا ہوا ہے۔ میں نے سلام عرض کیا اور عرض کیا یہ جو موتیا کے پھول آپ کے سامنے رکھے ہیں یہ کیا عمل ہے۔ تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آنے والی مخلوق سے جو اذیت پہنچتی تھی میں اسے برداشت کرتا تھا یہ اسی کا ثمرہ ہے۔ اولیاء اللہ کے عجیب عجیب حالات ہیں۔ اولیاء اللہ کے اعمال کا اللہ تبارک تعالیٰ کو جتنا علم ہے فرشتوں کو نہیں۔

اللہ تبارک تعالیٰ کو کوئی بھی اپنی زور زبان سے متاثر کرے کوئی بات منوا نہیں سکتا جب تک کسی کے قلب میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ نہ ہو۔ اس کے عمل میں اخلاص پیدا نہ ہوگا جو مقبول بارگاہ ہے۔ اگر کوئی کسی مسلمان کو کافر کہہ دے اور وہ اللہ کا مقبول بندہ ہو تو کافر کہنے والا گرفت میں آجائے گا۔ اس لئے بلا سوچے سمجھے ایسی باتیں زبان سے نہیں نکالنی چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ : ”جو ایک بار میرے محبوب پر درود شریف بھیجتا ہے میں اس کے کھاتے میں دس نیکیاں لکھتا ہوں اور جو ایک مرتبہ میرے محبوب پر سلام بھیجتا ہے میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجتا ہوں۔“ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ”درود و سلام بھیجو اور اطاعت کرو میری اور میرے رسول کی۔“ اتباع کے معنی ہیں نقش قدم پر چلنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے پر چلے اس طرف سے چلنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا وضع کو اختیار کرنا یہی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میری اتباع کرو‘ یہ فرمایا کہ میرے محبوب کی اتباع کرو۔

روح سے روح کی بات ایک خاص مقام کی بات ہے۔ ہر آدمی یہ بات چیت سننے لگے تو نظام قدرت میں خلل آجائے۔ ہر روح دوسری روح سے بات کر ہی نہیں سکتی۔ ہاں دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ دل کی بات دل سنتا

ہے۔ ظاہری حواس کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ اس کے لئے آلہ لگانے کی ضرورت ہے جب کوئی اس لائق ہوجائے گا تو وہ آلہ لگادیا جائے گا۔

ایک دفعہ سہارنپور شریف میں حاضر تھے۔ ہمارے پاسپورٹ میں کلیر شریف کا اجازت نامہ نہ تھا۔ ہندو افسر نے اجازت دینے سے انکار کردیا۔ اعلیٰ حضرت سہانپوری نے مجھے شاہ نور رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر بھیجا کہ وہاں سے اجازت طلب کرو۔ میں وہاں جاکر مراقب ہوگیا۔ دیکھا کہ ایک بہت پرانے ڈیزائن کا مکان ہے۔ تقریباً چالیس پچاس آدمی بیٹھے ہیں اور حضرت کے سامنے موٹے موٹے کھاتے پھیلے ہوئے ہیں۔ کارروائی ہورہی ہے۔ میں نے سلام عرض کیا اور مدعا بیان کیا۔ خندہ پیشانی سے فرمایا۔ ارے بھائی یہ اجازت تو وہ خود بھی دے سکتے تھے۔ اچھا جس دفتر میں جاؤ گے درخواست قبول ہوگی۔ دوسرے دن اسی افسر نے آؤ بھگت کی اور فوراً درخواست منظور کرلی۔

ایک نومسلم اپنے کافر والدین کو ثواب نہیں پہنچاسکتا۔ کافر والدین کی عالم دنیا میں خدمت کرنا جائز ہے۔ جب اس دنیا سے چلے جائیں تو پھر کافر کے لئے وہاں نیکی کا کوئی مقام نہیں۔ نہ وہ خود عبادت کرسکتا ہے نہ عبادت اس کو پہنچ سکتی ہے، لیکن مسلمان، مسلمان مرحومین کو پہنچا سکتا ہے۔ اس سے درجات بلند ہوتے ہیں۔ عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔

جادو برحق ہے۔ لیکن کرنے والا کافر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودی اور اس کی بیٹیوں نے جادو کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی تکلیف ہوئی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب یا دماغ پر اور عقائد پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہ ہوا۔ وحی بھیجی کہ فلاں نے آپ پر جادو کیا ہے۔ اور فلاں کنوئیں میں ایک پتھر کے نیچے دبا ہوا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ گئے اور نکال کر لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک اور کنگھی کے دندانے نیز ایک موم کا پتلا جس میں گیار سوئیاں چھبی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ فلق اور سورہ الناس عطا فرمائی جس میں گیارہ آیات ہیں۔ ہر آیت پر ایک سوئی نکلتی جاتی تھی۔

۲۱۔۶۔۷۵ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے ہیں.... :

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے تو مسلمان ہی پیدا فرمایا ہے۔ اب ایمان تو ایسے اس وقت حاصل ہوگا کہ یا تو عالم ہوگا یا صاحب معرفت درویش ہو۔ مسلمان پیدا ہوکر نہ معلوم آگے چل کر کیا بن جائے۔ صاحب ولایت ہو، یا اہل معرفت ہو، فسق و فجور میں داخل ہوکر شیطان کا دوست ہو یا رحمٰن کا دوست ہو۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے سب بھائی ہیں لیکن مراتب کے اعتبار سے کمال اور روحانی فیضان اور تقویت ایمانی کا پتہ ملتا ہے۔ یہ فرق مراتب منشاء قدرت

ہے جس کو جیسا چاہا بنادیا' جیسا چاہے گا بنائے گا۔ ہر بچہ مسلمان ہوتا ہے۔ کیونکہ دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوتا ہے۔ ہندو کے گھر پیدا ہوا کافر ہوگیا' مسلمان کے گھر پیدا ہوا تو مسلمان کہلایا لیکن تعلیم و تربیت نہ ہوئی' استاد کامل نہ ملا اور اچھی صحبت نہ ملی' اصلاح نہ ہوئی تو پھر پتہ نہیں وہ کیا ہے؟ اہل سلوک نے جو راستے طے کئے ہیں وہ پیروں سے نہیں قلب سے منزلیں طے کی ہیں۔ قلبوں میں آبلے پڑ گئے' دل زخمی ہوگئے۔ جب تک قلب شکستہ نہیں ہوتا منزلیں طے نہیں ہوتیں کسی غمزے میں رب کو پکار کر تو دیکھو' رب تک پکار پہنچتی ہے۔ ہمارا رب قریب ہے' دلوں کی پکار سنتا ہے۔ ہمارا ظاہر و باطن رب خوب جانتا ہے۔ ظاہر و باطن دونوں کی اصلاح کرو' رب راضی ہوجائے گا۔ قرآن پاک کی تلاوت اور علم و حکمت سے مسلمان نہیں ہوتا جب تک اس کے قلب پر نگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو۔ عبادت کے لئے طہارت ضروری ہے۔ جب تک انسان کی طہارت درست نہیں پاک نہیں ہوتا۔ ظاہری پاکیزگی کو طہارت کہتے ہیں اور قلبی طہارت والے کو طیب کہتے ہیں۔ جسمانی' روحانی اصلاح کو تزکیہ کہتے ہیں۔ یہ تزکیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے۔ کیونکہ نگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مومن کے قلب پر ہوتی ہے۔ ۲۹ واں پارہ' سورہ مزمل پہلا رکوع۔ (تحقیق ہم نے رسول بھیجا جو تمہارے اوپر حاضر و ناظر ہے۔ جیسا کہ ہم نے فرعون پر بھی رسول بھیجے۔) اللہ تعالیٰ جل شانہ کا خطاب کافروں اور مسلمانوں کی طرف ہے۔ ہمارے پیغمبر محبوب رب العالمین کو اس لئے بھیجا کہ تمہارے ظاہر و باطن ہر شے سے باخبر ہیں۔ قیامت کے دن کافروں کے کفر اور مومنوں کے ایمان کی گواہی دیں گے۔ یہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا پتہ چلا کہ آپ علم غیب جانتے ہیں اور یہ بھی پتہ چلا کہ وہ حاضر و ناظر ہیں۔ کیسے حاضر و ناظر ہیں؟ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ ہمارے قلب کے اندر ہیں تو ہمارا ہر قدم اس قدر بیداری کے ساتھ اٹھے گا کہ کسی قدم کے اندر ذراسی بھی ریاکاری نہ ہوگی' بے انصافی نہ ہوگی' ہم حق بات کہیں گے اور حق بات کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیں گے اور گواہی اس کی مانی جاتی ہے جو دیکھ کر گواہی دے۔ اب اور کیا ثبوت چاہئے؟ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرما رہا ہے کہ آپ حاضر و ناظر ہیں اور کافروں کے کفر اور مومنوں کے ایمان کی گواہی دیں گے۔ امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں انبیاء علیہ السلام کی گواہی دے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی گواہی دیں گے۔ غور فرمایئے کیا مقام ہوگا۔ ارشاد فرمائیں گے یہ امت میری ہے' میں ان کے احوال سے واقف ہوں۔ یہ خود ذکر نہیں کرتے تھے لیکن ذاکر کے پاس بیٹھتے تھے۔ ان کا سلسلہ مضبوط ہے۔ یہ سلسلہ مجھ تک پہنچتا ہے' میرے علی تک پہنچتا ہے۔ عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم پر میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ خدا کے بندو کیا تم نے قرآن شریف نہیں پڑھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جانوں کے مالک ہیں جو جان کا مالک ہو وہ کہیں اور رہے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے

قلب میں ہیں، مومن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک ہیں۔ ہم تینوں مالکوں کی ملک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اپنے مرشد کی۔ اب تو تینوں کی نگاہ میں آچکے ہیں۔ غلط کام کیسے کریں گے۔ جو بات کہو حق کہو۔ جس قدر جس کے اندر ایمانی اور دماغی طاقت ہو اسی اندازے سے سمجھانا چاہئے تاکہ ذہن نشین ہوجائے۔ اگر الفاظ کی نشست و برخواست کی درستگی کا خیال رکھا جائے تو ایک بھی میری بات نہ سمجھے۔ اس لئے عام فہم زبان میں بات کررہا ہوں۔

قرآن شریف کی آیات مبارکہ پڑھنے سے اور ان سے حکمت حاصل کرنے سے ہم مومن نہ ہوں گے۔ مومن اس وقت ہوں گے جب نگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قلب پر ہوگی۔ خداوند عالم ہمارے ایمانوں میں ایسی قوتیں عطا فرمائے جو اس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوبوں کو عطا فرمائیں۔ خداوند عالم ہمیں سچا وجد اور سچا کیف عطا فرمائے۔

۷۵۔۷۔۳ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے ہیں.... :

اہل سلوک کا طریقہ ہے ذکر و اذکار کرنا، ذکر و اذکار کے لئے ایک مقام تجویز کیا ہے کہ ذکر آپ کس مقام سے کریں۔ سب سے پہلے ذکر ذات ہے۔ یہ ذکر پہلے لطیفے سے ہوتا ہے۔ لطیفہ مقام ذکر کو کہتے ہیں۔ لطیفہ اول کا نام قلب ہے۔ اس کا ایک نور ہے جس کا رنگ زرد ہے۔ ہر ذاکر، ہر ولی ایک پیغمبر کے قدم پر ہوتا ہے۔ یہ کوئی بناوٹی کھیل تماشہ نہیں، اس کا ایک ضابطہ ہے۔ اس پہلے لطیفے کا قدم حضرت آدم علیہ السلام ہے اور ذکر اس کا ذکر ذات ہے۔ دوسرا لطیفہ روح ہے۔ اس کا رنگ سرخ (نور) اور سنہرا ہے۔ قدم اس کا حضرت نوح علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر ہے۔ تیسرا لطیفہ سر ہے، نور اس کا سفید ہے، قدم اس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہے اور ذکر اس کا اسم ذات ہے۔ چوتھے لطیفے کا نام خفی ہے۔ نور اس کا سیاہ ہے اور قدم اس کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہے، پانچواں لطیفہ اخفا ہے، نور اس کا سبز ہے اور قدم اس کا سیدالمرسلین، رحمت العالمین، خاتم النبین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ پہلے پانچوں لطیفوں کا ذکر اسم ذات ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کسوف یعنی (سورج گرہن) پڑھ کر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دیکھا کہ نماز میں کئی بار آپ نے ہاتھ بڑھایا اور پھر پیچھے ہٹالیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صحیح کہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جنت اور دوزخ میرے سامنے کردی۔ جنت کا ایک خوشہ میرے اتنے قریب تھا کہ میں اسے توڑ سکتا

تھا۔ میں نے ہاتھ بڑھایا لیکن چھوڑ دیا۔ اگر میں اسے توڑ لیتا تو تم قیامت تک اسے کھاتے رہتے اور وہ ختم نہ ہوتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی نگاہیں ہر وقت سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پر لگی رہتی تھیں۔ کتنی بافیض، بامراد نگاہیں تھیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ : "دوزخ کو دیکھا کہ عورتوں کی تعداد دوزخ میں زیادہ تھی کیونکہ یہ کفران نعمت کرتی ہیں۔ گھر میں تکلیف پہنچے تو ناشکری کرتی ہیں کہ میں نے یہاں تو کچھ دیکھا ہی نہیں۔ اسی لئے یہ دوزخ میں زیادہ ہوں گی۔ غور فرمائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر تشریف فرما ہیں اور جنت اتنی وسیع ہے کہ ایک آدمی کی جنت میں ساری دنیا سما جائے۔ ایک ادنیٰ سے کافر کی دوزخ اتنی بڑی ہے کہ دنیا اس کے مقابلے میں چھوٹی ہے۔ پھر اس دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جنت اور دوزخ کیسے آ گئے؟ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ اس کی قدرت میں ہے کہ وہ جو چیز چاہے دکھادے، بنادے یا مٹادے۔ بڑی کو چھوٹا اور چھوٹی کو بڑا کردے۔ اس کی صفات میں قبض وبسط۔ قبض کے معنی چھوٹا کرنا اور بسط کے معنی ہیں بڑا کرنا۔ دنیا پر بسط کی تجلی ڈالی بڑی کردی۔ جنت پر قبض کی تجلی ڈالی چھوٹی کردی۔ تب اللہ تبارک تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت اور دوزخ دکھانے کے لئے یہ تجلیاں ڈال رہا ہے۔ جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت اور دوزخ یہاں دکھادیں تو معلوم ہوا کہ دونوں آپ کے اشارے کی منتظر ہیں۔ لب ہلادیں دوزخ سرد ہوجائے۔ خیال فرمالیں جنت کی نعمتیں قدموں میں آجائیں۔ اس آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن، تاجدار مدنی کا جو مقام ہے وہاں کتنی برکتیں اور رحمتیں نازل ہورہی ہیں۔ ہر شے ان کے سامنے ہے۔ کوئی شے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ سب قریب ہیں، سب سامنے ہیں۔ ایسے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب حاضری ہوتی ہے تو پتہ نہیں کہ کس جنت کے باغ میں آپ کا نام درج کرلیا جائے۔

مومن کی قبر کو وہ اتنا وسیع کردیتے ہیں کہ جتنی حد نگاہ۔ بیچ میں مومن کی قبر ہے اور دائیں بائیں دوزخی ہیں۔ بسط کی تجلی مومن کی قبر پر ڈال دی قبر کشادہ ہوگئی۔ اس لئے کہتے ہیں کہ ولی کے مزار کے قریب قبر بناؤ۔ جب وہاں جنت نازل ہوگی تو کچھ تو ملے گا۔ وہاں تو جنت کی کھڑکی بھی کھلی ہوئی ہے۔ ٹھنڈی ہوائیں آرہی ہیں، ہدیے پہنچ رہے ہیں، مرتبے بڑھ رہے ہیں، کچھ تو پاس والے کو بھی مل جائے گا۔ اللہ کی یہ شان ہے چاہے جسے بڑا کردے، چاہے جسے چھوٹا کردے۔ قادر سے قدرت بنی۔

ابلیس کو اس وقت خوشی ہوتی ہے جب کوئی عابد اللہ کی قدرت سے انکار کردے۔ ابلیس بعد عصر سمندر کی سطح پر اپنے تمام شیطومڑوں کو لے کر بیٹھتا ہے اور سب سے ان کی کارگزاری پوچھتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ فلاں سے چوری کرادی، کوئی کہتا ہے فلاں سے زنا کرادیا۔ سنتا رہتا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ فلاں عابد کی عبادت ختم کرادی۔ بس اس سے لپٹ جاتا ہے۔ پھر سب شیطومڑوں کو لے کر ایک عابد کے پاس جاتا ہے۔ علیک سلیک کے بعد کہتا ہے کہ

جناب ایک مسئلہ ہے۔ جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شیشی میں زمین و آسمان کو سما سکتا ہے؟ عابد نے کہا جاؤ جاؤ ایسا نہیں ہوسکتا۔ ابلیس خوش ہوکر چلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھو اس نے اللہ کی قدرت سے انکار کردیا۔ عقیدے درست ہونے کی ضرورت ہے ورنہ عبادت ضائع ہوجائے گی۔ پھر ایک اور عالم کے پاس پہنچتا ہے ابلیس اور اس سے بھی وہی سوال کرتا ہے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا اے دیوانے تو ابلیس معلوم ہوتا ہے۔ ارے اس کی شان اور قدرت تو یہ ہے کہ سوئی کے ناکے سے زمین و آسمان کو گزار دے۔ ابلیس بھاگے وہاں سے سوئی کی نوک پر اگر وہ بسط کی تجلی ڈال دیں تو تمام عالم میں سے گزار دیں۔ تمام عالم پر قبض کی تجلی ڈال دیں تو تمام عالم چھوٹے ہوجائیں اور سوئی کے ناکے سے گزر جائیں۔ جن قلوب پر تجلی ڈالتے ہیں وہ کھل جاتے ہیں اور جہاں سے چاہے بیان کرنا شروع کردیتے ہیں۔ ہر وقت ان کی بارگاہ میں عاجزی و گریہ و زاری کرتے رہو نہ معلوم کس وقت کیسی تجلی ڈال دیں کہ سب علوم کے دروازے کھل جائیں۔ اگر ایک ولی اللہ کے سامنے ایک بڑا عالم بیٹھے تو کچھ بول نہیں سکتا۔ جس بیان میں نور ہو وہی قلبوں کو سیراب کرتا ہے۔ اگر ایک ولی اللہ کے سامنے ان کی بارگاہ میں قلبی طور پر ہر وقت حاضر رہو۔ غیر کے بندے نہ بنو۔ پھر لطف و کرم ہوگا۔ مدینہ منورہ سے ہر وقت سرکاری فیضان جاری و ساری ہے۔

بزرگان دین ان لطائف کا مشاہدہ کرتے ہیں اور اس رنگ میں رنگے ہوتے ہیں۔ مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کے نور کا رنگ زرد تھا۔ معلوم ہوا کہ ذکر قلب وسیع تھا۔ حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کے نور کا رنگ سبز تھا جو شان محبوبیت کی نشانی ہے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے نور کا رنگ بھی سبز تھا یعنی شان محبوبیت لئے ہوئے۔

ایک صوفی صاحب میرے پاس آئے میں نے پوچھا۔ حضرت آپ تو بڑے ذاکر ہیں کون سا ذکر کرتے ہیں؟ کہنے لگے میں قلب سے ذکر کرتا ہوں۔ انہیں کہنا چاہئے تھا لطیفہ قلبی سے ذکر کرتا ہوں۔ میں نے پوچھا اس کا رنگ کیسا ہے؟ کہنے لگے اتنا ہوش نہیں ہوتا کہ رنگ دیکھیں۔ جو تعلیم آپ کو دی جارہی ہے ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی۔ یہ جو حلقے ہوتے ہیں ان میں کوک بھری جاتی ہے۔ کوک پوری ہوگئی تو گھٹنے چلنے لگیں گے۔ پھر خود ہی مشاہدہ کرلے گا کہ کس لطیفے کا کیا رنگ ہے۔ بیٹا اگر نیک اور صالح ہے تو اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ مرید اپنے شیخ کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ اولیاء اللہ کے قدم انبیاء علیہ السلام کے قدم پر ہیں۔ ولی مظہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ایک نبی وہ ہیں جنہیں گھر بھی میسر نہیں۔ جیسے عیسیٰؑ اور ایسے بھی پیغمبر گزرے ہیں جن کے پاس محل تھے۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام ہے جو ولی جس نبی کے قدم پر ہوتا ہے ویسے ہی اس کی حالت ہوتی ہے۔ ولی پیغمبر تو نہیں بن سکتا لیکن پیغمبر کی صفات کی جھلک لئے ہوئے ہوتا ہے۔

CamScanner

۷۵۔۷۔۱۲ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے ہیں.... :

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے وجود انسان کو بڑا مقام بخشا ہے' بڑا شرف بخشا ہے۔ پیدائش ایک قطرہ سے ہے جو قطرہ محفوظ ہوگیا' پاک ہوگیا' جو ضائع ہوگیا' ناپاک ہوگیا۔ حضرت انسان اپنے اندر بڑے بڑے جوہر لے آیا ہے۔ حضرت انسان ایک راز ہے' خود کہیں اور کہیں آواز ہے۔ وجود انسان مثل ایک عمارت کے ہے۔ اگر اس عمارت سے شک و شبہ اور غیراللہ کا پردہ اٹھایا جائے تو ایسی عمارت کے اعلیٰ مقام میں جلوہ یار نظر آئے گا۔ وہ مومن کے قلب میں رہتے ہیں۔ اپنے آپ کو خودی سے پاک کرو تاکہ آپ کا ظاہر و باطن پاک ہوجائے اور صفات الٰہی کا جلوہ نظر آجائے۔ جو اس کی صفات سے متصف ہوجاتا ہے وہی اپنے آپ کو فنا کرتا ہے۔ فنا کے لئے عشق کی ضرورت ہے۔ جب عشق کا غلبہ ہوتا ہے تو فنا حاصل ہوتی ہے۔ فنا سے قلب غیراللہ سے پاک ہوجاتا ہے۔ فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے پھر یہ ذات الٰہی کا مظہر ہے یا اس کی صفات کا مظہر ہے۔ اولیاء اللہ کو دیکھنے سے ان کی صحبت سے خدا یاد آتا ہے۔ اولیاء اللہ امراض باطنی کے طبیب ہوتے ہیں۔ باطنی امراض میں مبتلا انسانوں کی استعداد کے مطابق دوا تجویز کرتے ہیں۔ یہ بات نہیں کہ روحانی طبیب نے دوا دی اور مریض ھو حق کے نعرے لگاتا ہوا عالم بقا میں پہنچ گیا۔ جیسے امراض روحانی ہوتے ہیں۔ ویسی ہی دوائیں تجویز کی جاتی ہیں۔ طبیب ظاہر دوا پلاتے ہیں' طبیب روحانی ذکر کراتے ہیں' ذکر سناتے ہیں' توجہ دیتے ہیں' مقام عطا کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ جب عارف باللہ ہوجاتے ہیں تو کسی پر اگر اللہ کی محبت میں ایک نگاہ ڈال دیں تو تمام روحانی اور جسمانی امراض جل کر صاف ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو جب مومن اپنے قلب میں دیکھتا ہے تو یہی اس کا حقیقی حج ہے اور یہی اس کا کعبہ ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے لوگوں مجھے اپنے دل میں ڈھونڈو میں تمہارے ہی اندر ہوں۔ اب غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ جب مومن کے قلب میں رہتا ہے تو پھر مومن کی زبان پر بولنے والا کون ہے؟ اچھا تو پھر سننے والا کون ہے؟ دیکھنے والا کون ہے؟ وہ تو ہروقت حاضر و ناظر ہے' وہی اندر بولتا ہے' وہی سنتا ہے۔ پھر وہی تو رہبر ہے۔ جس نے ڈھونڈ لیا اس کا مکمل علاج ہوجاتا ہے۔ کڑی اول کی ہو یا آخر کی' اگر میٹر سے صحیح تعلق ہے تو روشنی ضرور پہنچے گی۔ یہ سلوک بیان ہورہا ہے۔ ہمارے پیشواؤں نے سیر کی ہے سیر کرائی ہے۔ عقیدہ پختہ ہونا شرط ہے۔ عقیدہ پختہ ہوگا تو تزکیہ نفس ہوگا۔ ۲۱ واں پارہ سوہ احزاب پہلا رکوع۔ (ہمارے نبی تمہاری جانوں کے مالک ہیں اور تم سے زیادہ تمہاری جانوں سے قریب۔) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بعد پھر والدین سے کیوں مشورہ کرتے ہو؟ جو دلوں کے قریب ہے وہ بھی حاضر و ناظر ہے۔ جو دلوں کے اندر رہتا ہے وہ بھی حاضر و ناظر ہے۔ اللہ بھی حاضر

و ناظر اور ان کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاضر و ناظر۔ تم اپنا بتا چلاؤ کہ تم ہو یا نہیں ہو۔

۷۵۔۷۔۲۴ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے ہیں.... :

پچھلے بیان میں بتایا گیا تھا کہ اہل سلوک کا راستہ کیا ہے۔ وہ جب ذکر کرتے ہیں تو لطیفے کو بیدار کرتے ہیں۔ اہل سلوک کے ذکر کے ساتھ چھ مقام تجویز فرمائے ہیں۔ یہ بھی بیان کیا تھا کہ پہلا لطیفہ قلب ہے۔ اس کا رنگ زرد ہے۔ جو راستہ پاؤں سے طے ہوتا ہے اس میں پاؤں میں آبلے پڑتے ہیں اور جو راستہ قلب سے طے ہوتا ہے اس میں قلب میں آبلے پڑتے ہیں۔ اہل اللہ قلب سے منازل طے کرتے ہیں اس لئے ان کے قلب میں آبلے پڑ جاتے ہیں۔ ہر راستے کے لئے ایک روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ رہبر کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ رہبر ساتھ ہو تو منزل آسان ہوجاتی ہے۔ اہل سلوک رہبر۔ شیخ طریقت کو کہتے ہیں' مرشد کامل کو کہتے ہیں۔ روشنی سے مراد یہ ہے کہ اپنے جسم میں لطائف کو روشن کیا جائے۔ پہلے پانچ لطائف کا بیان کیا جاچکا ہے۔ چھٹا لطیفہ نفس ہے اور نور اس کا نیلگوں ہے۔ نوٹ : اکثر مشائخ نقشبند نے چھ لطائف کا ذکر کیا ہے جس کو لطائف ستہ کہتے ہیں۔ مگر کچھ صاحبان معرفت ساتویں لطیفہ کا بھی ذکر کرتے ہیں جس کو لطیفہ قالب کہتے ہیں۔ اس کا نور بہ صورت آتش اور بے رنگ ہے۔

لطیفہ قلب کا مقام بائیں چھاتی سے دو انگشت نیچے ہے۔ لطیفہ روح کا مقام دائیں چھاتی سے دو انگشت نیچے ہے۔ لطیفہ سر کا مقام بائیں چھاتی کے اوپر سینے کی طرف ہے۔ لطیفہ خفی کا مقام دائیں چھاتی کے اوپر سینے کی جانب ہے۔ لطیفہ اخفی کا مقام بیچ سینے کے ہے۔ لطیفہ نفس کا مقام پیشانی میں ہے اور لطیفہ قالب کا مقام تمام جسم میں ہے۔ جب سلطان الاذکار شروع ہوجاتے ہیں تو ذاکر کے جسم میں جس جگہ کان لگا کر سنو تو "اللہ اللہ" کی آواز آتی ہے۔ میرے پیرو مرشد اعلیٰ حضرت قطب الاقطاب صدر الصدور شاہ انعام الرحمٰن قدوسی سہارنپوری نے ایک دن تنہائی میں بلا کر اس عاجز کو سنوادیا۔ آپ کے جسم مبارک کے جس حصے سے کان لگایا "اللہ اللہ" کی آواز آرہی تھی۔ اہل ذاکر اور شاغل کے لئے انتہا درجے کی پرہیزگاری کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے ولایت اہل تقویٰ کو عطا فرمائی۔ سب سے زیادہ خراب کرنے والی چیز جھوٹ ہے۔ ہاتھ تو کچھ نہیں آتا لیکن گناہ عظیم ہے۔ کذب کے معنی جھوٹ کے ہیں۔ جھوٹ تین قسم کا ہے۔ پہلا قول کا جھوٹ یعنی غلط خبر دینا۔ دوسرا فعل کا جھوٹ یعنی جو کہنا وہ کرنا نہیں اور تیسرا عقیدے کا جھوٹ زبان سے کہنا کہ ہم حنفی ہیں۔ لیکن اندر سے نجدی ہوتے ہیں۔ فی زمانہ عقیدے کا جھوٹ بہت چل رہا ہے اس سے شیطان نے بھی پناہ مانگی ہے۔ وہ بھی دھوکہ کھاجاتا

ہے۔ جھوٹ بولنے سے عادت خراب ہوجاتی ہے اور نور زائل ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ظاہر کے لئے علم ظاہر عطا فرمایا اور اہل باطن کے لئے علم باطن یا علم لدنی عطا فرمایا۔ جو علم ظاہر کا ذوق رکھتے ہیں انہیں علم ظاہر خوب آتا ہے اور جو علم باطن سیکھنے کا شوق رکھتے ہیں انہیں علم باطن یا علم لدنی حاصل ہوتا ہے۔ یہ وہ علم ہے جو بغیر ذوق طلب کے حاصل نہیں ہوتا۔ جس قدر ذوق اور محبت ہوگی اسی قدر علم حاصل ہوگا۔

علم لدنی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ جل شانہ جب اپنے بندوں سے راضی ہوجاتا ہے تو اپنے ذکر کے لئے ان کے سینے کھول دیتا ہے۔ جس سے غفلت کے پردے دور ہوجاتے ہیں یعنی وہ اپنی خودی سے پاک ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت کا غلبہ ہوجاتا ہے۔ ایسے سینے کو جب اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کے لئے کھولتے ہیں تو قلب میں تجلیاں ہوتی ہیں۔ بیان کرنے والے کو بھی لذت و کیفیت حاصل ہوتی ہے اور سننے والوں کو بھی لذت و کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ علم ظاہر پڑھایا جاتا ہے اور علم باطن عطا ہوتا ہے۔ سلطان الاذکار جب شروع ہوتا ہے تو ذاکر کا ایک مرتبہ اللہ کہنا ساڑھے تین کروڑ مرتبہ اللہ کہنا ہوتا ہے۔ کیونکہ جسم میں ساڑھے تین کروڑ مسام ہیں اور ہر ایک سے اللہ کی آواز بلند ہوتی ہے۔ ان حضرات کے مقامات بلند ہوجاتے ہیں اور سینوں میں نور پیدا ہوجاتا ہے۔ سب سے پہلے انہیں یقین کا نور پیدا ہوتا ہے۔ اپنے شیخ کو کامل و اکمل جانتے ہیں۔ یقین کا نور سب سے پہلے نگاہ میں عطا ہوتا ہے پھر یہ نور قلب میں مقام کرتا ہے۔ یہ حضرات نہ معلوم کہاں کہاں سے اور کن کن مقامات سے بولتے ہیں جس مقام سے تار جڑ جاتے ہیں وہیں کا ذکر شروع ہوجاتا ہے۔ اتنا یاد رہے کہ ان حضرات کو چھٹی ایک دن کی بھی نہیں ملتی۔ ہر روز کام ہوتا ہے۔ اب اندازہ لگاؤ کہ سبق یاد ہوا یا نہیں۔ یہ بڑا نازک وقت ہے اسے غنیمت جانتے ہوئے تھوڑا سا وقت سننے میں اور یاد کرنے میں صرف کرو تاکہ کسی کو کچھ بتا سکو۔ اولیاء اللہ کا مقصود اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ یہ فقیر عالم نہیں ہے' اپنے شیخ کی طرف سے ڈیوٹی پر موجود ہے۔ جو حکم ہے سنا رہا ہے بتا رہا ہے۔ اہل سلوک پندہ مقام طے کراتے ہیں۔ چودہ علوم حاصل کرتے ہیں۔ ولی کو ولی پہچان سکتا ہے ہر ایک نہیں۔ حدیث قدسی : **"اولیائی تحت قبائی لایعرفھم غیری۔"** (میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں جنہیں میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔) اللہ کی قبا کیا ہے۔ اس کی شان کبریائی ہے۔ جو شان کبریائی میں ہوتا ہے علم لدنی والا ولی ہوتا ہے۔ غیر کا تو وہاں گزر ہی نہیں۔

۷۵-۷-۱۳۱ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے ہیں.... :

آج کی تاریخ حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ کی منائی جارہی ہے جو اولیاء اللہ کے امام ہیں اور اولیاء اللہ کی جان ہیں۔ ان کی دادی بتول اور نانا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کا ذکر کرنا سب کا ذکر کردینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم ظاہر بھی عطا فرمایا اور علم باطن بھی عطا فرمایا۔ اہل سلوک نے علم ظاہر کو علم معاملہ اور علم باطن کو علم مکاشفہ فرمایا ہے۔ علم مکاشفہ اس علم کو کہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے مومن بندوں کو اپنی محبت کا نور عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ : "ہم نے نور ان کو عطا فرمایا جو اہل مجاہدہ ہیں' جو اہل تقویٰ ہوتے ہیں وہی اہل تفکر بھی ہوتے ہیں جو اہل تفکر ہوتے ہیں وہی اہل تدبر ہوتے ہیں اور وہی اہل تشکر بھی ہوتے ہیں۔" اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بے شمار کرم نوازیوں کو دیکھ کر ان کا شکر بھی ادا کرتے ہیں ان نعمتوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہ میں اپنے آپ کو شکر گزار بندے کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ علم مکاشفہ سے مومن کے قلب میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت کا نور پیدا ہوتا ہے۔ جس سے ان کے قلب کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ قلب میں دو دروازے ہیں ایک بیرونی اور ایک اندرونی۔ بیرونی دروازے کے کھلنے سے حواس خمسہ کے ذریعے علم ظاہر حاصل ہوتا ہے اور اندرونی دروازے کے کھلنے سے الہامی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ الہام کے ذریعے ہدایت فرماتے ہیں جو علم ظاہر حاصل کرنے کے بعد اپنے آپ کو شمار میں لے آتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد ہوا کہ : "**لایعلمون**" یعنی (وہ علم نہیں رکھتے) اگر علم حاصل کرنے کے بعد انسان کو ذرا بھی علم کا غرور ہوجائے تو اسی کا نام العلم الحجاب الاکبر ہے۔ اس حجاب کی وجہ سے انسان آگے ترقی نہیں کرسکتا۔ معلوم ہوا کہ جب تک علم مکاشفہ حاصل نہ ہو انسان کو راستہ نہیں ملتا۔ جب تک صحیح معنوں میں روشنی حاصل نہ ہو راستہ کیسے طے ہو۔ کسی کی نگاہ کمزور ہے اور صحیح نگاہ کا چشمہ نہ لگایا جائے تو پہچاننے میں مشکل ہوتی ہے اور صحیح پہچانا نہیں جاتا۔ جس قدر بھی انسان میں ہمت ہے' حوصلہ ہے' اولیاء اللہ کی محبت ہے' اپنے پیشواؤں کی محبت ہے' محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے' اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت ہے اسی قدر اسے روشنی ملتی ہے۔ مکاشفہ کے نور سے اچھا برا سب کچھ نظر آتا ہے۔ لیکن علم مکاشفہ کا وسیلہ علم معاملہ ہے۔ جب تک شریعت مقدسہ کا صحیح علم حاصل نہ ہوگا۔ قانون طریقت آ ہی نہیں سکتا۔ علم مکاشفہ سے یہ منشا ہے کہ جب معلوم ہوگیا کہ کون ان کا مقبول بندہ ہے اور کس کو کس نے نگاہوں سے گرادیا ہے تو ان چیزوں کو دیکھنے کے بعد صبر اور ضبط سے کام لے اور کسی کے احوال اس طریقے سے بیان نہ کرے کہ اسے ایذاء یا تکلیف پہنچے۔ اگر اس نے ضبط سے کام لیا تو پھر علوم **غیبیہ** کا مشاہد نصیب ہوگا۔ کیونکہ درویشی پردہ پوشی ہے۔ درویشی کے یہ معنی نہیں کہ دیکھنے کے بعد کسی کو طعنے دینے لگو کہ تو ایسا ہے تو ویسا ہے۔ علم مکاشفہ حاصل کرنے والے کو یہ حکم نہیں کہ جو دیکھو وہ سنادو۔ وہ تو کچھ اشارے ہوتے ہیں' کنائے ہوتے ہیں' کچھ رمز ہوتی ہے سمجھانے اور دکھانے کی' تاکہ اہل

CamScanner

سلوک' اہل عقیدت' اہل محبت کو کچھ پتہ چل جائے ورنہ حکم ہے کہ چھپانے والی چیز کو ظاہر نہ کرو۔

ابتدا علم معاملہ میں سے ہوتی ہے جو حق تک پہنچاتا ہے۔ علم شریعت حاصل کرنا ہے۔ پھر مجاہدہ کرنا ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرنی ہے۔ اس کے ساتھ ہی صبر و سکون اور انتہا درجے کا ضبط حاصل کرنا ہے۔ کسی کے عیب ظاہر نہ کرنا۔ بلکہ یہ کوشش کرنا کہ کسی کی کسی نہ کسی انداز سے اصلاح ہو جائے۔ یعنی اس کو بری باتوں اور برے کاموں سے بچایا جائے۔ معاملہ ہی اگر درست نہ ہوگا تو پھر آگے قدم کیسے بڑھایا جائے گا۔ وہ دوسری بات ہے کہ رحمت الٰہی جوش میں آجائے نہ شریعت کا قانون عائد ہو نہ مجاہدہ کرایا جائے اور ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیا جائے۔ فرعون نے جادوگروں سے کہا' موسیٰ علیہ السلام کے پاس جادو کا ڈنڈا ہے ان کا جادو ختم کرو۔ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اژدھے دکھائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عصا پھینکا جو سارے اژدھوں کو نگل گیا۔ جادوگر حیران رہ گئے اور موسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھا کہ اس عصا میں یہ سارے اژدھے کیسے سما سکتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ کوئی خاص الخاص بندے ہیں بس ذرا سی عقیدت و محبت سے موسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھا تو ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گئے اور ایسے مالا مال ہوئے کہ انہیں اپنا مقام جنت میں نظر آنے لگا۔ یہ کیسے ہوا؟ رحمت الٰہی جوش میں آئی تو نہ مجاہدہ کی ضرورت پڑی' نہ علم معاملہ حاصل کیا' نہ علم مکاشفہ حاصل کیا اور ایمان حاصل کر لیا۔ ایک ذرا سے اشارے سے نہ معلوم کس کی پکار سن لیں۔ کس کا اٹھا ہوا ہاتھ پسند آجائے۔ کس کے یقین کو' عقیدت کو' محبت کو پسند فرمالیں اور نہ معلوم کس کے صدقے میں کس کو رنگ دیں۔

حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا۔ حضور آپ کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ بس اللہ تعالیٰ کو دکھا دیجئے۔ ارشاد فرمایا' "بے وقوف تجھے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ یاد نہیں جب انہوں نے رب ارنی فرمایا' تو ارشاد ہوا' "لن ترانی" اس نے عرض کی۔ حضور آپ جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مجھے خدا دکھا دیجئے۔ اب امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے خدام سے کہا کہ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے دریا میں ڈال دو۔ اب لگا ڈبکیاں کھانے۔ تین دفعہ کہا۔ یا امام الغیاث۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ امام نہیں بچائیں گے تو کہہ اٹھا الٰہی الغیاث۔ اتنا کہنا تھا کہ قلب میں ایک سوراخ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کا جلوہ نظر آگیا۔ فوراً ہی اسے نکال لیا۔ پوچھا اے شخص تجھے خدا نظر آگیا۔ عرض کیا۔ حضور جب ساری قوتیں اور انسانی وسیلے واسطے ختم کر دیئے اور اللہ ہی پر پورا بھروسہ کیا اور اللہ ہی کو پکارا تو پھر اس کا جلوہ نظر آیا۔ بظاہر یہ چھوٹی سی حکایت ہے لیکن بات بہت بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کو صحیح تناظر میں دیکھنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک دفعہ حضرت امام جعفر صادق اللہ کا ذکر کرتے ہوئے جنگل میں سے جا رہے تھے۔ ان کا جبہ پرانا تھا۔ عرض کیا باری تعالیٰ نیا عطا فرما دیں۔ آگے ایک صاحب ملے جنہوں نے حضرت امام جعفر صادق کو نیا جبہ پیش کیا۔ پیچھے

CamScanner

پیچھے ایک مفلس اور تنگ دست شخص آرہا تھا۔ اس نے عرض کیا' اے امام میں آپ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہوا آرہا تھا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں آپ کا شریک تھا۔ میں بھی انعام کا حق دار ہوں۔ فرمایا کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگا حضور مجھے اپنا پرانا جبہ عطا فرمادیں۔ آپ نے عطا فرمادیا۔ اس نے کیسی دولت مانگ لی۔ صرف ان کے ساتھ اللہ اللہ کہا تھا ان کی اترن مل گئی تو یہ بھی بڑے کام کی چیز ہے۔

ایک دفعہ امام جعفر صادق سے خلیفہ منصور ناراض ہوگیا۔ لوگوں نے اس کے کان بھردیئے کہ امام صاحب تمہارے خلاف محاذ تیار کررہے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مخالفین بہت ہوتے ہیں۔ ان کے مجاہدے کے لئے کوئی نہ کوئی غمزہ ضرور لگادیا جاتا ہے۔ یہ ذریعہ نجات ہوتا ہے۔ خلیفہ نے وزیر کو بلایا۔ میں امام صاحب کا سر قلم کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا وہ نیک آدمی ہیں انہیں کچھ نہ کہیں۔ خلیفہ نے کہا نہیں یہ میرا حکم ہے۔ جاؤ اور امام صاحب کو لے آؤ۔ خلیفہ نے درباریوں سے کہا کہ جب امام صاحب آئیں اور میں سر کی ٹوپی کو ذراسی حرکت دوں تو تم تلوار سے امام صاحب کا سر اڑا دینا۔ وزیر جاکر امام صاحب کو لے آیا۔ خلیفہ کھڑا ہوگیا اور تعظیم سے بٹھایا عرض کیا امام صاحب آپ کی کیا خدمت کروں۔ آپ نے فرمایا' آئندہ ہمیں نہ بلانا۔ خلیفہ نے خلعت پیش کی اور ننگے پاؤں دربار سے باہر تک چھوڑنے گیا اور بڑی عزت سے رخصت کیا۔ واپس آ کر تخت پر بیٹھتے ہی بے ہوش ہوگیا اور تین دن تک بے ہوش رہا۔ جب ہوش میں آیا تو وزیر نے پوچھا۔ اے خلیفہ کیا بات ہے؟ آپ نے تو امام صاحب کو قتل کے ارادے سے بلایا تھا۔ خلیفہ بولا' اے وزیر کچھ نہ پوچھ امام صاحب کے ساتھ ایک بہت بڑا اژدھا آرہا تھا اس نے جو منہ کھولا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرا پورا تخت اس کے منہ کے اندر چلا جائے گا۔ یہ اولیاء اللہ اژدھے بھی رکھتے ہیں جو نظر نہیں آتے۔ ایک دفعہ آپ ایک رستے سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کو پکڑ لیا اور کہا میری تھیلی اس راستے میں گری ہے۔ ضرور آپ نے اٹھائی ہے۔ آپ نے پوچھا اس میں کتنی رقم تھی۔ اس نے کہا ایک ہزار درہم۔ آپ اسے گھر لے گئے اور دو ہزار درہم کی تھیلی دے دی۔ چلتے چلتے اس نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کن کا مکان ہے۔ اس نے کہا تم نہیں جانتے۔ یہ امام جعفر صادق کا مکان ہے۔ وہ کہنے لگا غضب ہوگیا میں نے ایسے ہی ان پر چوری کا الزام لگایا آگے گیا تو اسے اپنی تھیلی مل گئی۔ فوراً واپس آیا اور امام صاحب سے معافی مانگنے لگا اور ان کی تھیلی واپس کرنا چاہی' آپ نے فرمایا' یہ ہمارے ہاں کا دستور نہیں ہم دے کر واپس نہیں لیتے۔ حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ کے چند ارشادات پیش کئے جاتے ہیں۔

ارشاد فرمایا' "جو بغیر الہام کے استدلال کرتا ہے وہ مردود ہے۔" پھر ارشاد فرمایا' "توبہ پہلے ہے عبادت بعد میں۔" "عاقل وہ ہے جو دو نیکیوں میں سے تمیز کرے کہ بڑی کونسی ہے اور دو برائیوں میں تمیز کرلے کہ بڑی برائی کونسی ہے۔"

CamScanner

۷۵۔۸۔۹ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے ہیں.... :

آج کی تاریخ اس مبارک ہستی کی تاریخ ہے جن کے صدقے میں ہندوستان کفرستان کے بجائے نورستان بن گیا اور بجائے ہندوؤں کے راج کے مسلمانوں کا راج قائم ہوا۔ آپ شہنشاہ ہند ہیں' عطائے رسول ہیں' غریب نواز ہیں' معین بے کساں ہیں یعنی خواجہ خواجگان حضرت سیدنا خواجہ معین الدین حسن چشتی ثم الاجمیری رحمتہ اللہ علیہ۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا بے پناہ کرم اور احسان ہے کہ اس نے اس عاجز کو اور حلقہ رحمانی کو شہنشاہ ہند کے عرس مبارک کی تقریب منانے کی توفیق عطا فرمائی' جن کے صدقے میں بے حساب ہندو مسلمان ہوئے اور بے شمار اولیاء اللہ اس عالم دنیا میں آئے اور آج تک ہند و پاکستان میں ان ہی بزرگان دین کی روحانی شمعیں روشن ہیں۔

یوں تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی مخلوق پر بے شمار احسان فرمائے اور بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں۔ ان نعمتوں کو عطا فرماکر احسان نہیں جتایا۔ لیکن جب اپنے محبوب پاک جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا تو احسان جتایا کہ ہم نے اپنا محبوب تمہیں عطا فرمایا۔ تحفے دیئے جاسکتے ہیں۔ لیکن اپنا محبوب کوئی کسی کو نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مخلوق کو عطا فرمایا پھر معراج کی شب اپنے پاس بلایا کہ اپنی آنکھوں سے اپنے رب کو بھی دیکھ جاؤ اور جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ جاؤ۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں نے سن کر ہدایت فرمائی۔ محبوب رب العالمین نے دیکھ کر ہدایت فرمائی۔ معراج پر جانا کوئی ایسی بات نہ تھی۔ محبوب رب العالمین ہیں۔ نہ معلوم کتنی معراجیں روز ہوتی ہوں گی۔ اصل بات یہ ہے کہ اپنے پاس بلاکر واپس بھیجا۔ کس قدر اللہ تعالیٰ جل شانہ کا احسان عظیم ہے جس کا کوئی شکر ادا نہیں کرسکتا۔ ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت کوئی بیان کرہی نہیں سکتا۔ کیونکہ جن کی تعریف رب بیان کرے ان کی تعریف بندہ کیسے بیان کرسکتا ہے۔ معراج پر جو بلایا تو ہمیں دکھانے کے لئے اور بدعقیدہ لوگوں کے عقیدے درست کرنے کے لئے اور ظاہری مسلمانوں کے لئے نمونہ پیش کیا گیا کہ کہیں بدعقیدہ لوگ انکار نہ کردیں کہ گئے ہی نہیں۔ ہمیں تو ہروقت اقرار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی معراج میں ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیرا فرمایا ہے۔ ایک چراغ تو وہ ہے جو دنیا میں بنتا ہے اور ایک چراغ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے روشن فرمایا۔ یعنی اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے اپنے محبوب کا نور پیدا فرمایا اور نام رکھا سراجا منیرا۔ چاند نہیں فرمایا کیونکہ ایک چاند دوسرا چاند روشن نہیں کرسکتا۔ لیکن یہ سراجا منیرا بجھے چراغ روشن کردیتا ہے۔ جو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے گا

اس کے قلب میں روشنی پیدا ہوگی۔ دنیا کے چراغوں کا یہ قاعدہ ہے کہ اوپر روشنی اور نیچے اندھیرا ہے۔ لیکن یہ سراجاً منیرا وہ چراغ ہیں جو اوپر نیچے دائیں بائیں ہر طرف روشنی دیتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اوپر تشریف لے گئے اتنے اوپر کے "**قاب قوسین او ادنیٰ**" اب ان مقام کو کوئی کیا بیان کرسکتا ہے بس خیال ہی کرسکتا ہے۔ ایسا ہوا ویسا ہوا نہ معلوم کتنے سال کی وہ گھڑی بن گئی۔ حجتہ الاسلام امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جب شب معراج محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حضوری خاص میں حاضر تھے تو نوے ہزار باتیں ہوئیں۔" دنیا کا چراغ پھونک مارنے سے بجھ جاتا ہے۔ یہ سراجاً منیرا وہ چراغ ہیں کہ اس کا بجھانے والا خود بجھ جاتا ہے۔ جس نے اس سراجاً منیرا سے محبت کی خواہ ہزار ہا کوس پر موجود ہے وہیں روشن ہوگیا۔ "**کماحقہ**" آپ کی شان تو کوئی بیان ہی نہیں کرسکتا ہے جس نے آپ سے محبت کی اور عقیدہ پختہ کیا' محبت کی شمع اس کے قلب میں روشن ہوگئی۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضرو ناظر سمجھتا ہے وہ اب بھی محبت کی روشنی سے منور ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن کئے ہوئے چراغ اب تک روشنی دے رہے ہیں۔ ان ہی چراغوں کو اولیاء اللہ کہتے ہیں اور یہی جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ شہنشاہ ہند غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ بھی اسی طرح سراجاً منیرا کے روشن کئے ہوئے چراغ ہیں۔ انہیں بجھانے کی کوشش کرنے والا خود بجھ جاتا ہے۔ ذرا خیال غلط کیا اور چہرے پر سے نور غائب اور اندھیرا چھا جاتا ہے۔ جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دیا اپنے اندر جلالیا پھر بجھتا نہیں۔ ان چراغوں سے اور چراغ روشن ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ غور کا مقام ہے کہ اولیاء اللہ سے کتنے چراغ روشن ہوتے ہیں' کس قدر مرید اور خلیفہ ہوتے ہیں۔ جو چراغ شیخ نے ان کے دل میں جلایا ہے اسے ترقی دے رہے ہیں۔ یعنی یہ اوروں کو بھی روشنی دیتے رہتے ہیں تاکہ سلسلہ کی روشنی بجھ نہ پائے۔ جو شیخ کی محبت میں فنائیت کا مقام حاصل کرلیتے ہیں۔ وہ ایسے روشن چراغ ہیں جن سے قیامت تک دوسرے چراغ روشن ہوتے رہیں گے۔ اولیاء اللہ کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اللہ کی محبت ہے۔ آج خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی چند کرامات اور واقعات پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ آپ بڑے رئیس گھرانے کے فرزند ہیں۔ آپ کے والد ماجد تاجدار اور رئیس تھے۔ جب خواجہ غریب نواز پیدا ہوئے تو بڑی خوشیاں منائی گئیں' خیرات و صدقے دیئے گئے۔ بڑے چاؤ سے پالا پوسا گیا۔ خدا کی حکمت جب خورد سالی کا زمانہ آیا تو والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ آپ کو ورثے میں ایک بڑا سرسبز باغ اور ایک پن چکی ملی۔ آپ باغ ہی میں رہتے اور اس کی رکھوالی کرتے۔ ایک درویش کی نگاہ آپ پر پڑی اور آپ کی نگاہ درویش پر پڑی۔ آپ نے ادب اور انکساری کے ساتھ درویش کو بٹھایا انگور کا خوشہ اور ٹھنڈا پیش کیا۔ درویش جن کا اسم گرامی ابراہیم قندوزی تھا بے حد خوش ہوئے۔ آپ مجذوب بزرگ تھے۔ شہنشاہ ہند کی مہمان نوازی دیکھ کر سمجھ گئے کہ یہ تو اسی

گھرانے کے چراغ ہیں جس کی روشنی سے تمام مخلوق خدا فیض یاب ہوتی ہے۔ آپ نے اپنے جھولے سے کھلی کا ایک ٹکڑا نکالا اور چبا کر حضرت غریب نواز کے منہ میں دے دیا۔ اس کے نگلتے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ ہوگیا اور دنیا کی محبت سرد ہوگئی۔ آپ نے وہ باغ اور چکی فروخت کر کے سارا پیسہ اللہ کی راہ میں خیرات کردیا۔ اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ علم حاصل کرنے کے لئے مختلف مقامات پر گئے۔ رہبر کی تلاش میں نکلے۔ خراسان میں ایک قصبہ ہارون ہے۔ وہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے پہچان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے غریب نواز کے قلب کو روحانیت کے لئے بنایا ہے۔ پاس رکھا بیعت کیا اور جس قدر بھی علم سلوک کی تعلیم تھی سب آپ کو عطا فرمائی اور مقامات طے کرائے اور اس کے بعد بارہ سال شیخ کے ہمراہ سفر میں رہے۔ حج کرایا' خانہ کعبہ میں ملتزم کے مقام پر دعا مانگی' اے بار الہ یہ میرا معین الدین ہے۔ آپ کے یہاں حاضر ہوگیا ہے۔ میرا کام یہاں تک پہنچانا تھا۔ اب آپ کرم فرمائیں۔ ارشاد ہوا کہ "میرے محبوب کی بارگاہ میں لے جاؤ" اشارہ پاتے ہی مدینہ طیبہ حاضر ہوگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہوکر یہ عرض کیا کہ 'یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا معین الدین آپ کی بارگاہ میں حاضر ہے جیسا آپ چاہیں حکم فرمائیں۔ یہ کہہ کر خواجہ عثمان ہارونی چلے آئے۔ ایک روز روضہ اقدس سے "آواز آئی۔ معین الدین حاضر ہو" آپ نے سوچا کہ شاید کوئی اور معین الدین ہو۔ پھر آواز آئی معین الدین جو فرزند ہیں عثمان ہارونی کے حاضر ہوں۔ آپ فوراً حاضر ہوگئے۔ ارشاد ہوا' "آپ ہندوستان چلے جاؤ' آپ کو ہندوستان کی خدمت سپرد کردی گئی۔ یہ سن کر خوش بھی بہت ہوئے' لیکن حیران بھی ہوئے کہ راستہ تو معلوم نہیں اور نہ ہی زاد راہ ہے۔ خواب میں رستے بتائے گئے۔ راستے میں جتنے بزرگوں سے ملاقات ہوئی ان کی دعائیں اور ان سے تبرک لیتے ہوئے عازم ہندوستان ہوئے۔ تمام بزرگوں نے آپ کو نعمتیں اور خرقے عطا فرمائے۔ لاہور میں حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر قیام فرمایا۔ ان کے ارشاد کے مطابق چلہ پورا کیا' وہاں آپ کی چلہ گاہ موجود ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اجمیر شریف میں ہی حاضر ہیں۔ پھر آپ اجمیر شریف تشریف فرما ہوگئے۔ جس جگہ راجہ کے اونٹ بندھتے تھے وہاں بیٹھ گئے۔ شام کو اونٹ آئے تو راجہ کے ساربانوں نے کہا بابا یہاں سے اٹھیں یہ تو ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ فرمایا فقیر جہاں بیٹھ جاتا ہے اٹھتا نہیں جب بار بار تقاضہ کیا گیا۔ تو آپ یہ کہہ کر اٹھے ہم تو اٹھ جاتے ہیں لیکن تمہارے اونٹ بیٹھے ہی رہیں گے۔ آخر یہی ہوا۔ صبح اونٹ نہ اٹھے ساربانوں نے غریب نواز کی خدمت میں حاضر ہوکر معافی مانگی۔ آپ نے فرمایا' اٹھ جائیں گے۔ یہ اجمیر شریف میں آپ کی پہلی کرامت ظاہر ہوئی۔ اس کے بعد آپ اناساگر کے قریب تشریف فرما ہوئے۔ آپ کا ایک مرید راجہ کا ملازم تھا۔ راجہ اسے ستاتا تھا۔ آپ نے پیغام بھیجا کہ میرے مرید کے ساتھ اچھا سلوک کر نہیں تو تیرا معاملہ بگڑ جائے گا۔ راجہ نے جواب دیا میں آپ کو یہاں سے نکال دوں گا۔ آپ

نے پیغام بھیجا کہ تو ہمیں کیا نکالے گا ہم نے تجھے زندہ مسلمان بادشاہ کے حوالے کیا۔ شہاب الدین محمد غوری پہلے حملے میں کامیاب نہیں ہوا تھا، خواجہ بزرگ کی دعا سے اس نے دوبارہ حملہ کیا اور پرتھوی راج کو زندہ گرفتار کیا۔ حضرت خواجہ غریب نواز کے حالات و واقعات بہت زیادہ ہیں۔ آٹھ سو سال کے لگ بھگ ہوگئے۔ مسلمانوں کا دنیا میں دوسرا بڑا اجتماع اجمیر شریف میں ہوتا ہے۔ یہ اولیاء اللہ کی حیات کا زندہ ثبوت ہے۔

۷۵۔۸۔۱۴ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے ہیں.... :

فیضان مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی اور ظہور اولیاء اللہ کے حالات اور ملفوظات سے ان کا پتہ چلتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ان کے قلبوں میں کس قدر منور ہے۔ جب تک انسان کے عقائد درست نہیں ہوتے۔ عبادت درست نہیں ہوتی۔ عبادت تو اللہ کی ہے اور وہ رسول اللہ کی محبت میں کی جاتی ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی نہیں تو عبادت کیسی۔ جن کے صدقے میں ایمان کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ ان کی محبت حاصل ہوگی تو عبادت ہوگی۔ عبادت کا طریقہ، محبت کا طریقہ، ایمان لانے کا طریقہ، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا طریقہ، یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی بتلایا۔ اہل عقائد کی عبادت، عبادت ہوتی ہے اور غیر عقائد کی عبادت عادت ہوتی ہے جو کہ سراسر زحمت ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صابری رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "مرشدوں کی محبت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ صفات الٰہی اس سے حاصل ہوتی ہیں جس کے قلب میں یقین کا نور پیدا ہوجاتا ہے۔ وہی بندہ صفات الٰہی کا مظہر ہوجاتا ہے اور یقین کے نور سے منور ہوجاتا ہے۔ صفات الٰہی کا مظہر ہونے کا منشا یہ ہے کہ جس ذات کی صفات کا نور اسے حاصل ہو رہا ہے اس ذات میں وہ غرق بھی ہوجائے اور یہی فنا ہے۔ جب اہل سلوک کو فنائیت حاصل ہوتی ہے تو یہ اپنی صفات بھول جاتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل کرنے والے انسان اب حضرت انسان ہوجاتے ہیں۔ ان کے لئے الفاظ و القاب اوپر سے تجویز ہوتے ہیں اور دنیا والوں سے کہلوائے جاتے ہیں۔ یہ سب منشا قدرت ہوتا ہے۔ فنائیت اسے کہتے ہیں کہ خود کو شمار میں نہ لائے۔ اس کی ذات میں ایسے فنا ہوتے ہیں کہ خدا تو نہیں بنتے لیکن جدا بھی نہیں رہتے۔ سفید کپڑے کو کسی رنگ میں ڈال دو۔ پھر سفید نہیں کہتے رنگا ہوا کہتے ہیں، اولیاء اللہ بھی رنگ دیتے ہیں۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے کہ اولیاء اللہ کو ایسا رنگا کہ ان کا کوئی جواب ہی نہیں۔ کچے رنگ خراب ہوجاتے ہیں۔ پکا رنگ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی کا ہے۔ اولیاء اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں غرق ہوتے ہیں اور

خود کو شمار میں نہیں لاتے تو انہیں اپنے رنگ خود ہی نظر آنے لگتے ہیں۔
اولیاء اللہ کو نہ کسی خاص لباس کی ضرورت ہوتی ہے نہ کسی اشتہار کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے رنگنے کا حکم آجائے تو رنگا جائے گا۔ رنگی ہوئی چیز کو ہر شخص پہچان لے گا۔ خداوند عالم ان رنگے ہوئے حضرات کی محبت عطا فرمائے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا جو ارشاد ہے "مرشدوں کی محبت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ جمع کا صیغہ استعمال فرمایا۔ اگر کسی کو اس عاجز سے محبت ہے تو میرے پیر سے' دادا پیر سے اور ان کے پیر سے اور پورے سلسلہ سے محبت ہوگی یا نہیں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چمکانے والا چراغ فرمایا۔ چراغ روشنی بھی دیتا ہے اور چراغ سے چراغ روشن بھی ہوتے ہیں۔ ایک چراغ سے کئی چراغ روشن کئے جاسکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حساب چراغ روشن ہیں۔ اس کا کوئی اندازہ ہی نہیں لگا سکتا۔ بغیر ایمان کے آدمی کورہ مٹی کا چراغ ہے۔ روشنی تو اس میں ایمان کی ہے۔ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو تو ایسا ہے کہ جیسے بغیر تیل اور بتی کا چراغ۔ کمہار کے ہاں ایسے چراغوں کو ڈھیر پڑا رہتا ہے۔ تیل اور بتی تو چراغ کی قدر و قیمت ہے یہ ڈیوٹی اہل اللہ کو دے دی ہے کہ تیل بتی ڈالتے جاؤ اور دیا سلائی دکھاتے جاؤ۔ یہ چراغ جلائے جارہے ہیں۔ چراغ جلانے سے منشا یہ ہے کہ گمشدہ چیز کو تلاش کرو۔ چراغ گھر والوں کے لئے رحمت اور چور کے لئے زحمت ہیں۔ ایک بھی ولی کہیں ہو تو کتنی مخلوق کو نفع پہنچتا ہے لیکن ان کے ہاں چور آجائے تو اسے کیا حاصل ہوگا؟ اسے تو زحمت ہی ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ایمان والوں کے لئے رحمت اور بے ایمان اور کفار مشرکین کے لئے زحمت۔ کفار ہدایت سے بھاگتے ہیں۔ قرآن شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیرا فرمایا گیا۔ منیر سے مراد یہ ہے کہ دنیا کے چراغ تو آگے روشنی دیتے ہیں اور پیچھے اندھیرا ہوتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرف روشنی عطا فرماتے ہیں۔ جب مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے تو اسے روشن کیا پھر مدینہ منورہ کو منور کیا۔ دونوں مقامات پر اب تک روشنی ہے۔ کم نہیں ہورہی ہے۔ منیر سے مراد وہ چراغ ہے جو ہر وقت ہر طرف روشنی دے۔ چراغ پھونک سے بجھ جاتا ہے لیکن یہ چراغ ایسا ہے کہ جو پھونک مارے وہ خود ہی بجھ جائے۔ ابوجہل نے پھونکیں ماریں خود ہی بجھ گیا۔ یہ وہ چراغ ہے جس سے اہل ایمان روشنی پاتے ہیں۔ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی اس کو روشنی مل گئی۔ زندگی بھر کفر کی ذلت میں رہا۔ ایک دفعہ سچے دل سے کلمہ پڑھا تو روشنی مل گئی جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی اسے روشن کردیا۔ اب تک وہی عالم ہے۔ جس قدر بھی اولیاء اللہ ہیں یہ فیضان مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن چراغ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم بنایا۔ کسی کو عالم باعمل بنایا۔

CamScanner

عالم باعمل کے قلب میں نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی ہوتی ہے جو ان کا ہاتھ پکڑے گا اسے بھی روشنی ملے گی۔ اولیاء اللہ کی اصطلاح میں جسے درجات کہتے ہیں اہل دنیا اسے ڈگریاں کہتے ہیں۔ اگر کوئی درجہ ملے تو کام کی بات ہے جو تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں درجات عطا فرماتے رہتے ہیں۔ یہ حضرات اپنے مخالفین سے انتقام لینے کی نہیں سوچتے۔ یہ کسی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتے۔ یہ دشمنوں کے حق میں دعائے خیر کرتے رہتے ہیں۔ اہل اللہ خود پر کنٹرول کرتے ہیں کہ کہیں تقویٰ اور پرہیزگاری میں فرق نہ آجائے۔ رئیس کوشش کرتا ہے کہ ایسا انتظام کروں جس سے دولت محفوظ رہے۔ اولیاء اللہ کو اس بات کی فکر لگی رہتی ہے کہ کہیں ذرا سی بات پر ولایت نہ چھن جائے۔

۷۵۔۸۔۲۸ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں.... :

اہل محبت جس سے راضی ہوتے ہیں اسے اپنی محبت کا انعام عطا فرماتے ہیں۔ محبت وہ شے ہے کہ سوائے قلب کے اس کا کہیں اور مقام ہی نہیں۔ محبت کی نہیں جاتی، محبت ہوجاتی ہے۔ دنیا میں کسی بھی صنعت کاری یا کسی بھی شعبے میں کتنا بڑا نام پیدا کرلو لیکن جس محبت سے اہل محبت کو پکارا جاتا ہے کسی اہل فن کو نہیں پکارا جاتا۔ جب انسان محبت کا جواب محبت سے دیتا ہے تو پھر رب کی کیا شان ہے؟ رب کو تو کسی نے دیکھا نہیں لیکن رب کو دیکھنے والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دیکھا ہے جو رب کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں ان کا یہ مقام ہے کہ اس عالم سے جانے کے بعد ان کے مزارات سے جو انعامات تقسیم ہوتے ہیں جو رحمتیں نازل ہوتی ہیں ان کا کوئی اندازہ نہیں لگاسکتا۔ جس سے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوگئے پھر اس کو کیا کچھ نہ ملے گا اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے محبوب کے سردار انبیاء ہیں۔ شہنشاہ کون و مکاں ہیں جناب احمد مجتبیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ۲۶ واں پارہ سورہ فتح تیسرا رکوع۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے "بے شک اللہ تعالیٰ راضی ہوا ایمان والوں سے، جنہوں نے درخت کے نیچے اللہ کے محبوب کے ہاتھ پر بیعت کی" رب جسے فتح کی خوشخبری دے پھر مطمئن نہ ہونے کا کیا معنی؟ آج تک مطمئن ہیں۔ چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی مبارک ہستیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اسے بیعت رضوان بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اس بیعت سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگیا۔ جن کی بیعت سے اللہ تعالیٰ اور اللہ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوجائیں۔ ان مبارک ہستیوں کے مقام کا کوئی کیا اندازہ لگاسکتا ہے؟ آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور سے ایمان عطا ہوتا ہے۔ جنہوں نے ان کی دست مبارک پر بیعت کی ان کا کیا مقام ہوگا؟ ایک جگہ ارشاد ہوا کہ وہ اللہ سے راضی ہوئے اور

اللہ ان سے راضی ہوگیا۔ اللہ راضی ہوجائے تو اسے تو راضی ہونا ہی ہے' مالک جو ٹھہرا۔ لیکن یہ بھی اللہ سے راضی ہوگئے یعنی فیصلہ ہوگیا۔ رب کیا راضی ہوگئے؟ کسی کو پتہ نہیں۔ ابلیس نے بڑی کوشش کی کہ وہ اولیاء اللہ کے احوال سے واقف ہوجائے لیکن نہ جان سکا۔ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی نے ابلیس سے پوچھا' اے ابلیس تجھے کون سی بات معلوم نہیں ہوتی؟ اس نے جواب دیا جو بات اللہ کے دوست دل ہی دل میں اللہ سے کرلیتے ہیں اس کا مجھے پتہ نہیں چلتا۔ اب یہ اللہ سے راضی ہوگئے۔ عرض کیا باری تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کرلوں۔ فرمایا ہاں۔ پھر عرض کیا باری تعالیٰ ہم تیرا دیدار بھی چاہتے ہیں۔ فرمایا اچھا میں اپنا دیدار بھی کرادوں گا۔ مومن کا مقام جنت ہے اور جنت میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اپنے دیدار سے مشرف فرمائے گا۔ رب تبارک تعالیٰ اپنے بندوں سے راضی ہوگیا۔ کس بات پر؟ کہ وہ بیعت قبول ہوئی۔ کن شرائط پر؟ کہ انعامات عطا ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فتح کی خوشخبری بھی دے دی۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہی کافی تھا لیکن اللہ تعالیٰ خود بھی گواہی دے رہا کہ تم نے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ میں بہت بڑی فتح دوں گا۔ ان مبارک ہستیوں کے بارے میں اگر کوئی کہے کہ انہوں نے بغاوت کی اور ایمان سے خارج ہوگئے۔ جیسے کہ شیعہ لوگ کہتے ہیں تو اس کے تو یہ معنی ہیں کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ جانتے ہی نہیں تھے کہ وہ ایسے ہونے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ تو خبیر بھی ہے اور کیسا خبیر کہ ابھی ہم نے ارادہ کیا بھی نہیں اور اسے علم ہوگیا۔ معلوم ہوا ان ہستیوں پر جو الزام لگائے وہ کافروں سے بھی بدتر ہیں۔ اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ یہ لوگ رب کو بھی نہیں مانتے ہیں۔

بیعت جس درخت کے نیچے ہوئی وہ ببول کا ایک درخت تھا جسے عربی میں سمرا کہتے ہیں۔ بیری کا درخت بھی بتایا گیا ہے۔ لیکن تفسیر روح البیان میں اسے ببول یعنی کانٹوں والا درخت بتایا گیا۔ قدرت الٰہی سے حکمت الٰہی سے وہ درخت غائب ہوگیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کسی اور درخت کے پاس نماز پڑھنی شروع کردیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو علم تھا کہ وہ درخت غائب ہوگیا ہے۔ اس لئے اس دوسرے درخت کو وہاں سے نکال کر پھکوادیا۔ اسی بات پر نجدیوں نے تمام قبے اور نشانات مٹانے شروع کردیے۔ امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا منشا تھا کہ کوئی دھوکے میں نہ رہے۔ آخر مسجد نبوی میں حجرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی امیرالمومنین نے ہی بنوایا۔ کئی مزارات جو کمزور ہوگئے تھے۔ انہیں مضبوط کرایا۔ نجدیوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے بغض ہے اس لئے ایسی حرکتیں کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جسے اپنی محبت کا نشان یا تمغہ عطا فرمادیا اسے کوئی مٹا نہیں سکتا وہ تو ایمان والوں کے قلوب پر لگا ہوا ہے۔ جس کے قلب میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے وہ ڈرنے والا ہے۔ جو ڈرتا ہے وہی مقبول بارگاہ بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صورت دیکھ کر نہیں

بخشیں گے' دلوں کو دیکھ کر بخشیں گے۔ جن کے قلوب میں محبت ہوگی کیسی ہی شکل ہو وہاں ایمان والوں کے چہرے حسین ہوجائیں گے۔ ایمان اور یقین کا نور جو انہیں عطا ہوگا اس سے حسن پیدا ہوجائے گا۔

آج کل لطائف اور مراقبے کا بیان ہورہا ہے۔ جب اہل ذاکر اور شاغل لطائف کو سمجھ لیتا ہے کہ ان مقامات سے ذکر ہوتا ہے پھر اس کے بعد بیداری قلب کی ضرورت ہے اور جو کدورت قلب میں آجاتی ہے۔ اسے رفع کرنے کی ضرورت ہے۔ مراقبہ میں پہلے یہ خیال رہے گا کہ میں اپنے شیخ کے سامنے بیٹھ کر رب کا ذکر کررہا ہوں۔ تصور شیخ سے وسوسے شبہات اور دیگر خیالات دل و دماغ سے دور ہوجاتے ہیں تو پھر اس کو ایک گل نظر آتا ہے اور یہ تصور کرتا ہے کہ میں تو رب کے سامنے ہوں۔ اسی خیال میں خانہ کعبہ نظر آئے گا۔ پشت پناہ شیخ ہے۔ وہ خانہ کعبہ دیکھ کر خیال کرے گا کہ یہ خانہ کعبہ ہے۔ لیکن نور ہی نور ہے۔ وہ پھول اتنی روشنی دے گا کہ تمام عالم کو روشنی میں لے لے گا اور یہ روشنی میں گم ہوجائے گا۔ جب اس روشنی میں قیام نظر آئے گا تو اس کو لذت اور کیفیت عطا ہوگی۔ جب یہ مراقبے سے بیدار ہوگا تو اس کا یہی جی چاہے گا کہ نماز پڑھ لوں۔ قیام و رکوع و سجود میں عجب کیفیت حاصل ہوگی اور اول تو اس کا سجدے سے سر اٹھانے کو جی نہیں چاہے گا اور جب سجدے سے سر اٹھائے گا تو یہ اپنے آپ کو شمار میں نہ لائے گا اور اس کی یہی نماز معراج ہوجائے گی۔ یہ بیعت نفل ہے ایک دن اصل ہوجائے گی۔ مولائے کائنات رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کسی بیمار کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اور اسے جنت میں ایک باغ عطا ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کی عیادت کے لئے جاتے تو اس سے فرماتے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تمہیں شفا عطا فرمائے گا اور اس بیماری سے تمہارے تمام گناہ دھل جائیں گے۔ نیز بیمار سے فرماتے کہ اپنے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر بڑھادے۔ نیز لوگوں سے کہتے کہ مریض سے اپنے لئے دعا کرایا کرو۔ کیونکہ بیمار کی دعا اللہ تعالیٰ سنتے ہیں۔

۷۵-۹-۶ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں.... :

اے عزیز من جس کام کی ابتدا اچھی ہوتی ہے تو اس کی انتہا بھی مبارک ہے جو ابتدا میں بگڑ جاتا ہے اس کا انجام بھی خراب ہوتا ہے۔ بچے کے کان میں جو اذان دی جاتی ہے تو یہ مبارک ابتدا ہوتی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بچہ مسلمان ہوگا' ایمان والا ہوگا۔ جیسے کہ سرکاری مال پر مہر لگادی جاتی ہے اور اسے چرانے والا بغاوت کے الزام میں گرفتار کرلیا جاتا ہے۔ جس کام کی ابتدا میں بسم اللہ شریف پڑھ لی جائے گی اس میں شیطان کا عمل دخل نہ ہوگا۔

اے عزیز من ایمان اس کے پاس ہے جس کے قلب میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ۲۸ واں پارہ سورہ حشر پہلا رکوع۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ جو کچھ اللہ کا رسول دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز آجاؤ۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جانوں کے مالک ہیں۔ معلوم ہوا کہ جب اللہ جل شانہ کا حکم آپ کے پاس آئے اور آپ قرآن شریف سنو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بلا تامل قبول کرلو خواہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ تعمیل حکم ایمان کی علامت ہے۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ سود حرام ہے۔ بظاہر سود لینے میں نفع نظر آتا ہے لیکن اہل ایمان کے لئے نفع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مان لینے میں ہی ہے۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے؟ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور جو فرمایا اور جو کسی کو کرتے دیکھا اور منع نہ کیا یہ سب سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول اور ہر فعل کے اتباع اللہ تعالیٰ جل شانہ کو راضی کرنا ہے اور زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حق ہی نکلتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ قولی، فعلی اور سکوتی، یہ سب سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرمان خدا ہے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس پر عمل کرنا ایمان والوں کی علامت اور نشانی ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ میرا رسول تمہاری جانوں کا مالک ہے۔ مالک وہی ہوسکتا ہے جو اپنی ملک کی نگرانی کرے۔ مالک موجود ہیں تو ہم سب موجود ہیں۔ ایمان اسی کے پاس ہے جس پر نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جس پر نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اسے ایمان نصیب نہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ کے بموجب پہلا درجہ انبیاء علیہم السلام کا ہے، دوسرا درجہ صدیقین کا ہے، تیسرا درجہ شہدا کا ہے اور چوتھا درجہ صالحین کا ہے اور ان سب کے اوپر حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم شہنشاہ کون و مکاں ہیں، سردار دارین ہیں، تاجدار کونین ہیں، امام الانبیاء ہیں۔ اولیاء اللہ کے بارے میں ارشاد ہوا کہ میری قبا کے نیچے چھپے ہوئے ہیں، میرا غیران کو نہیں دیکھ سکتا۔ اولیاء اللہ کو وہی دیکھ سکتا ہے جس کے اندر ایمان ہو یعنی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ ہو۔ جن کے قلوب میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں وہ کسی کو نہیں مانتے۔ صدیقین کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے وہ حیات عطا فرمائی ہے کہ جہاں چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں۔ شہدا کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ انہیں مردہ نہ کہنا۔ یہ زندہ ہیں، کھاتے پیتے ہیں اور ہم ان کو رزق عطا فرماتے ہیں۔ رب تو سب کا ایک ہی ہے جب شہید کے بارے میں یہ ارشاد ہے تو صدیق کا کیا عالم ہوگا جو کہ شہید سے اوپر ہے۔ بخدا میں سچ کہتا ہوں کہ اگر آپ نے کسی ولی اللہ کے مزار شریف پر جانے کا خیال کیا تو انہیں اپنے مزار شریف میں پتہ چل جاتا ہے اور یہ بھی پتہ چل جاتا ہے کہ کس نیت سے آرہا ہے۔ عبدالباری جان کے ایک محب ہیں اقبال احمد۔ ایک دفعہ بال بچوں کے ساتھ سیہون

شریف زیارت کے لئے گئے۔ واپس آنے لگے تو ایک فقیر نے روپیہ مانگا۔ انہوں نے نہ دیا۔ اس نے ہاتھ پر مٹی رکھ کر اڑا دی۔ کہا یہ تیری دنیا اڑا دی۔ ملازمت سے برطرف ہوگئے۔ تین سال پریشان پھرتے رہے۔ میرے پاس آئے۔ میں نے کہا سیہون شریف جاؤ اور میرا نام لے کر عرض کرنا کہ حضور انہوں نے بھیجا ہے۔ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی معاف فرمایا جائے۔ وہاں ایک بزرگ ملے اور فرمایا میاں سفارشی آئے ہو' ایک روپے کی تو بات تھی۔ انہوں نے ہاتھ باندھ کر معافی مانگی کہ حضرت مجھ سے بڑی بھول ہوگئی۔ فرمانے لگے کہ معاف تو وہی کریں گے جنہوں نے بھیجا ہے۔ درگاہ پر حاضری دی اور روپے تقسیم کئے۔ میرے پاس کئی دن کے بعد آئے حالانکہ فوراً واپس آنا چاہئے تھا۔ اب غور فرمایئے کہاں کراچی کہاں سیہون شریف حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی یہاں لیا انہیں وہاں خبر ہوگئی کہ کون آرہا ہے کیوں آرہا ہے۔ حضرت لعل شہباز قلندر شاہ رحمتہ اللہ علیہ بھی ہیں اور شہباز بھی ہیں اور سندھ کا علاقہ آپ ہی کی ولائت کے اندر ہے۔ اس عاجز پر بے پناہ شفقت فرماتے ہیں۔

۷۵-۱۰-۲۳ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں.... :

اے عزیز من قضا و قدر کے اسرار و رموز کا بیان اور نکات جس قدر بھی ہیں یہ سب مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی ذات سے ہیں۔ علامہ امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے "اربعین" میں لکھا ہے کہ یہ تمامی نکات مولائے کائنات کی طرف منتہی ہیں۔ یہیں سے علم تصوف یعنی علم باطن چلتا ہے۔ جب ان اسرار و رموز کا اظہار ہوتا ہے تو اسے علم لدنی کہتے ہیں جب اولیاء اللہ اس راستے کو طے کرتے ہیں تو انہیں راہ حق نصیب ہوتی ہے اور وہ ذات و صفات و اخلاق کا مظہر ہوجاتا ہے۔ پھر اس کا دیکھنا بھی ثواب ہے اور اس کی صحبت میں بیٹھنے سے بغیر لکھے پڑھے قلب کی اصلاح ہوجاتی ہے اور قلب ذاکر ہوجاتا ہے اور اس میں نور پیدا ہوجاتا ہے۔ بند دل و دماغ کھلنے لگتے ہیں اور علم لدنی کے اشارے سمجھنے لگتے ہیں۔ یہ بیان اس لئے ہورہا ہے کہ جب سنتے سنتے یہ سبق یاد ہوجائے گا تو پھر اس کے بیان سے بھی قلب میں نور پیدا ہوجائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ اے ایمان والو ایمان لے آؤ۔ یعنی "باللسان" تو کرچکے اب "تصدیق بالقلب" کرلو۔ ایسی تصدیق کرلو کہ تمہارا قلب میرے ذکر کے لئے کھل جائے۔ اس سے کیا ہوگا؟ تم مومن بن جاؤ گے۔ میں تمہیں مومن اس لئے بنارہا ہوں کہ میں تمہیں اپنی بارگاہ کا مقبول بندہ بنانا چاہتا ہوں۔ جب تمہارا قلب یوم میثاق کے وعدے کا اقرار کرے گا یعنی اس وعدے کا کہ تم میری ہی ربوبیت کا اقرار کروگے اور مجھی کو پکاروگے اور ہر طرف میرا ہی چہرہ دیکھو گے۔ پھر کیا ہوگا؟ تمہیں دور سے دیکھ کر لوگ کہیں گے کہ وہ اللہ والے آرہے ہیں۔

اس میں جو ادشارے ہیں وہ یہ ہیں کہ ہم تمہیں مومن بنارہے ہیں اور تمہیں پکار رہے ہیں تاکہ تم ہی ہماری شان و عظمت کو پہچان لو اور ہمارا ہی ذکر خیر کرتے رہو اور میرے محبوب کا ذکر بلند کرتے رہو۔ غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ کو محبوب بنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ۔ یعنی مجھ تک پہنچنا ہے تو اولیاء اللہ تک پہنچو۔ اولیاء اللہ کو جو انعام ملا ہے وہ سلطنت مرتضوی رضی اللہ عنہ سے ملا ہے۔ بڑھتے بڑھتے یہ سلسلہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ تک پہنچا جو کہ مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہین۔ اولیاء اللہ کے سلاسل خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ' امام حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچتے ہیں۔ جو ان تک پہنچا وہ مولائے کائنات رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ یہ وہ دروازہ ہے جہاں دستک دینے یا کھٹکھٹانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم حاصل ہوجاتا ہے۔ اسی علم کا نام علم لدنی ہے۔ اس مضمون میں عجیب کیفیات ہیں۔ جو فیضان مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی ذات سے صادر ہورہے ہیں ان کا کوئی اندازہ ہی نہیں لگاسکتا۔ ان اولیاء اللہ سے بدگمان نہیں ہونا چاہئے۔ اگر کسی کی عقل ناقص نے ان کی شان و عظمت نہ سمجھی ہو یا اس کی توقعات پوری نہ ہوئی ہوں تو ان اولیاء اللہ کی ادا وضع اپنانی چاہئے۔ حضرت خواجہ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ خواجہ مجدد الدین رحمتہ اللہ علیہ چالیس برس تک خانہ کعبہ میں رہے خانہ کعبہ کی کوٹھری میں عبادت کرتے تھے اور اپنی داڑھی مبارک سے وہاں صفائی کرکے وہاں کی خاک اکٹھی کرتے اور آب زم زم میں ڈبوکر اینٹ بناتے۔ ۴۰ برس میں ۴۰ اینٹیں بنائیں۔ ان اینٹوں کو سفر حضر میں ساتھ رکھتے۔ یہ اینٹیں لے کر مدینہ منورہ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے قریب پہنچ کر جالیوں کو چوما اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ذات اقدس پر ہر شے قربان۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی امتی ایسا بھی ہے کہ جس کی ۱۳ ذی الحج کو آپ کی زیارت کی دلی مرادیں پوری ہوجائیں۔ اندر سے آواز آئی اے مجدد الدین وہ شخص تو ہی ہے جو ۱۳ ذی الحج کو میری زیارت کرے گا وہ من کی مراد پائے گا۔ سن کر خوشی کے مارے بے ہوش ہوگئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ جاں بحق تسلیم ہوگئے پھر خود کو سنبھالا اور ہوش میں آئے لیکن جب اس مبارک ارشاد کی لذت کا خیال آیا تو کیف و سرور میں مست ہوجاتے۔ جب اپنے وطن کو لوٹے تو شہر والے تحفے طائف اور پھول لے کر شہر سے باہر نکل آئے۔ اے عزیز من فرق مراتب منشاء قدرت ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ جسے چاہے عزت دے جسے چاہے نواز دے۔ وہ مالک ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ جل شانہ عزت عطا فرماتا ہے اس کے محب خوش ہوتے ہیں اور فیضان حاصل کرتے ہیں جب کہ اس کے مخالفین جل کر گناہ مول لے لیتے ہیں۔ اولیاء اللہ مجاہدہ خود کرتے ہیں اور ان کی برکتیں ان کے محب پاتے ہیں۔ دین کا علم کتاب میں ہے لیکن جب تک کلام کا نور قلب میں نہ آئے گا لذت حاصل نہ ہوگی۔

۷۵۔۱۱۔۲۰ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں.... :

یہ بڑا نازک دور ہے۔ علم ظاہر کے جاننے والے بیشمار ہیں اور وہ بھی بے عمل۔ علم ظاہر سیکھنے سے آجاتا ہے لیکن علم معرفت سیکھنے سکھانے سے نہیں آتا' محبت سے حاصل ہوتا ہے اور محبت بھی ایسی کہ غرق محبت ہوجائے۔ فی زمانہ اہل ظاہر فقرا پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور ہر بات کا ثبوت قرآن شریف اور احادیث مقدسہ سے چاہتے ہیں۔ اسی اصول کے تحت یہ فقیر بیان کررہا ہے لیکن علم طریقت میں کچھ ایسے راز بھی ہوتے ہیں جو عام بیان نہیں ہوتے۔ اس لئے یہ فقیر سلوک کے الفاظ اور اصطلاحات استعمال نہیں کرتا بلکہ عام محاورے میں اور اپنی زبان میں بیان کرتا ہے تاکہ ہر سننے والے کے قلب میں اتر جائیں۔

آج کا موضوع یہ ہے کہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا عطا فرمایا۔ اس کے متعلق علماء حضرات بیان کرتے ہی رہتے ہیں۔ شب معراج اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب کو اپنے پاس بلاکر وہ علوم عطا فرمائے جو علوم وحی کے ذریعے پہنچانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ جن علوم کو رب اپنے پاس بلاکر عطا فرمارہا ہے تو آپ کی سمجھ میں یہ بات آجانی چاہئے کہ وہ کوئی خاص بات ہی ہوگی۔ اگر علمائے ظاہر کی سمجھ میں وہ بات نہ آئے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ علوم کچھ نہ تھے یا رب نے کچھ عطا نہ فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان علوم کی تعلیم مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کو تخلیے میں دیتے تھے۔ تخلیہ نہ ملتا تو سرگوشی کیا کرتے تھے۔ جس قدر بھی علم ظاہر ہے وہ وحی کے ذریعے آیا علی الاعلان آیا۔ ہر ایک نے اسے سمجھا اور سمجھایا۔ اب تک پڑھ رہے ہیں اور پڑھارہے ہیں۔ لیکن وہ علوم جو جبرئیل امین علیہ السلام کے ذریعے پہنچانا مناسب نہیں سمجھا اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے وہ مقام تجویز فرمایا جس کے بارے میں ارشاد ہوا"**فاوحی الی عبدہ ما اوحی**"اس مقام پر جو کچھ عطا فرمایا وہ اسرار تھے جنہیں وحی کے ذریعے بھیجنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ راز' وہ اسرار' وہ علوم عطا فرمائے جنہیں علم سینہ کہتے ہیں۔ ان علوم کے اسرار کا متصرف اور مختار بنایا۔ اب غور فرمایئے وہ اسرار علمائے ظاہر کی سمجھ میں کیسے آئیں؟ اور انہیں عام بیان کیسے کیا جائے؟ یہ اسرار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے۔ یہ وہ علوم ہیں جن کا نام ہے خرق جسے علمائے ظاہر خرقہ سمجھتے ہیں۔ جب تک علم ظاہر کی صفائی نہ ہو علم باطن داخل نہیں ہوسکتا۔ آپ کو کسی سے خصوصی محبت ہو تو وہ خاص محبوب عام کیسے ہوسکتا ہے۔ وہ تو خاص ہی رہے گا۔ خاص کے لئے مقام بھی خاص ہوگا' عطا بھی خاص ہوگی' تصرفات بھی خاص ہوں گے' اختیارات بھی خاص ہوں گے۔ وہ اسرار وہ معجزات جو نبی کو حاصل ہوتے ہیں ان کا نام خرق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

CS CamScanner

خرق جو عطا ہوا تو تمامی معجزات سے اکمل کردیا' اس کے تصرفات کا مختار بنادیا۔ یعنی چیک دے دیا۔ جیب میں رقم ڈال دی کہ جتنی چاہو خرچ کرو یہ ختم نہ ہوگی بلکہ اور بڑھ جائے گی اور حساب نہیں لیا جائے گا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کو جو عطا فرمایا وہ کرامات سے اکمل کردیا اور اس کا نام خرقہ ہے۔ کیسا اکمل کیا کہ اس کا مختار متصرف کردیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ' حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے روایت کی کہ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ دے رہے تھے فرمایا علی کہاں ہیں۔ آپ کھڑے ہوگئے۔ فرمایا' میرے پاس آجاؤ۔ قریب بلاکر سینہ مبارک سے لگالیا اور فرمایا علی میرا راز دار ہے اور یہ مہاجر اور انصار کا شیخ ہے جسے شیخ الیشوخ کہتے ہیں۔ شیخ الیشوخ سے مراد تمام اولیاء کا امام' تمام مہاجر اور انصار کا امام۔ تو سمجھانا یہ مقصود ہے کہ خرق سے مراد معجزات ہیں اور خرقہ سے مراد کرامات ہیں۔ جب اولیاء اللہ انسان کے برزخ کو دیکھ لیتے ہیں تو پھر محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام ہوگا۔ ہر امتی پر نگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہر امتی کے احوال کو دیکھ رہے ہیں۔ کونسی چیز ان سے پوشیدہ ہے؟ سب احوال سے واقف ہیں۔ عادات' خصائل' رفتار' گفتار' سب دیکھ رہے ہیں۔ پھر ہمیں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیے۔ سنبھل کر اٹھانا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اولیاء اللہ کو وہ حیات عطا ہوتی ہے جس کا کوئی اندازہ نہیں لگاسکتا۔

۷۵۔۱۱۔۲۲ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں.... :

اے عزیز من اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرق مراتب اپنی منشا کے مطابق رکھے ہیں۔ کسی کو بادشاہ بنایا' کسی کو اس کا غلام بنایا' کسی کو وزیر بنایا اور کسی کو چپڑاسی۔ کوئی وسیع باغ کا مالک ہے' کوئی بلند عمارات کا مالک ہے اور کوئی چند پیسوں میں گزارا کرتا ہے۔ اور کسی کے پاس بے شمار دولت ہے۔ کوئی دنیا سے محبت کرکے خدا کو بھول گیا اور کوئی خدا کی محبت میں دنیا کو حقیر جانتا ہے۔ یہ سب فرق مراتب منشائے قدرت ہے۔ کسی کو دولت دنیا سے مالا مال کردیا اور کسی کو آخرت کا مالا مال کردیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ نے دنیا کے رئیسوں کو خطاب سے نہیں نوازا' آخرت کے رئیسوں کو اولیاء اللہ کے معزز خطاب سے نوازا۔

بائیسواں پارہ' سورۃ الاحزاب' چھٹا رکوع' ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ "ہم نے آپ کو شاہد اور شہید اور نذیر بناکر بھیجا ہے۔ معلوم ہے یہ کون ہیں؟ یہ محبوب رب العالمین ہیں' سردار انبیاء علیہ السلام ہیں' تاجدار کون و مکاں ہیں' جناب احمد مجتبیٰ ہیں' محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دیکھنے والا بھی بنایا' گواہی دینے والا بھی بنایا۔ جو ان سے

CamScanner

محبت کرتا ہے نہ معلوم کیا سے کیا بن جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و کمالات پر اعتراض کرنا درپردہ خدا پر اعتراض کرنا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ کو اپنا گواہ بنا کر بھیجا ہے اور گواہی بھی چار قسم کی ہے' خالق کی گواہی مخلوق کے پاس اور مخلوق کی گواہی خالق کے سامنے۔ جسے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے شاہد کیا وہ باطل ہو نہیں سکتا۔ سونے کی کان سے سونا ہی نکلتا ہے لوہا نہیں نکل سکتا۔ گواہ پر اعتراض دراصل مدعی پر اعتراض ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ جسے شاہد بنائے' شہید بنائے' خوشخبری دینے والا بنائے' ڈرانے والا بنائے' اگر کوئی ان کا انکار کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔ شاہد کے معنی گواہ کے بھی ہیں اور حاضر کے بھی ہیں۔ اور محبوب کے بھی ہیں۔ گواہ واقعات دیکھ کر گواہی دیتا ہے اور محبوب تو دل میں ہی رہتے ہیں۔ انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ عربی زبان کے اصول کے مطابق شاہد کے معنی حال کے بھی نکلتے ہیں اور بھیجنے والا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ ۔ تو اس کے یہ معنی نکلتے ہیں کہ ہم نے آپ کو اس حال میں بھیجا کہ آپ حاضر بھی ہیں اور ناظر بھی ہیں۔ ہم نے اپنے محبوب کو حاضر و ناظر بنا کر بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حضوری خاص میں تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام علوم عطا فرمادئے۔ یعنی حاضر و ناظر تمام چیزوں میں موجود تھے۔ جب دنیا نہیں تھی اس وقت بھی حاضر تھے اور اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی حاضر ہیں۔ عالم کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی وحدانیت اور اس کی ربوبیت کا مشاہدہ کررہے تھے جس قدر بھی ارواح اجسام میں آئیں' انسان' جنات' حیوانات' سب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا جنت میں ہونا اور خطا کرنا پھر ان کی توبہ قبول ہونا دیکھ رہے تھے۔ ابلیس کا عابد ہونا اور پھر نافرمان ہوکر شیطان بننا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ ابلیس نے عرض کی اے معبود تو نے مجھے راندہ درگاہ تو کردیا اب مجھے اختیار اور قوتیں دے کہ تیرے بندوں کو بہکاؤں۔ اختیار تو مل گیا لیکن ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ میرے بندے جب وہ میری بارگاہ میں ہاتھ اٹھائیں گے تو میں ضرور توبہ قبول کروں گا۔ معلوم ہوا کہ دعا مانگتے وقت ہاتھ اوپر رکھنے چاہئے۔ ابلیس عاجز ہوگیا۔ اس عالم کے بننے سے پہلے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز دیکھ رہے تھے۔ جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حضور خاص میں ہوں انہیں کیا کچھ علوم حاصل نہ ہوئے ہوں گے؟ اب اگر کوئی کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم نہیں اور یہ اختیار نہیں تو معلوم ہوا کہ اللہ کے گواہ کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے۔ ایسے لوگوں کو ہم ایمان والا کیسے کہہ سکتے ہیں؟ اب اگر کوئی کہے گا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہنا وہ تو موجود نہیں تو اس کا ایمان کہاں رہا؟ اولیاء اللہ مزارات میں ہیں۔ ہم یہاں ان کا نام نامی اسم گرامی لیتے ہیں' تو انہیں وہاں خبر ہوجاتی ہے۔ تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا کیا عالم ہوگا؟ اولیاء اللہ سرکاری محکمہ کے محکمہ دار ہیں۔ انہیں نہ غلط نگاہ سے دیکھنا نہ اپنی ناقص عقل کے پیمانوں میں تولنا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا کہ جس نے میرے اولیاء اللہ کے متعلق غلط گمان کیا وہ میرے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہوجائے۔

CamScanner

اولیاء اللہ انہیں کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے جاننے اور پہچاننے والے ہیں۔ یہ اولیاء اللہ کیا کرتے ہیں؟ یہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ذکر کی کثرت کرتے ہیں اور درود و سلام کی کثرت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ذکر کراتے ہیں اور درود و سلام پڑھواتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہمیں عمل نیک کی توفیق عطا فرمائے۔

۷۵۔۱۲۔۴۴ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں.... :

اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عبادت اور ذکر اذکار کا نفع اتنا کثیر ہے کہ جس کا کوئی اندازہ لگا ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا کیسا ذکر کرو؟ کہ جب آپ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ذکر کرو تو ہر وقت' ہر سانس اللہ ہی کا دھیان ہو' اللہ ہی کی طرف رجوع ہو۔ اس سے آپ کو اللہ کا انس حاصل ہوگا۔ پھر آپ کے خیال میں' دھیان میں اللہ بس جائے گا۔ پھر کوئی آپ کو برا بھی کہے گا تو آپ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ دنیا کی سیر و تفریح اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت کے سامنے سب ہیچ ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت سب پر غالب ہے اور سب سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ سے انس حاصل ہونے کی علامت کیا ہے؟ آپ کے قلب میں ایک محبت کا شجر پیدا ہوجائے گا۔ لیکن وہ شجر آپ کی ہمت اور دماغی قابلیت کے مطابق پھل دے گا۔ ہر پھل میں ایک خوشبو ہوتی ہے اور بعض مشہور مقامات کے پھل میں خصوصی خوشبو ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر سیب کو لے لو۔ بعض مقامات کے سیب میں اتنی خوشبو ہوتی ہے کہ انسان کا دماغ اس سے معطر ہوجاتا ہے۔ اللہ کی محبت کا پھل دنیا کے پھلوں جیسا نہیں۔ اس کی خوشبو سے انسان کی روح معطر ہوجاتی ہے۔ اسی لئے ان اولیاء اللہ سے' ان ذاکر شاغل بندوں سے ایک اعلیٰ قسم کی خوشبو آتی ہے خواہ یہ عطر لگائیں یا نہ لگائیں۔ ان حضرات کے حالات عجیب و غریب ہیں۔

انبیاء علیہ السلام سب زمین پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے خلیفہ ہیں' نائب ہیں۔ ان حضرات کی عادتیں اور خصلتیں ہم جیسی نہیں ہوتیں۔ ان کی ہمتیں آسمانی اور ان کے قلوب عرشی ہوتے ہیں۔ یہ اللہ کی مخلوق کو کھینچتے ہیں اور رب تک پہنچاتے ہیں۔ جس قدر درجات بلند ہوتے ہیں اسی قدر ہمتیں بلند ہوتی ہیں۔ ان کے مقامات اور درجات اولیاء اللہ سے' جو صدیقین کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں' بہت ہی بلند ہوتے ہیں۔ پھر غور کرو کہ تمامی انبیاء علیہ السلام کے سردار تاجدار کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب اور درجات کا کوئی اندازہ ہی نہیں لگا سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو معجزات دیکھے گئے ہیں ان کے بارے میں لوگ اپنی ہمت اور عقل کے مطابق اندازے لگاتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبیت کا کوئی اندازہ لگا ہی نہیں سکتا۔ اہل محبت نے اپنی ہمت کے مطابق اندازے لگائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامات

عطا فرمائے ہیں ان میں سب سے اعلیٰ ان کی بارگاہ کا قرب خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات لامتناہی ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ اس ذات کی کوئی عظمت بیان کر ہی نہیں سکتا۔ لیکن شان محبوبیت یہ ہے کہ ان کا ہر آن' ہر سانس' ہمہ وقت درجہ بڑھتا رہتا ہے۔ آپ کے درجات کی بلندی کی کوئی حد نہیں ہے۔

اس فقیر کی ڈیوٹی قلب درست کرنے کی ہے۔ اسی لئے میں تمہارے قلوب پر نگاہ رکھتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ دنیا کی مکروہات سے بچ کر چند منٹ میری صحبت میں گزار لو۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ اے محبوب آپ کا ہر اگلا زمانہ پچھلے زمانے سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا وعدہ ہے کہ اے محبوب آپ پر میں اپنی نعمتیں تمام کردوں گا۔ یعنی آپ کی محبوبیت کی انتہا کردوں گا۔ انتہا کے معنی ہیں لامتناہی۔ آپ حیات النبی ہیں۔ ابھی تک نعمتیں تمام ہورہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور مقامات کو کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔ پھر پیغمبروں کے مقامات ہیں۔ پیغمبروں کی جو ابتدا ہے وہ صدیقین کی انتہا ہے۔ اب صدیقین کے ۱۵۲' درجے ہیں۔ اولیاء اللہ کے قلوب گزرگاہ رب العالمین ہیں۔ اولیاء اللہ کو پیغمبروں کے علوم میں سے حصہ ملتا ہے۔ جس قدر برتن بڑا ہوتا ہے اسی قدر اس میں مکھن آتا ہے۔ پہلے برتن درست کیا جاتا ہے پھر مکھن دیا جاتا ہے۔ ٹوٹے پھوٹے برتن بھی درست کردئے جاتے ہیں اور درست ایسے کردئے جاتے ہیں جیسے کہ نئے سے بہتر۔ یہ معرفت کی باتیں ہیں۔ میرا منشا یہ ہے کہ کسی محفل میں بیٹھو تو انہیں معلوم ہو کہ یہ کسی کے بالک ہیں۔ جب فقیر کا خیال کروگے تو سبق یاد ہوگا۔ آپ کو دنیا کے کام کرنے سے نہیں روکتا نہ آپ کے کاروبار میں دخل دیتا ہوں۔ بس اپنی ڈیوٹی پوری کرتا ہوں۔ کبھی سوچ کر آتا ہوں کہ یہ بیان کروں گا لیکن جب آکر بیٹھتا ہوں تو وہ کچھ اور کہلوادیتے ہیں۔ خود کو شمار میں نہ لاؤ۔ اچھی صحبت اختیار کرو کیونکہ اچھی زمین تیار کرنے کے لئے صحبت بہت ضروری ہے۔ یہ بات یاد رکھو کہ خواہ کسی صحبت میں بیٹھو لیکن اپنے شیخ کو سب پر افضل جانو' حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر پر تیل ڈالتے تھے' بالوں میں کنگھا کرتے تھے' آنکھوں میں سرمہ ڈالتے تھے۔ دن کو کنگھا کرنے کا ثواب بردہ آزاد کرنے کے برابر ہے اور رات کو کنگھا کرنے کا ثواب ہر بال کے عوض ایک بردہ آزاد کرنے کے برابر ہے۔ جس کا ایسا ثواب ہو اسے چھوڑنا نہیں چاہئے۔ آج کل بچے بال بڑھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس وبا سے محفوظ رکھے' اگر بال بڑھانے کا شوق ہے تو کنگھا بھی کرو تیل بھی ڈالو۔ پہلے شرفا بڑی بڑی مونچھیں رکھتے تھی۔ پھر جب بدمعاشوں نے مونچھیں رکھنی شروع کیں تو شرفا نے منڈوا دیں۔ شریفوں والا نقشہ بناؤ۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ سب کو اچھی سمجھ عطا فرمائے۔

۷۵۔ ۱۲۔ ۶ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں.... :

اللہ تعالیٰ جل شانہ ‘ کی بے شمار نعمتیں ہیں۔ جس قدر بندہ ان کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اسی قدر وہ اور نعمتیں عطا فرماتے ہیں۔ اولیاء اللہ جانشین رسول اللہ کی نعمتوں کے بے حد شکر گزار ہوتے ہیں جس قدر یہ شکر ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کے لئے اپنی نعمتوں کے انبار لگادیتے ہیں۔ اور اگر ان کی طرف سے کوئی تکلیف یا بلا آئے تو یہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ اسی لئے انہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رضا حاصل ہوجاتی ہے۔ انسان کو کفران نعمت سے بچنا چاہئے۔ صابر اور شاکر بندوں کی اللہ تعالیٰ جل شانہ بلائیں دفع فرمادیتے ہیں اور نعمتوں میں اضافہ فرمادیتے ہیں اور خیرو برکتیں عطا فرمادیتے ہیں۔

یہ خیال نہ کرو کہ قرآن شریف صرف پڑھنے سے ثواب ملتا ہے۔ ثواب تو سننے سے بھی ملتا ہے‘ عقیدت اور محبت سے دیکھنے اور چومنے سے بھی ملتا ہے‘ عظمت کرنے سے بھی ثواب ملتا ہے لیکن پڑھنے سے آپ کے اندرونی اور بیرونی امراض دفع ہوتے ہیں۔ **بعطائے ربانی**‘ حکمرانی مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کئے جارہے ہیں۔ عرب شعرو شاعری میں اپنے آپ کو سب سے بہتر جانتے تھے‘ اپنے آپ کو شمار میں لاتے تھے اور سمجھتے تھے کہ فصاحت اور بلاغت میں ہمارا کوئی مدمقابل نہیں۔ ان کے ہاں چوٹی کے سات شعراء تھے جنھوں نے اپنا ایک ایک قصیدہ خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکا رکھا تھا کہ کوئی ہے جو فصاحت اور بلاغت میں ہمارا مقابلہ کرے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ایک چھوٹی سی سورت عطا فرمائی "**انا اعطینک الکوثر**"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورہ لکھواکر خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکادی۔ شعراء چیخ اٹھے کہ یہ فصاحت و بلاغت کسی کو حاصل نہیں ہوسکتی اور اپنے قصیدے فوراً اتار لئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن کریم کے تمام حروف کی عظمت اور نورانیت عطا فرمائی۔ آپ کے صدقے میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کسی کو اپنی بارگاہ کا مقبول بندہ بناتا ہے تو اسے کلام پاک کے ایک حرف کا نور عطا فرمادیتا ہے۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ جب یہ زبان کھولتے ہیں تو دکھی دلوں کو سکون ملتا ہے‘ بے مرادوں کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ ایسے لوگ بھی پیدا ہوگئے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ کلام پاک تو پڑھنے اور عمل کرنے کے لئے ہے نقش وغیرہ لکھنے سے کیا فائدہ؟ کلام پاک کا ایک ایک حرف نوری ہے۔ شفاعت بھی سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہوگی اور شفا بھی انہیں کے صدقے سے ملے گی۔ جن کے عقیدے درست ہیں اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل ہے وہ تو یہی سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم کے ایک حرف کو بھی گھول کر پلادیں تو شفا حاصل ہوگی۔ زمین کے بخارات سے جو جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں وہ دوا بن جاتی ہیں اور ان سے شفا ہوجاتی ہے اور جس ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں زمین و آسمان بنے ہیں اور جن کے صدقے میں قرآن پاک عطا ہوا ہے اور اس کے نوری حروف سے شفا کیسے نہیں ہوگی؟ موجودہ دور میں نہ صحبت درست ہے‘ نہ ایمان کی حفاظت کی جاتی ہے اور نہ ہی غذا میں احتیاط برتی جاتی ہے۔ اس

CamScanner

وجہ سے قلب پر میل آگیا ہے۔ اس میل کچیل کا صابن اولیاء اللہ کی صحبت ہے۔ ان کی صحبت میں بیٹھنے سے یہ میل وصل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر دونوں جہاں کے لئے رحمت بناکر۔ دونوں جہان کے لئے رحمت تو وہی ہوسکتا ہے جسے دونوں جہان کا اختیار ہو' جسے جو چاہیں عطا فرمادیں۔ اگر مختار ہیں تو رحمت ہیں اگر مختار نہیں تو رحمت نہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت جبھی فائدہ مند ہوگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو۔ ورنہ اتنا ہی فائدہ ہوگا کہ پہلے زمانوں کی طرح صورتیں بدلی نہیں جائیں گی نہ وہ پہلے جیسے عذاب آئیں گے لیکن قلب بدل دیے جائیں گے یعنی نور ایمانی سلب ہوجائے گا۔ اب بظاہر تو مسلمان ہیں لیکن ایمان نہیں۔ کتنی ہی نمازیں پڑھیں' کتنی ہی داڑھی رکھیں لیکن قوت ایمانی حاصل نہیں۔ ایمان تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نام ہے۔ جس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوگی اسی قدر ایمان ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جو حکمرانی بہ عطائے ربانی فرمارہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بے پناہ نعمتوں سے اللہ کی مخلوق کو مالا مال فرمارہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختار متصرف ہیں فی زمانہ جو دور گزر رہا ہے یہ آیات قرآنی میں شفا نہیں مانتے۔ اپنی ایجاد کردہ دواؤں پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔ کیا یہ دوائیں زمین کی یا آسمان کی ہیں؟ اگر ہیں تو دونوں کا بنانے والا رب تبارک تعالیٰ ہی ہے۔

۲۲-۱-۷۶ کے ارشادات

سب تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کیلئے ہیں----

اللہ تعالیٰ نے عالم دنیا کو اس لئے پیدا فرمایا کہ میرے بندے اور محبوب سید عالم سردار انبیاء شہنشاہ کون و مکان جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی اس مقام پر رہیں گے اور میری اور میرے محبوب کی اطاعت کریں گے لیکن اسلام کے ماننے والوں ہی میں تقریباً ۷۳ فرقے پیدا ہوگئے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "تمام جہنمی ہوں گے مگر ایک جنتی ہوگا" ان میں ایک فرقہ جنتی ہے اور باقی کا پتہ نہیں کہ انہیں کون سے مقام میں ڈال دیا جائے۔ ہمیں دوزخ سے پناہ مانگنی چاہئے۔ اس عالم دنیا میں رہ کر کسی نے دنیا اور دنیا کی بہاروں سے محبت کی' دنیا کی لذتوں سے محبت کی اور اللہ تعالیٰ کا حکم اور اپنا وعدہ بھول گئے جو یوم میثاق کیا تھا۔ دنیا اور آخرت دو الگ الگ مقام ہیں۔ دنیا کی بہاریں سراسر ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں اور آخرت کی بہاریں دائمی ہیں۔ آخرت دیدار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام ہے دیدار مصطفےٰ دیدار خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی

دیکھ نہیں سکتا کسی کی آنکھ میں وہ طاقت نہیں کہ اللہ کو دیکھ لے' دیکھ وہی سکتا ہے جو ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھے۔ آخرت کے مقامات اور منازل طے کرنے والے کو اہل سلوک کہتے ہیں۔ سلوک کے معنی ہیں آخرت کے مقامات طے کرنے والا زمین پر رہ کر زمین کی تمام نمائشی اور دلفریب چیزوں کو قلب سے ہٹا کر معبود کی محبت کا غلبہ حاصل کرے' یاد الٰہی میں مبتلا ہو جائے اور دیدار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طالب ہو۔ ان حضرات کو اہل سلوک کہتے ہیں۔ دنیا میں ہمیں نفس امارہ سے اور پھر شیطان سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان دونوں کے خلاف جہاد کرنے سے راستہ طے ہوتا ہے جو آخرت کی طرف رجوع ہو جائے اور اپنا صحیح مقام حاصل کرلے۔ وہ اہل سلوک ہے جسے یہ ذوق اور یہ طلب ہوتی ہے کہ مجھے آخرت کی نعمتیں اور دیدار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیدار رب العالمین حاصل کرنا ہے۔ اس کے دل میں جنت کی ایسی محبت پیدا ہوتی ہے کہ دنیا کی ہر شے اس کی نگاہوں سے گر جاتی ہے جو اس دنیا میں رہ کر آخرت کی راہیں طے کریں یعنی دنیا کی تمام کارروائی دیکھنے کے بعد اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد اپنے قلب میں رکھیں وہ اہل سلوک ہیں۔ سلوک فوقانی اسے کہتے ہیں جو عالم بالا کی منزلیں طے کریں۔ عالم بالا کی منزلیں یہیں اس دنیا میں طے ہوتی ہیں۔ سلوک کیا ہے؟ علم' پھر اس پر عمل' عمل کے ساتھ عقیدہ' عقیدے کے ساتھ پختگی' پختگی کے ساتھ شیخ کی نگرانی۔ علم پر عمل یہ لازم تصوف کا اصول ہے جو علم پر عمل حاصل کرتا ہے اسے سب سے پہلے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ قرب الٰہی حاصل ہونے کے بعد ضرورت ہے علم فقہ کی یعنی وہ درس و تدریس یا مسائل جن سے اسلامی زندگی کا صحیح اصول اور ضابطہ معلوم ہو جائے۔ عقیدے سے علم و عمل میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ جب علم و عمل کے ساتھ عقیدے کی قوت شامل حال ہو تو کشف شروع ہوجاتا ہے۔ کشف کا متواتر ہونا مکاشفہ ہے۔ مکاشفہ وہ مقناطیسی قوت اور طاقت ہے جس سے بصیرت بڑھتی ہے۔ پھر انسان اپنی قوت ارادی' ایمانی قوت اور توجہ شیخ سے اس روشنی کا مشاہدہ کرتا ہے جو اس کے اندر ہے۔ اس روشنی کا مشاہدہ کرنے والے کو اہل مکاشفہ کہتے ہیں۔ جب یہ روشنی قلب میں ٹھہر جاتی ہے اور اپنا مقام حاصل کرلیتی ہے تو پھر یہ روشنی قلب کے میدان میں آجاتی ہے۔ پھر یہ اہل مکاشفہ روشنی کے اندر آجاتا ہے پھر کوئی جس مقام سے اہل مکاشفہ کا تصور کرتا ہے وہیں روشنی پاتا ہے۔ بظاہر شیخ بھی انسان ہی معلوم ہوتا ہے لیکن یہ پتہ نہیں کہ اس کے اندر شمع کونسی روشن ہے۔ مرید صادق جس مقام پر تصور شیخ کر کے کچھ عرض کرے گا تو شیخ کو قریب پائے گا۔ جنت کے چاہنے سے مالک کو چاہنا بہتر ہے۔ مالک کے چاہنے سے سب کچھ مل جاتا ہے۔ مالک کو دیکھنے کے لئے عینک کی ضرورت ہے۔ پہلے نمبر کی عینک سے دیدار شیخ ہوتا ہے۔ دوسرے نمبر کی عینک سے دربار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری ہوتی ہے۔ پھر دیدار خداوندی نصیب ہوتا ہے۔ اس راہ میں کوئی خوف میں پگھل رہا ہے کوئی محبت میں پھول رہا ہے۔ نہ آپ کو زیادہ خوف میں رہنا چاہئے اور نہ ان کی محبت

میں زیادہ پھولنا چاہئے۔ دونوں کے بین بین رہنا مناسب ہے۔ حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ کو دیدار الٰہی نصیب ہوا۔ فرمایا اے بشر حافیؒ اتنا کیوں روتا ہے؟ ہم تجھے چاہتے ہیں۔ ہم رحمت ہی رحمت ہیں۔ وہ چاہنے والوں کو رلانا بھی نہیں چاہتے اور اہل محبت کو بھلانا بھی نہیں چاہتے۔ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا انسان تو مجسم پانی ہے' پانی وہی اچھا جو حرکت میں رہے۔ آپ نے فرمایا سمندر بن جا سب ندی نالے اسی میں مدغم ہو جاتے ہیں پھر بھی خاموش رہتا ہے۔ پانی کو حرکت دینا ہی اچھا ہے۔ سفر کرنا اچھا ہے۔ سمندر بن جائے تو اپنے مقام پر رہے۔

۱۹-۲-۷۶

سب تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کیلئے ہیں----

کلام الٰہی جسے قرآن کریم' قرآن حکیم کہتے ہیں۔ کتاب مبین اللہ تعالیٰ نے علم ظاہر سکھانے کے لئے عطا فرمائی۔ اس کا مقصد شریعت کا قانون بتانا اپنی شان و عظمت دکھانا' اپنے محبوب کی شان و عظمت دکھانا ہے۔ اس کی ابتداء شریعت سے کی گئی ہے اور تمام علوم غیبیہ اس میں موجود ہیں۔ قرآن کریم بشکل ظاہر قانون شریعت لے کر اس عالم دنیا میں آیا ہے۔ اس قانون شریعت کا سیکھنا سمجھنا عبادت اور ثواب ہے اور اپنے مالک کو راضی کرنا ہے لیکن اپنی زبانوں' نگاہوں' رفتار' گفتار میں کمال پیدا کرنا اور اس سے مخلوق خدا کو نفع کثیر پہنچانا' یہ سب سرمایہ آخرت ہے اور علوم غیبیہ سے حاصل ہوتا ہے جو قرآن حکیم میں موجود ہے اس کے متعلق کچھ اشارے ہیں' کنائے ہیں' کہیں رموز بھی ہیں' سمجھنے اور سمجھانے کے' اس کلام پاک کی عظمت اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں حکمرانی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دکھائی گئی ہے' عطا کی گئی ہے۔ حقیقی حکمرانی مصطفوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہ عطائے ربانی ہے۔ شریعت کی صورت میں اپنا کلام بھیجا لیکن راز کی باتیں اور علوم سینہ مجمع عام میں نہیں بتائے جاتے۔ اس کے لئے تخلیہ میں' رات میں بلایا گیا۔ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے پاس بلا کر علوم سینہ عطا فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا سے تنہائی میں چپکے چپکے باتیں فرمایا کرتے تھے اور تلقین فرمایا کرتے تھے جب تخلیہ نہیں ہوتا تھا تو سرگوشی ہوتی تھی۔ یہ وہ راز سینہ تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کے ذریعے پہنچانا گوارا نہیں فرمایا۔ راز تو سینہ بہ سینہ ہی ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے قریب بلایا اور کلام پاک میں ارشاد ہوا۔ **فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔** "یہ علم سینہ ہے' علم پنہاں ہے" اسے علمائے ظاہر بیان نہیں کر

سکتے۔ یا وہ بیان کر سکتے ہیں جن کے پاس علم سینہ ہوتا ہے۔ اب اہل ظاہر کتنا ہی قابلیت کا زور لگائیں اس میں ان کا زور نہیں چل سکتا۔ یہ علم تو نگاہوں سے' خیال سے' خدمت سے' تصور سے' دعا سے' عطا ہوتا ہے۔ باہوش رہ کر یہ راز بیان کرنے کا حکم نہیں۔ ہاں ایسے عالم آتے ہیں کہ بے اختیاری میں راز نکل جاتا ہے۔ ارشاد ہوا اے محبوب ہم نے آپ کو خرق عطا فرمایا۔ علمائے ظاہر نے اسے خرقہ سمجھا۔ خرقہ تو پہننے والی چیز ہے اور خرق قوت والی۔ سمجھنے والی' عطا ہونے والی ہے جس کے ذریعے تمام حکم احکام ہوتے ہیں۔ تمام علوم نیچے اور خرق اوپر ہوتا ہے۔ یہ مقام خرق "قندلیٰ" سے بھی بالاتر ہے۔ نبوت میں معجزہ مختار اور متصرف کے ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو معجزہ یعنی خرق معہ مختار متصرف کر کے عطا فرمایا اور وہ خرق حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مولائے کائنات کو کرامت میں خرق معہ مختار متصرف کر کے عطا فرمایا۔ اکمل اور مکمل کر کے عطا فرمایا۔ معجزہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات سے صادر ہوتا ہے اور کرامت درویش کی ذات سے صادر ہوتی ہے۔ یہ سب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق نہ ہوگا نہ خرق ہوگا نہ درویش ہوگا نہ علم سینہ عطا ہوگا۔ امام الاولیاء کو کیا کچھ عطا فرمایا یہ انسان کی عقل ناقص سمجھ ہی نہیں سکتی۔ علمائے ظاہر نے اسے خرقہ سمجھا جس کے معنی ہیں پہننے والی چیز۔ کہاں علم ظاہر' کہاں علم باطن' کہاں علم سفینہ' کہاں علم سینہ' کہاں پہننے والی چیز' کہاں طاقت والی چیز۔ اب یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ جو علوم سینہ بہ سینہ ہوتے ہیں وہ سینہ بہ سینہ ہی عطا ہوتے ہیں۔ محبت کا مقام بھی سینہ ہی ہے۔ کسان ہمیشہ اچھی زمین کی تلاش میں رہتا ہے اور تخم ریزی اس کا کام ہے۔ اب اہل دنیا فقیر سے دنیا طلب کرتے ہیں۔ بھلا بتاؤ جو چیز فقیر نے ترک کر دی وہ کیسے دے سکتا ہے ہاں جو چیز فقیر کے پاس ہے وہ دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تم کمائی کر کے آگے بھیجو۔ انہوں نے جو کمائی کی یہیں صرف کر دی۔ آگے کچھ بھیجا نہیں بلکہ بھیجنے والی کمائی کی ہی نہیں۔ اگر کوئی پردیس جائے تاکہ کمائی کر کے گھر والوں کو بھیجوں گا لیکن کمائی کر کے وہیں خرچ کر دے' غبن کروا دے' لٹوا دے' اور خالی ہاتھ گھر لوٹے تو کیا حاصل ہوگا۔ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن جنت البقیع میں پہنچے اور اہل قبور سے فرمانے لگے اے قبر والو تم جو بیویاں چھوڑ گئے تھے انہوں نے اوروں سے نکاح کر لیا اور جو مال چھوڑ گئے تھے وہ سب تقسیم ہو گیا' اب تمہارا کیا حال ہے۔ ندا آئی کہ اے عمر ابن الخطاب ہم نے جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا تھا وہ مع نفع کے پالیا اور ہم یہاں وہاں سے بہت اچھے اور خوش ہیں۔ غور کرو جو مال اللہ کی راہ میں وہاں بھیجو تو نفع اور یہاں چھوڑ جاؤ تو نقصان۔ انسان کی چار اولادیں ہیں جن کا نفع آخرت میں ملتا رہے گا۔ ایک تو وہ اولاد ہے جو مسجد یا کنواں آپ نے راہ خدا میں بنا کر چھوڑا۔ اس کا نفع وہاں پہنچتا رہے گا۔ دوسرا وہ علم ہے جو اللہ کے واسطے پڑھایا' سنایا اور وہ شاگرد جسے ان علوم سے نفع پہنچا۔ یہ دوسری اولاد ہے اس کا

نفع بھی وہاں پہنچتا رہے گا۔ تیسری اولاد وہ ہے جو نیک اور صالح بیٹا یا بیٹی یہاں چھوڑا جو روز ہدیہ ایصال ثواب بھیجتا رہے۔ اور چوتھی روحی اولاد یعنی مرید صادق۔ یہ چار اولادیں اگر کسی نے چھوڑی ہیں تو ان کا نفع وہاں پہنچتا رہے گا ورنہ یہاں کی کمائی تو یہیں رہ جائے گی۔ اگر ان باتوں کو سمجھنا ہے تو اپنی عقل کو گھر رکھ کر آؤ اور یہاں محبت سے بیٹھو۔ یہ وقت جو آپ نے یہاں صرف کیا ہے یہ بڑی عبادت ہے۔ یہ بڑی کمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے سینوں کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے بھردے۔ کاغذ پر سیاہی سے لکھے ہوئے الفاظ میں نور نہیں نور کسی کی نگاہ میں ہے' زباں میں ہے' سینے میں ہے' توجہ میں ہے' اگر تمہیں کسی خادم پر غصہ آئے گا تو دھکا دو گے' چپت لگا دو گے لیکن اگر سرکاری مجرم ہوگا تو سرکاری افسر ۱۰ سال قید سنا دے گا۔ زبان کی طاقت مقام کے ساتھ ہے۔

۷۶۔۳۔۴
سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں -----

اللہ تعالیٰ نے وجود انسان اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ خود ہی پیدا فرمایا اور پیدا فرمانے سے پہلے اپنی بے شمار نعمتیں اس کے لئے تجویز فرما دیں۔ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ اے فرشتو! انسان وہ کام کرے گا جو آپ نہیں کر سکتے۔ آپ کو ہم نے عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے لیکن انسان کو عبادت مع محبت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اے فرشتو! آپ کو ہم نے نور سے بنایا ہے لیکن انسان کو چار عناصر سے بنایا ہے۔ آتش' باد' آب اور خاک۔ آپ میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں تصادم ہوسکے لیکن انسان کے چاروں عناصر میں تصادم پیدا ہوسکتا ہے اور جس میں تصادم ہوسکتا ہے اس کے لئے ایک رہبر پیدا فرمانا ضروری ہے۔ چار عناصر میں سے اگر کوئی عنصر بڑھ جائے تو انسان بیکار ہو جاتا ہے۔ حیات ہوتی ہے لیکن بے مزہ' حسن ہوتا ہے لیکن خود سے بیزار' پیسہ ہوتا ہے لیکن اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو بنایا تو اس میں عقل' غصہ' نفس اور مختلف جذبات عطا فرمائے۔ پھر مختلف مقامات عطا فرمائے۔ کسی کو امیر بنایا' کسی کو غریب بنایا' کسی کو حکمران بنایا' کسی کو ماتحت بنایا' کسی کو بادشاہ بنایا' کسی کو وزیر بنایا' کسی کو چپڑاسی بنایا۔ سب کا مالک ایک ہی ہے لیکن سوالات مختلف' جوابات مختلف' مقامات مختلف' انعامات مختلف' شکل و صورت مختلف' لباس مختلف' تحلیات مختلف' درجات مختلف ۔ ولایت ایک ہے لیکن ولایت کے مقامات مختلف ہیں۔ کوئی بڑا ولی ہے' کوئی چھوٹا ولی ہے' کوئی اس سے چھوٹا ہے۔ کوئی ولایت کی منزل میں قدم رکھ رہا ہے اور کوئی طے کرچکا ہے' کوئی راہ میں ہے' کوئی قدم رکھ کر ہی چلا گیا' کوئی راہ سے چلا جاتا ہے' کوئی مقام طے کر کے جاتا ہے۔ خدا کو پہچاننا آسان ہے کیونکہ وہ ذات وحدہ لاشریک ہے لیکن ولی کو پہچاننا مشکل ہے۔ ولی انسانوں

CS CamScanner

میں ہوتا ہے، ہمارا ہم شکل، ہمارے جیسا، لباس، رفتار، گفتار، لین دین، بظاہر کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے ولی کا پہچاننا مشکل ہوتا ہے۔ شریعت کے معنی اظہار کے ہیں اور ولایت اخفا ہے۔ شریعت کا قانون ہر بالغ پر عائد ہے لیکن ولایت چھپانے والی چیز ہے۔ یوں سمجھ لو کہ مکان کا حسن دروازے سے پتہ چل جاتا ہے لیکن جواہرات کوٹھریوں میں رکھے جاتے ہیں۔ شریعت کے اظہار کا حکم ہے لیکن ولایت چھپانے کا حکم ہے۔ علم شریعت پڑھایا جاتا ہے ولایت عطا کی جاتی ہے۔ علم ظاہر بغیر پڑھائے نہیں آسکتا اور علم طریقت محبت سے عطا ہو جاتا ہے۔ اہل دنیا اپنے خیال کی رو میں اور اپنی عقل ناقص کے تحت ولی کی پہچان کا معیار مقرر لیتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ میلے کچیلے، ننگے رہنے والے ولی ہوتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جو دنیا چھوڑ کر جنگل یا پہاڑ پر بیٹھا ہو وہ ولی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ولی کی شکل و صورت الگ ہوگی۔ نہ کھاتا ہوگا نہ پیتا ہوگا۔ یہ ناقص عقل کے تحت ولیوں کی پہچان کے پیمانے مقرر کر رکھے ہیں۔ ولی نبیوں کے قدم پر ہوتے ہیں۔ نبیوں کے قدم پر جو مقام ہوتا ہے وہ دنیاوی عقل سے کیسے پہچانا جاسکتا ہے۔ ولی وہ ہے جو خود پر بھی کنٹرول کرلے۔ اپنے گھر پر بھی کنٹرول کرلے، باہر بھی کنٹرول کرلے، جو اس کا تصور کرے اسے بھی کنٹرول کرلے، جو اس سے محبت کرے اس پر بھی کنٹرول کرلے، جو اس کی توجہ میں آجائے وہ محفوظ ہو جائے۔ اگر محبت کے تار ٹوٹے ہوئے ہیں تو اندھیرا ہے اگر تار جڑے ہوئے ہیں تو اندھیرے کا کام نہیں۔ پنہاریاں گاؤں سے نکل کر پانی لینے جاتی ہیں، ایک گھڑا سر پر، ایک اس بغل میں، ایک اس بغل میں۔ سہیلیوں سے باتیں بھی ہورہی ہیں اور مقام بھی طے ہو رہا ہے اور گھڑے بھی محفوظ ہیں۔ یہی مثال ولی کی ہے شریعت سر پر ہے، طریقت بغل میں ہے، دنیا نگاہ میں ہے۔ سہیلیوں سے گفتگو یہ دنیا والوں کے اعتراض ہیں لیکن ولی اپنی منزل طے کرتا رہتا ہے نہ شریعت سر سے اترتی ہے، نہ طریقت بغل سے جاتی ہے۔ فقیر سے محبت کھیل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو اپنی قبا کے نیچے چھپا رکھا ہے۔ اہل دنیا اسے کیسے دیکھ سکتے ہیں؟ ویسے دیکھ بھی سکتے ہیں، بس چھپانے والے کو راضی کرلو۔ جس کا چاہے پردہ ہٹا دے، جس کا چاہے جلوہ دکھا دے، جسے جیسا چاہے بنا دے، جس سے چاہے اپنا کام لے لے، یہ سب باتیں ان کے کرم کی ہیں۔ اگر کوئی اولیاء اللہ کو پہچاننا چاہتا ہے تو ان کی محبت میں بیٹھ کر دیکھے کہ خدا یاد آتا ہے یا نہیں۔ دنیاوی معاملات ان کی محبت میں بیٹھ کر بھولتا ہے یا نہیں۔ اگر اولیاء اللہ کی یاد دل میں بس جائے تو ایک دن خدا کا جلوہ بھی نظر آجائے گا۔ نماز میں وسوسے بھی ہیں اور شبے بھی۔ وسوسہ اسے کہتے ہیں جو نماز کے شروع ہوتے ہی آتے رہتے ہیں اور جاتے نہیں۔ شبہ آکے جاتا ہے۔ اب نماز ہوئی یا نہیں اس کا دارو مدار نیت پر ہے۔ اگر مالک کے سامنے کھڑے ہو تو قبول ہے اور مالک کا دھیان ہی نہیں تو مقبولیت کیسی؟ جب شیخ کا تصور نہیں تو خدا کا دھیان کیسے آسکتا ہے۔ شیخ مرکز ہے اس پر نگاہیں جمالو، شیطان کی مجال نہیں جو تصور شیخ میں حملہ کرے۔ جب پاور ہاؤس موجود ہے تو روشنی کیسے نہ ہو، روشنی کا پتہ میٹر سے چلتا

ہے' ہاتھ لگا کر دیکھو اگر کرنٹ آئے تو سمجھ لو کہ روشنی ہے۔ کرنٹ نہ آئے تو سمجھ لو ان کا تعلق پاور ہاؤس سے نہیں۔ اولیاء اللہ سب روحانیت کی روشنی دینے کے میٹر ہیں۔ پاور ہاؤس مدینے میں ہے۔ کسی بھی میٹر سے تعلق قائم ہو جائے روشنی آجائے گی۔ شرط یہ ہے کہ جیسے نباہ ایک عورت سے ہو سکتا ہے کئی عورتوں سے نہیں۔ اسی طرح ایک ہی شیخ کے حقوق ادا ہو سکتے ہیں' کئی کے نہیں بلکہ ایک کے حقوق ہی ادا ہو جائیں تو بڑی بات ہے۔ جو اولیاء اللہ پر قلبی واردات ہوتی ہے کسی جذبے کے تحت ان کے منہ سے نکل جائے تو غنیمت سمجھنا ورنہ ہوش میں تو یہ کہتے نہیں۔ مرغابی پانی میں رہتی ہے لیکن اڑنا چاہے تو پرندہ ہے۔ ایسے ہی اولیاء اللہ ہیں' زمین پر ہیں تو مرغابی اور اڑیں تو پرندے۔ اولیاء اللہ کے سینوں میں اللہ کی محبت کی وہ آگ لگی ہوتی ہے کہ ساری دنیا کی مخلوق جمع ہو کر ان کا ایک سانس برداشت نہیں کر سکتے اگر جلال کے عالم میں ایک سانس ڈال دیں تو سارا عالم جل جائے اس کو چھپانے کے لئے بڑی محنت کرنی پڑتی ہے اولیاء اللہ کے سینے میں جو انوار ہیں اس میں سے کسی کو رائی کے دانے کے برابر روشنی دے دی جائے تو تمام عالم کے حالات بیان کردے۔ روشنی کے یہ معنی نہیں کہ سب کے احوال بیان کرو۔ نہیں نہیں بلکہ ضبط کرو۔

۱۱-۳-۷۶

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ہیں -----

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اس لئے پیدا فرمایا کہ اس کی مخلوق اس کی بندگی کرے' اس کی اطاعت کرے اور فرمانبرداری کرے۔ معبود کی شان یہی ہے کہ اس کی ہر وقت اطاعت اور عبادت کرنے والی مخلوق ہو۔ مالک وہی ہے جس کا کوئی ماتحت ہو۔ آقا وہی ہے جس کا کوئی خادم ہو۔ فرشتے ہر وقت اللہ کی عبادت کرتے رہتے ہیں بلکہ ملائکہ کی عادت ہی عبادات کرنا ہے کیونکہ ان کے پاس نفس نہیں ہے نہ ان کے پاس غصہ ہے لیکن انسان غصہ اور نفس ہوتے ہوئے عبادت الٰہی میں مشغول ہوتا ہے اور عبادت میں کمال پیدا کرتا ہے تا کہ رب راضی ہو جائے۔ لیکن رب اس وقت تک راضی نہیں ہوتا جب تک ان کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی نہ ہو جائے' اور محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک مرشد راضی نہ ہو جائیں۔ فرشتے ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں لیکن اس سے ان کے مقامات میں فرق نہیں آتا کیونکہ انہیں اسی کام کے لئے بنایا گیا ہے۔ رب نے چاہا کہ ان فرشتوں پر ایسا کرم فرماؤں کہ ان کو عبادت میں ثواب حاصل ہو تو رب تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ارشاد ہوا کہ اے فرشتو میرے آدم کو سجدہ کرو اب سمجھنا یہ ہے کہ

فرشتوں کو حضرت آدم کو سجدہ کرنے سے کیسے ثواب ملے گا؟ کیونکہ آدم علیہ السلام کی پیشانی تجلی گاہ رب العالمین ہے۔ اس پیشانی میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتے ہی فرشتوں کی نگاہ آدم کی پیشانی پر گئی وہاں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمک رہا تھا تاب نہ لاسکے' سجدے میں گر گئے۔ ابلیس سے بھی رب نے ارشاد فرمایا تم بھی سجدہ کرلو لیکن ابلیس فرشتہ نہیں تھا جن تھا اور نار سے پیدا ہوا تھا' نار کا کام ہے اوپر جانا نیچے نہیں جانا اوپر رخ کرنا غرور تکبر ہے فرشتوں کی عادت جھکنا ہے نار نہیں جھکتی۔ ابلیس یوں اکڑ گیا کیونکہ آگ سے پیدا ہوا تھا۔ باری تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ معبود تونے آدم علیہ السلام مٹی سے بنایا ہے اور مجھے آگ سے بنایا ہے میں خاکی انسان کو سجدہ کیوں کروں میں تو تجھے مانتا ہوں یعنی توحید پرست ہوں۔ یہ خیال نہ کیا کہ حکم کس کا ہے۔ جو آقا کی اطاعت نہ کرے تو خالی آقا ماننے سے غلام کیسے ہوگا۔ فرشتے ہر وقت عبادت کرتے رہتے ہیں لیکن آج رب وہ سجدہ کرا رہا ہے جس سے انہیں ثواب پہنچے۔ آدم کی اولاد فرشتوں کے اس سجدے میں نقل کرے گی اور اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کرے گی اور اس کا ثواب فرشتوں کو پہنچے گا۔ اچھی بات کی نقل بھی عبادت اور خیر ہے۔ کوئی فرشتہ قیام کرتا ہے' کوئی رکوع میں رہتا ہے' کوئی سجدے میں رہتا ہے۔ وہ ہمہ وقت عبادت میں مشغول رہتے ہیں لیکن وہ ایک ہی حالت میں رہتے ہیں۔ ان کی عبادت میں ترقی نہیں' درجات نہیں بڑھتے' بظاہر تو یہ آدم کو سجدہ کرایا گیا لیکن اس میں تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرائی گئی اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت میں شمار ہوتی ہے اور رب اسی سے راضی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم توبہ کرو میرے محبوب کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یعنی بیعت کرلو۔ تمام صحابہ کرام نے بیعت کرلی۔ ارشاد ہوا اے محبوب کہہ دیں کہ یہ ہاتھ تو رب کا ہی ہاتھ تھا۔ بیعت محبوب کے ہاتھ پر کی لیکن اللہ کے ہاتھ پر ہوئی۔ اسی طرح سجدہ کرایا تو آدم کو لیکن دراصل عبادت رب کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ جو بندہ میری بارگاہ میں حاضر ہو وہ معرفت کے وسیلے سے حاضر ہو کیونکہ اس کے بغیر کوئی اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی برداشت نہیں کرسکتا۔ یہاں معرفت سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دینا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ہے جیسا کہ ہجرت کے موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ اے محبوب آپ نے جو کنکریاں پھینکیں وہ میرے ہی ہاتھ نے پھینکیں۔ اللہ تعالیٰ تمام کام اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی کرانا چاہتا ہے جنت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں عطا فرمانا چاہتا ہے' عبادت کی تکمیل محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ہی ہوتی ہے محبت کی تکمیل بھی محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ہوتی ہے۔ عبادت کے طریقے اور ذکر اذکار اس کے دوستوں کے صدقے میں حاصل ہوتے ہیں منشا یہ ہے کہ بغیر سلوک کے کسی کی منزل طے نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے : "اے میرے بندو میری راہ کسی وسیلے سے طے کرکے مجھ تک پہنچو۔" ہم اپنے

پیشوا کو اپنا وسیلہ سمجھتے ہیں۔ اسی وسیلے سے کامیابی ہے۔ غرور و تکبر کا تو رب مالک ہے۔ وہ تو اللہ کی شان ہے' مخلوق میں غرور و تکبر اسے گوارا نہیں۔ فرشتوں کی ہمیشہ کی عبادت مقبول ہوئی اور ابلیس کی ہزارہا برس کی عبادت انکار سے برباد ہوئی' مردود ہو گیا' اطاعت میں بے شمار فائدے ہیں اور انکار میں ساری اطاعت اور فرمانبرداریاں برباد ہو جاتی ہیں۔ اولیاء اللہ مالک کی اطاعت میں لگے ہوئے ہیں جو سبق یاد ہوتا ہے سنایا ہی جاتا ہے کچھ سننے والوں کو اجر ملتا ہے کچھ سنانے والے کو ملتا ہے اس راہ کی منزلیں ایسی ہیں کہ بغیر رہبر کے طے نہیں ہوتیں۔ ہر پرندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے' درختوں کا پتہ پتہ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ نہ معلوم کس قسم کی بلائیں آتی ہیں جو درخت خاموش کھڑے ہو جاتے ہیں۔ غفلت بری چیز ہے۔ جو سبق دیدیئے گئے ان میں اضافہ کرو' کم نہ کرو۔ اس میں نجات ہے۔ خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی نے ایک پرندہ پیش کیا جب یہ ذکر کرتے تھے وہ بھی اپنے پنجرے میں ذکر کرتا تھا۔ ایک دن پرندے نے کہا اے خواجہ آپ تو آزاد ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور میں قید میں ذکر کرتا ہوں آپ نے پرندے کو آزاد کردیا لیکن وہیں رہنے لگا کہا اے خواجہ ہم پرندے بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں ایک دن اللہ کے ذکر سے غافل ہوا تو جال میں پھنس کر آپ کے پاس پہنچ گیا ایسا نہ ہو کہ آپ بھی ذکر سے غافل ہو کر گرفتار ہو جائیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اے پرندے تو ٹھیک کہتا ہے وہ پرندہ آپ کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتا تھا۔ اسے خواجہ سے بڑی محبت ہو گئی۔ جب حضرت کا وصال ہوا تو وہ پرندہ مزار مبارک پر آیا اور سر مار مار کر مزار مبارک پر دم دے دیا اور اسے بھی وہیں دفن کردیا گیا۔ اولیاء اللہ کو جانور پہچان لیتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں لیکن آج کا انسان نہیں پہچانتا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلبوں میں نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عطا فرمائے

عبادت چھپا کر کرنا ہی ٹھیک رہتا ہے۔ اس کا مشتہر کرنا ٹھیک نہیں۔ اشتہار تو وہ دیتے ہیں جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ جن کے پاس مال ہوتا ہے وہ تو تالے پر تالے لگاتے ہیں۔

کسی نے مجھ سے پوچھا آپ ہر دوسرے سال حج پر جاتے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟ میں نے کہا بس گنبد خضرا کے دیدار سے دو سال کی گندگی صاف ہو جاتی ہے اس لئے یہی مناسب سمجھا ہے غسل ایمانی ہو جاتا ہے رقمیں جمع کر کر کے اینٹ گارے میں لگانا ہمارے کام کیا آئے گا؟

درویشی پردہ پوشی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اچھی اور بری دونوں باتوں کو چھپائے' ظاہر نہ کرے اس کا منشا صرف یہ نہیں کہ عیبوں کو چھپایا جائے نہیں نہیں۔ اچھی بات کو بھی چھپایا جائے۔ اچھی بات ظاہر کرنے میں یہ نقصان ہے کہ کہیں دوسرا اپنے آپ کو شمار میں نہ لے آئے۔ اس لئے اچھی بات بھی ظاہر نہ کرو۔ اشارے کنائے سے سمجھاتے رہو۔ عیبوں کو چھپا کے کسی اصول کے تحت اس کی اصلاح کرو اور اچھی باتوں کو ترقی دینے کے لئے

CamScanner

طاقت عطا کر جس سے اس میں ذوق وشوق پیدا ہو اور وہ صحیح خدمت خلق کر سکے اور تمہارا سچا جانشین ثابت ہو۔
صحیح بالک وہی ہے جو والدین کے نقش قدم پر چلے۔

۴۔۴۔۷۶

سب تعریفیں اللہ تعالٰی کی ذات کیلئے ہیں-----

اللہ تعالٰی نے مخلوق میں سب سے زیادہ افضلیت حضرت انسان کو عطا فرمائی کسی کو پیغمبر بنایا کسی کو اولیاء اللہ بنایا کسی کو آقا بنایا کسی کو خادم بنایا کسی کو علم عطا فرمایا کوئی بے علم رہا کسی کے علم کی شہرت ہے' کسی کی روحانیت کی شہرت ہے' کسی کے مال کو تولا جاتا ہے اور کسی کے ایمان کو تولا جاتا ہے۔ اللہ تعالٰی نے ہر انسان کو فطری طور پر محبت الٰہی اور خوف الٰہی کے پانی عطا فرمائے بد بختوں' بے دینوں اور گمراہوں کی صحبت سے یہ پانی خشک ہو جاتا ہے۔ نہ عبادت کا ذوق رہتا ہے نہ کسی سے پیار ہوتا ہے نہ کسی کا خوف ہوتا ہے بلکہ انسان کے روپ میں درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان اللہ تعالٰی کی اطاعت اور عبادت رحمت الٰہی ہی سے کر سکتا ہے۔ فضل الٰہی نہ ہو۔ انعام رحمانی نہ ہو تو برہان اور قرآن کا اثر بھی قلب پر نہیں ہوتا بلکہ الٹا اثر ہوتا ہے جس کے قلب سے شفقت الٰہی کے پانی خشک ہو جائیں تو قرآن اور برہان اس پر الٹا اثر کرتے ہیں۔ بجائے ایمان حاصل ہونے کے الٹا گمراہ ہوتا ہے بیمار آدمی کو قوی غذا اور بیمار کردیتی ہے۔ فی زمانہ گمراہی' بے دینی اور بے یقینی اپنی حد کو پہنچ گئے ہیں۔ ہدایت کرنے والے ہدایت کا برقعہ اوڑھے ہوئے ہیں لیکن اندر شیطان ہے۔ علماء اپنے اندر طمع دنیا لئے پھرتے ہیں۔ یہ وہ نازک دور جارہا ہے کہ ہم اور آپ قیامت صغریٰ میں ہیں ابھی توبہ کے دروازے بند نہیں ہوئے ابھی وقت ہے کہ کچھ کرلیں کوئی تلاش حق میں نہیں آتا۔ میں نے بارہا کہا ہے کہ جس آیت کا مضمون سمجھ میں نہ آتا ہو فقیر سے پوچھو علم سب خدا کے ہیں۔ بندے کی ملکیت اس کی محبت ہے جو اپنے شیخ کی محبت میں فنا ہوا اسے مقام فنائیت عطا ہوا۔ وہی ایک دن محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فنا ہوتا ہے اور جو فنافی الرسول ہوتے ہیں وہی فنافی اللہ ہوتے ہیں۔ فنا کے اصل معنی ہیں کہ مرنے سے پہلے مرجا اور ذات میں فنا ہو کر بقا حاصل کر۔ وہ باقی ہے' تجھے بھی بقا مل جائے گی کیسی بقا کہ حیات ابدی مل جائے گی۔ ہمارے پیشواؤں نے نفس کو مردہ کرنے کے لئے کیا کیا نہ کیا؟ قلب کو زندہ کیا۔ انہیں قرآن بھی ملا' برہان بھی ملا' اسلام بھی ملا اور ایمان بھی ملا۔ پہچاننے کے لئے قلب کی نگاہ کی ضرورت ہے جس قلب میں محبت ہوگی اس میں نگاہ دوست ہوگی۔ پھر قلب صحیح کام کرے گا۔ قلب صحیح ہوگا تو غیر کی طرف نگاہ جائے گی ہی نہیں۔ کمال تو انسان کے اندر ہے لیکن جب یہ اپنے کمال اور اپنے شرف کو بھول جاتا

ہے تو نقصان میں ہے۔ تفسیر روح البیان لکھنا انسان کا کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے علم قلم کے ذریعے پہنچایا۔ جب لکھنا انسان کا کمال ہے اور اللہ تعالیٰ نے علم قلم کے ذریعے پہنچایا تو پھر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کیوں نہیں سکھایا؟ قلم اس وقت استعمال ہوتا ہے اور اس کی ضرورت اسے ہوتی ہے جو بھول جاتا ہو اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھولتے نہیں۔ جو علم تمام دنیا کے عالموں کے سفینوں میں ہے وہ تمام علم میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے میں ہے۔ تمام علوم علماء کے قلم کے ذریعے سفینوں میں آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے میں جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا وہ علم الٰہی بیان الٰہی ہے اور نور الٰہی ہے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ قلم سے اللہ تعالیٰ کا نام لکھو' کلام الٰہی لکھو تو قلم اوپر ہے کلام الٰہی نیچے ہے۔ یہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گوارا نہیں۔ کیا بتاؤں یہ سرکاری انعام ہیں۔ دنیا سے ہٹ کر دیکھو ان کا نام نامی اسم گرامی محبت سے لے کر دیکھو' پھر دیکھو کہ کیسا نور عطا ہوتا ہے۔ محبوب رب العالمین نے یہ چاہا کہ میرا قلم اللہ کے کلام کے اوپر نہ آنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے ارادوں سے واقف ہے کہ اے محبوب آپ کو یہ گوارا نہیں کہ قلم میرے کلام کے اوپر نہ آئے تو ہم بھی آپ کا سایہ نہیں رکھتے تا کہ کسی کا قدم نہ پڑ جائے' ہمیں بھی یہ گوارا نہیں۔ اے محبوب جس قدر آپ ہمارے نام کی عظمت کرتے ہو تو ہم نے بھی حکم دے دیا ہے کہ کوئی مخلوق آپ کے سامنے اونچی آواز میں بات نہ کرے۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب آپ ہو اور میں ہوں اور جو کچھ میں نے کائنات' زمین و آسمان' عرش لوح و قلم بنائے ہیں سب آپ کے لئے ہیں۔ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا عرض کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ تو ہے میں نہیں ہوں اور جو کچھ بھی تونے کائنات پیدا فرمائی ہے سب تجھ پر نثار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی محبت میں اپنی نفی کردی۔ جب اپنی ذات کی نفی کردی اور فنائی الذات ہو گئے تو پھر خدا ہی خدا رہ گیا۔ زبان انسان کی' کلام رب کا ہی ہوتا ہے۔ جس قدر اللہ کی محبت میں غرق ہو جائے گا پھر زبان اس کی ہوگی اور بولنے والا رب ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا کہ باری تعالیٰ تو ہے میں نہیں ہوں' تو پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ اٹھا تو اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اٹھا' جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدم اٹھا تو وہ اللہ کا ہی قدم اٹھا' جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ اٹھی تو اللہ ہی کی آنکھ اٹھی۔ معلوم ہوا کہ بولتے تو محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں لیکن بول اللہ ہی رہا ہے۔

۷۶-۴-۸ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کیلئے ہیں........

CamScanner

اللہ تعالیٰ کی بے شمار مخلوق ہے اور بے شمار عالم ہیں۔ صرف ایک لفظ "کن" سے اٹھارہ ہزار عالم پیدا فرمائے۔ نہ معلوم لفظ "کن" کتنی مرتبہ استعمال ہوا ہوگا اس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات و کمالات ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے۔ تمامی انعامات اور اختیارات عطا فرما کر مختار متصرف بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو جو پہلا مقام' پہلا انعام عطا فرمایا وہ تعظیم کا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرماتے ہیں ان کی تعظیم کرائی' فرشتوں نے انعام پایا' معلوم ہوا کہ تعظیم بڑے ہی فائدے کی چیز ہے' عالم ہو یا نہ ہو' قرآن شریف پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو' قرآن شریف کا دیکھنا' سننا' چومنا سب ثواب ہے۔ گو سمجھ میں آئے یا نہ آئے سب ثواب ہی ثواب ہے۔ جو قرآن شریف پڑھ نہیں سکتے لیکن قرآن حکیم کو دیکھ کر اس کی تعظیم کرتے ہیں وہ بھی ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ تعظیم بڑی نفع والی چیز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ظہور سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حضوری خاص میں تھے۔ اس لئے ارشاد فرمایا کہ یہ رسول کے بھیجے ہوئے ہدیہ ہیں۔ تحفہ ہیں' تفسیر روح البیان میں "لقد جاکم رسول" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بھائی جبرائیل آپ کی عمر کتنی ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے تو اتنا یاد ہے کہ ایک ستارہ ستر ہزار برس کے بعد طلوع ہوتا ہے اسے میں نے بہتر ہزار برس دیکھا ہے۔ ارشاد فرمایا اے بھائی جبرائیل وہ ستارہ میں ہی تھا۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی حضوری خاص میں کروڑہا' اربہا برس رہے۔ اگر تلوں کو ایک شب نسبت پھولوں سے رہے پھر ان کا تیل دماغ کے لئے نفع بخش ہوتا ہے۔ جو ذات اللہ تعالیٰ کی حضوری خاص میں کروڑہا' اربہا برس رہی ہو پھر ان کا کیا مقام ہوگا۔ ان کے کیا کمالات ہوں گے' ان سے کیا کیا فائدے انعامات اور فیضان حاصل ہوں گے۔ پھر صحابہ کرام جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہے ہوں ان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا کیا مقام ہوگا۔ ان کی کیسی چمک اور روشنی ہوگی۔ یہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی چمک ہے جو ہمیں نظر آرہی ہے۔ ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چمک تو صرف خاصان خاص دیکھ سکتے ہیں۔ بادشاہ اپنی حیثیت کے مطابق تحفہ دیتا ہے جو سب کا پالنے والا رب العالمین ہے۔ اس کا تحفہ تو سب تحفوں کا بادشاہ ہوگا۔ یہ عطائے ربانی حقیقی حکمرانی تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جس میں ہم سب ہیں۔ نافرمان کو سزا اور فرمانبردار کو انعام ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے محبوب آپ رحمت اللعالمین ہو۔ اب یہ اعتراض کیا گیا کہ اگر رحمتہ اللعالمین ہیں تو کفاروں کو کیوں مارا' جنگیں کیوں ہوئیں؟ یاد رہے کہ جسم میں جو اعضاء خراب ہو جاتے ہیں انہیں کاٹنا ہی پڑتا ہے تاکہ باقی جسم محفوظ رہے۔ خراب اعضاء کا کاٹنا جسم کی حفاظت ہے اور کفار سے لڑنا اور انہیں مارنا ایمان کی حفاظت ہے۔ مسلمان کی حفاظت ہے۔ نماز میں اگر سانپ نظر آجائے تو نماز توڑ کر اسے مارنے کا حکم ہے کیونکہ

مسلمان کا وجود بڑا ہی قیمتی ہے۔ اس موذی کو مارنا اچھا ہے نہیں تو نقصان پہنچائے گا۔ اگر حکومت چور اور قاتل کو سزا دیتی ہے تو یہ عین انصاف ہے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو رحمت ہے وہ عام بھی ہے اور خاص بھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ہوا ملی' پانی ملا' دھوپ ملی' رزق ملا۔ اللہ تعالیٰ معطی ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قاسم ہیں۔ وہ سب کو بانٹ رہے ہیں لیکن ان کی رحمت خاص بھی ہے۔ ولایت آپ کے صدقے میں ملی' ولایت میں مرتبے' مقامات' مدارج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ملے۔ اگر کوئی فقیر مجاہدہ کرتا ہے تو اس میں کیا کمال ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے بڑے مجاہدے کئے۔ ان کی رحمت خاص و عام دونوں پر ہے۔ محشر میں کیا ہوگا؟ جب سب نفسی نفسی کہیں گے تو اللہ کی مخلوق حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوگی۔ معلوم ہوا اللہ کے دوست کی تلاش ضروری ہے کیونکہ حشر میں بھی اللہ کے دوست کے پاس جانا پڑے گا۔ حاکم دوست کی سفارش مانتے ہیں۔ مخلوق عرض کرے گی اے خلیل اللہ آپ اللہ کے دوست ہیں جایئے ہماری سفارش کیجئے۔ وہ فرمائیں گے میں اللہ کا دوست تو ہوں لیکن بیرونی' اندرونی تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں' وہ اللہ کی حضور خاص میں رہے ہیں۔ بھیجا وہی جاتا ہے جو اللہ کے حضور میں ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانا اور آنا بتا رہا ہے کہ آپ حضور میں ہیں' بھیجے گئے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہاں موجود تھے۔ تبھی وہ چیز جاتی ہے جو موجود ہو۔ اگر بادشاہ خوش ہو کر تحفہ دے گا تو وہی دے گا جو اس کے پاس ہوگا۔ پاس کون سی چیز رکھی جاتی ہے؟ وہی جس کا کوئی جواب ہی نہیں ہوتا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا اور آپ کا نہیں بلکہ رب کا انتخاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب ہی بھیج دیا اور فرمادیا کہ جو محبوب کا ہے وہ میرا ہے۔ جو محبوب کے بارے میں ذرا سا بھی غلط گمان کرے وہ ہمارے ہاں سے خارج ہوگیا' دوزخی ہو گیا۔ جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں رہے ان کے بارے میں غلط گمان کرنے والوں کا کہاں ٹھکانہ ہوگا؟ نہ معلوم انہیں کون سے جہنم میں ڈال دیا جائے۔ آپ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ایک بزرگ کو بیداری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف عطا ہوا۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیداری کے عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا ہم نے پردہ ان سے کیا جو ہمارے قریب نہیں آتے لیکن دوستوں سے پردہ نہیں ہے۔ گھر میں تو اپنے آدمی آتے ہیں ان سے پردہ نہیں کیا جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایسے حیات النبی ہیں کہ اپنے دوستوں کے لئے جب چاہے دیوار گرا دیتے ہیں۔ اگر فقیر کی بات آپ کی سمجھ میں آگئی تو محبت کے ڈیرے خیمے آپ کے قلبوں میں گڑ جائیں گے جسے چاہیں ذرا سا خیال کرنے سے ہی عطا فرما دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی محبت اگلی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو نہ دنیا ہوتی نہ محبت کی تقسیم

ہوتی۔ جس قدر کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت حاصل ہے اسی قدر جنتی ہے اور جس قدر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے اسی قدر دوزخی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ہی رکھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ہی لے جائے جنہیں ان محافل کی لذت حاصل ہوتی ہے وہ جاتے نہیں آتے ہیں۔ جانا تو برائے نام ہے' آنا ہی آنا ہے۔ جو محبت دی گئی ہے اسے ضائع نہ کرنا' اس کی قدر کرنا' اس کی حفاظت کرنا۔ محبت روشنی ہے جو اہل محبت کو خوب نظر آتی ہے۔ اس روشنی میں ذرا سی کمی ہوتی ہے تو بڑا دکھ ہوتا ہے۔

۷۶-۴-۱۰ء سب تعریفیں اللہ کی ذات کیلئے ہیں-----

اللہ تبارک تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرما کر قانون کی کتاب بھی عطا فرمائی اور عمل کرنے کا حکم بھی عطا فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے جو الفاظ ادا ہوئے وہی اللہ کا قانون ہے۔ قانون شریعت اللہ تعالیٰ کی بندگی کا وہ مبارک طریقہ ہے جس سے انسان کے قلب میں نور پیدا ہوتا ہے۔ یہ بندگی کا طریقہ اپنانا' محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرنا' اللہ کے پیغمبروں' لوح و قلم' عرش و کرسی' جنت اور دوزخ' فرشتوں پر ایمان لانا' اسی کا نام مسلمانی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ انسان کو امتحان لے کر انعام عطا فرمایا جائے۔ انعام کی قدر اسی حالت میں ہوتی ہے جب تکلیف اٹھا کر اور محنت کر کے ملے۔ دنیا امتحان گاہ ہے اور ہم سب امتحان دے رہے ہیں۔ نہ جانے کسے کونسی کلاس ملے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے قانون پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی وہاں ابلیس کو بھی پیدا فرما دیا کہ ذرا میرے بندوں کا امتحان ہو جائے لیکن ابلیس سے فرما دیا کہ ایمان والے تیری سر توڑ کوشش کے باوجود تیرے جال میں نہیں پھنسیں گے۔ نماز اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ کس قدر ان کا احسان عظیم اور کرم ہے کہ بندے کا ذکر اللہ کرے شرط یہ ہے کہ یہ اللہ کا ذکر ایسے کرے کہ غیر کا خیال نہ آئے۔ ادھر ہمارے لئے خناس پیدا فرمایا۔ یہ خناس ہمارے اندر ہی بیٹھا ہوا ہے اور یہ عبادت سے روکتا ہے اور ہم کو سبز باغ دکھاتا ہے۔ اللہ کے ذکر سے یہ خناس بھی دور ہوتا ہے اور بوجہ غفلت کے انسان کے قلب میں جو سیاہی آجاتی ہے اس کا علاج بھی اللہ کا ذکر ہے جب قلب کی چربی پگھلتی ہے تو انسان کا قلب اللہ کے ذکر کی طرف رجوع ہوجاتا ہے اہل ذاکر کی نماز صحیح معنوں میں نماز ہے۔ اہل غفلت کی عبادت ناقص ہے۔ نماز ایسی پڑھنی چاہئے کہ حالت نماز ہو جائے' پھر نظر آئے گا کہ بندگی کیا ہے اور کبریائی کیا ہے۔ انسان وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے عبدیت کا وعدہ لیا ہے۔ یوم میثاق کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خلوق

سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا۔ تمام انبیاء علیہ السلام سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخلوق کی تعلیم اور دین کو فروغ دینے کا اقرار لیا۔ علماء سے حق بات کہنے کا اقرار لیا' فقرا سے محبت کا اقرار لیا' میرا کام سوتوں کو بیدار کرنا ہے۔ میرے قریب آکر سوتے کیوں ہو' یہ میری زندگی کا نچوڑ ہے' پھر یہ وقت ہاتھ نہیں آئے گا۔ میں عالم نہیں ہوں' فقیر کا بالک ہوں۔ میری سنو اور اوروں کو سناؤ' سن کر خاموش نہ ہو جاؤ۔ لفظ میثاق وثوق سے بنا ہے جس کے معنی مضبوطی کے ہیں یعنی تم مضبوط عہد کرو' اس کو توڑنا نہیں۔ رشتوں اور قرابت داری میں فرق ہے۔ رشتے دو قسم کے ہیں' ایک جسمانی اور ایک روحانی۔ روحی رشتے میں پانچ چیزوں سے تعلق ہے' اللہ سے' اللہ کے رسول سے اس کی کتابوں سے مشائخ سے اور عام مسلمانوں سے۔ جس کا ان پانچ سے رشتہ نہیں وہ ایمان سے خارج ہے سب مسلمان بھائی بھائی ہیں اور سب کے حقوق واجب الادا ہیں۔ میرا منشا یہی ہے کہ کسی طرح قلبوں میں حرکت پیدا ہو ذکر پیدا ہو۔

۷۶-۴-۲۲ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ہیں ------

اللہ تعالیٰ نے انسان کی روح میں مختلف لذتیں اور ذوق عطا فرمائے ہیں۔ ہر انسان میں نیک خصلتیں بھی ہیں اور بد خصلتیں بھی ہیں۔ عالم ارواح میں روح نے جو لذتیں حاصل کی ہیں وہ انسان کی روح میں موجود ہیں۔ روح کی لذت کا پہلا جز ذوق انوار ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا ذوق انوار بڑھا ہوا ہے تو جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر ہوگا یہ روح لذتیں پا کے تڑپنے لگے گی جس روح میں انوار خداوندی ہیں' جب اس کی وحدانیت کا ذکر ہوگا تو وہ روح تڑپنے لگے گی' لذتیں پانے لگے گی۔ بعض اوقات جب روح کو عالم ارواح کی لذتیں اور کیفیتیں یاد آتی ہیں اور فرشتوں کی لذت والی آواز کا خیال آتا ہے تو یہ روح تڑپنے لگتی ہے اس میں ایک لذت بھری مستی پیدا ہوتی ہے۔ اس میں عجیب کیف و سرور ہوتا ہے۔ اسے کہتے ہیں اس پر حال وارد ہوگیا۔ یہ حال اس لئے وارد ہوتے ہیں کہ جسے جس سے محبت ہوتی ہے وہ اسی کی محبت میں فنا ہونا چاہتا ہے۔ دنیا کی محبت ہے تو دنیا میں فنا ہوتا ہے اور آخرت کی محبت ہے تو آخرت میں فنا ہوتا ہے۔ روح کے مقام آخرت کے ہیں روح کی لذتیں روحانی اور نورانی ہیں۔ اگر شہد زبان پر رکھا جائے تو زبان اس کی لذت اور ذائقہ محسوس کرے گی۔ زبان کا تعلق روح سے ہے اور روح تمام جس میں ہے۔ شہد کا ذائقہ زبان تک ہے اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذائقہ اور لذت تمام جسم میں ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کسی کا رونگٹا رونگٹا لذت حاصل کرے گا تو پھر غیر کا خیال کیسے آسکتا ہے؟ وہ تو ہمہ وقت اسی لذات میں رہنا چاہتا ہے۔ زبان کی لذت

اور ہے' روح کی لذت اور ہے کوئی جسمانی لذتیں پا کے خوش ہو رہے ہیں اور کوئی روحی لذتیں پا کے اپنے مقام اور منزلیں طے کر رہے ہیں۔ جن حضرات کے ذوق انوار کے مقامات طے ہو جاتے ہیں اور تمام لطیفوں کے نور کی تکمیل ہو جاتی ہے تو پھر انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام عطا ہوتے ہیں وہ انعام کیا ہیں؟ اولیاء اللہ بنا دیا جاتا ہے' قطب بنا دیا جاتا ہے' قطب الاقطاب بنا دیا جاتا ہے' غوث بنا دیا جاتا ہے' غوث الثقلین بنا دیا جاتا ہے' صدرالصدور بنا دیا جاتا ہے' صدر الصدور کے معنی ہیں اولیاء اللہ جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دربار صالحین وہ دربار ہے جو آنکھوں سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ روح میں یہ قوتیں ہیں کہ وہ جسم بھی بن جاتی ہے یعنی اس کا وجود بھی قائم ہو جاتا ہے اور اس کی پرواز بھی بلند ہوتی ہے۔ جب یہ حضرات جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن جاتے ہیں تو انہیں صاحب نعمت ولی کہتے ہیں۔ جب دربار ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں تشریف لاتے ہیں تو یہ صدر الصدور' یہ صاحب نعمت ولی' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں طرف کھڑے ہوتے ہیں اس دربار میں تمام صاحب خدمت انسان' جنات' ملا ئکہ موجود ہوتے ہیں (حیات دنیوی والے بھی موجود ہوتے ہیں اور حیات آخروی والے بھی موجود ہوتے ہیں) جب صدر الصدور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں طرف کھڑے ہوتے ہیں تو اس وقت انہیں وکیل کہا جاتا ہے۔ اس وقت دربار میں دنیا اور آخرت کے مقدمات کا فیصلہ ہوتا ہے' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلہ فرما دیتے ہیں فلاں کو سزا' فلاں کی رہائی' وکیل حضور کی طرف سے اعلان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی ارشادات کی تاب اہل اللہ بھی نہیں لاسکتے۔ اس لئے وکیل یہ ارشادات سن کر سب کو سناتا ہے یہ ارشادات اہل اللہ کے قلب کی گہرائیوں میں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ جیسا موقعہ محل ہوتا ہے اشارہ فرما دیتے ہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دربار میں تشریف نہیں لاتے تو صدر الصدور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ صدارت فرماتے ہیں۔ جانشین رسول اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ بیٹھ کر دربار لیتے ہیں۔ تمام احوال صدرالصدور کے سینے میں ہوتا ہے اور اس کے سینے سے اوروں میں جاتا ہے۔

اب ایک اللہ کے بندے کی سیر سن لیجئے۔ اپنے مکان سے کہیں جارہے تھے راستے میں ایک فقیر ملا وہ فقیر ان کے عقل و شعور سے باہر تھا۔ اس فقیر نے محبت بھری نگاہ سے اس اللہ کے بندے کو دیکھا۔ اس بندے نے دریافت کیا آپ کیا چاہتے ہیں' کیا بھوک لگی ہے' فقیر نے کہا جی ہاں کھانے کا فورا انتظام کرلیا گیا فقیر کھانے کے بعد انتہا درجہ خوش ہوئے ۔ فرمایا دعا چاہتا ہے یا دعا کا مقام دیکھنا چاہتے ہو۔ عرض کیا جی دیکھنا چاہتا ہوں۔ نہ یہ خواب ہے نہ بیداری' نہ بیان نہ حقیقت' لذتوں کا بیان نہیں ہو سکتا یہ تلاوت اور عرفان سے افضل بات ہے۔

CamScanner

قریب بلایا اور اپنا کپڑا اس کے سر پر ڈال دیا اب اس اللہ کے بندے نے دیکھا کہ ایک حسین مقام ہے جس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ عجیب لذت والا مقام ہے اس میں ایک بہت بڑی بارہ دری ہے۔ درویش نے اسے ایک ستون کے پیچھے کھڑا کر دیا اور فرمایا کہ ہر ایک کا یہاں آنے کا حکم نہیں۔ اب درباری آئیں گے انہیں دیکھتے رہنا سامنے نہ آنا۔ دیکھا کہ ایک حوض ہے اس میں پھول اور کلیاں ہیں ایک حسین پھول ان کے درمیان ہے بظاہر بند کلیاں ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے روشنی کے بلب ہوں۔ جب نگاہ اس حوض کی طرف جاتی ہے تو اس قدر لذت محسوس ہوتی ہے کہ زبان بیان نہیں کر سکتی۔ پھر سواریاں آئیں' سواریاں اس قسم کی ہیں کہ ان میں نہ گھوڑا ہے نہ موٹر جیسی کوئی مشین ہے۔ ان سواریوں میں نورانی انسان بیٹھے ہوئے ہیں سب بارہ داری کے تخت کے گرد آتے جاتے ہیں۔ پھر شہزادے آئے جن کے بال سینے تک لٹک رہے ہیں جس سے پورا مقام خوشبو سے مہک گیا ہو سکتا ہے کہ امام عالی مقام ہوں۔ اس کے بعد ایسی سواری آتی ہے جس کے متعلق سنا ہوگا کہ براق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف فرما ہوتے ہی حوض کی کلیاں کھلی جاتی ہیں اور ان میں اتنا حسن اور روشنی پیدا ہوتی ہے کہ ایسا کیف و سرور کسی اور شے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ محسوس ہوتا ہے کہ جب یہ حوض ان کے چمن کا ہے اور کلیاں اولیاء اللہ ہیں۔ حضور کی تشریف آوری سے اولیاء اللہ کی محبت کی کلیاں کھل جاتی ہیں یہ اولیاء اللہ ان کے چمن کے پھول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مختلف رنگ اور حسن عطا فرمائے ہیں۔ ان کی مختلف کیفیات ہیں' مختلف انداز بیان ہیں کوئی قادری ہے' کوئی سہروردی ہے' کوئی نقشبندی ہے' کوئی چشتی ہے' صابری ہے' نظامی ہے' رحمانی ہے۔ یہ وہ کلیاں ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے کھل گئی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دربار لیتے ہیں دائیں طرف وکیل کھڑا ہے۔ اس اللہ کے بندے نے جو یہ سیر دیکھی تو آگے بڑھنے کا ارادہ کیا۔ فقیر نے رومال ہٹا لیا دیکھا کہ جہاں سے چلے تھے وہیں کھڑے ہیں فقیر نے کہا ابھی آگے جانے کا حکم نہیں۔

چھبیسواں پارہ سورہ الفتح پہلا رکوع۔ ارشاد ہوا کہ جس نے رسول اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اس نے خدا ہی کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تھے۔ مخالفین نے افواہ اڑائی کہ انہیں اہل مکہ نے شہید کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ صحابہ کرام جوش میں آگئے ہیں تو سب سے بیعت جہاد لی اسے بیعت رضوان کہتے ہیں۔ سب سے بیعت لینے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھا کر فرمایا یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے' پھر اس ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا یہ میرا ہاتھ ہے اور فرمایا یہ بیعت عثمان کی طرف سے میں نے لے لی ہے۔ بظاہر تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیعت لے رہے ہیں لیکن حضرت عثمان غنی کا ہاتھ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے

CamScanner

اور قرآن کریم کو مرتب کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے' ذات الٰہی کی محبت میں غرق ہونے کے بعد بندہ خود نہیں رہتا جیسا کہ منصور حلاج نے کہا۔ اس لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جامع قرآن کہتے ہیں۔ جس نے مرشد کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اس کا ہاتھ سلسلہ بسلسلہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک پہنچا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے خدا تک پہنچا۔

۷۶-۶-۳ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ہیں-----

ہر انسان کے سامنے نیکی اور بدی دونوں کے راستے کھلے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقل اس لئے عطا فرمائی کہ ہم نیکی کا راستہ اختیار کریں اگر کسی نے اس عقل سے نیکی کا راستہ اختیار کیا تو گویا اس نے دنیا میں رہ کر آخرت کا سودا کر لیا اور اگر کسی نے بدی کا راستہ اختیار کیا تو ایسا سمجھو کہ اس نے موتی لٹا کر مٹی کا کھلونا لے لیا جو ٹوٹنے والا ہے اور جس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ کلام ربانی تو سب مسلمان پڑھتے ہیں لیکن جن کے قلوب میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نور ہوتا ہے' کلام الٰہی ان کے قلبوں میں اتر جاتا ہے۔ اس قلب سے جب کوئی بولتا ہے تو وہ بھی ایمان والوں کے قلب میں اتر جاتا ہے۔ ایمان والے تلاش حق میں رہتے ہیں کیونکہ اللہ کے پاک نام میں ایسی لذت ہے جس کی حقیقت اہل محبت ہی جان سکتے ہیں۔ عبادت اس وقت تک عبادت نہیں جب تک اللہ کی محبت حاصل نہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت حاصل نہ ہو جائے۔ بغیر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت کے عبادت عبادت ہی نہیں' سب پھیکی اور جھوٹی کارروائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا چاہئے۔ لیکن جب تک حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت میں غرق نہ ہو تو کیا درود بھیجا' کیا سلام بھیجا' یوں سمجھ لو کہ بہترین کھانا پکایا لیکن نمک نہیں ڈالا وہ قورمہ لذیذ نہ ہوگا سب اجزاء ڈالے لیکن ایک جزو نہیں ہے اس لئے نفیس تو ہے' لذیذ نہیں ہے۔ اگر اس میں نمک ڈال دیا تو نفیس بھی ہوگا اور لذیذ بھی ہوگا۔ اس طرح رغبت عبادت کا نمک ہے جس عبادت میں رغبت نہیں جی نہیں لگتا' محبت کا غلبہ نہیں ہوتا' کیف و سرور پیدا نہیں ہوتا' وہ پھیکی عبادت ہے' ایک وہ ہیں جو حکم کی تعمیل کر رہے ہیں' ایک وہ ہیں جو مجبوراً کوئی کام کر رہے ہیں اور ایک اہل محبت ہیں انہیں یاد دوست سے فرصت ہی نہیں۔

چاند سورج دن رات چلتے رہتے ہیں لیکن ان کا چلنا ثواب نہیں۔ ثواب تو انسان کے لئے ہے۔ جو آپ کو محبت دی گئی ہے وہ عبادت کے لئے ہے' اس کا ثواب ہے' عبادت وہی کر سکتا ہے جسے ہدایت ہو۔ ہدایت فطری تو

CamScanner

پہلے ہی حاصل ہو چکی، بھوک لگے تو ماں سے دودھ مانگتا ہے، یہ ہدایت فطری ہے اور ایک ہدایت قلبی ہے یہ صحبت سے عطا ہوتی ہے کیسے مبارک ہیں وہ انسان جنہیں اولیاء اللہ کی صحبت عطا ہو گئی ان کی عبادت ایسی ہے کہ جیسے پھلدار درخت لگا دیا ہو جو سال بھر پھل دے یہ ہدایت کیسی ہے جس کا پھل بارہ مہینے ملتا رہتا ہے۔ جب بھی اولیاء اللہ کی محبت میں زبان کھولیں، سرشار ہو جاتے ہیں، غلبہ عشق انہیں اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھنے پر مجبور کرتا ہے۔ اگر آنکھ میں نور نہ ہو تو نور آفتاب سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ آنکھ میں نور تو ہے لیکن آفتاب کو تلاش نہیں کیا آفتاب تو سراجا منیرا ہیں۔ دنیا کے چراغ جلتے بجھتے رہتے ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ دوسروں کو روشن کرتے ہی رہیں گے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرے گا وہ روشنی حاصل کرے گا۔ جب روشنی والے پل صراط طے کریں گے تو جو بغیر روشنی کے ہوں گے وہ پکاریں گے کہ اے مومنو آہستہ چلو تمہاری روشنی میں ہم بھی راستہ طے کرلیں گے اللہ تعالیٰ دیوار کھڑی کردیں گے اور غیر مومن الگ ہو جائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کن کی کنجی ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے جو نکلا وہ اللہ تعالیٰ پہلے ہی قبول فرما چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے وہی الفاظ نکلتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے۔ جب اولیاء اللہ کی زبان پر اللہ بولتا ہے تو محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ادا میں اللہ بولتا ہے ۲۹ واں پارہ سورہ القلم پہلا رکوع ایک شخص ولید بن مغیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں لفظ مجنون کہہ کر پکارا لفظ انتہا درجے برا تھا اللہ تعالیٰ نے قسمیں کھا کھا کر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کیا۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے قلب پر اس کا اثر نہ لیں یہ شخص تو بہت ہی برا ہے۔ اس میں بہت سے عیب ہیں حتیٰ کہ اس کی اصل میں بھی خطا ہے تمہاری جان کی قسم یہ بات یوں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو رب جانتا ہے کیا شان محبوبیت کوئی بیان کرسکتا ہے۔

بے رغبت انسان کو ہدایت فطری ملی ہے ہدایت قلبی نہیں ملتی۔ وہ خود کو دانشمند سمجھتے سمجھتے اپنی تھوڑی سی عقل میں کھو بیٹھتے ہیں۔ ایک شکاری شکار کے لئے تیر کمان لے کر جا رہا تھا بلندیوں پر ایک باز اڑ رہا تھا۔ اس نے زمین پر باز کا سایہ دیکھا۔ سمجھا کہ باز قریب آگیا ہے۔ بہت تیر مارے، سارے تیر ختم ہو گئے لیکن باز اڑتا رہا۔ ایک دوست نے کہا تم تو سائے پر تیر مار رہے ہو۔ باز تو ہوا کی بلندیوں پر اڑ رہا ہے بڑے مبارک ہیں وہ لوگ جنہیں دونوں ہدایت ملیں۔

۲۴-۷-۷۶ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ہیں------

CS CamScanner

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا فرما کر ان کے مقامات بھی تجویز فرما دیئے کہ میری مخلوق کس کس مقام پر رہے گی اور کیا کیا مقامات حاصل کرے گی۔ اصل مقام آخرت ہے اور دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو کچھ یہاں بویا جائے گا کل آخرت میں ملے گا۔ جس قدر بھی پھل دار درخت ہوتے ہیں ان کی زیادہ نگرانی کی جاتی ہے۔ پوری پوری نگہداشت کرنے کے بعد ہی ان سے پھل حاصل ہوتا ہے اور وہ انسان کو سیراب کرتا ہے۔ اس طریقے سے انسان کی بچپن کی نگرانی کی جاتی ہے تاکہ یہ بچہ صحت مند بھی رہے اور نگاہ بد سے بھی بچے۔ جب بچے کو شعور حاصل ہوتا ہے اس وقت بھی نگرانی کی جاتی ہے' جب بچہ جوان ہوتا ہے اس وقت بھی نگرانی کی جاتی ہے کہ یہ بچہ خراب نہ ہو جائے' جب یہ بچہ ضعیف ہو جاتا ہے تو جوان اولاد نگرانی کرتی ہے۔ معلوم ہوا ہر زمانے میں انسان کی نگرانی اور دیکھ بھال کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے نیک عمل کرنے کے اور عبادت کے طریقے ضابطے اور قانون تجویز فرما دیئے ہیں اور اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اپنی مخلوق کو بتا دیئے ہیں۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مصروف ہو جاتا ہے تو پھر اسے ذوق الٰہی حاصل ہوتا ہے اور ذکر اذکار کر کے اور درود و سلام پڑھ کر محبوب رب العالمین کو راضی کرلیتا ہے یہ عبادات آخرت کی کھیتی ہیں جن کا کل پھل ملنے والا ہے۔ جس طرح دنیا میں مجرموں کو حاکموں کے دوستوں کی سفارش سے چھڑایا جاتا ہے اسی طرح آخرت کے مجرموں کو مقبولین کی سفارش سے چھڑایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی تمامی نعمتیں ان کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں عطا ہوتی ہیں حاکموں کے دوستوں کی سفارش سے مجرم چھوٹ جائیں گے لیکن باغی کی سفارش منظور نہ ہوگی اور باغی کی سفارش کوئی کرے گا بھی نہیں۔ مشرک' کافر یہ سب باغی ہیں۔ اللہ تعالیٰ رزاق بھی ہے اور شافی بھی ہے۔ رئیسوں کے ذریعے رزق دیتا ہے اور طبیبوں کے ذریعے شفا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو اختیارات عطا فرمائے ہیں ان کی کوئی حد مقرر نہیں کی۔ ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت کی بھی کوئی حد نہیں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنسوؤں سے رو رہے تھے۔ حضرت جبرائیل امین نے آکر عرض کی یا رسول اللہ رونے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا اے جبرائیل میری امت کا غم مجھے رلاتا ہے حضرت جبرائیل نے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر عرض کی اے معبود تیرا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنسوؤں سے رو رہے ہیں ارشاد ہوا کہ فورا چلے جاؤ اور میرے محبوب کو یہ خوشخبری سنا دو کہ ہم عنقریب آپ کو امت کے لئے اتنا دیں گے کہ راضی ہو جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دیکھا کہ معبود اس قدر مہربان ہے اور جو آنسو گرے ہیں وہ مقبول بارگاہ ہو گئے ہیں تو عرض کیا کہ باری تعالیٰ میں راضی نہیں ہونے کا جب تک میرا ایک ایک نام لیوا جنت میں نہ چلا جائے۔ کیا انداز محبوبانہ ہے کیا

ناز محبوبانہ ہے۔ کوئی اور ایسا کہے تو کافر ہو جائے لیکن یہ انداز محبوبانہ ہے جسے معبود ہی سمجھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ امتی برابر آرہے ہیں اور عطا ہو رہی ہے اور عطا ہوتی رہے گی اس عطا کی کوئی حد نہیں۔ ابھی تو فیصلہ ہی نہیں ہوا تو کیسے سمجھ لیں کہ عطا ختم ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کے اے محبوب میں نے آپ کے لئے مقام محمود تجویز فرمایا ہے یہ وہ مقام ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف فرما ہوں گے تو سارے شفاعت کے دروازے کھل جائیں گے لیکن باغیوں کی بخشش نہیں ہوگی مشرکوں اور کافروں کی بخشش نہیں ہوگی ایصال ثواب ہدیہ مومن کو پہنچتا ہے۔ مومن کا مومن کو' اولاد کا والدین کو' والدین کا اولاد کو' شیخ کا مریدین کو' مریدین کا شیخ کو پہنچتا ہے انبیاء علیہ السلام ان کی ازواج مطہرات' مومنین مصلحین کو ثواب پہنچتا ہے۔ ہدیہ ثواب نہ پہنچتا تو جنازے کی نماز جائز نہ ہوتی۔ جب بچے کے جنازے کی نماز پڑھاتے ہیں تو اسے اپنا شفیع مانتے ہیں اور بڑے کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں تو خود اس کا وسیلہ بنتے ہیں۔ لیکن مشرکوں اور کافروں کو ہدیہ ایصال ثواب نہیں پہنچتا کیونکہ انہوں نے قانون الٰہی کا انکار کیا اور وہ باغی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت بالمحبت ہے اور بالوجاہت ہے اور ایسی بھی شفاعت ہو گی کہ اولیاء اللہ کو حکم دیا جائے گا کہ اگر کسی نے تمہارے ساتھ ذرا سی بھی نیکی کی ہے تو آپ کو حق پہنچتا ہے کہ اسے اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے اپنی مسجد میں میلاد شریف کا انتظام کیا۔ فرمایا سب مسجد کے صحن میں آجائیں اندر کوئی نہ بیٹھے۔ جب صحن بھر گیا تو میں نے عرض کی کہ صحن بھر گیا ہے اگر اجازت دیں تو اندر بھی بٹھا دیں۔ فرمایا نہیں یہیں بیٹھیں۔ پھر فرمایا خیال کر کے اندر دیکھو کہ کیا نظر آرہا ہے میں نے جو نگاہ ڈالی تو تمام مسجد اولیاء اللہ سے بھری ہوئی تھی۔ مجھے آج تک ان کی شکلیں اور لباس یاد ہیں۔ معلوم ہوا میلاد شریف کی محفل میں اولیاء کے ہاں اولیاء آتے ہیں اور کوئی ایسے ولی بھی آتے ہیں کہ ان کے صدقے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما ہو جاتے ہیں۔

کلمہ طیبہ کے ذکر سے ایک شجر پیدا ہوتا ہے جس کی شاخیں آسمان تک جاتی ہیں اور پھل پھول عرش تک پہنچتے ہیں۔ اہل ذاکر کا ذکر فرشتے سنتے ہیں اور جنت انہیں پکارتی ہے اور فرشتے ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ ذکر جہر اور خفی تو سبھی کرتے ہیں لیکن ذکر سری اللہ کے خاص الخاص بندے کرتے ہیں۔ یہ ذکر قلب اور دماغ سے کیا جاتا ہے۔ یہ ایک راز ہے جو شیطان کو بھی معلوم نہیں۔ یہ اللہ کے بندے دل ہی دل میں اللہ سے بات کر لیتے ہیں۔ باقی سارے اذکار کا شیطان کو علم ہے۔

بغیر کسی منشا کے رنگ تجویز نہیں ہوتے۔ پیغمبر کا جو قدم ہوتا ہے وہ اولیاء اللہ کا مقام ہوتا ہے لطیفہ ذکر کے مقام کو کہتے ہیں جس میں نور ہوتا ہے۔ نور تو ہر انسان کے جسم میں ہے' بول چال میں' حیات میں یہ نوری ہے حکم رب ہے لیکن ذکر کے مقام ہیں۔ مختلف مقام سے ذکر کرنے سے نور کا رنگ مختلف ہوتا ہے اور روح کے مقامات

CS CamScanner

بھی مختلف ہوتے ہیں۔ مختلف مزاج اور ذوق کے انسان ہیں جیسا ذوق ہوتا ہے ویسے ہی نور کا رنگ اس پر غالب آجاتا ہے حضرت مخدوم پاک فنافی اللہ تھے اور سیر جان تھے۔ اولیاء اکثر سیر جان ہوتے ہیں۔ حضرت مخدوم پاک کو جو نور عطا ہوا اس کا رنگ زرد تھا۔ آپ کا رنگ بھی زرد ہو گیا اور کپڑے بھی زرد ہو گئے۔ غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کے نور کا رنگ سبز تھا چشتوں کے نور کا رنگ سبز اور نیلا ہے ذکر ذوق قلب کی علامت ہے قلب کو جیسا ذوق ہے ویسا ہی ذکر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ رنگنا جانتا ہے اس سے نور رنگ پھوٹتے ہیں۔

ایک دفعہ جنگل میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ پانی ختم ہو گیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "فلاں مقام پر ایک غلام پانی لئے جارہا ہے اسے لے آؤ یہ غلام آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب کو پانی پلاؤ اس نے عرض کیا یہ پانی میرے آقا کے لئے ہے پانی ختم ہو گیا تو وہ مجھے سزا دے گا۔ ارشاد فرمایا نہیں تمہارے مشکیزے بھرے رہیں گے ان پر دست مبارک پھیر دیا وہ اللہ کا ہاتھ تھا اور ایک مشکیزے کا منہ کھول کر اس میں دست مبارک رکھ دیا سب نے پانی لے لیا خوب نہائے' خوب پیا۔ اپنے تمام مشکیزے اور برتن بھر لئے لیکن حبشی غلام کے مشکیزے بھرے کے بھرے رہے کیا معلوم اس دست مبارک کے تار کہاں سے جڑ گئے کوثر و تسنیم سے جڑ گئے جب غلام نے دیکھا کہ مشکیزے تو بھرے کے بھرے رہے تو اس پر محبت کا غلبہ ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے چہرے پر اپنا دست شفقت پھیر دیا' حبشی تھا رومی ہو گیا۔' کالا تھا گورا ہو گیا۔ چند ساعت کے لئے خدمت نبوت میں آیا' اسے کیا کیا نہ ملا ہو گا' ایک کو تو نہیں رنگا آج بھی رنگے جا رہے ہیں۔ اولیا اللہ سب رنگے ہوئے ہیں۔

۷۶-۷-۸ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ہیں-----

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو وجود عطا فرمایا اس میں سب سے قیمتی چیز ایمان ہے اور سب سے بڑا مقام قلب ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ جسم کی زندگی جان سے ہے اور جان کی زندگی ایمان سے ہے اور ایمان کی زندگی صاحب قرآن سے ہے۔' محبت رحمان سے ہے' ایمان کا جوہر محبت ہے اور ایمان کی کئی نوعیتیں ہیں۔ ایمان تقلیدی' ایمان رسمی' ایمان عادی اور ایمان تحقیقی۔ ایمان تقلیدی سے مراد باپ دادا کے طریقوں پر چلنا۔ باپ دادا نماز روزہ کے پابند تھے' مسلمان تھے اس لئے ہم بھی مسلمان ہیں۔ رسمی ایمان یہ ہے کہ کسی کو نماز پڑھتے دیکھا تو نماز پڑھ لی روزہ رکھتے دیکھا تو روزہ رکھ لیا' دیکھا کہ سب عید کی نماز پڑھنے جارہے ہیں یہ بھی چل دیئے' یہ پتہ نہیں کہ کیا پڑھیں گے یہ رسمی ایمان ہے۔ عادی ایمان یہ ہے کہ دل چاہتا نہیں لیکن نماز کو عادت بنا لیتے ہیں نہ کیف نہ سرور' نہ لذت محض

CamScanner

عادت ہے عبادت کرلی یہ تینوں ایمان ناقص ہیں۔ ایمان تحقیقی یہ ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا یقین، اللہ کا حکم ماننا، یوم آخرت پر ایمان، قرآن پر ایمان، اس کے ہر فرمان پر ایمان، اس کے ہر اشارے پر ایمان، اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا پر ایمان، یہ وہ ایمان نہیں جو رسمی ہو کہ نماز بھی پڑھ لی، ایمان کے مراسم بھی ادا کرلئے اور ایمان سے خالی ہیں۔ تحقیقی ایمان والے انسانیت اور دوئی کے بھنور میں غمگین نہیں ہوتے، لا الہ کی نورانیت سے اور الا اللہ کی سخاوت سے سیراب ہوتے ہیں۔ نور معرفت اور وحدانیت کے دریا میں غوطہ زن ہوتے ہیں محبت کی لہروں میں سما کر اپنے ایمانوں میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور حاصل کرتے ہیں۔ اللہ کی اطاعت اور عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور اپنی عبادتوں کو اپنوں اور غیروں سے چھپاتے ہیں۔ حکم رب، حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سننا اور سنانا، یہ سب تحقیقی ایمان ہے ایک ایمان فطری بھی ہے یعنی یوم میثاق کو جو **"الست بربکم سنا** اور فوراً ہی کہا **"قالو بلا"** وہ اس کے کان میں محفوظ ہوتا ہے یہ بچہ فطری ایمان لئے ہوئے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک کوئی نور معرفت سے سیراب نہیں ہوتا اس کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ نور معرفت سے وہی سیراب ہوگا جس کے قلب میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شجر لگا ہوگا جس کی شاخیں عرش پر ہوں گی۔

غور فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں قسمیں بھی کھا رہا ہے اور انہیں اپنی صفت کا مظہر بھی بنا رہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ہم نے تم میں سے ایک پیغمبر بھیجا۔ جو تمہیں دوست رکھنے میں حریص ہیں اور مومنوں کے لئے رؤف الرحیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ رؤف الرحیم بالناس ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم رؤف الرحیم بالمومنین ہیں۔ کیا مسلمان اب بھی مطمئن نہیں ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں کرتا۔ ارشاد تو یہ ہے کہ "مومن بن جاؤ تو میرا محبوب تمہارے لئے رؤف الرحیم ہے" تحقیقی ایمان والے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤف الرحیمی پر جانیں دیں گے۔ مومن کب ہوں گے جب جان مال اولاد ماں باپ سب سے بڑھ کر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں گے۔ اگر کسی نے کہہ دیا کہ ہم جیسے بشر ہیں تو محبت کا دعویٰ باطل، کافر بھی یہی کہتے تھے کہ ہمارے جیسے بشر ہیں۔ کسی عبادت کی نقل کرنا عبادت نہیں۔ سجدے کر کر کے مسجد کی دریاں پھاڑ دیں تاکہ لوگ نمازی کہیں یہ عبادت نہیں۔ عبادت کی نیت سے عبادت کرنا عبادت ہے ایمان والے تو اہل اللہ ہیں جو جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا کردے۔ باری تعالیٰ ہمیں اولیاء اللہ کی محبت ہی عطا فرما دے۔ ان کی محبت میں بھی مقام ملتا ہے جن کی گردنوں میں اولیاء اللہ کی محبت کے پٹے پڑے ہوتے ہیں، اس پٹے والے سگ کو کوئی غیر ہاتھ لگا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا بے پناہ کرم اور احسان ہے کہ اس نے اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی اور اپنے مقبول بندوں کا خادم و غلام بنایا۔ جن

کے قلوب میں نور معرفت کا چراغ جل رہا ہو ان کے ہر عضو سے روشنی ظاہر ہوتی ہے زمین ان کے لئے دعائیں مانگتی ہے۔ اگر یہ حضرات کسی اندھیری کوٹھڑی میں بیٹھ جائیں تو بخدا روشنی ہو جائے گی۔

۷۶۔۷۔۱۵ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ہیں -----

معراج میں عبدیت کا کمال دکھانا تھا اس لئے عبدہ کہہ کر بلایا۔ رسول کہہ کر نہیں بلایا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں کسی کو عبدیت کا وہ کمال نصیب نہ ہوا جو اپنے محبوب کو عطا فرمایا۔ عبد اسے کہتے ہیں جو رب کا انتظار کرے۔ عبدہ' اسے کہتے ہیں جس کا رب انتظار کرے۔ تمام مخلوق محتاج دعا ہے۔ سرکاری دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم محتاج دعا نہیں' محتاج خدا ہیں۔ پیغمبر کی دعا خالی نہیں جاتی۔ پیغمبر کی بات ٹالی نہیں جاتی۔ پیغمبر جو مانگے وہ ملتا ہے۔ ہم جو مانگیں تو وعدہ ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج سے واپس تشریف لا رہے تھے موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ آپ کی ذات میں جلوہ رب العالمین نظر آرہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے چاہا میں یہ جلوہ دیکھتا ہی رہوں۔ خیال مبارک تھا تجویز فوراً ذہن میں آگئی۔ کہا اے محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کے لئے کیا عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی امت اتنی نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ جاکر کم کرالیں۔ حضور پھر بارگاہ رب العالمین میں حاضر ہوگئے۔ کئی بار حاضر ہوئے آخر پانچ نمازیں رہ گئیں۔ پھر خیال آیا کہ کہیں میری امت کا ثواب کم نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا میرے پیارے آپ کی امت پانچ پڑھے گی میں پچاس کا ثواب دوں گا۔ حضور آئینہ رب العالمین ہیں۔ اس آئینے میں رب العالمین نظر آتے ہیں۔ سرکار کی ذات جلوہ گاہ خداوندی ہے۔ اپنے نور سے بنایا ہے پھر آپ میں کون نظر آسکتا ہے۔ اللہ کی حضور خاص میں نہ کوئی دوسرا جانے والا ہے نہ کوئی دوسرا دیکھنے والا ہے۔ آپ آ بھی رہے ہیں' جا بھی رہے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام سے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا محبوب میرا دیدار کرے گا تو انہوں نے خیال کیا کہ میں بھی حضور کا امتی ہوتا۔ بس پیغمبر کی دعا قبول ہوئی اور معراج کی شب موسیٰ علیہ السلام کو حضور کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار کرا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو نہ مجبور محض بنایا ہے نہ مختار مطلق۔ انسان کا قلب اللہ کی مسجد ہے۔ اسے اللہ کے ذکر سے آباد کرو۔ بڑا ہی ظالم ہے وہ شخص جو دنیاوی خواہشات اور وسوسات سے ان مسجدوں کو ویران کرتا ہے۔ نفس اور شیطان مسجدوں کو ویران کرنے کے درپے ہیں۔ انسان کا قلب جلوہ گاہ رحمٰن ہے۔ جنہوں نے اس قلب کو اللہ کے ذکر سے آباد کیا وہ مبارک ہیں۔ ایک دن آئے گا کہ توجہ شیخ کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان قلوب پر اپنی تجلی ڈالے

گا۔ پھر یہ قلب ذاکر ہو جائے گا۔ جب قلب ذاکر ہوگا تو زبان شاکر ہوگی۔ پھر انسان حضرت انسان بن جاتا ہے۔ بڑے ہی مبارک ہیں وہ لوگ جن کے قلوب میں اللہ کا ذکر پیدا ہوچکا ہے۔ ہمارے پیشواؤں نے یہی کام کیا کہ غیر آباد کو آباد کردیا یعنی انسان کی روحانی مساجد کو آباد کردیا۔ یہ روحانی وطن اہل دل کی صحبت سے آباد ہوتا ہے جب انسان سو جاتا ہے تب بھی دل اللہ کے ذکر سے آباد رہتا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تین باتیں وطن میں ضروری ہیں۔ ایک تلاوت قرآن پاک' دوسرا اپنی مسجد کو آباد کرنا' تیسرا مسلمانوں سے محبت کرنا اور تین باتیں سفر میں ضروری ہیں ایک خرچ میں فراخ دلی' دوسرے اخلاق کو وسیع رکھنا' تیسرا اپنے ساتھیوں کے ساتھ خوش طبعی۔ جو ان باتوں کا خیال رکھے گا اس کا سفر مبارک ہوگا اور اس کے ساتھی خوش ہوں گے۔ جس سفر میں جان و مال دونوں خرچ ہوں ایسے سفر کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے قلب میں صرف اس مقدس مقام کی محبت ہو جہاں وہ جارہا ہے۔ غیر کی محبت نہ ہو۔ نفس کی محبت کے تمام سودے ختم کردیئے جائیں اور محبت کے ہر جوہر کو حاصل کیاجائے۔ جب تک قلب نفس سے بیزار نہ ہوگا قلب میں اللہ کا ذکر پیدا نہ ہوگا۔ تصور شیخ ہر شیطانی وسوسے کو مٹا دینے والی طاقت ہے جس کے ذریعے مکروہات سے محفوظ رہتا ہے۔ جسے تصور شیخ حاصل ہوگا اس کا شیخ اس کے ساتھ ہوگا۔ مولانا جلال الدین رومی ارشاد فرماتے ہیں کہ توجہ شیخ روحانی بجلی ہے تار ملنے کی دیر ہے۔ بجلی کے کام کرنے میں کوئی دیر نہیں۔ یہ بجلی ہزارہا کوس پر بھی فوراً کام کرتی ہے۔ بشرطیکہ تار صحیح جڑے ہوئے ہوں۔ نفس اور شیطانی وسوسے اور دنیاوی خواہشات کے ذریعے قلب کو اللہ کے ذکر سے روکتے ہیں۔ توجہ شیخ سے نفس اور شیطان کا داخلہ بند ہو جاتا ہے۔

یہ عطائے ربانی حقیقی حکمرانی سلطنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرفات اور اختیارات یہ فقیر عرض کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے اختیارات عطا فرمائے۔ حضور جو بھی تجویز فرماتے ہیں وہی حکم خداوندی ہو جاتا ہے۔ زبان مصطفےٰ سے جو نکلتا ہے وہی اللہ کا قانون ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر پہچاننے والے بھی ہیں اور حضور کے کمالات اور صفات کا سن کر جان دینے والے بھی ہیں۔ ایک صحابی حضرت وقاص بن سلمان رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے۔ فرمایا اے وقاص آپ کی بیویاں آپ پر حرام ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہوا تو حلال حرام ہوگیا۔ معلوم ہوا حضور جسے جو حکم دیں خداوند عالم اسے منظور فرماتا ہے۔ مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خادم حضور کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ حضور اجازت عطا فرمائیں تو میں دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ دوسرا نکاح نہیں کر سکتے۔ میری بیٹی فاطمہ کو تکلیف پہنچے گی۔ باوجودیکہ قانون میں چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے لیکن اختیارات مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دیکھئے۔ معلوم ہوا کہ حضور کو ایذا پہنچانا کفر ہے۔ یہ اختیارات

مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ حضور کو تہجد کا وضو کرایا کرتے تھے۔ ایک روز حضور خوش ہوگئے فرمایا اے ربیعہ مانگو کیا مانگتے ہو۔ یہ نہیں فرمایا کہ خالق حقیقی سے مانگو بلکہ یہ فرمایا مانگ لو جو مانگنا ہے۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں۔ ارشاد فرمایا اچھا اور مانگ لو تین مرتبہ تکرار فرمائی لیکن حضرت ربیعہ نے عرض کی یارسول اللہ میں تو بس یہی چاہتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں۔ یہ تو وہی کہہ سکتا ہے جس کے قبضے میں کائنات کی ہر شے ہو۔ جسے اللہ تعالیٰ نے مختار و متصرف بنایا ہو۔ مولانا مخدومی قبلہ سید احمد سعید کاظمی دامت برکاتہم کے پاس ایک سکھ عورت نے پرچہ بھیجا کہ حاتم طائی بڑا سخی تھا۔ اس نے گھر میں آٹھ دروازے بنا رکھے تھے۔ ایک سائل آٹھوں دروازوں سے باری باری اس کے پاس آیا اور آٹھوں دروازوں سے اسے ملا۔ کیا کوئی ایسا ہے جو سخاوت میں اس سے زیادہ ہو۔ حضرت کاظمی صاحب نے جواب دیا کہ سائل کی ضرورت ایک دروازے سے پوری نہ ہوئی پھر وہ دوسرے' تیسرے حتیٰ کے آٹھوں دروازوں پر گیا لیکن اسے جو ملا ناقص اور نامکمل تھا۔ اگر کوئی اور دروازہ ہوتا تو اس پر بھی جاتا۔ معلوم ہوا حاتم طائی کی عطا ناقص تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا مانگو جو مانگنا ہے عرض کی میں جنت میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں فرمایا اچھا کچھ اور مانگو تین مرتبہ تکرار فرمائی لیکن یہاں بن مانگے مل رہا ہے۔ ایک ہی دفعہ اتنا عطا فرما دیا کہ سیراب ہو گئے اور کچھ اور مانگنے کی حاجت نہ رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات اس قدر ہیں کہ کوئی بیان کر ہی نہیں سکتا۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خندق کھود رہے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور میرے ساتھ کھانا کھائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کثیر تعداد صحابہ علیھم رضوان کی تھی سب آگئے۔ یہاں جابرؓ کے ہاں چند آدمیوں کا کھانا پکا تھا۔ اتنا انتظام نہ تھا۔ حضور نے کھانے میں لعاب دہن ڈال دیا سب صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے کھایا' کھانا ختم نہ ہوا۔ میرے مولا بغیر مانگے عطا فرما رہے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ نے ان تمام صحابہ علیھم رضوان کے لئے روٹیاں پکائیں۔ آپ نے ان سے پوچھا کیا آپ کے ہاتھ میں کوئی تکلیف محسوس ہوئی عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ جب آپ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے نفل پڑھتے ہو تو کوئی تھکن محسوس ہوتی ہے؟ بے پناہ کرم نوازیاں ہوتی ہیں' بے پناہ انعامات عطا ہوتے ہیں۔ دنیا اور آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ کوئی کہتا نہیں' آقا خود ہی کرم فرماتے ہیں۔ یہ سب صدقہ ہے میلاد شریف منانے کا۔ ان کے ہاں مانگنے سے پہلے خیال سے بہت زیادہ عطا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے محبوب ہم نے آپ کی امت کو افضل الامت بنایا ہے۔ افضلیت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی اور ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ملی۔ اب اگر مسلمان

CamScanner

ہی کہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہنا اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما نہیں ہیں تو کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرا محبوب شاہد بھی ہے' شہید بھی ہے اور مشہود بھی ہے۔ گواہ وہ معتبر ہوتا جو آنکھوں سے دیکھے اور کانوں سے سنے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہد و شہید بنا کر بھیجا اور امت کے لئے رؤف الرحیم بنا کر بھیجا۔ رب نے اپنی شان اپنے محبوب کو عطا فرمائی۔ یہ نہ سمجھنا کہ وہ خدا ہیں۔ نہیں نہیں مصطفیٰ ہیں' نہ خدا ہیں' نہ خدا سے جدا ہیں۔ شاہد و شہید اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے گواہ بن کر مخلوق کو پیغام حق سنایا۔ اور ہماری التجائیں اور درخواستیں تمام مخلوق کے گواہ بن کر باری تعالیٰ کی جناب میں پیش کرتے ہیں۔ یہاں مخلوق میں شامل ہیں اور وہاں ذات سے واصل ہیں۔ ہمارا فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی پر ہے۔ جن کی گواہی دیں گے وہ موجود ہوں گے اور جو گواہی دیں گے وہ موجود نہ ہوں؟ گواہ کے معنی ہیں آنکھ سے دیکھے اور کان سے سنے۔ خادم موجود ہیں' آقا موجود نہیں۔ خادم جو چاہے سو کرے اور گواہ موجود نہ ہوں تو پھر گواہی کیسی؟ معلوم ہوا آپ کو شاہد و شہید اس لئے بنایا کہ آپ ہمیشہ امت کے اعمال سنتے اور دیکھتے رہیں اور گواہی دیں۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے صحابہ! میری زندگی اور وفات دونوں آپ کے لئے رحمت ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ماں باپ آپ پر قربان بے شک آپ کی حیات مبارکہ ہمارے لئے رحمت ہے لیکن آپ کی وفات کس طرح ہمارے لئے رحمت ہے؟ ارشاد فرمایا کہ میری وفات کے بعد ہفتہ میں دو روز شب پیر اور شب جمعہ کو میری امت کے کھاتے میری بارگاہ میں پیش ہوں گے جن کے کھاتے میں نیکیاں ہوں گی ان کے لئے ترقی درجات اور استقامت کی دعا کروں گا اور جن کے کھاتے میں گناہ ہوں گے ان کے لئے مغفرت کی دعا کروں گا اس لئے اے صحابہ میری وفات بھی آپ کے لئے رحمت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی ہیں۔ ہم آپ موجود ہیں اور ہماری گواہی کے لئے آقا بھی موجود ہیں۔ ہمارے آقا ہم عاجزوں اور محتاجوں کو اتنا عطا فرما رہے ہیں کہ مانگنے کی حاجت نہیں۔ تمام مسلمانوں پر نگاہ مصطفیٰ ہے جس پر نگاہ مصطفیٰ ہے وہ گناہ نہیں کر سکتا نگاہ مصطفیٰ ہٹتی ہے تو گناہ ہوتا ہے۔

قرآن شریف میں بہت سے احکامات ہیں لیکن ایک حکم ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی کرے' اس کے فرشتے بھی کریں اور انسان بھی کریں۔ ورنہ اللہ کا کام بندے نہیں کر سکتے۔ بندے مار نہیں سکتے' زندہ نہیں کر سکتے' لیکن درود و سلام محبت سے پڑھ سکتے ہیں۔ یہی ایمان کی کنجی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا درود محبوب کی شان و عظمت بیان کرنا' ان پر رحمتیں' انعامات نچھاور کرنا اور بندوں پر رحمتیں نازل فرمانا' اللہ کا درود ہے۔ فرشتوں کا درود ان کی امت کی بخشش کی دعا مانگنا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ خود ہی اپنے محبوب پر ہر آن انوار کی بارشیں فرما رہا ہے اور رحمتیں اور برکتیں نچھاور کر رہا ہے پھر ہم سے کیوں کہتا ہے کہ اے بندوں تم بھی درود و سلام بھیجو؟ منشا یہ ہے کہ سائل جب کسی کے

دروازے پر جاتا ہے تو اس کی اولاد کو دعائیں دیتا ہے جس سے مالک خوش ہو کر اسے کچھ دے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے وہ فرما رہا ہے کہ اے بندو میری بارگاہ میں آؤ تو میرے محبوب پر درود و سلام بھیجتے ہوئے آؤ تاکہ میں تمہیں نعمتیں عطا فرماؤں۔

علم ظاہر کسب سے حاصل ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسب نہیں کیا' ان کا علم عطائے رب العالمین ہے۔ جنہیں وہبی علم عطا ہوتا ہے وہی انبیاء علیہم السلام کے علوم کے وارث ہیں۔ علم باطن سے قلب کشادہ ہو جاتا ہے۔ مجذوب ایک نماز نہیں پڑھتا ایک روزہ نہیں رکھتا' خاتمہ ولایت پر ہے۔ منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ نے انا الحق کا نعرہ لگایا' انہیں دار پر چڑھایا گیا' خاتمہ ایمان پر ہوا۔ یہی نعرہ نمرود اور شداد نے لگایا' مردود اور جہنمی ہوئے۔ انہوں نے خودی میں رہ کر نعرہ لگایا۔ منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ نے اللہ کی یاد میں فنا ہو کر نعرہ لگایا۔

۱۵-۹-۷۶

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اس عالم دنیا میں پیدا فرمانے سے پہلے اس سے اقرار لے لیا۔ انبیاء سے اقرار لیا کہ رسالت کی تبلیغ کریں گے۔ علماء سے اقرار لیا کہ حق کو نہ چھپائیں گے اور تمام مخلوق سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا۔ جس نے اس وعدے کو یاد رکھا اور اپنے رب سے ڈر گیا تو اللہ تعالیٰ ڈرنے والوں کے ساتھ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جو بندے غرور و تکبر کرتے ہیں میں ان کا غرور و تکبر جب تک اس عالم دنیا میں نہ کھو دوں گا انہیں اپنے ہاں نہ بلاؤں گا۔ جو رب کو نہیں بھولتے' رب بھی انہیں نہیں بھولتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے بندے تو میرا ذکر اپنے دل میں کر میں تیرا ذکر اپنے دل میں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاکر بندوں کو طاقتیں اور قوتیں بھی عطا فرمائی ہیں۔ نہ انہیں مجبور محض بنایا ہے نہ مختار مطلق بنایا ہے۔ کچھ اختیارات بھی ہیں کچھ مجبوریاں بھی ہیں۔ کہیں مجبور بھی ہیں کہیں قادر بھی ہیں۔ دنیادار بھی ہیں۔ دنیا میں رہ کر اللہ والے بھی ہیں۔ اور کیسے اللہ والے کہ رب ارشاد فرماتا ہے کہ قیامت کے دن سب روتے ہوئے اٹھیں گے میرے اولیاء اللہ ہنستے ہوئے اٹھیں گے جنہوں نے نافرمانی کی ہے انہیں تو حساب کے دن رونا ہی رونا ہے اور جنہوں نے وعدہ پورا کیا ہے ان کے لئے تو انعامات تجویز ہو چکے ہیں۔ رب کا ارشاد ہو گا اے فرشتو میرے اولیاء اللہ کو جنت میں لے جاؤ۔ وہ کہیں گے ہم جنت میں نہیں جاتے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے فرشتو انہیں نوری زنجیروں سے باندھ کر لے جاؤ۔ وہ ایک اللہ کا نعرہ بلند کریں گے اور نوری زنجیریں توڑ دیں گے۔ فرشتے عرض کریں گے باری تعالیٰ یہ تیرے کیسے بندے ہیں جو جنت کو قبول نہیں کرتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہو گا اے فرشتو تم انہیں نہیں جانتے انہوں نے میری خاطر دنیا میں بڑی بڑی تکلیفیں

CS CamScanner

اٹھائیں۔ فاقے بھی کئے لوگوں نے انہیں بدنام بھی کیا۔ ان پر عیب بھی لگائے گئے۔ میں ان کے ارادوں سے واقف تھا۔ میری نگاہ ان کے قلب پر تھی۔ آج یہ انعام کے مستحق ہیں اور ان کا انعام میری ذات ہے۔ جاؤ ان سے کہہ دو کہ جنت میں رب تمہیں اپنا دیدار کرائے گا۔ یہ سن کر اولیاء اللہ جنت میں جانے پر رضا مند ہو جائیں گے۔ اب یہ غور کرنے کا مقام ہے کہ رب نے وہیں اپنا دیدار کیوں نہ کرایا؟ وہاں کافر بھی ہیں مشرک بھی ہیں۔ رب اپنی رحمت کی نگاہ دشمنوں پر نہیں ڈالنا چاہتا۔ اس لئے جنت میں بھیجا جائے گا اور رب اپنی رحمت کی نگاہ ساری جنت پر ڈالے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے بارے میں ارشاد فرما رہا ہے کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت اللعالمین بنا کر۔ اللہ تعالیٰ تمام عالموں کے لئے رب اللعالمین ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے لئے رحمت اللعالمین ہیں۔ کیسا پیارا انداز ہے کہ جیسے نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہی ہے اور تمام عالم منور ہو رہا ہے۔ پھول کی خوشبو سے دماغ معطر ہوتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر سے قلب منور ہوتا ہے۔ عالم کہتے جو بھی ماسوا اللہ کے ہے عالم امکان ہے' عالم امر ہے' عالم مثال ہے' عالم اجسام ہے' عالم ملائکہ ہے' آپ عالم اجسام کو ہی دیکھیں کہ کس قدر مخلوق ہے۔ انسان بھی ہیں' جانور بھی ہیں' پانی کے بھی ہیں' خشکی کے بھی ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے لئے رحمت ہیں تو ملائکہ کے لئے بھی رحمت ہیں' انسانوں کے لئے بھی رحمت' جانوروں کے لئے بھی رحمت۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین سے فرمایا کہ اے جبریل ہماری رحمت اللعالمینی سے آپ کو کیا نفع پہنچا؟ عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے انجام سے مطمئن نہیں تھا کیونکہ ہاروت اور ماروت کا واقعہ دیکھ چکا تھا۔ ابلیس کا واقعہ دیکھ چکا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا "ذی قوۃ المتین" تو میں مطمئن ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ملائکہ کے لئے بھی رحمت ہے' مرسلین کے لئے بھی رحمت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی خطا کس کے وسیلے سے معاف ہوئی' کس کا پاک نام لیا گیا؟ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کس کے صدقے میں پار ہوئی؟ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پر دنبے کا فدیہ کس کے صدقے میں آیا؟ قرآن شریف پڑھتے ہیں' سمجھتے نہیں۔ سمجھیں تو جب کہ جب صاحب قرآن سے محبت ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کب سے رحمت ہیں؟ جب سے رب کی ربوبیت کا اظہار ہوا' اعلان ہوا' اسی وقت سے رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی۔ جب اللہ تعالیٰ مقام احدیت سے مقام وحدت میں آیا تو رب کا ظہور ہوا اور آشکار جب ہوا جب مقام وحدت سے مقام واحدیت میں آیا اور اپنے ہی نور سے اپنے محبوب کا نور پیدا فرمایا اور اپنے محبوب کے نور سے تمامی عالم پیدا فرمائے۔ یہ وعظ نہیں ہے' سلوک ہے' ذرہ ذرہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنا ہے۔ ہمارا قلب بھی نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنا ہے۔

CS CamScanner

ہمارے قلب میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہے اور جس کے قلب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رہتے ہوں اس کی کونسی بات غلط ہوسکتی ہے۔ جو ہوتا ہے ان کے کرم سے ہوتا ہے۔ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے۔ رب نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی نعت بیان فرمائی ہے کہ مومنوں کے قلوب کو منور کردیا ہے۔

حضرت غوث علی شاہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ حضور میرے لئے وقت خاص میں دعا فرمایئے آپ نے فرمایا ارے احمق جب وقت خاص ہوگا تو میں اپنے رب کو یاد کروں گا تجھے یاد کرکے مجھے کیا نفع ہوگا؟ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ایک راجہ آیا اور عرض کی کہ حضور میری سلطنت خطرے میں ہے آپ کچھ کریں۔ ارشاد فرمایا بھئی ہم تو عالم ہیں' بھولی بھٹیاری پر ایک مجذوب ہے' یہ کام وہ کرے گا۔ راجہ مجذوب کے پاس چلا گیا۔ مجذوب نے فرمایا جا تیرا کام ہوگیا۔ راجہ کی سلطنت بچ گئی۔ سونے کے زیور اور مٹھائی لے کر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا۔ فرمایا اس کا حقدار تو وہ مجذوب ہے میں نہیں راجہ نے سونے کے کڑے مجذوب کو پہنا دیئے اور مٹھائی بھی وہاں رکھ دی۔ رات کو مجذوب کو کسی نے مار دیا اور سونے کے کڑے اتار کرلے گیا۔ شاہ صاحب نے فرمایا وہ مجذوب ہی تھا جس نے جان دے کر تمہیں تخت دلوایا۔ سالک بغیر سوچے سمجھے کوئی کام نہیں کرتا۔ بعض ایسے مقام آتے ہیں کہ کسی کو جان دے کر کوئی چیز دی جاتی ہے' بڑی محنت مشقت کرکے کوئی چیز دی جاتی ہے' کسی کا وزن اپنی جان پر لے کردی جاتی ہے۔

۲۲-۹-۷۶ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں ------

علم سلوک ادب سے' انکساری سے' گریہ وزاری سے اور اولیاء کی محبت سے عطا ہوتا ہے۔ یہ علم پڑھایا نہیں جاتا' محبت سے حاصل ہوتا ہے' عطا ہوتا ہے' باادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تین صفات سے متصف فرمایا۔ صفت بشری' صفات حقی اور صفات ملکی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باری تعالیٰ نے وہ صفات عطا فرمائی ہیں کہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں شامل رہتے ہیں اور کبھی اس کی بارگاہ میں واصل ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت کوئی کماحقہ بیان نہیں کرسکتا۔ ہاں بقدر ظرف عقیدت اور محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ سورج کو دیکھنے کے لئے ہماری آنکھیں کام نہیں آتیں۔ ہاں جس وقت سورج پر بادل آجاتے ہیں اور سورج کی روشنی ہلکی ہو جاتی ہے اس وقت ہماری نگاہ کام کرسکتی ہے۔ اسی طرح جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لباس بشری میں تشریف فرما ہوتے ہیں تو ہم اللہ کے نور

CamScanner

کو دیکھ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو نور مجسم بنایا ہے۔ جب ہماری نگاہ سورج کو نہیں دیکھ سکتی تو پھر نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے دیکھا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق کو فرشتوں سے بنوایا لیکن حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے بنایا۔ جسے اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے بنائے اس کی تعظیم لازمی ہے۔ ابلیس کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ آپ کو بھی فرشتوں نے بنایا ہے۔ اسے یہ پتہ نہیں تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا قلب جلوہ گاہ رب اللعالمین ہے اور پیشانی آدم میں نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ قلب مومن کو باری تعالیٰ نے اپنا گھر تجویز کیا۔ بوجہ گناہوں کے ہماری بشریت گندی ہوگئی اس لئے حکم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو بشر کہہ کر نہ پکارو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ میں تم جیسا بشر ہوں اس سے مقصد یہ تھا کہ تمہیں نجات دلانے کے لئے میں نے لباس بشری پہنا ہے ورنہ ان کی اصل حقیقت کو سوائے رب کے نہ کسی نے دیکھا نہ پہچانا۔ اگر وہ یہ نہ فرماتے کہ تم جیسا بشر ہوں تو کوئی قریب بھی نہ آتا۔ سورہ والنجم میں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی حضوری خاص میں پہنچے تو ارشاد ہوا **"فاوحی الی عبدہ ما اوحی"** پھر اس نے اپنے عبد پر وحی کی جو اس نے کی۔ اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسے بشر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کی تعریف نعت ہے اور محبوبیت کی تو کوئی تعریف کر ہی نہیں سکتا۔ یوم میثاق کو پیغمبروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دی ہے۔ کیا شان کریمی ہے کہ ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا ہم نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔

حضرت محبوب الٰہی کے آستانے کے قریب ایک نواب صاحب نابینا ہو کر آگئے۔ ایک دن باہر نکلے تو سر حضرت کے آستانے سے لگا اور خون نکل آیا۔ جب خون آنکھوں سے لگا تو بینائی آگئی سامنے محبوب الٰہی نظر آگئے۔ فرمایا کسی سے نہ کہنا۔ اس نے قسم کھا کر کہا آپ کے کرم کا اظہار ضرور کروں گا چاہے آپ بینائی واپس لے لیں۔ تبسم فرمایا اولیاء کے پاس آنے والی مخلوق خالی نہیں جاتی۔ کوئی لے کر جاتا ہے کوئی دے کر جاتا ہے۔

۷۷۔۳۔۱۱ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں -------

جس قدر بھی پیغمبر عالم دنیا میں تشریف لاتے رہے ان کی شریعت ان کے زمانے تک رہی اور بعد میں منسوخ ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مقدم ہوئی اور باقی تمام شریعتیں منسوخ ہوگئیں۔ شریعت کے لئے ضابطے کی کتاب ہونی چاہئے۔ یہ شریعت کلام الٰہی یعنی وحی الٰہی ہے۔ قانون شریعت امیر و غریب سب کے لئے ایک سا ہے۔ وہی دو کپڑوں میں امیر جائے گا اور انہیں دو کپڑوں میں

غریب حج کرے گا۔ خدا، رسول، شریعت دونوں کے ایک ہیں۔ اللہ تعالیٰ بغیر تعلق کے نہیں دیتا اور تعلق بھی ایسا کہ ادنیٰ کو اعلیٰ سے ملادے۔ وہ ہستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ قیامت کے دن رہبر کی سخت ضرورت ہوگی۔ مخلوق تلاش رہبر میں پریشان ہوگی۔ ہر ایک کے دروازے پر جائے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کو اس طرح ڈھونڈیں گے جیسے ماں باپ اپنے کھوئے ہوئے بچے کو ڈھونڈتے ہیں۔ بظاہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اولاد آدم ہیں' بباطن سب کے باپ ہیں۔ بظاہر سب سے بعد میں تشریف لائے' بباطن سب سے پہلے ہیں۔ سب کا مالک و خالق رب العالمین ہے لیکن سب کو رحمت کی ضرورت ہے اور رحمت اللعالمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ آیات قرآنی عرشی ہیں اور ہم فرشی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرش کی چیزیں عرشیوں سے لیتے ہیں اور فرشیوں کو دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے جسموں کو شریعت کے پانی سے پاک کیا' ہمارے قلوب کو طریقت کے پانی سے پاک کیا' ہمارے تخلیات کو معرفت کے پانی سے پاک کیا اور ہماری ارواح کو حقیقت کے پانی سے پاک کیا۔ لیکن یاد رہے کہ پاک کرنے کے لئے بھی ایک ہاتھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی طریقہ ہمارے پیشواؤں نے اختیار کیا ہے۔ ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت کرتے ہیں اور توبہ کراتے ہیں اور توجہ دیتے ہیں۔ یہی طریقہ پاک کرنے کا ہے۔ اب یہ اپنی اپنی رسائی ہے کہ کس کے ہاتھ سے کوئی پاک ہونا چاہتا ہے۔ ہمارا نفس نجس العین ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی آگ سے یہ نفس جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ جلال الٰہی سے نفس جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ پھر یہ نفس پاک ہو جاتا ہے۔ پھر تزکیہ نفس ہوکر یہ نفس مطمنہ ہو جاتا ہے۔ پھر اسے پاکوں سے نسبت ہو جاتی ہے۔ اسی لئے ذکر اذکار کرائے جاتے ہیں۔ اہل سلوک کی ساری کارروائی تعلق پر ہی چل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ کمی نہیں ہمارے نفس کا قصور ہے۔ اگر یہ نفس مطمنہ ہو جائے تو حجابات اٹھ جائیں اور محبت کے تمام مرحلے طے ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور مجسم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے جوہر انسانیت حاصل ہوتا ہے۔ (سورہ الفتح آیت نمبر۲) سے یہ مطلب نکالنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے اور پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے' یہ اپنی سمجھ کا قصور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کبھی گناہ کا خیال بھی نہیں کیا۔ اس سے یہ مراد ہے کہ شان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے' وسیلے' واسطے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ اگلوں سے مراد یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خطا جو معاف ہوئی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ہوئی۔ آدم علیہ السلام کو جب یاد آیا کہ عرش پر اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا دیکھا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا جس کی وجہ سے ان کی خطا معاف ہوئی۔ یہ تو اگلوں کے گناہ معاف ہونے کی بات ہے۔ اب پچھلوں میں تو ہم سب ہیں چنانچہ قرآن شریف میں سورہ النساء میں ارشاد

CamScanner

ہوا کہ اے حبیب جب آپ کے امتی گناہ کرلیں تو آپ کے حضور حاضر ہو کر توبہ کریں اور اللہ کا رسول ان کی شفاعت کرے تو وہ رب کو تواب الرحیم پائیں گے۔ یہ پچھلوں کے گناہ معاف ہونے کی بات ہے۔

۷۷-۱۱-۶۵ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں --------

اولیاء اللہ اپنی روحانی اور نورانی توجہ سے طالب مولیٰ کے قلب پر لفظ "اللہ" لکھ دیتے ہیں جس سے وہ اپنے رب کو یاد کرتا رہتا ہے۔ سبق جب یاد ہوتا ہے کہ یا تو استاد کا خوف ہو یا استاد کی محبت کا غلبہ ہو۔ جب شیخ سے محبت ہو جاتی ہے تو اس کی محبت کا نقش طالب کے قلب پر لکھا جاتا ہے۔ توجہ شیخ سے طالب کے قلب پر "اللہ" لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ تصور کی تکمیل یہ ہے کہ پھر غیر کا تصور ہی نہ آئے۔ تصور شیخ میں اس قدر غرق ہو کہ پھر اپنا آپ شیخ ہی نظر آئے۔ پھر جو کام بھی کرے گا وہ شیخ سے ہی منسوب ہو گا وہ شیخ کی طرف سے ہی ہوگا۔ اس عالم دنیا کو عالم ناسوت کہتے ہیں۔ عالم ارواح کو عالم جبروت کہتے ہیں۔ فرشتوں کے مقام کو ملکوت کہتے ہیں۔ مراقبہ عالم ناسوت میں کیا جاتا ہے۔ اچھا اور برا یہیں سے بنتا ہے۔ یہیں سے اپنا مقام حاصل کرتا ہے۔ عالم ناسوت میں رہ کر سیر عالم ملکوت اور عالم جبروت ہی کی ہوتی ہے۔ جب طالب مولیٰ ذکر اذکار تصور شیخ میں کرتا ہے تو اس کے مقامات طے ہوتے ہیں' قلب کی صفائی ہوتی ہے اور قلبی دنیا منور ہوتی ہے۔ ایک مراقبہ یہ بھی ہے کہ خیال کرے میں زیر زمین چلا گیا ہوں اور زیر زمین ایک ایسا دریا ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں اور میں اس میں غوطہ زن ہوں اور ماہتاب کی روشنی بھی موجود ہے۔ یہ تصور بھی کرے کہ یہاں بہت خنکی ہے۔ اس خنکی کے ساتھ ماہتاب کی روشنی کو مقدم رکھے۔ اتنی خنکی حاصل ہو گی کہ گرمی کے موسم میں بھی کپکپی طاری ہو جائے گی۔ اگر گرمی کی ضرورت پڑے تو یہ تصور کرے کہ یہاں ایک حرارت ہے جس میں پرسکون ہوں لیکن ماہتاب کی روشنی کا تصور ضرور رکھے۔ سردی کا احساس جاتا رہے گا۔ یہ جو کچھ بیان کیا جا رہا ہے آپ کو یاد کرانے کے لئے۔ عمل کرانے کے لئے تو دعائیں ہوتی ہیں' توجہ ہوتی ہے جس قدر طالب مولیٰ کا ذوق دیکھا جاتا ہے اس قدر اس کی استعداد کے مطابق توجہ دی جاتی ہے۔ اگر ہمت سے بڑھ کر توجہ دی جائے تو وہ شہر سر پر اٹھا لے گا۔ بعض ایسے بھی مقامات ہیں کہ جس قدر محبت کے غلبے بڑھتے ہیں قلب شیخ کی محبت کا خود بخود متحمل ہوتا جاتا ہے۔ جب تک انسان کسی سے وابستہ نہیں ہوتا کسی سے اس کا دامن نہیں بندھتا' کسی کے حلقہ ارادت میں نہیں آتا' کسی سے اپنا روحی رشتہ قائم نہیں کرتا' اپنی محبت کے لئے شیخ کو نشانہ نہیں بناتا جب تک کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ہوتا سب کچھ رب کی طرف سے ہی ہے۔ یہ اصول اور طریقے بھی منشائے الٰہی کے مطابق بزرگان دین نے تجویز فرمائے ہیں۔

CamScanner

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے حبیب ہم نے فتح کے دروازے آپ کے لئے کھول دیئے اس کے معنی اسرار بھی ہیں۔ فتح سے مراد وہ چیزیں ہیں جو انسان کی عقل ناقص میں نہیں آسکتیں' نہ پڑھائی سکھائی جاتی ہیں' یہ تو عطا ہوتی ہیں' ان کے مشاہدے کرائے جاتے ہیں۔ فتح قریب سے مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے' آپ کی نگاہ سے دروازہ دل کھول دیا گیا۔ دروازہ دل کا کھولنا' اسرار سے واقف کرنا' اسرار عطا کرنا ہے۔ دوسری فتح مبین روح مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا ہونا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے؟ دنیا اور آخرت دونوں میں کوئی اس سے زیادہ لذت والی نعمت ہے ہی نہیں۔ دیدار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہو جائے یہ فتح مبین ہے۔ سب کچھ ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے سب کچھ مل جاتا ہے۔ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں فتح عطا فرمائی جسے چاہیں دیدار کرا دیں۔ بلال کو جلوہ دکھا دیا ابوجہل کو نہیں دکھایا۔ حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنھم کو تجلوہ دکھایا۔ یہ ان کو فتح حاصل ہوئی۔ یہ فتح بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہے۔ دروازہ نہ کھلے تو کون دیکھے گا؟ اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جس کے لئے چاہیں دروازہ کھول دیں اور اپنے اولیاء اللہ میں سے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں غیب کی کنجیاں عطا فرمادیں۔ تیسری فتح فتح مطلق ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے خاص ہے۔ یعنی اتنا قرب عطا ہوا کہ کسی اور کو حاصل ہوا ہی نہیں۔ قاب قوسین او ادنیٰ یعنی قریب سے قریب تر ہو گئے یہ فتح مطلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کا قرب حاصل ہونا اور ذات کا دیدار ہو جانا' اللہ تعالیٰ کی حضوری خاص میں رہنا یہ فتح مطلق ہے۔

۷۷۔۱۱۔۲۰ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں ------

ہمارے پیشواؤں نے جس راہ سے آخرت کی منزلیں طے کی ہیں وہ طریقے اپنے ملفوظات میں بیان کر دیئے ہیں اور اپنے حالات بھی محفوظ کر دیئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی دلی خواہش یہی ہے کہ جو بھی ان سے محبت کرے وہ وہی راستہ اپنائے جس پر وہ خود چلے ہیں۔ ذکر کے بے شمار طریقے ہیں لیکن سب سے بڑا یہی ہے کہ جس کی انسان کثرت کرے اور وہ ورد اس کے عمل میں آجائے یہاں تک کہ جب تک وہ بیدار رہے۔ اس کا قلب ذاکر رہے اور زبان شاکر رہے اور جب وہ سو جائے تو اس وقت بھی س کا قلب اللہ کا ذکر کرتا رہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے کہ جس چیز کا اس پر زیادہ فکر اور غلبہ ہوتا ہے وہ بیداری میں بھی یاد رہتی ہے اور عالم خواب میں بھی یاد رہتی ہے اور وہ اس کی تکمیل کی کوشش کرنے پر مجبور ہے۔ ذکر کا نفع نہ صرف ذاکر کی ذات کو پہنچتا ہے بلکہ اس

CamScanner

سے محبت کرنے والوں کو بھی ہے۔ اس کا اصل نفع آخرت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو اس عالم غربت میں بھیجا ہے۔ آخرت کے مقابلے میں دنیا فانی اور غریب ہے آخرت کا اندازہ لگایا نہیں جاسکتا نہ ہی جنت کی وسعت کا پتہ چل سکتا ہے۔ آخرت مقام اعلیٰ ہے۔ آخرت کی نعمتوں کا اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا وہاں تو نعمتوں کے انبار لگے ہیں وہاں مجاہدہ نہیں آرام ہے یہاں مجاہدہ ہے غربت میں کسی کو سکون نہیں ملتا۔ انسان اس عالم دنیا میں کبھی مطمئن ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا منشا بھی یہی ہے کہ انسان اس عالم غربت میں مجاہدے کرے پھر اپنے اصلی مقام پر آجائے۔ انسان کی روح عالم جبروت سے آئی ہے اور وہیں واپس جائے گی۔ ذاکر ذکر نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کا رہبر رہبری نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قلب نوری عطا فرمایا ہے اور نفس شیطانی عطا فرمایا۔ یہ نفس امارہ انسان کو ہمہ وقت خراب کرنے کے درپے ہے اور اس کی دوستی شیطان سے ہے۔ سیدھے راستے پر چل رہا ہوتا ہے کہ کہتا ہے وہاں بھی چلے چلو۔ وہاں شیطانی کاروبار ہوتا ہے اور نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ اللہ کے دوست کے پاس بیٹھنا بھی عبادت ہے۔ تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ شیطان کا علاج توجہ شیخ سے ہوتا ہے۔ حفاظت میں آجاتا ہے۔ جب مرید صادق کے محبت کے تار جڑ جاتے ہیں تو ایسا ذکر کا رابطہ نصیب ہوتا ہے کہ اسے رابطے کے ساتھ شیخ کے اندرونی نور کو کھینچتا ہے جیسے کہ بلب میٹر سے بجلی کو کھینچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ذکر کا طریقہ تو بتا دیا ہے لیکن ذکر جب ہو گا جب محبت ہو گی۔ اگر کسی سے محبت نہ ہو گی تو اس کا کیا ذکر خیر کریں گے۔ اللہ جل شانہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ ان تینوں کی محبت سے صحیح کنکشن جڑ جاتا ہے۔ ذکر کے لئے محبت ضروری ہے اور محبت کے لئے معرفت کی ضرورت ہے۔ بغیر معرفت کے فکر پیدا نہیں ہوتا اور فکر نہ ہو تو ذکر نہیں ہو سکتا۔ معلوم ہوا کہ ذاکر کے لئے محبت' معرفت اور فکر سب کی ضرورت ہے۔

۱۸ واں پارہ' سورہ نور' پانچواں رکوع ارشاد باری تعالیٰ اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اس نور کے لئے ایک طاق بنایا' چراغ فانوس میں رکھ کر طاق میں رکھ دیا۔ فانوس کی روشنی کا یہ عالم ہے کہ تمام عالم منور ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں ایک نام نور بھی ہے۔ جب نور ہے تو روشنی ہی کر رہا ہے کیا کسی صورت سے کرے۔ نور کے روشن کرنے کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ عدم کو وجود میں لایا' عدم تاریک ہے اور وجود نور۔ اب خواہ روشنی ستاروں سے کرے چاند سے کرے یا سورج سے کرے۔ ایک صورت یہ ہے کہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تمام عالموں کو منور کردیا۔ ظاہری روشنی کے آگے پردہ آجائے تو روشنی نہیں آتی۔ چاند یا سورج بادلوں میں چھپ جائیں تو روشنی نظر نہیں آتی لیکن نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم ہے کہ پردے کے اندر ہے لیکن باہر روشنی ہو رہی ہے۔ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب ظہور ہوتا ہے تو عالم منور ہو جاتا ہے۔ اگر کہیں ان کا ذکر خیر کیا جاتا ہے تو وہاں بھی روشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ "**لقد جاکم من اللہ نور۔**" یہاں محبوب صلی اللہ علیہ

وسلم کا ذکر پاک ہے یعنی ذکر بھی نور ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھی نور ہیں۔ روشنی پھیلانے کے طریقے کتنے مبارک ہیں۔ آسمان کو سورج' چاند اور ستاروں سے روشن کردیا۔ زمین کو انبیاء مرسلین سے روشن کردیا۔ جب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم ختم ہوئی تو اولیاء اللہ سے منور کردیا۔ اگر یہ اولیاء نہ رہیں تو دنیا کیسے رہے۔ یہ روشنی ہر انسان کے قلب میں ہے۔ ہر انسان کا قلب نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روشن ہے۔ اگر اس آیت کو غور سے پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان ہو رہی ہے۔ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔ پھر فرمایا میرا محبوب بھی تو نور ہی ہے۔ تم مجھے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تو میرے محبوب کو دیکھ لو۔ اگر اب تک نظر نہیں آئے تو مدینہ طیبہ چلے جاؤ۔ ایمان والوں کے دل مدینہ طیبہ کی طرف کھینچتے ہیں۔ غیر عقائد والے مدینہ طیبہ نہیں جاتے۔ اگر جاتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری کے تصور سے نہیں جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے تو مخلوق کے لئے روشنی پیدا فرمادی اور اپنے پتے بھی بتا دیئے۔ اب بھی فائدہ نہ اٹھائے تو یہ انسان کا اپنا قصور ہے۔

۱۳۔۴۔۷۸ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں --------

ہمارا ایمان تو یہی ہے کہ اولیاء اللہ' اللہ تعالیٰ کے لنگر خانے کے قاسم ہیں۔ اگر کوئی اولیاء اللہ کی مخالفت نہ کرے تو خیر ہی خیر ہے اور اگر کوئی ان سے محبت کرے تو انعام ہی انعام ہے اولیاء اللہ اپنے ذکر اذکار میں اس قدر مشغول رہتے ہیں کہ سوائے اللہ کی ذات کے اور کچھ چاہتے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنے انعام و اکرام کی بارشیں فرماتا ہے۔ ان کی زبان پر خود بولتا ہے۔ اولیاء اللہ پندرہ مقامات طے کرتے ہیں جب پانچ طے ہو جاتے ہیں تو کشف قلوب اور کشف قبور شروع ہو جاتا ہے اگر یہ اپنی سیر کو چھپاتے ہیں تو آگے مقامات طے ہوتے ہیں اگر کسی نے بتانا شروع کردیا اور آگے ترقی کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔ اولیاء اللہ تو بقا باللہ کے مقام پر پہنچ کر بھی کہتے ہیں ابھی کچھ آیا ہی نہیں تسبیح مصلیٰ نہیں چھوڑتے۔ یہی کرم کی باتیں ہیں۔ یہ شریعت اور طریقت سے پوری طرح آراستہ ہوتے ہیں اور شریعت کی رسی مضبوطی سے تھامے ہوتے ہیں۔ اگر یہ طریقت میں غرق بھی ہو جائیں تب بھی شریعت ان کے ہاتھ سے نہیں جاتی۔ ان کی شریعت مریدین کے لئے ہے اور ان کی طریقت خدا کو پسند ہے۔ اگر فقیر کی یہ باتیں سمجھ میں آجائیں تو کامیاب ہے یہ نہیں کہ دو باتیں حاصل کر کے چلے گئے۔ فقراء کو ہر ایک نہیں پہچان سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑے حوصلے اور ہمتیں عطا فرمائی ہیں۔ جسے اولیاء اللہ کی محفلوں کے آداب حاصل ہو گئے باخدا وہ کامیاب ہے۔ سلوک تو ان کی باتیں سننا اور ان کی اداؤں کو اپنانے کا نام ہے۔ اگر ان کی باتیں نقل بھی کرنے

لگیں تو سلوک کی راہیں نکل آئیں گی۔ راستے مل جائیں گے اور مقام طے ہونے لگیں گے۔ کشف قلوب اور کشف قبور شروع ہو جائے گا۔

۲۲ واں پارہ سورہ احزاب رکوع ساتواں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے دولت خانے کے آداب سکھا رہا ہے۔ اے ایمان والو نبی کے دولت خانے پر بغیر بلائے نہ جاؤ اور اگر تمہاری دعوت ہو تو جاؤ لیکن کھانا پکنے سے پہلے نہ جاؤ اور کھانا کھانے کے بعد چلے جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں سے جی بہلاتے رہو۔ بیشک اس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچتی ہے اور وہ تمہارا لحاظ فرماتے ہیں لیکن اللہ حق بات کہتے ہوئے نہیں شرماتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے آداب اللہ تعالیٰ سکھا رہا ہے۔ **"الذین امنو میں ملائکہ"** بھی آگئے۔ فرشتوں کو بھی ادب سکھایا جارہا ہے۔ شان نزول اس کی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا۔ ولیمے کا کھانا ہوا۔ جماعتیں آتی تھیں، کھانا کھا کر چلی جاتی تھیں، تین آدمی کھانے کے بعد بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ انہیں یہ خیال ہی نہیں آیا کہ یہ کس کا دولت خانہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تشریف لے گئے پھر تشریف لائے دیکھا کہ بیٹھے ہوئے ہیں پھر تشریف لے گئے اس کے بعد وہ اشخاص اٹھ کر چلے گئے تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ ملک الموت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضر ہوئے تو اجازت چاہی۔ خاتون جنت نے اجازت نہیں عطا کی۔ انہوں نے کہا میں رب کے حکم سے آیا ہوں۔ پھر اجازت مل گئی ملائکہ کو بھی حکم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دولت خانے میں بغیر اجازت نہ جاؤ۔ یہ شان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دولت خانے کے آداب سکھا رہا ہے۔

اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑے اختیارات اور روشنیاں عطا فرمائی ہیں لیکن یہ بات نابالغوں کے سامنے بیان نہیں کی جاتی۔ اللہ تعالیٰ حلقہ رحمانی کو اپنے کرم کے سائے میں رکھ کر ان کے ذریعے مخلوق خدا کو نفع کثیر پہنچائے۔ ان کے عقیدوں کو پختہ کرے، ان کی ہمتوں کو بلند کرے، ان میں استقلال کی لہریں دوڑا دے۔

۷۸-۴-۲۰ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں ------

ہمارے لئے پہلے شریعت ہے، پھر طریقت ہے، پھر معرفت ہے، پھر حقیقت ہے کچھ حضرات محض شریعت تک رہے، کچھ طریقت تک رہے، کچھ معرفت حاصل کر گئے، کچھ حقیقت حاصل کر گئے، اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کا قلب نورانی اور روحانی بنا کر بھیجا ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو تمامی علوم عطا فرمائے ہیں۔ اب تلاش حق کی ضرورت ہے۔ تلاش حق والے کو اللہ تعالیٰ مرشد کامل عطا فرماتے ہیں۔ طریقت وہی حاصل کرسکتے ہیں جنہیں

CamScanner

شریعت پر عبور حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں بے شمار اپنے چاہنے والے اور مختلف ذوق کے انسان پیدا فرمائے۔ جب تلاش حق صحیح ہوتی ہے تو رہبر مل جاتا ہے۔ پھر اس کے تمامی خیالات توجہات اور تجلیات شیخ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ جب شیخ کی نورانیت اور روحانیت حاصل ہوتی ہے تو ہر شے میں شیخ نظر آتا ہے۔

انسان کا قلب علم کا مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اے بندوں جب میری طرف آؤ تو میرے فرشتوں جیسا قلب اور ادب حاصل کر کے آؤ۔ میرے صدیقین کی سی محبت اور ادب لے کر آؤ پھر تمہارے قلب میں میں ایسے علوم عطا فرماؤں گا جو تمہارے جسم سے پھوٹ نکلیں گے اور ان سے مخلوق خدا کو نفع کثیر پہنچے گا۔ شرط یہ ہے کہ فرشتوں جیسے ادب اور احترام لے آؤ۔ اپنے نفسوں کو مردہ کرو۔ خواہشات نفسانی کو مار کران کی بارگاہ میں آؤ تو آپ کو ایسا انعام عطا ہو گا جس کا نام اولیاء اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا دوست بنالے گا۔ اور تم اللہ کے جاننے پہچاننے والے بن جاؤ گے۔

مسلمان وہ ہے جس کے پاس ایمان ہے۔ ایمان میں کیا داخل ہے؟ تعظیم و توقیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین پاک کی توہین بھی کفر ہے جن کی تعظیم اور شان خود اللہ تعالیٰ بیان کرے تو پھر انسان کیا بیان کرسکتا ہے۔ ۲۶ واں پارہ سورہ الفتح پہلا رکوع صبح و شام اللہ کی پاکی بولو اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم کرو، توقیر کرو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے محبوب ہم نے آپ کو شاہد بنا کے بھیجا، خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کے بھیجا۔ شاہد کے معنی گواہ کے ہیں اور شاہد کے معنی محبوب کے بھی ہیں۔ دنیا میں بھی گواہ اسی کو مانا جاتا ہے جو دیکھ کر بیان کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شاہد ہیں کہ اپنی آنکھ سے اللہ کو دیکھا، جنت و دوزخ کو دیکھا، لوح و قلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کو دیکھا اور خوب دیکھا۔ اللہ فرماتا ہے میرے محبوب آپ شاہد ہو۔ اب اس شان و عظمت کو کون بیان کرسکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سردار دارین ہیں، تاجدار کونین ہیں۔ ہر بڑے کی تعظیم چھوٹے کرتے ہیں لیکن اللہ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جیسا بنایا ہے اس کا ہم اندازہ لگا ہی نہیں سکتے۔ آج کل ایمان کے ڈاکو پھر رہے ہیں۔ کہتے ہیں عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے محبوب کی عظمت کرو۔ یہ الٹی کا الٹ کر رہے ہیں۔ سیدھی سادھی بات ہے ان کے قلب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے ہی نہیں۔ ابلیس نے آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ کی، راندہ درگاہ ہو گیا۔ معراج کی شب ایک فرشتے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم نہ کی، نماز میں مشغول رہا، راندہ درگاہ ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کا تو کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اللہ محفوظ رکھے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مخلوق میں افضل سے افضل بنایا بلکہ اپنا محبوب بنایا۔ آب زم زم جو حضرت اسماعیل کے

CamScanner

ایڑیاں رگڑنے سے نکلا ہے' اسے کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے وضو کا پانی جو بچے اسے کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ و سلام اگر کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے تو یہ غیر عقائد والے اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ شرک ہے۔ کفر ہے' یہ کیسی دیوانگی ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ انصار بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انصار اپنے سردار کی تعظیم میں کھڑے ہو جاؤ (بخاری شریف) آج چودھویں صدی کے عالم کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی آجائے تو کھڑے نہ ہو۔ یہ کوئی سمجھ میں آنے والی بات ہی نہیں۔ ایمان تو اس کے پاس ہے جس کے قلب میں توقیر اور عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین پاک کی توہین بھی کفر ہے۔ سلطان محمود غزنوی کے غلام ایاز کا ایک بیٹا محمد نامی تھا۔ ایک دفعہ سلطان محمود نے اسے آواز دی "او ایاز کے بیٹے ادھر آ" ایاز نے کہا حضور آپ نے میرے بیٹے کا نام لے کر کیوں نہیں پکارا۔ سلطان محمود غزنوی نے کہا میں وضو سے نہیں ہوں اور میں نے اس نام کو کبھی بغیر وضو کے نہیں لیا۔ اللہ اللہ یہ بادشاہوں کی کیفیت ہے اور آج کل ایسی گستاخی سے نام نامی لیتے ہیں کہ ہمارا ایمان لرز اٹھتا ہے۔ غزنی میں ایک آدمی بہت مقروض ہو گیا۔ دن رات درود شریف پڑھنے لگا۔ ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ارشاد فرمایا جاؤ محمود غزنوی سے کہو تمہارا قرض ادا کردے اور نشانی کے طور پر کہنا کہ اے محمود تم جو فجر کی نماز سے پہلے ہم پر درود شریف بھیجتے ہو وہ ہمیں بہت پسند ہے۔ چنانچہ وہ شخص محمود غزنوی کے پاس گیا اور اپنا خواب بیان کیا۔ محمود غزنوی جھوم اٹھا کیونکہ اس نے اپنا یہ وظیفہ کسی کو نہیں بتایا تھا۔ سمجھ گیا کہ یہ شخص سچ بول رہا ہے۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے درود شریف کی پسندیدگی کی سند دی ہے' یہ میری خوش بختی ہے' فوراً خزانچی کو بلا کر سارا ماجرا بیان کیا اور کہا اس شخص کا قرضہ میرے حساب سے ادا کرو۔ خزانچی نے جو یہ ماجرا سنا تو اس نے کہا جناب میں یہ قرض ادا کروں گا۔ قاضی شہر نے جو یہ بات سنی اس نے کہا یہ قرض میں ادا کروں گا۔ جس جس نے سنا اس نے یہی کہا کہ میں ادا کروں گا۔ قرض خواہوں نے جو سنا تو کہا ہم نے قرض معاف کیا ہم واپس نہیں لیں گے۔ وہ شخص اتنا مالدار ہو گیا کہ امراء میں شمار ہونے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر سب باادب کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے ہیں اور یہاں والے کہتے ہیں یہ شرک ہے حکم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا کی تعظیم کرو نعلین پاک کی تعظیم کرو۔ اسی میں ہماری نجات ہے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینے پاک میں رہتے تھے تو کبھی گھوڑے پر سوار نہیں ہوتے تھے۔ یہ تعظیم و توقیر مطلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب کے مقام کی قسمیں کھائی ہیں۔ قسم کے معنی عظمت کے ہیں۔ قسم اسی کی کھائی جاتی ہے جس کی عظمت ہو۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا کی قسمیں کھائی

ہیں۔ "یاایہا المدثر یا ایہا المزمل" پر ذرا غور تو کرو۔ اے بندو میری بارگاہ میں آؤ تو میرے محبوب پر درود و سلام پڑھتے ہوئے آؤ پھر تم میرے انعام کے حقدار ہو گے۔ جو جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت گھٹائیں گے ان کے منہ کالے ہوں گے۔ ایک عالم نے کہا کیا پڑھتے ہو میں نے کہا پڑھتا ہوں صلی اللہ علیک یا محمد آگ بگولہ ہو گیا کہنے لگا کیوں پڑھتے ہو' کہاں لکھا ہے' میں نے کہا قرآن شریف نہیں پڑھتے؟ "یاایہا المزمل" (نہیں پڑھتے؟) "یاایہا المدثر" (نہیں پڑھتے؟) چپ ہو گیا۔ شاہد وہی ہو سکتا ہے جسے تمام عالم کا علم ہو اور عالم کی کوئی شے اس کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ ہو جس نے خدا کو دیکھا ہو وہی کہہ سکتا ہے اللہ ہے اسی کی گواہی مستند ہے خدا کو ابلیس بھی مانتا ہے یہود و نصاریٰ بھی مانتے ہیں۔ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت نہیں کرتے یہ غیر عقائد والے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت نہیں کرتے۔ پھر ان میں اور یہود و نصاریٰ میں کیا فرق رہا۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار بیک وقت ادا ہو تب مسلمان ہوتا ہے۔ اللہ جل شانہ شہ رگ سے قریب' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلب کے قریب' اپنی بات تو بنی بنائی ہے۔

قیامت میں سب سے پہلے شرک ہوگا۔ جب مخلوق کی جان پر بنے گی تو یہ وسیلہ تلاش کرے گی۔ ہر ایک نفسی نفسی کہے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم امتی امتی فرمائیں گے۔ حضرت آدم' حضرت نوح' حضرت موسیٰ علیہم السلام عیسیٰ اور سب پیغمبروں کے پاس مخلوق جائے گی کہ ہمیں اللہ کی بارگاہ میں پیش کرو۔ وہ فرمائیں گے یہ ہمارا کام نہیں۔ وہ جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' محبوب رب العالمین ہیں ان کے پاس جاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہوں گے یا امتی یا امتی فرمائیں گے۔ آؤ میرے ساتھ میں تو تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ کو سجدہ کریں گے۔ ارشاد رب العالمین ہوگا اے محبوب ذرا سجدے سے سر تو اٹھاؤ' جو آپ کہیں گے ہم وہی کریں گے' ہم نے تو دنیا میں آپ پر تہجد کی نماز اسی لئے فرض کی تھی کہ اس کے عوض آج ہم آپ کو مقام محمود عطا فرمائیں گے' اس جگہ جس کی بھی آپ شفاعت فرمائیں گے وہی قبول ہوگی۔ آؤ تو سہی ذرا مقام محمود پر' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مقام محمود پر جلوہ فرما ہوں گے تو فوری طور پر سب کے قلوب سکون پا جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے یہ بھی میرا ہے' وہ بھی میرا ہے' یہ بھی سلام پڑھتا تھا یہ بھی میلاد کرتا تھا' تو یہ شرک تو وہاں بھی ہوگا۔ کوئی جھگڑا کرے تو پولیس میں جاتے ہو' وہ نہ مانے تو عدالت میں جاتے ہیں اور وکیل کرتے ہیں۔ وکیل کیوں کرتے ہو' یہ شرک کیوں کرتے ہو' اللہ تعالیٰ سب کو اچھی سمجھ عطا فرمائے۔

۷۸-۴-۲۷ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں ---------

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ہمہ وقت کرم ہی فرماتا ہے رب ہمارا ہم سے قریب ہے۔ سمجھ لینا چاہئے کہ جو قریب سے قریب تر ہو اسے کرم کرنے میں کیا دیر لگ سکتی ہے۔ اس وجود انسانی میں رب کا نور ہے اور نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہر ایک کے قلب میں نور رب العالمین ہے اور ہر آنکھ کی پتلی میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جب تک یہ دونوں نور وجود انسان میں ہیں موت واقع نہیں ہوگی۔ نور کو موت نہیں اور اللہ کے امر کو موت نہیں۔ اللہ کے حکم کو موت نہیں' موت کیا چیز ہے' انسان جب سوتا ہے تو اگر روح آگئی تو حیات اور اگر واپس نہ آئی تو موت۔ موت کسے کہتے ہیں' کہ جسم میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نور خدا نہ رہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو اپنی محبت کا سبق عطا فرمایا ہے جسے یہ سبق یاد ہو جاتا ہے اسے اللہ اپنی بارگاہ کا مقبول بندہ بنا لیتا ہے۔ سبق اللہ تعالیٰ کی محبت کا ہے اور پہچاننا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے سے ہی سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے اور اس سے اس کی رحیمی اور کریمی کا ظہور ہوتا ہے اور اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے رحمت اللعالمینی کا ظہور ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک انگلیوں سے چشمے جاری کئے جن سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سیراب ہوئے۔ کیا یہ رحمت کی بارش نہیں ہے؟ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کی بارش ہیں اور اولیاء اللہ تالاب ہیں۔ جس نے بھی اولیاء اللہ کو پالیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پالیا۔ یعنی جس نے اولیاء اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ اور جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اس نے اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ ۲۶ واں پارہ پہلا رکوع آیات نمبر ۸ تا ۱۰۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے بے شک ہم نے آپ کو حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم اور توقیر کرو اور صبح شام اللہ کی پاکی بولو اور جس نے رسول کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اس نے اللہ ہی کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی نعت شریف بیان فرمائی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کرنے کا حکم دیا ہے پھر بیعت رضوان کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے تو آپ کی شہادت کی افواہ اڑی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو بلا کر بیعت لی یعنی عہد لیا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کریں گے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب میں عثمان غنی کی بیعت لیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ میں پکڑا فرمایا یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ جب حضور صلی

CamScanner

اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ ہے تو قرآن کریم جو اللہ کا کلام ہے وہ بھی اللہ ہی کے ہاتھ سے لکھا گیا اب اس کلام کے کوئی غلط معنی نکال لے تو یہ اللہ کی شان میں گستاخی ہے۔ اس کے کلام میں اپنے خیال کو دخل نہ دو۔ جو اللہ کے آگے اپنی شان بڑھاتا ہے وہ ابلیس ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا کس قدر قرب حاصل ہے۔
جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے تو ان کی شان و عظمتوں اور طاقتوں کا کوئی کیا بیان کرسکتا ہے؟
تفسیر روح البیان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے میں نے اپنے محبوب کو سب کچھ عطا فرما دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میں نے اپنے رب کی خاطر سب کچھ چھوڑا۔ بس میرا اللہ ہی اللہ ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو جامعہ شفاعت عطا فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو دیکھنا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو دیکھئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے مجھ کو دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔ یہ تو وہی کہہ سکتا ہے کہ جس میں خدائی صفات ہوں اور جامعہ شفاعت ہو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک بھی اللہ کی ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود شریف بھی سب اللہ ہی کا ہوا۔ معلوم ہوا کہ وجود تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لیکن تمام ظہور اور ساری کارروائی رب العالمین کی ہے۔
ازل کے روز جب اللہ تعالیٰ نے الست بربکم ارشاد فرمایا اور سب روحوں نے "بلا" کہا تو سب سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے دست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیعت کرلی۔ یہ وہیں سے چلی آرہی ہے اولیاء اللہ کا ارشاد ہے کہ نفس کتا ہے اس کے گلے میں کس کی غلامی کا پٹہ ڈالنا چاہئے۔ پٹے والے کو سرکاری آدمی نہ مارتے ہیں نہ پکڑ کرلے جاتے ہیں۔ بغیر پٹے والے پکڑے جاتے ہیں ان اولیاء اللہ کا شجرہ اس پٹے کی زنجیر ہے جس کا ایک سرا مرید کے ہاتھ میں ہے اور آخری سرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے۔ اسی لئے سمجھ لیں کہ بیعت کس لئے ہوتی ہے اور اس کا منشا کیا ہے۔ شیخ کا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔ جب انسان کو یہ مقام میسر آتا ہے تو وہ اپنے نفس کو مردہ کر کے فنائیت کا مقام حاصل کرتا ہے' فنا فی الشیخ' فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ انسان کی فطرت ہی بدل جاتی ہے وجود انسان کا ہوتا ہے اور کارروائی رب کی طرف سے ہوتی ہے۔ حضرت سلیمان کا وزیر آصف بن برخیا رحمتہ اللہ علیہ ملکہ بلقیس کا تخت پلک جھپکنے میں لے آیا۔ یہ خدائی طاقت تھی۔ حضرت ابراہیم نے جب خانہ کعبہ تعمیر کرلیا تو آواز لگائی اے اللہ کی مخلوق آؤ آکر طواف کعبہ کرلو سب مخلوق تک یہ آواز پہنچ گئی۔ عالم جبروت میں بھی آواز سنی گئی وہ زبان ابراہیم خلیل اللہ کی تھی لیکن آواز خدا کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خدائی طاقتیں نہ

CamScanner

ہوتیں تو چاند کا سینہ کیسے شق ہوتا؟ ڈوبا سورج کیسے واپس پلٹتا؟ انگلیوں سے چشمے کیسے جاری فرماتے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بے شمار طاقتیں تھیں لیکن خود کو اتنا چھپاتے رہے کہ ظاہر نہ ہونے دیا۔ اولیاء اللہ جس ذات میں فنا ہوتے ہیں اس کی طاقت ان میں ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ فقیر بول رہا ہے لیکن آواز کسی کی ہوتی ہے قیامت کے دن امام کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔ پکار ہوگی اے قادریوں' اے چشتیوں' اے نقشبندیوں' اے سہروردیوں' اے حنفیوں' اے مالکیوں' اے شافیوں' اے حنبلیوں جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بے پناہ کرم ہے کہ کام خود کرتے ہیں اور نام فقیر کا ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کی بارش ہیں اس بارش کا ایک چھینٹا اگر کسی پر پڑ جاتا ہے تو کوئی اناالحق کے نعرے لگاتا ہے کوئی سبحانی مااعظم شانی کہنے لگتا ہے۔ اولیاء اللہ رحمت کے پانی میں ڈوبے ہوتے ہیں۔ وضو کے بعد تولیے سے پونچھنے سے تولیہ گیلا ہو جاتا ہے۔ اولیاء اللہ کی نسبت سے قلب سیراب ہو جاتا ہے۔ عوارف المعارف صفحہ ۹۷ پر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ فنا فی اللہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نفسانیت کو مردہ کر کے تمہیں اپنے ساتھ زندہ رکھے۔ فنا فی اللہ کا مقام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔ زبان اور تمام اعضاء سب اللہ کے ہیں۔ جب فنا ہوتا ہے تو آصف بن برخیا رحمتہ اللہ علیہ ایک ضرب لگا کر ملکہ بلقیس کا تخت آن واحد میں لے آتا ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے خانہ کعبہ بنا کر آواز لگائی کہ آؤ طواف کرلو' آج تک طواف کر رہے ہیں' وہ خدا کی آواز تھی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پیرہن کی خوشبو مصر سے سونگھ لی۔ فنا فی اللہ ہونے والوں کی سماعت' بصارت کا کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ کس کی زبان بولتے ہیں اور کس کے کانوں سے سنتے ہیں۔ بیعت کے معنی یہی ہیں کہ شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اللہ سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ ہم تیرے ہی بندے بنے رہیں گے جس قدر یہ فنا ہونے والے ہیں یہ خود کو شمار میں نہیں لاتے بلکہ اپنی نفی کرتے رہتے ہیں۔ طیب بادشاہ رحمانی نے باب جبرئیل کے پاس ایک مستانے کو بیٹھے دیکھا پہلے خیال کیا اسے تین ریال دے دوں۔ پھر خیال کیا کہ کچھ زیادہ دے دوں۔ جب دینے لگے تو اس مستانے نے کہا نہیں وہی تین ریال دو جس کی پہلے نیت کی تھی۔ میں ایک سال حج پر گیا تو ایک مستانے کو کچھ پیش کرنا چاہا کہنے لگا رہنے دو' آپ کو صرف ۱۰۰۰ ریال خرچ کے لئے ملے ہیں یہ لیجئے پچاس ریال مجھ سے لے لیں مجھے اس نے ۵۰ ریال دے دیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مستانوں کو تو اتنی خبر ہے اور یہ غیر عقائد والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے رہتے ہیں۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک لڑکی کو پیش کیا گیا جس کا دایاں ہاتھ خشک ہو گیا تھا اور اس میں اتنی سوزش تھی کہ ایک کپڑے میں دہی ڈال کر اس میں رکھا ہوا تھا۔ اس لڑکی نے اپنا خواب بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے والدین کا انتقال ہو چکا ہے۔ رات میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا

وہ جنت میں ایک حوض پر کھڑے لوگوں کو پانی پلا رہے تھے میں نے والد سے پوچھا ابا اماں کہاں ہے؟ وہ مغموم ہو گئے اور کہنے لگے بیٹی وہ دوزخ میں ہے میں نے کہا ابا میں اماں سے ملنا چاہتی ہوں۔ انہوں نے کہا بیٹی وہاں ہمیں جانے کی اجازت نہیں میں نے ضد کی اور کہا کہ آپ مجھے راستہ بتا دیں میں خود ہی چلی جاؤں گی چنانچہ ان کے بتائے ہوئے راستے پر گئی تو دیکھا کہ میری ماں آگ میں جل رہی تھی۔ ایک کپڑے کا ٹکڑا اس کے چہرے کو آگ کی لپٹوں سے بچا رہا تھا۔ میں نے کہا یہ کیا ماجرا ہے ابا تو جنت میں لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں اماں بولیں بیٹی تیرا باپ نیک تھا صدقہ خیرات بہت کرتا تھا میں روکتی تھی اور کسی کو کچھ نہ دیتی تھی ایک دفعہ ایک عورت آگئی اس کا ستر ننگا ہو رہا تھا۔ میں نے نیا ایک کپڑے کا ٹکڑا اسے دیا تاکہ وہ ستر ڈھانپ لے بس وہی کپڑے کا ٹکڑا میرے منہ کو آگ سے بچا رہا ہے۔ اماں نے کہا بیٹی مجھے بہت پیاس لگ رہی ہے باپ سے ایک گلاس پانی لادو میں باپ کے پاس گئی اس نے کہا بیٹی دوزخی کو پانی دینے کی اجازت نہیں لیکن میں ضد کرنے لگی کہ ابا دنیا میں تو اماں سے اتنا پیار کرتے تھے اب ایک گلاس پانی نہیں دیتے میرے ضد کرنے پر ابا نے پانی کا گلاس دے دیا میں نے جاکر ماں کی طرف بڑھایا جونہی اماں نے گلاس پکڑا میرا ہاتھ جھلس گیا اور آنکھ کھل گئی۔ اس وقت سے یہ ہاتھ خشک ہو گیا ہے اور اس میں سوزش ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ اس بچی نے سچا خواب دیکھا ہے آؤ اس کے حق میں دعا کریں کہ اس کا ہاتھ ٹھیک ہو جائے جیسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اس لڑکی کا ہاتھ ٹھیک ہوگیا اور سوزش جاتی رہی۔

۴-۵-۷۸ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں ————

اس خداوند کی تعریف کے بعد کہ جس نے عارفین کے دلوں کو نور سے اس لئے منور کیا تاکہ وہ صورت دوست میں محبوب کا مشاہدہ کریں اور طالبان حق پر ہدایت کے دروازے اس لئے کھولے کہ ہر بیگانہ کو دل سے محو کر کے یگانہ ہو جائیں۔

اگر آبرو کی زندگی چاہتے ہو تو اللہ کا ذکر کرو۔ اللہ کا ذکر فقیروں کو بادشاہ بنا دیتا ہے۔ اللہ کا ذکر ایمان کا زیور ہے۔ ۱۳واں پارہ سورہ الرعد چوتھا رکوع ارشاد ہوا تم اللہ کا ذکر کرو' اللہ کے ذکر سے دلوں کو چین حاصل ہوتا ہے قرار آجاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اسم گرامی ذکر اللہ بھی ہے۔ ہر انسان مسافر ہے اور کوئی مسافر سفر میں چین نہیں پاتا۔ چین اپنے گھر میں ہی آتا ہے۔ دنیا آرام کرنے کی جگہ نہیں۔ اصل مقام آخرت ہے۔ غربت اور مالداری اعمال پر ہے۔ بے عمل غریب ہے اور باعمل رئیس ہے۔ جو دنیا میں آخرت کی کمائی کرتے ہیں وہی

CamScanner

آخرت میں چین پائیں گے اور جو دنیا حاصل کرنے کے چکر میں آخرت بیچ رہے ہیں وہ ہلاکت میں جارہے ہیں۔ ہر انسان کا ایک جسم ہے اور ایک روح ہے جسم دیسی ہے اور روح پردیسی ہے۔ روح عالم ارواح سے آئی ہے اور اس کا مقام یہ دنیا نہیں ہے یہ پردیس میں بے چین ہے جب پردیسی کے پاس دیس سے خط آتا ہے تو اسے خوشی ہوتی ہے اور چین آجاتا ہے ذکر اللہ روح کے دیس کا خط ہے۔ جب روح اللہ کا ذکر سنتی ہے تو اسے خوشی ہوتی ہے اور چین آجاتا ہے۔ اللہ کا ذکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے معزز خطاب سے سرفراز فرماتے ہیں۔ قرآن شریف کے جزدان کا قرآن شریف سے وصال رہا۔ اسی طرح خانہ کعبہ کے غلاف کا کعبہ سے وصال رہا۔ نسبت کے اثر کی وجہ سے دونوں کو چومتے ہیں۔ دونوں کو قرب کی وجہ سے عظمت حاصل ہوئی۔ غلاف کعبہ کا چومنا کعبہ ہی کا چومنا ہے۔ اللہ کے ذکر سے انسان کا قلب اتنا منور ہو جاتا ہے کہ لوگ ان کو پکارتے ہیں ان کی تاریخیں مناتے ہیں۔ اولیاء اللہ اللہ کے ذکر سے اللہ والے ہو گئے۔ ہمارے پیشوا اب بھی موجود ہیں۔ یہ فقیر نہیں بولتا۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ بولتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں تو خدا یاد آتا ہے۔ جب پیشواؤں کا ذکر کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد آتے ہیں یہ ذکر ہمارے چین کے لئے ہے۔ غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ مادر زاد ولی ہیں اور مجاہدے بھی بہت کئے ہیں معلوم ہوا کہ مجاہدے دوست سے کرائے جاتے ہیں دشمن سے نہیں آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ رمضان شریف میں آپ دن میں دودھ نہیں پیا کرتے تھے۔ افطار کے بعد دودھ پیتے تھے۔ ایک دفعہ عید کے چاند کے بارے میں لوگوں کو شبہ ہو گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا میرے بچے نے دن نکلنے کے بعد دودھ نہیں پیا۔ اس لئے چاند نہیں ہوا کیسے اہل عقیدت' اہل محبت لوگ تھے انہوں نے مان لیا۔ آج کل اللہ کی محبت سے قلب بند ہیں۔ رسول اللہ کی محبت سے قلب بند ہیں قرآن شریف کو ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے ہمارا کام سب کے لئے دعائیں کرنا ہے۔ غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے عبد الوہاب بہت سے علوم حاصل کرنے کے بعد گھر لوٹے۔ غوث پاک کی محفل میں آئے اور عرض کیا کہ آج مجھے بیان کرنے کی اجازت دی جائے۔ ایسا وعظ کیا کہ فصاحت اور بلاغت کے دریا بہا دیئے لیکن حاضرین پر کوئی اثر نہ ہوا آپ نے بیان بند کردیا اس کے بعد غوث پاک نے بیان فرمایا کہ کل میں روزے سے تھا ام یحییٰ نے میرے لئے انڈے بھونے' مٹی کے شکورے میں طاق پر رکھ دیئے بلی آئی پنجہ مارا سکورا گر کر ٹوٹ گیا اور انڈے خاک میں مل گئے اس بیان پر ھو حق کے نعرے لگ گئے۔ صاجزادے سے ارشاد فرمایا میاں آپ نے جو بیان کیا وہ اپنی خودی میں رہ کر کیا۔ میں اپنی خودی سے پاک ہو کر زبان کھولتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ کی تجلیات وارد ہوتی ہیں اور سننے والوں کے دلوں پر اثر ہوتا ہے۔ بے عمل انسان کی نیت کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو قلوب پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی پر ہم

سب کی نجات ہے جس نے گواہ کو راضی کرلیا اس نے خدا کو راضی کرلیا۔ یہی واقعہ ذرا سی تبدیلی کے ساتھ بھی آیا ہے۔

۷۸-۵-۱۸ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں ---------

وجود انسان دو چیزوں کا مرکب ہے' جسم اور روح۔ روح اللہ تعالیٰ کے تابع ہے اور جسم انسان کے تابع ہے اس عالم دنیا میں جسم دیسی ہے اور روح پردیسی ہے۔ جسم اس دیس میں رہ جائے گا اور روح اپنے دیس یعنی عالم ارواح یا عالم جبروت کو لوٹ جائے گی۔ اس وقت روح جسم انسانی میں مقیم ہے۔ روح کا ہر حکم صادق ہے' صالح ہے' جسم کا ہر حکم شرارت ہے فساد ہے۔ یہ اس وقت تک ہے کہ جب تک یہ جسم روح کے تابع نہ ہو جائے۔ ان چند جملوں میں اولیاء اللہ کی ریاضتیں' عظمتیں اور مراتب محفوظ ہیں۔

عقائد کا تعلق ایمان سے ہے اور ایمان کا تعلق محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے جس کے قلب میں جس قدر محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ ہوگا اس قدر اس میں ایمان کا غلبہ ہوگا۔ تمام انسانی کارروائی کا دارومدار ایمان پر ہے۔ اگر ایمان نہیں ہے تو چاہے جمعہ کے دن موت آئے یا رمضان المبارک کے مہینے میں موت آئے' یا مکہ معظمہ میں موت آئے یا مدینہ منورہ میں موت آئے' خاتمہ صحیح نہیں۔ جسم انسانی پنجرہ ہے جس میں روح مقید ہے۔ روح کا مقام بلندیوں پر ہے جب کہ جسم کا مقام پستیوں میں ہے انسانی عقل و شعور اس مقام تک کام کرتا ہے جہاں تک اسے نظر آتا ہے اور اس کی عقل ناقص میں سما جاتا ہے جسم کے دفن ہونے کے بعد روح بحکم رب العالمین قبر میں موجود ہوتی ہے روح کے جتنے بھی مراتب طے کرنے ہیں روح کو جس قدر بلند کرنا ہے اور جسم سے روح کی نسبت قائم کرنی ہے وہ اس عالم دنیا ہی میں کرنی ہے' آخرت میں نہیں۔ آخرت تو جزاو سزا۔ کرم و فضل' عدل و انصاف کا مقام ہے۔ جسم دنیا کی محبت سے فربہ ہوتا ہے اور آخرت اس سے کمزور ہوتی ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے روح میں قوتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اولیاء اللہ اپنے شیخ کی محبت قلب میں بٹھا کر اپنے جسم کو روح کے تابع کر دیتے ہیں دعائیں مانگو کہ اللہ تعالیٰ بلائیں ٹال دیں۔ دعاؤں کی اور ذکر کی بڑی ضرورت ہے وقت بڑا نازک ہے اولیاء اللہ نے اپنی روح کو اس قدر متجلی کیا کہ روح جسم پر غالب آگئی۔ غالب آنے کا مطلب یہ ہے کہ روح جو حکم دے جسم اس کی تعمیل کرے۔ روح اللہ کے ذکر اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی طاقتور ہو جاتی ہے کہ اولیاء اللہ جس مقام کا خیال کرتے ہیں ان کی روح وہیں موجود ہوتی ہے پھر جسم بھی روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ میرے پیشوا میرے قریب رہتے ہیں۔ منہ اور زبان

میری ہے بول کوئی اور ہی رہا ہے روح امر رب ہے، حکم رب ہے انسان ذکر کرتا ہے اور محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت بیان کرتا ہے تو روح قوی ہو جاتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے ابدال کا مرتبہ عطا فرماتا ہے جب روح پرواز کرتی ہے تو جسم بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ سودے محبت کے ہیں، عقیدت کے ہیں۔ شیخ کو اچھے الفاظ سے یاد کرو، برے الفاظ سے نہیں۔ اولیاء اللہ کی روح جسم کو چھوڑ کر نہیں جاسکتی جب روح عالم جبروت میں جاتی ہے تو جسم کو ساتھ لے کر جاتی ہے لیکن دنیا دار جس نے روح کو جسم کے تابع کیا اس کی روح جسم کو چھوڑ کر چلی جاتی ہے فقیر کا بیان اصلاح نفس کے لئے ہے، روح کی غذا ہے اور پیشواؤں کے حکم کی تعمیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا رنگ سب سے افضل ہے سب سے احسن ہے یہ رنگ کس کو عطا ہوا؟ ان کے دوستوں کو، اولیاء اللہ کو، اس رنگ کے یہ معنی نہیں کہ ہم رنگے ہوئے کپڑے پہن لیں یا رنگ برنگی باتیں کریں۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے پیاروں کو رنگتا ہے تو اس رنگ کی جھلک صوفیا حضرات میں نظر آتی ہے صوفی اسے کہتے ہیں جس کا قلب دنیا کی محبت سے صاف ہو اور اللہ کی محبت میں پاک ہو۔ یعنی اس کا ہر کام خلوص و محبت کے ساتھ ہو۔ اخلاق، مروت، رواداری، شفقت، اور نرمی سے پیش آئے۔ اصحاب صفہ کی جھلک ان میں نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر رنگ، ہر جہت اور ہر قیود سے بالاتر ہےاور بے نیاز ذات ہے۔ وہ رنگ ہمارے لئے ہیں کہ میرے بندو میں تمہیں رنگنا جانتا ہوں۔ دیکھو میں نے اپنے محبوب کو کیسا رنگا ہے۔ صدیق اکبر کو کیسا رنگا ہے کہ صداقت کے رنگ میں رنگ دیا۔ عبادت کا، اطاعت کا، محبت کا رنگ عطا فرمادیا رنگ اللہ تعالیٰ کا ہے اور رنگنے والے محبوب رب العالمین ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر عالم دنیا میں آئے لیکن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک ہی ہیں۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب کو رنگ رہے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رموز باطنی کے اسرار اور وہ علوم عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عدل و انصاف کے رنگ میں رنگا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیسا رنگا کہ صدقات اور خیرات ان جیسی کسی نے نہ دی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اللہ تعالیٰ نے بھیجے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم ہیں سب کے سب رنگے ہوئے ہیں۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہوں گے۔ "**علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل**" (حوالہ صفحہ ۳۷ سبع سنابل) سب رنگے ہوئے تھے۔ جب تک یہ رنگے ہوئے عالم دنیا میں رہیں گے قیامت نہیں آئے گی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم پر راست عکس پڑا تزکیہ نفس و روح ہو گیا۔ اولیاء اللہ پر بالواسطہ عکس پڑا سب کے تزکیے ہو گئے جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ ہو گی تزکیہ نہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں جیسے ہوں گے یہ معمولی بات نہیں۔ اس میں بے

شمار نعمتیں اور عظمتیں پوشیدہ ہیں۔ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ عالم بھی تھے اور درویش بھی اس لئے جب معراج کی شب موسیٰ علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے محبوب رب العالمین !کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں جیسے ہوں گے؟ تو حضور کے حکم سے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی روح کو حاضر کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ روحوں کو عالم برزخ میں ہی تعلیم دے دی گئی ہے۔ جب امام غزالی کے علم کا یہ عالم ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا کیا عالم ہوگا جو کروڑہا برس اللہ تعالیٰ کی حضوری خاص میں رہے۔ انہیں کس قدر اللہ نے نوازا ہو گا اس کا کوئی اندازہ لگا ہی نہیں سکتا۔ یہ عالم تو عالم ظہور ہے۔ اصل علم تو محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

۷۸-۵-۲۵ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں ---------

کامیاب وہ ہے جسے تلاش حق ہے زندہ وہ دل ہے جس میں ذکر خدا ہے۔ نور اس کے پاس ہے جس کے قلب میں محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ ہے۔ نعمتیں، برکتیں، سکون قلب اور مرتبہ انسانیت اسے حاصل ہے جو اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں غرق ہے۔ ایسے ہی حضرات کو انسانیت اور روحانیت حاصل ہوگی۔ پہلا پارہ سورہ البقرہ ۱۴واں رکوع بے شک بھیجا ہم نے آپ کو خوشخبری اور ڈر سنانے والا بنا کر۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی عظمتیں بیان کی گئی ہیں۔ خوشخبری ایمان والوں کے لئے ہے اور ڈر سنانا کفار و مشرکین کے لئے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑا ملال تھا کہ کفار ایمان نہیں لاتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ غمگین نہ ہوں آپ کا کام تو پیغام پہنچانا ہے ہدایت دینا تو ہمارا کام ہے۔ قلب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ذرا سا غم بھی اللہ تعالیٰ کو گوارا نہ ہوتا اور فورا آیت نازل ہوتی۔ ارشاد ہوا آپ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لائے۔ دوزخ میں کیوں جارہے ہیں' آپ تو بھیجے ہوئے ہیں' بھیجی وہ چیز جاتی ہے جو سب سے افضل اور اعلیٰ ہو۔ بھیجی وہ جاتی ہے جو پہلے سے موجود ہو۔ معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ تحفہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے امت کی طرف بھیجا' یہ شاہی تحفہ ہر تحفے سے اعلیٰ اور افضل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سب کائنات اور مخلوق سے پہلے تخلیق فرمایا۔ جبرئیل امین نے آنکھ کھولتے ہی جو نور دیکھا وہ نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ آپ اربہا کروڑہا برس اللہ تعالیٰ کی حضوری خاص میں رہے۔ اگر کچھ عرصہ تلوں کو چنبیلی کے پھولوں میں بسایا جائے تو پھر ان کا تیل تلوں کا نہیں چنبیلی کا تیل کہلاتا ہے کیوں کہ بو باس اور خواص سب چنبیلی کے پھولوں کے پیدا ہو جاتے ہیں جو ذات اقدس اربہا برس اللہ کی حضوری

CS CamScanner

خاص میں رہی ہو تو اس ذات اقدس میں اللہ تعالیٰ کی کس قدر صفات اور شانیں اور عظمتیں پیدا ہوئی ہوں گی اس کا کوئی اندازہ لگا ہی نہیں سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے مظہراتم ہیں جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس نے خدا کو دیکھا یہ تو کوئی موسیٰ علیہ السلام سے پوچھے کہ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں انہوں نے کیا دیکھا۔ وہ تو پیغمبر کی نگاہیں تھیں جو ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیدار الٰہی کررہی تھیں۔ جن کے صدقے میں کائنات بنی' جن کے صدقے میں رزق عطا ہوتا ہے جن کے صدقے میں بخشش ہوگی ان کی شان میں کوئی گستاخی کرے تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ عقلوں پر پردے پڑ گئے ہیں۔ "اخبار الاخیار" میں شاہ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی قوتوں کے ساتھ بولتے ہیں پھر سردار دارین تاجدار کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام ہوگا۔ قیامت کے دن جب اور انبیاء علیہم السلام کی امتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوں گی تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ ہم نے تمہارے پاس پیغمبر بھیجے تھے تم نے ان کی اطاعت کیوں نہ کی۔ وہ امتیں کہیں گی کہ ہمارے پاس تیرا کوئی پیغمبر نہیں آیا پیغمبر عرض کریں گے کہ ہم نے تیرا پیغام ان تک پہنچایا۔ اگر تو گواہی چاہتا ہے تو امت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گواہی لے لے۔ امت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے یہ وہ تو نہیں جو عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کرتے۔ یہ وہ تو نہیں جو کہتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہو۔ محبوب رب العالمین کی امت کی شان بھی اعلیٰ ہے اسی لئے تمام سلاسل تجویز فرمائے قیامت کے دن صاحب سلسلہ لوگوں کو ان کے بزرگوں کے نام سے پکارا جائے گا۔ اے قادریوں' اے چشتیوں' اے نقشبندیوں' اے سہروردیوں سب کو شیخ کے نام لے کر پکارا جائے گا حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کو الہام غیبی ہوا کہ اے عثمان آپ کے سلسلہ چشت اہل بہشت میں ایک ایسا درویش ہوگا جس کی دعا کی برکت سے ہم تمام چشتیوں کو بخش دیں گے آپ نے اپنے حلقے پر نگاہ ڈالی لیکن جو علامت اور کیفیت بتائی گئی تھی وہ کسی میں نہ تھی۔ پھر انہوں نے حضرت شہنشاہ ہند غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سے ارشاد فرمایا کہ اپنے حلقے پر نگاہ رکھنا اور اگر کوئی اس علامت اور کیفیت کا درویش نظر آئے تو اس سے اہل چشتیہ کے لئے دعا کرانا انہوں نے بھی نگاہ ڈالی۔ حلقے میں کوئی ایسا نظر نہ آیا۔ انہوں نے یہی ہدایت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو دیں۔ انہیں بھی کوئی ایسا درویش نظر نہ آیا۔ انہوں نے بابا فریدالدین مسعود گنج شکر سے کہا۔ انہوں نے محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء زری بخش کو ہدایت کی۔ انہوں نے ایک رات دیکھا کہ حضرت مخدوم نصیرالدین چراغ دہلی ایک حوض میں پاؤں ڈالے بیٹھے ہیں اور ان میں وہی کیفیت طاری ہے جو ہدایت کی گئی تھی معہ کپڑوں کے حوض میں اتر گئے اور مخدوم نصیرالدین چراغ دہلی کے قدم پکڑ لئے انہوں نے کہا کون ہے؟ کہا نظام الدین ہوں کہا کیا چاہتے ہو؟ کہا کہ سلسلہ چشتیہ کے لئے دعا کریں کہ ابتداء سے انتہا تک چشتی نجات پا جائیں۔

انہوں نے دعا کی۔ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ شیخ ان کے پیر پکڑے بیٹھے ہیں۔ کہا یا شیخ یہ کیا ماجرا ہے۔ فرمایا میں نے اپنی طرف سے تمہارے پیر نہیں پکڑے یہ اوپر سے حکم آیا ہے۔ ایک بزرگ لوگوں کے کھوٹے پیسے لے کر سامان دے دیتے تھے۔ حشر کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے کھوٹے پیسے لے کر کھرا مال دیا آج ہم نے تمہارا کھوٹا عمل کھرا کردیا۔

۷۸۔۷۔۱۳ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں ------------

اللہ تعالیٰ نے اس عالم دنیا میں ایسے مقبول بندے پیدا فرمائے ہیں جن کے ذکر و فکر اور دعاؤں سے بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ یہ اللہ کے دوست کیسے بنے؟ انہوں نے کیا عمل کیا؟ یہ حضرات اولیاء اللہ جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ اہل سلوک کہلاتے ہیں۔ ہمیں بھی اہل سلوک کا راستہ طے کرنا ہے۔ ہمارا بیان' شغل' عمل سب اہل سلوک کا ہے یہی راستہ ہمارے پیشواؤں نے طے کیا اور ہمیں بھی اسی راستے پر لگا دیا ہے۔ اللہ کو تو سبھی پکارتے ہیں اگر ہم آپ پکارتے ہیں تو کونسی بڑی بات ہے۔ جانور بھی پکارتے ہیں' پرندے بھی پکارتے ہیں' مچھلیاں بھی پکارتی ہیں' مچھلی جب تک اللہ کا ذکر کرتی رہتی ہے جال میں نہیں پھنستی اگر ہم اللہ کے ذکر میں رہیں اسی سے دھیان لگائیں اور دنیا کی مکروہات میں نہ پڑیں تو بیشک ہمارا ذکر پسند آجائے گا اور ہم اللہ کی بارگاہ میں اس کے ذاکر بندے کہلائیں گے۔ مانگنے والا بے چین ہے اور اس کی طلب بہت زیادہ ہے لیکن ایک ہی دروازے سے سب کچھ مل جائے تو کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ذکر کے چھ لطیفے ہیں یعنی مقام ہیں۔ پہلا لطیفہ قلب ہے جس کا نور زرد ہے اور اس ذکر کا قدم حضرت آدم علیہ السلام کے قدم پر ہے۔ اس کا ذکر اسم ذات ہے یعنی اللہ' اللہ' اللہ' دوسرا لطیفہ' لطیفہ روح ہے۔ اس کا رنگ سرخ اور سنہرا ہے اور قدم اس کا حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم پر ہے اس کا ذکر بھی اسم ذات ہے۔ اچھا قلب میں نور زرد رنگ کا کیوں ہوتا ہے؟ جس عالم سے انسان آیا ہے اس کا رنگ زرد ہے اور ایمانوالوں کی یہ علامت ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو زردی پر ہوتا ہے اور جب دنیا سے جاتا ہے جب بھی زردی پر ہوتا ہے۔ یہ ایمان کی مہر ہے۔ روح کا رنگ سرخ کیوں ہے؟ روح کی کیفیات عجیب و غریب ہیں جب ذاکر' شاغل یاد الٰہی میں مشغول ہوتا ہے تو محبت الٰہی کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ یہ سرخ ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس نور کا رنگ سرخ ہے اگر غور سے دیکھیں تو سنہرا معلوم ہوتا ہے۔ یہ اس لطیفے کا حسن ہے کہ مکان کے دروازے بند ہوں پھر بھی باہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اندر روشنی ہے ہاں اگر عکس ڈالنے والا ہو تو پوری روشنی نظر آتی ہے۔ اگر مجاہدہ کرنے کے بعد

CamScanner

صحبت شیخ حاصل کرے تو دونوں کی روحیں کام کرتی ہیں اور منزل جلدی طے ہوتی ہے اولیاء اللہ کی صحبت سے غافل دل بیدار ہو جاتے ہیں۔ کسی کو نظر سے نہ گراؤ حلقے کے امیر و غریب سب برابر ہیں۔ مملکت الہیہ کی ملکیت بعطائے رب العالمین محبوب رب العالمین ؐ کو عطا ہوئی۔ سب پیغمبروں نے اللہ تعالیٰ کی سمعی یعنی سن کر گواہی دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عینی شہادت یعنی دیکھ کر گواہی دی۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین کہا گیا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے جو رب سے سن وہ اپنے امتیوں کو سناتے رہے۔ دیکھا ایک نے نہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کو عینی شہادت بنایا۔ عینی شہادت کے بعد سمعی شہادت مکمل ہو جاتی ہے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عینی شہادت پر دین مکمل اور اکمل ہو گیا۔ تمام امتوں میں ہمیں افضل الامت بنایا گیا اور ہم گھر میں پڑے سوتے رہیں تو ذکر کون کرے گا؟ اگر فرشتوں کا ذکر ہی پسند ہوتا تو ہمیں کیوں پیدا فرماتا؟ فرشتوں کے ذکر میں رونا دھونا نہیں۔ گریہ و آہ وزاری نہیں۔ انسانوں کو چار عنصر عطا فرمائے۔ عنصر بھی ہے اپنی محبت بھی عطا فرمائی۔ شعور بھی عطا فرمایا علم بھی عطا فرمایا اور نفس بھی عطا فرمایا اور پیغمبر بھی ایسا عطا فرمائے جو محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جان و مال کو جنت کے عوض خرید لیا۔ خریدار اللہ اور بیچنے والی امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ سودا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہوا۔ معراج کی شب ارشاد ہوا کہ میرے پیارے آپ نے مال بھی دیکھ لیا۔ مالک بھی دیکھ لیا' جس کا سودا ہوا اسے بھی دیکھ لیا اب خریدار کو بھی دیکھ لو۔ اب رب العالمین کو دیکھنے والی جو ذات اقدس ہے اس کی شان و عظمت کون بیان کرسکتا ہے؟ اگر کوئی کر سکتا ہے تو بعد از خدا پیغمبر رب العالمین ہی کرسکتے ہیں۔ جنت میں پتوں پتوں پر اور حوروں کی آنکھوں میں لکھا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس لئے کہ مملکت الہیہ کے مالک بعطائے رب العالمین محبوب رب العالمین ہیں۔ جس قدر کائنات ہے یہ رب کی بنائی ہوئی ہے لیکن محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ہے ہم جو ذکر کر رہے ہیں یہی راستہ ہمارے پیشواؤں نے اختیار کیا اور اسی ذکر سے انسان مقبول بارگاہ ہوتا ہے۔ اگر عقیدت اور محبت سے ذکر کرو گے بخدا تمہیں ایسی روحانیت حاصل ہوگی کہ جس غافل قلب پر نگاہ ڈالو گے وہ ذاکر ہو جائے گا اگر تصور شیخ قائم ہو جائے تو توجہ شیخ میں رہو گے پھر ایمان کے ڈاکوؤں اور شیطان کے مکرو فریب سے بچ جاؤ گے۔ پھر جب حلقے میں بیٹھو گے تو کوئی قلب غافل نہ رہے گا۔

۱۹۸۰ء کے حلقہ ہائے ذکر کے ارشادات سے انتخاب

۱۹۸۰ء۔۹۔۴   سب تعریفیں اللہ تبارک تعالیٰ جل شانہ' کی ذات کے لئے ہیں...

اے عزیز من انسان نے یہ سمجھا ہے کہ اسے کھانے پینے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ نہیں نہیں۔ اللہ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ کھانا تو اس لئے کھایا جاتا ہے کہ ان کی عبادت کرسکے۔ عبادت تو اور تلوق بھی کرتی ہے لیکن انسان کو عبادت مع المحبت کے لئے پیدا فرمایا۔ گریہ و زاری کے لئے پیدا فرمایا۔ روح کا تعلق جسم سے بھی ہے اور دل سے بھی ہے۔ جسم کے مقابلے میں دل سے زیادہ تعلق ہے۔ انسان جب جسمانی گناہ کرتا ہے تو اس کے چہرے کی صفائی جاتی رہتی ہے۔ ملاحت جاتی رہتی ہے۔ نہ شکر کرسکتا ہے نہ صبر کرسکتا ہے نہ انصاف کرسکتا ہے۔ اس کا علاج کلمہ طیبہ کی کثرت اور عقائد کی درستگی ہے۔ جب تک یہ نہ کرے گا آخرت میں درستگی نہ ہوگی اور سوائے سزا کے کچھ نہ ہوگا۔ جسم میں روح ہے لیکن اس روح کے مختلف کام ہیں۔ اگر انسان کے ناخن یا بال کاٹ دیے جائیں تو روح کو تکلیف نہ ہوگی لیکن اگر کسی اعضا میں تکلیف ہوجائے تو روح کو تکلیف ہوگی لیکن اس سے موت واقع نہ ہوگی۔ روح آپ کے جسم میں حکومت کررہی ہے۔ بادشاہ سے اگر چپڑاسی بگڑ جائے تو حکومت میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ کوئی خلل نہ آئے گا لیکن اگر وزیر بگڑ جائے تو خلل آجائے گا۔ روح کا تعلق جسم سے بھی ہے اور دل سے بھی ہے۔ جسم محض کھانے پینے کے لئے نہیں بلکہ عبادت مع المحبت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت قلب میں ہے تو سب عبادت منظور ہے۔

سورہ توبہ' دسواں پارہ' آٹھواں رکوع۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا : "کیا آپ نہیں جانتے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا؟" یہ نافرمانوں کو ڈرایا دھمکایا جارہا ہے اور انہیں بیدار کیا جارہا ہے اگر تم نے میرے محبوب کو ناراض کردیا تو میں راضی نہ ہوں گا۔ جب فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو آدم علیہ السلام نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنی پیشانی میں اٹھائے ہوئے تھے اس نور کو سجدہ کرایا جارہا تھا۔ ابلیس نے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نور کو سجدہ نہ کیا تو اس کی ہزارہا برس کی عبادت ضبط کرلی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ سے مردود کرکے نکال دیا۔ ماں باپ اور اللہ کی مخلوق کو ایذا پہنچانے والا گنہگار تو ہوگا لیکن کافر نہیں ہوگا۔ لیکن جس نے محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ناراض کیا اس نے خدا کو ناراض کیا اور وہ کافر ہوا۔ اللہ تبارک تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ : "جو میرا بندہ گناہ کرلے تو میرے محبوب کے دربار میں پہنچ جائے پھر اس کی تمام خطائیں معاف ہوجائیں گی۔ گناہ کرنے والا اس کی نافرمانی کرنے والا اگر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربار میں پہنچ جائے تو اسے معافی مل جائے گی لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا پہنچانے والے کی معافی کہیں نہیں ہے۔" کائنات کا دل تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں' کائنات کی جان تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ بہت سے انسان عظمت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے واقف ہی نہیں۔ پھر

ایسے انسان یہ دعوی کیسے کرسکتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو تو کسی نے دیکھا ہی نہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہی دیکھا۔ پیغام حق لے کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ : "اطاعت کرو میری اور میرے محبوب کی یعنی ان کے خادم اور غلام بن کر پیچھے پیچھے چلے آؤ۔" اتباع کے معنی ہیں پیچھے پیچھے آنے کے۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے مبرا اور منزہ ہے۔ جب تک اتباع رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہیں کرے گا تو خدا تک پہنچ نہیں سکتا۔ انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو عقل و شعور عطا فرمایا تو ہماری ہی عقل سب سے زیادہ ہے۔ حالانکہ غلام کے پاس آقا سے زیادہ عقل کیسے ہوسکتی ہے۔ اگر غلام کے پاس زیادہ عقل ہو تو وہ غلام ہی نہ رہے گا۔ غلاموں کا تو کام ہی یہی ہے کہ ہر حال میں اپنے آقا کو راضی کریں اور راضی کرنے کا طریقہ بھی رب نے بتادیا اور ان کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بتادیا کہ اگر تم نے رب کو راضی کرنا ہے اور مجھے راضی کرنا ہے تو مجھ پر کثرت سے درود شریف بھیجو۔ اور بے گناہ زبان سے دعا مانگو۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کے لئے دعا کرے گا تو یہ حکم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے کہ ضرور قبول ہوگی۔ دوسروں کے حق میں دعا بے گناہ زبان سے سمجھی جائے گی۔

کیا نصیب تھا ان کا جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بنادیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا لعاب دہن اور وضو کا پانی زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کے لئے جدوجہد کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا لعاب دہن اور وضو کا پانی سب نور ہی نور ہے۔ جن کے وضو کے پانی کا یہ عالم ہو ان کی شان و عظمتوں کو کوئی کیا بیان کرسکتا ہے۔ وضو کا پانی کھڑے ہوکر پینے کا حکم ہوا اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جو وضو کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کھڑے ہوکر پیا۔ آب زم زم کو بھی کھڑے ہوکر پینے کا حکم ہوا، مرشد کا جھوٹا پانی بھی کھڑے ہوکر پیو۔ یہ انعام صدقہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں ملے ہیں۔ اے باری تعالیٰ تیری اور تیرے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دی ہوئی توفیق سے یہ فقیر بیان کردیتا ہے۔ جی تو یہی چاہتا ہے کہ رات دن تیرے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف ہی بیان کرتا رہوں۔ رب نے یہی فرمایا ہے کہ : "میں رب محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہوں، ان کی تعریف میری ہی تعریف ہے۔

بیان در حجرہ مبارکہ :

آج کے بیان میں بتایا گیا کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نافرمانی کرتے ہیں ان کے لئے جہنم کی آگ ہے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے دسویں پارے، آٹھویں رکوع میں اپنے

CamScanner

حبیب پاک کا خطبہ پڑھا ہے اور ان کے مخالفین کو ڈرایا دھمکایا ہے۔ ابلیس نے توحید سے انکار کیا' اور نہ اللہ تعالیٰ کا انکار کیا' بلکہ پیشانی آدم علیہ السلام میں جو نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رکھا گیا تھا اسے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ اگر کوئی گناہ کرلو مجھے ناراض کرلو تو میرے محبوب کی بارگاہ میں چلے جاؤ اور اپنے گناہوں کا اقرار کرلو تو میں راضی ہوجاؤں گا لیکن جو محبوب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں تو ان کے لئے کوئی راستہ نہیں بتایا کہ وہ کیا کریں۔ معلوم ہوا محبوب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انکار کرنے والوں' ان کو ناراض کرنے والوں کے لئے معافی کا کوئی راستہ نہیں ان کے لئے تو جہنم ہی ہے اسی لئے ابلیس کو معافی کے لئے کوئی راستہ نہ ملا۔

۱۹۸۰-۹-۱۱ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں.... :

اے عزیز من اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو عالم دنیا میں بھیجا۔ سب نے پیغام حق پہنچایا۔ لیکن جب ان کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو سردار دار دین ہیں' تاجدار کونین ہیں' اس عالم دنیا میں تشریف لائے تو دین کو مکمل اور اکمل کردیا۔ آپ حیات النبی ہیں اور تشریف فرما ہیں۔ یقین نہ آئے تو میرے ساتھ چل کر دیکھ لو۔ شب جمعہ اور شب دوشنبہ کو تمام امتیوں کے اعمال حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش ہوتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کے لئے مغفرت کی دعا فرماتے ہیں۔ اب بھی مغفرت ہورہی ہے کیونکہ آپ حیات النبی ہیں اور جو بھی زائرین آپ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں ان سب کو اپنی مبارک نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور کسی کو خالی نہیں لوٹاتے۔ اگر حیات النبی نہ ہوں تو پیشی کیسی؟ اب بھی پیشی ہورہی ہے۔ معلوم ہوا ہر دعا قبولیت کے لئے وسیلہ محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محتاج ہے۔

دنیا اور آخرت مثل ترازو کے دو پلڑوں کے ہے۔ دونوں پلڑوں کو برابر رکھنا چاہئے۔ اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا دار اسے کہتے ہیں جو دل سے آخرت کو فراموش کردے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ آپ کی زبان کے الفاظ پر نہیں بلکہ آپ کے قلوب پر ہے۔ بچوں کے لئے ہاتھ پاؤں سے حلال روزی کمانا اور انہیں کھلانا عین عبادت ہے۔ حقوق العباد ادا کرنا عبادت ہے۔ ہاتھ پاؤں سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دنیا کے کام کرنا عین ثواب ہے۔ اگر یقین کامل حاصل ہو تو نہ دنیا ہاتھ سے جائے نہ آخرت۔

در مختار' باب المرتدین میں لکھا ہے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت کا انکار کرے تو کافر ہوجائے گا اور

واجب القتل ہوگا لیکن توبہ کرنے پر اسے معافی مل جائے گی۔ لیکن محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کتنی ہی توبہ کرلے معافی نہ ہوگی۔ واجب القتل ہوگا۔ عبداللہ ابن ابئ منافق پہلے کاتب وحی تھا پھر مرتد ہوگیا اور کہنے لگا کہ وحی نہیں آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنا کلام خود لکھواتے ہیں۔ میں لکھتا ہوں جب وہ مرا اور زمین میں دفن کیا گیا تو زمین نے نکال باہر پھینک دیا۔ معلوم ہوا کہ گستاخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو زمین بھی قبول نہیں کرتی۔

گیارہواں پارہ سورہ توبہ بارہواں رکوع۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ : "اے محبوب ان سے صدقہ لے لو اور انہیں پاک اور صاف ستھرا کردو کیونکہ یہ آپ ہی کے تو ہیں۔" اس کی شان نزول کیا ہے؟ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے حبیب پاک کی نعت شریف خود پڑھ رہا ہے۔ انہیں کے اسم گرامی کی وجہ سے ہم زندہ ہیں۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر مسلمانوں کی ایک جماعت غزوہ میں نہیں گئی اپنے کاروباری معاملات میں الجھ کر رہ گئی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو ان لوگوں نے جو غزوہ میں شریک نہیں ہوئے تھے خود کو مسجد کے ستونوں سے باندھ لیا کہ ہم سے غلطی ہوگئی جب تک حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ کھولیں گے ہم یہیں رہیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ وہ لوگ ہیں جو غزوہ تبوک میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ نہیں گئے اب شرمندگی میں خود کو باندھ لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' قسم ہے خدا کی جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوگا میں انہیں نہیں کھولوں گا۔ گناہوں کی شرمندگی بھی عجیب ہے۔ ان کی بارگاہ میں شرمندگی قبول ہوجائے تو میرا مالک ضرور کرم فرمادیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ : "میرے محبوب انہیں معاف فرمادو اور انہیں کھول دو یہ آپ ہی کے تو ہیں۔" چنانچہ معافی ہوگئی اور کھول دئے گئے۔ سارا مال حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں لاکر پیش کردیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے گناہ کا کفارہ ہے۔ اسے قبول فرمالیں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب کا اس مال کے لینے کا کوئی حکم نہیں آیا۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ : "میرے محبوب ان کے مال لے کر انہیں پاک کردو یہ آپ ہی کے تو ہیں۔ پھر یہ کس کے پاس جائیں گے۔" اللہ تبارک تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ ہم نے معاف کیا بلکہ ارشاد ہوا : "میرے محبوب انہیں معاف فرمادیں یہ آپ ہی کے تو ہیں۔ معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس کے لئے دعا فرمادیں اس کی مغفرت ہوجاتی ہے۔ جب تک محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم راضی نہ ہوں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال دینے سے مال پاک ہوجاتا ہے۔

روز محشر اللہ تبارک تعالیٰ' دو حالتوں میں ہوگا۔ عدل میں اور فضل میں۔ جب عدل میں ہوگا تو کسی کو نہ

CamScanner

پھوڑے گا۔ پھر جب محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم رونق افروز ہوں گے تو عدل سے فضل میں آجائے گا۔ محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان رحیمی اور کریمی کے صدقے میں ہم جی رہے ہیں۔ رب نے بے پناہ کرم فرمایا کہ محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھیج دیا جن کی ذات اقدس پر بے شمار درود و سلام ہوں۔

۸۰۔۹۔۱۸ء سب تعریفیں اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں :

رب تبارک تعالیٰ کا بے پناہ کرم اور احسان ہے کہ اس معبود نے ہمیں اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی۔ دنیا میں بے شمار ذوق اور شوق کے انسان پیدا کئے۔ کوئی طالب دنیا ہے' کوئی طالب زر ہے' کوئی طالب زن ہے اور کوئی طالب زمین ہے اور کوئی طالب سیر و تفریح ہے۔ اے عزیز من اللہ تعالیٰ کا بے پناہ ہم پر احسان ہے کہ اس معبود نے ہمیں ذوق بھی دیا تو حرمین شریفین کی زیارت کا ہی عطا فرمایا۔ یہی ہمارا ذوق ہے' یہی ہمارا مسلک ہے اور یہی ہمارا منشا ہے۔ ہر انسان کا اندرونی حال ایک نہ ایک روز ظاہر ضرور ہوتا ہے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ وہ مبارک مقام ہے جو عرش عظیم سے بھی افضل ہیں جہاں سرکار دارین' تاجدار کونین تشریف فرما ہیں۔ وہاں کیا جلوہ گری ہورہی ہے' کسی کو بلایا جارہا ہے' کسی کو جلوہ دکھایا جارہا ہے' کسی کو اپنا بنایا جارہا ہے۔ اے عزیز من سودے کس کے لئے ہیں؟ دولت ایمان قیمتی سامان ہے' اس کی قیمت' عقیدت و محبت ہے۔ اس کا بازار علماء کرام اور مشائخ عظام کی صحبت ہے۔ جو اِن کی صحبت میں نہ بیٹھا اور ان سے منہ پھیر کر چلا گیا اور وہ انسان بازار سے خالی ہاتھ لوٹتا ہے۔ ایسے ہی عقیدت اور محبت سے محروم انسان دولت ایمان سے محروم لوٹتے ہیں۔ عقیدت سے عقائد درست ہوتے ہیں اور عقائد سے محبت ملتی ہے اور محبت سے عرفان ملتا ہے۔ اے عزیز من یہ لحہ' یہ وقت اصلاح روح اور اصلاح ایمان کا ہے۔ جن بے دینو کے ہاتھ میں دامان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہیں وہ ایسے ہیں کہ جیسے چمن میں عقیدت' محبت اور ایمان کے پھول برس رہے ہوں لیکن ان کا دامن خالی ہو۔ اور خالی کیسے نہ ہوگا' ان کے دامن ہی نہیں۔ یہ ننگے بھی ہیں اور اندھے بھی ہیں۔ دولت ایمان قیمتی سامان ہے۔ یہ علماء اور فقرا کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر ان حضرات کی صحبت میں حاصل نہ ہوئی تو ایمان کی خوشبو تو آ نہیں سکتی۔ اور جن کے پاس ایمان کی خوشبو نہیں انہیں محبوب کیسے مل سکتے ہیں۔ یہ سارے ساز و سامان' یہ حلقے' یہ ذکر اذکار کی محفلیں' یہ بیان' یہ بیداری کس لئے ہے؟ اس لئے کہ دامان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہاتھ میں رہے۔ یہ وہ دامن ہے کہ جس کے ہاتھ آجائے تو قبر کے فرشتے عذاب نہیں کرتے بلکہ احترام ہی کریں گے۔ خداوند عالم ہمارے ہاتھ میں یہ دامان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمادیں۔ آپ خیال کررہے ہیں کہ آپ یہاں ذکر کررہے ہیں؟ نہیں' نہیں آپ

کا ذکر کہیں اور ہو رہا ہے۔ صرف یہ دیکھا جارہا ہے کہ اس آواز میں لپٹی ہوئی محبت کس کی ہے۔

مشکوۃ شریف باب الزیارت کی حدیث شریف۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خیال آیا کہ اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر چلیں۔ تشریف لے گئے اور خوب روئے۔ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو حکم باری تعالیٰ ہوا کہ : "اے محبوب دعا نہ مانگنا۔ کم فہم لوگوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ والدین مسلمان نہ تھے اس لئے یہ حکم ہوا۔ یہ بات ہرگز نہیں۔ بات یہ تھی کہ مغفرت کی دعا تو اس کے لئے ہے جو گناہ گار ہوتا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں رہے، وہیں آپ کو معراج ہوئی۔ اس پیٹ کو عرش اعظم کہا گیا ہے اور جس پیٹ میں مصطفیٰ رہے ہوں اس کا کیا مقام ہوگا؟ ماں کی محبت میں رونا ہی چاہئے۔ یہ سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔ لیکن دعا کے لئے جو ہاتھ نہ اٹھانے کا حکم ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سمجھ گئے کہ والدہ ماجدہ آمنہ طاہرہ ہیں۔ معصوم بچہ جب مرجاتا ہے تو اس کے جنازے کی نماز میں کیا پڑھتے ہو؟ اس کی مغفرت چاہتے ہو یا اس سے مغفرت چاہتے ہو؟ اگر یہ کہا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے والدین ماجدین نے دین قبول نہیں کیا تو ان کے پاس دین کب پہنچا؟ وہ خدا کو واحد ماننے والے اور بت پرستی نہ کرنے والے تھے۔ جب خدا کے ماننے والے تھے تو یہی ان کا ایمان تھا۔ ان کے پاس نہ کوئی پیغمبر آیا اور نہ اسلام پیش ہوا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر جو عالم دنیا میں تشریف لائے ان کے والدین کافر نہیں تھے۔ جس قدر بھی بچے پیدا ہوتے ہیں وہ اسلام پر پیدا ہوتے ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا زمانہ ہے۔ باقی سب پیغمبر جنہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پہلے بھیجا گیا ان سب میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کا نور آیا۔ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے مجھے پیدا فرمایا اور پھر میرے نور سے تمام عالم تخلیق فرمائے۔ جب سب کی تخلیق نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ہوئی تو سب کی تخلیق اسلام پر ہوئی۔ یہ کافر مشرک جو ہوئے وہ والدین نے بنایا۔ جب ذرہ ذرہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بنا تو پھر دوزخ میں کیا چیز جائے گی؟ دوزخ میں نور تو جائے گا نہیں۔ آگ جلانے کے لئے ایندھن کی ضرورت ہوتی ہے۔ گندم تم کھاتے ہو اور کچرا بھوسہ جلانے کے کام آتا ہے۔ ایمان والے جنت میں جائیں گے اور کافر مشرک یہ سب جلانے کے کام آئیں گے۔ بتی کا سوئچ بجھادیا جاتا ہے تو بتی بجھ جاتی ہے بس ان کافروں، مشرکوں کے نور کے سوئچ بجھادئے جائیں گے۔ نور نور میں چلا جائے گا باقی بھوسہ ایندھن کے کام آئے گا۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائیں۔

کلمہ طیب **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** سے رب کا منشا یہ ہے کہ پہلے رب کے ذکر سے زبانوں کو پاک کرو پھر ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی لو۔ جو ان کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت گراتے ہیں سمجھ لو کہ وہ خود گر گئے۔ ہر گھر میں حلقے اور ذکر کی محفل کرو۔ ہر آدمی کا رزق اس کی بغل میں سے

نکلتا ہے۔ فقیر کسی کے ہاں جاتا ہے تو خالی نہیں جاتا۔ جس قدر بھی آفات اور بلیات ہیں اس طرح بھاگتی ہیں کہ جیسے علاقے کا ایس۔ پی یا کمشنر آجائے تو وہاں سے چور بھاگ جاتے ہیں' فقیر کا بیان کسی خاص مطالعے کی بنیاد پر نہیں ہوتا۔ سب اوپر سے آتا ہے۔ عقیدت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب محبت ہوتی ہے۔ عقیدت کا ثمرہ عرفان ہے۔ عرفان کسے کہتے ہیں؟ باوجود اس کے کہ بارش ہورہی ہے لیکن بھیگا ہوا نظر نہیں آتا۔ اس کے ایک ایک رونگٹے میں محبت اتر جاتی ہے۔ بھیگتا نہیں اس کی اندرونی اور بیرونی گندگی تمام پاک صاف ہوجاتی ہے۔ میری آنکھیں یہ سب چیزیں دیکھتی ہیں۔ تعریف اس لئے نہیں ہوتی کہ اس سے ترقی رک جاتی ہے۔ ترقی رکنی نہیں چاہئے' اضافہ ہی ہونا چاہئے۔ فقیر باہر سے آنے والوں کو نہیں ڈانٹتا' صبر کرتا ہے۔ لیکن اگر کسی رحمانی سے غلطی ہوجائے تو ڈانٹتا ہوں تاکہ اس کی ترقی نہ رکے۔ بعض ایسے نظر آتے ہیں جنھوں نے صابن سے غسل نہیں کیا۔ دعا مانگتا ہوں کہ یہ دھل جائیں۔ اولیاء اللہ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔ ہر حکومت کا قاعدہ ہے کچھ پچھلا ریکارڈ دیکھ کر ترقی دیتے ہیں۔ ایسے ہی حلقے کا بھی ریکارڈ ہوتا ہے۔ دس سال کا ریکارڈ چیک کرکے خدمت سپرد کرتے ہیں۔ جب کسی کو وزارت مل جاتی ہے' یا تخت پر بٹھادیا جاتا ہے تو اس کا ماتحت بھی کام کرتا ہے اس کا چپڑاسی بھی کام کرتا ہے۔ اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے فرمایا میاں میرا حساب کتاب چیک کرکے خدمت سپرد کردی گئی۔ میں نے عرض کیا حضور میرا ریکارڈ تو خراب ہے۔ فرمایا گیا کیا انعام الرحمن سے محبت نہیں ہے؟ بس یہی کافی ہے۔ جتنے بھی اولیاء اللہ ہیں انہوں نے اپنے شہر میں ترقی نہیں کی بلکہ اپنے شہر سے باہر جاکر ہی ترقی کی۔ محبت میں استقامت ہوجائے تو عقیدت کے پھول کھلنے لگتے ہیں۔ بغیر محبت کے عبادت ایسی ہے جیسے صبح سے شام تک لکڑیاں پھاڑے اور کام لینے والا شام کو کہے کہ تمہارا کام ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ اس لئے اس کا معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ماجدین کے جس قدر بھی مخالفین اور منکرین ہیں وہ بھی یہ ثبوت نہیں دے سکے کہ وہ بت پرستی کرتے تھے۔ بلکہ سب تعریف ہی کرتے ہیں' امانت کی دیانت کی سب تعریف کرتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد تمام بھائی بہنوں میں سب سے زیادہ حسین تھے۔ حسن بھی ایک دولت ہے اس کی قدر کرنی چاہئے۔ اور ایک دولت ایماں کی ہے جس کا قلب ایماں سے لبریز ہوا اس کی صورت کو نہیں اس کی سیرت کو دیکھتے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا قلب اس قدر حسین تھا کہ جب آپ زمین پر چلتے تھے تو آپ کی جوتیوں کی آواز جنت میں سنائی دیتی تھی۔ **"وما توفیق الا باللہ وما علینا الا البلاغ"**

۲۵-۹-۸۰ سب تعریف اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں... :

CS CamScanner

اے عزیز من اللہ تعالیٰ نے سب کو نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں جو ہمہ وقت عطا ہو رہی ہیں۔ جو اللہ تبارکُ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ذکر کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ یادرکھیئے ذاکر و شاغل کی صحبت میں بیٹھنے سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوتا ہے۔ فقیری اور درویشی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے نور عطا ہوتا ہے۔ اے عزیز من نور دو ہیں' ایک ظاہر اور ایک باطن۔ صورت سے سیرت اور سیرت سے بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔ اہل بصیرت وہ حضرات ہوتے ہیں جن کے قلوب میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک نکتہ لگادیا گیا ہے۔ جن کی ذات اقدس پر بے شمار درود اور بے شمار سلام۔ جن کی یاد میں ہم جی رہے ہیں اور حیات پارہے ہیں۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کحل الجواہر ہے یعنی وہ سرمہ ہے کہ ایک ہی نگاہ میں صورت اور سیرت نظر آجاتی ہے۔ بعض دوائیں بصارت کو قوی کرتی ہیں اور بعض بیماریاں بصارت کو متاثر کرتی ہیں۔ اسی طرح بعض دوائیں بصیرت کو قوی کرتی ہیں اور بعض بیماریاں بصیرت کو متاثر کرتی ہیں۔ بغض حسد اور کینہ یہ بصیرت کو پھوڑ دینے والی بیماریاں ہیں۔ اگر بصیرت سے دیکھا تو مقام ملا اور اگر بصارت سے دیکھا تو کافر ہوگیا۔ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو بصیرت سے دیکھا سجدے میں گر گئے۔ ابلیس نے بصارت سے دیکھا اکڑ گیا۔ اب تک اکڑا ہوا ہے۔ بصارت اور بصیرت دونوں ساتھ ساتھ چل رہی ہیں' دور نہیں ہیں۔ بصارت سے گھر والوں کی صورت نظر آتی ہے۔ لیکن بصیرت سے بہن' بیٹی' بیوی اور ماں کا پتہ چلتا ہے۔ یہی نگاہیں ہیں جو بیوی پر بھی پڑتی ہیں اور ماں پر بھی پڑتی ہیں۔

نصیرالدین طوسی کو ذوق پیدا ہوا کہ کسی ولی کامل سے ملیں۔ تعارف کے لئے ایک دوست کو لے گئے۔ اس نے تعارف کرایا کہ حضور یہ میرے دوست ہیں اور اپنے وقت کے علم ریاضی اور علم نجوم کے ماہر ہیں۔ ولی اللہ نے فرمایا کہ علم نجوم تو گدھا بھی جانتا ہیں۔ نصیرالدین طوسی جل کر کباب ہوگئے اور ولی اللہ کی صحبت سے اٹھ گئے۔ رات کو ٹھہرنے کی جگہ نہ ملی۔ پوچھتے پوچھتے ایک شخص کے پاس پہنچے جس کے پاس رہائش کی جگہ بھی تھی اور گدھے بھی بہت تھے۔ اس نے رہنے کی جگہ دے دی اور کہا کہ آپ بستر اندر بچھائیں۔ آج بارش ہوگی۔ نصیرالدین طوسی نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہے کہ بارش ہوگی۔ کہنے لگا۔ آج میرے گدھے نے تین دفعہ پیر زمین پر مارا ہے۔ جب یہ تین دفعہ پیر مارتا ہے تو ضرور بارش ہوتی ہے۔ چنانچہ رات کو بارش ہوگئی۔ ظاہری علم ایسا ہے جیسے گدھے کا علم۔ حقیقی علم وہی ہے جو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہو۔ ہوا میں اُڑنا بڑی بات نہیں' مکھی بھی اڑتی ہے۔ پانی پر چلنا بڑی بات نہیں۔ مچھلی بھی تیرتی ہے' چیل چیختی ہے تو آندھی آنے کا پتہ دیتی ہے۔ مینڈک ٹراتا ہے تو معلوم ہوتا ہے بارش آنے والی ہے۔ یہ علوم تو جانوروں کو بھی عطا فرمادئے۔ اعلیحضرت احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص آیا کہ تین سال سے بارش نہیں ہوئی دعا فرمائیے۔ آپ نے

پوچھا کیا بجا ہے؟ کہنے لگا نو بجے ہیں۔ آپ نے گھڑی کی سوئی بارہ پر کردی اور فرمایا کہ جب میں ایک جنبش میں ۹ سے ۱۲ کر سکتا ہوں تو میرا رب بارش کیوں نہیں برسا سکتا۔ تھوڑی دیر میں بارش ہونے لگی۔ یہ تو اولیاء اللہ کی شان ہے جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا شان ہوگی۔ حلقے میں سب ایک ہی بیداری سے جمع ہوتے ہیں۔ جب آپ ذکر کرتے ہیں تو ایک ہی آواز رب کے پاس پہنچتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ : "اے محبوب آپ فرمادیں کہ اے لوگوں تمہارے پاس اللہ کا حق آیا۔" حق سے مراد قرآن کریم ہوسکتا ہے، دین اسلام بھی ہوسکتا ہے، اور ذات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہوسکتی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بھی حق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی اسماء میں ایک اسم مبارک "الحق" بھی ہے۔ لوگ تو حق پر ہوتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا حق ہیں۔ لوگ عارف ہوتے ہیں لیکن آپ سراپا عرفان ہیں۔ ذات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سراپا عرفان ہے، برہان رب ہیں۔ لوگ عالم ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سراپا علم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات معلوم کرنا ہی علم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت بیان کرنا ہی علم ہے۔ اے عزیز من ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذکر خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق عطا فرمایا۔ کیسا حق؟ جس نے آپ کو دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔ خدا کو وہی پہچان سکتا ہے جس نے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے۔ خداوند عالم ہمیں بصارت اور بصیرت دونوں عطا فرمائے۔ اہل بصارت بہت ہیں، اہل بصیرت بہت کم ہیں۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہماری حیات ہے اور عشق مصطفیٰ ہی سے ہماری نجات ہے۔ خداوند عالم تمہیں ایسی نگاہیں عطا فرمائیں کہ ان کے دوستوں کو پہچان سکو۔ اور تمہیں گنبد خضرا کی زیارت سے مشرف کرے جہاں فرشتوں کا ہر روز حج ہوتا ہے۔ ہمارا حج تو سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے اور فرشتوں کا ہر روز صبح و شام ہوتا ہے۔ اے مولائے کریم ہمارے تصور میں وہی جلوے رہیں کہ جن جلوؤں سے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ دیکھیں۔ ایسا نور عطا فرما کہ جس نور میں اتنی قوت ہو کہ ہم یہاں سے خیال کریں تو دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری نصیب ہو۔

۸۰۔ ۲۵-۱۲-۶ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں... :

اے عزیز من صوفی اور ولی کبھی دنیا کی خبر رکھتے ہیں اور کبھی خود سے بھی بے خبر ہوتے ہیں۔ اہل سلوک طریقت کی تعلیم دیتے ہیں۔ طریقت سراسر ادب ہی ادب ہے۔ جس قدر اہل ادب ہیں یہ اپنی مراد کو پہنچ چکے ہیں۔

CS CamScanner

اے عزیز من ابتدائی دور میں جب طالب مولیٰ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور ذکر اذکار میں مبتلا ہوتا ہے تو اسے کچھ انوار و تجلیات نظر آتی ہیں جس سے اس کا ذوق بڑھتا ہے اور یہ مزید عبادت کرتا ہے۔ پھر کچھ دن کے لئے یہ روشنی اور تجلی بند ہوجاتی ہے جس سے طلب مولیٰ گھبرا جاتا ہے۔ جو انقباض پیدا ہوتا ہے۔ اس کی کیفیت اپنے شیخ سے نہیں کہتا اور خیال کرنے لگتا ہے کہ مجھ سے عبادت میں کوئی غلطی ہوگئی یا یہ کہ میں عبادت کے لائق ہی نہیں ہوں اس لئے یہ عبادت میں غفلت کرنے لگتا ہے۔ یہ اس کے لئے محرومی ہے۔ یہ محض آزمائش ہوتی ہے۔ عقیدت اور محبت کے جذبات تو شیخ کی نسبت سے ناپے جاتے ہیں۔ جب اس معاملے میں یہ کامیاب ہوجاتا ہے اور صبرو شکر سے کام لیتا ہے اور بتائے ہوئے سبق کو یاد کئے جاتا ہے اور اپنے معمولات کو روکتا نہیں تو ایک روز یہ اپنی مراد کو پہنچ جاتا ہے۔

اولیاء اللہ کے بہت سے درجات اور مقامات ہیں۔ جو صحبت شیخ سے حاصل ہوتے ہیں اور کچھ مشاہدات بھی ہوتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ولی بن سکتا ہے، غوث بن سکتا ہے، مگر صحابی نہیں بن سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جاننے کا نام ایمان نہیں، ان کی شان و عظمت گھٹانا ایمان نہیں، ان کے مقام کی توہین کرنا ایمان نہیں۔ صدق دل سے انہیں ماننے کا نام ایمان ہے۔ حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ "میرے صحابی رضی اللہ عنھم کا ایک مد جو اللہ کی راہ میں دنیا اور لوگوں کے ایک سونے کا پہاڑ دینے سے بھی بڑھ کر ہے۔"

ولایت کے تین درجے ہیں۔ ایک کسبی ہے جو کسب سے حاصل ہوتا ہے۔ یعنی عبادات، پرہیزگاری اور حلال غذا سے حاصل ہوتا ہے۔ ایک وہبی ہے جو اولیاء اللہ کی نگاہوں سے حاصل ہوتا ہے اور ایک مادر زاد ولی ہوتے ہیں جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی اپنی والدہ ماجدہ کی پاک دامنی کی گواہی دی اور اپنی نبوت کا اظہار فرمایا۔ کیونکہ ہر نبی ولی ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ مادر زاد ولی ہیں۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی یہ شان تھی کہ جب یہ بچپن میں اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے تو لوگ سمجھ لیتے تھے کہ ابھی رمضان شریف ہے ابھی عید کا چاند نہیں ہوا۔ انہوں نے چوروں کو ولی بنادیا۔ یہ ولایت وہبی ہے۔ لیکن کسی کو یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ ہمیں تو وہبی ولایت مل جائے گی کسی کو ولایت حاصل کرنے کی کوشش کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہبی ولایت تو ان کے کرم کی بات ہے، جسے چاہیں عطا فرمادیں۔ کسی کو عرفان، کسی کو قرب، کسی کو فنا عطا فرمادیں۔ یہ ان کی شان کریمی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں فرعون کے جادوگر آئے، آپ نے ایک نگاہ ان پر ڈالی، صحابی، ولی، شہید بنادیا۔ یہ وہبی ولایت ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کو جو نبوت ملی وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ملی، یہ بھی وہبی ہے۔ کسبی جس قدر بھی توجہ میں آئے گا انکساری اور ادب حاصل ہوگا اور محبت میں غرق ہوگا۔ تصور شیخ سب سے پہلے طالب مولیٰ کی

نفسانی خواہشات کو کمزور کرتا ہے۔ انا کو دور کرتا ہے۔ جب انا دور ہوجاتی ہے تو صحیح راستہ نصیب ہوتا ہے۔ کسب انسانی محنت و مشقت کا نام ہے۔ لیکن ان کی عطا میں کسی کسب کی ضرورت نہیں۔ جیسے کہ بجلی' گیس اور چراغ کی روشنی حاصل کرنے کے لئے انسانی دستکاری کی ضرورت ہے لیکن سورج اور چاند کی روشنی حاصل کرنے کے لئے کسی کسب کی ضرورت نہیں۔ بس یہی عالم ان ولایتوں کا ہے۔ کوئی کسبی ہے' کوئی وہبی ہے' کوئی مادر زاد ولی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "ملک شام میں چالیس ابدال ہوں گے جن کی دعاؤں سے بارشیں ہوں گی اور بلائیں ٹلیں گی۔" حضرت آدم علیہ السلام کی قبر مبارک پر ہمیشہ ۳۶۰ ولی رہیں گے۔ ان کی باقاعدہ فہرستیں ہیں کہ کون کون سے پیغمبر کی قبر مبارک پر کون کون سے ولی ہوں گے اور ان کی کیا کیا ڈیوٹی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا بے پناہ کرم ہے کہ اس نے دنیا کی بلاؤں کو ٹالنے کے لئے اور آفتیں دور کرنے کے لئے اپنے مقبول بندوں کو پیدا فرمایا۔ مقبولین بارگاہ' کشتگان حق' ہماری اصلاح کے لئے آئے وگرنہ وہ رزق تو یہود و نصاری' کفار و مشرکین کو بھی عطا فرماتے ہیں۔ رزق ہماری قابلیت نہیں یہ تو رب تبارک تعالیٰ کے ہاتھ کے راشن کارڈ بنے ہوئے ہیں۔ اور یہ جو رزق مل رہا ہے یہ صدقہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے جو تاجدار کونین ہیں سردار دارین ہیں۔ جنھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت بیان کی اللہ تعالیٰ انہیں بغیر انعام دئے اپنے ہاں نہیں بلائے گا۔

اسلام میں پیدا ہونا اور بات ہے اور ان کی بارگاہ میں مقبول ہونا اور بات ہے۔ اسلام میں پیدا ہونے کے معنی بخشا بخشایا نہیں اور نہ ہی یہ بات ہے کہ جو مسلمان پیدا ہوا وہ ولی ہے۔ مسلمان کے گھر پیدا ہوکر کافر ہوجاتے ہیں۔ فطری مسلمان ہونا اور بات ہے' اور فطری ولایت اور بات ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے وارث علمائے ظاہر ہیں یہ بات درست نہیں ہے۔ وارث انبیاء علیھم السلام علمائے ظاہر نہیں بلکہ فقرا ہیں جو کہ علمائے باطن بھی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کسبی نہیں وہبی ہے۔ کسبی علوم کا وارث کسبی ہوگا اور وہبی علوم کا وارث وہبی ہوگا۔ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو علوم عطا فرمائے وہ الہامی اور القائی ہیں' ان کی بنیاد وحی الٰہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام علوم اور ارشادات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لے لی ہے کہ ہمارے محبوب جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں یہ ہماری طرف سے وحی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "جیسے میں اپنی بارگاہ کا مقبول بندہ بنالیتا ہوں میں اس کی زبان بن جاتا ہوں" یہ تو نہیں فرمایا کہ میں عالم کی زبان بن جاتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں مثل بشر کے ہوں لیکن دیکھنا مجھ پر وحی آتی ہے۔" انبیاء علیہ السلام کے وارث کیسے ہوں گے؟ وہ وارث ہوں گے جن کا علم القائی اور الہامی ہوگا۔ فقرا علم ظاہر بھی سیکھتے ہیں لیکن ایسے بھی ہیں جنھیں الف ب بھی نہیں آتی لیکن علم لدنی کے مالک ہوتے ہیں۔ حضرت سید عبدالعزیز دباغ رحمتہ اللہ علیہ صاحب نعمت ولی تھے۔ ایک دفعہ ایک راستے سے

گزر رہے تھے کہ دیکھا کہ ایک شخص پتھر اچھال اچھال کر اپنے سر پر لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا' یہ گرفت میں آگیا ہے۔ اس کا ایک ہوٹل تھا ایک صاحب نعمت ولی اس کے ہاں کھانا کھاتے تھے اور اس سے خوش تھے۔ ایک دفعہ اسے اپنی ٹوپی دے کر فرمایا کہ ہماری امانت کے طور پر اسے رکھ لو۔ اس نے رکھ لی۔ پھر دوستوں کے کہنے پر وہ ٹوپی استعمال کرنے لگا۔ وہ ولی واپس آگئے اور فرمایا ہماری ٹوپی واپس کردو۔ اس نے انکار کردیا۔ آپ نے اس ہوٹل والے کو نعمت عطا فرمادی اور تمام چیزوں کا مشاہدہ کرادیا۔ جب اس نے تمام چیزوں کو مشاہدہ کیا تو آپ نے نعمت چھین لی۔ اس لئے یہ اپنے سر پر پتھر مار رہا ہے۔

صاحب نعمت ولی اٹھارہ ہزار عالم کو اس طرح دیکھتا ہے کہ جیسے رائی کا دانہ ہتھیلی پر رکھا ہوا ہو۔ جب غار حرا میں دیوان خاص ہوتا ہے تو تمام اولیاء اللہ موجود ہوتے ہیں۔ جو اس عالم دنیا میں تشریف فرما ہیں وہ بھی ہوتے ہیں اور جو وفات پاچکے وہ بھی ہوتے ہیں۔ ملائکہ بھی ہوتے ہیں۔ صاحب نعمت ولی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف کھڑا ہوتا ہے۔ اس وقت اسے وکیل کہتے ہیں۔ کسی میں یہ طاقت نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سن لے۔ وکیل حضور کے تمام ارشادات تمام حاضرین کو سناتے ہیں۔ اس دیوان صالحین میں کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما نہیں ہوتے تو صاحب نعمت ولی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ دربار لیتے ہیں۔ اس وقت اسے صدر الصدور کہتے ہیں۔

پیغمبر خدا مشاہدات ذات میں ہوتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام مشاہدہ ذات میں ہیں جبکہ خضر علیہ السلام کی ڈیوٹی مخلوق کی خدمت ہے اس لئے انہیں مشاہدہ مخلوق عطا ہوا۔ مشاہدہ مخلوق پہلے درجے کا ہے۔ یہ مشاہدہ ذات سے بڑھا ہوا نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا جو واقعہ قرآن شریف میں بیان ہوا اس سے نہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پیغمبری میں کوئی فرق آیا نہ سیدنا خضر علیہ السلام کا مقام ان سے گھٹا۔ یہ تو رب کی حکمت تھی اور موسیٰ علیہ السلام کو یہ بتانا مقصود تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف لوگوں کو مختلف علوم عطا فرمائے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے کہ' "اے صحابہ رضی اللہ عنھم تم بے گناہ زبان سے دعا مانگا کرو۔ تمہاری زبان تمہارے لئے گنہگار ہے لیکن اوروں کے لئے بے گناہ ہے۔"

علم ظاہر کی بھی ضرورت ہے' مسئلے مسائل کی بھی ضرورت ہے لیکن طریقت کی بھی ضرورت ہے۔ علم معرفت اس وقت حاصل ہوتا ہے جب علم ظاہر کی نفی ہوجائے۔ علم باطن' علم سلوک' علم معرفت سب قرآن شریف میں ہے۔ اولیاء اللہ تو زمین ہموار کرتے ہیں تاکہ اس میں دانہ ڈالا جائے اور شگوفہ پیدا ہو۔

اولیاء اللہ کے ارشاد فرمانے سے جو کسی کے ہاں اولاد پیدا ہوجاتی ہے درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ' "میں جسے اپنی بارگاہ کا مقبول بندہ بنالیتا ہوں تو میں اس کی زبان بن جاتا ہوں وہ میری

CamScanner

زبان سے بولتا ہے۔
حضور نبی کریم رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عالم موجود ہو لیکن رحمت نہ ہو۔ اسی لئے ہم یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ ایک دفعہ کوئی کھانا کھالے پھر اس سے زیادہ لذیذ کھانا بھی ملے تو نہیں کھاسکتا۔ جس نے اپنے اندر علم ظاہر بھرلیا ہو وہ علم لدنی کو کیسے قبول کرے گا۔ وہ تو علمی تفاخر لے کر اور طرہ امتیاز بنا کر الگ بیٹھا رہتا ہے۔ "وما توفیق الا باللہ وما علینا الاالبلاغ۔"

۸۰۔۱۲۔۷۔۲۶ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں... :

اے عزیز من اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات اقدس بے حد پاکیزگیوں اور عظمتوں والی ہے' جو سب کا خالق اور مالک ہے' جو تمام کائنات کا بنانے والا ہے' نہ اسے کسی نے جنا' نہ اس نے کسی کو جنا' وہ اپنی ذات سے خود ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو خود ہی یہ ذوق و شوق پیدا ہوا کہ میں بتادوں' دکھادوں اور منوالوں کہ میں کیسی شانوں اور عظمتوں والا رب اور خالق اور مالک ہوں۔ اللہ تعالیٰ مقام احدیت میں تھا۔ کسی کو اس کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا۔ جس کے بارے میں ارشاد ہوا "کنت کنزا مخفی" مقام احدیت سے مقام وحدت میں آیا اور مقام وحدت سے مقام واحدیت میں آیا۔ واحدیت کے معنی ہیں ظاہر ہونا۔ اس رب کریم کا بے حد کرم ہے کہ اس نے اپنی مخلوق کو بتانے اور جتانے کے لئے اپنے حبیب پاک جناب احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ اختیار کیا۔ یعنی اپنے نور سے نور مصطفیٰ کو پیدا فرمایا۔ اے عزیز من سب سے پہلے کونسی ذات ہوئی؟ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس۔ اور نور بھی اللہ تعالیٰ کا۔ پھر اپنے نور سے اپنے محبوب کا نور پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بے مثل ہیں تو ان کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور بھی بے مثل ہے' چنانچہ ارشاد ہوا' "اے حبیب کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ رب اللعالمین ہے اور میں رحمت اللعالمین ہوں۔ جہاں جہاں تک اللہ تعالیٰ کی رب اللعالمین ہے وہاں وہاں تک میری رحمت اللعالمینی ہے۔ اے محبوب ہم تمام مخلوق کو آپ کے نور سے پیدا فرمائیں گے۔" تو اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کی اور ذرے ذرے کی تخلیق نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ تو کائنات بنانے والا رب تبارک تعالیٰ بھی موجود ہیں اور جن کے نور سے کائنات بنائی گئی یعنی ان کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی موجود ہیں۔ ہم سب نور سے بنے ہیں اور نور ہے روشنی اور روشنی کا مقام ہے قلب اور قلب کو کہتے ہیں لطیفہ۔ اس کا نام ہے لطیفہ قلب اس کے دو رنگ ہیں' سفید اور سنہری۔ اس کا قدم سیدنا آدم علیہ السلام کے قدم پر ہے اور ذکر اس کا اسم ذات یعنی اللہ' اللہ ہے۔ یہ لطیفہ قلب کا ذکر ہے جس کی تعلیم اہل اللہ دیتے ہیں۔ اللہ' اللہ' کہنے کے لئے کسی علم کی ضرورت نہیں۔ ضرورت

اہل اللہ کی رہبری کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بے نور پیدا نہیں فرمایا۔ روشنی سب کے پاس ہے۔ ہاں اس روشنی کو جلانے اور بجھانے کا اختیار دے کر بھیجا ہے۔ انسان نہ مجبور محض ہے اور نہ مختار مطلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو روشنی عطا فرمائی ہے اس روشنی سے خود کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔ لیکن رہبر کے بغیر نہیں پہچان سکتے۔ بظاہر انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کررہا ہے لیکن خود کو دھوکہ دے رہا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''علوم دو ہیں' علم معاملہ اور علم مکاشفہ۔ علم معاملہ مجاہدہ ہے' ریاضت' عبادت اور تقویٰ پرہیزگاری کو کہتے ہیں۔ جب تک انسان متقی اور پرہیزگار نہیں بنے گا' علم مکاشفہ حاصل نہ ہوگا۔ علم مکاشفہ نور ہے جو مجاہدہ کے بعد اللہ تعالیٰ قلب میں عطا فرماتے ہیں۔ اہل مجاہدہ اولیاء اللہ ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتے ہیں۔ پھر ان سے کونسی شئے پوشیدہ رہ جائے گی۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے قلب میں نور پیدا فرمادیتے ہیں تو اس بندے کی کیفیت یہ ہوجاتی ہے کہ کتنے ہی الم ٹوٹیں' بلائیں آئیں' مصائب آئیں' وہ گھبراتا نہیں۔ کیونکہ ہر وہ شئے جو ظاہر ہے وہ ختم ہونے والی ہے اور ہر وہ شئے جو باطن ہے وہ ختم ہونے والی نہیں۔ یہ نور انسان کو دنیاوی طمع و لالچ سے پاک کردیتا ہے پھر وہ کسی بلا آفت سے ڈرتا نہیں اور نہ ہی رب کی یاد سے غافل رہتا ہے۔ علم مکاشفہ کے اظہار کی اجازت نہیں۔ علم مکاشفہ والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمیں یہ علم حاصل ہوا ہے۔ ہاں کبھی صرف اشارے کنائے ہوتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی ایسی شے ان کے پاس موجود ہے جس سے ہمارے حالات بتارہے ہیں جن کا سوائے ہمارے کسی کو علم نہیں۔ لیکن اس میں مکمل اظہار نہیں کیا جاتا۔ جو مکمل اظہار کرتے ہیں ان کو علم مکاشفہ ملا ہی نہیں۔ حدیث شریف کے مطابق عالم صرف علم ظاہر حاصل کرنے والے کو ہی نہیں کہتے بلکہ عالم کے لئے علم مکاشفہ حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر شریعت کے قانون کی حدود قیود بتاتا ہے تو وہ ولی نہیں۔ یہ تو فرض مسلمانی ہے یہ تو کرنا ہی ہے۔ اس سے تو مفر ہی نہیں۔ عالم اسے کہتے ہیں جو عمل کرنے والا بھی ہو۔ عابد عبادت گزار کو کہتے ہیں۔ عابد پر عالم کو فضیلت حاصل ہے اور عالم پر اہل مشاہدہ کو فضیلت حاصل ہے۔ اور مشاہدہ کے لئے نور حاصل کرنا ضروری ہے اور نور مجاہدہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ جنہیں نور حاصل ہوتا ہے وہ دکان لگاکر نہیں بیٹھتے بلکہ اپنی روشنی چھپاتے ہیں۔ ویسے فضل ربی سے بھی یہ نور حاصل ہوجاتا ہے۔ جیسے فرعون کے جادوگروں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شفقت کی نگاہ ڈالی تو وہ آپ کے قدموں میں گر پڑے۔ یہ انعام ربی ہے۔ انعام ربی سے مایوس بھی نہیں ہونا چاہئے اور انعام ربی کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ بھی نہیں جانا چاہئے۔ کچھ نہ کچھ کرتے رہنا چاہئے۔

جیسا کہ لطیفہ قلب ہے اور لطیفہ روح ہے ایسے ہی ہر انسان کے جسم میں چھ لطائف ہیں۔ جن کو لطائف ستہ کہتے ہیں۔ سب بجلی کی فٹنگ مکمل ہے۔ اب کسی کو جلانا ہی نہ آئے تو کیا کیا جائے۔ اگر روشنی والے کے پاس چلا جائے تو ثواب سے تو محروم نہیں رہے گا' کچھ عبادت کا طریقہ' ذوق و شوق ہی عطا فرمادیں گے' اور ہوسکتا ہے کہ

روشنی بھی عطا فرمادیں۔ جن مقامات سے رب کو پکارا جائے گا رب وہاں روشنی پیدا فرمادے گا۔ لطائف بالائے عرش ہیں ان پر نگاہ رکھنے سے فیضان حاصل ہوتے ہیں۔ اگر اولیاء اللہ کو کسی کا مجاہدہ پسند آجاتا ہے تو مشاہدے کا نور دکھادیتے ہیں۔ جب یہ طالب مولیٰ اپنی خودی سے پاک ہوجاتا ہے اور اپنی نگاہوں سے دنیا کی ہر چیز کو گرادیتا ہے تب اسے رب کا اتصال نصیب ہوتا ہے۔ ایسوں ہی کو اہل اللہ کہتے ہیں' جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے لطائف میں روشنی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

۸۰۔۱۲۔۲۹ء سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں.... :

اے عزیز من اللہ تعالیٰ کا بے پناہ کرم اور احسان ہے کہ اس معبود نے ہمیں اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی اور اپنے محبوب پاک سرکار دوعالم' سردار دارین' تاجدار کونین' جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کی توفیق عطا فرمائی۔ خداوند عالم نے ہر انسان کو چار عناصر سے پیدا فرمایا' آتش' باد' آب اور خاک' ہر انسان کے اندر آگ بھی ہے' ہوا بھی ہے' پانی بھی ہے اور خاک بھی ہے۔ انسان کے قلب کی زمین' انسان کے سینے کا اندرونی حصہ بار آور زمین ہے۔ اس زمین میں انسان جیسا تخم بوئے گا ویسا ہی اسے پھل ملے گا۔ اگر اس زمین میں کانٹے بوئے گا یعنی کفر بودیا تو کانٹے ہی ملیں گے اور اگر اس میں ایمان کا تخم بودیا تو ایمانی اور نورانی پھل دار درخت پیدا ہوگا جس سے بے شمار مخلوق نفع کثیر پائے گی۔ انسانی زندگی ماحول سے بنتی ہے اور ماحول سے بگڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں کوئی چیز کم نہیں رکھی۔ عقل و شعور' ہاتھ پیر' کان ناک وغیرہ سب کچھ سب کو عطا فرمائے۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہماری زمین خشک بنادی اس میں پانی نہیں تھا پیداوار کیسے ہوتی۔ اے عزیز من یہ خشک نہیں ہے۔ اگر غور سے دیکھیں تو آنکھ' ناک' منہ اور کان سب میں پانی ہے اور ہر پانی کی کیفیت علیحدہ ہے۔ آنکھ کے پانی میں نہ بو ہے نہ کسی قسم کی تلخی ہے۔ ہاں کچھ کھاری پن ہے۔ منہ کا پانی میٹھا ہے۔ معلوم ہوا کہ ساری زمین بار آور ہے۔ اب تخم کی بات ہے جیسا بیج بوؤگے ویسا ملے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی کو توبہ کا دروازہ ہی نہ ملے اور در مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی نہ ملے جسے راستہ نہیں ملتا اس کے قلب کی اندرونی آنکھیں پھوٹی ہوئی ہیں۔ خداوند عالم ہم سب کو اچھی بصارت اور اچھی بصیرت عطا فرمائے۔ گزشتہ صحبت میں بتایا گیا ہے کہ ایک علم معاملہ ہے اور ایک علم کا مکاشفہ ہے۔ علم تو ایک عالم کے پاس بھی ہے اور ایک عام آدمی کے پاس بھی ہے اور ایک علم ایمان والے کے پاس بھی ہے اور ایک یہودی کے پاس ہے اور ایک عیسائی کے پاس ہے۔ اے عزیز من وہی علم مبارک ہے جس سے ایمانی قوتیں پیدا ہوں اور اصلاح نفس ہو۔ ہم نہ عالم ہیں نہ فاضل' نہ مجبور محض ہیں'

نہ مختار مطلق۔ تھوڑی سی عقل ہے اور کچھ اختیارات ہیں۔ بعض اختیارات خود ساختہ ہوتے ہیں اور بعض معرفت سے حاصل ہوتے ہیں۔ خود ساختہ تو بالکل ہی کورے ہیں لیکن نسبت شیخ سے خود ساختہ نہیں رہتے۔ علم معاملہ مجاہدے کا علم ہے۔ یعنی مجاہدے سے انسان میں تقوی اور پرہیزگاری پیدا ہوتی ہے اور عبادت کے لائق ہوجاتا ہے۔ اور اپنی خودی سے پاک ہونا شروع ہوجاتا ہے لیکن مکمل طور پر اپنی خودی سے جب پاک ہوگا جب شیخ کامل کی نظر پڑ جائے گی۔ علم جاننے والے کو اہل دنیا عالم کہتے ہیں۔ اے عزیز من علم سے مراد علم مکاشفہ ہے۔ انسان اپنی بصارت کو تیز کرنے کے لئے کوئی ایسا چشمہ آنکھوں پر لگالیتا ہے جس سے چھوٹی چیز بھی بڑی نظر آنے لگتی ہے۔ ایسے ہی بصیرت کا چشمہ ہے۔ بصیرت اولیاء اللہ کی نگاہیں ہیں۔ ان نگاہوں کے حصول کی دو صورتیں ہیں یا تو ان حضرات سے نسبت قائم کرلے یا ان کی محبت میں ہمہ وقت رہے۔ اگر کنکشن صحیح ہے اور بیچ میں کوئی رکاوٹ نہیں تو نزدیک اور دور کی سب چیزیں صاف نظر آئیں گی۔ لیکن اگر شیخ پر کسی دوسرے کو ترجیح دے دی اور شیخ میں عیب نکالنے شروع کردئے تو اس کا تو یہی مطلب ہے کہ تار ٹوٹے ہوئے ہیں' اب دور و قریب کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ورنہ ہم نے تو دیکھا ہے کہ میٹر ہمارے گھر میں لگا ہوا ہے اور روشنی برابر کے گھر میں بھی۔ پہنچ جاتی ہے اور دور بھی چلی جاتی ہے۔ یہ عقل ناقص اکثر شیطان کے پلے پڑ جاتی ہے شیطان اس کا دوست بن جاتا ہے اور کہتا میاں اتنے دن پیر صاحب کے پاس گئے کون سے ولی بن گئے' کیوں وقت برباد کرتے ہو' گھر میں بیٹھو۔ پیر صاحب سے کہہ دینا تبخیر ہوگئی تھی' فلاں غدر ہوگیا تھا وہ ہمارے پاس بیٹھے دیکھ تھوڑے ہی رہے ہیں۔ یہ سمجھ لیا کہ جیسی ہماری آنکھیں پھوٹی ہوئی ہیں ویسے ہی ان کی بھی ہوں گی۔ یہ بات نہیں ہے کہ یہ بڑا نازک دور ہے اس میں عقیدے کی پختگی بڑی چیز ہے۔ اگر ہم یہ خیال کرلیں کہ پدرم سلطان بود اور ہمارے دادا مرشد تو شیخ طریقت اور بڑے پیر تھے تو ان کی اولاد کہلوانے سے ہم پیر نہیں بنیں گے اور بادشاہ کی اولاد کہلوانے سے ہم رئیس نہیں بنیں گے۔ ہمیں تو شیخ کامل کی نسبت حاصل کرنی پڑے گی۔ اور نسبت کا احترام اور محبت کا مقام ہر شخص کے قلب میں علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ ہم یہاں سے درود شریف بھیجتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں مدینہ منورہ میں سنتے ہیں۔ اب جس کے تار ادھر ادھر ہوگئے ہیں وہ کہتا ہے کہ فرشتہ پہنچاتا ہے۔ فرشتے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھادیا۔ فرشتہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رعیت ہے۔ آقا سے بڑھ کر رعیت کیسے ہوسکتی ہے۔ جرنیل تو ایک ہی ہوتا ہے۔ ہر شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں جرنیل ہوں۔ اگر کسی جرنیل نے سب میں بیٹھ کر یہ کہہ دیا کہ بھائی مجھ سے کیوں گھبرا رہے ہو میں تو آپ ہی جیسا ہوں تو کیا ایسا کہنے سے وہ آپ جیسا ہوگیا؟ نہیں نہیں۔ وہ تو جرنیل ہی رہے گا۔ ایک کروڑ پتی غریبوں میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ بھائی مجھ سے کیوں

گھبرا رہے ہو میں تو آپ ہی جیسا ہوں۔ یہ الفاظ کہنے سے وہ غریب کیسے ہوگیا؟ اگر فرشتہ پیغمبر بن کر آجاتا تو آپ بھاگ جاتے کیونکہ وہ آپ کی عادات سے واقف نہیں۔ نہ وہ شادی بیاہ کرتا ہے نہ کوئی اور دنیا کا کام کرتا ہے۔ اسے تو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو انسانوں کی سب باتیں معلوم ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں آپ ہی جیسا ہوں لیکن اتنا خیال رکھنا کہ مجھ پر وحی آتی ہے جب ہم پر وحی نہیں آتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری مثل کیسے ہوسکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں زندگی بسر کرنے کے لئے اور عبادات کے لئے دنیاوی اصول اور قاعدے بنادیئے۔ جو آپ کے ساتھ دنیا لگائی ہے' شادی بیاہ کے قانون طور طریقے' بچہ کے کان میں اذان دینے کا طریقہ' ختنے کرنے عقیقہ کا طریقہ' یہ سب عالم دین بتاتے ہیں۔ عالم دین شریعت حاصل کرکے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے ہیں۔ یہ علوم دنیاوی زندگی بسر کرنے کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ہیں۔ لیکن اب ایک کسر باقی رہ گئی کہ آخرت کی منازل کیسے طے کی جائیں۔ آخرت کی منازل علم سلوک سے طے ہوتی ہیں۔ علمائے ظاہر اور اہل سلوک کوئی الگ ذات نہیں۔ علم شریعت والے بھی علم سلوک حاصل کرلیتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے پیشواؤں کے پاس علم ظاہر اور علم باطن دونوں تھے۔ اے عزیز من اگر علم سلوک حاصل کرنا ہے تو اپنے عقیدے کو عمل سے تقویت پہنچاؤ۔ اس سے علم مکاشفہ حاصل ہوگا۔ علم مکاشفہ ایک روشنی ہے۔ امور غیبیہ کو کھینچنے والی مقناطیسی چیز ہے۔ جیسے مقناطیس لوہے کو کھینچ لیتا ہے ایسے ہی یہ روشنی اوپر کی چیزوں کو اس طرح کھینچتی ہے کہ جیسے صاف آئینے میں سورج یا بلب کی روشنی ڈالی جائے تو ہماری آنکھ اسے دیکھ لیتی ہیں۔ ایسے ہی یہ بصیرت کی روشنی قلب میں منعکس ہوکر عقل کے خزانے میں پہنچ جاتی ہے۔ جب وہاں پہنچ گئی تو جو چیز خزانے میں ہے آپ استعمال کرسکتے ہیں۔ خزانہ عقل میں داخل ہونے کے بعد یہ روشنی دل کے میدان میں آجاتی ہے۔ دل کا میدان بڑا وسیع ہے۔ نہ معلوم اس میں کون کون بسا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علم کے ساتھ عمل عطا فرمائے اور علم مکاشفہ عطا فرمائے۔ روشنی آگئی تو خود ہی پہچان ہوگی۔ آج کے بیان کا منشاء یہ ہے کہ تار جڑے رہیں تو اچھا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تار تو اکھاڑ کر پھینک دیں اور زبان سے کہتے ہیں کہ ہم اولیاء اللہ کے خادم و غلام ہیں۔ اس سے کام نہیں چلے گا۔ بجلی والے کی دکان پر بے شمار بلب رکھے ہیں لیکن جلتا ایک نہیں۔ جلتا وہی ہے جو تار سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہمیں نور بصارت کے ساتھ ساتھ نور بصیرت بھی عطا فرمائے۔**"وما توفیق الا باللہ وماعلینا الا البلاغ۔"**

حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ کا محفل میلاد شریف میں بیان مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۸۲ء

معزز حاضرین و اہل حلقہ محفل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منائی جارہی ہے حلقہ رحمانی کی طرف سے جو ہر سال منائی جاتی ہے۔ ربیع الاول شریف بہت مبارک ہے۔ ربیع کے معنی ہیں بہار کے اور اول کے معنی پہلی بار کے۔ معلوم ہوا کہ یہ پہلی بار شروع ہوئی۔ کب سے شروع ہوئی جس وقت سردار دارین تاجدار کونین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم دنیا میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت سے عالم دنیا میں بہار آئی۔ گلوں میں رنگت پیدا ہوئی۔ انسانوں میں شعور پیدا ہوا۔ جو بغض رکھتے تھے وہ محبت رکھنے لگے۔ جو بد عقیدہ تھے وہ عقیدت مند ہوگئے۔ جس قدر بھی عالم انسانی میں انسانیت کے جوہر تھے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پیدا ہوگئے۔ اب یہ فقیر حقیر ناچیز اپنا عقیدہ آپ کے سامنے پیش کررہا ہے۔ ہم سنی العقیدہ مسلمان ہیں۔ تمنا دیکھنے کی ہے۔ کیا عجب ہے کہ وہ جلوہ دکھا دیں۔ خدا کے مکرم و معظم رسول جن کی شان و عظمت انسان کی زبان اور انسان کا قلب بیان کر ہی نہیں سکتا سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کے۔ کیونکہ آپ اللہ کے محبوب ہیں اور محبوب کی شان و عظمت سوائے رب کے کوئی بیان کر ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرمایا تو اپنے محبوب کی شان و عظمت ہی بیان فرمائی۔ شان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کرنا نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ گویا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھ رہا ہے اور سنا رہا ہے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام تاجدر مدینہ جناب احمد مجتبیٰ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عظمت بیان کرتے ہیں۔ آپ کو اسی لئے عالم دنیا میں رب تعالیٰ جل شانہ نے پیدا فرمایا کہ وہ رب تعالیٰ جل شانہ کی شان و عظمت بیان کریں اور رب کی مخلوق کو اپنے امتیوں کو رب کی شان و عظمت بیان کرنے کا طریقہ بتا دیں۔ تو معلوم ہوا کہ شان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنا ہی اصل توحید ہے۔ اے عزیز من غور فرمایئے کہ جس ذات کریم کے لئے رب نے کائنات بنائی ہو اس کا نام نامی اسم گرامی آجائے تو ہمیں چاہیئے کہ ہم ان کے نام کی عظمت کے لئے اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کو اپنے لبوں تک پہنچائیں اور چوم لیں اور ان کو آنکھوں سے لگائیں تو پتہ چل جائے کہ یہ اہل عقیدت اہل محبت ہیں۔ محبت والوں کے طور طریقے ہی اور ہوتے ہیں۔ اہل نفرت کی بات ہی کچھ اور ہوگی۔ دیکھئے ہر آنے والا جب آتا ہے تو پہلے کھڑے ہو کر سلام کرتا ہے پھر بیٹھتا ہے تو ہمارا بھی یہی طریقہ ہے کہ جو سردار دارین ہیں تاجدار کونین ہیں جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی بارگاہ میں جب ہم سلام پیش کریں تو کھڑے ہوکر پیش کریں۔ کھڑے ہوکر سلام پیش کرنا سوائے ادب کے اور کیا ہے۔ نہ یہ شرک ہے نہ بدعت ہے۔ بارگار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہے۔ دیکھئے خانہ کعبہ آپ جاتے ہیں۔ حکم یہ ہے کہ طواف کعبہ آپ کریں اور طواف کے بعد سنگ اسود کو بوسہ دیں۔ اگر ہجوم کی وجہ سے اتنا قریب نہیں پہنچ سکتے تو دور سے

CamScanner

ہی سنگ اسود کی طرف رخ کر کے سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہیں اور دونوں ہاتھوں کو چوم لیں۔ معلوم ہوا کہ یہ ایسا ہی کہ جیسے آپ نے حجر اسود کو ہاتھ لگا لئے اور بوسہ دے دیا۔ یعنی ایک پتھر کو اتنی دور سے اشارہ کر کے چوم لینا سنگ اسود کا بوسہ قرار دیا جاتا ہے تو آج ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت اپنے قلب میں لے کر اور کھڑے ہو کر ان پر سلام پیش کرتے ہیں تو اسے بدعت کہہ دیتے ہیں' شرک کہہ دیتے ہیں۔ نہ معلوم کیا کیا کہہ دیتے ہیں۔ بات سمجھ میں آتی نہیں ہے۔ ذرا غور کا مقام ہے۔ ہم اہل سلوک ہیں۔ حکم یہ ہے کہ ادب لازمی ہے۔ ہمارے ہاں کا یہ دستور ہے۔ ہم اپنا عقیدہ پیش کر رہے ہیں کہ شیخ کا جھوٹا پانی کھڑے ہو کر پیو اور وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیو اور آب زمزم کھڑے ہو کر پیو۔ یہ سب ادب میں داخل ہیں۔ اگر کوئی آب زمزم بیٹھ کر پیتا ہے تو اسے کھڑا کر دیتے ہیں کہ کیا کرتا ہے تمہیں آب زمزم کا ادب معلوم نہیں؟ ارے قبلہ رو ہو جا اور پھر کھڑے ہو کر پی۔ پھر تیرے قلب کی تمام کثافت دور ہو جائے گی اور تیری اندرونی بیماریاں سب دور ہو جائیں گی۔ جس خیال سے تو آب زمزم پیئے گا وہی شفا حاصل کرے گا۔ بھلا بتائیے کہ آب زمزم کے لئے حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پیو اور اگر سردار دارین تاجدار کونین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی آجائے اور ان کا ذکر خیر ہو تو کھڑے ہو کر پڑھنا جائز ہوا یا نہیں۔ اپنی انسانی فکر سے اور عقیدت و محبت سے کام لے تو حقیقت کا پتہ چل جاتا ہے۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگ وسیلے کے قائل ہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام شافع محشر ہیں۔ جب یہاں ان کی شان و عظمت بیان کریں گے اور ان کے لئے کھڑے ہو کر صلوۃ و سلام پڑھیں گے تو کیا وہ ہم سے راضی نہ ہوں گے؟ کیا وہ ہماری شفاعت نہ فرمائیں گے؟ ضرور فرمائیں گے۔ شفاعت ضرور ہوگی انشاء اللہ۔ اے عزیز من یہ وسیلہ نہیں تو اور کیا ہے؟ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ' حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جہاد پر گئے۔ اپنی فوج سے بچھڑ گئے اور فوج کی تلاش میں جنگل میں تنہا جا رہے تھے کہ دیکھتے کیا ہیں کہ سامنے سے شیر آرہا ہے۔ شیر نے دیکھا کہ میری خوراک آرہی ہے۔ رب تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ جب کوئی مصیبت اور بلا آئے تو تم کام لو صبر سے اور نماز سے۔ تو یہ نماز کی نیت کر کے کھڑے ہو جاتے لیکن نہیں۔ انہوں نے شیر کی طرف دیکھا اور دیکھ کر للکار کر کہا کہ او شیر کیا کرتا ہے؟ تو نے مجھے پہچانا نہیں۔ ارے میں غلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ شیر نے جب سنا کہ یہ غلام مصطفیٰ ہیں تو فوراً گردن ڈال دی اور اشاروں سے کہا کہ میرے پیچھے پیچھے آجاؤ اور انہیں قافلے کے پاس پہنچا دیا۔ تو اے عزیز من جس مقام پر وسیلے کی ضرورت ہے وہاں وسیلہ ہی کام دیتا ہے۔ رب تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہ میں بھی حشر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے ہی سے نجات ملے گی۔ خداوند عالم ہمیں سب کو عقل سلیم عطا فرمائے اور یہ باتیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ذرا غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ

وسلم کو کیا ارشاد فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ اے محبوب ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا۔ امام قسطلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شاہد کے لئے مشاہدے کی ضرورت ہے تو رب تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب کو ہفت سماوات کا مشاہدہ کرایا اور فرما دیا کہ پیارے : اپنے امتیوں کے لئے یہ مقام دیکھ لو۔ جو آپ کے چاہنے والے ہیں ان کے لئے جنت بنائی ہے اسے بھی دیکھ لو۔ اس کا بھی مشاہدہ فرما لیجئے اور جو نافرمان ہیں جنہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہنا ہی پسند نہیں' جو آپ کے نام نامی اسم گرامی کی عظمت نہیں کرتے ان کا مقام بھی دیکھ لو۔ دوزخ بھی دکھا دی' جنت بھی دکھا دی' عرش اور کرسی بھی دکھا دی۔ بالائے عرش جو کچھ ہے سبھی دکھا دیئے اور تمام چیزیں دکھانے کے بعد فرمایا کہ ہم نے آپ کو شاہد بنایا اور شہید بھی بنایا۔ مواہب الدنیہ حصہ دوئم صفحہ ۱۹۲ میں لکھتے ہیں کہ رب تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب کو تمام مشاہدے کرائے۔ اپنی تمام مخلوق کے' زمین کے اور آسمان کے اور اب سے لے کر قیامت تک کے تمام مشاہدے کرائے تو ایسے کرائے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں باسط اور قابض یعنی چھوٹے سے چھوٹا بھی کر سکتا ہے' بڑے سے بڑا بھی کر سکتا ہے تو تمام عالم کو' تمام زمین کو اور تمام انسانوں کو اس قدر چھوٹا کر سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس طرح ہتھیلی کے اوپر تمام جہان رکھ دیئے کہ میرے محبوب ان کا مشاہدہ کرلیں' دیکھ لیں۔ کیا کوئی اللہ تعالیٰ کی ان صفات سے انکار کر سکتا ہے؟ وہ جتنا چاہے بڑے سے بڑا کر سکتا ہے' چھوٹے سے چھوٹا کر سکتا ہے۔ رب تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب کو سب چیزوں کا مشاہدہ کرا دیا۔ اب سے قیامت تک سب حال آپ کو معلوم ہے۔ اب یہ رب تعالیٰ جل شانہ کی شان و عظمت ہے کہ جسے چاہے جیسا مشاہدہ کرادے لیکن جو مشاہدہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کرایا وہ کسی اور کو نہیں کرایا۔ رب تعالیٰ جل شانہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے آپ کو شاہد اور شہید بنا کر بھیجا۔ رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا۔ عالم کے لئے آپ رحمت ہیں تو ذرا غور تو فرمایئے کہ عالم جس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت بنا کر بھیجا وہ تو موجود ہے اور رحمت موجود نہ ہو تو کیا یہ بات سمجھ میں آتی ہے تو کیا ہم رحمت سے مایوس ہوگئے؟ نہیں نہیں یہ بات نہیں۔ رب تعالیٰ جل شانہ نے ایسا رحمتہ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے کہ وہ اب تک ہمارے ہر احوال سے واقف ہیں اور دیکھ بھی رہے ہیں' سن بھی رہے ہیں۔ ہم جو درود پاک پڑھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کانوں سے سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔ سمع' بصر' تصرف' ادراک' یہ دلیل حیات ہیں۔ دیکھ رہے ہوں آنکھوں سے' سن رہے ہوں کانوں سے اور آپ کی ذات اقدس سے فیض بھی حاصل ہو رہا ہے اور وہ جواب بھی دے رہے ہوں تو یہ دلیل حیات نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر بھی ہم یہ کہیں کہ آپ کو کچھ پتہ نہیں۔ کیسے پتہ نہیں؟ ذرا غور تو کریں' اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب کو اپنی صفات سے متصف کیا ہے یا نہیں۔ اگر اپنی صفات سے محبوب کو متصف نہ کرے تو اور کسے کرے گا۔ رب تعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے۔ حدیث قدسی ہے : "انا

جلیس من ذکرنی" (جو میرا ذکر کرے میں اس کا جلیس ہوں۔) اللہ تبارک و تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ ذاکر بندوں کے ساتھ ہے تو غور فرمائیے کیا اس صفت سے اپنے محبوب کو متصف نہیں کیا ہوگا؟ اس صفت سے نہیں نوازا ہوگا؟ اللہ سن رہا ہے۔ پھر جو کچھ بھی ہم درود و سلام بھیجتے ہیں کیا ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سن رہے؟ اللہ کی یہ صفات ہیں کہ جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ اس کا ہم نشین ہوتا ہے۔ تو کیا اس صفت سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو متصف نہیں کیا؟ ضرور کیا ہے تو پھر ہمارا درود و سلام پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سننا ہے یا نہیں؟ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مدارج النبوۃ حصہ دوئم صفحہ ۸۸۷ میں لکھتے ہیں : "جو عبد الحق درود شریف پڑھ رہا ہے' بھیج رہا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔" شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ (شاہ ولی اللہ محدث رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد) فرماتے ہیں کہ ہمیشہ ۱۲ ربیع الاول کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا کرتا تھا اچھے اچھے کھانے پکا کر۔ بلکہ ایک دفعہ یہ ہوا کہ آپ نے بھنے ہوئے چنے بازار سے منگوائے اور اسی پر فاتحہ دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہدیہ پیش کردیا۔ رات کو عالم خواب میں آپ نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ عبد الرحیم کا یہ ہدیہ ہمیں پسند ہے اور چنے آپ تناول فرما رہے ہیں۔ اب آپ اسے کیا کہیں گے؟ سنتے ہیں یا نہیں؟ دیکھتے ہیں یا نہیں؟ کس کس چیز سے ہم انکار کریں گے؟ آخر کس پر ایمان لائیں گے؟ کس ذات کریم کا ہم احترام کریں گے؟ وہ کونسا وقت آئے گا کہ جب ہماری قلب کی آنکھیں کھلیں گی اور عقیدت کے آنسو بہائیں گے۔ اے عزیز من یہ تو میں نے آپ کو شاہ عبد الرحیم دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ سنایا۔ اب دوسرا سنئے۔ سلطان محمود غزنوی کا زمانہ ہے۔ ایک شخص نہایت ہی پریشان حال پیسہ پاس نہیں ہے۔ ہر طرف سے مایوس ہوچکا ہے تو اس نے درود شریف کا ورد شروع کردیا۔ چلتے پھرتے' اٹھتے بیٹھتے درود شریف پڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ درود شریف پڑھتے پڑھتے سوجاتا تھا۔ ایک روز عالم خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بہت مقروض ہے' جا محمود غزنوی کے پاس چلا جا اور جاکر کہہ کہ میں مقروض ہوں' میرا قرض ادا کردو اور نشانی کے لئے محمود سے کہنا کہ آپ فجر کی نماز سے پہلے جو درود شریف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجتے ہو وہ بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت مقبول ہے۔ اس شخص نے دربار میں جاکر کہا کہ بادشاہ کے لئے ایک ضروری پیغام لے کر آیا ہوں۔ بادشاہ نے اندر بلا لیا. اور پوچھا کہ کیسے آئے ہو۔ کہا میرے لئے حکم ہوا ہے۔ محمود نے پوچھا کس کا حکم ہوا ہے۔ کہا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہوا ہے۔ بڑی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہوا ہے۔ میں مقروض ہوں۔ حکم ہوا کہ محمود کے پاس چلے جاؤ اور اس سے کہو کہ تمہارا سارا قرض ادا کردے اور یہ بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے محمود فجر کی نماز سے پہلے جو تم ہمیں درود پاک بھیجتے ہو وہ

ہمیں روزانہ پہنچتا ہے۔ یہ سنتے ہی محمود رقص کرنے لگا' جھومنے لگا۔ اس شخص کے گرد گھومنے لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا درود شریف قبول فرما لیا اور آپ کو بھیجا۔ خزانچی کو بلایا کہ ہمارے خزانے سے جس قدر اس شخص کا قرضہ ہے ادا کردو۔ پیغام رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جب خزانچی نے یہ سنا تو آگے بڑھا۔ خزانچی نے عرض کیا حضور اس کا قرضہ میں ادا کروں گا۔ اتنے میں ایک وزیر آیا اور خزانچی سے ماجرا پوچھا۔ خزانچی نے کہا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم آیا ہے کہ اس شخص کا قرضہ ادا کردو۔ وزیر نے کہا اے خزانچی اس کا قرضہ تو میں ادا کروں گا۔ ان سے بڑے وزیر آئے انہوں نے سنا تو کہا کہ یہ قرضہ میں ادا کروں گا۔ قاضی شہر کو پتہ چل گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ قرضہ میں ادا کروں گا۔ یہاں تک کہ اس بات کی شہر بھر میں دھوم مچ گئی۔ قرض خواہ بھی آگئے اور کہنے لگے کہ ہم نے اس کا قرضہ معاف کردیا۔ آپ غور فرمایئے کیسے مبارک ان لوگوں کے عقیدے تھے۔ یہ سرکاری محفل ہورہی ہے۔ کیا آپ کو علم نہیں۔ اس شخص کو اتنا دیا کہ مالا مال ہوگیا۔ اب آپ فرمایئے سمع' بصر' تصرف' ادراک اس واقعہ میں ہے یا نہیں؟ خداوند عالم ہم کو بھی درود پاک پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوجائے۔ خداوند عالم ہمارے اس ہدیہ کو قبول فرمالے اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جو انہوں نے ہمہ وقت رحمت کی بارش فرما رکھی ہے۔ کیا عجب ہو کہ ایک چھینٹا ہم پر بھی پڑ جائے۔ ہم گناہ گاروں کا بھی بیڑا پار ہوجائے۔ یہ محفلیں اس لئے ہوتی ہیں کہ وہ سنتے بھی ہیں اور آنکھوں سے دیکھتے بھی ہیں۔ کاش کہ ہم کو ایسی بصارت عطا فرما دیں' ایسی بصیرت عطا فرما دیں کہ ہم بھی دیکھ لیں۔ خداوند عالم ہماری اس کارروائی کو جو حلقہ رحمانی کی طرف سے ہر سال ہوتی ہے قبول فرمالیں۔ ہماری دعا ہے کہ یہ برکت والی محفل ہمیشہ جاری و ساری رہے اور حلقہ رحمانی ہمیشہ ایسی محفلیں کرتا رہے اور ہدیہ ایصال ثواب پہنچاتا رہے اور میری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے رہیں اور سنتے رہیں۔ ہم کیا کہہ سکتے ہیں اس کے علاوہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں ہے جو کچھ ہم کررہے ہیں۔ آپ ہی کی دی ہوئی توفیق سے یہ ہورہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی محفلیں ہمیشہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حاضرین محفل کی دلی مرادیں پوری فرمائے اور ہم ناکارہ انسانوں کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف عطا فرمائے۔ **وما توفیق الا باللہ وما علینا الا البلاغ**

حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کے آخری میلاد شریف کا بیان --- مورخہ ۷ جنوری ۱۹۸۳ء

سب تعریفیں رب تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے لئے ہیں۔ وہی تعریف کے لائق ہیں۔ بعد حمد باری تعالیٰ اور

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فقیر حقیر ناچیز عرض کرتا ہے۔ بھئی جو اپنے ارادوں میں صادق ہیں' جس کو یقین کامل ہے' جو کو تلاش حق ہے وہی اپنی مراد کو پہنچے گا' وہی اپنی منزلوں کو طے کرے گا۔ اے عزیز من جس کو آداب دوست حاصل ہے' جس کو آداب بزرگ حاصل ہے' جس کو آداب محفل حاصل ہے وہی اپنی مراد کو پہنچے گا' وہی اپنی منزلوں کو طے کرے گا۔ رب تعالیٰ جل شانہ کا بے پناہ کرم اور احسان ہے کہ اس معبود نے اپنے پیارے محبوب جو سردار دارین ہیں' تاجدار کونین ہیں' جناب احمد مجتبیٰ ہیں' محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' کا میلاد منانے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس قدر بھی میرے روحی دوست ہیں اور میری روحی بیٹیاں اور میرے محبین و مخلصین ہیں اس جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شرکت فرما کر مجھ ناچیز کی حوصلہ افزائی کر کے ثواب کا مستحق بنایا۔ ہمارا یہی عیقدہ ہے۔ ہم اپنا عقیدہ آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ہم مسلمان اور سنی مسلمان' حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسلک پر چلنے والے ہیں' ان کے پیروکار ہیں۔ اب سمجھانا صرف اتنا ہے کہ ان کی بارگاہ میں مردود کون ہوا اور مقبول کون ہوا۔ مردود کو کیا حاصل ہے اور مقبول کو کیا حاصل ہے۔ رب تعالیٰ جل شانہ نے اس قدر احسان عظیم ہم پر فرمایا کہ اپنے پیارے محبوب کا امتی بنایا' یعنی دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم کو پیدا فرمایا اور دین مصطفےٰ کی شان کیا ہے کہ اگر ہم یہاں محبوب رب العالمین کو پکاریں تو وہ وہاں سن لیں۔ دوسرے یہ کہ وہاں سنتے ہیں لیکن وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ ایسی محافل میں بھی وہ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ ہم ان پر درود و سلام اس لئے بھیجتے ہیں کہ وہ ہماری ہر ادا اور وضع اور ہماری ہر عاجزی اور انکساری کو سن رہے ہیں۔ ہمارے درود سلام کو سن رہے ہیں۔ ہمارے لئے دعائیں فرما رہے ہیں اور ہم جب ان پر درود و سلام بھیجتے ہیں تو وہ خود اپنے کانوں سے بنفس نفیس سنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان کو ایسی حیات عطا فرمائی جو کسی کو بھی نہیں عطا فرمائی۔ یعنی رب تعالیٰ جل شانہ رب العالمین ہیں تو ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم رحمت العالمین ہیں۔ اپنے محبوب کو تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ اب آپ یہ کہیں گے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کیا پتھروں کے لئے رحمت ہیں؟ میں یہ عرض کروں گا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام پتھروں کے لئے بھی رحمت ہیں۔ ایک ثبوت تو میں آپ کے سامنے پیش کردیتا ہوں۔ جب حاجی حج کرنے جاتا ہے تو بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے جاتے ہیں۔ اسے طواف کعبہ کہتے ہیں۔ سنگ اسود کو چومنا' یہ اس کا خاص حسن ہے اس طواف کا جو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے طواف کرنے والوں پر فرض کردیا ہے تو اس قدر ہجوم دیکھا وہاں کہ سنگ اسود تک میری رسائی نہ ہوئی۔ سوائے دو مرتبہ کے' ورنہ یہ حکم ہے کہ جب آپ اپنا پورا چکر لگالیں اور سنگ اسود کے پاس پہنچیں تو دور ہی سے آپ اس طریقے سے دونوں ہاتھ اٹھائیں اور پڑھیں **سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد** یہ کہہ کر آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو چوم لیں۔ یعنی آپ نے اپنے ہاتھ کیا چومے سنگ اسود کو چوم لیا۔ اب سنگ اسود کا یہ مقام ہے کہ

وہ پتھر ہے اور حاجی نے اتنی دور سے خیال کیا اور اس کو چوم لیا اور یہ بوسہ دینا ایسا نہیں۔ اگر لاکھوں انسان ہیں تب بھی وہ قیامت کے دن، حساب کے دن، بارگاہ رب العالمین میں یہ سنگ اسود عرض کرے گا کہ اے بار الٰہ تو ان حضرات کو جنہوں نے مجھے بوسہ دیا ہے، ان کو بخش دے۔ تو آپ غور فرمایئے کہ پتھر میں یہ کمال کیسے پیدا ہوا؟ میں بتاؤں آپ کو؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو رحمتہ اللعالمین بنا کر بھیجا۔ پتھر پر یہ رحمت ہو رہی ہے کہ اس کی گواہی میں ہماری بخشش ہو رہی ہے۔ یہ ہمارا صلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہماری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور ان کے محبوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قلب کے قریب ہیں۔ ۲۱ واں پارہ سورہ احزاب میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ اے لوگو! تم اپنے والدین سے کیوں مشورہ کرتے ہو۔ میرا محبوب، تمہارا پیغمبر، تمہارے قلبوں سے قریب رہتا ہے، قلوب سے بالکل قریب ہیں اور ان کی ازواج مطہرات تمہاری مائیں ہیں۔ اب غور فرمایئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمارے قلب سے قریب اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ہماری شہ رگ سے قریب تو پھر ہمارا کون سا عمل ہے جو ان سے پوشیدہ ہے؟ کوئی پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ اب غور فرمائیں۔ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا جارہا ہے۔ اس میں دو ذکر ہوتے ہیں یا تو ولادت یا خلقت۔ تو پہلے خلقت ہوئی پھر ولادت باسعادت ہوئی۔ خلقت کہاں ہوئی وہ بھی سن لیجئے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ احدیت میں تھا۔ خود بخود اس کو یہ ذوق و شوق پیدا ہوا کہ میں اپنے آپ کو منواؤں اور دکھاوں کہ میں تمہارا کیسا رب ہوں۔ احدیت میں ایسا خزانہ پوشیدہ تھا جس کے متعلق **کنت کنزا مخفیا** کہا جاتا ہے۔ رب تعالیٰ جل شانہ ایسا چھپا ہوا خزانہ تھا، وہ مقام احدیت میں تھا۔ پھر احدیت سے وحدت میں آیا۔ وحدت میں آکر پھر واحدیت میں آیا۔ واحدیت میں آکر پھر اپنی جلوہ گری فرمانا چاہی تو اپنے نور سے اپنے محبوب کا نور پیدا فرمایا اور خود ہی اس پر شیدا ہوگیا۔ اور پھر نام بھی خود ہی تجویز فرمایا جس پر شیدا ہوتے ہیں وہ محبوب ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اے محبوب میں نے آپ کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا، جن پہ بے شمار درود اور بے شمار سلام۔ خود ہی شیدا ہوگیا۔ اب غور فرمایئے کہ رب تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب کے نور سے تمام کائنات بنائی، زمین اور آسمان، چاند اور سورج یعنی ذرہ ذرہ نور مصطفےٰ سے بنا۔ اب غور فرمایئے کہ تمام یہ جس قدر بھی سورج اور چاند، جنت اور دوزخ اور آسمان یہ تو سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخلوق ہے، آپ کے نور سے بنی ہے۔ دنیا اور دنیا میں رہنے والے، دنیا کی ہر شئے، شجر اور حجر مصطفےٰ کے نور سے بنے ہیں۔ اسی لئے رب تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ میں رب العالمین ہوں اور محبوب رحمتہ اللعالمین ہے۔ تمام عالموں کے لئے رحمت ہیں۔ اگر اللہ کے محبوب نہ ہوتے تو یہ سنگ اسود کیسے گواہی دیتا اور اس پتھر کی گواہی سے بخشش ہوگی۔ کرم تو دیکھئے، کیا کرم نوازیاں ہیں، بے پناہ کرم فرما رہے ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر پیدا فرمائے ہیں اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے۔ جب اپنے دین کو مکمل اور اکمل کرنا چاہا تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کہ میرے محبوب جاؤ میں

CamScanner

تمہارے دین کو مکمل بلکہ اکمل کردیتا ہوں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں نے آن کر گواہی دی کہ اللہ کے محبوب ہیں' نبی آخر الزماں ہیں' رحمتہ اللعالمین ہیں' وہ تشریف لانے والے ہیں' یعنی یوں سمجھ لیجئے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے زیادہ پیغمبروں نے اس دنیا میں دھوم دھام سے اللہ کے محبوب کی دھوم مچائی کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لارہے ہیں۔ یہ نظارہ اور یہ کیفیت اور یہ لذت تو مدینہ طیبہ والوں سے پوچھو۔ یہ چھوٹی چھوٹی بچیاں گاتی تھیں "**طلعل بدر علینا**" یہ وہی نقل ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی جب آمد ہوئی تو تشریف آوری ہوئی ہے تمام مدینہ طیبہ والے اپنے مکانوں سے باہر جنگل میں آگئے کہ دیکھیں کہ کب تشریف لاتے ہیں۔ کیا شان مصطفےٰ ہے' کیا کوئی بیان کرے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی صفات بیان فرمائیں۔ رب تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب کو شاہد بنا کر بھیجا۔ حضرت امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب کو تمام مقام دکھائے یہاں تک کہ ہفت سماوات کا مشاہدہ کرادیا اور وہاں کی مخلوق کا مشاہدہ کرایا۔ کیسے کرایا؟ قرآن شریف میں آیا ہے **یا ایہا النبی ان ارسلنک شاہدا و مبشرا ونذیرا** ہم نے آپ کو شاہد بھی بنایا اور نذیر بھی بنایا۔ آپ اپنے امتیوں کو جنت کی خوش خبری بھی سنا دو اور دوزخ کے عذاب سے ڈرا بھی دو۔ کیوں کہ حدیث شریف ہے کہ رب تعالیٰ نے اپنے محبوب کی خاطر تمام زمین کو سمیٹ دیا اور اپنے محبوب کو شاہد اور مبشراور نذیر بنایا اور پھران کو تمام زمین کا مشاہدہ کرا دیا۔ یہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمام زمینوں کی مشرقین اور مغربین کو دیکھا۔ ان کا مشاہدہ کیا۔ جب یہ تمام مشاہدے رب تعالیٰ نے کرائے اور فرمایا کہ میرے محبوب آؤ تم دیکھ لو کہ تمہارے دوستوں کا مقام کونسا ہے اور تمہارے دشمنوں کا مقام کونسا ہے۔ جنت دوستوں کے لئے دکھا دی گئی اور دوزخ دشمنوں کے لئے دکھائی۔ تمام چیزیں دکھائی دی گئیں پھر رب تعالیٰ نے اپنی ذات مقدس کا جلوہ دکھا دیا۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک رحمتہ اللعالمین ہیں۔ ان کی رحیمی اور کریمی کے صدقے میں ہی ہماری بخشش ہو گی۔ اے عزیز من جو یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ نہیں اور ہمارے درود شریف فرشتہ سن کر انہیں پہنچاتا ہے یعنی امتیوں کا درودشریف فرشتہ سنتا ہے اور پھر دربار رسالت پہنچاتا ہے لیکن فرشتے کے پہنچانے میں یہ مصلحت ہے کہ اے فرشتے آپ بھی گواہ ہو جاؤ کہ ہمارے امتی ہم پر کس قدر درود پاک بھیجتے ہیں۔ محض فرشتے کو گواہ کرنے کے لئے ایسا کیا گیا۔ نہ معلوم کہ کہاں کہاں خیال کئے جاتے ہیں اور رخصت کر دیتے ہیں۔ مسلمان کے پاس اگر کوئی سرمایہ ہے تو وہ ایمان ہے۔ ایمان ہی ہماری دولت ہے۔ ایمان ہی ہماری بخشش ہے۔ ایمان والوں ہی کو انہوں نے پکارا ہے۔ ذرا یہ تو غور فرمایئے ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے **یا ایہا الذین امنو امنو** "اے ایمان والو ایمان لے آؤ۔" یہ کون ہیں ایمان والے یہی جو درود و سلام بھیجتے ہیں۔ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے

ہیں۔ کیسا یہ پیار کا ارشاد ہے رب تعالیٰ کا کہ اے ایمان والو ! ایمان لے آؤ۔ اب کیا عرض کروں کہ فقراء کی کیا شان ہے اور علماء کی کیا شان ہے۔ اللہ کے دوستوں کی کیا شان ہے۔ اگر تفصیلی یا اجمالی طریقے سے بھی بیان کیا جائے تو وقت بڑا طویل ہو جائے گا۔ اگر وقت ہوتا تو بہت سی نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں اور آپ کو عطا فرمائیں ہیں سبھی کو بیان کرکے رکھ دوں کھول کے رکھ دوں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ایسی محفلیں ہمیشہ ہمیشہ منانے کی توفیق عطا فرمائیں۔

حضرت محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری حیات مبارکہ کے آخری حلقہ ذکر کے ارشادات مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۸۳ء

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں۔ وہ تعریف کے لائق ہیں۔ بعد حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فقیر حقیر ناچیز عرض کرتا ہے۔ بھئی جو اپنے ارادوں میں صادق ہیں، جس کو یقین کامل ہے، جس کو تلاش حق ہے وہی اپنی مراد کو پہنچے گا وہی اپنی منزلوں کو طے کرے گا۔ اے عزیز جس کو آداب دوست حاصل ہے، جس کو آداب بزرگ حاصل ہے، جس کو آداب محفل حاصل ہے، وہی اپنی مراد کو پہنچے گا وہی اپنی منزلوں کو طے کرے گا۔ رب تعالیٰ کا بے پناہ کرم اور احسان ہے کہ اس معبود نے اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اے عزیز یہ حلقہ رحمانی کے ذکر کی آواز آسمانوں سے بھی اوپر پہنچتی ہے۔ یہ تمام مل کر جو ذکر کرتے ہیں، ایک ہی آواز مانی جاتی ہے۔ خداوند عالم ہمیں سب کو ذکر کی توفیق عطا فرمائے اور عمل نیک کی توفیق عطا فرمائے۔ انسان بہ حیثیت ایک مسافر کے ہے۔ یہ اس سفر میں کمائی کرنے کے لئے اپنے وطن سے پردیس میں آیا ہے۔ دیس سے خطوط برابر آتے ہیں کہ اے پردیسی کیا ہم کو بالکل ہی بھول گیا۔ یہ اس دنیا کی زیب و زینت میں ایسا پھنستا ہے کہ اس کو وطن یاد آتا ہی نہیں۔ آخر ایسی بھی صورتیں رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کو دیکھ کر عبرت حاصل ہوتی ہے کہ یہ اب سفر کرنے والے ہیں لیکن دامن اس کا خالی ہے۔ اس کو پھر بھی احساس نہیں ہوتا یہ دنیا کی نمائشوں میں پھنسا ہوا ہے۔ آخر ہوتا کیا ہے کہ جب یہ اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھ جاتا ہے تو نگاہ ڈالتا ہے کہ چہرہ تو ان کا زرد ہے لیکن لباس ان کا بوسیدہ ہے۔ یہ پتہ ہی نہیں کہ یہ اولیاء اللہ دنیا والوں کی آنکھوں سے اس طرح چھپے ہوئے ہیں کہ جیسے چاند اور سورج پر ایک غبار آجاتا ہے اور اس غبار میں نظر نہیں آتا ایسے ہی یہ بھی غبار میں چھپے ہوئے ہیں کہ نظر نہیں آتے اور جس کو نظر آجاتے ہیں اس کو اپنا دیس یاد آجاتا ہے، اپنے دیس کی تیاری میں لگ جاتا ہے۔ مسلمان، اسلام وہ چیز ہے کہ جب اس میں داخل ہو جاتا ہے تو برسہا برس کی پلیدی سے صاف ہو جاتا ہے۔ اب سمجھو،

عظمت قرآن کریم اور تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ نے جہاں اپنے کلام کی تعظیم کرائی ہے' وہاں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بھی کرائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں عالم دنیا میں بھیجا کہ میرے محبوب اس کلام الٰہی سے' آپ تو عظمت والے ہیں ہی' اور عظمت ہوگی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم لے کر تشریف لائے تو حقیقت میں عظمت قرآن کریم اور اللہ تعالیٰ کی شان و عظمت اور ان کی کتابوں کی' ان کے نبیوں علیہ الصلوۃ و السلام کی' ان کے رسولوں علیہ الصلوۃ و السلام کی شان معلوم ہوئی کہ یہ اللہ تعالیٰ نے کس قدر تعظیم والا قرآن کریم عطا فرمایا اپنے محبوب کے صدقے میں تو تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بلند ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام حق سنایا۔ جو اندھیرے میں تھے انھیں روشنی میں لائے۔ جو دین نہ سمجھے تھے انہیں دین سمجھایا۔ جس نے عظمت رسول اللہ کی اسی کو رب تعالیٰ نے اپنا مقبول بندہ بنایا۔ معلوم ہوا کہ ذات اقدس بڑی ہی عظیم ہے۔ پھر یہی بات نہیں ارشاد باری ہوا کہ محبوب کی خدمت میں بیٹھنے والوں ان کے آداب بھی سیکھ لو۔ اگر وہ آداب آپ کو یاد نہ ہوئے تو سارے ہی عمل آپ کے اکارت جائیں گے۔ اپنے محبوب کی خدمت اقدس میں بیٹھنے والوں کے آداب اللہ تعالیٰ سکھا رہا ہے۔ یہ غور کرنے کا مقام ہے یہ نہ سمجھنا کہ وہ نور ہیں یا وہ نور نہیں۔ دونوں ہمارے قریب ہیں۔ ہماری حرکات و سکنات کو بھی اور ہمارے دلی جذبات کو بھی اور ہمارے اندرونی حالات کو بھی خوب ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ دیکھو میرے محبوب کے حجرے میں بیٹھو ان سے قریب بیٹھو تو ان کی آواز سے اپنی آوازیں بلند نہ کردینا۔ ورنہ سارے ہی اعمال تمہارے برباد ہو جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ جنھوں نے اپنے لہجے نرم کر لئے نہایت ہی ادب و احترام سے حضور سے گفتگو کی رب تعالیٰ نے ان کو اپنی بارگاہ کا مقبول بندہ بنا لیا۔ ان کی بارگاہ کے جو مقبول بندے بن جاتے ہیں۔ انہیں رب تعالیٰ نے کچھ ایسے اختیارات دئے کہ جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اور ہر چیز کی خبر رکھتے ہیں۔ دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے ہیں۔ وہی دربار بے پناہ انعامات کے ساتھ ہو رہا ہے جس کا کوئی اندازہ لگا نہیں سکتا۔ جس قدر عظیم ہستی کو رب تعالیٰ نے اس دنیا میں بھیجا جن کی عظمت سے اسلام کا بول بالا ہوا اور اسلام تمام دنیا میں پھیل گیا اور جو اس میں داخل ہوا خواہ کتنے ہی برسوں کی کفر کی ضلالت تھی سب صاف ہو گئی۔ وہ بڑا مبارک ہو گیا۔ اے عزیز من اللہ تعالیٰ جل شانہ ہمارے ہر حال سے واقف ہے۔ ہم جائیں تو کہاں' ہماری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ وہ بڑے ہی خوش نصیب ہیں جنہیں رب تعالیٰ جل شانہ ذکر کی محفلیں اور عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنے اور بیان سننے کا موقع مل جائے۔ اب آپ سمجھئے کہ دنیا کس قدر غافل ہو رہی ہے۔ جس ذات کی تعظیم خود خداوند عالم کرے اور جس محبوب کی عظمت اللہ تعالیٰ جل شانہ خود کرے تو اس کی شان بیان کرنے کے لئے زبان کھولنا کیسی مبارک بات ہے۔ انسان ایک مسافر کی حیثیت سے ہے۔ یہ کمائی کرنے

CamScanner

یہاں سفر پر آیا تھا یہاں کی الجھنوں میں پھنس گیا کوئی اللہ تعالیٰ جل شانہ کا دوست اسے نظر نہیں آیا؟ اس کے ناقص پیمانوں پر کوئی پورا نہیں اترا؟ تلاش حق یہ بھی عبادت ہے' اولیا اللہ کی صحبت یہ بھی عبادت ہے' ان حضرات سے محبت یہ بھی عبادت ہے۔ انسان جب گناہ کرتا ہے تو اس کے اوپر غفلت کے پردے پڑے جاتے ہیں ان غفلت کے پردوں میں اسے کچھ نظر نہیں آتا۔ اے عزیز من ان غفلت کے پردوں کو ہٹانے والے طبیب ابھی دنیا میں موجود ہیں اور کچھ اپنے آستانوں میں ہیں۔ ان کے ہاں حاضری دے کر تو دیکھے کہ آہستہ آہستہ سارے ہی غفلت کے پردے ہٹ جاتے ہیں' محبت رسول میں یہ مبتلا ہو جاتا ہے۔ ہر انسان کو چاہئے کہ وہ تلاش حق میں رہے۔ جب کبھی ایسی محفلیں انسان کو مل جائیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکریہ ادا کرے۔ خداوند عالم ہم عاجزوں پر رحم و کرم فرمائے اور ہمیشہ ہمیشہ ہمیں ذکر کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہمیں فنا کر دے۔ وما توفیقی الا باللہ وما علینا الا البلاغ۔

پاک پٹن شریف کے ڈاک بنگلے میں ۴ محرم ۱۴۰۶ھ مطابق نومبر ۱۹۸۱ء کو حضور محبوب رحمانی کے ارشادات (یہ حیات مبارکہ کی پاک پٹن شریف کی آخری حاضری تھی۔ حضور بظاہر نقاہت اور بیماری کے باعث بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر نہ جاسکے اور جناب قاری ممتاز احمد رحمانی کو اپنی نیابت عطا فرمائی۔ جناب قاری صاحب نے حضور کی طرف سے مزار اقدس پر چادریں پیش کیں اور دعا مانگی۔ پھر رات کے بارہ بجے کے قریب حضور قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کا کیسٹ سنایا۔ حضور قبلہ عالم نے آپ سے خوشی کا اظہار فرمایا اور پھر یہ ارشادات فرمائے۔

○ --- وہ خود تسکین خاطر کر رہے ہیں۔ مگر دل ہے کہ ڈوبا جا رہا ہے کہاں ہم اور کہاں حضرت کی میزبانی۔

○ --- نگاہوں سے نگاہیں مل رہی ہیں مزا درد محبت پا رہا ہے۔

○ --- وہ زلفیں دوش پر بکھری ہوئی ہیں۔ جہان آرزو تھرا رہا ہے۔

○ --- وہ خود تسکین خاطر کر رہے ہیں مگر دل ہے کہ ڈوبا جا رہا۔ یہ کرم نوازی ہے ہم پر۔ کہاں ہم اور کہاں یہ۔ کرم نوازیاں۔ عبدالجبار جوہری کا انتقال ہو گیا ہے۔ وہ اپنا مال جے پور میں لے کر گیا تھا۔ میرے وہاں جے پور میں بڑے بڑے جوہری جاننے والے تھے بڑی عزت کرتے تھے۔ میں کافی عرصے بعد گیا تھا وہاں۔ بڑی کرم فرمائیاں ہوئیں۔ میرے کہنے پر انہوں نے مال خرید لیا۔ ایک مال کھوٹا نکلا سارا مال ضبط کر لیا گیا۔ یہ پریشان تھے کہ اب کیا کریں۔ اپنے دادا جان حضرت مسکین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر جانے کی ہمیں ممانعت تھی کیوں کہ خطرہ تھا کہ جو لوگ وہاں قابض ہیں یہ سن کر حضرت کا پوتا آگیا ہے کچھ کھلا پلا نہ دیں۔ مولانا ضیاء الدین رحمتہ

CamScanner

اللہ علیہ کے مزار پر آگئے جو خلیفہ ہیں حضرت مولانا فخر جہاں دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے۔ صبح کی نماز پڑھی اور حاضری دی اور اپنا تعارف کرایا کہ میں حضرت مسکین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا پوتا ہوں۔ آپ کی ولایت میں یہ معاملہ ہوا۔ غلطی کسی اور کی ہے بھر یہ رہے ہیں اور میری عزت کا سوال ہے۔ یہ کہہ کے وہاں بیٹھ گیا۔ آپ یقین مانئے کہ جس طرح یہاں اپ بیٹھے ہوں اس طرح تشریف لے آئے۔ کہا میرے بچے آپ ہمارے مہمان ہو۔ میرے شیخ کی ولایت میں ہو تم کیوں گھبراتے ہو۔ دیکھو تھوڑا سا جرمانہ دے دو۔ عرض کی حضور جو کچھ آپ فرمائیں۔ کہا ۳۵۰ روپے جرمانہ کیسا ہے۔ عرض کی بہت اچھا۔ وہاں سے آگئے۔ میں نے اسے بتایا کہ یہ حکم ہوا ہے۔ اسے یقین نہ آیا کہ کیسی بات کر رہے ہیں آپ۔ میں نے کہا بھئی چل کر دیکھو لو۔ جیسے ہی صرا فہ بازار میں پہنچے۔ میرا ایک پرانا دوست چھگن لال دہلی والا مل گیا۔ اور مجھ سے لپٹ گیا کہ آپ کب آئے۔ میرے ہاں کیوں نہیں آئے۔ میں نے کہا بھئی یہ معاملہ ہوا ہے۔ اس نے کہا اچھا آپ میرے ساتھ آئیں۔ وہاں جا کر اس نے بات کی کہ آپ میاں صاحب کو نہیں جانتے ارے یہ لوہے کو سونا کہیں تو ہم مان لیں۔ آپس میں انہوں نے جا کر فیصلہ کیا کہ جرمانہ کر دو۔ اس نے آکر کہا میاں جی کچھ ان کو مٹھائی کھانے کے پیسے دینا پڑیں گے۔ میں کہا منظور کہنے لگا ساڑھے تین سو روپے جرمانہ دے دیں۔ ان اولیاء اللہ کی زبان مبارک سے جو بات نکلتی ہے پوری ہو کر رہتی ہے۔ میں اپنے گھر کے کمروں میں نہیں پھر سکتا، صحن میں نہیں پھر سکتا۔ اتنا لمبا سفر کر کے یہاں کیوں آگیا۔ بھئی کوئی سبب تو ہے' کوئی بات تو ہے میں جب لاہور میں داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچا تو اتنا ہجوم اور اتنے لمبے پہلوان آدمی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کے دیکھتے ہی سے میرا تو سرمہ ہو جائے گا۔ خیر میں وہاں جا کر حضرت غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی چلہ گاہ پر بیٹھ گیا۔ عرض کیا میں حاضر ہو گیا ہوں تو مجھے بالکل تکان محسوس نہیں ہوئی۔ ان اولیاء اللہ کا کہنا ٹھیک ہے۔ عرس مبارک پر لاکھوں آدمی ہوتے ہیں اور ان میں سے جسے چاہتے ہیں پہچان کر نگاہ ڈال دیتے ہیں۔ اور جن کے صدقے میں اولیاء اللہ بنتے ہیں ان کا کیا مقام ہو گا۔ لاہور میں میں نے دو آدمیوں کو یاد کیا کیوں کہ میری آواز بیٹھ گئی تھی۔ قاری صاحب آئیں گے تو دعا مانگیں گے اور محمد خان کو اس لئے کیوں کہ وہاں بڑے بڑے مرغ انکا انتظار کر رہے تھے میں نے کہا بھئی یہ انہیں کے مطلب کے ہیں۔ گوجرنوالہ کی محفل میں بہت لوگ اکٹھے ہو گئے صاحب محفل نے کہا حضور آدمی کچھ زیادہ ہی آگئے ہیں۔ میں نے کہا خوب کھلاؤ۔ جب کھلا کر فارغ ہوئے تو میں نے پوچھا اب کیا عالم ہے کہا کہ حضور دو دیگیں بچی ہیں مرغوں کی۔ میں کہا بھئی آپ تو کہہ رہے تھے آدمی بہت آگئے۔ کہنے لگے حضور میں خود حیران ہوں کہ اتنا کھانا کیسے بچ گیا۔ ملک ظہور کے ہاں بھی محفل ہوئی تو انہوں نے بھی کہا کہ آدمی بہت آگئے۔ میں نے کہا فکر نہ کرو کھانا بہت ہے۔ سب نے کھانا کھایا پھر بھی بچ گیا۔

CamScanner

باب الکرامات

چند واقعات اور کچھ حالات (بزبان مولف)

مولف سوانح حیات حضرت محبوب رحمانی دامت برکاتہم یہ عاجز غلام رحمانی صوفی سید ظہیرالحسن رحمانی بحکم شیخ و بہ اجازت شیخ نہایت ادب و احترام سے رقم طراز ہے کہ میرے قبلہ و کعبہ و مرشدی محبوب رحمانی دلبند رسول' غوث الوقت الحاج صوفی شاہ حضرت خواجہ محمد فاروق رحمانی چشتی' صابری' دامت برکاتہم کی حیات مبارکہ کا کوئی لمحہ اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں۔ جن کا تفصیلی تذکرہ آئندہ پیش ہونے والی جلدوں میں ہوگا۔ جن میں ان کی زندگی کی ہر جہت پر روشنی ڈالی جائے گی۔ انشاء اللہ! ان سے بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں اور ہورہی ہیں۔ نزدیک دور اور غیر ممالک سے لاتعداد محبین و مخلصین و مریدین کے علاوہ اس عاجز نے ان کا مشاہدہ کیا۔ لاتعداد خطوط آئے ہم عصر اولیاء اللہ اور علمائے دین نے ان کی تائید فرمائی اگر ان کی تفصیل بیان کروں تو ایک طویل عمر و ضخیم کتاب کی ضرورت لاحق ہوگی۔ مشتے نمونہ از خروارے پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح حالات لکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور میری اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین!

کشف القلوب

۱۹۷۱ء میں قبلہ عالم کے قافلہ حج میں بریگیڈئر محمد انور خان مع اہلیہ شامل تھے ان کو مکہ مکرمہ میں کسی نے اطلاع دی کہ ان کو فوج سے ریٹائر کرنے کے احکامات صادر ہوچکے ہیں۔ اس وقت وہ کرنل کے عہدے پر فائز تھے۔ ان کی اہلیہ پریشان ہوگئیں اور باوجود کرنل صاحب کے منع کرنے کے اس کا تذکرہ قبلہ عالم سے کردیا۔ محمد انور خاں رحمانی اس عقیدہ کے ہیں کہ دنیاوی معاملات میں مرشد کو تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھتے اور دل میں عرض معروض کردیتے ہیں اور انہیں خصوصی طور پر اس طریقہ طلب کا مجاز کیا گیا تھا یہ واقعہ بھی قبلہ عالم کے کشف القلوب سے متعلق ہے۔ اس لئے ضمناً پیش کررہا ہوں۔ ۲۰ سال کی بات ہے۔ رنچھوڑ لائن میں بے شمار مخلوق آتی اور اپنا اپنا حال بیان کرتی۔ کسی کو دم شدہ پانی' کسی کو وظیفہ' کسی کو تسلی' تشفی فرماتے۔ محمد انور خاں رحمانی نے دل میں سوچا کہ میں خاموش رہتا ہوں نہ معلوم میری طرف بھی توجہ ہوگی یا نہیں زبان سے تو کچھ عرض کرنے کی جرت نہیں۔ یہ

خیال دل میں آنا تھا کہ قبلہ عالم نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا' "سنی ان ہی کی جاتی ہے جو دل میں رکھتے ہیں۔" غرض یہ کہ جب قبلہ عالم نے محمد انور خاں رحمانی کے ریٹائر ہونے کی خبر سنی اس وقت آپ اپنی مقررہ نشست سے بالمقابل رکن یمانی مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے۔ تھوڑی دیر مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا' اگر کرنل انور کو ریٹائر کردیا تو کیا بریگیڈیئر مجھے بنائیں گے۔ چنانچہ بعد میں وہ خبر غلط نکلی اور حضرت کی پیشگوئی درست نکلی اور اسی ہفتہ بریگیڈئر بنادیے گئے۔

احیاء موتی کی کرامت

قبلہ عالم کو بطفیل جان عالم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ یہ کرامت بھی حاصل ہے۔ ۲۹/ نومبر ۱۹۶۲ء کا واقعہ ہے۔ قبلہ عالم کو اطلاع دی گئی کہ شہزادہ محمد اقبال رحمانی کی دلہن سول ہسپتال میں داخل کرادی گئی ہیں' ان کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ مگر ڈاکٹر بچہ کی پیدائش ہونے سے مایوس ہیں۔ آپ ہسپتال گئے۔ تمام ڈاکٹروں نے معائنہ کے بعد حمتی فیصلہ دیا کہ بچہ مردہ ہے آپریشن ہوگا۔ آپ نے طویل مراقبہ کیا۔ اور درباروں تک رسائی حاصل کرکے بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ الہ العالمین بڑے ارمانوں اور شدید انتظار کا یہ ثمرہ ہے۔ میرے اقبال کا یہ پہلا بچہ ہے اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔ کرم خاص ہوجائے اور امیدوں پر پانی نہ پھرے۔ آپ کے ہاں کیا کمی ہے۔ دو گھنٹہ عجز و زاری کے بعد خبر ملی کہ بچہ زندہ پیدا ہوگا۔ اس کے بعد لیڈی ڈاکٹر نے دوبارہ معائنہ کیا تو وہ دیکھ کر حیران ہوگئی کہ مردہ زندہ ہوگیا۔ بچہ حرکت کررہا ہے۔ چنانچہ اس کرامت خاص کے ساتھ میاں فہیم احمد کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اللہ ان کو عمر خضر دے۔ آمین۔

دوسرا واقعہ

برادر روحی خلیفہ شیخ بشیرالدین قریشی رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے وہ جہانگیر روڈ کوارٹروں میں قیام رکھتے تھے۔ بیماری کے غلبہ سے آدھے جسم کی جان نکل گئی۔ توبہ استغفار اور سورہ یٰسین تک نوبت پہنچی۔ ان کی اہلیہ محمودہ رحمانی جو حضور کی محبت و خدمت میں ایک خاص مقام رکھتی تھیں حواس باختہ آستانہ پر آئیں اور حضور کو ہمراہ لے گئیں۔ بندہ ناچیز اور چند رحمانی بھی ہمراہ تھے۔ حضور نے مریض کو دیکھا تسلی و تشفی دی اور مراقبہ فرمایا اور کافی دیر تک مراقبہ کے بعد سر اٹھاکر فرمایا۔ کرم ہوگیا۔ ٹھیک ہوجائیں گے۔ وہ سرد ہوچکے تھے۔ پھر گرم ہوئے اور دل

نے دھڑکنا شروع کردیا۔ اٹھ کر تعظیما بیٹھنے لگے۔ حضور نے جواہر مہرہ کی ایک خوراک دی اور دم کیا۔ جس کے بعد وہ عرصے تک حیات رہے۔

شکم زمین سے نکالا

سعید محمد خان رحمانی قسم قسم کی بیماریوں کا مجموعہ ہیں۔ فرماتے ہیں کہ بیعت سے قبل درد گردہ میں مبتلا تھا۔ نیند کے انجکشن لگواتا اور پڑا رہتا۔ اسی دوران بیعت ہوگیا۔ حضور نے نقش اور دم شدہ پانی دیا جس سے جنگلی بیر کے برابر پتھری پیشاب کے ذریعہ بغیر آپریشن خارج ہوئی پھر شدید قسم کی خونی بواسیر ہوگئی' انجکشن آپریشن اور ہر نوع کا علاج بے سود رہا۔ آخر الحاج یوسف ظفر رحمانی کی وساطت سے حضرت بھائی جان کا پیغام آیا۔ کراچی پہنچو۔ کراچی پہنچ کر بھائی جان نے اس وقت حضور کے سامنے کیا کہ جب دستر خوان لگ رہا تھا اور گائے کے پائے کا سالن۔ زینت دستر خوان تھا۔ معالجوں نے خصوصی طور پر گائے بھینس کے گوشت سے پرہیز بتا رکھا تھا۔ اس لئے کھانے میں تامل کیا حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا' میاں کھاؤ یہی آپ کا علاج ہے اور آئندہ جب بھی بواسیر ہو گائے کا گوشت مرچ مصالحہ لگاکر کھاؤ۔ وہ پائے کھانے کی دیر تھی کہ بواسیر ختم اور الحمد اللہ آج تک اس بیماری سے شیخ کی توجہ و کرم سے محفوظ ہوں۔ پھر ایک پھیپھڑا گل گیا۔ دوسرا متاثر ہوا۔ بریگیڈیئر محمد انور خان کی وساطت سے سالمی سینیٹوریم میں داخلہ لیا۔ معالج مایوس' عزیز و اقربا پریشان' اہل حلقہ گھبرا گھبرا کر حضرت قبلہ عالم کو فون کرتے۔ آپ فرماتے' ٹھیک ہوجائے گا۔ اسی موت و حیات کی کشمکش میں سالمی سینیٹوریم کے بستر پر دیدار رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا جو حضرت علی کرم اللہ وجہ سے فرمارہے تھے کہ "یہ بجلی کے تاروں والا ڈبہ سعید محمد خان رحمانی کے سینے پر لگادو۔ باقاعدہ جھنجھناہٹ محسوس ہوئی' مسرت و خوف کے ملے جلے جذبات کے تحت آنکھ کھل گئی اور مرض کو آفاقہ شروع ہوگیا۔" یہ میرے شیخ کا کرم ہے جو یہ سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے ایک نشست میں فرمایا' سعید محمد خان رحمانی کا شکم زمین سے نکالا۔ عرصہ کے بعد پیشاب بند ہوگیا۔ زندگی کے سب گناہ ثواب نظروں میں پھر گئے۔ انتہائی مایوسی' دن میں کئی کئی بار نلکی چڑھاکر پیشاب کرانے کا روح فرساں عمل دہرایا جاتا۔ آپریشن تجویز ہوا مگر شوگر اور کھانسی کی وجہ سے سرجن پریشان قبلہ عالم سے رجوع ہوئے۔ فرمایا آپریشن کراؤ۔ کامیاب ہوگا۔ آخری وقت یعنی آپریشن کی میز پر بے حسی کا ٹیکہ لگانے کے بعد سرجن نے انکار کردیا۔ مگر میرے حضور کا فرمان آپریشن ہوا اور کامیاب ہوا۔ حضور نے پھر فرمایا' سعید محمد خان رحمانی کو دوبارہ شکم زمین سے نکالا ہے۔ اس سوانح حیات کی تدوین کے دوران بھی صحت خراب ہے مگر حضور کا فرمان ہے کہ' تدوین کا کام لیا جائے گا۔ عمر بڑھادی جائے گی۔"

CamScanner

تصرف اور امداد

راجہ محمد اکرم رحمانی عرصہ دو سال بھارت کی قید میں رہے۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے المیہ کے دوران گرفتار ہوئے اور تین بار مکتی باہنی کے غنڈے ان کو قتل کرنے آئے مگر ناکام رہے اور آخری بار ہند و فوج کے سپرد کر گئے مکتی باہنی والوں کا کہنا تھا کہ ہم جب بھی حملہ کرتے ہیں ایک بزرگ صورت ڈھال تلوار سنبھالے غضبناک صورت میں درمیان میں آجاتی ہے اور ایک بنگالی تحریر سامنے ہوتی ہے کہ خبردار اس کو ہلاک کرنے سے پیشتر تم مار دیئے جاؤ گے۔ پوچھنے پر کہ اس نورانی صورت کا نقشہ کیسا ہے انہوں نے حضرت محبوب رحمانی کے خد و خال پیش کئے تو راجہ محمد اکرم رحمانی کا کہنا ہے کہ وہ یہ سن کر جھوم اٹھے اور وجد طاری ہوگیا کہ آقا کی ہر جگہ دھوم ہے اور ایام اسیری میں پوری توجہ رہی اسی طرح حاجی عبدالکریم رحمانی کا واقعہ بھی حیرت انگیز ہے جو مشرقی پاکستان سے بچ کر آئے۔ ایک بار حضور قبلہ عالم ایک نقش لکھ رہے تھے اسی نشست میں ایک اہل حدیث وہابی خیال کا شخص بیٹھا تھا۔ وہ ہنسا اور بولا تعجب ہے اس سائنسی دور میں ایسے افراد موجود ہیں جو اپنی بے وقوفی کی وجہ سے ان اعداد اور حروف میں اثر سمجھتے ہیں۔ حضرت جی نے فرمایا' "اثر تو فقیر آپ کو بھی دکھلا سکتا ہے ایک نقش لکھ کر آپ کو دیتا ہوں۔ گھر جاکر کھولنا راستے میں کھولو گے تو اثر آدھا رہ جائے گا۔" ایک کاغذ پر لکھ کر نقش کی طرح لپیٹ کر دے دیا۔"

"تیری ماں بھتنی تیرا باپ شیطان تو بھتنی اور شیطان کا بیٹا خبیث۔"

وہ تعویذ لے گئے اور بیتاب ہوکر راستے میں کھول کر پڑھا اور آگ بگولہ واپس آئے اور گلہ شکوہ کرنے لگے۔ اس سے کہا میاں ان برے الفاظ کا فوری اثر تو ہوا مگر اللہ پاک کے کلام اور اعداد میں اثر نہ ہوگا۔ آپ کے والدین بہت اچھے آپ بھی ان کے اچھے بیٹے سمجھانا مقصود تھا بہت نادم ہوئے۔ اسی طرح ایک اور صاحب مراقبہ اور تصور کا ثبوت پوچھ بیٹھے۔ ان سے پوچھا آپ گھر پر ہی رہتے ہو یا کام کرتے ہو۔ کہا کارخانے میں کام کرتا ہوں۔ پوچھا کارخانے سے مکان کتنی دور ہے کہنے لگا کافی دور ہے پوچھا کام کے دوران بیوی کا خیال آتا ہے جواب دیا ضرور آتا ہے۔ پھر اس سے پوچھا بھتنی کی شکل آتی ہے سامنے یا بیوی بولا استغفراللہ بیوی کی شکل آتی ہے۔ پھر پوچھا آپ کے والد دہلی میں رہتے ہیں ان کا خیال آنے پر باپ کی شکل سامنے آتی ہے یا شیطان کی۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ خیال کرنے پر باپ اور بیوی کا تصور تو صحیح ہو ان کی اصل صورت ہی نظر آئے اور ہم اپنے مرشد کا تصور کریں تو صحیح نہ آئے۔ یہ سننا تھا کہ وہ صاحب لاجواب ہوگئے اور آئندہ ایسے بے سرو پا سوال کرنے سے توبہ کی اور معافی

کے طلب گار ہوئے۔ حضرت جی نے فرمایا' ''بھئی ایسی کوئی بات نہیں محض سمجھانا مقصود تھا۔''
احیاء موتی کے دوسرے واقعات متاثرین کی زبانی دیئے جارہے ہیں :

حیات نو کا پہلا واقعہ

سید حامد حسین رحمانی ابن سید صوفی سید محمد ظہیرالحسن رحمانی مقیم لندن اپنا ذاتی مشاہدہ لکھتے ہیں : میرے ہم زلف مسمی شیخ عزیز احمد پر لندن میں ۱۸/ اگست ۱۹۷۹ء کو دل کا سخت دورہ پڑا۔ خوش قسمتی سے وہ اس وقت نارتھوک پارک اسپتال میں داخل تھے۔ ڈاکٹروں نے بمشکل بجلی کے جھٹکوں کے ذریعے سے حرکت قلب بحال کی لیکن موصوف اس کے بعد (کوما) گہری بے ہوشی میں چلے گئے۔ کیونکہ اس دل کے دورے میں کوئی ۱۸ منٹ تک حرکت قلب بند رہی تھی اس لئے ڈاکٹر صاحبان کو اندیشہ تھا کہ موصوف بمشکل جانبر ہوسکیں گے۔ اور اگر یہ ہو بھی گئے تو دماغ کو اتنے طویل دورانیہ کے درمیان خون نہ ملنے کی وجہ سے دماغ کے کسی حصے کے مفلوج ہوجانے کا امکان تھا۔ بہرحال موصوف کو انتہائی نگہداشت کے شعبے میں منتقل کردیا گیا۔ جہاں پر موصوف کی حرکت قلب اور زندگی لائف سپورٹ مشینوں کے ذریعہ بحال رکھی گئی۔ ڈاکٹر صاحبان نے تین روز کا وقت مقرر کیا تھا جن کے بعد مشینوں کو ہٹایا جانا تھا۔ ایسی صورت حال میں' میں نے حضرت جی کو ۲ بجے کراچی میں فون کیا۔ حضور شب بیدار تو تھے ہی' آپ نے خود فون اٹھایا۔ میں نے حضرت جی نے صورت حال بیان کی اور دعا کی درخواست کی' حضرت جی نے مریض کا نام دریافت فرمایا۔ بعدازاں کچھ توقف کے بعد ارشاد فرمایا کہ' ''کوئی بات نہیں ٹھیک ہوجائیں گے بس کچھ سرخ اشیاء صدقہ کردو۔''

عزیز بھائی کی اہلیہ کے اصرار پر جو میرے قریب ہی موجود تھیں میں نے حضرت جی کی خدمت میں عرض کی کہ ڈاکٹر دماغ کے کسی حصے کے مفلوج ہوجانے کا اندیشہ ظاہر کرتے ہیں۔ حضرت جی نے پھر ارشاد فرمایا' ''میاں فکر نہ کرو انشاء اللہ ٹھیک ہوجائیں گے۔'' حضرت جی کا اتنے وثوق سے یہ ارشاد ایسے وقت میں جبکہ بظاہر حالات دگرگوں تھے ایک کرامت سے کم نہ تھا۔

بہرحال تیسرے روز عزیز بھائی کو ہوش آگیا اور چند روز میں موصوف حضرت جی کی دعا سے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالکل بھلے چنگے ہوگئے اور آج بھی بفضل تعالیٰ حیات ہیں اور میرے والد محترم صوفی سید محمد ظہیرالحسن رحمانی کے مریدوں میں شامل ہیں اور اپنے دادا پیر کے حلقہ میں باقاعدگی سے حاضر ہوکر فیض یاب ہوتے ہیں۔

CamScanner

حیات نو کا دوسرا واقعہ

قاری مولوی سید حامد الدین ساجد رحمانی جو حضرت خواجہ محبوب رحمانی کے خلیفہ اور عالم دین ہیں۔ حیدر آباد دکن سے ان کا تعلق ہے اپنے والد بزرگوار سید حمیدالدین صاحب مرحوم کی حیات نو کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔

یہ عاجز ہمیشہ کسی حالت میں بھی حلقہ کا ناغہ نہیں کرتا (شیخ کے کرم سے)

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ میرے والد ماجد کی حالت بہت بگڑ گئی موت کی ہچکیاں لگ گئیں۔ والدہ نے اس خیال سے کہ کسی وقت بھی دم نکل سکتا ہے ایک دری منگوائی اور اب انتظار ہے کہ دیکھئے دم کب نکلے۔ یہ واقعہ شب جمعہ کا ہے۔ مجھے حلقے میں شرکت کی فکر تھی۔ میں نے فیصلہ کرلیا کہ کچھ بھی ہو حلقے میں حاضر ہوکر اپنے والد کے لئے دعا کراؤں گا۔ حلقہ کا ناغہ نہیں کروں گا۔ چنانچہ میں حلقے میں حاضر ہوگیا۔ قبلہ عالم سے دعا کے لئے عرض کی خود بھی دعا کی۔ الحمد اللہ جب میں حلقے سے فارغ ہوکر گھر واپس آیا تو میرے والد ماشاء اللہ صحت یاب تھے اور وہ اس کے بعد ایک سال تک زندہ رہے اور پھر انتقال ہوا۔ یہ میرے پیر و مرشد کی کرامت ہے کہ جو حلقہ میں حاضری کی برکت سے میرے والد کو دوبارہ زندگی ملی۔

حیات نو کا تیسرا واقعہ

یہ واقعہ کتیانے کی ایک میمن برادری کے جناب احمد ایوب رحمانی گاڈیت بیان کرتے ہیں۔ موصوف حلقہ رحمانی میں ۱۹۵۴ء میں داخل ہوئے۔ اسی دوران ان کے ڈیڑھ سالہ بچے عبدالقادر کی طبیعت خراب ہوگئی۔

عبدالقادر کو مغرب کی اذان کے وقت سے تشنج کا دورہ شروع ہوتا اور فجر کی اذان کے ساتھ بند ہوجاتا۔ تیسرے دن جمعرات تھی۔ رات کو وہ ڈاکٹر علی محمد قاسم کو جناح اسپتال چھوڑ کر جیکب لائن کے حلقے میں آئے۔ وہاں سید فیاض حسین جہان شاہی رحمانی موجود تھے۔ ان سے اپنے بچے کے مرض کا ذکر کیا۔ سید صاحب نے دم کا پانی دیا اور کہا کہ ابھی دعا ہوگی تو تمہارے بیٹے کے لئے بھی خیال کرلیا جائے گا۔

ان کو گھر پہنچ کر معلوم ہوا کہ تشنج بند ہوگئی ہے۔ دوسرے جمعہ کو جب قبلہ عالم پنجاب کے دورے سے واپس آگئے تو آپ سے ذکر کیا گیا۔ نماز جمعہ کے بعد قبلہ عالم بچے کو دیکھنے احمد صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ دس روز سے بچہ مسلسل آنکھ بند کئے ہوئے تھا۔ ڈاکٹر کا مینیجائٹس (ایک بیماری) ہے کا خیال تھا کہ اسی لئے سر پر برف

رکھتے تھے۔ حضرت قبلہ عالم نے برف ہٹوادیا و ، دم کر کے تشریف لے گئے۔
احمد آپ کو چھوڑ کر واپس آیا تو بچہ کھیل رہا تھا۔ اس واقعہ کے بعد ان کے ماحول میں جو پیروں کی مخالفت تھی۔ وہ ماند پڑ گئی کیونکہ اس بچے کی زندگی کی امید بالکل نہیں تھی۔ اور خود حضرت قبلہ عالم فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں اس بچے کے پاس اس وقت نہ جاتا تو شاید وہ فوت ہو جاتا۔
احمد بھائی کا یہ بیٹا عبدالقادر ہمیشہ ان کی نظر کرم میں رہا ماشاء اللہ آج وہ تین بچوں کا باپ ہے اور شاد و آباد ہے اور اس وقت کے علاج کے متعلق ڈاکٹروں کے کاغذات آج تک ان کے پاس موجود ہیں۔

تصرف شیخ اور حیات اولیاء

سید عالم شاہ رحمانی جو حلقہ رحانی کے ایک نعت خواں ہیں۔ رقم کرتے ہیں کہ وہ ۱۹۸۲ء میں راولپنڈی سے چالیس میل دور ایک جگہ خضرو دربار شریف جو پشاور روڈ پر واقع ہے۔ وہاں کے ایک بزرگ بابا جی عبدالغفور نقشبندی چشتی سہروردی ابولعلائی قلندری رحمتہ اللہ علیہ کے عرس پر تشریف لے جا رہے تھے جس کی دعوت انہیں جناب حافظ عبدالحمید قادری جو نئی کراچی کی ایک مسجد کالا اسکول کے امام تھے' نے دی تھی۔ اور انہوں نے ہی حضرت قبلہ عالم سے اجازت بھی دلوادی لمبا اور رات کا سفر تھا اور پھر تنہائی خوف پریشانی کا دامن گیر ہونا لازمی تھا۔ مگر قدم قدم پر غیبی امداد ہوتی رہی اور آخر منزل پر پہنچ گئے۔
چھوٹا گاؤں ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ صوفیائے کرام نے بھی دین کی خدمت کے لئے کہاں کہاں جنگل کو منگل بنادیا اور کوچے بسادیئے۔ وہاں مسجد' خانقاہ' لنگر خانہ مدرسہ جہاں درس نظامی کی تعلیم اور طلباء کا قیام اور طعام کا انتظام سب ہے۔ یہ دیکھ کر جناب عالم شاہ کو خیال آیا کہ کاش بابا جی رحمتہ اللہ علیہ کی حیات میں زیارت ہوتی۔ اور گزارش کی کہ آپ کو تو علم ہے کہ کس کا بھیجا ہوا ہوں اگر دیدار کرادیں تو آپ کے لئے کونسی مشکل ہے۔ کمرہ میں اندھیرا کر کے سوگئے۔ ابھی نیم خوابی تھی تو کمرہ جگمگا اٹھا۔ خیال کیا کہ کسی نے بتی جلائی ہے مگر یہ روشنی ایک بزرگ کے منور چہرہ کی روشنی ہے۔ فرمانے لگے "یہی چاہتے تھے نا۔" وہ قدم بوسی کے لئے دوڑے تو گلے سے لگالیا۔ ان کے ساتھ دو اور بزرگ تھے۔ ایک نے فرمایا' "بابا جی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑا کرم فرمایا ہے۔ اب سنت کا خیال رکھنا۔ اور اپنی داڑھی کی طرف اشارہ کیا۔"
پھر اچانک غائب ہوگئے اور کمرہ میں خوشبو باقی رہ گئی۔ یہ تصرف شیخ اور حیات اولیاء کی ایک ادنیٰ سی جھلک ہے کہ جب چاہیں زیارت کرادیں اور وصال کے بعد بھی باخبر ہیں۔

CamScanner

فقیر جب کسی کو کچھ دیتا ہے تو اس کو دینے والا بنادیتا ہے

جناب والا یہ عاجز غلام خواجہ محبوب رحمانی و خادم حلقہ رحمانی محمد ابراہیم مسکین رحمانی، ساکن بمبئی ہندوستان حال کراچی کا رہنے والا ہے۔

عرض ہے کہ بندہ شہر کراچی میں ۱۹۴۷ء سے رہائش پذیر ہے۔ یہاں کچھ عرصہ پان بیڑی کا کاروبار رامسوامی نشتر روڈ پر کرتا رہا۔ وہیں پر میرا مکان تھا۔ اس کے بعد بوتل گلی میں ڈبوں کا کاروبار کرتا رہا۔ گزر بسر بہت اچھی ہو رہی تھی۔ ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء کے دور میں میرا کاروبار خراب ہوگیا اور دکان بند کردی۔ البتہ اپنی رہائش گاہ میں پان بیڑی کا پرانا کاروبار کرتا رہا۔ اس دوران مجھے بہت مشکلات درپیش آئیں۔ میں بسا اوقات پورا دن روتا رہتا۔

میں نے متعدد مزارات پر بھی حاضری دی کہ میری گردش دور ہوجائے لیکن میری تکالیف میں اضافہ ہوتا رہا۔ میں سارا سارا دن اپنے دونوں بچوں کو ساتھ محنت مزدوری کرتا رہتا مگر اس کے باوجود گردش ایام شدید ترین ہوتے جارہے تھے۔

۱۹۶۰ء کی دوران حضور قبلہ عالم کا رنچھوڑ لائن کا پتہ چلا۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ آپ جہانگیر روڈ پر رہائش پذیر ہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ کچھ عرصہ بعد آقائی سیدی سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ۱۵ محرم کو ملاقات کی اور آپ کو کچھ حالات بتائے۔

آپ نے فرمایا، "بھئی بیٹھو اور **الھم انا نجعلک فی نحو رھم ونعوذبک من شرورھم** پڑھتے رہو۔ اللہ اچھا کرے گا۔"

خادم آپ کے سامنے ہی کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا اور پڑھنا شروع کردیا۔ ساتھ ہی ان کا دیدار کرتا رہا۔ بس دل یہی چاہتا کہ آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ کا دیدار کرتا رہوں۔

تقریباً ۲ سال کے بعد سرکار قبلہ عالم سے شرف ملاقات حاصل ہوئی ایک روز حلقہ میں جو آپ سے بہت قریب تھے میں نے ان سے کہا کہ آپ قبلہ عالم کے بہت قریب ہیں آپ ان سے میرے حالات بیان کردیں تاکہ میرے اوپر سے گردش دور ہوجائے۔ وہ صاحب مجھے ایک دن قبلہ عالم کی خدمت میں لے گئے۔ آپ نے میرے حالات سنے اور فرمایا، "اچھا بھئی باہر بیٹھو اللہ بہتر کرے گا۔"

میں باہر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد ان صاحب کو قبلہ عالم نے حجرے میں یاد فرمایا۔ پھر انہی صاحب نے میرے پاس آکر مجھے پچاس روپے دیئے اور کہا کہ قبلہ عالم نے یہ روپے تمہارے لئے دیئے ہیں۔ میں نے یہ روپے لینے

سے انکار کردیا اور کہا کہ بھائی جان میں روپے مانگنے نہیں آیا بلکہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے دینے والا بنائیں۔ وہ بولے' "تم بے وقوف ہو سمجھتے نہیں ہو فقیر کسی کو نہیں دیتے اور جب دیتے ہیں تو اتنا دیتے ہیں کہ دینے والا بنادیتے ہیں۔ ان کی ان باتوں کا میرے دل پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ مجھے یقین ہوگیا کہ چنانچہ ان سے یہ روپے لئے شرمندہ تھا۔ معافی مانگی۔

دوسرے دن اس رقم کا مال خرید کر اپنے مال میں ملاکر فروخت کرنے لگا۔ میرے ایک پرانے دوست نے ڈسٹل واٹر کا کام سکھادیا۔ اور میری ہر طرح سے مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک سال میں پورا قرضہ اتر گیا۔ دوسرے سال بچوں کی شادی کی اور اپنے سیدی مرشدی کی شاندار دعوت کی' اس موقع پر حضور قبلہ عالم نے مجھے مسکین شاہ کا خطاب عطا کیا پھر میں ہر سال نہایت شاندار طریقے سے آقا مولا کی صدارت میں گیارہویں شریف کا اہتمام کرنے لگا۔ ہر سال حضور قبلہ عالم میرے غریب خانے پر تشریف لاتے۔ جشن کا سا سماں ہوتا۔ خوب رونق ہوتی۔ اپنے قریب بٹھاتے اور صحبت خاص ہوتی۔ مجھے خلافت سے بھی نوازا۔

گھر میں جب افراد بڑھ گئے اور جگہ تنگ ہونے لگی تو پھر قبلہ عالم سے عرض کی کہ جس پر انہوں نے فرمایا' "اپنا رامسوامی والا مکان بیچ دو اور خود اپنی زمین خرید لو اور مکان بناؤ۔ پگڑی کا نہ لینا۔ اللہ مدد کرے گا۔ اور تمہارا ذاتی مکان ہوجائے گا۔"

اس وقت میرے پاس تیس سے پینتیس ہزار روپے تھے۔ مگر حضور قبلہ عالم نے فردوس کالونی میں ۵۵۰۰۰ روپے کی زمین خرید کروائی اور اس پر مکان بن گیا۔ یہ سب کچھ ناممکن تھا مگر ان کے کرم سے ہوگیا۔ ایک وقت تھا کہ فاقہ کشی ہورہی تھی اور آج ان کے کرم کے صدقہ میرے گھر سال میں کئی محفلیں ہوتی ہیں جس میں سینکڑوں لوگ لنگر کھاتے ہیں۔ یہ باتیں میں فخریہ نہیں کہہ رہا بلکہ اظہار تشکر ہے۔

ایک مشاہدہ۔ بقعہ نور

حاجی کیپٹن محمد حسین رحمانی ولد عبدالشکور ڈھیڈی جو کہ کتیانہ میمن برادری کے ایک معزز فرد ہیں بیان کرتے ہیں کہ۔

یہ واقعہ میرے ابتدائی ایام کا ہے۔ جب میں حلقہ رحمانی میں داخل ہوا تھا۔ اس کے بعد ہفتہ واری حلقہ میں شامل ہوا تو دوران مراقبہ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو حضور قبلہ عالم جو کہ مسند نشین تھے اور حلقہ لے رہے تھے وہ اپنی نشست پر نہیں تھے بلکہ مسند بقعہ نور بنی ہوئی تھی۔

جناب ماموں حاجی حمید اللہ صاحب رحمانی برادر نسبتی کو اولاد نرینہ کی بشارت

ماہ نومبر ۱۹۵۴ء کی بات ہے کہ میں اپنے دیگر عزیزوں کے ہمراہ اپنے چچا زاد بھائی عطاء اللہ کی شادی کے سلسلے میں کراچی سے ملتان گیا۔ ۲۱ نومبر ۱۹۵۴ء مطابق ۸ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ بروز جمعرات کو حضرت جی نے مجھ سے فرمایا کہ ایک تانگہ لو اور تمام آستانوں پر حاضری دینے چلو۔ حضرت کے ہمراہ بندہ عطاء اللہ کے بڑے بھائی مرحوم امیر اللہ اور قاری ممتاز احمد رحمانی کے سالے عزیز الرحمٰن آستانوں پہ حاضری کے لئے چل دیئے۔ سب آستانوں پر حاضری دے کر شہر واپس آئے۔ شہر میں بھی ایک آستانہ ہے آخر میں وہاں حاضری دی۔ (اس وقت تک میں نے حضور قبلہ عالم کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی)

حاضری کے دوران قبلہ عالم نے مراقبہ سے فارغ ہوکر میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ "میاں حمید اللہ تمہیں مبارک ہو۔" میں نے عرض کی یہ مبارک باد کیسی دے رہے ہیں۔ فرمایا' "بس تمہیں مبارک ہو۔" جب ہم تانگہ میں بیٹھ کر واپس گھر روانہ ہوئے تو دوران سفر میں عرض کہ مجھے آپ نے مبارک باد کس بات کی دی تھی۔ فرمایا کہ اس آستانہ سے حکم ہوا ہے کہ اس مرتبہ تمہارے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ چنانچہ ۱۲/ جولائی ۱۹۵۵ء کو میرے گھر لڑکا پیدا ہوا۔

شہر ملتان میں ایک بزرگ حضرت مصطفٰے شاہ صاحب تھے جب ہم ملتان گئے تو مصطفٰے شاہ صاحب نے حضرت جی کی دعوت کی' اس دعوت میں حضرت قبلہ عالم کے ساتھ ہم بھی شریک ہوئے۔ اس کے بعد روزانہ رات کو ہم بھائیوں کی نشست شاہ صاحب کے یہاں ہونے لگی۔

ایک روز عطاء اللہ نے شاہ صاحب کہا کہ بھائی حمید اللہ نے ابھی تک کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی ہے آپ انہیں اپنا مرید بنالیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ خدا نے تمہارے گھر میں ایک چراغ روشن کیا ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ باہر کیوں جاتے ہو۔ باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

عطاء اللہ جواب دیا۔ کہ سالے اور بہنوئی کا رشتہ ہے۔ اس لئے آپ بیعت کرلیں تو مناسب ہوگا۔ عطاء اللہ اصرار کرتے رہے اور شاہ صاحب انکار کرتے رہے۔

آخر شاہ صاحب نے فرمایا کہ' "رات کو روزانہ سونے سے قبل سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو تمہارا پیر خود تمہارے خواب میں آجائے گا۔ ہم شادی سے فارغ ہوکر کراچی واپس آگئے اور شاہ صاحب کے حکم کے مطابق روزانہ رات کو سونے سے قبل سورہ فاتحہ پڑھنا میرے معمولات میں داخل ہوگیا۔

CamScanner

کچھ عرصے کے بعد ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ کرفیو لگا ہوا ہے اور فوج کو حکم ہے کہ جو بھی گھر سے نکلے گولی مار دو۔ میں سڑک پر آگیا اور مجھے گولی مار دی گئی۔ گولی لگنے کے بعد میرا جسم پھول گیا۔ آدمی مجھے وہاں سے اٹھا کر ایک گھر میں لے آئے اور ایک تخت پر لٹا کر چار آدمیوں نے میرے جسم کی مالش کرنا شروع کردی۔ جس گھر میں مجھے لایا گیا تھا وہ جہانگیر روڈ پر حضرت جی کا آستانہ ہے۔ حضرت جی نیلا تہمند باندھے اور گلے میں رومال ڈالے اپنے چند مریدین کے ہمراہ دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ مجھے دیکھا مالش کرنے والوں سے فرمایا۔

"ابھی کسر ہے اور مالش کرو۔"

یہ فرماتے ہوئے آپ اسی جگہ بیٹھ گئے جہاں پہلے کھانا تناول فرماتے تھے اور وہیں سے دیکھتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا۔

"اب ٹھیک ہے۔ ان کو چھوڑ دو۔"

اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

ان دنوں حلقہ جیکب لائن میں ہوا کرتا تھا۔ اس روز میں حلقہ میں پہنچا اور حلقہ کے اختتام پر لالہ بھائی جان (جناب محمد عارف رحمانی) مجھے حضرت جی کے پاس لے گئے اور حضرت جی کے سامنے لے جاکر بٹھادیا حضرت جی نے مجھ سے فرمایا' "میاں حمیداللہ کیا بات ہے۔" میں نے کہا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے آیا ہوں۔ آپ نے مجھے اسی وقت بیعت کرلیا۔

یہ حضرت جی کا روحانی کمال ہے کہ شاہ صاحب کے کہنے پر میں نے سورہ فاتحہ کا عمل ورد کیا تو میرے مرشد میرے خواب میں آگئے اور دوسرے ہی روز میں نے حضرت جی کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

راقم الحروف
حمیداللہ رحمانی

تصرف علمی و روحانی

سید محمد یعقوب رحمانی نقشبندی حلقہ رحمانیہ کے عالمی سیاح و مبلغ ہیں۔ ۱۹۸۳ء میں بامالا کی محفل میں ان کے بیان پر حضرت جی نے ان کے لئے دعا فرمائی جس کا فیض تھا کہ ان کے بیرون ملک کے دورے ہر جہت سے کامیاب رہے۔

دسمبر ۱۹۸۳ء کی ۱۷/ تاریخ کو ناروے کے شہر اوسلو میں اسلام اور اس کا پیغام امن کے موضوع پر تقریر ہوئی۔

CamScanner

بعد میں ۱۹۸۶ء میں اسی شہر میں مولانا طاہر القادری کی اسلام اور عیسائیت پر تقریر اور پادریوں سے مناظرہ ہوا۔ اور نمایاں کامیابی حاصل کی۔

اسی سلسلے میں پاپائے روم جون پال سے ان کی دعوت پر ملاقات ہوئی۔ پھر ایران کی دعوت پر وہ ایران گئے۔ ایک خصوصی مجلس میں ان کی تقریر رہی اور امام خمینی سے ان کی ملاقات ہوئی۔ ان کی ملاقاتوں کی تفصیلات بڑی دلچسپ ہیں۔ یہاں حضرت قبلہ عالم محبوب رحمانی کی کرامت کا ذکر کرنا مقصود ہے کہ جس کی وجہ سے ترکی میں بھی حلقہ رحمانی کا قیام ممکن ہوسکا۔

استنبول کے ایک ڈاکٹر کا خواب جو حقیقت بنا

ڈاکٹر کمال اوذکان نے استنبول میں خواب دیکھا کہ دوران سفر ایک دوراہے پر پریشان تھے کہ انہیں دو بزرگ نظر آئے ان سے راستہ دریافت کیا جو انہوں نے بتایا وہ صحیح تھا۔ پھر کیا تھا۔ ان بزرگوں کو پانے کے لئے تڑپ اور ان کی تلاش شروع ہوگئی ان کے دوستوں میں سے ایک صاحب علامہ عثمان تھے ان سے ذکر کیا تو وہ مراقبہ فرماکر کہنے لگے اس دفعہ ہم عید کی نماز قومینتی میں پڑھیں گے جو استنبول سے ۸۵۵ کلومیٹر دور ترکی سے متصل یونان کا علاقہ ہے اور وہاں مسلمانوں کی آبادی ہے۔ دوسری جانب اتھنس میں محمد یعقوب صاحب نے اپنے بیٹے سے کہا کہ یہاں تو عید کی نماز کا مزہ کیا آئے گا گنتی کے مسلمان ہیں۔ چلو قومینتی جو وہاں سے بھی ۸۰۰ ک م کے فاصلے پر ہے وہاں دونوں ایک ہی ہوٹل میں قیام کرتے۔ مگر وہاں کے مفتی صاحب ان کے اطراف کے علاقہ کی سیر کے لئے گئے مگر ایک جگہ پیغام ملا کہ استنبول سے مہمان آئے ہیں اور ملاقات کے خواہاں ہیں۔ جب وہاں پہنچے تو ڈاکٹر صاحب یعقوب صاحب کو دیکھ کر لپٹ پڑے اور مدہوش ہوگئے اور مفتی صاحب کو ماجرا سنایا کہ انہوں نے انہی کو خواب میں دیکھا تھا اور راستہ پوچھا تھا۔ پھر کہا کہ آپ کے ساتھ دوسرے بزرگ تھے۔ تو وہ کہاں ہیں تو یعقوب صاحب نے حضرت قبلہ عالم کی تصویر جو اتفاقاً جیب میں تھی دکھلائی تو وہ بولے یہی تھے۔ یعقوب صاحب نے کہا کہ یہ ان کے پیر ہیں اور اور کراچی میں ہیں۔ ڈاکٹر صاحب استنبول کی معروف شخصیت ہیں وہ ان کو اپنے ساتھ لے گئے اور تقریب منعقد کی جس میں یعقوب صاحب نے ان کو بیعت کرکے خلافت دی۔ وہاں کے مشہور اخبار سباح اور ملت میں پورا حال اور ان کا خواب ان کی تصویر اور ان کی پاپائے روم سے ملاقات کا حال اور دیگر تصویریں شائع ہوئیں۔ اس طرح حلقہ رحمانی کی بنیا وہاں بھی قائم ہوگئی۔

ایک اور نکتہ بھی بیان ہوجائے کہ قبلہ عالم نے یعقوب صاحب کو خلافت نقشبندی سلسلہ کی دی جو اس وقت

انوکھی بات تھی۔ ورنہ ہمیشہ سب کو چشتیہ صابریہ و قادریہ سلسلوں کی خلافتیں دی جاتی تھیں اس کی وجہ خود یعقوب صاحب کو وہاں سمجھ میں آئی کہ وہاں سلسلہ نقشبندیہ رائج ہے۔

واقعہ ایک کرامت کا

عزیزم مکرم محترم علامہ کوکب نورانی دامت برکاتہم صاحب کا وہ خاص واقعہ کرامت جو خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد دہلی میں حضرت شاہ مراد رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد میں نماز جمعہ پڑھوانے سے متعلق ہے پیش خدمت ہے۔

اس کرامت کا تذکرہ جناب خلیفہ قاری ممتاز احمد صاحب رحمانی سے آپ نے کہا اور ان سے مجھے مختصراً معلوم ہوا۔ بالتفصیل تحریر فرماکر مشکور فرمائیں۔ تاکہ کتاب تذکرہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کے باب کرامت میں درج کیا جائے۔ یہ کتاب زیر طباعت ہے لہٰذا بدست حامل رقعہ ہذا کرم فرمائیں تو عین نوازش ہوگی۔

حضرت مخدوم صوفی سید محمد ظہیرالحسن صاحب قبلہ' سلام مسنون حسب ارشاد واقعہ تحریر کررہا ہوں۔ حضرت کے حوالے سے اشاعت مناسب ہے۔ ورنہ میں ہرگز کسی لائق نہیں۔

از دوستاں دعاء طمع دارم   زآں کہ من بندہ گنہ گارم

۷/ فروری ۱۹۸۶ء کو میں دہلی میں تھا۔ حضرت محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و محب جناب محمد یونس دہلوی کے ہاں میرا قیام تھا۔ میرا ارادہ تھا کہ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ سے متصل مسجد میں نماز جمعہ ادا کروں۔ مگر محترمہ بیگم زینت کوثر دہلوی کا اصرار تھا کہ مرادآباد سے تشریف لائے ہوئے۔ معمر جید عالم دین مولانا محمد حیات صاحب نقشبندی مدظلہ' العالی حضرت شاہ محمد فرہاد ابوالعلائی رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ سے متصل مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے ہمارے ساتھ جارہے ہیں۔ لہٰذا آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں اور درگاہ شاہ فرہاد صاحب علیہ رحمتہ اللہ علیہ کے متولی حضرت حافظ عبدالخالق صاحب کی یہی خواہش ہے کہ آپ کو ساتھ لایا جائے۔

چنانچہ میں ساتھ ہوگیا۔ اس بافیض درگاہ پر پہلے بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا تھا اور متولی محترم عبدالخالق صاحب میرے کرم فرما تھے۔ کشن گنج سے متصل اس درگاہ میں پہنچے۔ مرقد انور پر ہدیہ سلام پیش کرکے میں متصل مسجد میں چلا گیا۔ جہاں لوگ خطبہ کے منتظر تھے۔ سنتیں ادا کیں۔ معاً" میرے کانوں میں حضرت محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کی آواز آئی کہ '"نماز آپ پڑھاؤ'۔ ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔"

CS CamScanner

آواز میری جانی پہچانی تھی۔ شخصیت میرے روبرو مجسم ہوگئی۔ میں نے عرض کی۔ "عبدالخالق صاحب بزرگ ہیں' میں انہی کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔ یہ سوسالہ معمر بزرگ ساتھ ہیں۔
دوبارہ آواز آئی۔ "ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔" لفظ "ہم بھی قابل توجہ تھا۔ کیونکہ حضرت اپنے لئے "فقیر" کا لفظ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مجھے جونہی یہ خیال آیا تو صاحب مزار کا اشارہ فرمایا۔ میں نے کسی پر کچھ ظاہر نہ کیا اور مسجد کے اندرونی حصے میں پہلی صف میں جاکر بیٹھ گیا۔ محترم حافظ عبدالخالق صاحب منبر پر رونق افروز ہوئے اور خطبہ پڑھایا۔ خطبہ ختم کرتے ہی وہ از خود میری طرف تیزی سے بڑھے اور مجھے امامت کے لئے فرمایا۔ میں نے تردد کیا مگر وہ مصر رہے۔ بالاخر میں نے ہی نماز پڑھائی واردات قلبی کا عجب عالم رہا۔اس کے بعد مزار شریف کے قریب مختصر نعت خوانی' ختم شریف اور صلوٰۃ و سلام کی محفل کی کہ یہ یہاں ہر جمعہ کو حضرت والد صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر میرا معمول ہے۔ فارغ ہوکر وہیں کھلے صحن میں بیٹھے تھے کہ عبدالخالق صاحب نے فرمایا۔ وقفہ خطبہ میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ نماز کی امامت جناب کوکب نورانی صاحب سے کرواؤں۔ حضرت قبلہ قاری ممتاز احمد صاحب رحمانی خلیفہ خاص حضرت خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کی تایا زاد بہن محترمہ نسیمہ خاتون بھی وہاں موجود تھیں اور وہ صبح فون کرکے زینت بہن سے یہ کہہ چکی تھیں کہ مجھے صبح خواب میں حضرت محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ آج ہم نماز جمعہ مسجد شاہ فرہلد میں ادا کریں گے اور اس باعث زینت بہن نے وہاں نماز جمعہ ادا کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔
یہ تفصیل انہوں نے رات کے کھانے پر مجھ سے سب کے روبر بیان کی۔ محترمہ نسیمہ خاتون نے حضرت محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کو بنفس نفیس نماز میں شامل دیکھا اور حضرت مولانا محمد حیات صاحب نے بھی دیکھا اور ان کا حلیہ شریف بھی بیان کیا جبکہ انہوں نے حضرت محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کبھی نہیں کی۔
مجھے انفاس العارفین کا حوالہ خواب میں یاد آیا کہ "ارواح ایشاں در زمین و آسمان و بہشت ہرجا کہ خواہندمی روند۔" سبحان اللہ الحمد اللہ اس سفر پر دیگر بارگاہوں کے علاوہ حضرت خواجہ محبوب رحمانی علیہ الرحمتہ کے جد امجد سید مسکین شاہ جے پوری صاحب کے مرقد پر حاضری اور اور زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا۔
"ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء"

مخلص

کوکب نورانی

۲۸/ فروری ۱۹۸۶ء

CS CamScanner

شفاء الامراض

جناب نسیم احمد صاحب رحمانی (لاہور والے) ڈاکٹر ابوالفیض کی اہلیہ شاہدہ کو علاج کے لئے قبلہ عالم کی خدمت میں لائے۔ حالانکہ ان کے علاج پر ڈاکٹر صاحب پانچ لاکھ روپے خرچ کرچکے تھے۔ حضرت نے خیال کیا تو شاہدہ کو کوئی مرض نہ تھا بلکہ اس پر سفلی کے اثرات اور تکلیف تھی۔

آپ نے فرمایا ”اس کا اتارا ہوگا اور یہ بالکل ٹھیک ہوجائے گی۔ اور دم دو وقت آن کر کرانا ہوگا اگر یہ منظور نہیں تو جو پروگرام آپ کا لندن جانے کا تھا سیدھے وہیں چلے جاؤ۔“

نسیم احمد صاحب نے دم کرانے کا ذمہ لیا۔ اتارا کیا گیا اور پھر شاہدہ آٹھ دن میں بالکل ٹھیک ہوگئی۔ اب تو ڈاکٹر صاحب کو سکون ہوا اور حضرت سے عرض کی کہ میرے لئے مبارک پتھر کا نگینہ تجویز فرمائیں حضرت نے نیلم دے دیا اور ان سے فرمایا اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے پہننے والے پر کوئی بلا و مصیبت آنے والی ہو تو یہ تڑخ جاتا ہے اور بلا اپنے اوپر لے لیتا ہے۔

اس کے بعد وہ پتھر کر روزانہ دیکھتے کہ کب Crack ہوتا ہے ان سے کہا گیا کہ کیماڑی سے منوڑہ سمندر پار کر آؤ۔ رات کو سوئے تو صبح اٹھے تو پتھر میں Crack تھا۔

انہوں نے حضرت صاحب کو بتایا کہ نیلم تڑخ گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ پتھر تمہارے لئے مبارک ہے۔ اب تو ڈاکٹر صاحب کا عقیدہ اور پختہ ہوگیا۔ پھر انہوں نے اپنے مرض کے متعلق عرض کیا کہ میری گردن کا مہرہ ڈھیلا ہوگیا ہے۔ اس لئے اس کو ادھر ادھر نہیں گھما سکتا۔ اس کا علاج بہت کرایا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

حضرت نے حسب معمول لکڑی کے ٹکڑے میں کیل ٹھونک کر کہا اب اپنی گردن گھماؤ۔

انہوں نے اپنی گردن کو خوب گھمایا وہ بالکل ٹھیک تھی۔ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ وہ بولے۔ آپ میرے ساتھ لندن جاکر خدمت خلق کریں۔

اب ڈاکٹر صاحب نے اپنی والدہ کے مرض کا ذکر کیا ان کے منہ میں چھالے ہیں کسی دوا سے آرام نہیں ہوتا۔ حضرت نے تین ٹماٹر سرخ چھوٹے دم کرکے دیئے اور فرمایا کہ ’یہ تینوں ٹماٹر ان کو کھلادو سب ٹھیک ہوجائیں گی‘ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ بہت خوش ہوئے۔ اس ساری کاروائی کا نتیجہ اور عقیدت کا اظہار کیسے ہوا کہ شاہدہ صاحبہ لاہور گئیں اور خلاف وعدہ سیدھی لندن چلی گئیں۔ فقیر سے سلام و دعا بھی نہیں کی۔ اب لوگ شکر گزار نہیں ہے۔ اس طرح سے بے شمار علاج جن کے بیان کے لئے ایک ضخیم کتاب درکار ہوگی۔

جناب حاجی عبدالکریم رحمانی میمن کا مشرقی پاکستان سے بچ نکلنے کا واقعہ خود ان کی زبانی

یہ واقعہ ۱۹۷۰ء کا ہے کہ بندہ کاروباری سلسلے میں مشرقی پاکستان (ڈھاکہ) گیا ہوا تھا کہ قیام کے دوران وہاں کے سیاسی حالات خراب ہوگئے۔ میں حاجی داؤد رحمانی کے گھر پر ٹھہرا ہوا تھا کہ جنگ چھڑ گئی اور ڈھاکہ پاکستان سے الگ ہوگیا۔

نئی بنگلہ دیش حکومت نے اعلان کیا کہ صرف بنگالی لوگ پرمٹ پر ہندوستان جاسکتے ہیں۔ میں غیر بنگالی تھا سخت پریشان تھا۔ مایوسی کے عالم میں پیرو مرشد کا تصور کرکے بازار میں نکل گیا کہ کوئی صورت نجات کی نکل آئے۔

میں اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ سیدی و مرشدی اور آپ کے خلیفہ محمد عارف بھائی جان سامنے تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں۔

"میاں عبدالکریم فکر نہ کرو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔"

مجھے ایک گونہ تسلی ہوئی۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ میرا ہاتھ ایک سفید نائلون کی رسی سے بندھا ہے اور وہ رسی مجھے آسمان کی طرف لے کر اڑی اور کراچی میں میرے گھر کے سامنے لاکر آتا رویا۔ چند دن بعد مغرب کے وقت دعا مانگ کر خیال کیا کہ کیوں نہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے دربار میں درخواست دے دوں۔ دوسرے روز ایک لڑکا ابراہیم میرے کمرے میں آیا اور کہنے لگا کہ مبلغ ایک سو روپے خرچ ہوں گے اور پرمٹ مل جائے گا۔ لہٰذا حضرت کے کرم سے پرمٹ مل گیا۔ رات کو خواب میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری ہوئی اور روضہ مبارک کے گنبدوں پر نور کی بارش برستی دیکھی۔

اب وہ پرمٹ لے کر ہوائی جہاز کا واپسی ٹکٹ بمبئی کا لیا اور وہاں چلا گیا (اپنی ہمشیرہ کے ہاں) چند دن وہاں ٹھہر کر بھائی داؤد رحمانی کی خبر لینے کے لئے کلکتہ کے لئے گاڑی پکڑی۔ گاڑی میں میرے ساتھ ایک ہندو لڑکا تھا اور میرا ٹکٹ اس کے پاس تھا۔ رات کو وہ اتر کر دوسرے ڈبے میں سوار ہوگیا۔ جب کلکتہ چار پانچ اسٹیشن رہ گیا۔ مجھے پریشانی ہوئی تو محسوس ہوا۔ قبلہ عالم پیرو مرشد سامنے موجود ہیں اور تسلی دے رہے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

ایک دوسرے ہندو لڑکے نے پریشانی کا سبب پوچھا۔ اسے سب ماجرا بتایا کہ ٹکٹ دوسرے لڑکے کے پاس ہے۔ اس نے تسلی دی کہ میں تمہیں اپنے ساتھ باہر نکال لوں گا۔ اور وہ گیٹ پاس لینے چلا گیا۔ اتنے میں وہ لڑکا بھی آگیا اور مجھے اپنے ساتھ ہوٹل میں لے گیا۔ ناشتہ کرایا اور پھر میرے ہوٹل کے لئے رکشہ کرادیا۔ کلکتہ میں حاجی داؤد سے ملاقات نہ ہوسکی تو میں سیدھا اجمیر شریف پہنچا۔ دربار میں حاضری دی۔ اپنا تعارف پیش کیا اور حضرت محبوب رحمانی کا مرید اور خواجہ شاہ انعام الرحمٰن کا پوتا روحی ہوں۔ اور آپ کی روحانی اولاد ہوں اور حضور سیدی و مرشدی

کی طرف سے چادر چڑھائی۔ ایسا معلوم ہوا کہ دربار سرکار غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ سے حکم ہورہا ہے۔ آپ کے پیر و مرشد یہاں موجود ہیں۔ تب میں نے درخواست دی کہ بندہ اپنے آقا و مولا پیر و مرشد کے پاس کراچی جانا چاہتا ہے۔ اور میرے دوسرے بھائی جو ڈھاکہ میں پھنس گئے۔ ان کے لئے بھی دعا مانگی اسی روز شام کو عصر کی نماز کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی چوکھٹ پر حاضر تھا کہ معلوم ہوا کہ یکایک کوئی شے میرے دل میں داخل ہوگئی اور فوراً خیال آیا کہ آپ فوراً بمبئی چلے جاؤ وہاں سے آپ فوراً کراچی چلے جاؤ گے۔

بمبئی میں واپس آگیا۔ وہاں میرے چار ساتھی بولے کہ لانچ تیار ہے چلو چلتے ہیں۔ میں حضرت جی کے تصور میں اس لانچ پر سوار ہوگیا۔ وہ دبئی جارہی تھی مگر لانچ والوں کو آٹھ روز ہوگئے۔ دبئی کا راستہ نہ ملا۔ اور لانچ پر خوراک ختم ہوگئی کہ اچانک کنارہ نظر آیا۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ گوادر کا ساحل ہے۔ (پاکستان ہے) ہم سب بہت خوش ہوئے اور میرے ساتھیوں نے کہا۔ آپ نے جو حضرت غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری دی تھی یہ سب اس کی برکت ہے۔ اس شیخ کامل کے کرم کے قربان جاؤ کہ کس کس انداز سے میری رہبری فرمائی۔ تسلی دی۔ زیارت کرائی اور منزل مقصود پر اس پر آشوب دور میں بندہ عاجز کو پہنچایا۔

ادھر میرے پیر بھائیوں نے بتایا کہ حضرت قبلہ عالم نے ہمیں کراچی میں پہلے ہی خبر دے تھی کہ حاجی عبدالکریم ربیع الاول شریف کے آخر میں آجائیں گے۔

جناب عبدالرحیم رحمانی خلیفہ محبوب رحمانی سابق سیکریٹری ایگریکلچر کاؤنسل وزارت خوراک و زراعت حکومت پاکستان۔

بھائی عبدالرحیم رحمانی ۱۹۴۹ء سے حلقہ رحمانی سے منسلک ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں باقاعدہ بیعت کی سعادت حاصل ہوئی اور ۱۹۷۰ء میں خرقہ خلافت سے انہیں نوازا گیا۔ اس سال ان کے ساتھ دوسرے ۱۴ بھائیوں کو بھی خلافت عطا ہوئی تھی۔ یہ بھی مالی پریشانی اور بیماریوں کے سبب کسی دعاگو کی تلاش میں نکلے اور ان کی کچھ ادائیں خاص تھیں کہ دین و دنیا دونوں سنور گئیں۔

برادرم محترم عبدالرحیم رحمانی پاکستان بننے سے پہلے ہی محمد عارف خاں رحمانی المعروف لالہ بھائی جان سے واقف تھے۔ جن کے توسط سے حضور قبلہ عالم خواجہ محبوب رحمانی سے صابری مسجد میں ملاقات ہوئی۔ حضور قبلہ عالم جمعہ کے دن بھائی جان کے دولت کدہ رنچھور لائن میں تشریف فرما ہوتے ہیں وہاں صرف آٹھ یا نو آدمی ہوتے۔ ان کے دل میں آیا کہ کچھ میٹھی چیز لاکر وہاں حلقہ میں رکھا کریں تو وہ ۴۔ ۶ آنے کی کشمش خوب دھوکر لے جاتے

CamScanner

اور وہ حضور قبلہ عالم کے سامنے رکھتے۔ بعد مراقبہ اور دعا کے وہ کشمش تقسیم کردی جاتیں۔

ایک خواب معہ تعبیر بابت ڈیوٹی خدمت خلق

بھائی محترم عبدالرحیم رحمانی فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور قبلہ عالم کے ساتھ باہر ہوں۔ حضور جیسے چہل قدمی فرمارہے ہیں۔ اور میں پیچھے پیچھے ہوں۔ اتنے میں حضور کو کمزوری محسوس ہوتی ہے اور میں اپنے ہاتھوں میں تھام کر اٹھا لیتا ہوں۔ مجھے کوئی وزن محسوس نہیں ہوتا اور میں جیسے ڈاکٹر مختا شاہ کو یاد کرتا ہوں۔ میں نے حضور کو ہاتھوں میں کافی دیر تک اٹھائے رکھا اور چلتا رہا۔ پھر آگے خواب یاد نہیں۔

تعبیر حضور قبلہ عالم نے جو ارشاد فرمایا' "انشاء اللہ خواب مبارک ہے" چنانچہ حج کے بعد ۱۹۷۹ء سے میں حضور قبلہ عالم کی خاص توجہ اور خصوصی عنایت کے ساتھ حضور کی حیات ظاہری میں مخلوق کی خدمت پر مامور ہوا آستانہ عالیہ پر۔ بنگالی خلیفہ بھائی غلام اعظم رحمانی دامت برکاتہ' نے خوب محبت کے ساتھ اس خدمت میں میری اعانت فرمائی اور حضور قبلہ عالم بھی خوش رہے اور ہیں۔ حضور کی توجہ اور نظر شفقت کا مرہون منت ہوں اور یہ حضور کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ الحمدللہ آستانہ عالیہ پر تادم ڈیوٹی خدمت خلق انجام دے رہا ہوں اور حضور دلوا رہے ہیں اور انشاء اللہ چراغ سے چراغ جلتے رہیں گے ادائیگی فرض ان کی توجہ سے انجام دے رہا ہوں۔

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

میری خواہش تھی کہ کسی اسم کا ورد عطا ہو۔ مگر گزارش کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ مگر حضرت قبلہ عالم نے خواب میں تلقین فرمائی مگر پورا اسم یاد نہ رہا۔ حاضر خدمت ہوکر خواب بیان کیا اور پریشانی بتائی تو حضور قبلہ عالم نے اپنی مخصوص پیاری مسکراہٹ کے ساتھ بھولا ہوا اسم بتادیا۔ اس مسکراہٹ سے دیکھا اور شفقت سے کہنا "میاں آؤ" ایسی کرم کی نگاہیں اور ادائیں تھیں کہ جس پر پڑیں وہ بسمل ہوگیا اور عمر بھر بھولا نہیں۔

ایک مبارک خواب اور حضور قبلہ عالم کی تعبیر

جناب خلیفہ نذر محمد رحمانی صاحب کہتے ہیں کہ تین محرم الحرام ۱۳۹۶ھ کو ایک خواب دیکھا۔ کہ پاک پٹن شریف میں حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پاک پر حاضر ہیں۔ بہشتی دروازہ کھلنے والا ہے اور کثیر تعداد میں لوگ جمع ہیں۔

اعلان ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد خصوصاً دیوان صاحب داخل ہوں گے اور اس عاجز کو حکم ملا کہ تم بحیثیت گارڈ داخل ہوگے۔ لہٰذا دروازہ کھلا جب حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد داخل ہوگئی تو سرکار کا غلام بھی داخل ہوا اور ایک شخص اور میرے ساتھ داخل ہوا۔ وہ بھی بحیثیت گارڈ کے دروازہ بند کردیا گیا۔

دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنی قبر مبارک کے سر کی طرف سے اونچی کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ آپ کے سر پر سفید پگڑی تھی اور جبہ شریف پہنے ہوئے ہیں۔ باقی حاضرین دائیں بائیں باادب کھڑے ہوئے ہیں۔ مگر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا سر مبارک سب سے بلند ہے کہ دیوان صاحب نعت خوانوں کو اشارہ فرماتے ہیں کہ نعت پڑھیں۔

میں نے دیکھا کہ وہاں پر دو نعت خواں ہیں۔ ایک سانولے رنگ کے چھوٹی داڑھی' چشمہ لگائے ہوئے اور دوسرے محترم صوفی سید محمد ظہیرالحسن رحمانی صاحب پڑھنا شروع کردیتے ہیں۔ (نعت شریف کے کسی شعر کو پڑھ رہے ہیں)

بس اسی شعر کی تکرار ہورہی تھی۔ حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور حاضرین جھوم رہے ہیں کہ میری آنکھ کھل گئی۔ حضور نے تعبیر بتائی کہ مبارک خواب ہے۔ بابا صاحب کے ہاں حاضری قبول ہوئی۔ حاضری میں بڑا ہی کرم تھا۔

علم تعبیر رویا میں کمال

ایک مجلس میں حضرت محبوب رحمانی نے فرمایا کہ حضرت منشی نورالعمر رحمانی کے ایک عزیز عبدالصمد نے ۱۹۴۷ء میں کراچی میں ایک خواب دیکھا۔ جبکہ یہاں ہندو مسلم فسادات کی افواہیں گرم تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک فقیر کے سامنے ایک پیالہ رکھا ہے اور بہت زیادہ غصے میں ہے۔ پورا بدن پسینہ سے شرابور ہے۔ وہ فقیر اپنا پسینہ پیشانی سے پوچھ کر اس پیالہ میں ڈال رہا ہے۔ وہ پسینہ خون کی طرح ہے خون سے پیالہ بھر گیا۔ اس وقت ایک درویش آئے اور فقیر سے بولے' یہ کیا کرتا ہے۔ ہمیں دیکھو اور پہچانو۔ یہ پیالہ پی جاؤ اور یہاں سے چلے آؤ۔

فقیر خون کا بھرا پیالہ پی گیا اور وہاں سے چلا گیا۔

یہ خواب دیکھ کر عبدالصمد صاحب کو بخار چڑھ گیا۔ اور منشی جی حضور قبلہ عالم کے پاس اس خواب کی تعبیر معلوم کرنے گئے۔ قبلہ عالم نے فرمایا' "تعبیر تو جس نے خواب دیکھا ہے اسے دوں گا۔ مگر یہ تو بتاؤ اس کو بخار آیا' یا

CamScanner

نہیں۔"

منشی جی نے کہا کہ اسے بخار ہوا ہے۔ آپ مجھے اس خواب کی تعبیر بتائیں تاکہ ہماری فکر دور ہو۔ ان کے اصرار پر قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا۔

"بھی خواب تو اس نے بہت بلند دیکھا ہے۔ اپنی بساط سے اونچا اس لئے بخار آیا۔

وہ جو فقیر خون کا پسینہ صاف کرکے اس پیالے میں ڈال رہا تھا وہ کراچی کا جلالی صاحب خدمت تھا۔ اور آنے والا درویش نیا صاحب خدمت جمالی تھا۔" چنانچہ یہ تعبیر عبدالصمد کو آکر سنائی تو ان کا بخار اتر گیا۔

اسی طرح لندن میں کسی نے خواب دیکھا کہ میاں بیوی ایک جگہ ایک شادی کی تقریب میں شریک ہیں۔ انہوں نے عمدہ لباس پہنا ہوا ہے۔ بیوی نے دیکھا کہ ایک چگادڑ اس کے سر پر بیٹھ گئی اور اتنا کاٹا کہ خون نکل آیا اور اسی روز میاں نے بھی یہی خواب دیکھا اس کے بھی خون نکل آیا وہ زبردست پریشان تھے کہ یہ کیا بلا آگئی ہے۔

یہ خواب سن کر قبلہ عالم نے تعبیر بتائی کہ ان کی ایک چھوٹی لڑکی ہے دونوں اس سے خوب پیار کرتے ہیں۔ جب اس لڑکی کی شادی ہوگئی تو وہ اس قدر مال جہیز لے گی گویا ان کا خون ہی چوس لے گی۔

اس خواب کی تعبیر جب انہوں نے وصول کی تو وہ خوش ہوگئے اور بعد تصدیق ہوگئی کہ واقعی ان کو اپنی لڑکی سے بہت پیار ہے۔ جو چیز بھی اپنے والدین سے طلب کرتی وہ ضرور لاکر دیتے ہیں۔

ایک اور خواب کی تعبیر

زینت کوثر رحمانی دہلوی کا خط (۲۰ جولائی ۱۹۸۰ء)

آپ کی ہدایت کے بموجب کھیر کی نیاز دے دی۔ ایک بات عجیب سی معلوم ہوئی کہ دودھ میں اور کھیر میں ابال نہیں جبکہ تقریباً تیز آگ پر وہ گھنٹے تک پکی تھی۔ کھیر تیار ہونے کے بعد آگ سے اتاری گئی مگر اس میں ایک بلبلہ نہیں اٹھا۔

کھیر باوضو ہوکر میں نے خود پکائی تھی۔ دودھ بھی بازار سے خود جاکر لائی تھی۔ پکانے کے دوران میں درود شریف پڑھتی رہی میں نے عمر میں پہلی بار کھیر پکائی تھی مگر انتہائی لذت سے بھرپور تھی۔

رات کو میں نے خواب میں دیکھا

میں چار پائی پر لیٹی ہوئی ہوں کوئی میرے بال دھلا رہا ہے۔ بال زمین کی طرف لٹکے ہوئے ہیں اور خوب مل مل کر دھلائے ہیں۔ اور خواب میں ہی مجھے محسوس ہوا میرے بال ریشم کی طرح نرم و ملائم ہوگئے ہیں اور ان کا وزن بھی پھولوں کی طرح ہلکا ہوگیا ہے۔

دوسرے دن میں نے غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی کھیر کی نیاز دی۔ پھر رات کو خواب میں آپ کی زیارت نصیب ہوئی اور بہت دیر تک آپ کے ساتھ رہی۔

میں نے دیکھا کہ آپ ہمارے ہاں چند دنوں کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ فہیم اور وسیم آپ کی خدمت میں بڑے انہماک سے لگے ہوئے ہیں۔ آپ بستر پر لیٹ گئے اور سونا چاہتے ہیں۔

میں نے آپ سے عرض کی میں بادام کا تیل آپ کے سر مبارک پر مل دوں تو آپ کو بڑے آرام و سکون سے نیند آجائے گی۔ چنانچہ میں نے بادام کا تیل آپ کے سر مبارک پر ملا۔ پھر میں نے دیکھا کہ یونس صاحب کے سر اور چہرے پر پسینہ بہہ رہا ہے۔ سر سے پسینہ نکل کر چہرے پر آتا ہے اور بوندیں بن بن کر نیچے گر رہا ہے۔ بے شمار بوندیں چہرے پر سے ٹپک رہی ہیں۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے پاس بیٹھنے کے بعد پسینہ بہنے کی رفتار میں بہت کمی آگئی۔ پھر اس درمیان میری آنکھ کھل گئی۔

پھر میں کچھ دیر کے بعد دوبارہ سوگئی اور خواب میں دیکھا کہ اسی رات میں ہمارے لان میں ایک بہت بڑے سائز کی مشین ہے۔ جو آئس کریم اور برف جماتی ہے۔ اس مشین سے برف کی بڑی بڑی سلیں خود بخود نکل رہی ہیں۔

پہلے روز میں نے حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے ہاتھی میرا پیچھا کر رہے ہیں۔ میرے اندازہ کے مطابق آٹھ دس ہاتھی تھے میں نے ان ہاتھیوں سے خوفزدہ ہوئی اور اس کوشش میں ہوں کہ ہاتھیوں سے پیچھا چھڑالوں مگر ہاتھی بھاگتے ہوئے میرے قریب آرہے ہیں کہ وہ یک دم مجھے چھوسکتے ہیں۔ میں پریشان دوڑی جا رہی ہوں۔ سامنے میں نے دیکھا ایک بہت بڑا محراب نما مسجد کی طرح کا پھاٹک ہے۔ میں تیزی سے اس کے اندر داخل ہوگئی اور لوہے کے مضبوط کنڈے سے بند کردیا۔ وہاں مجھے پتہ چلا کہ یہاں حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ میں نے دور سے دیکھا کہ مزار شریف پر ایک چادر ڈالی ہوئی تھی۔ بچے مزار شریف کے پاس ہی کھیل رہے تھے جس سے چادر ذرا سی کسک گئی تو مزار شریف سے آواز آئی کہ بچوں کو یہاں کھیلنے سے منع کرو۔ میں دور کھڑی تعجب سے دیکھ رہی ہوں اور تعجب کر رہی ہوں کہ لوگ کہتے ہیں

کہ یہ زندہ ہیں اور یہ تو مزار کے اندر سے بول رہے ہیں۔ بھاگی ہوئی بچوں کی ماؤں کے پاس گئی اور ان کو سختی سے تاکید کی جلد اپنے بچوں کو وہاں سے واپس بلاؤ۔ اور میں خوف سے کانپ رہی ہوں اور ڈرتے ہوئے مزار شریف کے پاس جارہی ہوں اس خیال سے کہ چہرہ مبارک سے چادر ہٹ گئی ہو تو چہرہ دیکھ لوں گی۔ اور وہ بھی مجھ پر نظر ڈال لیں گے۔ میں نے دیکھا کہ واقعی چہرہ مبارک سے چادر ہٹی تھی اور پورا چہرہ تو میں اچھی طرح سے نہ دیکھ سکی۔ مگر ایک جھلک ضرور دیکھی اور ایسا محسوس ہوا کہ جیسے مجھے کرنٹ لگا ہو۔ مجھے کیف آگیا اور میں دونوں ہاتھ اپنی گردن پر رکھ کر آنکھیں بند کرکے آسمان کی طرف منہ کرکے جھومتی رہی چیختی رہی۔ مگر میں نے محسوس کیا کہ میری چیخ کی آواز باہر لوگوں تک نہیں جارہی۔ میں ایک اندازے کے مطابق پانچ سات منٹ تک ایک دائرے کی شکل میں جھومتی رہی اور چیختی رہی۔ مجھے باکل اپنا ہوش نہ تھا اور میری عجیب و غریب سی کیفیت تھی۔ بڑی دیر بعد ہوش آیا اور پھر میری آنکھ کھل گئی۔

مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں کیونکہ اسی رات میں نے مزار شریف کے اندر جاکر چادر ہٹاکر مزار شریف کو بوسہ دیا تھا۔ عورتوں کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ رات کا وقت تھا۔ سب لوگ تراویح پڑھ رہے تھے میں موقع پاکر اندر چلی گئی اور بوسہ لے کے فوراً واپس آگئی۔ تو مجھے اس خواب کے بعد یہ خیال آیا کہ محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کو بچوں سے چادر کا کھسکانا ناگوار گزار تو کہیں یہ میری طرف اشارہ نہ ہو میں دوسرے دن جاکر معافی مانگ آئی تھی۔ حضور سے بہت ڈر لگتا ہے کہ کہیں کوئی بات میری محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کو ناگوارا نہ گزر جائے۔

تعبیر رویا رحمانی

مورخہ ۲۵ رحمتہ اللہ علیہ جولائی ۱۹۸۰ء کے اقتباسات
(بنام محترمہ زینت کوثر رحمانی، دہلی)

میری سعادت کے نشان والی روحی بیٹی زینت کوثر (رحمانی) سلمہا۔

عزیزہ من! آپ کا تصور فقیر کی توجہ کا ظہور ہے۔ خداوند کریم آپ کو تصور میں اور زیادہ کامیابی عطا فرمائے۔ پڑھنے کے لئے بہت سی چیزیں ہیں۔ لیکن وقت آنے پر بتائی جائیں گی۔ اس بات کا افسوس ہے کہ آپ کو مرشد کا ہاتھ پہلے ہی پکڑ لینا چاہئے تھا۔ آپ کے خیال بہت مبارک ہیں۔ تعبیر درج ذیل ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں جو کھیر پکاکر ہدیہ پیش کیا گیا۔ وہ قبول ہوگیا۔ دودھ میں

ابال نہ آنا کھیر کی لذت برقرار رہنے کی علامت ہے۔
عالم خواب میں فقیر کی زیارت عبادت اور باعث خیر و برکت ہوتی ہے۔ عالم خواب میں ہاتھی کو اپنا تعاقب کرتے ہوئے دیکھنا اور بچ نکلنا دیکھنا بلا کے پیچھا کرنے کی علامت ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ آپ سب کو آنے والی بلاؤں سے محفوظ رکھے۔
آئس کریم اور برف جمانے کی مشین کا گھر کا احاطے میں لگنا ترقی روزگار کی علامت ہے۔ گھر بیٹھے سکون سے رزق ملے گا۔ برف کی سلیں دیکھنا سکون سے رزق حاصل ہونے کی دلیل ہے۔ اور مزاجوں میں نرمی اور صلاحیت پیدا ہونے کی علامت ہے۔ درباروں کی حاضری مبارک علامت ہے۔
حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر بچوں کا شور و غل کرنا اور حضرت کا منع فرمانا اس سے مراد یہ ہے کہ بزرگان دین جیسے ظاہر میں دیکھتے تھے ایسے ہیں مزاروں کے اندر سے دیکھتے ہیں۔ ادب و احترام سے مزارات پر حاضری کے لئے جانا بزرگوں کو خوش کرنا ہے اور دعائیں لینا ہے۔
حضرت پیر غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے تذکرۃ الغوثیہ میں جنگلی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ لکھا ہے کہ :
کلیر شریف میں میری ملاقات جنگلی شاہ سے ہوگئی تو ہم دونوں حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس سے دور ہٹ کر ایک اونچی جگہ پر بیٹھ گئے۔ باتیں کرتے کرتے جنگلی شاہ نے اپنی چادر اوڑھی اور فرمایا۔ لو بھئی ہم چلتے ہیں اور وصال فرما گئے۔ مجھے سخت فکر لگی کہ اب کفن دفن کے انتظام کے لئے یہاں سے ہٹ نہیں سکتا۔ کہ جنگلی جانور لاش کو کھا جائیں گے۔ اگر یہاں بیٹھا رہتا ہوں۔ تو کفن دفن کا انتظام کیسے ہوگا اور اکیلے بیٹھنا بھی اچھا نہیں لگتا۔ ابھی ساری رات باقی ہے۔ اسی فکر میں تھا کہ زبان سے نکلا کہ عجیب دوست تھا۔ بہت نامناسب وقت میں وصال فرمایا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ جنگلی شاہ یہ کہتے ہوئے اٹھے بیٹھے۔ لو بھئی اٹھ جاتے ہیں۔ پھر چلے جائیں گے اور باتیں شروع کردیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ مقام کہاں سے حاصل ہوا۔
فرمایا حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کے آستانے مبارک پر جھاڑو اور نالیاں صاف کیا کرتا تھا کہ یہ مقام حاصل ہوا۔ صبح کو انتقال سے قبل مجھ سے جنگلی شاہ نے کہا کہ ایک آدمی آرہا ہے۔ اس کے پاس ایک چادر ہے۔ ایک میرے پاس ہے۔ ان کے اندر ہی مجھے دفن کردینا اور وصال فرما گئے۔ پس معلوم ہوا کہ بزرگان دین وصال کے بعد بھی اپنے مزارات پر آنے والے کی باتیں سن لیتے۔
حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت سے مراد نیک کام کی توفیق ہوگی۔ بہت مبارک بات ہے۔ محل کا عطا فرمانا اور دیکھنا حاضری ایسی ہے جیسے کہ حسین محل تیار ہورہا ہو۔

لباس کے عطا ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس میں دوسروں کے عیب چھپاؤ۔ اور اپنے آپ شمار میں نہ لاؤ۔ کیونکہ یہ بات اولیاء اللہ کو پسند ہے۔ بالوں کو دھلا ہوا دیکھنا قرضے کے بار سے سبکدوش ہونے کی علامت ہے۔ یونس صاحب کا پسینہ میں شرابور ہونا محنت سے روزی کمانا کی علامت ہے۔ اس کا پھل بہت مبارک ہے۔ اور جسم کی کثافت کے دور ہونے کی علامت ہے۔ صحبت اولیاء اللہ کفارہ گناہ ہے۔

آپ کا خط خود بھی پڑھا اور دوسروں نے بھی۔ سب بہت خوش ہوئے۔ آپ کی تحریں میں صداقت اور جذبات نظر آتے ہیں۔ فقیر آج بہت مصروف ہے کہ بہت مشکل سے وقت نکال کر خط لکھا رہا ہوں۔

نماز تراویح کے بعد جتنا قرآن شریف پڑھا جاتا ہے۔ اس کا ترجمہ دو گھنٹوں تک بیان کرتا ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے وہ سنتا ہے۔ فقیر ہر محفل میں اپنے روحی دوستوں اور بٹیوں کے لئے دعا کرتا ہے جو حاضر ہوں اور جو غیر حاضر ہوں ان کے لئے بھی۔

اور سب بچے سلام عرض کرتے ہیں۔

درد ملت و عالم اسلام کی خیر خواہی

ذیل میں ہم ایک سپاسنامہ کی نقل اور ایک تقریر دیتے ہیں۔ جن سے خواجہ محبوب رحمانی کا ملت کے لئے درد اور عالم اسلام کی خیر خواہی کی تڑپ عیاں ہے :

بسمہ اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

یصلی علیہ اللہ جل جلالہ   بھذا ابد للعالمین کمالہ

سپاسنامہ

اھلا" وسھلا" مرحبا

فیض درجت عظیم البرکت، فخر طریقت، فضیلت ماب، نبیرہ غوث الاعظم الحاج السید عبدالقادر جیلانی و مشائخ عظام و علماء کرام و عمائد ملت و اراکین حکومت و جمیع حاضرین باتمکین محفل سیدالمرسلین رحمتہ اللعالمین شفیع المزنبین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

منجانب

احقر العباد گامزن سبیل الرشاد رئیس مشائخ رحمانی۔ کراچی مورخہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۴/ اپریل ۱۹۷۴ء

صاحب العالی!

وابستہ گان حلقہ رحمانی کے لئے یہ یوم سعید باعث صد افتخار ہے کہ آج جشن عید میلادالنبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صوری صدارت خاندان نبوت کے چشم و چراغ حضرت پیر سید عبدالقادر جیلانی دامت برکاتہ العالیہ فرما رہے ہیں۔

حضرت والا! اس پرفتن دور میں جبکہ ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر' دین سے غفلت' فساد عقائد' گمراہی و الحاد اور لادینیت کا سیلاب روز افزوں ہے فقیر کی خیال میں اس کا واحد علاج بحکم رب العالمین یہی ہے۔ کہ بارگاہ مصطفویٰ سے فیض حاصل کریں۔ **"والو انهم اذ ظلمو انفسهم جائوک فلستغفروالله واستغفرلهم الرسول لوجدو الله توابا رحيما"** (آیت نمبر۶۴ سورہ النساء) (اور وہ کبھی اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تو آجاتے آپ کے پاس۔ پھر مغفرت طلب کرتے اللہ سے اور مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول تو ضرور پاتے اللہ کو۔ بہت توبہ قبول کرنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔)

یعنی محافل میلاد مقدس کی کثرت' صلوٰۃ و سلام کا عام چرچا و رواج و ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مداومت جس سے اتباع حبیب صلی اللہ علیہ وسلم لازماً نصیب ہوتی ہے۔

چہ گونہ رستگاری می شود جز تو نداند کس
فتادہ کشتی امت بہ طوفان یارسول اللہ
اگر دارم یکے دارم بجز تو کس ندارم
برائے رہبری دین و ایماں یارسول اللہ

حضرت والا! اس وقت پاکستان اور عالم اسلام کو بیرونی و اندرونی خطرات درپیش ہیں ان کا حل اتحاد عالم اسلامی اور تطہیر ملت اسلامیہ ہے۔ عالم اسلامی کے اتحاد کا اصول قرآنی یہ ہے : **"لايتخذ المومنون الكافرين اولياء من دون المومنين"** (آیت نمبر۲۸' سورہ آل عمران) (مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں' مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا) "واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا" (آیت نمبر۱۰۳ سورہ آل عمران) (اور اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔) اور یہ اللہ کی رسی تو ذات سید المرسلین صلی

اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت کرام اور سنت خیرالانام ہی ہے۔)

تطہیر ملت یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کا فی الفور نفاذ ہوا اور ختمی نبوت کے منصب خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کا سرکاری اقرار اور اس پر عمل کیونکہ ختم نبوت کے مخالف قوتوں کا فروغ ملت اسلامیہ کے اندرونی خلفشار و انتشار کا اصلی سبب اور انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا سبب ہے۔ جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راضی نہیں ہوتے۔ کوئی تجویز و تدبیر کارگر نہیں ہوسکتی۔ یاد رہ کہ قیام دنیاوجود اولیاء اللہ پر منحصر ہے : "جب تک دنیا میں اللہ کا نام لینے والا موجود رہے گا قیامت نہیں آئے گی۔" اللہ کا نام لینا بھی اولیاء اللہ جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی یاد کراتے ہیں۔ اس لئے نجات امت بھی محبت اولیاء بزرگان دین اور ان کے ارشادات پر عمل کرنے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بے پایاں کرم و احسان ہے کہ حلقہ رحمانی "**وذکر هم بایام الله**" (آیت نمبر۵' سورہ ابراہیم) (اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ) کے فرمان خداوندی کے تحت محافل میلاد مقدس اوراعراس بزرگان دین کی مجالس منعقد کرتا ہے تاکہ ان کی پاکیزہ زندگی اور معمولات روحانی کے تذکرے سے احیاء دین و ملت کے منصوبے کو تقویت حاصل ہو۔

مورخہ ۱۳/ اگست ۱۹۶۶ء کی سالانہ محفل عرس غوث الاعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ کے موقع پر سپاسنامہ بخدمت اقدس صدر السفراء حضرت پیر جیلانی کے آخر میں فقیر نے دعا کی تھی کہ اللہ تبارک تعالیٰ آنجناب کو ملت اسلامیہ کی زیادہ سے زیادہ اخلاقی و روحانی خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور خصوصاً مسلمانان پاکستان کو آنجناب سے روحانی فیوض حاصل کرنے کا موقع مرحمت فرمائے۔ آمین۔ الحمد للہ کہ اس دعا کا مکمل ظہور ہم آج دیکھ رہے ہیں کہ نبیرہ غوث الاعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ صرف ملت اسلامیہ پاکستان فیض یاب ہورہی ہے بلکہ حکومت پاکستان کا محکمہ حج و اوقاف بھی آپ کے مشوروں کی روشنی میں مسلمانان پاکستان کی جلیل القدر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

شکریہ رب العالمین کے لئے فقیر کے پاس الفاظ نہیں کہ اس مجیب الدعوات نے فقیر کی کئی سال کی مسلسل دعا کہ "مسلمانان عالم کو ایک کردے اور نیک کردے گا۔" کا ظہور بھی ۲۲ فروری کی حالیہ اسلامی سربراہ کانفرنس منعقدہ لاہور میں ایسا کیا گیا کہ عالم اسلام کے سربراہ نہ صرف جمع ہوئے بلکہ بادشاہی مسجد میں نماز پڑھ کر ایک اور نیک ہونے کا مظاہرہ کیا۔ اب دو دعاؤں کا ظہور باقی ہے یعنی مسلمانوں کی ذلت کو عزت سے بدل دے اور مسلمانوں کے نقصان کو نفع سے بدل دے۔

امید ہے کہ اگر فقیر کے مندرجہ بالا مشورے پر عمل ہوا تو اس دعا کا ظہور بھی بفضل ایزدی جلد ہوگا۔ انشاء اللہ

والسلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

المتشکر والمخلص الی الل ٥

محمد فاروق رحمانی

سپاسنامہ

بخدمت والا مرتبت، فیض درجت، العظیم البرکت فضیلت ماب، صدر السفراء السید عبدالقادر جیلانی نبیرہ سیدالابرار، صاحب الاسرار، غوث الاخیار صاحب مقام مخدع، الباز الاشہب، غوث الثقلین، قطب الکونین، سلطان المقبولین درگاہ حق کے ناز پرور شیخ الانس و جن وملائکہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی حسنی حسینی رحمتہ اللہ علیہ

منجانب : رئیس المرشدین حلقہ رحمانی (الفاروق) جہانگیر روڈ۔ کراچی

مورخہ ۲۵/ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۳/ اگست ۱۹۶۶ء یوم شنبہ

حضرت والا! اس عاجز فقیر اور وابستہ گان حلقہ رحمانی کے لئے یہ لحات باعث صد افتخار ہیں کہ آج ہماری سالانہ محفل غوثیہ کی صدارت خود حضرت والا تبار جو کہ خاندان سیدنا غوث اعظم کے چشم و چراغ ہیں بنفس نفیس فرمارہے ہیں۔

حضرت والا! حلقہ رحمانی اعتقادی و دینی حیثیت سے ہمیشہ بزرگان طریقت کے اعراس نہایت شان و شوکت سے مناتا رہتا ہے اور یہ سب کچھ ان اولیاء عظام کا فیض ہے۔ جن کے نام نامی سے ان ایام متبرک کو بحکم خدا **(وذکرھم بایام اللہ)** موسوم کیا جاتا ہے لہٰذا مناسب ہے کہ میں ان سے چند ایک محافل کا ذکر کروں جو اس فقیر کی زیر نگرانی حلقہ رحمانی کی جانب سے منعقد ہوتی رہتی ہیں ان کا ذکر کسی نمود و نمائش یا شہرت کے لئے نہیں بلکہ محض اظہار تشکر کے طور پر ہے اس لئے کہ رب تبارک تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان دین کے طفیل ہمیں یہ سعادت بخشتا رہتا ہے اسی وجہ سے ہم ان ایام مبارک میں ان کی بارگاہ میں حسب توفیق ایزدی اپنے جذبات عقیدت و محبت کی نذر پیش کرتے رہتے ہیں۔ الحمد للہ والشکر للہ۔

۱۔ جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ عرس عالم پناہ مخدوم پاک حضرت خواجہ سید علاؤ الدین علی احمد صابری کلیری رحمتہ اللہ علیہ

۳۔ سترہویں شریف حضرت خواجہ محبوب پاک سید نظام الدین محبوب الٰہی زری زربخش دہلوی رحمتہ اللہ علیہ
۴۔ عرس سلطان الہند حضرت خواجہ اجگان سیدنا معین الدین چشتی اجمیری خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ
۵۔ عرس حضرت قطب عالم خواجہ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ وغیرھم

صاحب المعالی! اس دور پر فتن میں جبکہ ملت اسلامیہ میں انتشار وافتراق پھیلا ہوا دین سے بے توجہی اور غفلت عام ہوتی جارہی ہے فساد، عقائد، گمراہی اور لادینیت کا سیلاب روز بروز بڑھ رہا ہے لیکن اللہ کا فضل اور احسان ہے کہ وابستگان حلقہ رحمانی نے اپنے دینی و دنیوی فرائض سے غافل نہ ہونے کا عزم بالجزم کرلیا ہے کیونکہ اکابرین کے ارشادات منشائے الٰہی کے عین مطابق ہوتے ہیں۔

سیدنا عارف رومی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

انہیں معمولات کی ایک کڑی آج کا یہ مبارک اجتماع بھی ہے جس کی غرض و غایت بارگاہ غوث الثقلین میں ہدیہ نیاز عقیدت پیش کرنا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر نے ہمیں یہ سعادت نصیب فرمائی کہ ہم آپ کی زیر صدارت بارگاہ حضور سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ وہ غوث اعظم جنھوں نے ایسے وقت میں ملت اسلامیہ کی دستگیری فرمائی جبکہ مفسدین اور معاندین کی سازشوں سے امت مسلمہ پر ہرچہار طرف سے یلغار ہورہی تھی دین مقدس کو حیات نو بخشی۔ جس کا انعام من جانب اللہ یہ عطا ہوا کہ آپ محی الدین کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے ارشادات گرامی آج بھی ملت مسلمہ کے لئے آب حیات ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

"علم لدنی اسی کو حاصل ہوتا ہے جو اپنے علم پر عامل ہوتا ہے۔"

"دیکھو! شریعت کو ہر حالت میں مقدم رکھو اور اس کا دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو، اللہ سے ہمیشہ ڈرتے رہو اور اس کی اطاعت میں ہمہ وقت کوشاں رہو، اپنے سینوں کو بغض اور کینہ و حسد سے خالی رکھو۔ اللہ کی یاد سے کسی وقت غافل نہ رہو اور **لم تقولون مالا تفعلون** کے حکم کے مطابق کبھی ایسی بات کا دعویٰ نہ کرو جو تم نہیں کرتے ہو۔"

یہ ہیں وہ گراں قدر ارشادات جو آپ کے جد امجد حضور سیدنا غوث اعظم محی السنت والدین رحمتہ اللہ علیہ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمائے۔

حضور والا! آج اجتماعی طور پر آپ کی موجودگی میں ہم سب تجدید عہد کرتے ہیں کہ ان ارشادات عالیہ پر تکمیل کی کماحقہ کوشش کرتے رہیں گے جو ہمارے شیخ المشائخ سلسلہ قادریہ چشتیہ کے توسط سے ہمیں پہنچے ہیں اور آپ

کے وسیلہ سے ہم بارگاہ حضور سیدنا غوث اعظم میں مستدعی ہیں کہ ہماری دستگیری فرماکر ہماری گزارشات اور حقیر نذرانہ عقیدت کو قبول فرمائیں۔

این دعا از من و از رحمانیاں آمین باد۔

آخر میں آنجناب والا کا حلقہ رحمانی کی جانب سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آنجناب نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود قدم رنجہ فرماکر محفل مقدس کی رونق کو دوبالا کیا۔ ہمیں بے انتہا قلبی اور روحانی مسرت ہوئی ہے اور یقیناً نبیرہ حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی تشریف آوری حلقہ رحمانی کے لئے باعث صد افتخار ہے۔

آنجناب کو ملت اسلامیہ کی زیادہ سے زیادہ اخلاقی روحانی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

ایں دعاء از ما و از جملہ جہاں آمین باد

والسلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ'

المتشکر المخلص الداعی والمستدعی

الفقیر الی اللہ تعالیٰ ثم الی الغوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ

محمد فاروق رحمانی القادری چشتی الصابری الرحمانی عفی اللہ عنہ'

اس سپاسنامہ کے جواب میں حضرت محترم جناب فضیلت ماب سید عبدالقدر گیلانی نے قبلہ عالم محبوب رحمانی کو محبت اور شفقت کے انداز میں فرمایا کہ آپ عاشق غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ ہیں اور مجھے اس محفل میں آکر بے حد مسرت ہوئی۔

سپاسنامہ

حضرت قبلہ عالم محبوب رحمانی کے مقدس معاصرین میں حضرت مولانا خواجہ شاہ غلام رسول قادری چشتی قلندری رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی کا خاص مقام ہے۔ دونوں حضرات ایک دوسرے کا بے حد احترام کرتے اور قبلہ عالم ہمیشہ محرم الحرام کی مجالس میں قادری مسجد میں رونق افروز ہوتے ہیں اور حضرت مولانا کے بیان دل گداز پر شہادت کربلا اور روحانی سوز و کیفیات سے سرشار ہوتے۔

۱۹۶۰ء میں مسجد قادری سے ملحقہ فوجی بنگلوں میں ایک عقیدت مند فوجی افسر اور ان کے برادران نے ایک دن دونوں مقدس ہستیوں کی دعوت کی اور اس موقع پر درج ذیل سپاسنامہ ان حضرات کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ فوجی

افسر جناب اعتماد الدین عرف احمد شاہجہاں برادر گرامی جناب خلیفہ محبوب رحمانی مصلح الدین عالمگیر صاحب رحمانی کے تھے۔ افسوس کہ جناب اعتماد الدین کا انتقال ہوچکا ہے لیکن یہ یادگار سپاسنامہ میں نے قلم بند کیا تھا جو ہدیہ ناظرین ہے۔

زہے نصیب کہ قسمت سے دن یہ آیا ہے
جو مہر و ماہ فلک سے زمیں پہ آیا ہے
جمال قادریہ ضوفشاں ہے آج یہاں
کمال صابریہ ہوش و دل پہ چھایا ہے

یاایھاالقبلتین السلام علیکم

ہم بھائیوں کے پاس نہ تو الفاظ ہیں نہ قلم کو یارا ہے کہ جذبات دل کی صحیح ترجمانی کرسکے۔
امابعد بصد آداب و تسلیمات ہم بھائی ذات باری تعالیٰ کا صد شکر ادا کرتے ہیں کہ آج ہماری زندگیوں میں وہ پہلا دن وہ پہلا موقعہ آیا ہے جو اس سے پہلے نہ آیا اور نہ ہی ہمیں توفیق ہوئی۔ آج کی گھڑی قرن السعیدین ہے۔
الحمدللہ کہ آج اس غریب کدہ پہ شمس و قمر اپنے درخشندہ و تابندہ ستاروں کے ساتھ اس طرح جلوہ فگن ہیں کہ نگاہیں تصدق ہورہی ہیں اور دل نچھاور ہورہے ہیں۔
الحمدللہ کہ آج ہم خطاکاروں کو بھی یہ احساس ہوگیا کہ اللہ پاک و برتر عزاسمہ ان محبوبین کی تشریف آوری سے ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے گا اور ہم کو اپنے نام لیواؤں میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔
الحمدللہ کہ آج ہم محتاجوں کو بھی وہ نعمت ہائے عظمیٰ عطا ہوئی ہیں کہ ہمارے اندھیرے غم کدہ میں قادری و صابری چراغوں کی نورانی شمعیں روشن ہیں جن کی چمک نہ صرف اس چاز دیواری تک محدود ہے بلکہ دنیا کے لئے مشعل ہدایت و رحمت ہیں۔ الحمدللہ کہ آج ان کونین کے تصرف کرنے والوں سے نہ صرف ہماری پریشانیاں اور دلی رنجشیں ختم ہوں گی۔ بلکہ پھر کبھی ہمیں موجودہ مصائب کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔ آمین۔
اے اللہ پاک ہم غریب محتاج مفلس نادار گناہ گاروں کی طرف سے اپنے چاہنے والوں کی اور جن کو تو بھی چاہتا ہے تشریف آوری قبول فرما اور ہم کو توفیق دے کہ ہمیشہ ہم اس سعادت سے فیض یاب ہوں۔ آمین ثم آمین۔

مابعد امالی

اعتماد الدین احمد عرف شاہ جہاں

مصلح الدین عالمگیر رحمانی
فخرالدین احمد، شمشیر علی
سعاد الدین احمد

سپاسنامہ

جس کی روح اقدس کے منتظر ہوں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسی عاشق کے پوتے/نواسہ کو ہم کہتے ہیں
اھلاً وسہلاً مرحبا

بخدمت فیض درجت عظیم المرتبت شیخ السلام و الملت، حامی شریعت رازدار حقیقت و معرفت، نواسہ مجدد ماۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فضیلت ماب حضرت علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی سجادہ نشین بریلی شریف۔ دامت برکاتہم العالیہ۔

منجانب

احقر العباد گامزن سبیل الرشاد محمد فاروق رحمانی الفاروق جہانگیر روڈ کراچی۔ مورخہ ۲۴/ جمادی الاول مطابق ۱۰/ مارچ ۱۹۸۳ء یوم الخمیس۔

حضرت والا! اس عاجز فقیر اور حلقہ بگوشاں سلسلہ قادریہ چشتیہ صابریہ رحمانیہ کے لئے یہ لمحات باعث صد افتخار و مسرت ہیں کہ آج ہماری سالانہ محفل عرس قطب الاقطاب بانی سلسلہ رحمانی اعلیٰ حضرت شاہ انعام الرحمٰن قدوسی قادری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی زینت شیخ الاسلام عبقری زمانہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں بریلوی ازہری دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔

حضرت والا! حلقہ رحمانی اعتقادی اور دینی حیثیت سے ہمیشہ جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم محافل اہلسنت صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنھم اعراس خواجگان عظام و علمائے کرام شان و شوکت سے مناتا ہے اور ایسی مبارک محفل میں تعاون حسب توفیق بھی کرتا ہے اور یہ سب کچھ انہیں پاکان بارگاہ حق کا فیض ہے جن کے نامی سے ان ایام متبرکہ کو کلام ربانی میں ایام اللہ سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور ان کی یاد منانے کا حکم دیا گیا ہے۔

صاحب العالی! اس دور پرفتن میں جبکہ ملت اسلامیہ میں انتشار و افتراق عام ہے۔ دین سے غفلت، فساد عقائد، گمراہی، لادینیت کا سیلاب بڑھتا جارہا ہے، بے سند عالم، جاہل صوفی اور خود رائے مفسرین کی کثرت نے ہمارے کنزالایمان پر بھی ڈاکہ ڈالنا شروع کردیا ہے کہ اب اہلسنت والجماعت کو خواب غفلت سے بیدار ہونا ہی پڑے گا۔

اٹھو وگرنہ حشر نہ ہوگا پھر کبھی   دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

قرآن مجید فرقان حمید تمام احکام شرائع کا اولین سرچشمہ ہے اس کے متن میں بوجہ حفاظت ربانی آج تک ایک زیر و زبر اور ایک نقطہ کا بھی فرق نہیں آیا۔ لیکن تفسیر بالرائے نے وہ گل کھلائے ہیں کہ امت مسلمہ کا شیرازہ ہی بکھر گیا۔ اب صرف ایک ہی ترجمہ قدیم جدید اہل عقائد کے لئے معتبر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا کنزالایمان رہ گیا ہے۔ تو باطل فرقوں کی اسی پر یورش ہورہی ہے۔ یہ ترجمہ اہل سنت والجماعت کا جزو ایمان ہے اور اس کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہے۔ اور اس کی اشاعت اتنی وسیع پیانے پر ہو کہ ہر سنی اس کو پڑھے اور اسی کو اپنے گھر میں رکھے اور جہاں نہیں ہے وہاں پہنچائے اور غیر اہل عقائد تک بھی پہنچائے جسے اللہ توفیق دے پڑھ کر راہ راست پر آجائے۔

حضرت والا! انہیں معمولات سالانہ اعراس و محافل کی ایک کڑی آج کا یہ مبارک اجتماع ہے جس کی غرض و غایت بارگاہ قطب الاقطاب صدر الصدور بحر معرفت چراغ صابری لعل قدوسی اعلیٰ حضرت شاہ انعام الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ میں ہدیہ نیاز پیش کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت پیرو مرشد کی تصنیف کردہ دعائے رحمانی میں ایک خاص دعا یہ ہے کہ الٰہی امراء علماء اور فقراء کو صحیح حالت پر قائم رکھ۔ اگر یہ تباہ ہوتے ہیں تو لوگوں کی معیشت دین اور دل تباہ ہوتے ہیں۔ ملکی حالت پر بھی نگاہ رہی کہ میرے پیرو مرشد کی پیشگوئی ہے اور بندہ ہر محفل میں دعا بھی کرتا ہے کہ دہلی کے لال قلعے پر اسلامی جھنڈا لہرائے۔ چنانچہ جب بھی ملک و ملت پر سخت وقت آیا فقیر نے ضروری انتباہ عام کیا اور دعا کی۔

روزنامہ جنگ ۱۴/ اپریل ۱۹۷۷ء کو قومی اتحاد اور حکومت میں محاذ آرائی بند کرانے کے لئے فقیر نے ایک بیان دیا جس کا ماحصل آج کے حالات پر بھی صادق آتا ہے۔

"اپنے معاملات قانون اسلامی کی روشنی میں فریقین اور مذاکرات سے طے کریں۔" یاد رہے کہ جب تدبیر بگڑ جاتی ہے تو تقدیر کام آتی ہے اور جب تقدیر بگڑ جاتی ہے تو شفاعت سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تو ضرور ہی کام آتی ہے اس لئے دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اس عاجز نے عشرہ رمضان المبارک میں ۱۹۷۶ء میں مدینہ منورہ میں دعا کی اور مشائخ مدینہ سے بھی کرائی اور پھر ۱۳/ مارچ ۱۹۷۷ء کے مقدس اجتماع میں دعا ہوئی۔ ۱۹۷۷ء کے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اجتماع میں بھی دعائیں ہوئیں مبصر اور قائد اعظم کے سوانح نگار جناب سلہری صاحب نے ۱۹۷۴ء میں حالات حاضرہ کا تجزیہ کرکے ایک پتے کی بات یہ کہی تھی کہ :

"اب ہمارے پاس صرف دعاؤں کے تیر ہیں خدا کرے وہ کارگر ہوں۔"

فقیران مقدس محفلوں عرسوں میں مرشد کی توجہ سے یہی تیر برابر چلا رہا ہے اور محبوب رب اللعالمین صلی اللہ

علیہ وسلم کے وسیلہ سلسلہ جلیلہ سے کیونکہ۔

؎ تیر قضا ہر آئینہ در ترکش حق است　　اما کشاد آں زکمان محمدؐ است

اور ؎

اولیاء راہست قدرت ازالہ　　تیر جستہ باز گرداند زراہ!

آخر میں جناب والا کا حلقہ رحمانی کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ جناب نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود قدم رنجہ فرماکر محفل اقدس کی رونق کو دوبالا فرمایا۔ ہمیں بے انتہا قلبی اور روحانی مسرت ہوئی ہے اور یقیناً نواسہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان عظیم البرکت مجدد ملت کی تشریف آوری حلقہ رحمانی کے لئے موجب صد افتخار ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ و جل شانہ آنجناب کو ملت اسلامیہ کی بالعموم اور مسلک اہلسنّت کی بالخصوص زیادہ سے زیادہ اخلاقی' روحانی اور علمی خدمات گرانما کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'

المتشکر المخلص الداعی والمستدعی

الفقیرالی اللہ

محمد فاروق الرحمانی عفراللہ عنہ

ومن اخوانہ

رسم دستار بندی سجاد گی حلقہ رحمانیہ

مخدوم المحترم شہزادہ محمد اقبال صاحب رحمانی

دامت برکاتھم العالیہ

بزرگان دین کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں سجادہ نشیں کی نامزدگی فرماکر اس کی تربیت فرمایا کرتے اس کے علاوہ ان کا مطمع نظریہ بھی ہوتا ہے کہ نامزد سجادہ نشین مریدین کے حلقہ سے مانوس ہوجائے اور ان کی سرکردگی میں مریدین مناسب طور پر رشد وہدایت کا فریضہ ادا کرتے ہیں اس طرح جانشین شیخ اور حلقہ مریدین میں یگانگت اور موانست پیدا ہوجائے۔

حلقہ رحمانیہ کے مریدین اور متوسلین کی عرصہ دراز سے یہ خواہش تھی کہ رئیس سلسلہ رحمانیہ بھی اپنی حیات

CamScanner

میں سجادہ نشین نامزد فرماکر ان کی تعلیم و تربیت مکمل فرمائیں لیکن **کل امر مرقوم باوقتھا**(ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے) کے مصداق اس خواہش کی تکمیل کا وقت اب تک نہ آیا تھا لیکن حضرت والا شیخ طریقت، بحر معرفت، خواجہ محبوب رحمانی دامت برکاتہ، نے مریدن و متوسلین اور مقتدین سلسلہ رحمانیہ کے اصرار پر سالانہ جشن عید میلادالنبی"**علی صاحبہ الصلوۃ والسلام**" کے باوقار اور مبارک و مسعود موقع پر جو ۱۸ جنوری ۱۹۸۲ء کے بعد کو منعقد ہوا، صاحبزادہ گرامی قدر الحاج محمد اقبال رحمانی دامت برکاتہم العالیہ کو حلقہ رحمانیہ کی سجادگی کی گرانقدر ذمہ داریاں تفویض فرمائیں۔ اس مبارک موقع پر سلسلہ رحمانیہ کے خلفائے کراچی کے اکابر اور شیوخ کے علاوہ ملک کے گوشہ گوشہ سے حلقہ رحمانیہ کے خلفاء و مریدین و متقدین نے بھی شرکت فرمائی۔ اس موقع پر ہندوستان سے بھی چند احباب نے شرکت فرمائی۔

اس تقریب سعید میں علمائے کرام نے سیدالمرسلین خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ بیان فرمائی۔ بعد میں حضرت شیخ طریقت محبوب رحمانی نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ سیرت طیبہ کے بیان کے بعد آپ نے فرمایا :

ہمارے بزرگوں کا یہ دستور رہا ہے وہ خلافتوں سے سرفراز کیا کرتے ہیں اس سلسلہ میں ان کا طریق کار یہ رہا ہے کہ

جس کو سبق یاد ہوجاتا یا جس کا ذوق طلب زیادہ ہوتا ہے جس کو تھوڑے سبق یاد ہوگئے ہیں ان کے ذوق طلب کو ابھارنے یا حوصلہ افزائی کی خاطر خلعت خلافت سے سرفراز کردیئے جاتے ہیں۔ حلقہ رحمانیہ کے کچھ دوست ذوق طلب میں سرشار ہیں۔ ان کے ذوق کی تسکین و تکمیل ایک ضابطہ کی کاروائی اور ایک رسم کی ادائیگی ہے اور اس ضابطہ کی عملی شکل یہ ہے کہ نشان و مقام بندگی کو اس طرح ظاہر کردے کہ وہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہو، اور مستقبل کے لوگ یہ دیکھا کریں کہ صاحبان طریقت کا طریق کار ماضی میں کیا ہورہا تھا اور وہ اب بھی اس پرانی روش اور اپنے اسلاف کے طریقے پر کاربند ہیں۔

خداوند عالم کا بے پایاں کرم اور اس کا بے حد احسان ہے کہ اس معبود نے ہمیں اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی اور ذکر و اذکار میں مشغولیت کی صلاحیت و استطاعت بخشی، اور جو سبق میرے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت شیخ الشیوخ، صدر الصدور شاہ انعام الرحمن صاحب قدس سرہ نے مجھے تعلیم فرمایا وہ اپنے محبین مخلصین اور روحی دوستوں کو اس سلسلے کا طریق بتانے کے لئے اور اس کا نشان یا سند دینے کے لئے دستار بندی کا طریقہ رائج فرمایا تاکہ اس دستار کے کے پھیر میں آجائیں اور دنیا کے مکرو چکر چھوڑ دیں، اور اس کی عظمت کو ملحفوظ خاطر رکھیں اور اس نعمت کو عطا کرنے والے کی عقیدت و محبت کو دل کی گہرائیوں میں بسالیں۔

جانشینی اس لئے ہوتی ہے کہ مرید کو جو محبت و عقیدت اور جو عظمت شیخ کی اُن کے دل میں ہوتی ہے وہ شیخ کی اولاد اور ان کے جانشین کے ساتھ بھی رکھیں۔ اور یہ خیال کریں کہ خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت آہی جاتی ہے۔ جب دستار سرپر آتی ہے تو بزرگی بھی آجاتی ہے۔

عزیزان گرامی! تجربہ شاہد ہے کہ جانشینی کے مسئلہ میں بڑے بڑے آستانے اور پیر خانے انتشار اور افتراق کا شکار ہوئے ہیں اس وجہ سے کہ اگر جانشین پر شیخ کی نگاہ پڑ جاتی تو جھگڑا نہ ہوتا۔

رب کائنات کا بے پناہ کرم و احسان ہے کہ اس نے مجھے دو فرزند عطا فرمائے۔ یہ دونوں میری آنکھیں ہیں۔ رب نے جس کو بڑا بنایا ہے اس میں بزرگی ہے۔ چھوٹے ان کا احترام کریں گے۔ تو ان کو بھی بزرگی مل جائے گی۔ کیونکہ یہاں نہ ورثہ کی تقسیم ہو رہی ہے نہ مال و دولت' نہ جائیداد کی تقسیم ہو رہی ہے بلکہ ایک ضابطہ اور درویشی کے قانون کی تکمیل ہو رہی ہے اور طریقت کا راستہ دکھایا جارہا ہے۔

میرے عزیزو! میرے یہ الفاظ آپ کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔ جب تک شمع جلتی ہے تو اس کی روشنی ایک ہی آدمی کو نہیں پہنچتی بلکہ دس ہوں یا دس ہزار ہوں اس روشنی سے سب ہی فیض پاتے ہیں۔

عزیزان گرامی! آپ کی خواہشات کے مطابق مجھے بھی یہ خیال ہوا کہ میں اپنی زندگی میں اپنا جانشین مقرر کردوں تاکہ اس کی بات میری بات ہو' اس کا مشورہ میرا مشورہ ہو' اس کی عزت میری عزت ہو' اور یہی طریق خواجگی ہے میں کس کس کے خیالوں میں کس کس کی منزلوں میں ہوں' نہ معلوم کس مقام پر ہوں' نہ معلوم کون بول رہا ہے اور کیوں بول رہا ہے اور کیا منشائے قدرت ہے۔ ابھی کام بہت باقی ہے اور فقیر ابھی کام کرنے اور کام آنے کی ہمت اور صلاحیت رکھتا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق' سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم اور شیخ کی توجہ سے خدمت خلق کا جذبہ رکھتا ہے جیسا کہ میں نے بتایا کہ ابھی کام بہت باقی ہے جو فقیر کرے گا۔ آپ دیکھیں گے اور سمجھیں گے۔ نہ معلوم کتنے پودے تیار ہیں۔ کتنے ابھی لگانے باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جانشینی کا مسئلہ آپ نے سمجھ لیا ہوگا۔ ہم نے تو یہی دیکھا ہے کہ جس کو بھی ملا ہے بزرگوں کی خدمت ہی کرنے سے ملا ہے۔"

اس کے بعد دستار لائی گئی مجمع میں موجود خلفائے سلسلہ رحمانیہ نے برکت کے لئے اس کو مس کیا اور صاحبزادہ بلند اقبال جناب محمد اقبال رحمانی مدظلہ' کے سرپر باندھی گئی اس کے بعد معمولات مشائخ کے مطابق نذریں پیش ہوئیں مبارک باد دی گئیں۔ راقم الحروف محمد ظہیرالحسن رحمانی کی کتاب برکات اسماء نورانی حقیقت خلافت سے سند سجادگی کا مضمون محبوب الخلفاء الحاج جناب قاری ممتاز احمد صاحب رحمانی نے پڑھ کر سنایا۔ یہ مضمون اگرچہ ۱۹۷۷ء میں تحریر کیا گیا تھا اور آج بھی اس تقریب کے مناسب معلوم ہوتا تھا۔

ایصال ہدیہ کے بعد شیخ طریقت، بدر معرفت محبوب رحمانی الحاج خواجہ حضرت محمد فاروق صاحب رحمانی دامت برکاتہم، نے اپنے مخصوص اور والہانہ انداز میں دعا فرمائی اور یہ مبارک و مقدس محفل اختتام پذیر ہوئی۔

میں بھلا کیوں نہ جلاؤں تیری یادوں کے چراغ
ان سے روشن میری منزل کے نشاں ہوتے ہیں

مخدوم و محترم شہزادہ محمد ناصر میاں رحمانی دامت برکاتہم العالیہ

آپ قبلہ عالم خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کے چھوٹے صاجزادے ہیں۔ آپ نہایت ہی سلیم الطبع مودب، ملنسار ہیں۔ آپ بھی اپنے آبائی کاروبار جواہرات اور سونے چاندی کے زیورات کی تجارت کرتے ہیں۔ ہر رحمانی بھائی اور بہن کی خوشی اور غمی میں شریک ہوتے ہیں۔ خندہ پیشانی سے ملتے ہیں۔ بلکہ اپنے بھائیوں کا دکھ درد بانٹتے ہیں۔ اپنے بزرگوں کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ محافل جشن عید میلادالنبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اعراس خواجگان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ ان محافل و اعراس کا حسن و انتظام لنگر شریف کی تمام تیاری اور کارروائی اور مہمانوں کی دیکھ بھال آپ ہی کے سپرد ہے۔ ان تمام معاملات کو آپ بہ حسن خوبی صاحب سجادہ مخدومی قبلہ بھائی جان دامت برکاتہم العالیہ کے مشوروں سے بڑی خوبی اور ذہانت سے چلاتے ہیں۔ مخدومی قبلہ حاجی بختیار سید محمد دیوان صاحب مدظلہ العالی پاک پتن شریف اور پیران عظام درگاہ عالیہ بابا تاج سرور رحمتہ اللہ علیہ چشتیاں شریف ضلع بہاول نگر، پیر محمد اجمل فاروقی چشتی۔ پیر محمد افضل فاروقی چشتی دامت برکاتہم اور دیگر اکابرین اور پیران عظام مہار شریف گڑھی اختیار خان وغیرہ کے قیام و طعام کی گراں مایہ خدمت آپ بانفس نفیس انجام دیتے ہیں اور ہفتہ واری حلقہ کی کارروائی میں بھی ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔

ذوق سماع نہایت ہی لطیف ہے۔ محفل سماع کا انتظام بھی آپ خوب کرتے ہیں۔

خواجہ محبوب رحمانی کی ایک تقریر بتقریب محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیر اہتمام بزم غلامان رسول برنس روڈ کراچی۔

هو الحبيب الذى ترجى شفاعته لكل هول من الاهوال مقتحم

اللہ تبارک تعالیٰ جل سبحانہ کا بے پناہ کرم اور احسان ہے کہ اس نے حقیر فقیر بے توقیر کو اس مبارک محفل

میلاد و معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو سردار دارین تاجدار کونین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس میں حاضری کی توفیق بخشی۔ فقیر ممنون و مشکور ہے۔ خطیب اہل سنت جناب مولانا شبیر احمد صاحب ازہری شجاع آبادی اور بزم غلامان رسول کے اراکین و اہالیان برنس روڈ کا جنہوں نے ازراہ اخلاص مجھے مدعو کیا فقیر طبعاً" مقامات شہرت اور اخباری دنیا سے دور رہ کر خدمت خلق اور پیغام حق بحکم مرشد پہنچانے کا عادی ہے۔ لیکن مخلصین و محبین کی دعوت الی الخیر بھی رد نہیں کرسکتا۔ مزید برآں فقیر کو علمائے اہلسنت سے جو قلبی لگاؤ ہے اس کے شاہد خطیب پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی اور خطیب اہل سنت حضرت مولانا شبیر احمد صاحب ازہری شجاع آبادی ہیں۔ یہ دونوں حضرات فقیر کے ہاں مبارک راتوں میں محافل میں بڑے خلوص سے شریک ہوکر بڑے مبارک بیان فرماتے ہیں۔ اللہ کریم ان کے ظاہری و باطنی علوم اور مراتب میں ترقی اور برکتیں عطا فرماکر ان سے اپنی مخلوق کو نفع کثیر پہنچائے۔ علاوہ کثیر تعداد علماء و مشائخ کے فقیر کو شیخ العرب و العجم جناب علامہ مولانا شاہ ضیاء الدین قادری مدنی دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ خاص قلبی روحی اخلاص ہے اور اس کی توفیق انہوں نے ایک طویل دستاویز مودت ہے جو کہ تحریری مورخہ ۲۹/ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ کو عطا فرمائی۔ جس میں وہ فرماتے ہیں کہ:

"فقیر کے ساتھ ان کا تعلق قلبی و روحی اس قدر گہرا ہے اس دفعہ دوران گفتگو انہوں نے یہ راز افشاء کیا کہ مجھے اپنے شیخ کی شبیہہ آپ میں نظر آتی ہے اور آپ کو دیکھ کر میرا ایمان تازہ ہوجاتا ہے اور بندہ یہ سمجھتا ہے کہ ان کے پیرو مرشد اعلیٰ حضرت شاہ انعام الرحمٰن قدوسی قادری چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانیت مجھ پر سایہ فگن ہے۔ اور فقیر کو بھی اپنے پیرو مرشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ کے والہانہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ محبوب رحمانی میں نظر آتا ہے۔"

"فقیر ان کا دعاگو ہے اور دعا جو بھی۔ ان کا طریقہ دعا مجھے بہت پسند ہے ان کی دعا قلبی، روحی، سیدھی سادھی نہایت سلیس زبان میں اور ایسی جامع کہ حاضری محفل کی دلی تمناؤں کا خلاصہ اس میں ہوتا ہے سوز و گداز سے معمور، ندامت کے آنسوؤں سے بھرپور۔ یہ دعا ضرور ہی مقبول بارگاہ ہوتی ہے۔"

"محترم علمائے گرامی اور معزز حاضرین عالم اسلام نہایت ہی نازک دور سے گزر رہا ہے۔ بلاؤں کا ہجوم ہے۔ گزشتہ سال یعنی ۱۹۷۹ء انہیں دنوں پاکستان اور بنگلہ دیش وغیرہ پر امریکی اسکائی لیب کا عفریت منڈلا رہا تھا۔ چنانچہ فقیر نے غریب خانے پر محفل سلطان دارین شب برات میں منعقد کی۔ جناب خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی نے شب کے مبارک فضائل بیان کئے اور بندہ ناچیز نے بوسیلہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم، بارگاہ رب العالمین میں رحم کی درخواست پیش کردی کہ اس بلا کا رخ دوسری طرف موڑ دیا جائے اور حسن اتفاق کہ وہ بلا

سمندر میں جاگری۔

دعا

تعلق باللہ کا اظہار اور اس کا ثمرہ بھی ہے اور عبادت کا مغز بھی اور تعلق باللہ نہیں ہوتا۔ بغیر تعلق بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قرونِ اولی کے بعد اور دور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے بعد تعلق بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل نہیں ہوتا۔ بغیر تعلق بہ اولیاء اللہ کے۔ سارے مسائل و مصائب کا حل دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری ہے۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

اب اس سال ہمارے افغان بھائی ایک بلائے ناگہانی میں مبتلا بے آرام ہیں خاص دعاؤں کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ شب برات میں خصوصی دعا ہوگی۔ مومن کا سب سے بڑا ہتھیار دعا ہے۔

ہاتھ پھر اٹھ گئے دعا کے لئے اب تو سن لیجئے خدا کے لئے

فی زمانہ دامن اولیاء ہی دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دوجہاں سے امان ہے۔ اگر انسان آبرو کی زندگی چاہتا ہے تو رب کا ذکر کرے ۔ رب کا ذکر فقیر کو بادشاہ بنادیتا ہے۔ خوب فرمایا عارف ربانی مولانا رومی رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

یاد او سرمایہ ایماں بود هر گدا ازیاد او سلطان بود

اللہ کا ذکر روح کا زیور ہے۔ روح کی غذا بھی اس کی حمد و ثناء روح کی شراب ہے اور اس سے حیاء کرنا روح کا لباس ہے۔ یاد رہے کہ ذکر اللہ میں اللہ کا ذکر بھی ہے اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور مجسم کا ایک اسم گرامی ذکر اللہ ہے اور ذکر اللہ سے دل کو چین اور روح کو قرار آتا ہے۔ صحیح معنوں میں دیکھا جائے تو۔ معراج بھی میلاد ہے۔ جہاں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شوکت بیان ہوتی ہے وہی میلاد ہے۔

اللہ کریم ہم سب کو نسبت اولیاء اللہ کے ذریعے نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں غرق کردے اور اپنی محبت میں فنا کردے۔ تاکہ بقائے دوام اور عزت مدام نصیب ہو۔ آمین۔ بحرمت طٰہٰ یٰسین۔

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ کے محبوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی، شاہد و شہید ہیں

اور ان کے صدقے میں اولیاء و شہدا کو بھی حیات حاصل ہے۔ ان کو یاد کرنے اور پکارنے سے امداد غیبی ملت اسلامیہ کو حاصل رہی۔ تاریخ اسلام ایسے واقعات سے پر ہے۔ ہماری افواج پاکستان کے جانباز دستوں' کمانڈوزن کا نعرہ بھی "یاعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ" ہے اور نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب ہمارے وہ ہتھیار ہیں جن کا جواب کفار کے پاس نہیں۔ اب جو بھی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے وہ ملت و لشکر اسلام کو اس خاص ہتھیار سے محروم رکھنا چاہتا ہے ایسوں کی صحبت سے بچو۔

وما علینا الا البلاغ

ذیل میں جناب عبدالعزیز عرفی کی کتاب "عرفان قادر" کے صفحہ ۳۴۸ سے ۳۵۰ سے اقتباس پیش کیا گیا ہے۔

پیر صاحب شاہ محمد فاروق رحمانی

پیر محمد فاروق رحمانی صاحب حضرت شاہ انعام الرحمٰن کے خلیفہ مجاز اور صاحب مسند تھے۔ قادری چشتی صابری اور نظامی سلاسل سے نسبت رکھتے تھے۔ ایک طویل عرصہ تک رشد و ہدایت کی شمع روشن کئے شریعت و طریقت کا درس دیتے آپ کا سلسلہ پورے پاکستان میں پھیلا ہوا تھا۔ خلفاء کی تعداد خاصی طویل تھی۔ اور یہ ان کی تعلیمات کا فیض ہے کہ ان کا روشن کیا ہوا ہر چراغ شمع ہدایت بنا ہوا ہے۔ ایک سال ہوا کہ اپنے مالک حقیقی کی طرف رجوع فرماگئے۔ ان کے صاجزادہ میاں محمد اقبال رحمانی صاحب سجادہ ہیں۔ پیر محمد فاروق رحمانی صاحب کو بھی حضرت قدس سرہ العزیز کے ساتھ خصوصی محبت و عقیدت تھی۔ ماہ دو ماہ بعد اپنے چند خلفاء کی معیت میں تشریف لاتے اور ہمیشہ پھلوں کا ٹوکرہ بڑے ادب و احترام کے ساتھ نذر کرتے۔ جتنی دیر بھی قیام فرماتے انتہائی ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے۔ بات کرتے تو معلوم ہوتا ہے کہ جیسے خصوصی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ انہیں حضرت قدس سرہ العزیز نے اپنا خرقہ تبرک عطا فرمایا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت پیر محمد فاروق رحمانی صاحب کی محبت میں ہر سال ماہ ربیع الاول میں ایک عظیم الشان محفل میلاد کے انعقاد کی بنیاد ڈالی ہے۔ الحمد للہ وہی سلسلہ آپ کے بعد بھی جاری ہے۔ پیر محمد فاروق رحمانی صاحب اس محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سیدی مرشدی کو خصوصی طور پر دعوت خطاب خود حاضر خدمت ہوکر دیا کرتے تھے۔ سیدی و مرشدی محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گیارہویں شریف میں شرکت کو نہ صرف باعث افتخار سمجھتے تھے بلکہ ایک فریضہ جانتے تھے۔ اسی لئے متعدد بار ایسے مواقع بھی آئے کہ آپ نے طبیعت کی ناسازی اور ڈاکٹری مشورہ کے لئے خلاف ان مقدس محافل میں شرکت کی۔ ۱۹۷۶ء میں پیر محمد فاروق رحمانی صاحب نے محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام ۱۹/ ربیع الاول کو بروز اتوار کیا۔

CS CamScanner

ہفتہ کی شب کو حضرت سیدی و مرشدی نے تین محافل میں شرکت فرمائی۔ تیسری محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم گھانچی پاڑہ میں تھی جس میں متعدد مختلف مکاتب فکر کے متعدد علمائے کرام نے تقاریر کی تھیں۔ حضرت قدس سرہ العزیز اپنی تقریر سے فارغ ہوئے تو دو بج چکے تھے۔ واپسی میں رخصت ہوتے ہوئے سیدی سے جب اس ناچیز نے اجازت چاہی تو حکم ہوا، "صبح کو پیر محمد فاروق رحمانی صاحب کے یہاں میلاد میں ضرور جانا ہے۔" لہٰذا حسب حکم تقریباً ساڑھے گیارہ بجے پہنچ گیا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت تشریف لے آئے۔ حضرت پیر محمد فاروق رحمانی صاحب اور ان کے بعد حضرت تشریف لے آئے۔ حضرت پیر محمد فاروق رحمانی صاحب اور ان کے خلفاء نے حسب معمول پرخلوص خیر مقدم کیا اور عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کئے۔ حضرت کی رات کو بھی نیند پوری نہ ہوئی تھی اور طبیعت تو کئی یوم سے ست چلی آرہی تھی۔ جوڑوں کا درد خاصا تکلیف دہ ہوچلا تھا۔ بہرحال خطبہ عالیہ کے بعد آپ نے پیر محمد فاروق رحمانی صاحب سے اجازت چاہی۔ اور یہی محفل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی زندگی میں آخری محفل ہوئی۔

تاثرات حضرت پیر محمد اجمل صاحب چشتی فاروقی فرید منزل چشتیاں شریف ضلع بہاول نگر

بندہ کی آخری ملاقات بر موقع عرس پنج پیر کوٹ ممتاز لاشاری داخلی باماہ بالا ۷/ اپریل ۱۹۸۳ء بروز خمیس ہوئی۔ محبوب العاشقین حضرت صوفی محمد فاروق صاحب رحمانی حلقہ تصوف و سلوک میں محتاج تعارف نہیں ہیں، کراچی سے پشاور تک ان کے تبلیغی دورے متوسلین و متعلقین سلسلہ عالیہ چشتیہ کے دلوں کو منور کرتے تھے۔ ان کی ذات با صفات سے فیوض و برکات حاصل کرنے والوں کی بڑی تعداد پاکستان و ہندوستان اور پوری دنیا میں موجود ہے۔ حضرت موصوف کی محافل ارشادات سماع میں وجد کیف کے دلکش و دلفریب مناظر دیکھنے میں آتے تھے جس کی تاثیر روحانی سے لوگ خواب غفلت سے بیدار ہوکر تائب ہوجاتے اور صوم و صلوٰۃ کے پابند ہوجاتے تھے، ان کے آستانہ عالیہ پر میلاد پاک سرکار دوعالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس شان و شوکت سے منایا جاتا تھا اس کی مثال بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔ ان کے خلفائے کرام و حلقہ مریدین میں محبت و اخلاص کی فراوانی، ان کے حسن تربیت کا جمال ہے، میری دعا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ ان کے وابستگان دامن کو ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور نقش قدم پر چلنے اور باہم اتفاق و اتحاد سے ان کے نصب العین کو فروغ دینے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

محمد اجمل چشتی فاروقی

CamScanner

حضرت مولانا خواجہ شاہ غلام رسول قادری چشتی قلندری رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادہ شاہ محمد علیم الدین قادری علمی کی تالیف "تذکرہ عالیہ قادریہ" کے صفحہ ۱۳۰ سے اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں

جس سے ان بزرگوں کا آپس میں محبت اور احترام ظاہر ہوتا ہے۔
سلسلہ رحمانیہ کے مایہ ناز فرد حضرت مولانا صوفی پیر محمد فاروق رحمانی صاحب قبلہ و کعبہ دامت برکاتہم، بھی متعدد بار ملاقات اور مجالس محرم میں حضرت صاحب قبلہ سے ملاقی ہوا کرتے تھے۔ آخری ایام اور بوقت تدفین آپ ہی نے قادری مسجد کے موجودہ احاطے میں حضرت صاحب قبلہ کو مدفون کرنے میں کارہائے نمایاں انجام دیا اور بتقریب سوئم اپنے مشائیخین کی سنت پر اپنی مرضی سے مجھ ناچیز علمی القادری کو اپنے دست مبارک سے دستار بندی کروائی ناچیز حقیر نے اگرچہ اس رسم دستار بندی کو اپنے لئے مناسب نہیں سمجھا کہ جب حضرت صاحب قبلہ والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ اپنی زندگی ہی میں دستار بندی و خلعت پوشی اور حلقہ ذکر اللہ کی بادہ نوشی کے فرائض خود ہی اپنے دست مبارک سے انجام دے گئے تھے اور ویسے بھی مجھے "پیر و مشائخ کی بجائے اپنے مبارک سلسلہ عالیہ کا ایک مخلص انسان بنا کر گئے ہیں اور میرا سلوک نیستی مجھے صحیح معنوں میں انسان بنا کر دنیا سے رخصت کرے تو میں اسی کو بہت بڑا فخر سمجھوں گا کیونکہ بزرگ عارف کا مقولہ ہے۔

زاہد شدی شیخ شدی مولوی شدی　　تو ہمہ شدی لیکن انساں نہ شدی

تجاویز برائے بقاء و استحکام عالم اسلام بین الاقوامی طرز پر

۱۔ عام فوجی تربیت دے کر پچیس کروڑ مجاہدین اسلام تیار کئے جائیں اس کے لئے تمام اسکولوں و کالجوں میں فوری تربیت لازمی کردی جائے۔

۲۔ عالم اسلام کو اسلحہ ساز فیکٹریاں جلد از جلد قائم کردی جائیں اور جو موجود ہیں ان کو وسعت دی جائے۔

۳۔ ہر نماز کے بعد اکیس مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔ ا۔ **"الھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم۔"** ترجمہ : (اے اللہ ہم دشمنوں کے مقابلے میں تیری مدد چاہتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔)

۲۔ **"فاللہ خیر حافظ وھو ارحم الرحمین۔"** ترجمہ : (پس اللہ بہتر کرنے والا ہے اور وہی بہترین رحم کرنے والا ہے۔)

۳۔ **"باذن ربھم من کل امر سلام۔"** ترجمہ : (اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے سلامتی ہے۔)

۴۔ دعائے حزب البحر جو پڑھ سکے۔
۴۔ عالم اسلام کی ایک متحدہ فوج تیار کی جائے۔ (متحدہ عرب فوج جو لبنان میں متعین ہے اسی کو اسلامی فوج کی بنیاد قرار دے کر توسیع کردی جائے۔)
۵۔ ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ محافل میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا عام کیا جائے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

۶۔ ایک اعلیٰ بین الاقوامی قومی دفاعی کونسل قائم کی جائے اور تمام ملکوں سے ہر شعبہ کے دیانت دار ماہرین فنون جنگ جمع کئے جائیں اور دعاگو درویشوں سے بھی رابطہ قائم کرکے مفید مشورے کئے جائیں۔
۷۔ ہر سال ایام حج میں مشائخ و علماء اور اسلامی ممالک کے چیدہ چیدہ دانشور اور صاحب رائے کا کنونشن منعقد ہو جس میں عالم اسلام کے مسائل پر غور و فکر کرکے ان کا عملی حل تلاش کرکے نافذ کروایا جائے۔
اسی طرح کی تجاویز برائے بقا و استحکام پاکستان ۱۹۸۰ء میں بھی حلقہ رحمانی کی طرف سے شائع کی گئیں تھیں۔

قیام پاکستان اور استحکام پاکستان میں حلقہ رحمانیہ کی کاوشیں

الحمدللہ کہ قیام پاکستان اور استحکام پاکستان سے خواجگان رحمانی کی دل چسپی ۱۹۳۷ء سے شروع ہوئی ہے جب کہ اسی سن میں جامع مسجد سہارنپور شریف میں بعد نماز عصر ایک نشست میں اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ انعام الرحمٰن قدوسی نے اپنے برادر حکیم محمد یعقوب صاحب قدوسی کے سوال پر فرمایا تھا کہ بھائی یعقوب' انگریزوں کا زمانہ حکومت ختم ہوا' اب وہ بہت جلد جانے والا ہے۔
حکیم صاحب کے اظہار تعجب پر اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے جملہ انقلابات جو ۱۹۴۷ء تک پیش آئے بیان فرمائے۔ (باب الانعام)
قیام پاکستان سے قبل اس کی خوشخبری اعلیٰ حضرت سہانپوری نے ایک نشست میں یوں بیان فرمائی اور اپنا ایک خواب برائے تعبیر حاضرین مجلس کو سنایا کہ۔
"حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں اور ایک بہت بڑا خربوزہ آپ کی گود میں رکھا ہوا ہے اور ایک گورا (سفید فام) آدمی آپ کے دائیں جانب کھڑا ہے اور ایک کالا آدمی آپ کے بائیں جانب ہے۔ آپ نے چاقو سے اس خربوزہ کے دو ٹکڑے کردیئے اور بڑا ٹکڑا کالے آدمی کو اور چھوٹا گورے آدمی کو دے

دیا۔"

جب کسی نے اس کی تعبیر پوچھی تو اعلیٰ حضرت سہارنپوری نے فرمایا۔

"بھئی حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے تقسیم ہند کی تجویز پر دستخط کردیئے ہیں اور اب پاکستان بن جائے گا۔ وہ گورا آدمی مسلمان اور کالا ہندو ہے۔"

حضرت حکیم محمد یعقوب قدوسی سے ایک محفل میں یہ بھی بیان فرمایا کہ "میں دیکھ رہا ہوں کہ لال قلعے پر اسلامی پرچم لہرا رہا ہے" اور اپنے خلیفہ منشی نورالعمر سے فرمایا' "کاش میں وہ عینک آپ کی آنکھوں پر لگاکر یہ مشاہدہ کرادیتا لیکن ابھی حکم رب نہیں ہے۔" آپ نے مزید فرمایا' "خونریزی بہت ہوگی۔"

اس پیشن گوئی کی پیروی میں میرے پیرو مرشد حضرت خواجہ محبوب رحمانی ساری عمر چھوٹی بڑی محفل میں یہی دعا فرماتے رہے کہ الٰہی دہلی کے لال قلعے پر اسلامی پرچم لہرادے۔"

مسلم لیگ کے وجود میں آنے کے بعد اسی کے ہمنوا اور دعاگو رہے۔ قائد اعظم محمد علی جناح سے ان کو بڑی عقیدت تھی اور انہیں ہمیشہ ولی اللہ ہی کہا۔ اکثر فرماتے تھے کہ میں انہیں اس وقت بھی قائد اعظم ہی کہتا تھا جب لوگ انہیں کیسے کیسے برے ناموں سے پکارتے تھے۔ پاکستان کے بننے کے بعد ملک سے محبت اور ملت کے درد کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی کڑا وقت آیا تو آپ بے چین ہوجاتے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاکر دعائیں مانگتے۔

حق کی تلقین کی' حکمرانوں کو نازک حالات میں مفید مشورے دیئے اور ان کے لئے عقل سلیم اور ملک و ملت کی صحیح خدمت کرنے کی دعائیں ہر محفل میں کرتے رہے۔ ۱۹۷۹ء میں قطب مدینہ کا ہدایت نامہ ملا جس کا مفصل ذکر آگے آئے گا' تو حلقہ رحمانی نے اس پر عمل پابندی سے شروع کردیا۔ ۱۹۷۱ء میں جب وقت بہت نازک تھا اور ملک دولخت ہوگیا تھا اور آنجہانی اندرا گاندھی مغربی پاکستان کو بھی جنگ کی لپیٹ میں لینا چاہتی تھی تو حضرت محبوب رحمانی فوراً پاک پتن تشریف لے گئے اور حضرت بابا فرید الدین شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوکر خاص دعا بقائے پاکستان کے لئے مانگی۔ ایسے ہی ایک موقع پر عمرہ کے لئے تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ میں وہاں کے بزرگوں سے دعا کی التماس کی۔

اس کے علاوہ حلقہ کی طرف سے لوگوں کی ہدایت اور حکمرانوں کی توجہ کے لئے وقتاً" فوقتاً" پمفلٹ اور کتابچہ بھی شائع ہوتے رہے۔ ۱۹۸۰ء میں جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر پیغام محبوب رحمانی کے عنوان سے ایک کتابچہ شائع ہوا جس میں ملک کی بقاء اور استحکام کے لئے تجاویز بھی پیش کی گئیں تھیں۔

یاد رہے کہ تدبیریں کی جائیں اور تقدیریں بھی کام آتی ہے مگر جب یہ دونوں ناکام ہوں تو دعاؤں کے ترکش سے

تیر چلائے جاتے ہیں جو کارگر ہوتے ہیں خصوصاً جب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مقبولان خدا کے توسل سے ہوں۔

تیر قضا ہر آئینہ در ترکش حق است   اما کشاد آں زکمان محمد است

یہ جو بزرگوں کا مزاروں پر جاکر دعا مانگنے کا طریقہ ہے اس کی وجہ ذیل کی سطروں میں ملے گی۔

اللہ تبارک تعالیٰ جل شانہ کا بے پناہ کرم و احسان ہے کہ اس نے اپنے محبوب رحمت اللعالمین سردارین تاجدار کونین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی نصرت کا وعدہ قرآن کریم میں کیا ہے۔

"وکان حقا علینا نصر المومنین۔" (آیت نمبر ۴۷ الروم) (اور ہمارے ذمے کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔) اور پھر کتاب ہدایت کی حفاظت کا ذمہ بھی لیا۔

"نحن نزلنا الذکر وانا لحافظون۔" مزید برآں امت کی نصرت ہدایت کے لئے محبوب رب اللعالمین نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ سے سلسلہ اولیاء جاری فرمادیا جس طرح قبل ظہور قدوسی نور محمدی اللہ جل شانہ کے حضور خاص میں پردہ ازل سے تمام انبیاء و مرسلین کو منور کرتا رہا ہے۔ اسی طرح وصال کے بعد پردہ ابد میں تاقیامت اولیاء اللہ جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منور و مستفیض کرتا رہے گا۔

عقیدہ اہلسنّت والجماعت میں انبیاء و اولیاء اللہ کو شہداء سے افضل و ارفع حیات حاصل ہوتی ہے۔ یہ حضرات اس قول پر عمل کرتے ہیں **"موتوا قبل انت موتو"** پر عمل کرکے واصل بحق ہوتے ہیں۔ **"فنا فی اللہ بقا باللہ"** کی منزلیں طے کرتے ہیں اور اس دنیا میں رہ کر عالم آخرت کی خبر رکھتے ہیں اور یہاں سے پردہ فرمانے کے بعد یہاں کے حالات سے بھی باخبر رہتے ہیں۔ یہ حضرات ہرگز نہیں مرتے۔ فنا ان کو نہیں۔ ذکر اولیاء' ذکر مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ذکر اللہ کرنا کروانا ان کا دستورالعمل ہے جس سے ایمان تازہ اور روح منور ہوجاتی ہے۔ حیات دینوی میں شرعی حدود و قیود میں کام کرتے ہیں۔ کیا کام؟ دراصل یہ حضرات ملائکہ کے ساتھ **"المدبرات امر"** کے زمرے میں شامل نظام عالم کے چلانے والے حکومت باطنی کے منصب دار بے نیام حدود و قیود سے آزاد بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیتے ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں۔ اپنے محبین مخلصین کی بحکم الٰہی امداد کرتے ہیں۔ امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑے وقت میں امداد غیبی کے لشکروں میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ اللہ جل شانہ کے لنگر خانے کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ ان سے مانگنا اللہ سے مانگنا ہے۔ یہ تو اہل اللہ ہیں۔ غیر اللہ نہیں۔

خاصان خدا' خدا نباشند   لیکن ز خدا جدا نباشند

اولیاء راہست قدرت ازالہ   تیر جستہ باز گرداندز راہ!

جو لوگ ان کے توسل سے مانگنا شرک وغیرہ سمجھتے ہیں وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارک کے خلاف ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مجھے اپنی امت کے شرک میں مبتلا ہونے کا ڈر نہیں بلکہ حب دنیا اور موت سے خائف ہونے کا ڈر ہے۔

تاریخ اسلام کے سرسری مطالعے سے واضح ہوگا کہ جب بھی حکومت وقت کی تدبیر فیل ہوئی تو تقدیر الٰہی کام آئی اور جب تقدیر بھی الٹی ہوئی تو شفاعت سیدالمرسلین سے امت کی بلائیں ٹلتی رہیں جب تک امت نے دامن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بواسط اولیاء کبار رحمتہ اللہ علیہم تھامے رکھا۔ دیکھو سلطان صلاح الدین ایوبی رحمتہ اللہ علیہ نے صلیبی جنگوں میں تمام یورپ کو شکست دی کیونکہ حضرت نجم الدین کبری رحمتہ اللہ علیہ کی دعا ان کے شامل حال تھی اور سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کو سومنات کی فتح بھی حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کے جبہ مبارک سے وسیلے سے ملی' سلطان شہاب الدین غوری کو دعاء سرکار غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے طفیل پرتھوی راج پر فتح کامل حاصل ہوئی۔ سلطان احمد شاہ ابدالی نے نعرہ دین' نعرہ تکبیر' نعرہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم' نعرہ حیدری لگالگا کر پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کا کھیت کردیا اور ان کو بھی اولیاء وقت کی دعائیں حاصل تھیں۔ الغرض جس مسلمان حکمران نے شیخ وقت کے مشورے پر عمل کیا اور اس کی دعائیں لیں وہ کامیاب و کامران رہا۔ کیونکہ ان حضرات کے مشورے الہام القا اور کشف کے تحت ہوتے ہیں اور اشارہ ربانی کے مطابق ۱۹۶۵ء کی جنگ ہندوستان و پاکستان میں مسلمانوں کے اتحاد و جذبہ ایمانی کے سبب بے پناہ غیبی امداد ہوئی۔ چنانچہ ایک بزرگ حضرت غلام دستگیر افغانی صاحب کا خواب ان دنوں کے اخبارات میں بھی شائع ہوا تھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پاکستان کی مدد کے لئے ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کی صبح کو روضہ اقدس سے فوجی لباس میں گھوڑے پر سوار معہ شہزادوں کے باہر تشریف لائے۔

اس کی تصدیق پیرو مرشد قبلہ عالم نے حاضری مدینہ منورہ ۱۹۶۷ء میں ان سے ملاقات کرکے حاصل کی۔

فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صدر پاکستان نے اعلان جہاد کلمہ طیبہ پڑھ کر کیا تھا اور محاذ لاہور پر پاکستانی افواج حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر سلامی دے دے کہ جنگ پر جاتی تھیں۔

اب قارئیں کرام خدمت میں وہ پیغام پیش کیا جاتا ہے۔ جس پر حلقہ رحمانی برابر عمل پیرا ہے۔ یہ پیغام قطب مدینہ نے جولائی ۱۹۷۹ء میں ایک عالم صاحب کو بھیجا تھا اور انہوں نے قبلہ عالم کو پیش کردیا۔ "میں کسی اشارے کے تحت یہ کہہ رہا ہوں کہ کسی صاحب دل درویش' ولی کامل کو میرا یہ پیغام پہنچادو کہ چند نفس پرست علماء اور لوگوں کی نفسانی سیاست کے باعث پاکستان پر مصائب و بربادی کے بادل چھا رہے ہیں ان کو دور کرنے کے لئے صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ہر ماہ صاحب دل درویش بڑی تعداد میں مل کر حضرت بابا شیخ فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار

پر حاضری دیں۔ اول مسجد میں دو رکعت نفل پڑھ کر استغفار پڑھیں۔ پھر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھیں اور پھر روضہ انور پر جاکر عرض کریں۔ بہت عاجزی ادب کے ساتھ حضرت آپ اللہ کے بہت برگزیدہ بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کے اوپر چھائے ہوئے تباہی کے بادل دور کردے۔ اللہ تعالیٰ اپنے غیبی لشکروں کو پاکستان کی مدد کے لئے نازل فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہر طرح کی بے برکتی رحمتوں سے بدل دے۔ اس کے بعد حضور سیدنا داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دیں۔ اگر اس عمل کی پابندی کی گئی تو پھر یقینی طور پر پاکستان محفوظ رہے گا۔ امن و سلامتی نصیب ہوگی اور پھر یہ بھی مقدر ہوچکا ہے فتح بیت القدس پاکستانیوں کے ہاتھ ہوگی۔"

دراصل یہ فرمان مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے کہ عاشق رسول کو اشارہ ادھر ہی سے ہوتا ہے اور بوجہ انتہائی ادب نام نامی نہیں لیا اسی لئے ہم نے بھی درویش کامل عاشق رسول قطب مدینہ کا نام ظاہر نہیں کیا کہ درویش حضرات نام نہیں، کام چاہتے ہیں اور ہمیں بھی اس ارشاد مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہ الکریم۔

"لاتنظر الی من قال ولکن انظر الی ماقال۔"

"یہ نہ دیکھ کون کہ رہا ہے بلکہ دیکھو کیا کہہ رہا ہے۔"

پر عمل کرنا ٹھیک ہی ہے۔

الحمدللہ کہ ماہ جولائی ۱۹۷۹ء سے اس فرمان ذی احترام پر عمل ہورہا ہے اور ماہ صفر میں بندہ عاجز حلقہ رحمانی لاہور کے ساتھ حضرت فرد احد زہد الانبیاء بابافریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر بروز جمعہ حاضر ہوا اور بڑی پرکیف و پرسرور حاضری ہوئی اور مسجد بابا صاحب میں ہی یہ پیغام قطب مدینہ لاؤڈ سپیکر پر سنادیا گیا اور بعد ازاں عرس مقدس حضرت سید الاولیاء سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ پر حاضری دی اور یہ پیغام حاضرین عرس کو بھی پہنچایا۔ اب تک حالات صاف بتارہے ہیں کہ جولائی ۱۹۷۹ء کے پیغام مدینہ میں جو مصائب مذکور ہیں وہ کھل کر سامنے آگئے ہیں۔

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی　　　دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

روس وہ طاغوتی طاقت ہے جو بہت پہلے وسط ایشیا کی اسلامی ریاستوں ثمرقند، تاشقند، بخارا، کو ہڑپ کرچکا ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں کا غلامی کے دور اور کمزوری کی حالت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی پر عمل درآمد تھا اب مدنی زندگی سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنے رکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال کی مختصرمدت میں ۸۵ جنگیں لڑیں اور فرمایا : **"لی حرفتان الفقر والجهاد"** "میرے دو پیشے ہیں فقر اور جہاد۔" فقر

بھی جہاد اکبر ہے۔ جہاد بالنفس کا دوسرا نام ہے لہٰذا اسلامیان پاکستان کو سرتاپا مجاہد بننا پڑے گا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے : **"ماترک قوم الجہاد الا عمھم اللہ بالعذاب۔"** "جس قوم نے جہاد ترک کیا اس پر عام عذاب الٰہی نازل ہوا۔ علامہ اقبال نے خوب کہا ہے۔

آ تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے　　شمشیر و سنا اول طاؤس و رباب آخر

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ　　مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

ایک دردمند شاعر کا شعر ذرا ترمیم کے ساتھ۔

زوال دولت افغاں زوال ملک و ملت ہے　　عزیزو! فکر فرزندی و مال و متاع کب تک

اس وقت سارے کھیل تماشے موقوف کر کے کوبہ کو گلی گلی شہر شہر دفاعی جنگی تیاریاں وقت کی پکار ہے۔

صدر پاکستان کا اعلان درست ہے کہ پاکستان اپنی جنگ خود لڑے گا۔ امداد اللہ کریم جہاں سے بھیجے مگر قرآن کریم کا یہ حکم ہماری افواج کے ہر دم پیش نظر رہے کہ : "اے ایمان والو! جب تم دشمن کے مقابل ہو تو اللہ کا ذکر خوب کیا کرو' اور ذکر مختلف صورتیں یہ ہیں۔"

"آیات جہاد کا تلاوت' نعرہ تکبیر' نعرہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم' نعرہ حیدری۔" یہ نعرے ہماری فوج کے لئے ایٹم بم کا کام کرتے ہیں اور جو بھی غلط عقیدہ والا ان کو شرک و بدعت سے تعبیر کر کے ہماری فوج سے یہ ہتھیار چھین لے وہ گمراہ ہے غدار۔ ان کی طرف سے ہوشیار رہنا چاہئے اور اپنے اللہ اور ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوبوں کو یاد کرنا' ایمانی جذبہ کو بیدار کرنا ہے اور یہی جذبہ فتح و ظفر کا ضامن ہے۔

۶/ ستمبر جنگ ۱۹۶۵ء کے مشہور جرنیل میجر جنرل سرفراز خان ہلال جرات ملٹری نے ایک مضمون میں کیا خوب کہا کہ ہم اسلامی تاریخ کے پر آشوب ادوار کے ورق الٹتے ہیں تو ہمیں روحانی اقدار اور تلوار کے حیران کن اختلاط کے مناظر دکھائی دیتے ہیں۔ اسلام کے عروج و فروغ میں قوت ایمان اور عسکری مہارت کی ہم آہنگی نے نہایت حیران کن کردار ادا کیا ہے۔ اسلامی فتوحات کی تاریخ اس ابدی حقیقت کی حامل ہے کہ اخلاق اور تلوار کی قوتیں ایک دوسرے کے لئے ناقابل تقسیم مرکب ہیں۔ اسلامی فتوحات کی خیرہ کن داستان بدر و حنین' قادسیہ' یرموک' جبل طارق' صلیبی جنگیں' سومنات و پانی پت اور ۶/ ستمبر ۱۹۶۵ء کے بغیر بے ربط اور غیر مربوط ہے۔ ان معروضات سے جو نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس و انور و اطہر و اعلیٰ و بالا آج بھی ا۔ ارب مسلمانان عالم کی امیدوں کا آخری مرکز اور اتحاد باہمی کا آخری نقطہ ہے۔ ساڑھے چودہ صدیوں کی گردش لیل و نہار میں ہم نے جو کچھ بھی حاصل کیا وہ آستانہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر ناصیہ فرسائی کا صدقہ تھا اور آئندہ بھی جو کچھ حاصل کریں گے وہ اسی بارگاہ عالی کا صدقہ ہوگا۔ ہم نے اس عرصہ میں جو کچھ کھویا وہ اسی آستانہ پاک صلی اللہ

CS CamScanner

علیہ وسلم سے انحراف کا نتیجہ تھا اور خدانخواستہ اگر آئندہ بھی کچھ کھوئیں گے تو وہ شامت اعمال کا ہی ثمرہ ہوگا۔

"ما اصابک من حسنتہ فمن اللہ ما اصابک من سیئتہ فمن نفسک

(آیت نمبر۷۹ سورہ النساء) (اے سننے والے تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے۔)

اللہ جل شانہ ہم سب مسلمانوں کا رخ حرمین شریفین کی طرف کردے اور سربراہان ممالک اسلامیہ کو اجتماعی حاضری بارگاہ شہنشاہ کون و مکان سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق جمیل عطا فرماکر کاروان اسلام کو عروج کی راہ پر لگائے اور اس طرح اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی ذلت عزت سے بدل دے اور مسلمانوں کے نقصان کو نفع سے بدل دے۔ آمین بحرمت رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔

وہ نورانی مینارے وہ گنبد سبز
نثاران پہ ہوش و خرد کی خزینے
چہ بالا تر از عرش آں بارگاہ ہے
چہ بالا تر از لامکاں او زمینے

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ'
المتشکر و المخلص الی اللہ
محمد فاروق رحمانی

مرتبہ
خاکپائے اولیاء
صوفی محمد ظہیرالحسن رحمانی

حضرت محبوب رحمانی کی پاکستان کی بقاو استحکام سے متعلق دل چسپی

جلسہ دعائیہ

پاکستانی افواج کی حالیہ شاندار کامیابی پر بارگاہ خداوندی میں ادائے شکر اور ان کی مزید کامیابی کی دعا کے لئے منجانب حلقہ رحمانی بتاریخ ۱۷/ ستمبر ۱۹۶۵ء مطابق ۲۰/ جمادی الاول ۱۳۸۵ھ بعد نماز جمعہ نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ میں ختم درود شریف، بعد ختم درود شریف دعا ہوگی۔ علماء کرام و مشائخ عظام اور ان کے متوسلین سے خصوصاً و مسلمانان کراچی سے عموماً التماس ہے کہ اس مبارک اجتماع میں شرکت فرماکر ثواب دارین حاصل کریں۔

الداعی الی الخیر

حلقہ رحمانی۔ الفاروق جہانگیر روڈ کراچی

مقام خواجہ محبوب رحمانی عرب و عجم کے علماء اور مشائخ کی نظر میں
(حلقہ رحمانیہ کی طرف سے سالانہ محفل میلاد مجلّہ العرب کے شمارہ ربیع الاول میں بزبان مدیر)

یہ آنکھیں خشوع و خضوع کے ساتھ دعا میں گرم گرم آنسو بہا رہی ہیں۔ اللہ جل شانہ کے حضور اور یہ ہاتھ جو اللہ تعالیٰ کے سامنے تضرع کے ساتھ پھیلے ہوئے ہیں۔ ناکام واپس نہ ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ہرگز انھیں نامراد نہ لوٹائے گا اور وہ جن کے سامنے دست سوال دراز کیا جاتا ہے۔ ان سب سے زیادہ کریم و سخی ہے۔ عالم جلیل مولانا محمد فاروق رحمانی نے مردوں اور عورتوں کے لئے دو الگ الگ بڑے شامیانے لگوائے جن میں لاؤڈ سپیکر نصب کئے گئے اور جن میں قالین دریاں اور سفید چادریں بچھائی گئیں بغرض منعقد کرنے محفل میلاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت نبویہ مبارکہ کے بیان کے لئے جس میں شرکت کے لئے مردوں اور عورتوں کے بڑے مجمع سویرے ہی سرعت کے ساتھ حاضر ہوئے۔

جلسے کی کارروائی جلد ہی قرات قرآن کریم و تسبیح و سیدنا و مولانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ کے ساتھ شروع ہوئی اور جس نے چاہا نفل نماز بھی ادا کی۔ علما نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر تقریریں کیں اور آپ کے خلق عالی و رفیع، آپ کے جہاد جدوجہد و تبلیغ رسالت و ادائے امانت کو بیان کیا اور یہ کہ

الله جل جلاله

وما توفيقي إلا بالله

بسم الله الرحمن الرحيم
وبه نستعين

محمد صلى الله عليه وسلم

عليه توكلت واليه أنيب

(٢)

التاريخ ٩ رمضان ١٤٠٠هـ الموافق / / ١٩٧ م

والصلاة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه والتابعين لهم الى يوم الدين

وبعد

من العبد الفقير الى مولاه [illegible] الى شيخه وأستاذه مولانا محمد فاروق
سلمه المولى من كل سوء ونفع الله به المسلمين في الدارين انه على كل شيء قدير
شيخنا الحبيب لقد استلمت رسالتكم الكريمة المؤرخة في العشرون من شعبان المعظم
ولقد نزلت على قلبي كنزول الماء على الأرض اليابسة، فجزاكم الله عنا خير الجزاء، وعلمت من رسالتكم
هذه انه لم يصلكم شيء من طرفي.
سيدي الشيخ لقد استلمت من طرفكم منذ شهر ذو القعدة ١٣٩٩هـ الى تاريخ رسالتكم هذه ثلاث
رسائل، واحدة بالبريد مع شخص اسمه النور ولم استلمها منه الا بعد حوالي اربعة اشهر لانه
فقد مفتاح الصندوق الذي فيه رسالتكم ثم وجده وقد تلقيت ذلك في شهر ربيع ثاني عندما
حيث رجعت من مصر بعد غياب شهرين وكتبت لكم جواب تلك الرسالة فوراً ثم
استلمت منكم رسالة تدعوني الى پاكستان من اجل المولد النبوي الشريف فاستلمت
تلك الرسالة في ربيع ثاني بعد عودتي من مصر وهذه الرسالة الأخيرة المؤرخة في
٢٠ شعبان ١٤٠٠هـ وقد كتبت لكم عدة رسالات في عام ١٣٩٩/١٤٠٠هـ ولست اعلم مصيرها حتى
صار عندي يأس بكتابة الرسائل، والذي استغربه انني كتبت عدة رسائل الى
الشيخ صلاح الدين القادري فجاءني الجواب بأن جميعها وصلت، فلماذا لم تصل جميع رسائلي
الى شيخي واستاذي مولانا محمد فاروق؟ لقد ذكرتم في رسالتكم السابقة عن موضوع علاقة بنت
الشيخ محمد علي المراد المسماة سعاد وزوجها احمد عبد الرزاق الكبيسي والقصة طويلة وكتبت لكم
أن هذا الزوج ظهر انه فاسد العقيدة ويكره الاولياء وان علاقة بنت الشيخ معه في الحرام
لانه كثير الطلاق ونريد ان [illegible] الى اهلها ثم الانتقام من هذا المجرم بتسليط الجنون
او الشلل وطرده من هذه البلاد حتى لا يفسد العباد بمعتقده الفاسد وقد وعدتموني
بذلك منذ سنتين ولنا بالانتظار فنرجو ان يتم ذلك في شوال القادم ومن انسب
عملكم هذا ابناء ولنا الكرم [illegible] فتكون قد صنعت ولداً باراً بك ومفيداً الى الابد
سلامي الى شخصكم الكريم مع تقبيل الايادي وكل عام وانتم بخير بحلول شهر رمضان الحبيب وعيد
عيد الفطر ونسأله تعالى ان يجمعنا في هذا الموسم لحج بيته العتيق في هذا العام وفي كل عام

انه على كل شيء قدير . وسلامي الى الاخ الحبيب محمد ظهير الحسن وجميع الاخوان والاحباب وكل من يسأل عنا .

ومن طرفنا مولانا ضياء الدين القادري وو لده فضل الرحمن وجميعهم بخير والحمد لله

ومن طرفنا ايضا عمي فضيلة الشيخ محمد علي المراد والد عائشة يسلم عليكم كثير السلام وهو موجود الآن في المدينة المنورة حيث هاجر من الشام بعد الحوادث الأخيرة حيث انه مطلوب لدى الحكومة لانه رئيس رابطة العلماء فنرجو دعاءكم له وللمسلمين

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

خادمكم

حسن دندش رحماني

ملاحظة وان ما ذكرتموه في رسالتكم سوف نتكلم عليه بالتفصيل ان شاء الله حينما نلتقي ولا يجوز التكلم عليه بالرسائل .

6/9/81

25 ذوال

المدينة المنورة

ص ب / ٢٢٦٢ /

2262

محبت قلبي وروحي حسن دندش خيتي رحماني سلمه الله تعالى من الآفات جميعا
فطرق القلب يطلب لديه ... دنيا الحال ... علي عبدالله جل جلاله ... يجمعنا بما هو احسن كما له

السلام عليكم على من لديكم . جعلك الله تحت ظلاله الكريم والرحمة ويحفظكم من كل بلاء الدنيا ... وعذاب الآخرة . قد بلغني رسالتكم المؤرخة 9 رمضان ١٤٠٠ه بدلا منه ص ب ٤٤٢٩ وتحملت غياب مدة رسالاتكم وهذا يحمل على سوء تنظم البريد . اما موضوع الثلاثة هناك عنه نفتش حل هذا المسئلة المهم عندنا ... بتلى الرسول وبعونه القبول . والناظم يقول انا من المرمين منتقمون فعلينا الصبر متى ينتقم الله النعيم فلا ... يمكن هذا الفاسق الفاجر الذي يكره الاولياء ويلفته المعاشرة . واذكر الله ١٥ الا بذكر الله تطمئن القلوب . والتفصيل كل الامور عند لقاء الخليل وهو شفاء العليل . نحن في الأسف والحزن على حوادث الشام قد اصابت احباب اهل الايمان . وسياتي الله قوما يحبونه ويحب المؤمنين وتلك الايام نداولها بين الناس والبشر يأتي بعد العسر والله على كل شيء قدير

وفي الختام سلامي ودعائي على كل من لديكم واهلكم واولادكم واحبائكم سيما شاه فضل الرحمن القادري لم يجب رسالتي التي ارسلت حين كتبت لكم واني لاشد الانتظار بجوابه وعافية الشيخ الرسول الحم حضرة صاحب الفضيلة وقدوة العارفين شاه ضياء الدين القادري دامت بركاته العالية . ارجو ان تبلغ همتي وانتظاري برسالته وقد ادرك موسم الحج .

وسلام المحبة من عبد العاجز محمد رضا الكاتب الشيخ محمد ظهير الحسن عنه الحاج العقيد

CS CamScanner

کس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جہاد کیا یہاں تک کہ یہ دین پھیلا اور روئے زمین ہدایت و نور سے بھر گئی۔

جلسہ کے اختتام پر مولانا محمد فاروق رحمانی نے نہایت خشوع و خضوع اور انکساری و تضرع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی کہ اس امت سے رنج و مصائب کے بادل کو چھانٹ دے۔ اس سے حوادث اور بلاؤں کو دور کردے۔ اس کی خطاؤں کو معاف کردے۔ اس کے راستے روشن کردے اس کو قوت مدافعت عزت اور طاقت عطا کردے اور اپنے پاس سے غیبی مدد نازل کردے اور اس امت کے حاکموں کے قدموں کو صحیح راستے پر قائم رکھے اور انہیں ہدایت و توفیق عطا فرمائے۔ مسلمانوں کو متحد کردے۔ اور حرم بیت المقدس کو آزاد کردے اور پاکستان کے جنگی قیدیوں کو رہائی دلادے اور کشمیری قوم کے لوگوں کو اس جور و ظلم سے نجات دلادے جس میں وہ گھرے ہوئے ہیں۔ دشمنان اسلام کو کچل دے ان کی سازشوں کو ناکام بنادے اور مسلمانوں کے رعب کو ان کے (یعنی دشمنوں) درمیان زوردار کردے۔ گناہوں کو معاف کردے عیوب کو چھپادے۔ کمزوروں پر رحم کردے۔ عیب پر پردہ ڈال دے۔ اس طرح تقریباً نصف گھنٹہ تک اللہ سے خشوع و خضوع و انکساری عاجزی اور گریہ زاری میں مناجات کرتے رہے اور ان کے تضرع و عاجزی اور آہ زاری میں مردوں اور خواتین کا یہ بھاری مجمع بھی شریک رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وقوف میدان عرفات ہے۔

اس سے قبل علماء میں سے دونے اٹھ کر حضرت جناب سید عبدالقادر جیلانی کو خوش آمدید کہا اور اسلام کے لئے ان کی خدمات اور ان کی پاکستان کی محبت کی تعریف کی اور جس وقت وہ وہاں پہنچے تو ان کا بے حد گرم جوشی سے استقبال کیا گیا اور لوگوں نے یہ نعرہ لگایا۔ سفیر اسلام اور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے خاندان کے چشم و چراغ زندہ باد۔ اور حضرت سفیر نے نہایت عاجزی و انکساری و خشوع و خضوع کے ساتھ۔ اللہ کے حضور دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کو عزت دے پاکستان کی حفاظت کرے اس کی مدد کرے۔ سہارا دے اور اس کو قوت دے اور ہر جگہ دشمنان اسلام کی سازشوں کو ناکام بنادے اور اللہ تعالیٰ اسلامی اور عربی حکومتوں کو قوت مدافعت و طاقت دے اور اس کی مدد اور پشت پناہی کرے۔

اس جلسہ کے اختتام پر حاضرین کے لئے جن کی تعداد دس ہزار (۱۰۰۰۰) سے بھی زیادہ تھی دسترخوان بچھایا گیا جس پر پاکستان کے روایتی کھانے بریانی و زردہ پیش کئے گئے۔

مکتوب جناب حسن وندش رحمانی و مشتقی مقیم مدینہ منورہ

(۹/ رمضان المبارک ۱۴۰۰)

(وافضل الصلوة واتم التسلیم علی سیدنا محمد وعلی اله واصحبه والتعابعین له الی یوم الدین وبعد۔)

عبد فقیر حسن وندش رحمانی کی طرف سے ان کے شیخ و استاد مولانا محمد فاروق رحمانی جنہیں مولا تمام نقصان و برائی سے بچائے اور اللہ تعالٰی ان کے ذریعہ سے تمام مسلمانوں کو دارین میں بچائے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

میرے محبوب شیخ آپ کا نوازش نامہ مورخہ ۲۰ شعبان المعظم کو موصول ہوا اور ہمارے قلب پر اس طرح نازل ہوا جیسے سوکھی ہوئی زمین پر پانی کا نزول ہوتا ہے۔ اللہ تعالٰی ہماری طرف سے جناب کو جزائے خیر عطا کرے۔ جناب کے خط سے معلوم ہوا کہ میری طرف سے آپ تک کوئی چیز نہیں پہنچی۔

جناب سید شیخ ماہ ذوالقعدہ ۱۳۹۹ھ سے اپنے اس خط کی تاریخ تک صرف ایک خط ملا۔ ایک شخص کے ہاتھ جس کا نام انور ہے اور وہ بھی تقریباً ۴ ماہ کے بعد ملا کیوں کہ جس صندوق میں وہ خط تھا وہ کہیں گم ہوگیا تھا جو بعد میں مل گیا اور یہ مجھے ماہ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ میں معلوم ہوا جب میں دو ماہ کی غیر حاضری کے بعد مصر سے لوٹا۔ اور میں نے آپ کے اس خط کا جواب فوراً لکھا۔ پھر پاکستان میں جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شریف کا دعوت نامہ ملا۔ وہ خط مجھے ماہ ربیع الثانی میں میرے مصر سے واپسی پر ملا اور اس آخری خط پر ۲۰/ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ کی تاریخ پڑی ہوئی ہے میں نے سال ۱۳۹۹ھ میں آپ کو کئی خطوط لکھے مگر معلوم نہیں ان کا کیا حشر ہوا۔ خط و کتابت کے سلسلے میں مجھے مایوسی ہوئی۔ تعجب کی بات ہے کہ میں نے شیخ مصلح الدین قادری صاحب کو کئی خط لکھے اور جواب ملا کہ وہ سب کے سب ملے تھے تو کیوں میرے سارے خطوط میرے شیخ و استاد مولانا محمد فاروق صاحب رحمانی کو موصول نہیں ہوئے۔ آپ نے اپنے پچھلے خط میں عائشہ بنت شیخ محمد علی۔ اس کی والدہ سعاد اور شوہر احمد عبدالرزاق ابیکسی اور ان کی والدہ جمیلہ کا ذکر کیا تھا۔ میں نے آپ کو لکھا تھا کہ یہ شوہر فاسدا العقیدہ معلوم ہوتا ہے اور اولیاء سے نفرت کرتا ہے اور عائشہ اس کے ساتھ اس کے حرم میں زندگی گزارتی ہے کیونکہ وہ بہت جلد طلاق دینے والا ہے۔ ہم چاہتے ہں کہ اس کو (عائشہ) آزادی دلاکر اس کو اسی کے لوگوں میں واپس بھجوادیا جائے۔ پھر اس مجرم سے انتقام لیا جائے کہ اس پر جنون اور فالج مسلط ہوجائے اور اسے ملک سے نکال دیا جائے کہ اپنے فاسد عقیدہ کے ذریعے اللہ تعالٰی کے بندوں کو خراب نہ کرے۔ آپ نے دو سال قبل اس کا وعدہ کیا تھا اور میں انتظار کررہا ہوں' میں درخواست کرتا ہوں کہ آنے والے ماہ شوال میں ایسا ہوجائے آپ کے اس عمل کو کبھی بھی فراموش نہیں کروں گا۔ جب اللہ تعالٰی اس معاملے میں آپ پر مہربانی کرے تو یہ آپ کی طرف سے ہمارے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بڑا احسان ہوگا۔

دست بوسی کے ساتھ آپ کی عظمت کو سلام ہے اور پورے سال بخیریت رہیں۔ ماہ رمضان کے ورود کے

CS CamScanner

ساتھ جس کے بعد عیدالفطر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ اس موسم میں ہم سب کو حج بیت اللہ کے لئے اس سال جمع کردے اور آئندہ ہر سال۔ اور وہ ہرچیز پر قادر ہے۔

برادر و حبیب جناب محمد ظہیرالحسن رحمانی اور سارے برادران و احباب اور سارے پرسان حال کو ہماری طرف سے سلام۔ اور ہماری جانب سے مولانا ضیاء الدین قادری اور ان کے صاجزادے فضل الرحمٰن اور سب دوسرے بحمد اللہ بخیریت ہوں۔

اور ہماری جانب چچا حضرت شیخ محمد علی المراد والدہ عائشہ آپ کو بہت بہت سلام کہتے ہیں۔ اور وہ ابھی تک مدینہ منورہ میں موجود ہیں جہاں کہ وہ پچھلے حادثات کی وجہ سے شام سے ہجرت کرکے گئے ہیں۔ کیوں کہ علماء لیگ کے صدر ہونے کی وجہ سے حکومت ان کی تلاش میں ہے ان کے لئے اور سارے مسلمانوں کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا خادم

حسن وندش رحمانی

مدینہ منورہ ص ب/۲۲۶۲

ملاحظہ : اپنے خط میں جن باتوں کا آپ نے ذکر کیا ہے ان پر تفصیل سے انشاء اللہ ملاقات پر بات کریں گے۔ خط میں ان کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔

الجواب

فطوبی لقب یطوف لدیہ　　　فیا ایھا الناس صلو علیہ

یصلی علیہ اللہ جل جلالہ　　　بھذ ابدالعالمین کمالہ

میرے قلب و روح کے دوست حسن وندش چشتی بچائے اللہ تعالیٰ تمام آفتوں سے۔

آپ پر اور جو آپ کے پاس ہیں ان پر سلام۔ اللہ آپ کو اپنے کرم و رحمت کے سائے میں رکھے اور عافیت دے' ہربلائے دنیا اور آخرت کے عذاب سے۔

آپ کا خط مورخہ ۹/ رمضان ۱۴۰۰ھ ملا۔ معلوم ہوا کہ آپ کے متعدد خطوط غائب ہوگئے۔ ہوسکتا ہے کہ یہاں اور وہاں ڈاکخانہ کی انتظامی خرابیوں کی وجہ سے ایسا ہو جہاں تک عائشہ کا معاملہ ہے تو اس سارے اہم مسئلے کے

CS CamScanner

يا فتاح بسم الله الرحمن الرحيم يا عليم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على

سيدنا محمد وعلى آله واصحابه اجمعين والتابعين لهم الى يوم الدين

حضرة سيدنا ومولانا وشيخنا ومرشدنا قطب دائرة العارفين وشمس الموحدين
وتاج الكاملين ومربي المريدين وامام المتقين سيدنا وحبيبنا وروح فؤادنا
شيخنا الفاني في الله والباقي في الله حضرة مولانا المرشد الكامل استاذنا
المفضال حسوفي الشاه محمد فاروق رحماني القادري الجشتي الصابري المحمدي صلى الله عليه وسلم
حفظه الله وادام حياته وجعله ذخرا للمسلمين وجمعنا به في الدنيا في الحرم النبوي
الشريف وفي الآخرة تحت لواء الحبيب الاعظم وادخلنا الجنة بصحبته انه ارحم الراحمين
سيدي وسندي وحبيب قلبي وروح فؤادي السلام عليكم ورحمة الله وبركاته
مع تقبيل اياديكم الطاهرة ولثم اقدامكم الزاهرة ارجو الله تعالى ان تكونوا انتم وجميع اخواني في الله
من لديكم بخير وسلامة وصحة وعافية كما نحن كذلك ، افيدكم يا سيدي باني باشرف الاوقات
تناولت بيد التكريم رسالتكم الزاهرة المشيرة الى فرحتكم العظيمة بميلاد الحبيب الاعظم صلى الله عليه وسلم
سيدي جمل الدنيا والآخرة أسأل المولى العظيم رب العرش الكريم ان يجعله شهرا مباركا ميمونا علينا وعليكم
وعلى سائر المسلمين اجمعين وكيف لا نفرح بميلاد حبيبنا المصطفى صلى الله عليه وسلم وهو شفيعنا يوم
الدين اللهم اكرمنا بشفاعته وادخلنا الجنة بمعيته انك ارحم الراحمين ، سيدي المفضال
اختم رسالتي هذه بالسلام عليكم وعلى جميع من لديكم من الاخوان والاحباب والمحبين مع لثم تراب

نعالكم الشريفتين . وارجوكم ان لا تنسوني من ملاحظاتكم الشريفة وتوجهاتكم
المنيرة كما نحن كذلك ان شاء الله تعالى لا ننسى عطفكم علينا واحسانكم لدينا فجزاكم الله
عنا وعن جميع المسلمين أفضل الجزاء وأطال الله في حياتكم وجعلها حياة طيبة مباركة ميمونه
انه سميع الدعاء . سيدي الاستاذ المحترم ارجوكم ان تفيدوني عن صحتكم وسلامتكم
وسلامة الاخوان وكما ارجو دعواتكم المنيره الصالحة على الدوام وان تتفضلوا على
بافادتي بوصول تحريري هذا اليكم لاطمئن على وصوله لديكم ليزداد فرحي بكم وبالاخوان
الاعزاء . وكما ارجو ارضاء عن عنوانكم الحالي باللغة العربية لاتشرف بمكاتبتكم
والتذ بخطاباتكم وتحاريركم سيدي الوقور . وصلى الله على سيدنا محمد وعلى اله وصحبه وسلم والحمد لله
لله رب العالمين

حرره خادمكم تراب نعالكم
الفقير الى مولاه راجي رحمته
وعفوه ورضاه وشفاعة
نبيه صلى الله عليه وسلم يوم لقاه
محمد بن سليم شخاشيرو عفى الله عنه

حرر يوم الاحد الموافق (٨) صفر الخير سنة ١٣٨٨ هـ
و ٢٦ ايار سنة ١٩٦٨ م

ملاحظة : عنواني في المراسلات هكذا
دمشق سوريا . سوق القطن دخلة البيروان
رقم الابواب ١٨١ الشيخ محمد سليم شخاشيرو

المتوفى سنة ١٩٧١ م
١٣٩١ هـ
رفعه

متعلق شہر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قیام کے دوران چھان بین کریں گے۔ اور اس کی مدد ہی سے قبولیت حاصل ہوگی اور اللہ عظیم کہتا ہے :

"انا من المجرمون منتقمون۔"

"بے شک ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں۔"

تو ہم کو اس وقت تک صبر کرنا چاہئے جب کہ اللہ العظیم انتقام لے۔ تو اس فاسق و فاجر کے مکر سے جو کہ اولیاء اللہ سے نفرت کرتا ہے اور معاشرے میں فساد پھیلاتا ہے۔ آپ کے سینے میں تنگی نہیں ہونی چاہئے۔ **"واذکر اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ لایذکر اللہ تطمئن القلوب"** "اللہ کو کثرت سے یاد کرو کہ شاید تم فلاح پاجاؤ۔ بے شک اللہ کے ذکر سے قلوب کا اطمینان حاصل ہوتا ہے۔"

اور باقی باتوں کی تفصیل دوست کی ملاقات کے وقت اور وہ بیماروں کے لئے شفا ہے۔ شام کے حوادث سے ہمیں بڑا رنج و غم ہے جو اہل ایمان پر نازل ہوئے۔

"وسیا نی اللہ بقوم یحبھم ویحبونھم وتلک الایام نداولھا بین الناس والیسر یاتی بعد العسر واللہ علی کل شئی قدیر۔"

"اللہ ایک قوم لائے گا جسے وہ پسند کرے گا اور جو اسے پسند کریں گے۔ ان ایام کو لوگوں کے درمیان پلٹاتے ہیں اور آسانی شدت کے بعد حاصل ہوتی ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اور آخر میں ہماری طرف سے سلام و دعا۔ ان سب لوگوں کو جو آپ کے پاس ہیں اور آپ کی آل اولاد کو اور میرے قلبی دوستوں خصوصاً شاہ فضل الرحمٰن قادری کو جب میں نے آپ کو خط لکھا تھا' اسی وقت ان کو بھی خط بھیجا تھا جس کا انہوں نے جواب نہیں دیا۔ میں شدید انتظار میں ہوں۔ ان کے جواب کا اور شیخ العرب والعجم حضرت صاحب الفضیلہ و قدوۃ العارفین شاہ ضیاء الدین قادری دامت برکاتہ' کی خیر و عافیت کا۔

میری خواہش ہے کہ خط کے انتظار اور میری فکر ان تک پہنچا دیجئے اور اب تو موسم حج آن پہنچا۔

اس خط کے لکھنے والے بندہ عاجز کی طرف سے سید محمد ظہیرالحسن چشتی رحمانی کا سلام محبت عرض ہے۔

العاجز الفقیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین والتابعین لھم الی یوم الدین۔

CS CamScanner

حضرت سیدنا و مولانا و شیخنا و مرشدنا حلقہ عارفین کے قطب موحدین کے آفتاب' کاملوں کے سرتاج' مریدین کے مربی' متقیوں کے امام ہمارے آقا و حبیب' ہمارے دلوں کی روح ہمارے شیخ فنا فی اللہ و باقی باللہ حضرت مولانا مرشد کامل ہمارے استاد صاحب فضل صوفی شاہ محمد فاروق رحمانی قادری چشتی صابری محمدی حفظہ اللہ وادام حیاۃ انہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے ذخیرہ آخرت بنادے اور دنیا میں ہمیں ان کے ساتھ حرم نبوی میں اور آخرت میں حبیب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے جمع کرے اور ان کی معیت میں ہمیں جنت میں داخل کرے وہ تو بے شک ارحم الراحمین ہے۔

میرے سید و سند' میرے قلب کے حبیب' میرے دل کی روح

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ'

جناب کے طاہر ہاتھوں کی دست بوسی اور آپ کے روشن قدموں کی قدم بوسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اور ہمارے سارے روحی بھائی جو آپ کے پاس ہیں خیر و عافیت کے ساتھ ہوں گے۔ اسی طرح جیسے کہ ہم بھی ہیں۔

اے میرے سردار آپ سے یہ عرض کررہا ہوں کہ ہم کو نہایت مبارک وقت میں کرم گسار ہاتھوں میں آپ کا روشن گرامی نامہ موصول ہوا جس میں اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ میلاد حبیب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سید اہل دنیا و آخرت سے جناب کو زبردست خوشی ہوئی۔ مولائے عظیم و رب العرش کریم سے درخواست کرتا ہوں کہ اس ماہ کو ہمارے لئے آپ کے لئے اور سارے مسلمانوں کے لئے مبارک و بابرکت بنادے۔ اور ہم اپنے حبیب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد سے کیوں خوش نہ ہوں جب کہ روز قیامت وہ ہمارے شفیع ہوں گے۔

اے اللہ! ان کی شفاعت سے ہماری کرم نوازی اور ان کی معیت میں ہمیں جنت میں داخل کر' تو ارحم الراحمین ہے۔

سیدی صاحب فضل اپنے اس خط کو ختم کرتا ہوں' سلام کے ساتھ آپ پر اور سارے بھائی دوست و احباب پر جو آپ کے پاس موجود ہوں۔ آپ کے نعلین پاک کی پابوسی کے ساتھ آپ سے درخواست ہے کہ اپنے حکم و ہدایات شریف و روشن سے ہم کو نہ بھولیں اور ہم بھی آپ کے لطف و کرم و احسان کو نہیں بھولیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے اور سارے مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزا عطا کرے۔ آپ کی عمر طویل کرے اور اسے پاکیزہ و مبارک و سعید کرے۔ بے شک وہی دعا کو سننے والا ہے۔

اے میرے سید و استاد محترم آپ سے درخواست ہے کہ صحت و عافیت سے اور برادران کی سلامتی سے مطلع فرمائیں۔ آپ کی روشن اور نیک و دائمی دعاؤں کی بھی آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ مہربانی فرماکر اس تحریر کی

١٠ جمادى الأولى ٨ / ٧ / ١٩٦٧

بسم الله الرحمن الرحيم — بواسطة عبد الرحمن المرابط حجاجيه دمشق سوريا.

٢٤٩

حضرة مولانا الشاه الأجل محمد فاروق الرحماني المكرم دام فيضه وفضله آمين

وبعد — السلام عليكم ورحمة الله تعالى وبركاته — فاني احمد الله تعالى اليكم واستزيده رفعة لجنابكم في أحلى الساعات بل وأفضلها تلقيت بيد الامتنان رسالتكم الشريفة الحاوية أبهى وألطف المعاني الصادرة من فمكم العذب الحاملة في طيها الحياة إذ هي البلسم الشافي والدواء الوافي، وما ان نشرتها حتى هب من ثنايا عطرها نشراً أصاب القلب فأحياه بعد أن أصابه السقم — من البعد — وأضناه، وخاصة عندما شاهدت ماحوته من صوركم المحببة اللطيفة المشتملة على أكمل الصفات المنيفة — ولا أتكلم انها اضافت الى ناظري ما نوراً بعد طول الغياب، هذا وانه كأنه شخصكم لا يبرح مخيلتنا ونوركم لم يزل نبراساً في طريقنا. سدد الله اعمالنا حسب الشريعة المحمدية وجعلني الله تبارك من الذين تفاخرون بهم — ولا تلامون من جراء افعالهم واحوالهم. كما وانه نسأله تعالى ان يديم علينا وعلى المسلمين ظللكم ويمتعنا بحياتكم وينفع المسلمين بكم آمين.

سيدي حينما وصلتني الرسالة ظننت انها تحتوي — ايضاً — على أجازة نتشرف بها بذكر نسبكم وأسماء أسيادنا أشياخكم مع سلسلة الطريقة العلية القادرية — لأجل أن اعرف الى من أنتمي وأنتسب — وكذلك الإذن بأعطاء الطريق والتسليك على ان اكون نائبكم وخليفتكم في ديارنا الشامية وغيرها — ولا يظن بنا اننا استعجلنا ذلك لئن قانون الطريق لا يعطي ذلك — تقول بأن يُعطى إن كان بقرب الشيخ، أما إذا كان بعيداً فلا يمنع ذلك، وعلى كل الأمر اليكم وغاية ظني انني لست أهلاً لشريف فضلكم وانعامكم، ومع هذا فاني اطلب من سيادتكم أن تعملوا مراقبة واستخارة فإن جاء الاذن بذلك فلا تحرموني، وان كانت الثانية فلا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم — واظن وانا متحقق من ذلك بأن الله سبحانه لا يرد لكم طلباً ولا يخيب لكم املاً فاطلبوا منه تعالى إصلاحي وتوفيقي وان يؤهلني لحمل هذا الشرف العظيم وعد سبحانه بر كريم يجيب دعاءكم. تحياتي مع لثم اياديكم الطاهرة، وسلامي لاخوانكم ومريديكم ومن حواه محلكم العامر. ودمتم

وأما انت يا اخي صوفي محمد طه الحسن الرحماني — اننا تعاهدنا على أن تذكر الشيخ حضرة مولانا الشاه بي وتعطف قلبه عليّ وانه تطلب منه دائماً ان لا ينساني من دعواته ويشملني بعطفه، هذا املي بكم، فأنت يا أخي وبقية الاخوان. هنيئاً لكم دائماً انظار الشيخ عليكم إذ هو بينكم دائماً تستمدون منه وتغرفون من الأنوار والتجليات. ولكن انا المسكين البعيد بالجسم لا بالروح فما حالي اسأل الله السلامة فالله يجازيك خيراً عني اعمل بوصيتي وهذا من حق الاخوة بارك الله بكم وسلامي لكم ولكل الاحباب ودمتم

محمد تيسير المخزومي الرحماني

وصولی سے بھی مجھے مطلع فرمائیں تاکہ اس کے پہنچنے کے بارے میں اطمینان ہوجائے کہ جس سے آپ کے بارے میں اور بھائیوں کے بارے میں ہماری خوشی میں اضافہ ہو۔ آپ سے یہ بھی درخواست ہے کہ عربی میں اپنے موجودہ پتہ سے آگاہ کریں تاکہ آپ سے خط وکتابت سے مشرف رہوں اور آپ کے خطوط اور تحریروں سے لذت حاصل کرتا رہوں۔ میرے سردار کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا محمد وعلی الہ واصحبہ والحمد للہ رب اللعالمین۔

مکتوب، یوم شنبہ مورخہ ۲۸/ صفر ۱۹۸۸ء بمطابق ۲۶/ مئی ۱۹۶۸ء

مکتوب از حویرم خاک نعا لکم فقیرالی مولدہ اس کی رحمت و عفو و رضا و شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم قیامت طلب گار

محمد بن سلیم

شیخا شیرو عفی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معرفت عبدالرحمٰن المرابط جماجیہ

دمشق۔ سوریا

۱۵/ جمادی الاولی ۱۳۹۱ھ

۸-۷-۱۹۷۱ء

حضرت مولانا شاہ اجل محمد فاروق رحمانی المکرم وام ضیفہ وفضلہ السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ'

اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں اور اس سے آپ کے لئے مزید بلندی چاہتا ہوں۔ نہایت میٹھی اور احسن ساعتوں میں شکریے کے ساتھ آپ کا رسالہ شریفہ یکتا موصول ہوا جس میں آپ کے دہن مبارک شریف سے نکلے ہوئے خوبصورت و لطیف ترین معانی ہیں جن کی تہہ میں حیات ہے جب کہ یہ بلسم شفا بخش و زود اثر ہے۔ جیسے ہی اس کو میں نے پھیلایا۔ اس میں سے خوشبو کا ایک جھونکا نکلا قلب پر طاری ہوکر اس کو زندہ کردیا جب کہ دوری نے اسے بیمار کرکے کمزور کردیا تھا۔ خصوصاً جب کہ میں نے اس میں آپ کی محبوب اور لطیف صورت کا مشاہدہ کیا جو صفات صادقہ پر مشتمل تھی۔

میں آپ سے یہ بات نہیں چھپاتا کہ اس سے میری آنکھوں کی روشنی عرصہ دراز کی غیر حاضری کے بعد زیادہ ہوگئی۔ جناب کی ذات ہمارے ذہن سے اوجھل نہیں ہوئی اور آپ کا نور ہمارے راستے کا چراغ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کردے اور ہمیں ان لوگوں میں سے کردے جو اس پر فخر کرتے ہیں اور لعنت ملامت نہیں کرتے ان کے افعال و احوال پر اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کے

CamScanner

سائے کو ہم پر اور مسلمانوں پر دراز کرے۔ آپ کی حیات سے ہم کو لطف اندوز کرے اور آپ کے ذریعے سے مسلمانوں کو بہرہ ور کرے۔

سیدی جب مجھے خط ملا تو میں نے سمجھا کہ اس میں اجازت نامہ بھی ہے۔ جس میں آپ کے نسب اور آپ کے پیرانوں شیوخ کے نام سلسلہ طریقہ عالیہ قادریہ کے ساتھ ہوں گے۔ تاکہ مجھے معلوم ہو کہ میرا تعلق کس سے ہے اور اجازت ہوگی۔ طریقہ و سلسلہ عطا کرنے کی' تاکہ ملک شام میں' میں آپ کا نائب اور خلیفہ ہوجاؤں یہ خیال نہ کیا جائے کہ اس معاملے میں ہم نے جلد بازی کی اگر طریقہ کا قانون یہ عطا نہ کرنا ہو یا یہ اس وقت ہو سکتا اگر شیخ کا قرب حاصل ہو تو اور اگر دور ہو تو کوئی ممانعت نہیں ہے۔ بہرحال امور سارے آپ کے اختیار میں ہے اور میرا خیال حتمی یہی ہے کہ میں آپ کے فضل و انعام کا اہل نہیں ہوں۔ باوجود اس کے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ' مراقبہ اور استخارہ کرلیں۔ پھر اگر حکم ملے تو ہمیں محروم نہ کریں۔ اور اگر بات دوسری ہو تو **"لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"**

میرا خیال ہے اور یقین بھی ہے کہ اس بات کا کہ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کی بات کو رد نہ کرے گا اور آپ کو مایوس نہ کرے۔ تو اسی سے میری اصلاح اور توفیق طلب کریں کہ اس عظیم شرف کے بار اٹھانے کا مجھے اہل بنادے۔ وہ پاک ذات مہربان کریم ہے۔ آپ کی دعا قبول کرے گا۔ سلام دست بوسی کے ساتھ اور میرا سلام آپ کے بھائیوں' مریدوں اور جو آپ کے مکان پر موجود ہوں۔

اور میرے بھائی صوفی محمد ظہیرالحسن رحمانی ہم میں معاہدے ہوا تھا کہ آپ حضرت شاہ محمد فاروق صاحب رحمانی کو ہمارے بارے میں یاد دلاتے رہیں گے۔ اور ان کے قلب کو میری طرف مائل کریں گے اور ان سے ہمیشہ درخواست کرتے رہیں گے کہ مجھے نہ بھولیں۔ اپنی دعاؤں میں اور اپنی مہربانیوں میں مجھے شامل رکھیں میں آپ سے یہ امید رکھتا ہوں کیونکہ آپ میرے بھائی ہیں۔ آپ کو اور دیگر اخوان کو مبارک ہو۔ آپ پر شیخ کی نظریں ہمیشہ رہیں۔ جب کہ وہ آپ کے درمیان میں ہیں۔ آپ ان سے مدد طلب کرتے رہیں اور انوار و تجلیات میں غرق رہتے ہیں۔ لیکن میں مسکین جسم سے تو دور ہوں مگر روح سے دور نہیں ہوں تو میرا کیا حال ہے۔ اللہ سے سلامتی مانگتا ہوں' اللہ آپ کو میری جانب سے خیر عطا کرے گا۔ میری وصیت پر عمل کریں۔ یہ بھائی چارے کا حق ہے۔ اللہ آپ کو برکت دے۔ آپ کو اور سارے دوستوں کو میرا سلام۔

محمد تیسیر المخزومی الرحمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد الرسول الاعظم والسید الصادق المکرم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد الرسول الاعظم
والسيد الصادق المكرم حبيب رب العالمين وقائد جيش المرسلين
صلى الله عليه وعلى اله وصحبه اجمعين

جناب حضرة قطب الاقطاب صدر الصدور مولانا وقدوتنا الى الله تعالى
المرشد الكامل سيدى واستاذى بحر الحقيقة والشريعه العارف
بالله تعالى صاحب العلوم اللدنيه المربى الكبير السيد محمد فاروق
رحمانى قدوسى قادرى چشتى صابرى نظامى قدسى الله سره العزيز
انى انا مريد جنابكم العزيز محمد عبد القادر الحشى قادرى رحمانى حمص سوريا
سوق الحشيش ومحل البيت باب تدمر قد وصلتنا دعوتكم وكتابكم
العزيز فما وجد عندنا فى حمص من يقرأ كلام باكستانى فكان ظننا
ان الدعوه والمحفل بمولد النبى الكريم فى المدينة المنوره فجئنا الى
المدينه المنوره حسب امركم العزيز فما وجدنا شئ فى هيكلكم العزيز ولاكن وجدنا
روحانيتكم الطيبه الطاهره تطوف عند النبى الكريم صلى الله تعالى عليه وسلم
والآن نحن فى المدينه المنوره وبعده نذهب باذن من جنابكم الى مكة المكرمه
ونعمل عمره وبعده انشاء الله الرحمن الرحيم نذهب الى حمص وفى المدينه
المنوره قرؤا كتابكم العزيز وقالوا لنا ان الدعوه والمحفل يكون فى الباكستان

وحين سفرنا الى المدينه المنوره اخذنا فلوس قرضه من احد اخواننا
وارنا نريد ان نبني نعمر مكان زاويه كبير لأجل الحضرة والاوراد القادريه
العليه لأن محلنا الموجود الآن في حمص صغير جداً فنرجوا من جنابكم العالي
العزيز ان ترسلوا لنا فلوس لأجل العمل في هذا الشأن وبعده نتشرف
بجنابكم المقدس في الباكستان وعندنا في حمص مريدون كثيرون لجنابكم
وبهذا اخذنا اشارة واضحه بكل هذا والسلام عليكم ورحمة الله تعالى وبركاته
ومن عندنا جميع مريديكم يهدوكم الف تحيه والف سلام ونهدي سلامنا الى
جميع اخواننا السالكين في هذه الطريقه العليه

خلافت نامه
ونطلب من جنابكم العزيز ان ترسلوا لنا اجازه من يدكم الكريمه
في كتاب باذن لهذه الطريقة القادريه العليه ونهدي سلامنا جميع
اخواننا والسلام وبهذا نكتفي وجنابكم اوسع نظر ونور

حرر في المدينه المنوره في يوم الخميس الموافق ١١ ربيع اول شريف
٢ حزيران

عنوان الجواب حمص سوريا سوق الحشيش البيت باب تدمر
الشيخ محمد عبد القادر الحنش قادري حماني

Dr. Ustadz Abdullah bin Abdulqadir Bilfaqih Al 'Alawy
Mufti Ludjnah Ifta' Sjar'ie / Direktur Lembaga Darulhadits
Alfaqihijjah & Perguruan Islam Atas
Djl. Klodjen Kidul 8 A-B Tilp. 2679 Pos Box 29 Malang Indonesia

الدكتور الأستاذ السيد عبد الله بن عبد القادر بالفقيه العلوي
مفتي لجنة الإفتاء الشرعي / المدير العام لمعهد "دار الحديث الفقيهية"
ومدرسة المعلمين ومدرسة بيت العليا "
شارع كلوجين كيدول ٨ رقم الهاتف ٢٦٧٩ صندوق البريد ٢٩ مالانج . إندونيسيا

نمرة : ١٥١ / ب / ٩٠ / ٧١ م .
تاريخ : ٥ شوال ١٣٩٠ هـ .

Malang .... 19 ..

5/8/71
٩ ربيع الأول

No :
Lampiran :
Perihal :

بسم الله الرحمن الرحيم

حامدا لله ومصليا ومسلما على سيدنا رسول الله وعلى آله وصحبه
فضيلة العلامة مولانا فاروقي رحماني ادام الله ظله وخلد فضله

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته .

بعد اهداء شريف السلام مع التحية والاكرام ، فقد تلقينا بيد الابتهاج والسرور خطاب تعزيتكم في الوالد والوالدة ، فيا لها من تعزية ما أرقها وما الطفها ، فهي تتألف من عبارات رقيقة تضمنت نصائح لطيفة ومواعظ ثمينة أنستنا كثيرا ما بنا من فداحة المصاب ، وسلونا بها من ألم الرزء وجسامة الخطب وذكرتنا بمن لا راد لقضائه وقدره فانه لله ما اخذ وله ما اعطى ولا حول ولاقوة الا بالله العلي العظيم .

وقد فرحنا ... اذ جاء النبأ عن وفاة الوالدة الذى الذى بعثنا به اليكم وانتم في حفلة عظيمة للمولد النبوي الشريف بحضر تلة من رجال الدين والعلماء الروحانيين وجمهور غفير من المسلمين ، وتفضلتم بقراءة النبأ في تلك الحفلة الزاخرة واهديتم لروحها الطاهرة ما قرأتم من القرآت ، فلا يسعنا ازاء هذا الفضل الجم الا ان نشكركم شكرا جزيلا ونضرع اليه تعالى ان يجزيكم الجزاء الاوفى .

ولقد قرأنا نحن بدورنا مكتوبكم في الحفل التأبيني حين أبنا الوالد واعدنا قراءته منكم حين أبنا الوالدة وفي كلا الحفلين كان تأبينكم يأخذ بمجامع القلوب ، وينال من تقدير الحاضرين ما يثلج الفؤاد ، بلقد اعجبوا به ايما اعجاب وطربوا له طربا جما ، حتى طلب الينا بنسخه بعض الاخوان تبركا ، واشارت الى بعض مضامينها بعض الجرائد والمجلات المحلية التى تصدر بلغة البلاد الاندونيسية .

هذا ما كان من شأن مكتوبكم الكريم فنرجو منكم المزيد ولا تقطعونا من امثاله وتكتبوا الينا في كل فرصة وفي كل مناسبة حتى يزيد التعارف بيننا وبينكم متانة وقوة ولو كتابيا ، بلقد قيل ان المكاتبة نصف الملاقاة ، فلعل ذلك يكون سببا في الملاقاة الحقيقية ان شاء الله وان ننس فلا تنسوا ان تدعوا لنا بطول العمر الى فوق المائة وفوق عمر الحافظين المحب الطبرى ويوسف الطولوني في عافية ، وصحة جيدة . آمين .

هذا ما عن لنا كتابته لكم وان شاء الله ستوافيكم من قبلنا بأمثالها كما سنحت لنا فرصة ووافقتنا مناسبة . والسلام عليكم ورحمة الله .

والسلام
مفتي لجنة الافتاء الشرعي / المدير العام
لمعهد "دار الحديث الفقيهية وكلية الدعوة الاسلامية
مالانج اندونيسيا

(الدكتور السيد عبدالله بن عبدالقادر بلفقيه العلوى)

ملحوظة .
نسخة طبق الاصل ترسل الى فضيلة الاستاذ السيد عبدالمنعم العدوى .

حبیب رب اللعالمین و قائد جیش المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی واصحبہ اجمعین۔

جناب : حضرت قطب الاقطاب صدر الصدور مولانا وقد و تنا الی اللہ تعالی المرشد الکامل سیدی و استاذی بحرالحقیقہ والشریعتہ العارف باللہ تعالی صاحب العلوم المدینہ المربی الکبیر السید محمد فاروق رحمانی قدوسی، قادری، چشتی صابری نظامی قدس اللہ العزیز۔

میں جناب عالی بامرید محمد عبدالقادر چشتی قادری رحمانی حمص سوریا سوق الحشیش مھمل الیبت باب تدمر۔

آپ کی دعوت و خط عزیز موصول ہوا کہ یہاں ہمارے پاس حمص میں پاکستانی زبان پڑھنے والا کوئی نہ تھا تو ہم نے خیال کیا کہ دعوت و جلسہ بتقریب میلاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں منعقد ہو تو جناب کے حکم عزیز کے مطابق ہم لوگ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے مگر جناب کو وہاں نہ پایا۔ لیکن وہاں ہم نے آپ کی پاک طاہر روحانی قوت کو پایا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد گھوم رہی تھی۔ اس وقت ہم لوگ مدینہ منورہ میں ہیں۔ اس کے بعد جناب کی اجازت سے عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ جائیں گے اور پھر انشاء اللہ حمص واپس آجائیں گے۔

مدینہ منورہ میں ہم لوگوں نے آپ کا خط پڑھ کر بتایا کہ دعوت و محفل پاکستان میں ہوگی جب ہم مدینہ منورہ گئے تو اپنے ایک بھائی سے کچھ قرض لیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ خانقاہ کی بڑی عمارت تعمیر کریں۔ جناب کے واسطے اور قادریہ عالیہ کے ذکر و اوراد کے لئے کیوں کہ موجودہ حمص کی عمارت بہت چھوٹی ہے لہٰذا جناب عالی سے درخواست ہے کہ اس سلسلے میں کام کے لئے ہمیں رقم بھیج دیں اور پاکستان میں جناب سے شرف حاصل ہوگا اور آپ کے لئے حمص میں کافی مرید ہیں۔ اور اس سلسلے میں کھلا اشارہ حاصل کرلیا ہے۔ واسلام و علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ'

ہماری طرف سے اور جناب کے تمام مریدین کی طرف سے ہزار ہزار سلام اور ہم اس طریقے کے اپنے تمام بھائیوں کو سلام بھیجتے ہیں۔ اور جناب سے درخواست ہے کہ اپنے دست مبارک سے لکھ کر ہمیں خلافت نامہ قادریہ عالیہ پر روانہ فرمادیں۔ تمام بھائیوں کو سلام' اب اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

مدینہ منورہ میں لکھا گیا۔ یوم جمعرات الموافق ۱۱ ربیع الاول ۲۰/ جون

جواب کے لئے پتہ

الشیخ محمد عبدالقادر الحنشی قادری رحمانی

حمص سوریا۔ سوق الحشیش الیبت باب تدمر

سرکاری دارالافتاء و دعوت اسلامی کالج مالانگ' انڈونیشیا

CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر۱۵۰/ب/۱۹۷۱ء

تاریخ ۵/ شوال ۱۳۹۰ھ

حامداللہ ومصلیا و مسلما علی سید نا رسول اللہ وعلی الہ اصحبہ۔

جناب حضرت مولانا فاروق رحمانی صاحب قبلہ ادام اللہ ظلہ' وخلد فضلہ

السلام و علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ۔

بعد السلام و تحیہ و اکرام کے عرض ہے کہ خوشی و مسرت کے ساتھ والد و والدہ صاحبہ کے بارے میں جناب کا تعزیت نامہ موصول ہوا۔ یہ کتنا رقت انگیز اور لطیف تعزیت نامہ ہے جس میں عمدہ نصیحتیں اور قیمتی مواعظ ہیں۔ جس نے ہماری مصیبت کی شدت کو بہت کچھ بھلا دیا اور ہم لوگوں کو بھاری رنج و غم میں تسلی حاصل ہوئی اور اس سے ہم کو اللہ تعالیٰ ذات یاد آئی جس کی قضا و قدر کو کوئی ٹالنے والا نہیں ہے۔ جو کچھ چلا جائے اور جو کچھ عطا ہو وہ سب کچھ اللہ ہی کا ہے۔ **ولاحول ولا قوتہ الا باللہ** (اللہ کے علاوہ کوئی طاقت و قوت نہیں)

ہم کو بے حد خوشی ہوئی یہ معلوم کرکے کہ والدہ کی وفات کی خبر جو آپ کو ہم نے بھیجی تھی وہ آپ کو اس وقت ملی جبکہ آپ "نانسی کے مقام پر بزرگان دین و علمائے و صلحا کے درمیان اور ایک کثیر مجمع میں میلاد نبوی شریف صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسہ مبارک میں شرکت کررہے تھے اور اس بھرے جلسے میں آپ نے یہ خبر لوگوں کو سنائی اور قرآن پڑھ کر والدہ مرحومہ کی روح کو بخشا۔ اس فضل و کرم کے لئے ہم بے حد شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا گو ہیں کہ آپ کو جزائے عظیم عطا کرے۔

اور جب ہم والد اور والدہ مرحومہ کی تعزیت کا جلسہ کررہے تھے تو ہم نے اپنے طور پر دونوں جلسوں میں آپ کے خط کو پڑھا تو آپ کے تعزیت نامہ کا دلوں پر ایسا گہرا اثر پڑا جس کا لوگوں نے بڑا اثر قبول کیا اور جس سے دلوں کو ٹھنڈک حاصل ہوئی اس پر لوگوں نے بہت پسندیدگی اور گہری خوشی کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ بعض برادران نے تبرک کے طور پر اس کی نقل مانگی اور انڈونیشیا کی زبان میں بعض مقامی اخبارات و رسائل نے اپنی نشریات میں اس کے بعض مضامین کی طرف اشارہ کیا۔

یہ سب تو آپ کے گرامی نامے کے بارے میں تھا۔ ہم آپ سے مزید کی تمنا کرتے ہیں۔ مہربانی فرماکر ان کا سلسلہ منقطع نہ کریں۔ ہر موقع محل اور فرصت کے وقت لکھتے رہیں ہمارے اور آپ کے درمیان تعارف بڑھتا رہے اگرچہ کتابت کے ہی ذریعے سے چنانچہ کہا گیا ہے کہ خط و کتابت نصف ملاقات ہے تو ہوسکتا ہے کہ یہ حقیقی

CamScanner

ملاقات کا سبب بن جائے۔ انشاء اللہ اگر ہم بھول بھی جائیں تو ہمارے لئے یہ دعا کرنے سے نہ بھولیں کہ ہمیں سو سال سے زیادہ کی عمر نصیب ہو یا اس سے زیادہ عمر حافظان محب الطبری و یوسف اللولوئی خیر و عافیت سے ہیں اور صحت مند ہیں۔ آمین۔

یہ جو کچھ ہمیں توفیق ہوئی آپ کو تحریر کیا اور انشاء اللہ جب فرصت ملے گی اور موقع ہوگا ہماری طرف سے اس قسم کے خطوط آپ کو پہنچتے رہیں گے۔

والسلام

مفتی دارالافتاء سرکاری اور دعوت اسلامی کالج

مالا مانگ۔ انڈونیشیا

دستخط

ڈاکٹر سید عبداللہ بن عبدالقادر بلفقیہ علوی

نوٹ : اس کی ایک کاپی حضرت استاذ سید عبدالمنعم الصدوری کو بھی بھیجی ہے۔

باب
بزم معاصرین
باہمی احترام و تعظیم بین المشائخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

۲۹/ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

۲۳/ ستمبر ۱۹۷۶ء جمعرات

دستاویز محبت

اعلیٰ حضرت شیخ العالم مولانا شاہ محمد ضیاء الدین احمد القادری رحمتہ اللہ علیہ

کی نظر میں حضرت خواجہ محبوب رحمانی کا مقام

اللہ تبارک تعالیٰ جل شانہ کا بے پایاں کرم ہے کہ عین القری مدینہ منورہ میں عاجز کا فقیر خانہ شمع محمدی کے پروانوں کا مرکز بنا ہوا ہے اور چار دانگ عالم سے اور خصوصاً ہندوستان و پاکستان سے مشائخ و علما اہلسنّت جب کبھی

مدینہ طیبہ حاضر دربار سید المرسلین ہوئے فقیر کے ہاں بھی محافل نعت میں ضرور تشریف لاتے اور میرے مرشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مجدد کی اس عاجز پر نہایت توجہ روحی ہے کہ آج تک ذکر سید عالم شہنشاہ کون و مکاں سرداراین تاجدار کونین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم برابر فقیر خانے پر حاضری ہے۔

اولیاء اللہ جو ان کے چمن کے پھول ہیں ان پھولوں کی سیر ریاض الجنہ میں دیکھنے کے قابل ہے اور بحمد اللہ فقیر کو ان کی خدمت کا بہت اچھا موقع ملتا ہے۔

مدینے کی سی شادابی نہیں گلزار رضواں میں　　ہزاروں جنتیں آکر سجی ہیں کوئے جاناں میں

جو بزرگان دین یہاں آئے ان میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ نقشبندی محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں کہ وہ اپنے ۲۲ حج میں برابر فقیر خانے پر جلوہ فرماتے رہے۔

۱۹۵۵ء سے ہر دوسرے سال حج و زیارت پر اور امسال ۱۹۷۶ء میں عمرہ رمضان المبارک کے مقدس موقع پر میرے مخلص قلبی و روحی دوست شیخ طریقت شاہ محمد فاروق رحمانی الملقب بہ محبوب رحمانی میرے اخلاص اور ذوق و شوق سے فقیر کے ہاں محافل نعت میں تشریف فرما ہوئے حسب دستور سابق امسال بھی فقیر کے زیر اہتمام انہوں نے ایک عظیم الشان جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرایا جس کی نظیر فی زمانہ کم ملتی ہے۔

فقیر کے ساتھ ان کا تعلق روحی اور قلبی اس قدر گہرا ہے کہ اس دفعہ دوران گفتگو انہوں نے بے ساختہ یہ راز افشا کیا کہ "مجھے آپ میں اپنے شیخ کی شبیہ نظر آتی ہے اور میرا ایمان آپ کو دیکھ کر تازہ ہوجاتا ہے۔" اور بندہ یہ سمجھتا ہے کہ آپ کے پیرو مرشد اعلیٰ حضرت شاہ انعام الرحمٰن قدوسی سرہ قادری چشتی صابری نظامی رحمتہ اللہ علیہ کی روحانیت مجھ پر سایہ فگن ہے اور فقیر کو بھی اپنے پیرو مرشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے والہانہ عشق رسول کا نقشہ محبوب رحمانی میں نظر آتا ہے میں بھی انہیں اپنی محفلوں کی زینت سمجھتا ہوں اور دعا اختتام انہیں سے کراتا ہوں کہ فقیر ان کا دعاگو ہے اور دعا جو بھی ہے ان کا طریقہ دعا مجھے بہت پسند ہے آپ کی دعا قلبی سیدھی سادھی نہایت سلیس زبان میں اور ایسی جامع کہ حاضرین محفل کی دلی تمناؤں کا نچوڑ اس میں ہوتا ہے۔ سوزو گداز سے معمور ندامت کے آنسوؤں سے بھرپور یہ دعا ضرور ہی مقبول بارگاہ ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں آپ کے ملفوظات موسوم بہ لمعات محبوب رحمانی یعنی جوہر تصوف جو ان کے خلیفہ خاص میاں سید محمد ظہیرالحسن رحمانی نے بڑی محنت اور ذوق سے محبت شیخ میں لکھ کر جمع کئے اور مرتب کرکے طبع کرائیں ہیں۔ نہایت سلیس ہیں جو تصوف کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں اس دور الحاد بے دینی بدیقینی میں ان کا مطالعہ طالبان حق کے لئے مشعل ہدایت ثابت ہوگا اس میں جملہ ملفوظات خواجگان کا خلاصہ اور قرآن کریم کی تفسیر صوفیانہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام فہم مطلب بیان کردیا گیا۔ حضرت محبوب رحمانی کے یہ

CamScanner

روح پرور بیانات اور حلقہ ذکر اور مجالس اعراس بزرگان دین کو جو بھی پڑھے گا اس کے ذوق روحانی میں ترقی ہوکر ذوق نوری کا عطا ہوجائے گا اور ایمانی قوتیں بام عروج پر پہنچ جائیں گی۔

میری دلی دعا ہے کہ محبوب رحمانی کے روحی فیضان بقلم صوفی محمد ظہیرالحسن رحمانی تمام عالم میں مخلوق کو جاری و ساری ہوں اور ان کے ذریعہ طالبان راہ حق سیراب ہوں اور تمام مخلوق کو نفع کثیر پہنچے۔ فقیر نے روحی حالات اور تعلیم کے متعلق سند کی نقل ان کو دے دی ہے اور کچھ حالات "ترجمان اہلسنّت" کراچی میں شائع ہوئے ہیں فقیر اجازت دیتا ہے کہ محبوب رحمانی اپنے ملفوظات میں ان کو شامل کرسکتے ہیں۔ الحمدللہ جانبین میں جہاں دیگر تحائف کا سلسلہ باہمی جاری ہے وہاں یہ تحریری ہدیہ بھی یادگار دوست کے طور پر ملفوظات میں محفوظ ہوگا۔ کیونکہ "کل علم لیس فی القرطاس ضاع"

بحکم سیدی والدی

دعاگو فقیر

مہر مبارک

دستخط

فضل الرحمٰن القادری

باب المجیدی مدینہ منورہ

۲۹/ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ جمعرات

تعارف مولف

(حالات خلیفہ مجاز حضرت صوفی سید محمد ظہیرالحسن رحمانی مدظلہ العالی)

مولف حیات حضرت محبوب رحمانی دامت برکاتہم الحاج صوفی سید محمد ظہیرالحسن صاحب رحمانی "سورج پوری" قصبہ چاند پور ضلع بجنور یو پی انڈیا کے ایک نجیب الطرفین سید گھرانے میں ۱۹۱۶ء میں پیدا ہوئے جو حضرت شاہ علی حسین صاحب کی کچھو چھوی سے منسوب بطریقت ہوکر اشرفی الجیلانی کہلاتے ہیں۔ ان کا خاندان حکیم سید ابن حسن اشرفی الجیلانی کی سربراہی میں اس وقت بھی یو پی میں سرچشمہ رشد و ہدایت ہے۔ ان کے حقیقی ماموں سید احسان علی صاحب طبیبہ کالج دہلی میں پروفیسر تھے اور والد ماجد سید محمود الحسین مرحوم دہلی میں ملازم تھے جو ۱۹۲۰ء میں

۲۸۶
۹۵

بزم ساجدین

یکم نومبر ۱۹۸۲ء

معرفت ۔۔۔ ملتان

قبلہ و محترم حضرت پیر محمد فاروق صاحب رحمانی دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

سیدی! جناب والا نے باوجود علالت کے اہلسنت کی سرپرستی فرماتے ہوئے "تنظیم نو" کے اجلاس کیلئے آستانہ عالیہ پر اہتمام فرمایا جو آپ حضرت اور سب کا نہ صرف حق ہے اللہ تعالیٰ حضرت کو شفائے کاملہ و صحت عاجلہ عطا فرمائے اور حضرت کا سایۂ ہمایہ تا دیر قائم و دائم رکھے آمین

پچاس حضرات کے نام دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت کی سرپرستی میں اس اجتماع کو اہل سنت کی تنظیم نو اور اس کے استحکام کیلئے کامیاب اور بابرکت فرمائے آمین حلقہ مبارکہ کے احباب اور حاضرین مجلس کی خدمت میں مخلصانہ تسلیمات عرض ہو — فقط والسلام مع الاکرام

حقیر ناکارہ سید احمد سعید کاظمی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضل الرحمن ضياء الدين

مدينة المنورة

ص.ب ۹۲

مکتوب مبارک جناب مولانا ضیاء الدین احمد مدنی تاریخ ۵ شوال المکرم ۱۳۸[illegible]

رقم

بدست اندلسی

مکرمی فضیلتکم

سیدی الفاضل جناب الحاج صوفی فاروقی صاحب جمیل مدام [illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ۔ حضرت جناب الحکیم علیم الدین صاحب تشریف لائے۔ [illegible] اور وصول ہو گئے

آپ کی مرسلہ ودمانت مبلغ تین سو ساٹھ ریال سعودی [illegible] اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر

کرم فرمائی کا شکریہ۔ فقیر بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

آپ کی سعادت دارین کے لیے دعا گو ہے [illegible] امید ہے [illegible] دعوات

صاحبزادہ [illegible] یاد فرماتے ہیں۔ عزیزی حافظ فضل الرحمن

سلام و دعا عرض [illegible] دعا خیر کا طالب ہے [illegible] بحمد اللہ

حاضرین کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ فقط

محمد ضیاء الدین [illegible]

غفرلہ

فضل الرحمٰن قادری

... حضرت العلامہ مولانا پیر محمد فاروق جیلانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

... انا للہ وانا الیہ راجعون ...

... حضرت صاحب قبلہ ... مولانا محمد مصلح الدین ... آج آپ کا جنازہ ... بریلی شریف سے حضرت صاحب الفضیلت مولانا ... خان، صاحب الفضیلت مولانا مفتی نور اللہ بصیرپوری، حضرت مولانا اشرف ... القادری، حضرت مولانا حامد اشرفی کچھوچھہ شریف، الشیخ مولانا محمد علی ... مفتی حسن شام شریف کے ... اس میں شامل تھے اور انہوں نے بھی ناچیز کو اجازت دی ... محراب نبوی ریاض الجنۃ میں نماز جنازہ پڑھائی (عصر کی نماز کے ...) والد صاحب قبلہ کے وصال سے دو دن قبل آخر خاموشی اختیار کیا اور صبح بات چیت کرتے تھے اور بار بار ارشاد ... فرماتے آئیے تشریف لائیے میرے پاس مشائخ آئے ہوئے ہیں ان کے لئے جگہ چھوڑ دو۔ میرے پاس پیران پیر سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ تشریف فرما ہیں حضرت خضر علیہ السلام کیلئے جگہ خالی کردو۔ حضرات کرام کو فرمانے لگے مجھے معذور سمجھیں میں آپ حضرات کیلئے کھڑا نہیں ہو سکتا معاف فرمادیں میری تربیت فرمائیں پھر خاموشی اختیار کی بعد ازاں میں نے دودھ میں شہد ملا کر پلایا نوش فرمایا اور پھر کچھ کہا کہ یہ حلیب ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا اِشْرَبُوا الْحَلِیْبَ وَصَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت والد صاحب قبلہ کچھ دیر اپنے ہونٹ ہلاتے رہے اور پھر ایک گلاس دودھ (حلیب) نوش جان فرمایا [بعد میں تقریباً پاکستانی ٹائم کے مطابق ۱۲ بجے حضرت پیران پیر روشن ضمیر سیدنا شاہ عبدالقادر جیلانیؒ غوث اعظمؓ کے حلقہ جیلانیہ کے خطیب شیخ ... رات ... تشریف لائے اور آپ سے ملاقات کی یہ آخری شخص ہیں جنہوں نے حضرت سے ملاقات کی اور چل پڑے]۔

کلمہ طیبہ پڑھ کر اذان فجر سے قبل جان، جان آفریں خالق حقیقی کے سپرد کردی انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

تجہیز و تکفین کے بعد حرم شریف میں نماز جنازہ جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا ہے ادا ہوئی ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

مقام المدینۃ المنورۃ
تاریخ ۳-۱-۱۴۰۲ھ

منجانب:
فضل الرحمن قادری
بن شیخ ضیاء الدین مدنی قادری رضوی

[illegible] شریف کی طرف [illegible]
[illegible] سے [illegible] لایا گیا نماز جنازہ میں مدینے والے اور مختلف ممالک کے لوگ
شریک تھے انڈونیشیا، الجزائر، ترکی، مصری، شام شریف، پاکستانی، ہندوستانی، جزائر عرب و اصحاب عجم کے
علماء و فاضل اور عامۃ الناس نے حصہ لیا۔ ہزاروں افراد تھے جنت البقیع شریف میں تہلیل و تکبیر کیا تھا اور درود شریف
رضویہ کے مدائح [illegible] ورد زبان درود با آواز بلند پڑھتے ہوئے اہل بیت اطہار کی طرف جنازہ کو لیجایا گیا اس طرح
مقام اہلبیت میں پہنچایا گیا اور حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے قدموں میں ۲½ گز کے فاصلہ پر قبر کھدوائی گئی تھی اسی میں
حضرت کو اتارا گیا ناچیز آپکا خادم نے قبر میں اتارنے کا شرف حاصل کیا اور اذان و اقامت دونوں کانوں میں آواز سے کہی۔
اور تلقین بھی ناچیز نے پڑھی درود شریف پڑھتے پڑھتے اینٹ لیتے ہوئے لحد کو مکمل کیا اس کے بعد قبر پہ مٹی ڈال دی گئی۔
اسی طرح دنیائے سنت کا ایک عظیم آفتاب ضیائیں جو عرب و عجم کو روشن کر رہی تھیں اپنے محبوب خالق حقیقی
سے جا ملا۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہمیں اور حضور کو و جملہ اہلسنت کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت والد صاحب قبلہ
کے درجات کو بلند فرماتے ہوئے اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے (بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

اب یہ بندہ یتیم ہو گیا ہے آپ حضرات کا نگاہ کرم ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ آپکو ہمارے سروں پر تا ابد
قائم دائم رکھے جملہ اہلبیت کی جانب سے سلام مسنون و طلب دعوات صالحات عرض ہے۔

حضور کے اہل حلقہ و تمام اہلسنت کو تعزیت فرمائیں بندہ اردو لکھنے میں باادب و احترام جیسا چاہیے تھا
میں ادا نہیں کر سکتا بس میرے دل میں جو باتیں اس وقت آئیں اسی کو لکھوا دیا گیا براہ مہربانی بندہ کے قصور کی طرف
نہ دیکھیں اور للہ معاف فرمائیں اور جملہ آستانہ عالیہ کی خدمات میں سلام مسنون عرض کریں اور اپنے مخصوص
دعاؤں میں یاد فرمائیں اور کار الامور سے بارشاد فرمائیں۔ فقط والسلام بصد ادب و احترام۔

آپکا خادم
فضل الرحمن

فضل الرحمن القادری
عفی اللہ عنہ وغفرلہ
وستر عیوبہ عنہ وکرمہ وبجاہ حبیبہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

MOLANA FADLURREHMAN QADRI
P O BOX 92
MADINA MUNAWWARAH (S.A.)

ایک حادثہ کے دوران جل کر شہید ہوئے۔ اور صوفی صاحب کو چار سال کی عمر میں تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یتیمی نصیب ہوئی اور ان کی تربیت ان کی والدہ سیدہ مصطفائی خاتون رحمانی کے سپرد ہوئی جو قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۵ء میں حضرت محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئیں۔ سیدہ موصوفہ ایک خدا ترس، عابدہ و زاہد خاتون تھیں۔ یہ ان کے مجاہدات کا دور تھا۔ کچھ عرصہ سنبھل میں اپنی پھوپھی کے ہاں گزارنے کے بعد صوفی صاحب ۱۹۲۲ء میں مزنگ لاہور میں دوسری پھوپھی کے ہاں مقیم ہوئے۔ خداداد قابلیت اور سخت محنت کر کے دنیاوی تعلیم امتیازی حیثیت میں حاصل کی۔ دینی تعلیم و تربیت والدہ کے سپرد ہوئی۔ معلمہ قرآن میلاد خواں و دینی رجحانات کی مالکہ والدہ محترمہ نے اس ہونہار بروا کو اپنی تربیت سے چار چاند لگا دیئے۔ اور دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی جذبہ بھی ان کے رگ و پے میں سرایت کرتا رہا۔ اور دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و ملک و قوم کی خدمت کا جذبہ ابھرا تو دوران تعلیم علامہ عنایت اللہ خان المشرقی کی عسکری تنظیم "خاکسار" سے متاثر ہو کر خدمت خلق کے پیش نظر اس سے منسلک ہوگئے اور اخبار اصلاح کے مدیر چنے گئے۔ جہاد پر ایک مقالہ لکھنے کی پاداش میں اس وقت کے ڈپٹی کمشنر لاہور پرتاپ سنگھ کے زیر عتاب رہے۔ علامہ صاحب کی عقابی نگاہ نے انہیں تحریک خاکسار کا پروپیگنڈہ سیکریٹری متعین کردیا مگر باوجود ایک عظیم ذمہ دار عہدہ پر فائز ہونے کے نسبی خون نے جوش مارا اور ہدایت و رہنمائی کے سرچشمہ سے سیراب ہوئے۔

درانحالیکہ علامہ المشرقی نے ان کی ذہانت کے پیش نظر انہیں اپنے بچوں کا اتالیق بھی مقرر کردیا تھا۔ مگر ایک نقشبندی بزرگ حاجی محمد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ گجراتی کی توجہ اور ہدایت و ارشاد پر تحریک خاکسار سے علیحدہ ہوگئے اور راہ سلوک پر گامزن ہوگئے۔ سیاست میں حضرت محمد علی جناح سے منسلک ہو کر مسلم لیگ میں شامل ہوگئے اسی دوران ۱۹۳۸ء میں سرکار انگلشیہ کی ملازمت حاصل کرلی اور دہلی و شملہ آنا جانا شروع ہوگیا۔

دہلی بائیس خواجہ کی چوکھٹ، جواں سال سید زادہ، سیدہ مصطفائی خاتون کی تربیت اور نقشبندی بزرگ کی توجہ۔ دل میں ایک عجیب لگن اور عجیب تڑپ پیدا ہوگئی۔ مزارات کی حاضری شروع کردی۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر کثرت سے حاضری دیتے اور پیر محمد علی صاحب نقشبندی کی قیادت میں سرہند تشریف عرس میں شریک ہوئے۔ دینی جذبہ موجزن تھا۔ مطالعہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ مسجد شہید گنج کی تحریک کے دوران حاجی رحیم بخش صاحب ریٹائرڈ جج لاہور کے تفسیری نکات تحریر کرنے کی خدمت سرانجام دی جو بعد ازاں "اسرار مقطعات" کے نام سے شائع ہوئے اور اسی دوران نقشبندی بزرگ کا وصال ہوگیا۔ ابھی منازل سلوک طے نہ ہوئی تھیں۔ مرشد کی تلاش میں سرگرداں تھے سلسلہ چشتیہ کی کشش پیدا ہوئی۔ ۱۹۴۲ء میں سرکاری کوارٹر نئی دہلی سے سائیکل پر طویل فاصلہ طے کر کے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی مراقبہ کیا سکوں

CamScanner

ہوا۔ پھر دہلی میں حضرت سید حسن رسول نما کے مزار پر بھی حاضری شروع کی۔ جہاں حضرت محبوب رحمانی بھی تشریف لے جایا کرتے تھے مگر اس وقت تعارف نصیب نہ ہوا۔ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد کراچی پہنچے اور ۱۹۵۰ء تک تلاش مرشد میں سرگرداں رہے مگر بے سود۔ آخر وہ وقت آن پہنچا۔ رحمت حق بہانہ می جوید ۱۹۵۰ء میں ابھی حضرت محبوب رحمانی کو خلافت تفویض نہ ہوئی تھی اور ان کا قیام سلمٰی بلڈنگ رنچھوڑ لائن کراچی میں تھا اور نشست صابری مسجد میں ہوتی تھی وہاں آنا جانا شروع کیا دیکھا کہ پریشان آتے اور سکون پاتے۔ مریض شفایاب ہوتے تلاش حق والے ذکر و فکر کی راہ پاتے مگر حضرت بیعت نہ فرماتے۔ سر پر دست شفقت رکھ کر فرماتے: "تم ہمارے ہی ہو۔" صوفی صاحب عرض کرتے کہ حضور کی نگاہ کرم مجھ پر بھی ہو یا جہاں میرا حصہ ہیں رہنمائی فرمادیں مگر جواب میں متبسم خاموشی ہوتی ایک روز خلیفہ اول حضرت راجہ محمد عارف خان رحمانی نے فرمایا' "آپ گھر بیٹھیں جہاں آپ کا حصہ ہوگا خود بلالیں گے۔ صوفی صاحب خانہ نشین ہوگئے۔ اس دوران شدید درد گردہ میں مبتلا ہوکر میو ہسپتال لاہور پہنچے۔ ڈاکٹر پیر زادہ نے آپریشن تجویز کیا مگر حضرت بھائی جان رحمتہ اللہ علیہ کا حکم پہنچا کہ مریض مع مرض کے کراچی پہنچے۔ تن بتقدیر کراچی پہنچے اور حضرت محبوب رحمانی کا تیار کردہ سفوف مولی کے عرق کے ہمراہ استعمال کرنے سے پتھری بلا آپریشن خارج ہوگئی اور درد کافور ہوگیا۔ اس دوران آپ کا قیام بہرا پیر کراچی کے نزدیک آستانہ بھائی جان پر رہا۔ رشد و ہدایت کی روحانی محفلوں نے جذبہ شوق اور بھڑکایا اور حضرت محبوب رحمانی کے قدموں پر دل و جان نچھاور کرنے کو تیار رہتے تھے۔ بالاخر ۱۹۵۲ء میں حضرت قبلہ عالم نے بیعت فرمالیا۔ جس کی اجازت مل چکی تھی اب روحانی تربیت مرشد کے سپرد ہوئی اور والدہ محترمہ موٹر کے ایک حادثہ میں ۱۹۷۶ء میں شہید ہوگئیں۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون** اس طرح صوفی صاحب ابن الشہیدین بن گئے۔

صوفی صاحب سید محمد ظہیرالحسن رحمانی بی اے' بی ٹی ہیں۔ عربی کے عالم ہیں۔ گورنمنٹ انگلیشیہ میں ۱۹۳۸ء میں شریک ہوئے۔ اور اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۶۹ء میں بحیثیت کلاس فرسٹ آفیسر ریٹائر ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں منصب خلافت پر فائز ہوئے اور کاتب رحمانی اور عاشق رحمانی کے خطابات سے نوازے گئے۔ اپنے شیخ کے ہمراہ سات بار حج بیت اللہ و زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یاب ہوئے اور ابتداء سے ہی کاتب رحمانی ڈاک کے نگران مقرر ہوئے۔ ان کے پاس ملفوظات کا عظیم ذخیرہ موجود ہے جو ربع صدی کے طویل عرصہ کے ارشادات عالیہ پر مشتمل ہے۔ جس میں سیدی و مرشدی کے ارشادات جمع ہیں کتب سلوک کی تالیف ان کے سپرد ہے۔ لمعات محبوب رحمانی کے چھ حصے شائع ہوچکے ہیں۔ معمولات رحمانی' ماہ صیام کے احکامات و انوارات' پیغام عمل' صدائے جرس وغیرہ کئی کتابیں تالیف کرچکے ہیں۔ ملک و ملت پر جب کٹھن وقت آتا ہے وہ اس سلسلے میں روحانی اصول کے تحت حکومت وقت اور سیاسی جماعتوں کو حضرت محبوب رحمانی کی جانب سے مفید

CamScanner

مشوروں اور مختلف پمفلٹ وغیرہ آگاہ کرنے کے لئے ترتیب دیتے ہیں۔ دعائے رحمانی کا عربی ترجمہ شائع کرا چکے ہیں اور اب انگریزی ترجمہ شائع کرانے کا ارادہ ہے۔ صوفی صاحب قبلہ سفر ہو یا حضر اپنے شیخ کی صحبت میں زیادہ وقت گزارتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سید حامد حسن رحمانی کی صورت میں ایک دیندار و صالح بیٹا دیا ہے جو ۱۹۴۱ء میں لاہور میں پیدا ہوا اور ۱۹۶۰ء میں اعلیٰ تعلیم کے لئے لندن گیا۔ اور وہاں بجائے تعلیم کے ملازمت اختیار کی اور پھر کاروبار شروع کردیا۔ صاحبزادہ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے۔ حج بیت اللہ سے فیض یاب ہوچکا ہے نہایت مودب اور پختہ عقیدہ رکھتا ہے۔ حلقہ رحمانیہ کی تمام کارروائیوں میں مرشد کے احکام کی تعمیل بہ دل جان کرتا ہے اور مطبوعات رحمانی کی طباعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔ اور مرشد پاک اس سے بے حد خوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ آں عزیز کو رضائے حق' رضائے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور رضائے مرشد اور خوشنودی والدین میں دائم و قائم رکھے آمین!

جون ۱۹۷۹ء میں مجھے آستانہ عالیہ کراچی پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ظہیر بھائی نے سیدی و مرشدی کے حالات زندگی خود ان کی زبانی تالیف کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور سرکار قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی حیات طیبہ سے متعلق منتشر جواہر پارے نظر سے گزرے۔ ربع صدی سے ایک شوق اور محترم کے اتباع رسول و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ دیکھا اور سنا تھا ان کی تائید ان اوراق میں نظر آئی۔ ایک شوق اور ایک ولولہ پیدا ہوا۔ اس کی ترتیب و تدوین میں صوفی صاحب کا ہاتھ بٹاؤں۔ بھائی نے بھائی کے جذبہ شوق کے پیش نظر درخواست منظور کرلی۔ اور شیخ مکرم سے بھی بعد از دعا اجازت دلوادی اور وہ منتشر اوراق میں ہمراہ لے آیا۔ اور اللہ کا نام لے کر توجہ شیخ میں ان کی تدوین و ترتیب شروع کردی۔ الحمدللہ! کہ توجہ شیخ سے کامیاب ہوا۔ اور صوفی صاحب قبلہ یہ گراں مایہ تصنیف مخلوق خدا کی ہدایت و رہبری کے لئے پیش کررہے ہیں۔

محتاج نگاہ کرم شیخ
سعید محمد خان رحمانی

مختصر تذکرہ خلفائے رحمانی

اعلیٰ حضرت قطب عالم صدرالصدور شاہ انعام الرحمٰن قدوسی نے پیرو مرشد حضرت شاہ محمد فاروق رحمانی کو جو محبوب رحمانی کا لقب عطا فرمایا تو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ رحمانیہ میں یہ منفرد مقام و منصب بھی عطا فرمایا کہ سلسلہ رحمانی کے تمام خلفاء کی تربیت اور خلافت کی دستار بندی بھی اکثر آپ ہی کے دست مبارک سے کرائی۔ چنانچہ

CamScanner

حضرت خواجہ محمد جعفر صاحب عاشق رحمانی اور صوفی محمد عمر رحمانی کے علاوہ جس قدر بھی خلفائے رحمانی اب تک ہوئے ہیں ان کو دستار خلاف حضرت قبلہ عالم نے عطا فرمائی۔ ان میں پہلا نمبر حضرت منشی نورالعمر کا ہے۔ بعد ازاں جناب حاجی حبیب اللہ حاوی وغیرہ کی دستار بندی بھی قبلہ عالم ہی نے فرمائی۔ آستانہ عالیہ سہارنپور شریف پر شہزادہ عطاء الرحمٰن صاحب قدوسی جانشین حلقہ رحمانی' جناب ماسٹرنذیر احمد صاحب رحمانی الہ آبادی' جناب بابو رشید احمد صاحب رحمانی' جناب حافظ افتخار احمد صاحب رحمانی' جناب حافظ عبدالغفار صاحب رحمانی کی دستار بندیاں ہوئیں اور بمبئی میں جناب سیٹھ عبدالمجید رحمانی کے مکان پر حضرت ماموں مجیب الرحمٰن صاحب رحمانی دامت برکاتہ کو خلافت عطا فرمائی۔

بانی حلقہ رحمانی اور ان کے خلفاء کے اسمائے گرامی

اعلیٰ حضرت صدرالصدور قطب الاقطاب شاہ انعام الرحمٰن صاحب قدوسی' قادری' چشتی' صابری رحمتہ اللہ علیہ بانی سلسلہ رحمانیہ وصال ۴/ فروری ۱۹۵۴ء ۲۸/ جمادی الاولیٰ۔ مزار پاک سہارنپور شریف۔

خلفاء

۱۔ جناب حافظ محمد جعفر صاحب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ الملقب بہ عاشق رحمانی' مزار سہارنپور شریف۔

۲۔ جناب صوفی محمد عمر صاحب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ' مزار قبرستان میانی صاحب لاہور۔

۳۔ حضرت والا درجت الحاج صوفی خواجہ شاہ محمد فاروق صاحب ' الملقب بہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ۔ وصال ۱۱/ اگست ۱۹۸۳ء' بمطابق یکم ذیقعد ۱۴۰۳ ہجری مزار شریف آستانہ عالیہ الفاروق جہانگیر روڈ کراچی۔

۴۔ منشی نورالعمر صاحب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ' مزار پاپوش نگر' کراچی۔

خلفاء حضرت محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ

۱۔ خلیفہ اول خواجہ محمد عارف چشتی صابری رحمانی۔ الملقب بہ سالار رحمانی' چمن رحمانی کے پھول' لعل رحمانی'

CS CamScanner

محبوب محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ' مزار اسلام آباد۔ خلافت ۱۰ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ' وصال ۶ ذوالحجہ ۱۳۹۲ھ بمطابق ۱۱/ جنوری ۱۹۷۳ء۔ عرس ۶ ذوالحجہ کے دن ہوتا ہے۔

۲۔ حاجی ایاز محمد صاحب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ القلب بہ صادق رحمانی۔ بزازی کا کاروبار۔ مزار پنجابی قبرستان' کراچی۔ وصال ۱۴/ دسمبر ۱۹۷۲ء

۳۔ الحاج صوفی سید محمد ظہیرالحسن صاحب چشتی صابری رحمانی المقلب بہ کاتب رحمانی' عاشق رحمانی' ریٹائرڈ ایڈمن آفیسرٹی اینڈٹی' کراچی۔ خلافت ۹/ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ۔ وصال ۴/ محرم ھ ہوگیا۔

۴۔ جناب سعیدالحسن خاں صاحب رحمانی الملقب بہ عاشق رحمانی۔ وصال شدہ' ۱۰ مارچ ۱۹۸۴ء وی پی حبیب بینک لمیٹڈ

۵۔ جناب شیخ نصیرالدین صاحب رحمانی الملقب بہ صابر رحمانی' ریٹائرڈ سیکریٹری۔ وصال شد ۱۳/ ستمبر ۱۹۷۳ء۔ مزار لاہور۔ قبرستان میانی صاحب۔ عرس ۱۵ شعبان کو ہوتا ہے۔

۶۔ جناب مصلح الدین صاحب عالمگیر رحمانی' الملقب بہ عابد رحمانی' نور رحمانی' مسکین رحمانی' ریٹائرڈ لیبر آفیسر۔ کراچی' آستانہ عالیہ پر قیام تھااور وہیں خدمت خلق پر مامور تھے۔ وصال شد۔ مزار شریف پاپوش نگر اماُحضور رحمتہ اللہ علیہا کے برابر۔

۷۔ جناب غلام سرور خاں صاحب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ۔ وصال شد ۱۹۸۲ء بنیر (سوات)

۸۔ جناب میجر محمد سجاول خاں صاحب رحمانی۔ صاحب خدمت' شیخ جنات' چوہا خالصہ راولپنڈی۔ وصال ہوگیا۔ مزار شریف صدرہ نزد موہرہ لنگریال۔

۹۔ قاری حافظ ممتاز احمد صاحب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ الملقب بہ گل رحمانی و شہباز ممتاز۔ شاندار خدمات انجام دے رہے تھے اور حلقہ رحمانی کو وسعت دے رہے تھے اور اب تک انیس خلفاء کی دستار بندی بھی کرا چکے تھے۔ ملیر' کراچی۔ وصال شد' مزار شریف ملیر مدینہ مسجد کالا بورڈ۔

۱۰۔ جناب شیخ محمد شعیب صاحب رحمانی' آستانہ عالیہ' کراچی۔ آستانہ عالیہ پر خدمت خلق' مریضوں کو دیکھنا وغیرہ۔ وصال شد ۱۹۸۴ء' مزار سخی حسن

۱۱۔ جناب شیخ محمد بن سلیم شیخا شیرو رحمانی دمشقی۔ وصال شد دمشق۔

۱۲۔ جناب بدرالدین ابو صالح رحمانی۔ حلب (شام) مہاجر مدنی۔

۱۳۔ جناب محمد تیسرا لمخزومی رحمانی دمشقی۔

۱۴۔ جناب سعید محمد خاں صاحب رحمانی (صاحب خدمت) راولپنڈی۔ وصال شد۔ ۲۰/ اگست ۱۹۸۱ء۔

CamScanner

۱۵۔ جناب میجر شوکت علی صاحب رحمانی۔ لاہور

۱۶۔ جناب سید محمد اصغر علی صاحب رحمانی' کراچی۔ مالک تاج بکڈپو۔ ایم اے جناح روڈ۔ کراچی

۱۷۔ جناب صوفی محمد عالم صاحب رحمانی۔ راولپنڈی وصال ہوگیا

۱۸۔ جناب محمد شفیع صاحب رحمانی۔ کراچی۔ وصال ہوگیا

۱۹۔ جناب محمد خاں صاحب رحمانی۔ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی' کراچی ریٹائرڈ ایڈ من آفیسر وزارت دفاع۔

۲۰۔ جناب قربان علی صاحب رحمانی۔ ریٹائرڈ فلائٹ سارجنٹ پی اے ایف۔ چوہا خالصہ۔ راولپنڈی۔

۲۱۔ جناب سید حامد الدین ساجد صاحب رحمانی' غریب آباد۔ کراچی' معلم عربی

۲۲۔ جناب حافظ عبدالغنی صاحب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کراچی۔ وصال شد قبرستان پی ای سی ایچ ایس

۲۳۔ جناب حاجی احمد صاحب صدیقی رحمانی رحمتہ اللہ علیہ' وصال شد

۲۴۔ جناب شیخ محمد اختر الحق صاحب رحمانی' کراچی ڈپٹی سکریٹری رائس کارپوریشن پاکستان۔

۲۵۔ جناب محمد ابراہیم مسکین رحمانی۔ تاجر۔ محفل خانہ فردوس کالونی' کراچی۔ ہفتہ وار حلقہ ذکر ہوتا ہے۔

۲۶۔ جناب عبدالرحیم صاحب رحمانی' پی ای سی ایچ ایس' کراچی۔ ریٹائرڈ سیکریٹری' آستانہ عالیہ پر بعد مغرب مریضوں کو دیکھتے تھے۔ وصال شد پی ای سی ایچ ایس قبرستان کراچی۔

۲۷۔ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب رحمانی۔ طعام لنگر کے انتظام کی خدمت بڑی خوبی سے انجام دیتے رہے۔ وصال شد مزار کراچی

۲۸۔ جناب حاجی مہدی حسین صاحب رحمانی' وصال شد' مزار پی ای سی ایچ ایس' کراچی۔

۲۹۔ جناب حافظ حاجی محمد اشفاق صاحب رحمانی' جیولرز۔ محفل خانہ باغبان پورہ۔ لاہور میں ہفتہ وار حلقہ ذکر منعقد کرتے ہیں۔ وصال شد مزار میانی لاہور

۳۰۔ جناب شیخ محمد اسلم حمیری صاحب رحمانی۔ لالہ رخ' واہ کینٹ میں ہفتہ وار حلقہ ذکر منعقد کرتے تھے اور اعراس کی محفلیں منعقد کرتے تھے۔ وصال بروز منگل ۹/ شعبان ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۶/ اپریل ۱۹۸۸ء میں ہوا۔

۳۱۔ جناب مقبول احمد صاحب رحمانی (گھی کارپوریشن آف پاکستان) فیصل آباد۔ ہفتہ وار حلقہ ذکر کراتے ہیں اور محفلیں بھی منعقد ہوتی ہیں۔

۳۲۔ جناب منشی نور محمد صاحب رحمانی۔ لانڈھی' کراچی۔ تعویزات نقوش لکھ کر قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کو پیش کرتے تھے۔ مریض اور سحر زدہ آتے ہیں شفا پاتے تھے۔ (پوسٹل ڈیپارٹمنٹ) وصال لانڈھی کراچی

۳۳۔ جناب کرم خاں صاحب رحمانی۔ مستقل رہائش نٹرتوپہ نزد ہری پور۔ وصال شد مزار قبرستان نٹرتوپہ۔

CS CamScanner

۳۴۔ جناب صوفی رحمت اللہ صاحب رحمانی، کلاتھ مرچنٹ۔ آپ بڑے بھائی ہیں صوفی عبدالغفور رحمانی صاحب کے۔ حلقہ آپ ہی لیتے ہیں۔

۳۵۔ جناب صوفی عبدالغفور صاحب رحمانی، کلاتھ مرچنٹ۔ پی ای سی ایچ ایس کراچی میں محفل خانہ قائم کیا ہے۔ اور ہفتہ وار حلقہ ذکر ہوتا ہے۔ محفلیں بھی منعقد کراتے ہیں اور خدمت خلق کے کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں۔

۳۶۔ جناب سید بشیر حسین صاحب رضوی رحمانی، کراچی، ہومیوپیتھک ڈاکٹر۔ خدمت خلق کرتے تھے۔ وصال شد مزار کراچی

۳۷۔ جناب محمد ابراہیم صاحب غزنوی رحمانی۔ ایڈمن آفیسر کے ڈی اے فیڈرل بی ایریا، کراچی۔

۳۸۔ جناب شیخ بشیرالدین قرشی صاحب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ۔ وصال شد، رمضان المبارک ۱۹۷۸ء، مزار قبرستان پی ای سی ایچ ایس۔

۳۹۔ جناب چوہدری نذر محمد صاحب رحمانی، بدر رحمانی گجرات، حال کراچی، وصال شد ۹۳-۶ پاپوش نگر، اما حضور رحمتہ اللہ علیھا کے برابر، ریٹائرڈ ماسٹر وارنٹ آفیسر پاکستان ائیر فورس۔ نگران ڈاک قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ، لیبیا میں حلقہ رحمانی کو وسعت دی اور سلسلہ تجانیہ کے معزز حضرات سوڈانی امدرمان کو بیعت کیا۔ پاکستان میں بھی وسعت حلقہ کے لئے خدمات انجام دے رہے تھے۔

۴۰۔ جناب صوفی ظفر علی صاحب رحمانی۔ داروغہ صفائی اورنگی کراچی میں خدمت خلق کر رہے ہیں۔ صاحب مکاشفہ ہیں۔ مریضوں کو دیکھتے ہیں اور مناسب تدبیر تجویز کرتے ہیں۔

۴۱۔ جناب راجہ محمد انور صاحب رحمانی۔ ریٹائرڈ لیفٹیننٹ کمانڈر (نیوی) بنگلہ ۱۵، ۶/۱ ایف اسلام آباد۔ گلی ۳۸

۴۲۔ جناب راجہ جمال حسین صاحب رحمانی ریٹائرڈ D.S.P، F.S.F کرشن نگر (اسلام پورہ) لاہور میں ہفتہ وار حلقہ ذکر و فکر اور محافل منعقد کرتے ہیں۔ حلقہ رحمانی کو وسعت دے رہے ہیں۔

۴۳۔ جناب غلام فرید صاحب رحمانی۔ ریٹائرڈ ڈپٹی آفیسر (نیوی) چوہا خالصہ راولپنڈی۔ وصال ہوگیا

۴۴۔ جناب ملک محمد ریاض حسین صاحب رحمانی بابا، (مخدومی و محترمی شہزادہ محمد اقبال صاحب رحمانی دامت برکاتھم سجادہ نشین حضرت خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ لقب عطا فرمایا) زمیندار، کوٹ ممتاز لاشاری داخلی باماہ والا، ضلع اوکاڑہ میں محفل خانہ ہے اور بہت بڑا کتب خانہ بھی ہے ہفتہ وار حلقہ اور محافل اعراس منعقد کرتے ہیں۔ بالخصوص سالانہ عرس پنج پیر بڑی شان سے منعقد کرتے ہیں جس میں ہزاروں احباب شریک ہوتے ہیں۔

۴۵۔ جناب شیخ رشید اشرف صاحب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ۔ وصال شد۔ مزار کراچی۔

۴۶۔ جناب حاجی کیپٹن محمد منظور الحق صاحب رحمانی۔ پی آئی اے، پی ای سی ایچ ایس۔ کراچی

۴۷۔ جناب شیخ عبداللطیف صاحب رحمانی۔ کاروبار سامان بجلی سمن آباد، لاہور۔

۴۸۔ جناب سید احمد جواد صاحب رحمانی۔ دہلی

۴۹۔ جناب شیخ لطیف الرحمٰن صاحب رحمانی۔ راولپنڈی

۵۰۔ جناب غلام اعظم صاحب رحمانی۔ سیاح ہیں۔ ترکی، جرمنی اور دیگر ممالک میں خدمت کرتے رہے۔ آستانہ عالیہ پر بھی آسیب زدوں کی دیکھ بھال بھی کی اور باجازت مرشد بنگلہ دیش چلے گئے اور وہیں وصال فرمایا۔

۵۱۔ جناب حاجی سید تصدق حسین صاحب نقشبندی رحمانی رحمتہ اللہ علیہ۔ دہلوی۔ وصال شد۔ مزار امرتسر۔

۵۲۔ جناب حاجی طفیل احمد صاحب رحمانی۔ کلاتھ مرچنٹ۔ محفل خانہ۔ گوجرانوالہ میں ہفتہ وار حلقہ ذکر کراتے تھے۔ وصال شد ۱۹۹۴ء مزار گوجرانوالہ۔

۵۳۔ جناب سید طیب بادشاہ صاحب نقشبندی رحمانی۔ جھنگ۔ اب مدینہ شریف میں مقیم ہیں۔

۵۴۔ جناب مولانا ابرار احمد صاحب رحمانی۔ کراچی۔ تنظیم اہلسنّت والجماعت کے رکن ہیں۔ تبلیغ میں مصروف ہیں۔ آستانہ عالیہ پر سالانہ عرس مقدس عالم پناہ مخدوم پاک حضرت خواجہ علی احمد علاء الدین صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ مورخہ ۲۴/ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۱/ جنوری ۱۹۸۲ء جمعرات کو مندرجہ ذیل حضرات کو دستار خلافت عطا ہوئی۔

۵۵۔ حضرت قبلہ الحاج شیخ محمد اسلام صاحب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ۔ برادر خورد حضرت قبلہ عالم محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ۔ آستانیہ عالیہ پر خصوصی خدمات انجام دیتے تھے۔ وصال شدہ، مزار پاپوش نگر۔

۵۶۔ جناب سید محمد یعقوب صاحب نقشبندی رحمانی۔ لالہ رخ واہ کینٹ۔

۵۷۔ جناب سید انصار علی صاحب ناصری رحمانی۔ راولپنڈی۔ سابق ڈائریکٹر جنرل ریڈیو پاکستان۔

۵۸۔ جناب بریگیڈیئر محمد انور خاں صاحب رحمانی۔ بامہ والا۔

۵۹۔ جناب چوہدری عمردین صاحب رحمانی ایم اے۔ ہسٹری تاریخ، ایم اے انگریزی، جنرل اسٹاف آفیسر I سٹیلائٹ ٹاؤن۔ راولپنڈی وصال شدہ ۸۵-۱۰-۲

۶۰۔ جناب سید نوشیروان علی صاحب گیلانی رحمانی۔ بھیکے وال، لاہور۔

۶۱۔ جناب ملک واجد علی خاں صاحب رحمانی۔ بامہ والا وصال شد

۶۲۔ جناب ملک محمد جعفر صاحب رحمانی۔ باماہ والا۔

CamScanner

۶۳۔ جناب مرزا افتخار احمد صاحب رحمانی۔ کراچی (گلشن اقبال) وصال شد بروز اتوار ۳۰/ جولائی، پہلی ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

۶۴۔ جناب منظور حسین صاحب صدیقی رحمانی۔ فرنیچر مرچنٹ۔ نارتھ ناظم آباد۔ کراچی وصال شد، مزار شریف سخی حسن

۶۵۔ جناب چوہدری خوشی محمد صاحب رحمانی۔ صوبیدار۔ مددگار نگران ڈاک۔ حسابات حلقہ رحمانی۔ وصال شد، مزار شریف ۹۴-۱۲-۲۵

۶۶۔ جناب حاجی محمد صاحب رحمانی۔ خادم آستانہ عالیہ۔ آستانہ عالیہ پر مریضوں کو دوائیں دیتے تھے۔ وصال شد، مزار سخی حسن

۶۷۔ جناب مولانا لقیت اللہ صاحب رحمانی۔ خادم آستانہ عالیہ۔ موذن، وصال شد، مزار شریف سخی حسن کراچی۔

۶۸۔ ڈاکٹر جاوید اقبال رحمانی۔ ہومیوپیتھک۔ لاہور

۶۹۔ حاجی محمد موسیٰ رحمانی۔ تولیہ مرچنٹ، کراچی

۷۰۔ جناب حاجی حکیم حبیب اللہ حاوی رحمانی جو کہ مرید تھے، عاشق رحمانی، حافظ محمد جعفر صاحب رحمانی کے۔ وصال شد ۹۳-۶-۱۳، ۲۱/ ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ

یہ فہرست حسب ارشاد قبلہ عالم خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ مرتب کی گئی ہے۔ اس میں وہ سب حضرات شامل ہیں جو حضرت محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوکر خلیفہ مجاز ہوئے اور جو مکمل طور پر عقیدت و محبت کے ساتھ شیخ سے نسبت کامل و راسخ رکھتے ہیں اور کسی نہ کسی طور سے خدمت خلق کررہے ہیں۔

۷۱۔ سراج احمد رحمانی ریلوے میں بحیثیت کمرشیل سپروائزر ریٹائر ہوئے، قیام فیصل آباد میں۔

۷۲۔ چودھری نذیر احمد رحمانی زمینداری قیام باغبانپورہ لاہور میں

۷۳۔ سید اخلاق حسین قطبی (سیدنا قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے) اعراس اور دیگر محافل ذوق و شوق سے کرواتے ہیں قیام کراچی میں

شجرہ شریف

جس طرح قبیلے اور خاندان اپنے حسب و نسب کا شجرہ رکھتے ہیں اسی طرح صوفیائے کرام کا بھی یہ معمول رہا ہے کہ سلسلوں کے شجرے مرتب کریں جو خلافت کے ذریعے چلتے ہیں۔ ان کی صحت' ان کی حفاظت اور ان کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لئے یہ حضرات نہ صرف اپنی روحانی طاقتوں سے کام لیتے ہیں بلکہ دنیوی ذریعے بھی استعمال کرتے رہے ہیں۔ جیسے کہ اپنے شجرے کو کتابوں میں قلمبند کرنا۔ حفظ کرنا اور روزمرہ کے اوراد میں شامل رکھنا۔ وقتاً" فوقتاً" اپنے ارشادات میں اپنے سلسلے کے بزرگوں کا ذکر کرکے انے حلقہ کو ان کی تعلیمات سے آگاہ کرنا اور جب بھی ہوسکے مع حلقہ کے بزرگوں کے مزارات پر حاضری دینا تاکہ واقفیت بھی ہو اور حیات ظاہری کی طرح استفادہ کریں۔

اکثر سلاسل کے شجرے حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہ' سے شروع ہوتے ہیں۔

چنانچہ تصوف کے پہلے امام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ نے اس تصرف و اختیار کو بشکل خلافت چار حضرات کو عطا کیا اور یہی راہ طریقت کے چار پیر کہلاتے ہیں۔

۱۔ سیدنا امام حسن علیہ السلام

۲۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام

۳۔ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ

۴۔ کمیل ابن زیاد رحمتہ اللہ علیہ

اس علم کے اجراء کے چار طریقے ہیں جنہیں۔ خاندان کہتے ہیں۔ جو یہ ہیں :

۱۔ قادریہ

۲۔ چشتیہ

۳۔ نقشبندیہ

۴۔ سہروردیہ

ان خاندانوں سے بہت سی شاخیں نکلیں جنہیں خانوادے کہتے ہیں۔ اب ان خاندانوں اور خانوادوں کی

CS CamScanner

ضرورت کیوں پیش آئی اور اس کا خلاصہ قبلہ عالم خواجہ محمد فاروق الملقب محبوب رحمانی نے اپنے پیرو مرشد شاہ انعام الرحمٰن قدوسی رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف "باب الانعام" کے تعارف میں ان الفاظ میں کیا ہے :

"تعلیم وہی ہے جس کے لئے نبی صلی اللہ علیہ و سلم مبعوث ہوئے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ زمانہ کے بعید ہونے' مزاجوں میں اختلاف اور طبیعتوں کی صلاحیت کے فرق سے ہر زمانہ میں تزکیہ نفس و تجلیہ روح کی صورتیں مختلف ہوتی رہیں۔ لیکن اصل اساس وہ تعلیمات ربانیہ ہی رہیں اور مخلوق کی ہدایت اور اللہ جل مجدہ سے تعلق کا قیام مقصود نظر رہا۔"

"ہر دور کے صوفیائے کرام اور اولیاء عظام نے اپنے زمانے کے مطابق اس وقت کے موجود امراض قلب و روح کو دیکھ کر مخلوق کی ہدایت و اصلاح کی راہ مقرر فرمائی اور تربیت و تعلیم کا اجرا فرمایا۔ بات وہی کہی جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمائی مگر اپنے وقت کے اعتبار سے اس کو نئے اسلوب اور نئے ڈھنگ سے سنائی۔ تاکہ سننے والوں کے مزاج و افتاد طبع کے موافق ہونے کی وجہ سے وہ قابل قبول ہوسکے اور مخلوق کے لئے مفید۔"

"اسی وجہ سے تزکیہ نفس و تجلیہ روح کے طریقے مختلف ہوگئے۔ چشتیہ نے جمال یار دیکھنے کے قابل بنانے کا کچھ طریقہ اختیار فرمایا' اور نقشبندیہ نے کچھ اور۔ قادریہ بارگاہ محبوب تک پہنچنے کے لئے ایک نرالے انداز سے چلے اور سہروردیہ دوسری راہ پر گامزن ہوئے' یہ اختلاف محض مزاجوں کے اختلاف اور زمانہ کے تلون کی وجہ سے ہوا ورنہ ساز ایک ہی ہے اور آواز بھی صرف ایک ہی اور مقصد بھی صرف ایک ہی اور وہ اللہ جل مجدہ' کا قرب اور اس کا عرفان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کا اتباع اور محبت اور قلب میں بدرجہ معبودیت صرف ذات باری اور بدرجہ محبوبیت صرف ذات محمدی صلی اللہ علیہ و سلم کا رچاؤ اور بقاء اور اس کے سوا ہر شے کا فنا اور معدوم ہوجانا۔"

"طریقے مختلف ضرور معلوم ہوتے ہیں مگر مقصد متحد ہے۔ وہ صرف مخلوق الٰہی کا تزکیہ نفس و تجلیہ روح اور تکمیل اخلاق و عادات اور بندہ کو بارگاہ رب اعلےٰ میں حاضری کے اہل بنادینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔"

قبلہ عالم کو یوں تو جملہ سلاسل طریقت اور تمامی خواجگان کرام سے نسبت روحی حاصل ہے' لیکن ہمارا سلسلہ اولی چشتیہ ' صابریہ اور قادریہ ہی ہیں۔ یہاں پانچوں سلسلوں کی شجرے دے جارہے ہیں اور اختصار کے لئے منظوم شجرے صرف قادریہ اور چشتیہ صابریہ دیئے جارہے ہیں۔ الحمدللہ ان شجروں کی کوئی کڑی کمزور و غیر معروف نہیں' نہ ہی کہیں تسلسل ٹوٹا ہے۔ ہر بزرگ آسمان ولایت میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ ان سے کرامتیں بھی صادر ہوئیں اور تاریخ کے اوراق پر بہت سوں کے کارنمایاں بھی ثبت ہیں۔ دنیا کے کونے کونے اور اس برصغیر میں جو اسلام نظر آتا ہے یہ انہی بزرگوں کی کاوشوں' قربانیوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے۔ بلاد کفر میں اسلامی حکومتوں کا قیام انہی بزرگوں

کی کاوشوں اور دعاؤں کا صدقہ ہے۔

شجرہ طیبہ خواجگان قادریہ، رزاقیہ، رحمانیہ

یاالٰہی اپنی ذات کبریا کے واسطے
اپنی شان بخشش بے انتہا کے واسطے
حضرت فاروق غوث الوقت شیخ پر ضیا
یعنی محبوب رحمانی قطب حق نما کے واسطے
مشعل راہ، ھدے انعام الرحمٰن بے گماں
قطب دیں شبیر احمد پارسا کے واسطے
عاشق روئے نبی، مشتاق احمد بے ریا
بوالحسین احمد میاں نوری لقا کے واسطے
سید آل رسول احمدی روشن ضمیر
شمس دیں اچھے میاں شاہ ولا کے واسطے
سید حمزہ شہہ آل محمد شیخ دیں
سید شہہ برکت اللہ پارسا کے واسطے
شاہ فضل اللہ و شیخ سید احمد باکمال
خواجگان کالپی، کان سخا کے واسطے
خواجہ سید محمد شاہ، شیخ کالپی!
حضرت شیخ جمال الاولیاء کے واسطے
حضرت قاضی ضیاء الدین، شہ قاضی جیا
اور نظام الدین بھکاری باصفا کے واسطے
سید ابراہیم ایرج، سرگروہ اتقیاء

اور بہاء الدین شیخ پارسا کے واسطے
خواجہ سید احمد جیلانی، فخر سالکاں
حضرت سید حسن پیر ہدیٰ کے واسطے
سید موسیٰ و شیخ باورع سید علی
اور محی الدین ابی نصرہ رسا کے واسطے
سید بو صالح، سید عبد رزاق علا
سالکاںِ راہ پیران ہدیٰ کے واسطے
سید عبدالقادر جیلاں، محی الدین لقب
غوث اعظم، آفتاب اولیاء کے واسطے
بوسعید شیخ مخزومی و سید بوالحسن
ابن سعید یوسف القرشی علا کے واسطے
خواجہ بوالفرح طرطوسی، ولی باکمال
اور عبدالواحد شیخ ھدیٰ کے واسطے
خواجہ بوبکر شبلی در، بحر معرفت
اور جنید شیخ، شاہ طائفہ کے واسطے
خواجہ سری سقطی و معروف کرخی باصفا
اور امام دیں علی موسیٰ رضا کے واسطے
واقف سر ولایت اور امام التقیا
یعنی موسیٰ کاظم شاہ ولا کے واسطے
رہبران باورع چشم و چراغ مصطفےؐ
جعفر و باقر امامان ہدیٰ کے واسطے
سید سجاد، زین العابدین دل فگار
نونہال گلشن آل عبا کے واسطے

مورد کرب و بلا' لخت نبی' جان بتول
سیدالشہداء' شہید کربلا کے واسطے
حامل بار ولایت' معدن علم و سخا
حضرت مولا علی مشکل کشا کے واسطے
باعث تخلیق عالم' فخر جملہ کائنات
صاحب لولاک' ختم الانبیاء کے واسطے
دونوں عالم میں خدایا ہم پہ ہو تیرا کرم
خواجگان قادری اہل صفا کے واسطے

شجرہ طیبہ سلسلہ عالیہ' چشتیہ' صابریہ' رحمانیہ

خداوندا توئی معبود عالم
خداوندا توئی مقصود عالم
توئی خلاق مخلوق تو اشیا
توئی رزاق مرزوق تو احیا
ز رحمت یک نگاہ سوئے ما کن
حجاب خویش دور ازروئے ما کن
دلم ازکن ز سوز عشق بریاں
ز آب عشق چشمم دار جریاں
بہر دم رب ارنی میکند دل
ز زخم لن ترانی نیست بے دل
ز عشق خود گرم کن سینہ ما

CamScanner

بروں کن حرص و بغض و کینہ ما
ز شکر خود زبانم را شکر دہ
بذکر خود دل مارا ظفر دہ
مرا منظور کن در نظر پیراں
خدایا در پے ایشاں بمیراں
ز نصرت طالع یارب من چہ نازم
کہ نام خواجگان را شرح سازم
بحق حضرت فاروق پیرم
بہ زلف شاہ بطحی کن اسیرم
بہ ایثار و جمال روئے فاروق
معطر کن دلم از بوئے فاروق
بحق حضرت انعام رحمٰن
منور کن دلم از نور عرفاں
بحق حضرت شبیر احمد
منور کن دلم از نور احمدؐ
بحق حضرت مشتاق احمد
میسر کن مرا دیدار احمدؐ
بحق شاہ صندل مرد عارف
معنبر کن ضمیرم از معارف
طفیل خواجہ عبداللہ ذی ہوش
بکن قلبم ز عشق خویش مدہوش
خداوندا بحق پیر حافظ
ز مکر نفس و شیطاں باش حافظ

خداوندا بحق سید اعظم
شراب بے خودی نوشاں بہر دم
خداوندا بحق سید سالم
ز آفات دو عالم دارسالم
بحق قطب سید بھیک میراں
خدایا دار در زمرہ فقیراں
بحق شاہ شاہاں' بوالمعالی
خدایا وہ جمال لایزالی
خداوندا بحق شیخ داؤد
مرا در ذات مطلق ساز نابود
خداوندا بحق شیخ صادق
براہ خویش مارا دار صادق
بحق بوسعید عین نورم
بروز شب بدہ باخود حضورم
بحق آں نظام الدین بلخی
دہانم ساز شیرین وقت تلخی
بحق آں جلال الدین محمود
خدایا خاتمہ ماساز محمود
بحق آں قطب عالم عبد قدوس
بعشق خود مدام دار محبوس
بحق آں محمد عارف حق
خدایا کن حجاب ازروئے ماشق
خداوندا بحق عارف احمد

ملبب کن دلم از نور بے حد
بحق شیخ عبدالحق مخدوم
نسازی از جمال خویش محروم
بحق آں جلال الدین پیرم
خداوندا بکن روشن ضمیرم
خداوندا بحق شمس دینم
بسوئے عمل صالح دہ یقینم
بحق آں علاؤ الدین صابر
خدایا دار در ہر حال صابر
بحق آں فرید الدین مسعود
نگہداری زکید ابلیس مردود
بحق خواجہ قطب الحق والدین
رسانی در مقام قرب و تمکین
بہ آں خواجہ معین الدین الٰہی
بدہ شوق جمال خود کماہی
خداوندا بحق خواجہ عثمان
دلم معمور کن از نور عرفاں
باں حاجی شریف خواجہ ما
بروئیم باب وصل خویش بکشا!
خداوندا بحق خواجہ مودود
بریں مسکین مکن ابواب مسدود
بحق خواجہ یوسف ناصرالدین
دلم را صاف کن از کبر و از کیں

خداوندا بحق بو محمدؒ
مشرف کن بدیدار محمدؒ
خداوندا بحق خواجه احمد
بریں بیچاره فرما لطف بے حد
بحق آں ابو اسحق شامی
بسلک خواجگاں داری مدامی
خدوندا بحق علو ممشاد
بوصل خویش مارا ساز دل شاد
بحق آں هبیره خواجه بصر
خداوندا اماں ده در دم حشر
بحق آں حذیفه خواجه مرعش
خلاصی ده زدست نفس سرکش
بحق خواجه ابراهیم ادهم
غم خود مونس ماساز هر دم
بفضل آں فضیل پیر زیبا
مکن محتاج در دنیا و عقبےٰ
خداوندا بحق عبد واحد
نگهداری مرا از شر حاسد
خداوندا بحق حسن بصری
برون کن از سرم اوصاف بشری
خداوندا بحق شاه مرداں
پریشانی دلم را رفع گرداں
بحق آں محمدؒ صاحب تاج

نسازی از جمال خویش محتاج
رساں یارب بعدد کل ذرة
صلوٰۃ از مابر احمدؐ الف مرة
خداوندا بحق خواجگانم
بگرداں از گروہ طالبانم
بحق خواجگان اہل چشتم
بہ بخش ایں جملہ کردار زشتم
ہمہ ایں خواجگان رادر جنابت
شفیع آوردہ ام باصد نیازت
جز ایں اسماء دگر حیلت ندیدم
بدرگاہت ہمیں وسلت گزیدم
تمامی حاجت مارا بر آری
بسلک خواجگان مارا بد اری
بسر کن عمر در ایں خاندانم
حشر کن در صف ایں خواجگانم
رجا دراد ز الطاف تو احقر
سگ ایں خواجگان خوانی بہ محشر
قبول از من الٰہی ایں مناجات
بکن مفتوح ابواب السعادات
ہر آں کو خواند ایں شجرہ شب و روز
خدایا کن بہ عشق خود دل افروز
خداوندا مصنف شجرہ رابخش
نویسندہ وہم خوانندہ رابخش

الٰہی بحرمت مشائخ کرام
عاقبت بخیر گردانی۔ آمین ثم آمین

شجرہ طیبہ خواجگان چشتی صابری قدوسی رحمانی ادام اللہ تعالیٰ برکاتہم

یا الٰہی اپنی ذات کبریا کے واسطے
اپنی شان بخشش بے انتہا کے واسطے
واسطہ شان کرمؒ کا اپنی ہم پر رحم کر
حضرت فاروق پیر باصفا کے واسطے
مشعل راہ ہدیٰ' انعام الرحمٰن بے گماں
قطب دیں شبیر احمد پارسا کے واسطے
عاشق روئے نبی' مشتاق احمد بے ریا
شاہ صندل باورع پیر ہدیٰ کے واسطے
خواجہ عبداللہ' عاشق نورالھدیٰ
ایسے باصدق و صفا و اتقیا کے واسطے
پیر حافظ' سید اعظم' سید سالم ولی
اور سید بھیک میراں حق نما کے واسطے
بوالمعالی' شیخ داؤد اور صادق ' شیخ دیں
بوسعید رہبر راہ ہدیٰ کے واسطے
واسطہ حضرت نظام الدین بلخی کا تجھے
اور جلال الدین فخر اولیاء کے واسطے
عبد قدوس اور محمد عارف اسرار حق

اور جناب عارف احمد باصفا کے واسطے
شیخ عبدالحق مخدوم افتخار اولیاء
اور جلال الدین پیر پارسا کے واسطے

شمس دیں، خواجہ علاء الدین صابر کلیری
عاشق حق پیکر صبر و رضا کے واسطے

حضرت گنج شکر بابا فرید الدین سعید
عاشق جانباز، فخر اتقیا کے واسطے

قطب اقطاب زماں، روح روان چشتیاں
قطب دیں، قطب جہاں، قطب ھدیٰ کے واسطے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری
آفتاب خاندان چشتیہ کے واسطے

خواجہ عثمان ہارونی، شہ حاجی شریف
خواجہ مودود فخر اصفیا کے واسطے

خواجہ یوسف ناصر الدین، بو محمد باصفا
سرگروہ اصفیا و اتقیا کے واسطے

خواجہ احمد اور ابو اسحاق شامی پاک باز
علو ممشاد و ہبیرہ پیشوا کے واسطے

خواجہ مرعش حذیفہ، باوقار باورع
خواجہ ابراہیم ادہم پرغنا کے واسطے

حضرت پیر فضیل و عبد واحد شیخ دیں
اور حسن بصری امام اولیاء کے واسطے

حامل بار ولایت معدن علم و سخا

حضرت مولا علی مشکل کشا کے واسطے
باعث تخلیق عالم، فخر جملہ کائنات
صاحب لولاک، ختم الانبیاء کے واسطے
یاالٰہی ہم گنہگاروں پہ بھی ہو اک نظر
خواجگان برگزیدہ چشتیہ کے واسطے

شجرہ طیبہ خواجگان چشتیہ نظامیہ رحمانیہ ادام اللہ تعالیٰ برکاتہم

یاالٰہی اپنی ذات کبریا کے واسطے
اپنی شان بخشش بے انتہا کے واسطے
واسطہ شان کرم اپنی، ہم پر رحم کر
حضرت فاروق پیر باصفا کے واسطے
مشعل راہ ہدیٰ انعام الرحمٰن بے گماں
قطب دیں شبیر احمد پارسا کے واسطے
عاشق روئے نبی مشتاق احمد بے ریا
بوالحسین احمد میاں نوری لقا کے واسطے
سید آل رسول احمدی روشن ضمیر!
شمس دیں اچھے میاں شاہ ولا کے واسطے
سید حمزہ، شہ آل محمد شیخ دیں
سید شہ برکت اللہ پارسا کے واسطے
سید شاہ اویس و سید عبدالجلیل
میر عبدالواحد کان حیا کے واسطے

خواجہ شاہ حسین و خواجہ شیخ صفی
شیخ سعد بڈھن اہل اتقا کے واسطے

حضرت شیخ محمدؐ شاہ مینا باکمال
خواجہ سارنگ فخر اولیاء کے واسطے

حضرت بوالفضل صدر الدین راجو شیخ دیں
اور جلال الدین بخاری باصفا کے واسطے

حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلوی
در بحر معرفت کان ضیا کے واسطے

حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہ
عاشق شوریدہ سر دل سوختہ کے واسطے

حضرت گنج شکر بابا فریدالدین سعید
عاشق جانباز فخر اتقیا کے واسطے

قطب اقطاب زماں، روح روان چشتیاں
قطب دیں قطب جہاں، قطب ھدیٰ کے واسطے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی، سنجری
آفتاب خاندان چشتیہ کے واسطے

خواجہ عثمان ہارونی شہ حاجی شریف
خواجہ مودود فخر اصفیا کے واسطے

خواجہ یوسف ناصرالدین، بو محمد باصفا
سرگروہ اصفیا و اتقیا کے واسطے

خواجہ احمد اور ابو اسحاق شامی پاک باز
علو ممشاد و ھبیرہ پیشوا کے واسطے

خواجہ مرعش حذیفہ باوقار و باورع
خواجہ ابراہیم ادہم پرغنا کے واسطے
حضرت پیر فضیل و عبد واحد شیخ دیں
اور حسن بصری امام اولیاء کے واسطے
حامل بار ولایت' معدن علم و سخا
حضرت مولا علی مشکل کشا کے واسطے
باعث تخلیق عالم' فخر جملہ کائنات
صاحب لولاک' ختم الانبیاء کے واسطے
یاالٰہی ہم گنہگاروں پہ بھی ہو اک نظر
خواجگان برگزیدہ چشتیہ کے واسطے

شجرہ طیبہ خواجگان نقشبندیہ ابوالعالیہ رحمانیہ ادام اللہ تعالیٰ برکاتہم

یاالٰہی اپنی ذات کبریا کے واسطے
اپنی شان بخشش بے انتہا کے واسطے
واسطہ شان کرم کا اپنی' ہم پر رحم کر
حضرت فاروق پیر باصفا کے واسطے
مشعل راہ ہدیٰ انعام رحمٰن بے گماں
قطب دیں شبیر احمد پارسا کے واسطے
عاشق روئے نبی مشتاق احمد بے ریا
بوالحسین احمد میاں نوری لقا کے واسطے
سید آل رسول احمدی روشن ضمیر

شمس دیں اچھے میاں شاہ ولا کے واسطے
سید حمزہ، شہ آل محمد، شیخ دیں
سید شہ برکت اللہ پارسا کے واسطے
شاہ فضل اللہ و شیخ سید احمد باکمال
خواجگان کالپی، کان سخا کے واسطے
خواجہ سید محمد شاہ، شیخ کالپی
حضرت خواجہ امیر بوالعلا کے واسطے
سید عبداللہ، محمد یحییٰ، عبدالحق شہاں
اور عبیداللہ احرار رسا کے واسطے
حضرت یعقوب چرخی اور بہاء الدین شیخ
یعنی در نقشبند بے بہا کے واسطے
حضرت سید کلال و بابا سماسی ولی
اور علی رامتینی پیر ھدیٰ کے واسطے
خواجہ محمود خیر فغنوی، شیخ زماں
ریوگر کے عارف عقدہ کشا کے واسطے
عبد خالق غجدوانی یوسف ہمداں، ولی
اور شیخ بو علی طوسی رسا کے واسطے
خواجہ بوالقاسم گرگان، شیخ باکمال
بوالحسن خرقانی، شیخ باصفا کے واسطے
شیخ بسطام عارف لاثانی، خواجہ بایزید
در بحر معرفت شاہ ولا کے واسطے
رہبران باورع، چشم و چراغ مصطفیٰ

جعفر و باقر امامان ھدیٰ کے واسطے
سید سجاد، زین العابدین دل فگار
نونہال گلشن آل عبا کے واسطے
مورد کرب و بلا، لخت نبی، جان بتول
سیدالشہدا، شہید کربلا کے واسطے
حامل بار ولایت، معدن علم و سخا
حضرت مولا علی مشکل کشا کے واسطے
باعث تخلیق عالم، فخر جملہ کائنات
صاحب لولاک، ختم الانبیاء کے واسطے
یاالٰہی ہم پہ بھی باران رحمت ہو تیری
خواجگان نقشبند پارسا کے واسطے

شجرہ طیبہ خوجگان سہروردیہ، رحمانیہ ادام اللہ تعالیٰ برکاتہم

یاالٰہی اپنی ذات کبریا کے واسطے
اپنی شان بخشش بے انتہا کے واسطے
واسطہ شان کرم کا اپنی، ہم پر رحم کر
حضرت فاروق پیر باصفا کے واسطے
مشعل راہ ھدیٰ، انعام الرحمٰن بے گماں
قطب دیں شبیر احمد پارسا کے واسطے
عاشق روئے نبی مشتاق احمد بے ریا
بوالحسین احمد میاں نوری لقا کے واسطے

سید آل رسول احمدی روشن ضمیر
شمس دیں اچھے میاں شاہ والا کے واسطے

سید حمزہ، شہ آل محمد، شیخ دیں
سید شہ برکت اللہ پارسا کے واسطے

شاہ فضل اللہ و شیخ سید احمد باکمال
خواجگان کالپی، کان سخا کے واسطے

خواجہ سید محمد شاہ، شیخ کالپی
حضرت شیخ جمال اولیاء کے واسطے

خواجہ شیخ قیام الدین و قطب الدین شیخ
شیخ ادہن اور بہاء الدین علا کے واسطے

شیخ علاء الدین و صدر الدین راجو باکمال
اور جلال الدین جہانی، باصفا کے واسطے

شیخ رکن الدین و صدرالدین عارف شیخ دیں
اور بہاء الدین زکریا رسا کے واسطے

حضرت شیخ شہاب الدین، ضیاء الدین نجیب
اور وجیہہ الدین شیخ پارسا کے واسطے

حضرت شیخ محمد، شیخ احمد باکمال
شیخ ممشاد، عارف حق، رہنما کے واسطے

شیخ بغداد عارف حق حضرت خواجہ جنید
اور سری سقطی فخر اولیاء کے واسطے

حضرت معروف کرخی خواجہ روشن ضمیر
خواجہ داؤد طائی باصفا کے واسطے

حضرت خواجہ حبیب اعجمی عالی مقام
اور حسن بصری امام اولیاء کے واسطے
حامل بار ولایت' معدن علم و سخا
حضرت مولا علی مشکل کشا کے واسطے
باعث تخلیق عالم' فخر جملہ کائنات
صاحب لولاک' ختم الانبیاء کے واسطے
ہم نہیں بنتے ترے' اپنا بنالے تو ہمیں
عارفان سہروری' باصفا کے واسطے

ماہانہ نظام الاعراس سلسلہ ہائے رحمانی
محرم الحرام

تاریخ ہائے اعراس	اسماء مبارک بزرگان سلسلہ ہائے رحمانی
یکم	سیدنا امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ
"	سید ابوالحسن علی بن یوسف القرشی قادری رحمتہ اللہ علیہ
"	حضرت فضیل ابن عیاض رحمتہ اللہ علیہ
۲	جناب سید شاہ آل محمد رحمتہ اللہ علیہ
۲	جناب سید شاہ آل رسول احمدی رحمتہ اللہ علیہ
"	حضرت شیخ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ
۵	حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ
۱۰	امام عالی مقام سیدا الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام
"	حضرت سید شاہ برکت اللہ رحمتہ اللہ علیہ
۱۴	جناب سید شاہ حمزہ رحمتہ اللہ علیہ
"	حضرت شیخ ممشاد رحمتہ اللہ علیہ

۱۸ سلطان الفقرا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
〃 حضرت شیخ صادق رحمتہ اللہ علیہ
〃 حضرت شیخ صفی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ
۱۹ حضرت سید احمد جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

صفر المظفر

تاریخ ہائے اعراس اسماء مبارک بزرگان سلسلہ ہائے رحمانی
۵ حضرت شیخ سعد بڈھن چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ
〃 حضرت یعقوب چرخی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ
۸ حضرت سید شاہ عبدالجلیل چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ
۱۷ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا سہروردی رحمتہ اللہ علیہ
۱۹ حضرت سید احمد کالپوری قادری رحمتہ اللہ علیہ
۲۳ حضرت شیخ محمد عرف شیخ مینا چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ
۲۶ حضرت سید حسن قادری رحمتہ اللہ علیہ
۲۷ شیخ عبدالواحد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

ربیع الاول

تاریخ ہائے اعراس اسماء مبارک بزرگان سلسلہ ہائے رحمانی
۳ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ
۱۱ حضرت شاہ ابوالمعالی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ
۱۲ سید الانبیاء و مرسلین، شفیع المذنبین، رحمت اللعالمین، نور مجسم، سرکار دوعالم، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
〃 خواجہ محمد یحییٰ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

〃 خواجہ عبدالخالق غجدوانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

۱۳ حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ

۱۴ قطب الاقطاب حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ

۱۷ حضرت سید آل احمدی قادری رحمتہ اللہ علیہ

〃 خواجہ محمود الخیر فغنوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

۱۹ حضرت سید محمد اعظم صابری رحمتہ اللہ علیہ

۲۲ حضرت سید محمد ابی نصر قادری رحمتہ اللہ علیہ

۲۹ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

ربیع الثانی

تاریخ ہائے اعراس اسماء مبارک بزرگان سلسلہ ہائے رحمانی

یکم حضرت شیخ بوسعید صابری رحمتہ اللہ علیہ

۲ حضرت خواجہ عبدالحق صابری رحمتہ اللہ علیہ

۳ حضرت خواجہ حبیب عجمی سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

۴ حضرت بومحمد صابری رحمتہ اللہ علیہ

۵ حضرت سید ابراہیم ایرجی قادری رحمتہ اللہ علیہ

۱۱ قطب الکونین غوث الثقلین، سطان الاولیاء و الصالحین شاہ جیلانی، محبوب سبحانی
حضرت شیخ ربانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی

۱۴ حضرت ابو اسحاق شامی رحمتہ اللہ علیہ

۱۷ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ

۲۶ حضرت خواجہ یوسف ناصرالدین صابری رحمتہ اللہ علیہ

جمادی الاول

CS CamScanner

تاریخ ہائے اعراس	اسماء مبارک بزرگان سلسلہ ہائے رحمانی
۸	حضرت امیر سید کلال نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ
۹	حضرت شیخ رکن الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ
۲۲	حضرت شاہ شبیر احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ
۲۸	قطب الاقطاب صدر الصدور حضرت خواجہ شاہ انعام الرحمٰن قدوسی رحمتہ اللہ علیہ

جمادی الثانی

تاریخ ہائے اعراس	اسماء مبارک بزرگان سلسلہ ہائے رحمانی
یکم	حضرت خواجہ احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ
۱۰	حضرت بابا محمد سماسی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ
۱۵	حضرت خواجہ محمد عارف صابری رحمتہ اللہ علیہ
۱۶	سید ابوالفضل محمد صدرالدین عرف راجو قتال نظامی رحمتہ اللہ علیہ
۱۷	شیخ ضیاء الدین ابونجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ
۱۹	سید جلال الدین جہانیاں سہرودی رحمتہ اللہ علیہ
۲۴	قطب عالم حضرت خواجہ عبدالقدوس گنگوہی صابری رحمتہ اللہ علیہ
۲۶	شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی رحمتہ اللہ علیہ

رجب المرجب

تاریخ ہائے اعراس	اسماء مبارک بزرگان سلسلہ ہائے رحمانی
یکم	حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ
〃	حضرت خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ
۳	حضرت خواجہ یوسف ناصرالدین صابری رحمتہ اللہ علیہ
۵	حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

CamScanner

۶ خواجہ خواجگان ہندالوالی خواجہ بزرگ حضرت معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ
۱۳ حضرت سید موسیٰ قادری رحمتہ اللہ علیہ
۱۵ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۲ حضرت قاضی ضیاء الدین قادری رحمتہ اللہ علیہ
۲۷ حضرت سید ابوصالح قادری رحمتہ اللہ علیہ
〃 حضرت سید الطائفہ خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ
〃 حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ
۲۸ حضرت نظام الدین بلخی رحمتہ اللہ علیہ

شعبان المعظم

تاریخ ہائے اعراس اسماء مبارک بزرگان سلسلہ ہائے رحمانی
۲ شیخ ابوالفرح طرطوسی قادری رحمتہ اللہ علیہ
۴ حضرت بوسعید مخزومی قادری رحمتہ اللہ علیہ
۱۹ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ
۲۰ حضرت عارف احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ
〃 حضرت شیخ عبدالحق صابری رحمتہ اللہ علیہ
۲۲ حضرت سید محمد کالپوی قادری رحمتہ اللہ علیہ

رمضان المبارک

تاریخ ہائے اعراس اسماء مبارک بزرگان سلسلہ ہائے رحمانی
یکم حضرت شیخ جمال اولیا قادریؒ
۳ حضرت شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ
〃 حضرت شیخ وجیہ الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

CamScanner

〃 حضرت شیخ محمد سہروردی رحمتہ اللہ علیہ
〃 سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴ حضرت حاجی شریف صابری رحمتہ اللہ علیہ
۵ حضرت شیخ داؤد صابری رحمتہ اللہ علیہ
۹ حضرت امام موسیٰ علی رضا رحمتہ اللہ علیہ
۱۰ حضرت قطب سید بھیک میراں رحمتہ اللہ علیہ
۱۳ حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ
۱۶ حضرت سید شاہ آل محمد ماہروی قادری رحمتہ اللہ علیہ
〃 خواجہ پیر حافظ صابری رحمتہ اللہ علیہ
۲۱ مظہرالعجائب الغرائب اسد اللہ الغالب مولائے کائنات امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شوال المکرم

یکم حضرت خواجہ عارف ریوگری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ
۵ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ
۷ حضرت ہبیرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ
۱۶ حضرت مخدوم شیخ سارنگ نظامی رحمتہ اللہ علیہ
۱۷ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ
〃 حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ
۲۲ حضرت سید علی قادری رحمتہ اللہ علیہ
۲۴ حضرت خواجہ عبداللہ صابری رحمتہ اللہ علیہ
〃 حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ

ذی قعد

CamScanner

۵ حضرت جلال الدین پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ
۹ حضرت نظام الدین قادری رحمتہ اللہ علیہ
۱۰ حضرت جلال الدین محمود رحمتہ اللہ علیہ
۱۴ حضرت شاہ فضل اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ
۲۴ حضرت سید عبداللہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ
۲۸ حضرت خواجہ عبداللہ صابری رحمتہ اللہ علیہ
〃 حضرت خواجہ علی رامتینی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

ذی الحج

۷ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۰ سید جلال الدین بخاری نظامی رحمتہ اللہ علیہ
۱۱ شیخ بہاؤ الدین قادری رحمتہ اللہ علیہ
۱۵ حضرت میر ابوالعلیٰ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ
۱۷ حضرت شیخ احمد سہروردی رحمتہ اللہ علیہ
۲۳ شیخ صدرالدین عارف سہروردی رحمتہ اللہ علیہ
۲۷ حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ

CamScanner

ضمیمہ باب الکرامات

گرامی قدر مولانا ابرار احمد صدیقی رحمانی خلیفہ مجاز خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ

مولانا ابرار احمد صدیقی رحمانی کی شخصیت یوں تو محتاج تعارف نہیں' کیونکہ آپ نہ صرف شہر کراچی میں بلکہ ملکی سطح پر بھی ایک معروف شخصیت کے حامل ہیں۔ مولانا کو جو ملک گیر شہرت حاصل ہوئی وہ دراصل خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کا فیضان ہے۔ خود حضرت مولانا فرماتے ہیں "بحیثیت ابرار احمد صدیقی مجھے خاندان اور اہل محلّہ کوئی جانتا نہ تھا' لیکن جب سے حضرت قبلہ عالم خواجہ محبوب رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کا شرف غلامی حاصل ہوا تو خاندان یا اہل محلّہ کیا بلکہ شیخ مخدوم کی نگاہ کرم نے وہ مقام عطا کیا کہ آج ہر شخص بندہ حقیر کو رحمانی کے نام سے جانتا ہے اور پہچانتا ہے۔

تیری عاشقی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا   تیری ذات نے بنادی میری زندگی فسانہ

حضور سیدی مرشدی کے دست حق پرست پر مولانا موصوف ۱۹۶۲ء میں بیعت ہوئے۔ مولانا کی بیعت کا واقعہ پیرو مرشد کی کرامت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ قارئین کو یہ واقعہ دعوت فکر دیتا ہے کہ ایک اللہ کے ولی کا کیا مقام ہوتا ہے۔ مولانا ابرار احمد رحمانی صاحب ۱۹۶۰ء سے آستانہ عالیہ کے حاضرباش تھے' لیکن آستانہ عالیہ کی ظاہری رکھ رکھاؤ' آرائش و زیبائش' محفل خانے میں لگے ہوئے جھاڑ فانوس اور اعلیٰ سے اعلیٰ اور قیمتی قالین دیکھ کر مولانا کے دل میں اکثر یہ خیال پیدا ہوتا کہ کیا اہل اللہ جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے کرو فر اور شاہانہ انداز سے زندگی گزارتے ہیں۔ مولانا کے دل میں ہر طرح کے ادب و احترام کے باوجود یہ اعتراض اکثر رہتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت کی راہ عطا فرماتا ہے اور شکوک و شبہات کو دور کرنے کے لیے کسی ایسے محیر العقول واقعہ سے دوچار کردیتا ہے کہ وہ یہ سوچتا ہے کہ میں تو ابھی تک بدگمانی میں تھا۔ مولانا ابرار احمد رحمانی پر کرم خاص یوں ہوا کہ ایک مرتبہ آستانہ عالیہ رحمانیہ پر خواجہ علی احمد علاؤ الدین صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مقدس کے مبارک موقع پر دوران سماع مولانا پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی کہ اس کی شدت کا اثر تین چار دن مسلسل رہا۔ ان کی یہ حالت تقریباً کئی دن تک رہی۔ چند منٹ کے لیے ہوش میں آتے اور پھر وہی حالت طاری ہوجاتی۔ بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر مولانا کے والد ماجد عبدالستار صدیقی صاحب کو لوگوں نے مشورہ دیا کہ جس محفل میں مولانا پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی تھی وہاں لے جائیں۔ وہی ان کا علاج تجویز فرمائیں گے۔ مولانا کے والد صاحب ان کو لے کر آستانہ عالیہ پر حاضر ہوگئے اور قبلہ عالم سے کیف کی پوری روداد سنائی۔ حضرت مراقب ہوئے اور پھر فرمایا کہ ان پر

صاحب محفل کی نظر ہو گئی ہے۔ اب ان کو چاہیے کہ کسی اللہ کے دوست کا ہاتھ پکڑ لیں۔ مولانا رحمانی فرماتے ہیں کہ اس جملے پر انہوں نے قبلہ عالم سے عرض کیا کہ حضرت آپ کے علاوہ کون اللہ کا ولی ہے کہ جس کا میں ہاتھ پکڑوں۔ آپ ہی بیعت فرمائیے۔ اس پر حضرت قبلہ عالم نے صوفی سید محمد ظہیر الحسن رحمانی، جناب سعید الحسن رحمانی، مولانا کے والد محترم اور دیگر لوگوں کے سامنے تبسم ریز ہوتے ہوئے فرمایا کہ بھئی میں کہاں کا ولی، میں تو ایک دنیا دار آدمی ہوں، میرے تو شاہی ٹھاٹ باٹ ہیں۔ تم تو کسی اللہ کے ولی کا ہاتھ پکڑو تو انشاء اللہ فیض پاؤ گے۔ حضرت کے اس جملے کو سن کر مولانا چونکے اور انہیں یاد آگیا کہ اکثر وہ حضرت کی ظاہری زندگی کو دیکھ کر معترض ہوتے تھے۔ فوراً حضرت کی قدم بوسی کرتے ہوئے کہا۔ حضور مجھ سے غلطی ہو گئی اور پھر میری اتنی صلاحیت بھی کہاں کہ سمجھ پاتا۔ مجھے معاف فرمائیں۔ مولانا ابرار احمد رحمانی کی وکالت کرتے ہوئے صوفی سید محمد ظہیر الحسن رحمانی حضرت سے عرض گزار ہوئے کہ سرکار یہ بچہ ہے، نادان ہے معاف فرمائیں۔ اور اپنی غلامی میں لے کر اس کی تربیت فرمائیں۔ قبلہ عالم نے بڑے پیار سے ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر دوسرے روز رات کو تقریباً ڈھائی بجے حجرہ مقدسہ میں بیعت لے کر حلقہ رحمانی میں شامل کیا۔ مولانا ابرار احمد رحمانی کی بیعت کا واقعہ کرامت سے کم نہیں۔ بیعت کے بعد حضرت نے مولانا کی نہ صرف روحانی بلکہ علمی آبیاری بھی فرمائی اور انہیں کا فیض ہے کہ مولانا رحمانی علمائے اہل سنت میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں اور ملک کی دینی جماعت سے نہ صرف وابستہ ہیں بلکہ بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہتے ہیں۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء میں غزالی زماں اور رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی دامت برکاتہم نے ملتان میں کل پاکستان سنی کانفرنس منعقد کی تو علامہ کاظمی نے مولانا رحمانی کو استقبالیہ کمیٹی برائے سنی کانفرنس سندھ سے رکن منتخب کیا۔ اور مولانا نے سنی کانفرنس میں اپنی تقریر کے جوہر دکھائے۔ ۱۹۸۰ء میں حضور قبلہ عالم نے اپنے خصوصی خلفاء کے باہم مشورے کے بعد مولانا ابرار احمد صدیقی رحمانی کو خرقہ خلافت عطا کیا۔ حضرت مخدوم پاک علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مقدس کی تقریب کے موقع پر دستار خلافت مولانا کے سر پر باندھی گئی جس مقصد کے پیش نظر خرقہ خلافت عطا کیا مولانا بحسن و خوبی اس فریضہ کے انجام دے رہے ہیں۔

صوفی رحمت اللہ رحمانی

ہمارے سفر حج و زیارت حرمین کے دوران جب ہم منیٰ سے میدان عرفات کی طرف چلے تو تھوڑی دور چل کر بس خراب ہو گئی۔ حضور قبلہ عالم بس سے نیچے اتر کر ایک طرف قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گئے۔ اور خیال فرمانے لگے کہ

CamScanner

اللہ تعالیٰ ہمارا یہ قافلہ اس وقت سخت پریشانی میں ہے۔ غیب سے کوئی ایسی سبیل ہوجائے کہ ہم بخیریت وقت مناسب پر میدان عرفات پہنچ جائیں اور ارکان حج ادا کرسکیں۔ حضور خیال فرماکر جب اوپر کو دیکھ رہے تھے تو پیچھے سے ایک خالی بس آکر رکی اور سب یہ دیکھ کر حیران ہوگئے کہ اتنی جلدی کیسے بس آگئی۔ ہم سب کے چہرے خوشی سے کھل گئے۔ ہم نے اسی وقت سمجھ لیا کہ یہ حضور قبلہ عالم کی کرامت ہے کہ فوراً بس مہیا ہوگئی۔ ادھر خیال کیا ادھر پریشانی دور ہوئی۔ ورنہ اگر سواری نہ ملتی تو بہت ہی پریشانی ہوتی۔ یہ حضور قبلہ عالم کا تصرف تھا۔ اس کرامت کے واقعہ سے حضور کی روحانی طاقت کا پتہ چلتا ہے جو اللہ والوں کو اللہ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔

صوفی عبدالغفور رحمانی، کراچی۔

یہ ۱۹۶۴ء کا واقعہ ہے کہ حج کی درخواستوں کا زمانہ تھا۔ اس زمانے میں حکومت ۱۰ ہزار حجاج کرام کو حج پر بھجوایا کرتی تھیں۔ درخواستیں بے شمار آتی تھیں۔ قرعہ اندازی ہوتی تھی۔ جن کا نام قرعہ اندازی میں نکل آتا وہ ہی حج کو جاسکتا تھا۔ میں نے ۱۹۶۳ء میں بھی درخواست دی تھی جو کہ نامنظور ہوئی۔ اس مرتبہ شعبان کی ۱۵ویں شب میں آستانہ عالیہ پر حاضری کا موقعہ نصیب ہوا۔ اس میں دعا ہوئی۔ حضرت قبلہ عالم نے سب کے لئے دعا فرمائی۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت صاحب کی دعا کی برکت سے اگر میرا نام آئندہ قرعہ اندازی میں نکل آیا تو میں حلقہ میں داخل ہوجاؤں گا۔ چنانچہ درخواستوں کا وقت آیا۔ درخواست ہم میاں بیوی کی طرف سے دی گئی تھی اور قرعہ اندازی میں نام پکارے جارہے تھے۔ اس میں ہم دونوں کا نام شروع کے ناموں میں سے پکارا گیا۔ الحمد للہ بہانہ یہ بنا اور ہم دونوں میاں بیوی حاضر ہوکر حلقہ میں داخل ہوئے اور پھر حضرت قبلہ عالم کے ساتھ ساتھ حج کیا۔ سیدی و مرشدی کی دعائیں ہمہ وقت ملتی رہیں اور حج میں بہت ہی زیادہ کرم ہوا۔ اور یہ سلسلہ پھر آگے بھی چلتا رہا۔

سراج احمد رحمانی، فیصل آباد

میں نے قبلہ عالم کی خدمت میں عرض کی۔ جناب، ہماری قسمت میں اولاد ہے۔ آپ نے فرمایا، کیا عمر ہے اس وقت؟ عرض کیا کوئی ۳۴ برس کا ہوگیا ہوں۔ فرمایا بس اب شروع ہونے والی ہے۔ دو بچیاں دیکھ رہا ہوں اور دو تین بچے ہیں۔ عرض کیا، کیا اولاد صالح ہوگی؟ فرمایا، بھئی ماں باپ صالح ہوں گے تو اولاد صالح نہیں ہوگی۔ اولاد ایسی صالح ہوگی کہ کبھی یاد کروگے کہ فقیر نے کچھ کہا تھا۔ اس کے بعد حضور نے میرے دل کے مخفی گوشوں کو ٹٹول کر

CamScanner

مجھے نصیحتیں فرمائیں۔ یہ ان باتوں کے متعلق تھیں جنہیں میں کبھی زبان پر نہیں لایا تھا۔ میں حیران تھا :

در حیرتم کہ بلبل بہ غنچہ چگونہ گفت　　　　راز کہ یادہم نہ شنید از زبان ما

محمد حنیف رحمانی

تا داغ غلامی تو داریم

میری زندگی میں چند مواقع ایسے آئے جن کو میں اپنی زندگی کا خوش وقت کہوں گا۔ ایک موقع وہ جب میں اپنے شیخ طریقت خواجہ محبوب رحمانی سے بیعت ہوا۔ دوسرا وہ خوش وقت کہ جب میں نے حاصل کونین فخر موجودات رحمت اللعالمین سردار دارین تاجدار کونین جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ یہاں یہ میں بتاتا چلوں کہ میں حلقہ رحمانی میں انتہائی غیر معروف تھا۔ جس ہفتے میں زیارت سے مشرف ہوا' اسی جمعرات کے حلقہ میں حاضر ہوا۔ قبلہ عالم خواجہ محبوب رحمانی نے دوران حلقہ بیان فرماتے ہوئے اپنے موضوع سے ہٹتے ہوئے میرے خواب کی کیفیات' حالات بتانا شروع کردیئے اور جو الفاظ استعمال فرمائے وہ میری زندگی کا حاصل ہیں۔ میری کیفیت دیدنی تھی۔ اس کے بعد حجرہ شریف کی نشست میں بھی اسی خواب کا تذکرہ انتہائی محبت و عقیدت سے کیا۔ دوسری جمعرات کے حلقہ میں بھی ذکر کیا۔ بتانا میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ نعمت عظمٰی صدقہ ہے میرے آقا و مولا کا جن کے صدقے میں میں اللہ تعالیٰ کے حبیب لبیب کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اس کے علاوہ یہ کہ میرے مرشد کا مقام کس قدر ارفع و اعلیٰ ہے کہ وہ اپنے غیر معروف کمترین ادنیٰ غلاموں سے کس قدر باخبر رہتے ہیں کہ نہ صرف ان کی زندگی کے ہر گوشے بلکہ ان کے خواب و خیال سے بھی واقف ہوتے ہیں۔ جس نبی کے امت کے اولیاء اس قدر باخبر ہوں تو غیب بتانے والے نبی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا عالم ہوگا۔

ایسا ہی ایک خوش وقت تھا جب میرے شیخ وقت خواجہ محبوب رحمانی نے مجھ سے فرمایا (جب کہ آپ اور میں ہی تھا) میاں خان صاحب گھبراؤ نہیں' فکر مت کرو' تمہارے بازوؤں میں بھی طاقت آئے گی اور تم سے بھی کام لیا جائے گا۔ میں نے برجستہ عرض کیا۔ حضور نہ تو مجھ میں کچھ قابلیت ہے اور نہ ہی صلاحیت۔ ہاں اگر حضور کی نگاہ عنایت رہی اور حضور ہی کوئی کام لینا چاہیں گے تو شاید میں کچھ کام کرسکوں۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔ اس جواب کو سنتے ہی حضور مسکرادیے اور میں نے یہ محسوس کیا کہ حضور نے مجھے یہ جواب خود عطا کیا اور خود ہی بے حساب عنایتیں اور شفقتیں فرمائیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس عاجز سے حلقہ کی کچھ خدمت ہوئی ہے تو یہ

فرمان میرے مرشد کا ہے اور انہی کا تصرف ہے ورنہ میرے جیسا بے علم انسان کچھ کام کرسکے یہ قطعی ناممکن ہے۔ میں اپنے حلقہ کا سب سے نکما اور بے بضاعت شخص ہوں۔ ہاں جن کا دامن میرے ہاتھوں میں ہے وہ یقیناً شیخ الوقت اور غوث دوراں ہیں۔ بات ہمیشہ سے ہی مالکوں کی ہوتی ہے۔ غلام تو اپنے بخت پر فخر کرتے ہیں۔

میری طلب بھی انہی کے کرم کا صدقہ ہے　　قدم یہ اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں

صغیر احمد رحمانی

یہ واقعہ ۱۹۶۷/۱۸ء کا ہے۔ ہم لوگ لارنس روڈ کراچی پر رہتے تھے۔ ایک دفعہ سب گھر والوں نے گھر پر ہی آئس کریم بنائی جس میں بازار کا کھویا ڈالا گیا۔ اس آئس کریم کو سب گھر والوں نے کھالیا جس کی وجہ سے سب کو ہیضہ ہو گیا۔ اور یہ حالت ہوئی کہ جو جہاں لیٹا ہے وہیں الٹیاں اور دست کر رہا ہے۔ کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اپنی مدد کے لئے پڑوس میں سے کسی کو بلا لے۔ میری والدہ محترمہ نے جو کہ مرید تھیں حضور قبلہ عالم خواجہ محبوب رحمانی کی۔ قبلہ عالم کا تصور کرکے آپ کو یاد کرنا شروع کر دیا۔ آپ ان دنوں حج پر گئے ہوئے تھے رات دو بجے کا عمل تمام گھر والے بے یارو مدد گار زندگیوں سے مایوس' بڑی مشکل سے میں ہمت کرکے اٹھا گرتا پڑتا تھوڑی دور گیا کہ ایک ڈاکٹر کے گھر پر بورڈ لگا دیکھا جیسے ہی اس کے گھر کی گھنٹی بجائی وہ تیار ملا۔ گویا وہ ہمارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ فوراً میرے ساتھ گھر آگیا اور میں بے سدھ ہو کر گر گیا ڈاکٹر نے خود ہی چولہا جلا کر پانی گرم کیا۔ سرنج ابال کر سب کو انجیکشن لگائے اور سب کو دوا دی۔ حضور قبلہ عالم جب حج سے واپس آئے تو مجھے ڈانٹا کہ کیا ضرورت تھی بازار کی چیزیں کھانے کی۔ مجھے حج کے دوران پریشان کیا اگر وقت پر ڈاکٹر کو نہ بھیجا جاتا تو کتنا نقصان ہوتا۔ تصور مرید کی طرف سے ہوتا ہے امداد شیخ کی طرف سے۔ ادھر میری والدہ نے صدق دل سے اپنے شیخ کو پکارا ادھر آپ نے کرم فرمایا۔

محمد صدیق طیب رحمانی

۱۹۷۱ء میں مجھے حضرت خواجہ محبوب رحمانی کے ساتھ حج کی سعادت حاصل ہوئی۔ حج سے واپسی پر میں نے حضور سیدی و مرشدی اور اپنے بھائیوں کو ضیافت اپنے گھر پر کی۔ کھانے کے دوران حضور سید و مرشدی نے فرمایا کہ کھانا بڑا اچھا بنا ہے۔ تو میرے پیر بھائی محمد یونس رحمانی نے عرض کی کہ حضور کھانا تو بہت عمدہ پکا ہے لیکن جگہ بہت تنگ

CS CamScanner

ہے۔ اس پر حضور سیدی و مرشدی نے ارشاد فرمایا کہ "اگلی دعوت انشاء اللہ بڑے مکان میں ہوگی۔" اس واقعہ کو گذرے ہوئے تقریباً ڈیڑھ سال ہوا تھا کہ ایک دن میں حضور سیدی و مرشدی کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضور سیدی و مرشدی محمد یعقوب بھائی رحمانی کے مکان کا نقشہ وغیرہ دیکھ رہے تھے۔ میں نے حضور سے عرض کی کہ حضور آپ نے میرے گھر پر فرمایا تھا کہ "اگلی دعوت انشاء اللہ بڑے مکان میں ہوگی۔" تو کیا یہ مکان میری زندگی میں بن جائے گا یا میرے بچے بنائیں گے۔ تو حضور نے فرمایا کہ آپ کہاں پر مکان بنانا چاہتے ہیں تو میں نے عرض کی کہ حضور میں حیدری میں مکان بنانا چاہتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ پلاٹ دیکھ لو اور مجھے بھی دکھا دینا۔ یہاں پر میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت میرے پاس کوئی رقم نہیں تھی بلکہ میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی۔ بہرحال حضور کی زبان پر تاثیر کی کرامت دوسرے دن ہی ظاہر ہو گئی۔ جب میں دفتر پہنچا تو میرے ڈائریکٹر بشیر سہگل نے رقعہ بھیجا کہ صدیق بھائی آپ کا مکان بہت چھوٹا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کمپنی کے خرچے پر ایک بڑا مکان کرائے پر لے لیں۔ میں نے شام کو جا کر حضور کو ساری بات بتائی۔ حضور نے فرمایا کہ آپ اپنا ذاتی مکان ہی بنائیں۔ میں نے بشیر سہگل سے بات کی کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنا ذاتی مکان بناؤں اس کے لئے میں اپنا موجودہ مکان فروخت کر دیتا ہوں۔ اور جو رقم کم پڑے گی وہ میں کمپنی سے قرض لے لیتا ہوں۔ اس پر انہوں نے کہ جتنی رقم کم پڑے وہ میں فراہم کردوں گا۔ ایک بروکر نے حیدری میں مجھے اپنا موجودہ پلاٹ دکھایا۔ میں عصر کے وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر حضور میرے ساتھ آئے یہ پلاٹ دیکھا اور فرمایا کہ "یہ پلاٹ آپ ہی کے لئے ہے" بہرحال میں نے وہ پلاٹ خرید لیا اب اس پر تعمیر کا کام شروع ہوا۔ حضور بنفس نفیس تشریف لائے اور دعا فرمائی کہ اس مکان کے مکمل ہونے تک کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ جب مکان تعمیر ہو گیا تو میں نے حضور سے عرض کی کہ میں مکان کا کیا نام رکھوں۔ حضور نے فرمایا کہ بھئی مکان کا نام تو اپنے بیوی بچوں کے نام پر رکھا جاتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ حضور میرے تو سب کچھ آپ ہی ہیں میں مکان کا نام آپ کے نام پر "الفاروق" رکھنا چاہتا ہوں۔ حضور نے شفقت فرمائی اور اجازت دے دی۔ مکان کی تعمیر مکمل ہونے پر میں نے حضور کو ضیافت کا اہتمام کیا۔ اور یوں حضور کے ارشاد کی تکمیل ہو گئی۔

محمد یونس رحمانی

میں پہلی مرتبہ حضرت قبلہ عالم کے ساتھ بابا شیخ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے عرس میں حاضری کے لئے پاک پتن شریف گیا۔ میری ذمہ داری باورچی خانے کی تھی۔ جب بہشتی دروازہ کھلنے کا وقت آیا تو حضرت قبلہ عالم

نے چار پانچ بجے قریب رحمانی بھائیوں کو خصوصی اجازت کے کارڈ تقسیم کئے۔ جب میری باری آئی تو کارڈ ختم ہو چکے تھے۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ محمد یونس تم ایسے ہی چلے جاؤ۔ یعنی بغیر کارڈ کے جب محمد یونس رحمانی بہشتی دروازے کے قریب پہنچے تو وہاں بہت زیادہ بھیڑ تھی اور پولس بھی عوام کو مار رہی تھی یہ منظر دیکھ کر محمد یونس رحمانی ایک طرف بیٹھ گئے۔ اور اپنے شیخ کو یاد کرنا شروع کر دیا کچھ دیر بعد ایک شخص آیا جس نے سفید لباس پہنا ہوا تھا نورانی چہرہ تھا۔ انھوں نے فرمایا کہ تم میرا رومال پکڑ لو جب محمد یونس رحمانی نے رومال پکڑا تو وہ بہشتی دروازے سے مزار میں لے گئے اور مزار میں پہنچ کر ان بزرگ نے جیب سے لڈو نکالا اور محمد یونس رحمانی کو کھلایا اور فرمایا کہ اپنے پیر محمد فاروق رحمانی سے میرا سلام کہنا۔

ملک ظہور احمد رحمانی

وہ فقیر ہی نہیں جو صاحب تصرف نہ ہو

اکثر ایسا ہوا کہ حضور قبلہ عالم خواجہ محبوب رحمانی جب سفر فرماتے خواہ ہوائی ہو یا ٹرین کا یہ بات اکثر احباب کے مشاہدے میں آئی کہ وہ جہاز یا وہ ٹرین جس سے آپ سفر کرنا چاہتے تھے۔ وہ بغیر آپ کو لئے ہوئے نہیں جا سکی۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ملک ظہور احمد رحمانی صاحب کے گھر لاہور میں پیش آیا جہاز کی روانگی میں ۲ گھنٹے رہ گئے۔ ائیر پورٹ پہنچنے کا وقت قریب آگیا مگر قبلہ عالم بڑے آرام سے اپنی معمول کی کاروائیاں انجام دے رہے ہیں۔ جہاز کی روانگی کا وقت کم سے کم ہو رہا ہے ملک ظہور احمد رحمانی صاحب سخت حیران و پریشان۔ کسی نہ کسی بہانے قبلہ عالم کی خدمت میں جہاز کی روانگی کا ذکر کر رہے ہیں مگر قبلہ عالم ہیں کہ روانہ ہی نہیں ہو رہے یہاں تک کہ جہاز کی روانگی کا وقت بلکل قریب آگیا اور آپ نے ملک ظہور احمد رحمانی کو حکم دیا جو کہ ان کے مرید بھی ہیں کہ اپنے بیوی بچوں کو بلاؤ میں ان سے ملوں گا ملک صاحب کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے اب ہم ائیرپورٹ کے لئے روانہ بھی ہوں تو کسی صورت بھی جہاز کو نہیں پکڑ سکتے ادھر قبلہ عالم اٹھ ہی نہیں رہے ملک صاحب نے ہتھیار ڈال دیئے اور راضی بہ رضائے مرضی شیخ ہو گئے۔ جہاز کی روانگی کا وقت نکل گیا۔ قبلہ عالم نے فرمایا گاڑی منگواؤ اور ائیرپورٹ چلو۔ ملک ظہور اور ان کے ساتھ دیگر مریدین خاموش حیرت میں گم جائے ادب گاڑی منگوائی گئی۔ ائیرپورٹ کی طرف یہ قافلہ روانہ ہوا حضور قبلہ عالم نے دوران سفر ملک صاحب سے فرمایا فقیر سرکاری ڈیوٹی پر ہے۔ وہ جہاز ہی نہیں بنا جو فقیر کو لئے بغیر چلا جائے۔ ائیرپورٹ پر پہنچے کراچی کی

روانگی کے لئے جہاز تیار کھڑا تھا اس میں کچھ خرابی ہو گئی تھی جس کو ٹھیک کیا جا رہا تھا جیسے ہی آپ نے جہاز میں قدم رکھا اس جہاز کی خرابی دور ہو گئی اور وہ کراچی کی طرف روانہ ہو گیا۔
اسی طرح کا ایک واقعہ محمد ایوب رحمانی خادم آستانہ عالیہ نے بھی بیان کیا یہ واقعہ ٹرین کا ہے۔ حضور قبلہ عالم ٹرین کا وقت نکلنے کے بعد گھر سے نکلے اور ٹرین کو اپنا منتظر پایا۔ آپ نے جیسے ہی ٹرین میں قدم رکھا ٹرین روانہ ہو گئی۔ اس قسم کے متعدد واقعات ہیں جن کا مختلف پیر بھائیوں نے مشاہد کیا۔

سیر حرم شریف ۱۹۷۸ء ماسٹر محمد رمضان فاروقی رحمانی۔

حضور سیدی و مرشدی کی نشست رکن یمانی بیت اللہ کے سامنے ہوا کرتی تھی۔ عصر سے عشاء تک حضور وہیں تشریف رکھتے تھے۔ اسی نشست کے دوران ایک دن بعد مغرب میں نے یہ سیر دیکھی۔ میں حضور کے قریب ہی بیٹھا تھا۔ حالت مراقبہ میں آنکھیں بند تھیں۔ سامنے صفا و مروہ کی پہاڑیوں کا جو سلسلہ ہے وہاں ایک بہت بڑا عظیم الشان جلسہ عام ہورہا ہے۔ حد نظر آدمی ہی آدمی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اجلاس ختم فرما کر اٹھے اور ان کے ہمراہ ایک اور صاحب جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی کھڑے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہوا کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ ہماری نشست گاہ کی طرف تھا جہاں پر حضرت سیدی مرشدی تشریف فرما تھے۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا (کراچی سے میاں محمد فاروق رحمانی آگئے ہیں اب امیرج کی ذمہ داریاں ان کے سپرد کئے دیتے ہیں۔ یہ جس سے چاہیں جو کام لیں۔) جب سے میں نے یہ الفاظ سنے ہیں آج تک اس کی لذت میں ہوں اور لذت کم نہیں ہوتی بلکہ روز بروز فزوں تر ہوتی جارہی ہے۔ میں نے حضرت سیدی مرشدی کی خدمت عالیہ میں اس سیر کا اس لیے ذکر نہیں کیا کہ یہ چھوٹا منھ اور بڑی بات تھی۔ اس طرح ٦ سال کا طویل عرصہ گزرنے کے بعد جب میں نے سیدی مرشدی کی خدمت میں یہ سیر بیان کی تو آپ مسکرائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کو جو چاہے دکھادے اور مزید فرمایا کہ صوفی سید ظہیر الحسن کو لکھوادینا۔ حالانکہ مجھ کو ایک فکر یہ بھی تھی کہ حضرت صاحب کہیں یہ نہ فرمادیں کہ آج کہہ رہے ہو ٦ سال گزرنے کے بعد۔ کیوں کہ میں یہ جانتا تھا کہ یہ منصب ابھی تک حضرت صاحب کے پاس ہے۔
جنوری ۱۹۸۴ء میں حضرت صاحب سے یہ سیر عرض کی تھی۔

منقبتیں و سلام

قطعہ وفات

قدوۃ السالکین زبدۃ الواصلین حضرت محبوب رحمانی شاہ محمد فاروق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تاریخ وصال یکم ذیقعد ۱۴۰۳ء بمطابق ۱۱ اگست ۱۹۸۳ء مدفون آستانہ عالیہ، کراچی

ردائے فخر کرتے رہے تعویز سلطانی
اب ان کے بعد دنیا میں نظر آتی ہے ویرانی
ہوئی جب گل حسن کو فکر ان کے سال رحلت کی
کہا ہاتف نے ۔ خلد آباد ہیں فاروق رحمانی
۱۴۰۳ ہجری

از سید گل حسن رضوی قادری چشتی جمیلی سلطانی امروہوی نبیرہ مخدوم سیدنا بدر چشتی رحمتہ اللہ علیہ

ساقی نامہ

مرے ساقی کی محفل میں ہجوم میکشاں دیکھو
جبینوں پر یہاں رندوں کی نور کہکشاں دیکھو
زباں دیکھو، یہاں دیکھو، عیاں دیکھو، نہاں دیکھو
بقدر ظرف پی پی کر نشاط جاوداں دیکھو
کسی کو خم پہ خم ساقی، کوئی پیتے ہی گم ساقی
عطائے بیش و کم میں بھی ہے لطف بیکراں دیکھو
خرد نے فلسفی بن کر کہا منزل سے بیگانہ

یقین کے نور سے لیکن جنوں کو کامراں دیکھو
یقین حاصل نہیں ہوتا، یقین کامل نہیں ہوتا
نہ ہو گر چشم ساقی، رہبر فکر و گماں دیکھو
مرا حاصل، مری منزل، یہی محفل، یقین کامل
یہیں ساقی اٹھتا ہے حجاب ایں و آں دیکھو
مرے قلب و نظر کو عشق نے تلقین فرمائی
خدا کو دیکھنے والے کی لوح ضو فشاں دیکھو
مرے قدموں کی لغزش لے چلی تھی سوئے بربادی
توجہ ان کی آئی خضر بن کر درمیاں دیکھو
شہید ناز کی منزل بڑی پر پیچ منزل ہے
شہید ناز کا ہر ہر قدم پر امتحاں دیکھو
تکلم بن کے یوں کی نطق عارف کی پذیرائی
حقیقت کا تلاطم خیز بحر بیکراں دیکھو
سلامت میکدہ ساقی نظامی کی تمنا ہے
نظر اس کو نہ لگ جائے نصیب دشمناں دیکھو

جناب نظام الدین نظامی رحمانی ایڈوکیٹ

مجھ سا رومانی بھی پل بھر میں ہوا رحمانی
یاد ہے، بیعت سرکار اسی حجرے میں
اسی مسند کے تصرف سے مہکتے تھے حروف
پھول بن جاتے تھے اشعار اسی حجرے میں
جگمگاتا تھا ستاروں کو، سخن تابی سے
رات بھر، چاند کا دربار، اسی حجرے میں

دولت عشق سے کرتے تھے گداؤں کو غنی
عاشق احمد مختارؒ --- اسی حجرے میں
عبد و معبود کے مابین جو ایک پردہ تھی
گرگئی بیچ کی دیوار اسی حجرے میں
فیض تو اب بھی بانداز دگر جاری ہے
اب بھی موجود ہیں سرکار اسی حجرے میں
شبنم رومانی رحمانی

اداؤں میں کشش ہے جس میں پنہاں جذب روحانی
نہیں شک آپ پر ہے سایہ محبوب رحمانی
وہی انداز رحمانی وہی ہے نور پیشانی
وہی ساز جسمانی، وہی ہے سوز پنہانی
عیاں حال جہاں دل پر مسخر اک جہاں دل کا
یہی جام و جم اور ہے یہی نقش سلیمانی
عجب شان جلالی ہے، عجب منصف مزاجی ہے
ہو تم فاروق ثانی کہ ہو محبوب رحمانی
جناب خلیفہ نذیر احمد رحمانی الہ آبادی

ابر رحمت میرے مرشد پہ مسلسل برسے
فیض جاری رہے تا حشر انہی کے در سے
کیوں سراپا نہ ہوں فاروق مجسم نوری
سلسلہ جن کا رہا نور رخ انور سے
کیسی پرنور یہ ہستی رہ عقبیٰ کو چلی

جن کے دیدار کو حسرت سے یہ دنیا ترسے
نعمتیں ایسی ملیں ان کے قدم سے ہم کو
مشکلیں ٹلتی رہیں اور ٹلیں گی سر سے
چشم رحمت سے ضیاء شیشہ دل کو بخشی
دل میرا پاک کیا کس نے بت آذر سے
جب تجلی نگاہ کرم میں شیخ بھی ہو
وصف گوہر نہ اٹھے کیسے بھلا پتھر سے
قلب خاموش کو کیوں نہ عشق محمد ملے
در کعبہ جو ملا ان کو انہی کے در سے

خاموش رحمانی

ولی باصفا پیر ہدیٰ فاروق رحمانی
حبیب مصطفےؐ شان خدا فاروق رحمانی
چمک اٹھا ہے ہر ذرہ جہان حسرت دل کا
فلک پر عشق کے شمس ولا فاروق رحمانی
پسند آتی نہیں رنگینیاں مجھ کو زمانے کی
ہو تم کچھ اس طرح رنگیں ادا فاروق رحمانی
تخیل میں تصور میں تبسم کی اداؤں میں
نظر آتے ہو تم گلگوں قبا فاروق رحمانی
تمہارا غم ہر اک غم کا مداوا بن کے حاوی ہے
تمہارا غم ہے تکمیل شفا فاروق رحمانی

جناب خلیفہ الحاج صوفی حبیب اللہ حاوی، رحمانی جعفری

مجھے مل گیا تھا کوئی سر راہ چلتے چلتے
مری راہ ہی بدل دی سر راہ چلتے چلتے
مری راہ کی صعوبت' مرے ہم سفر نے کھودی
یہ ملی ہے مجھ کو نعمت سر راہ چلتے چلتے
وہ ہیں آشنائے منزل' وہ ہیں رازدار منزل
یہ کھلا ہے بھید مجھ پر سر راہ چلتے چلتے
نہ میں دربدر جو پھرتا تو کہاں پھر ان سے ملتا
یونہی تھا انہیں بھی ملنا سر راہ چلتے چلتے
تمہیں شیدا جو ملے ہیں' یہ حبیب مصطفےٰؐ ہیں
جو کرم سے مل گئے ہیں سر راہ چلتے چلتے

صاحبزادہ مصلح الدین عالمگیر رحمانی (شیدا) خلیفہ محبوب رحمانی

بتائیں کیا تم کو کتنے حسین ہو
تمامی اولیاء کے مہ جبیں ہو
شہ انعام کے تم جانشیں ہو
عطائے رحمت اللعالمین ہو
بہائے آپ نے وحدت کے چشمے
اسی باعث تو سب کے دلنشیں ہو
اٹھائے لاکھ پردے زندگی سے
نہ سمجھے ہم کہ کیوں گوشہ نشیں ہو
تمنا ہے یہی بسمل کی یارب
مقام ان کا سر عرش بریں ہو

ماسٹر محمد رمضان فاروقی رحمانی

مل گئے مرشدی اور کیا چاہیے
بات بگڑی بنی اور کیا چاہیے
آگئے شاہ فاروق کے سائے میں
نسبت اس سے قوی اور کیا چاہیے
گھر کے افتاد میں لے کہ پہنچا یہاں
کہہ دی دل کی لگی اور کیا چاہیے
زندگی میں ہمیں ہر کٹھن موڑ پر
ذات مرشد ملی اور کیا چاہیے
ہے کرم آپ کا کھوٹی قسمت مری
ہوگئی ہے کھری اور کیا چاہیے
بندہ پرور ہمیں آپ کے فیض سے
بندگی ہے ملی اور کیا چاہیے
سلسلہ آپ کا شاہ اجمیر سے
مل گئی ہے کڑی اور کیا چاہیے
بھائی اقبال ہیں جانشیں آپ کے
اب ہمیں رہبری اور کیا چاہیے
فیض مرشد سے منظور مدحت لکھی
حاصل شاعری اور کیا چاہیے

منظور حسین رحمانی

سلام

سلام اے جانشین خواجہ فاروق رحمانی
سلام اے انس و جاں کے مہربان فاروق رحمانی
سلام اے رہبر کامل سلام اے پیر لاثانی
سلام اے گلستان چشت کی خوشبوئے نورانی
سلام اے اپنے بیگانوں کے غم میں جاگنے والے
سلام اے حکم رب سے خوشیاں سب کو بانٹنے والے
سلامی کے لئے سرکار سب رحمانی آئے ہیں
عقیدت اور محبت کے دلی جذبات لائے ہیں
ہمارے دیدہ و دل پر جو مرشد کی نظر آجائے
قسم اللہ کی اپنا مقدر ہی سنور جائے
بس اتنی التجاء ہے حاضری منظور ہوجائے
ہمارے جسم و جاں کی ہر برائی دور ہوجائے

دعائے رحمانی

قال اللہ تبارک و تعالےٰ

وقال ربکم ادعونی استجب لکم

اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو' میں تمہاری (دعا) قبول کرونگا۔
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کو اپنے رب سے سب حاجتیں مانگنا چاہئیں۔ (ترمذی شریف)

مئولفہ

پیرجی انعام الرحمٰن قدوسی قادری چشتی صابری نظامی محلہ شاہ بہلو سہارنپور۔ یوپی (ہندوستان)

بااہتمام

صوفی محمد فاروق رحمانی۔ رنچھوڑ لائن جناح اسٹریٹ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العلمین

والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین

اے میرے دینی بھائیو! اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔(ق۔ پ۲۴۔ س۴۰۔ ع۶) (لوگو) اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو۔ وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔(ق۔پ۸۔س۷۔ع۷) (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہدو کہ) میں تو تمہارے) پاس ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہئے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک رستہ پائیں۔(ق۔پ۲۔س۲۔ع۲۳)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس پر غصہ کرتا ہے۔(ترمذی شریف) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک دعا سے

CamScanner

بڑھ کر کوئی چیز قدر کی نہیں (ترمذی و ابن ماجہ)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول الہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں دعا کیا کرو کہ تم قبولیت کا یقین رکھا کرو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غفلت بھرے دل سے دعا قبول نہیں کرتا (ترمذی شریف)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ہمارا رب تبارک و تعالیٰ (یعنی اس کی رحمت) (واللہ اعلم) نچلے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے۔ جب رات کی پچھلی تہائی باقی رہتی ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں' گناہ معاف فرما۔ اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (حسد) نہ پیدا ہونے دے' تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے' اور احکام شریعت کا اتباع نصیب فرما کر دارین میں فتح یاب کر۔ امین

۱۱۔ اے پرور دگار بوسیلے جملہ ائمہ طریقت کے رہبر کامل کی صحبت و محبت اور ادب نصیب فرما۔ جس سے احکام شریعت و طریقت و معرفت اور حقیقت پر عمل کریں اور ہمیں دنیا فانی سے مسلمان بنا کر اٹھا۔ آمین

۱۲۔اے پرور دگار بوسیلے اپنے صدیقین کے ہم کو اپنی طاعت میں صدق اور خلوص عنایت فرما اور اپنے دوستوں میں شامل کر کے ہمارے قلب کو نور سے منور کر دے۔ آمین

۱۳۔ اے پرور دگار بوسیلے اپنے شہدا اور غازیوں کے نفس و شیطان و مشرکین و کفار اور دشمنوں کے شر و فساد کے مقابلہ میں ہمیں اکیلا نہ چھوڑ اور اپنی رعب و دبد بہ والی تلوار سے فتح نصیب کر۔ ہم پر شکر میں استقامت کے دہانے کھول دے اور ہم کو راہ راست کی ہدایت کر اور اپنی اس چشم عنایت سے دیکھ جو کبھی نہیں سوتی اور دشمنوں کے حوالے نہ کر اور شریروں کے شر سے محفوظ رکھ۔ آمین

۱۴۔ اے پروردگار بوسیلے اپنے صالحین بندوں کے۔ ہم کو اپنے ذکر کی توفیق عنایت فرما جو تیرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب ہے' تیرے نام کے سبب زمین اور آسمانوں میں کوئی چیز ضرر نہیں دے سکتی۔ تو سننے والا و جاننے والا ہے اور ہم کو ظالم لوگوں کے ہاتھ سے بچا

دعا رحمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ اے پروردگار بوسیلے اپنی سو رحمتوں اور ان درودو سلام کے جو پہنچتے ہیں دربار محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان کی عظمت اور برکت سے ہماری درخواست کو شرف قبولیت فرما۔ آمین

۲۔ اے پروردگار بوسیلے تمام انبیاء علیہم السلام کے ہم نے ازل میں جو اقرار اپنی عبدیت اور تیرے رب

ہونے کا کیا ہے اس پر ثابت قدم رکھ اور دنیا فانی میں اپنے علم سے ہمارا دماغ اور قلب روشن کر جس سے باطل مذہبوں اور فرقوں کو پہچانیں اور تیرے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے اصحاب کا طریقہ اختیار کریں اور ہمارے جسم و زبان اور قلب کو آخیر وقت تک اپنی طاعت میں مصروف کر کے توحید کی خوشبو عنایت کر جو باعث مقبولیت ہے۔ آمین

۳۔اے پروردگار بوسیلے اپنے نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو نور ہدایت کے ہیں۔ ہم کو استاد کامل سے پڑھوا کر قرآن مجید کو رہنما بنا۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھے رستے چلا' ان لوگوں کے رستے جن پر تو اپنا فضل و کرم کرتا رہا' نہ کہ ان کے جن پر غصے ہوتا رہا اور نہ گمراہوں کے اور اپنی حرکات میں تیری حفاظت کی درخواست کرتے ہیں۔ آمین

۴۔ اے پروردگار بوسیلے فقرا مہاجرین کے پانچوں فرائض ادا کرنے کی' دینی مسائل یاد کرنے کی' زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی' روزی حلال کھانے کی' دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی' شرک بدعت سے محفوظ رہنے کی اور اپنی محبت میں محویت کی توفیق دے اور مقامات مقدسہ کی زیارت نصیب فرما۔ آمین

۵۔ اے پروردگار بوسیلے ازواج مطہرات کے۔ ہم کو عورتوں کے مکرو فریب سے محفوظ رکھ اور ہمیں ہماری بیویوں کی طرف سے دل کا چین اور اولاد کی طرف سے آنکھوں میں ٹھنڈک عطا فرما۔ مال اور اہل و عیال کو فتنہ نہ بنا' بلکہ اپنی خوشنودی کا باعث بنا ور ہمارے رہنے کی جگہ کو مبارک بنا دے۔ آمین

۶۔ اے پروردگار بوسیلے اہل بیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حروف مقطعات کے۔ ہم کو اپنا فرماں بردار بنائے رکھیو اور اپنی جناب سے ایسی صالح اولاد عطا فرمائیو' جو دین محمدی کی خدمت گزار ہو۔ تو بے شک دعا سننے اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔ آمین

۷۔ اے پروردگار بوسیلے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے۔ سفرمین بیماری سے' ضعیفی میں محتاجی سے' وصال کے بعد جدائی ہونے سے' آنکھوں اور دل کے اندھا ہونے سے' قرض و رشوت اور سود میں مبتلا ہونے سے پناہ مانگتے ہیں۔ ہم کو دنیا اور آخرت میں ایمان و سکون کی دولت عنایت فرما۔ آمین

۸۔ اے پروردگار بوسیلے تابعین کے۔ اگر ہم سے بھول چوک ہوگئی ہو تو مواخذہ نہ کیجیو اور شکر کرنے والی زبان اور رجوع ہونے والا قلب' طاعت میں رہنے والا جسم عنایت فرما جو تجھ کو محبوب ہے۔ آمین

۹۔ اے پروردگار بوسیلے تابعین کے۔ جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں' اتنا ہمارے سرپر نہ رکھیو اور قوت جسم و ایمان اور قلب میں شفقت اور پاکیزگی عنایت فرما۔ آمین

۱۰۔ اے پروردگار بوسیلے جملہ ائمہ شریعت کے ہے۔ فرماتا ہے کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول

CamScanner

کروں۔ کون مجھ سے سوال کرتا ہے پھر میں اس کو عطا کروں۔ کون مجھ سے بخشش مانگتا ہے پھر میں اس کو بخش دوں۔(مشکوۃ باب التحریص علی قیام اللیل)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ بڑی عبادت تو دعا ہے اور جس شخص کو دعا کی توفیق ہوگئی' اس کی لئے قبولیت کے دروازے کھل گئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھل گئے اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھل گئے۔ لہٰذا قرآن مجید اور احادیث شریفہ کے مطابق دعائیں مانگا کرو۔ کیوں کہ جب بادشاہ وقت اور اس کا مقرب وزیر عرضی کا خود مضمون بتا دیتا ہے تو اس کی منظوری میں پھر کوئی تردو باقی نہیں رہتا۔ مگر دعا میں عاجزی اور گریہ وزاری کرنی تقرب الی اللہ کے وسیلوں میں سے ایک وسیلہ ہے۔ "بیشک اللہ اور سارے فرشتے اس کے برابر درود بھیجتے ہیں حضرت نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو۔" (ق۔پ۲۲۔س۳۳۔ع۷)۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس کے دس درجہ بلند ہوتے ہیں (روایت کیا اس کو نسائی نے)۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میرے ساتھ سب آدمیوں سے زیادہ قرب رکھنے والا وہ ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہو (روایت کیا اس کو ترمذی نے)۔ اگر چاہتے ہو کہ دعا مقبول ہووے تو اول و آخر درود و سلام پڑھو!

اللھم صلی علے محمد النبی الامی وعلے الہ واصحابہ و بارک وسلم الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوۃ و السلام علیک یا نبی اللہ الصلوۃ و السلام علیک یا حبیب اللہ ہ آزمائش میں نہ ڈال اور اپنی رحمت سے قوم کفار و مشرکین سے نجات بخش۔ آمین

۱۵۔ اے پروردگار بوسیلے مبلغین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم۔ سے جو گناہ سرزد ہوئے ہیں تیری نا فرمانی سے نہیں بلکہ ابلیس کی مدد اور نفس کی رہزنی سے ہوئے ہیں' جس کی سزا کو پہنچ گئے۔ اقوال و اعمال سے نہ آزما اور قلبی ایذا سے محفوظ رکھ اور نرمی کے ساتھ معاملہ کر اور توبتہ النصوح کی توفیق دے اور تبلیغ کے لئے ہمارا سینہ اور زبان کھول دے جو انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ آمین

۱۶۔ اے پروردگار بوسیلے بزرگان قادریہ کے تیرے در پر سب طرف سے امیدوں کو قطع کر کے بوجہ گناہوں کے شرمندہ ہو کر خوف کا لباس پہن کر محتاج سائل بن کر حاضر ہوئے ہیں۔ ہمارے گناہ بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے۔ جب تو نے ہمیں ہدایت بخشی تو اس کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا کر دیجو اور ہمیں اپنے ہاں سے نعمت عطا فرما۔ تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔ آمین

۱۷۔ اے پروردگار بوسیلے بزرگان چشتیہ کے ہم پر نظر کرم فرما۔ ہم نے جو گناہ کئے ہیں وہ ظاہر ہیں اور جو اعمال

صالحہ کئے ہیں وہ بھی قابل سزا ہیں۔ کوئی عمل تیری درگاہ میں پیش کرنے کے قابل نہیں۔ محض تیری رحمت پر بھروسہ ہے۔ آمین

۱۸۔ اے پروردگار بوسیلے بزرگان نقشبندیہ کے ہمارے والدین و استادوں و پیر مرشدوں کو بخش دے اور اپنی رحمت سے روز بروز ان کا ذکر جمیل بلند کر۔ اور امرا و علماء و فقرا کو اپنی صحیح حالت پر قائم رکھ۔ اگر یہ تینوں تباہ ہوگئے تو خلقت کی معاش و دین اور دل تباہ ہو جائیں گے۔ ہمارے بھائیوں کو ہدایت کر۔ اور ان کی عقلیں درست رکھ۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ آمین

۱۹۔ اے پروردگار بوسیلے بزرگان سہروردیہ کے، ایسے گناہوں سے محفوظ کر کہ جس کی وجہ سے قحط و بیماریوں وزلزلوں و سیلابوں و جنگ جدل و فتنہ و فساد گویا کہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہو جائیں اور ایسے اعمال صالحہ کی توفیق دے کہ جس سے تیری رحمت کا نزول ہو کر انجام بخیر ہو۔ آمین

۲۰۔ اے پروردگار بوسیلے بزرگان اویسیہ کے ہم کو باوجود زیارت میسر نہ ہونے کے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عشق کا نام پلا کر درود و سلام پڑھنے کی توفیق اور دربار محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قبولیت عنایت فرما۔ آمین

۲۱۔ اے پروردگار بوسیلے جملہ خانوادوں کے ہم کو اس قدر غنی کر کہ تیرے مشاہدہ جلال و جمال کے ساتھ سب سے مستغنی ہو جائیں اور ہم کو وہی حقوق دے جو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو دے ہیں کہ قیصر و کسرے کے تاج ان کی ٹھوکروں میں روندے گئے۔ اور سمندر و آگ و ہوا و پہاڑوں و لوہے و جانوروں و شیطانوں و جنوں و آدمیوں کو ان کے تابع کیا اور اپنی رحمت کے درواز کھول دے۔ آمین

۲۲۔ اے پروردگار اسباب کے بنانے والے، ہم عاجز ہیں۔ اپنے مقربین کے جوتوں کی گرد ہمارے سر پر ڈال دے تاکہ قلب نرم و متحمل مزاج ہو کر تجھ کو پہچانے۔ اور دنیا میں زندگی تیرے ذکر کے ساتھ۔ اور عقبیٰ میں زندگی تیرے دیدار کے ساتھ ہوا اور پیچھے آنے والوں میں ہمارا ذکر خیر باقی چھوڑ دے۔ آمین

۲۳۔ اے پروردگار حاجتوں کے پورا کرنے والے۔ ہماری تمام حاجات کو پورا کر، جس سے ہمارے قلبوں کو سکون حاصل ہو، انبیاء علیہم السلام اولیاء عظام و صدیقین و شہدا و صالحین کے مزارات پر اور مسلمانوں کے قبرستان میں جانے کی توفیق عنایت فرما تاکہ قلب میں عبرت اور موت کی یاد پیدا ہو کر تیری طاعت میں مصروف ہوں۔ آمین

۲۴۔ اے پروردگار مشکلوں کے حل کرنے والے تو ہی ہمارا مدد گار ہے دنیا اور آخرت میں اور تجھ ہی پر بھروسہ ہے۔ عافیت دارین تیرے ہی فضل و کرم پر موقوف ہے۔ آمین

CS CamScanner

۲۵۔ اے پروردگار مرضوں کے مٹانے والے، بوسیلے ان آیتوں کے جو شفا اور رحمت ہیں ایمان والوں کے لئے ہمارے ظاہری اور باطنی امراض کو دور کر اور جسمانی و روحانی روزی سے قوت دے اور ہمارے قلبوں کو اپنے نور سے منور کر کے اپنے ساتھ رہنے و سننے اور دیکھنے کا مشاہدہ نصیب فرما۔ آمین

۲۶۔ اے پروردگار بلاؤں اور سختیوں کے دفع کرنے والے۔ ہم عاجز اور ناتواں ہیں، تو ہی ہر قسم کی بلاؤں سے ہم کو و اہل و عیال و ہمسایوں و عزیزوں و دینی دوستوں اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو محفوظ رکھنے والا اور دلوں کو راحت تکلیف میں اپنی طرف متوجہ کرنے والا ہے۔ آمین

۲۷۔ اے پروردگار درجوں کے بڑھانے والے ہمارے پاس کوئی اطاعت ایسی نہیں جو پیش دربار عالی ہو۔ دینی اور دنیوی درجوں کا بلند ہونا محض تیرے فضل و کرم پر موقوف ہے۔ آمین

۲۸۔ اے پروردگار کرم کے دروازے کھولنے والے۔ ہمارے وقت سکرات کلمہ توحید زبان پر ہو، اور قلب تیری طرف متوجہ ہو اور شربت توحید پی کر اس عالم فانی سے رخصتی ہو۔ قبر میں دیدار محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو کر منکر نکیر کے سوال و جواب میں آسانی ہو۔ قبر سے اٹھتے وقت بسبب اپنی مہربانی کے نور کا لباس عطا فرمانا۔ آمین

۲۹۔ اے پروردگار سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔ میدان محشر میں اپنی رحمت کامل اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت کا ظہور فرما کر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اپنا خاص انعام فرمایئے۔ آب کوثر کا جام پلا کر جنت میں پیغمبروں و صدیقوں و شہیدوں اور صالحین کی ہمسائگی عنایت فرمائیو اور یقین کامل ہے کہ تجھ کو پکار کر محروم نہ رہیں گے بموجب تیرے ارشاد عالی کے (کیا جس چیز کی انسان ارزو کرتا ہے، وہ اسے ضرور ملتی ہے۔ دنیا اور آخرت تو خدا ہی کے ہاتھ میں ہے)۔ آمین

۳۰۔ اے پروردگار بوسیلے ان ناموں کے کہ دعا کی تجھ سے تمام انبیاء علیہم السلام نے، مغفرت انعام کی اور پڑھنے والوں و سننے والوں کی اور ہم تجھ سے وہ سب بھلائیاں مانگتے ہیں جو تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مانگی ہیں۔ انعام پر انعام کرنے والے رحمان ہماری کل دعاؤں کو قبول فرما **بطفیل سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم** آمین

۳۱۔ اے پروردگار بوسیلے ان ناموں کے جو لکھے ہیں مقربین فرشتوں کی پیشانی اور گرداگرد عرش و کرسی کے سائلوں کی آہ وزاری اور بے کسی کی آواز پر نظر کرم فرما۔ ہم تیرے دروازے پر یہ صدا دیتے ہیں۔ یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم اپنے فضل کے ہاتھوں سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ عطا فرما۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اور ہم اپنے پیغمبروں کو اور مومنوں کو نجات دیتے رہے ہیں۔ اسی طرح ہمارا ذمہ

ہے کہ مسلمانوں کو نجات دیں۔ (ق، پ۱۱، س۱۰، ع۱۰)
نوٹ : اس انقلاب کے زمانے میں حضرت قبلہ عالم کے ارشاد کے مطابق
اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم
ہر نماز کے بعد اکیس مرتبہ پڑھے۔ اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے۔ دیگر **فااللہ خیر حافظا وھوارحم الراحمین**
ہر وقت پڑھتا رہے۔

اگر دربار خداوندی میں دعا مانگتے ہو تو پرہیز بھی اختیار کرو

فقیہ ابواللیث رحمتہ اللہ علیہ تنبیہہ الغافلین کے باب الحسد میں فرماتے ہیں۔ تین شخصوں کی دعا قبول نہیں ہوتی اور ان کی عاجزی منظور نہیں ہوتی ہے۔ ایک وہ شخص کہ مال حرام کھاتا ہو۔ دوسرا وہ شخص کہ غیبت کی کثرت کرتا ہو۔ تیسرا وہ شخص جو مسلمان سے حسد رکھتا ہو یا بخل کرتا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جن کا کھانا اور پہننا حرام میں سے ہے اور پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں۔ بھلا ایسی دعا کب قبول ہوتی ہے۔ (کیمیائے سعادت)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی دعا کرتا ہے وہ تین چیزوں سے خالی نہیں یا تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ یا فوراً" کوئی چیز اس کو مل جاتی ہے یا آئندہ اس کو دی جاتی ہے۔ (کیمیائے سعادت)

دعا قبول ہونے کے بعد اشاد خداوندی کو نہ بھول جانا

اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کو پکارتا (اور) اس کی طرف دل سے رجوع کرتا ہے۔ پھر جب وہ اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت دیتا ہے تو جس کام کے لئے پہلے اس کو پکارتا ہے اسے بھول جاتا ہے اور خدا کا شریک بنانے لگتا ہے تاکہ (لوگوں کو) اس کے رستے سے گمراہ کرے(ق۔پ۲۳۔س۳۹۔ع۱)۔ مگر انسان سرکش ہو جاتا ہے جب کہ اپنے تئیں غنی دیکھتا ہے(ق۔پ۳۰۔۹۶۔ع۱)۔ اور جب ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو اس سے خوش ہو جاتا ہے اور اگر ان کو انہی کے اعمال کے سبب کوئی سختی پہنچتی ہے تو (سب احسانوں کو بھول جاتا ہے) بے شک انسان بڑا ناشکرا ہے(ق۔پ۲۵۔س۴۲۔ع۵)۔ انسان بھلائی کی دعائیں کرتا

CamScanner

کرتا تھکتا نہیں اور اگر تکلیف پہنچ جاتی ہے تو ناامید ہو جاتا اور آس توڑ بیٹھتا ہے۔ اور اگر تکلیف پہنچنے کے بعد ہم اس کو اپنی رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو میرا احق تھا(ق۔پ۲۵۔س۴۱۔ع۶) اور جب ہم انسان پر کرم کرتے ہیں تو منہ موڑ لیتا اور پہلو پھیر کر چل دیتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی لمبی دعائیں کرنے لگتا ہے(ق۔پ۲۵۔س۴۱۔ع۶)۔ جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارنے لگتا ہے پھر جب ہم اس کو اپنی طرف سے نعمت بخشتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھے (میرے) علم (و دانش) کے سبب سے ملی ہے (نہیں) بلکہ وہ آزمائش ہے مگر ان میں سے اکثر نہیں جانتے(ق۔پ۲۴۔س۳۹۔ع۵)۔

نوٹ ضروری ملاحظہ ہو!

اے میرے پیارے دینی بھائیو! بڑی عبادت تو دعا ہے کہ جس سے رحمت الہی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

دعا کے اوقات

بعد تلاوت قرآن مجید بعد اوراد و وظائف بعد ہدیہ ایصال ثواب۔ بعد وعظ و نصیحت بعد نماز تہجد اور مجمع کثیر میں دعا رحمانی پڑھو اور سب حاضرین جلسہ آمین کہیں۔ دعا کے مستجاب ہونے پر طاعت خداوندی میں مصروف رہ کر اس کے احسانوں کا شکر کرتے رہو۔ تاکہ نعمت خداوندی قائم رہے۔**وما علینا الاالبلاغ**